صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

پیر 11 مارچ 1991ء

(دوشنبہ 24 شعبان 1411 ھ)

جلد 4 ـــ شمارہ 9

سرکاری رپورٹ

مندرجات

پیر 11 مارچ 1991ء

(جلد 4 بشمول شمارہ جات 1 تا 17)

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ	1067
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	1068
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	1097
غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	1104
سینٹ کی خصوصی نشستوں کے لئے انتخاب کا اعلان	1104
اراکین اسمبلی کی رخصت	1105
کال اٹینشن نوٹس کے طریق کار میں ترمیم	1113

مسئلہ استحقاق:۔

محکمہ تعلیم کی جانب سے سکول کی عمارت کی تعمیر کے بارے میں مبہم جواب کی فراہمی۔ 1134

اراکین اسمبلی کے ٹیلیفون کنکشنوں کو منقطع کرنا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 1141

تحاریک التوائے کار:۔

بلدیہ عظمیٰ لاہور کی مالی حالت زار ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 1160

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چوتھا اجلاس

پیر 11 مارچ 1991ء

(دو شنبہ 24 شعبان 1411ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں شام پانچ بجے منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ

پارہ 3- سورہ البقرہ 2 آیت 273

(اور ہاں تم جو خرچ کرو گے) ان حاجت مندوں کے لیے جو خدا کی راہ میں رکے بیٹھے ہیں اور ملک میں کسی طرف جانے کی طاقت نہیں رکھتے (اور مانگنے سے عار رکھتے ہیں) یہاں تک کہ نہ مانگنے کی وجہ سے ناواقف شخص ان کو غنی خیال کرتا ہو اور تم قیافے سے ان کو صاف پہچان لو (کہ حاجت مند ہیں اور شرم کے سبب لوگوں سے منہ پھوڑ کر اور) لپٹ کر نہیں مانگ سکتے اور تم جو مال خرچ کرو گے کچھ شک نہیں کہ خدا اس کو جانتا ہے

وما علینا الا البلاغ

سردار امجد حمید خان دستی۔ (پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا! میری گذارش یہ ہے کہ یہ تیسری اسمبلی ہے اور میں نے آج تک پیپلز ہاؤس میں کبھی بھی رہائش نہیں رکھی۔ وہاں پر رہائش رکھنے والے سے دو سو روپے یومیہ کے حساب سے کرایہ کاٹا جا رہا ہے تو اس کی مہربانی کر کے clarification کرائی جائے مجھے یہ جو خسارہ ہو رہا ہے اس کو ختم کرایہ جائے میں نے سیکرٹری صاحب کے نوٹس میں بھی یہ بات لائی ہے مجھے سٹاف والوں نے کہا ہے کہ جو رقم اکاؤنٹنٹ جنرل کے حساب میں چلی جائے وہ واپس نہیں آتی۔ تو آپ کے حصے کی رقم جا چکی ہے وہ اب واپس نہیں آسکتی آپ اس رقم کو واپس کروائیں۔ جناب والا میری صرف یہی گزارش تھی۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر۔ سردار صاحب، یہ مسئلہ ایوان میں پیش کرنے کا نہیں ہے یہ آپ کا اور اسمبلی سیکرٹریٹ کا مسئلہ ہے اس میں اگر آپ چاہیں گے تو میں ذاتی مداخلت کر کے اس کو حل کرا دوں گا۔

یہ ایک سوال محکمہ جنگلات سے متعلقہ ہے اور اس سوال کا جواب ایوان کے میز پر رکھ دیا گیا ہے اس سوال کا نمبر 239 ہے اور اس کے محرک چودھری محمد اسلم کائرہ صاحب تھے اس کا جواب وزیر صاحب نے ایوان کی میز پر رکھ دیا ہے اگر اس پر کوئی ضمنی سوال ہے تو اسے ہم entertain کرنے کو تیار ہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز۔ جناب سپیکر۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے چھوٹے بھائی اشفاق سرور صاحب سے پوچھنا چاہونگا کہ کیا وہ یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ اس معزز ایوان میں ایک معلوماتی رپورٹ پیش کی جائے تاکہ یہ پتہ چل سکے کہ 26 کروڑ 38 لاکھ 7 ہزار پودے لگوائے گئے اور ان میں سے جتنے بھی انہوں نے نیچے تفصیلات میں لکھے ہیں کیا یہ صحیح رپورٹ ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر۔ ڈاکٹر صاحب، آپ اپنا سوال دھرائیے گا۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز۔ جناب والا۔ میں اختصار کے ساتھ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کیا وزیر موصوف کی طرف سے کمیٹی بٹھائی جا سکتی ہے جس سے یہ پتہ چل سکے کہ آیا یہ رپورٹ جو انہوں نے درج کی ہے وہ کہاں تک صحیح اور درست ہے؟

وزیر جنگلات۔ (راجہ اشفاق سرور خان)۔ جناب والا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر میرے بڑے بھائی ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب اس بارے میں کچھ جاننا چاہیں تو میں ضرور ان کے ساتھ بیٹھ کر تفصیل سے

discuss بھی کر سکتا ہوں اور میں نے جو آج تک اقدامات کیئے ہیں ان کے بارے میں میں ان کو مطمئن بھی کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ کوئی اور ضمنی سوال؟ کوئی اور ضمنی سوال نہیں ہے۔

آج محکمہ صحت کے متعلق سوالات ہیں ڈاکٹر خاور علی شاہ صاحب کا سوال نمبر 12 ہے۔ تو جناب ڈاکٹر خاور علی شاہ صاحب.....

ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال خانیوال میں میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کی تعیناتی

*12۔ ڈاکٹر خاور علی شاہ۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ---

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہر ضلع کے ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں ایک میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کیا ہونا ضروری ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ہسپتال خانیوال میں میڈیکل سپرنٹنڈنٹ تعینات نہیں ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب ہاں میں ہے تو پھر ڈسٹرکٹ ہسپتال خانیوال میں میڈیکل سپرنٹنڈنٹ تعینات نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت۔ (چودھری جعفر اقبال)

(الف) جی ہاں

(ب) جی ہاں درست ہے۔

(ج) میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال خانیوال کی آسامی ابھی تک محکمہ خزانہ گورنمنٹ پنجاب نے منظور نہیں کی، محکمہ خزانہ سے خط و کتابت کی گئی ہے۔ان کا موقف ہے کہ پہلے ہسپتال کی نئی بلڈنگ مکمل کی جائے اس کے بعد میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کی آسامی منظور کی جائے گی۔ نئی بلڈنگ مکمل کرنے کے بارے میں ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ سروسز پنجاب کو خصوصی طور پر ہدایات دے دی گئیں ہیں۔ بلڈنگ تعمیر ہونے پر جونہی میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کی آسامی منجانب محکمہ صحت منظور ہو گئی، میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال خانیوال فوراً تعینات کر دیا جائے گا۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ۔ ضمنی سوال۔ جناب سپیکر آپ کے توسط سے میں اپنے بھائی وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ بلڈنگ کے لیے بھی پیسہ محکمہ خزانہ نے دینا ہے اور ایم ایس کی آسامی بھی خزانہ

والوں نے اس شرط پر defer کر دی ہے کہ وہاں بلڈنگ نہیں ہے تو کیا یہ بتا سکیں گے کہ وہ بلڈنگ کب تک مکمل ہو گی۔ کب تک اس کی رقم مل جائے گی اور اس مالی سال میں کیا ایم ایس کی آسامی منظور ہو جائے گی؟

وزیر صحت۔ جناب والا۔ یہ ایک طریق کار ہے جس کے تابع یہ سارا نظام چلتا ہے اور اس طریق کار کے تحت جب کسی ہسپتال یا Basic Unit یا کسی بھی سطح کا کوئی ہسپتال ہو تو اس کی آسامیاں باقاعدہ منظور کرائی جاتی ہیں اور جس کی منظوری محکمہ خزانہ دیتا ہے۔ میرے بھائی کا دوسرا سوال تھا کہ یہ کب تک مکمل ہو گا۔ تو اس سلسلہ میں جناب والا یہ ہسپتال 93-6-30 تک انشاءاللہ مکمل ہو جائے گا۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ۔ 93-6-30 تک؟

وزیر صحت۔ 93-6-30 تک۔

جناب سپیکر۔ جون 93 تک۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ۔ جناب والا آپ کے توسط سے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ 1985 میں یہ ضلع بنا تھا اور 1993 میں آپ اس کو ایم ایس کی آسامی دے رہے ہیں جو کہ ضلعی ہیڈ کوارٹر کے لیے بہت ضروری ہے۔ تو کیا باقی ضلعی سربراہان کو بھی بلڈنگ کے بغیر آسامی نہیں دی گئی تھی یا تمام محکمے کے جو ہیڈز ہیں وہاں پر آسامیاں دی گئیں اور صرف ایم ایس کے لیے یہ شرط ہے کہ بلڈنگ کے بغیر 1993 تک ڈسٹرکٹ خانیوال کو کوئی میڈیکل سپرنٹنڈنٹ نہیں ملے گا۔

وزیر صحت۔ جناب والا میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ ایک طریق کار ہے جس کے مطابق یہ سارا کام سرانجام پاتا ہے تو اس وقت ایم ایس کی جگہ DHO خانیوال اس ہسپتال کی دیکھ بھال کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر۔ اس میں ڈاکٹر خاور علی شاہ کا ضمنی سوال یہ تھا کہ کیا ہسپتال کی عمارت بننے سے پہلے جو ضلع 85 میں قائم ہو چکا ہے اس ضلع میں ایم ایس کو تعینات نہیں کیا جا سکتا اور اس کا دوسرا جز یہ تھا کہ کیا باقی جو نئے اضلاع بنے ہیں ان میں بھی یہی Practice رہی ہے کہ ان میں پہلے بلڈنگ بنتی ہے پھر ان میں ایم ایس لگائے جاتے ہیں؟

وزیر صحت۔ جناب والا طریق کار یہی ہے کہ پہلے جو ہسپتال چاہے وہ چھوٹی سطح کا ہو یا بڑی سطح کا وہاں پہلے بلڈنگ مکمل ہوتی ہے پھر اس کو take over کیا جاتا ہے اس کے بعد باقی جتنی بھی آسامیاں

ہیں وہ پر کی جاتی ہیں اور ان کی منظوری ہوتی ہے۔
ڈاکٹر خاور علی شاہ۔ جناب والا یہ صرف ہسپتال کے ساتھ ہے میرا ایک ضمنی سوال یہ تھا کہ باقی ضلعوں میں یا جہاں نئے اضلاع بنے ہیں ان کے ساتھ یہی سلوک کیا گیا جو خانیوال کے ساتھ ہو رہا ہے یا یہ پالیسی اب آئی ہے کیونکہ 85ء میں یہ ضلع بنا تھا اور 85ء سے 89ء تک کیا پالیسی تھی؟
جناب سپیکر۔ جی وزیر صحت پلیز۔
وزیر صحت۔ جناب والا! اس میں یہ پہلے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال تھا اور اس کی senior medical officer دیکھ بھال کر رہا تھا تو اس سلسلے میں یہی طریق کار ہے کہ جب بھی کوئی نیا ضلع بنتا ہے تو اس میں جب کوئی ہسپتال up grade کیا جائے تو اس کی آسامی اس کی up gadation اور مکمل construction ہونے کے بعد وہاں پیدا کی جاتی ہے۔ دوسرے اضلاع میں بھی ایسا ہی ہے۔
جناب سپیکر۔ ویسے ڈاکٹر صاحب اپنے اس سوال کے بارے میں کافی بے قرار نظر آتے ہیں۔ اور میں نے دیکھا ہے کے ضلع اوکاڑہ جس سے میرا تعلق ہے جب نیا بنا تھا تو اس میں Sub division سطح کا ہسپتال تھا لیکن اس کی عمارت بننے سے پہلے ایم ایس کی appointment ہو گئی تھی۔ ڈاکٹر صاحب یہی کہنا چاہتے ہیں اس لیے کہ ایسے اور بھی باقی اضلاع ہیں ایم ایس کی appointment جو ہے اس کو عمارت سے مشروط نہیں کیا جاتا۔ تو اس بارے میں تھوڑا سا ان formalities سے نکل کر ڈاکٹر صاحب یہ چاہتے ہیں کہ وہاں ایم ایس کی appointment ہو جانی چاہیے۔ یہ ضلع 85ء میں بنا ہے اور اب 91ء ہے اور 91ء میں بھی ایم ایس کی appointment مؤخر ہو رہی ہے اس سے پہلے کہ وہاں عمارت بنے اور عمارت نہیں بن رہی اس لیے کہ فنڈز نہیں ہیں۔ تو اس بارے میں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان وزیر صحت سے ایک واضح قسم کا بیان چاہتا ہے کہ ایم ایس کی appointment ہونے میں تو کوئی قباحت نہیں ہونی چاہیے۔
وزیر صحت۔ جناب والا جیسا کہ آپ نے اوکاڑہ کی مثال دی ہے اس کو بنیاد بناتے ہوئے دوبارہ محکمہ صحت take up کرتا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اسی بنیاد پر دوبارہ محکمہ take up کرے گا۔
جناب سپیکر۔ [illegible] کرتے ہیں آپ آرڈر کریں۔

وزیر صحت۔ اسے محکمہ take up کرے گا اور انشاء اللہ جلد محکمہ خزانہ سے منظوری لے لے گا۔

جناب سپیکر۔ تو ایم ایس کی یہاں تقرری ہو گی۔

وزیر صحت۔ ہو گی جی

ملک احمد علی اولکھ۔ جناب سپیکر وزیر موصوف صاحب نے جو طریق کار بتایا ہے کیا یہ طریق کار بدل نہیں سکتا؟ ہمارے ہاں 80 میں تحصیل بنی تھی تو ابھی تک وہاں پر staff نہیں گیا۔ تو کیا یہ طریق کار تبدیل نہیں کیا جا سکتا؟

جناب سپیکر۔ جناب ملک صاحب اس کے لیے تو fresh نوٹس چاہیے۔

تو اگلا سوال ڈاکٹر خاور علی شاہ صاحب۔

نشتر ہسپتال میں آئی سی یونٹ کی توسیع

*-13۔ ڈاکٹر خاور علی شاہ۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.....

(الف) نشتر ہسپتال ملتان کن کن ڈویژن کے مریضوں کو طبی سہولت فراہم کرتا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ریڈیو تھراپی ڈیپارٹمنٹ کی ضروریات کے بارے میں محکمہ صحت سے وقتاً فوقتاً مطالبے کئے گئے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو اس کے لئے فنڈ مہیا کرنے کا مستقبل قریب میں کوئی پروگرام ہے۔

(ج) نشتر ہسپتال ملتان میں کتنے بستروں کی گنجائش ہے۔

(د) نشتر ہسپتال کے آئی سی یو کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی ہے اور کیا متذکرہ یونٹ کی توسیع کا منصوبہ بھی زیر غور ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت۔ (چودھری جعفر اقبال)

(الف) نشتر ہسپتال۔ ملتان۔ ڈیرہ غازی خان۔ بہاولپور۔ ڈویژنوں کے علاوہ صوبہ سندھ اور بلوچستان کے ملحقہ اضلاع کو بھی طبی سہولتیں فراہم کرتا ہے۔

(ب) جی ہاں۔ ریڈیو۔ تھراپی ڈیپارٹمنٹ کی ضروریات کے بارے میں نشتر ہسپتال ملتان نے مشینری کی خریداری کے لیے ایک سکیم بھیجی تھی جس کی لاگت 143.69 لاکھ تھی۔ جو کہ پروونشل ڈویلپمنٹ ورکنگ پارٹی کے روبرو پیش کی گئی جس نے اسے منظور نہ کیا، چند ترامیم کے بعد سکیم دوبارہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کو بھجوا دی گئی ہے۔ جس کی منظوری کے بعد فنڈز مہیا

کر دیئے جائیں گے۔

(ج) نشتر ہسپتال میں 1103 بستروں کی گنجائش ہے۔

(د) نشتر ہسپتال میں آئی۔سی۔یو کے لیے کوئی علیحدہ رقم مختص نہیں ہے۔ مزکورہ یونٹ کے لیے ہسپتال کی منظور شدہ رقم سے ہی مریضوں کو طبی سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔ اسی یونٹ کی توسیع حکومت کے زیر غور ہے لیکن جگہ کی قلعت مانع ہے جونہی مناسب جگہ کا فیصلہ ہوا مزکورہ سکیم برائے توسیع تیار کر کے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو بھیج دی جائے گی۔

جناب سپیکر۔ ڈاکٹر خاور علی شاہ ضمنی سوال۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ نشتر ہسپتال میں یہ جو بتایا گیا ہے کہ سندھ اور بلوچستان کے طلقہ اضلاع کے مریضوں کا بھی علاج کیا جاتا ہے تو اس میں Radio Thrapy Department جو ہے وہ واقعی پنجاب کے صدر اضلاع اور بلوچستان اور سندھ کے قریبی اضلاع کے لئے واحد یونٹ ہے۔ Radio Thrapy جو ہے وہ Treatment کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ تو اس بارے میں وزیر صحت فرمائیں گے کہ کیا ان چار ڈویژنوں اور طلقہ اضلاع کے لئے ایک کروڑ اور تینتالیس لاکھ روپے کی رقم کوئی اتنی زیادہ ہے جو کہ اب تک منظور نہیں ہو سکی؟

وزیر صحت۔ جناب والا یہ رقم اب موجودہ حالات میں دوبارہ Revise ہوئی ہے۔ اب اس کی رقم 4 کروڑ 31 لاکھ 69 ہزار تک پہنچ چکی ہے لیکن رقم کی بات نہیں ہے وہاں پر نشتر ہسپتال میں جگہ کی بات تھی تو دوبارہ جگہ کے بارے میں فیصلہ کیا جا رہا ہے اور جونہی اس کا فیصلہ ہوا۔ اور یہ میرے فاضل رکن کی بات صحیح ہے کہ یہ بڑی ضروری چیز ہے اور دوسرے Teaching hospital میں یہ سہولت موجود ہے انشاء اللہ جلد اس پر عملدرآمد شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر۔ ڈاکٹر خاور علی شاہ۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ۔ جناب والا 4 کروڑ روپے یا جتنی رقم جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے ضروری ہے۔ ایک Cat Scaning unit کا مسئلہ چل رہا تھا۔

یہ Cat scaning unit کینسر کی تشخیص کے لیے ہوتا ہے۔ اور ریڈیو تھراپی ڈیپارٹمنٹ علاج کے لیے ہوتا ہے۔ وزیر موصوف واضح طور پر یہ بتائیں کہ یہ 4 کروڑ روپیہ Radio thrapy department کیلئے جدید مشینیں منگوانے کے لیے مانگا گیا ہے یا cat scaning کے لیے مانگا

گیا ہے؟

وزیر صحت۔ جناب والا میں نے سارے یونٹ کا ذکر کیا ہے۔ اس میں جتنی بھی متعلقہ چیزوں کی ضرورت ہوگی، آلات کی ضرورت ہوگی وہ سارے اس سکیم میں مکمل ہونگے۔

شیخ محمد طاہر رشید۔ جناب والا میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ سکیم پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ/وزارت خزانہ کو کب put up کی گئی۔

جناب سپیکر۔ کوئی اور ضمنی سوال؟

شیخ محمد طاہر رشید۔ جناب والا میں شاید وزیر موصوف کو اپنا سوال سمجھا نہیں سکا کب نشتر ہسپتال ملتان سے تیار ہوئی اور یہ کب یہاں آپ تک پہنچیں؟ میں تاریخ مہینہ اور سن پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ اس کے لیے fresh notice کی ضرورت ہے۔

شیخ محمد طاہر رشید۔ جناب سپیکر یہ سکیم تو وہی ہے؟

جناب سپیکر۔ سردار امجد حمید دستی۔

سردار امجد حمید خان دستی۔ نشتر ہسپتال ملتان میں تین ڈویژنوں کیلئے طبی سہولتیں مخصوص کی گئی ہیں۔ ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے لیے کتنے بستر مخصوص ہیں؟ اور داخلے کے لیے کیا انتظام ہے؟

وزیر صحت۔ جناب الا نشتر ہسپتال میں ڈویژنوں کے حساب سے بستر مختص نہیں کیے گئے لیکن چونکہ یہ ہسپتال بہت بڑا ہے teaching hospital ہے اور اس میں تقریباً جیسا کہ میں نے عرض کیا 1103 بستروں کی گنجائش ہے۔ ان تینوں ڈویژنوں سے وہاں پر مریض آتے ہیں اور وہ مریض ہسپتال میں دیکھے جاتے ہیں۔ لیکن اس کے لیے کوئی مخصوص وارڈ مقرر نہیں کیے گئے اور نہ ہی مختلف ڈویژنوں کے وہاں بستر مخصوص کیے گئے ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی۔ جناب والا میں نے یہ پوچھا تھا کہ اس کا طریق کار کیا ہے؟ عام آدمی جائے تو اس کو قبول کر لیا جاتا ہے یا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کے ایم۔ ایس کی سفارش ہو مریضوں کو داخل کیا جاتا ہے۔ اس کا کیا طریق کار ہے؟

وزیر صحت۔ جناب والا اس کا طریق کار یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں جو سہولیات میسر نہیں اور نشتر ہسپتال ملتان میں میسر ہیں، ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کا ڈاکٹر اس مریض کو refer کرتا ہے اور teaching hospital میں اس کو refer کرتا ہے۔ جہاں پر وہ سہولت موجود ہو اس

کے refer کرنے پر ہی مریض کو قبول کر لیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر۔ آخری ضمنی سوال جناب طاہر رشید صاحب۔

شیخ محمد طاہر رشید۔ جناب میں یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ یہ Radio Thrapy کا محکمہ ہے اس کا اجرا ہو سکے گا؟

جناب سپیکر۔ وزیر صحت۔

وزیر صحت۔ جناب والا اس کے بارے میں نے ابھی عرض کی تھی کہ اس کے لیے ہم نے ابھی جگہ کا تعین کرنا ہے اور ظاہر ہے کہ ہم نے وہ سکیم بھی مکمل کر کے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو دینی ہے۔ اس لیے اس میں چند سال لگیں گے نہ کہ چند مہینے۔

شیخ محمد طاہر رشید۔ جناب والا جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ سکیم ہم نے مکمل کروا کر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو بھجوادی ہے۔ کیا اس میں ابھی کوئی کسر باقی ہے؟

وزیر صحت۔ جناب والا اس سلسلے میں میں نے ابھی یہ گزارش کی ہے کہ سکیم بھجوائی تھی لیکن اب revised scheme کو محکمہ منصوبہ بندی وترقیات نے take up کیا ہے۔ revised scheme جیسے ہی منظور ہوگی اس کے بعد یہ منصوبہ مکمل ہوگا۔

جناب سپیکر۔ جناب طاہر رشید صاحب یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اس عمل میں اندازاً کتنا وقت لگ جائے گا؟

وزیر صحت۔ جناب سپیکر اندازے کے مطابق اگلے مالی سال تک مکمل ہوگا۔ جناب سپیکر۔ جی اگلے مالی سال تک مکمل ہو جائے گا۔ اگلا سوال راجہ ناصر علی خان۔

کوٹلہ سیداں ضلع جہلم میں بنیادی مرکز صحت کی تعمیر۔

*40۔ راجہ ناصر علی خان۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے بنیادی مرکز صحت کوٹلہ سیداں ضلع جہلم میں قائم کرنے کا حکم جاری کیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد ابھی تک کام شروع نہیں ہوا۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات ہے تو حکومت کب تک مذکورہ بنیادی مرکز صحت کی تعمیر کے لئے کام شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت۔ (چودھری جعفر اقبال)

(الف) جی ہاں

(ب) جی ہاں

(ج) محکمہ صحت کو جونہی مطلوبہ فنڈ کی دستیابی ہو جائے گی مزکورہ بنیادی مرکز صحت کی تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا۔ محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ سے رابطہ قائم کیا جارہا ہے۔ تاکہ مطلوبہ فنڈ کی منظوری جلد ہو سکے۔

جناب علی حسن رضا قاضی۔ جناب سپیکر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کب تک اس منصوبے پر کام شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر۔ قاضی صاحب یہ تو جواب میں لکھا ہوا ہے۔

جناب علی حسن رضا قاضی۔ جناب والا اس مالی سال میں یا اگلے مالی سال میں کام شروع ہو گا؟

جناب سپیکر۔ قاضی صاحب یہ بھی اس میں لکھا ہوا ہے۔

وزیر صحت قاضی صاحب آپ سے سننا چاہتے ہیں کہ یہ منصوبہ کب تک شروع ہو جائے گا؟

وزیر صحت۔ جناب والا جواب میں بڑا واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ محکمہ صحت کو جوں ہی مطلوبہ فنڈز کی دستیابی ہو جائے گی مذکورہ بنیادی مرکز صحت کی تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا۔ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات سے رابطہ قائم کیا جارہا ہے۔ تاکہ مطلوبہ فنڈز کی منظوری جلد مل سکے۔

جناب سپیکر۔ اگلا سوال راجہ ناصر علی خان۔

جناب علی حسن رضا قاضی۔ وزیر اعلیٰ نے Directive کب جاری کیا اس کی تاریخ بتائی جائے؟

جناب سپیکر۔ آپ نے کیا ضمنی سوال کیا ہے؟

جناب علی حسن رضا قاضی۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کیلئے Directive کب جاری کیا؟

وزیر صحت۔ جناب والا یہ 90-1989ء میں جاری ہوا ہے۔

جناب سپیکر۔ 1989ء میں Directive جاری ہوا ہے۔ راجہ محمد بشارت خان

راجہ محمد بشارت خان۔ جناب سپیکر! میں جناب کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جس طرح انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ 1989ء میں Directtive جاری ہوا۔ تو پھر کیا وجوہات تھیں

کہ 91 - 1990ء کے بجٹ میں اس کو شامل نہیں کیا گیا جب Directive 1989ء میں جاری ہوا ہے۔ اصولی طور پر اس کو 91 - 1990ء کے بجٹ میں شامل ہو جانا چاہیے تھا۔ آخر اس کی کیا وجوہات ہیں کہ اس کو بجٹ شامل نہیں کیا گیا؟

جناب سپیکر۔ وزیر صحت

وزیر صحت۔ جناب والا میں نے 90 - 1989ء کے مالی سال کے متعلق کہا تھا۔ اس میں سال 1990ء بھی شامل ہے۔ ڈائریکٹیو کے بعد اس کی تفصیلی رپورٹ منگوائی جاتی ہے پہلے جو مقامی سہولیات حاصل ہیں ان کو بھی مد نظر رکھتے ہوئے تمام کارروائی مکمل ہو گئی ہے۔ اب چونکہ final approval مکمل ہو چکی ہے۔ اب صرف فنڈز کی دستیابی کا انتظار ہے۔

جناب سپیکر۔ اگلا سوال راجہ ناصر علی خان۔

کھیوڑہ ضلع جہلم میں ہسپتال کی تعمیر

*45۔ راجہ ناصر علی خان۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنے حکم نمبر یو ایس آئی وی۔ او ٹی۔ 325 /30 90 /314 مورخہ 15 جنوری 1990ء کے ذریعہ کھیوڑہ ضلع جہلم میں چالیس بستروں کا ہسپتال تعمیر کرنے کا حکم دیا تھا۔

(ب) کیا حقیقت ہے کہ ایک سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود اس منصوبہ پر کوئی عملدرآمد نہیں ہو سکا اور مسئلہ محکمانہ پیچیدگی کی وجہ سے تاحال ادھورا ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آج تک اس منصوبہ پر کام شروع نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں۔ حکومت کب تک اس منصوبے پر کام شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت۔ (چودھری جعفر اقبال)

(الف) جی ہاں

(ب) وزیر اعلیٰ کا حکم ملتے ہی ضروری ہدایات متعلقہ آفیسران کو پہنچا دی گئی تھیں لیکن اس کام کا تعلق محکمہ صحت کے علاوہ محکمہ جات آر کی ٹیکچر اور تعمیرات سے بھی ہے جنہوں نے پہلے منصوبہ بندی کر کے ہسپتال کا ایک نقشہ تیار کرنا تھا اور خرچ کا تخمینہ لگانا تھا، اب یہ کام مکمل ہو چکا ہے اور یہ سکیم محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو ارسال کر دی گئی ہے۔ جس کی منظوری اور فنڈ ملنے کے بعد کام شروع کر دیا

جائے گا۔

(ج) جواب اوپر دیا جا چکا ہے۔

جناب سپیکر۔ کوئی ضمنی سوال؟ اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہے اگلا سوال رانا اکرام ربانی صاحب۔

ایم ایس عزیز بھٹی شہید ہسپتال گجرات اور ڈی۔ ایچ۔ او گجرات کی اپنے ضلع میں تعیناتی

*142۔ رانا اکرام ربانی۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.....

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں میڈیکل سپرنٹنڈنٹ اور ڈسٹرکٹ اور ہیلتھ افیسر گریڈ 19 کے افسر مقرر کئے جاتے ہیں۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ گجرات کے عزیز بھٹی شہید ہسپتال کے موجودہ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ اور ڈسٹرکٹ ہیلتھ افسر گریڈ 18 کے آفیسر ہیں۔

(ج) کیا حقیقت ہے کہ حکومت کی واضح ہدایت کے مطابق گریڈ سترہ اور اس کے اوپر کے آفسران کو اپنے رہائشی اضلاع میں تعینات نہ کیا جائے۔

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ دونوں افسران اپنے ہی رہائشی ضلع میں تعینات ہیں۔

(ہ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس وقت گجرات میں ان دونوں افسران کے ماتحت اس وقت گریڈ 19 کے کئی افسر کام کر رہے ہیں جو کہ رولز کی خلاف ورزی ہے کیا حکومت ان دونوں افسران کو موجودہ عہدوں سے ہٹا کر ان سے سنیئر افسران کو تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت۔ (چودھری جعفر اقبال)

(الف) جی ہاں۔ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال اور ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر کی آسامیاں گریڈ 19 کی ہیں اور ان پر گریڈ 19 کے ہی ڈاکٹر لگائے جاتے ہیں۔ لیکن گریڈ 19 کے ڈاکٹر صاحبان دستیاب نہ ہونے کی صورت میں ان آسامیاں پر گریڈ 18 کے ڈاکٹر بھی تعینات کیے جا سکتا ہے۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) مفاد عامہ کے پیش نظر ڈاکٹر صاحبان کو بعض اوقات ان کو اپنے اضلاع میں بھی تعینات کیا جا سکتا

ہے۔

(د) جی ہاں۔

(ہ) گجرات میں اس وقت کوئی سینئر آفیسر جس کو باقاعدہ گریڈ 19 میں ترقی مل چکی ہو اور رولز کے تحت ایم ایس۔یا ڈی ۔ ایچ ۔او لگائے جانے کا اہل ہو۔ان دونوں ڈاکٹروں کے ماتحت کام نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر۔ رانا اکرام ربانی

رانا اکرام ربانی۔ جناب والا وزیر موصوف نے ابھی جزو(ہ) میں فرمایا ہے کہ اس وقت کوئی ڈاکٹر جس کو باقاعدہ گریڈ 19 میں ترقی مل چکی ہو، ان دونوں ڈاکٹروں کے ماتحت کام نہیں کر رہا۔

اس کا اگلا حصہ ہے کہ کیا حکومت ان دونوں افسروں کو موجودہ عہدوں سے ہٹا کر ان سے سینئر افسران کو تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔اگر نہیں تو اس کی وجوحات کیا ہیں؟ اس کا جواب نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر۔ وزیر صحت

وزیر صحت۔ کچھ ڈاکٹر صاحبان کی ترقی کے کیسز ایس اینڈ جی اے ڈی کو گئے ہوئے ہیں۔جونہی وہاں سے فائل ہو کر آ گئے تو ہمارے پاس 19 گریڈ کے ڈاکٹر دستیاب ہوں گے اس کے بعد ان کو وہاں تعینات کیا جائے گا۔

جناب سپیکر۔ رانا اکرام ربانی خان ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

رانا اکرام ربانی۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف بتائیں گے کہ جواب کے جزو "ج" میں لکھا ہوا ہے کہ مفاد عامہ کے پیش نظر، تو مفاد عامہ میں یہ کیا کیا چیزیں مد نظر رکھتے ہیں؟

وزیر صحت۔ جناب والا، مفاد عامہ سے مراد یہ ہے کہ جہاں اچھے ڈاکٹر ہوں گے یا ایڈمنسٹریٹر ہوں تو ظاہر ہے وہاں کی عوام ان کو اپنے پاس رکھنا چاہیں گے۔تو ان کی قابلیت یا ان کی اچھائی کی وجہ سے وہاں کے عوام کے مطالبے کے پیش نظر ان کو وہاں رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب ارشاد حسین سیٹھی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔جناب والا وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ہم نے کچھ ترقی کے کیس ایس اینڈ جی اے ڈی کو بھیجے ہوئے ہیں جو کہ اے ایم ایس، ڈی ایچ او لگنے کے اہل ہیں۔جب وہ کیس آئیں گے تو ہم ان کو تعینات کر دیں گے۔جناب والا، بات یہ ہے 19 ۔ دسمبر 1990ء کو Provincial

Selection Board سے صرف پانچ ڈاکٹروں کو ترقی دینے کی سفارش کی گئی۔اس کے بعد دوسرے گروپ کو ترقی کا اہل قرار دیا۔ پھر 12 ۔ فروری 1991ء کو ایک میٹنگ میں ستر ڈاکٹروں کو ترقی دینے کے بارے میں غور کیا گیا۔جس میں سے 46 کیس Pending پڑے ہوئے تھے اور بلاوجہ پڑے ہوئے تھے۔ 1987ء سے لے کر 1991ء تک صوبائی سلیکشن بورڈ نے ان ڈاکٹروں کو جو کہ ترقی کے اہل تھے ترقی دے کر ان آسامیوں پر جو کہ سو کے قریب خالی پڑی ہوئی تھیں تعینات کیا؟

جناب سپیکر۔ جناب وزیر صحت

وزیر صحت۔ جناب والا، یہ سوال تو نیا بنتا ہے لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ ابھی تک محکمے کی طرف سے Promotion کے جو کیس ہم نے بھجوائے ہیں وہ تقریباً اکتالیس ہیں۔ جیسے ہی وہ کیس فائل ہو کر واپس آئیں گے، کیونکہ کچھ Pending پڑے ہوئے تھے۔ان میں سے کچھ ڈاکٹر صاحبان کی ACRs مکمل نہیں تھیں۔اس کے علاوہ جناب ان آسامیوں کے لیے دو خصوصی کورس کئے جاتے ہیں ایک BPH کا اور دوسرا DHA کا۔ ہم نے ان ڈاکٹروں کو بھیجا ہوا ہے کہ جنہوں نے یہ کورسز مکمل کیے ہوئے ہیں اور جن کی اگلے گریڈ میں پہنچنے کی باری بھی ہے۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب والا سوال کے جزو "ب" کے جواب میں دیا گیا ہے کہ مفاد عامہ کہ پیش نظر ڈاکٹر صاحبان کو بعض اوقات ان کو اپنے اضلاع میں بھی تعینات کیا جا سکتا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کون سے مفاد عامہ کے تحت وہاں تعینات ہیں۔

وزیر صحت۔ جناب والا وہ تقریباً ایک سال سے وہاں تعینات ہیں۔

جناب سپیکر۔ اگلا سوال حاجی سکندر حیات بوسن

ملتان ڈویژن کے ہسپتال میں ادویات کی فراہمی

*144۔ حاجی سکندر حیات بوسن۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.....

(الف) سال 1988ء سے 1990ء تک ملتان ڈویژن کے ہسپتال میں ادویات کے لیے کتنی رقم فراہم کی گئی اور متذکورہ رقم مریضوں کی ضرورت کے لئے کافی تھی۔

(ب) اگر جواب نفی میں ہے تو حکومت اس سلسلے میں کیا اقدامات کر رہی ہے۔ تا مریضوں کو ان کی ضرویات کے مطابق ادویات فراہم کی جا سکیں؟

سال	ہسپتال	دیہی مرکز صحت / بنیادی مرکز صحت	میزان
1988-1989	91,70,060/ روپے	1,25,92,150/ روپے	257,66,210/ روپے
1989-1990	84,37,890/ روپے	1,65,000,00/ روپے	2,49,37,890/ روپے
1990-1991	76,12,990/ روپے	1,02,31,410/ روپے	1,78,44,400/ روپے

ہسپتالوں میں جو ادویات دی گئی تھیں وہ روزمرہ استعمال کے لئے ان کی ضرورت کے مطابق تھیں۔

(ب) اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔ لیکن بڑھتی ہوئی ضرورت کے مطابق حکومت پنجاب تمام ہسپتالوں کے لئے ادویات کی رقوم بڑھانے پر غور کر رہی ہے۔

جناب سپیکر۔ حاجی سکندر حیات بوسن تپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

حاجی سکندر حیات بوسن۔ نہیں جناب والا۔

میاں منظور احمد موحل۔ جناب والا، الف ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ جوں جوں سال آگے بڑھ رہے ہیں ادویات کی خریداری کے لئے رقم کم ہوتی گئی ہے۔ اس طرح دیہی مراکز میں ہوا ہے۔ جوں جوں سال آگے بڑھ رہے ہیں تو قیمت کم ہوتی گئی ہے۔ حالانکہ آبادی بڑھتی گئی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر صحت۔ جناب والا، یہ بڑا اچھا سوال ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جوں جوں سال سال آگے آتے گئے رقم کم ہوتی گئی۔ اس کی وجہ مالی بحران تھا۔ محکمے میں ہمیں بجٹ پر پر کٹوتی لگانی پڑی اور اسے دس سے پندرہ فیصد کم کرنا پڑا۔ وسائل میں کمی کی وجہ سے ادویات کی خریداری کی رقم میں کمی آتی گئی۔

جناب سپیکر۔ میاں منظور احمد موحل ایک اور ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موحل۔ جناب والا، وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ کیا اس کمی کی وجہ سے مفاد عامہ کو نقصان نہیں پہنچا؟

جناب سپیکر۔ اگلا سوال حاجی سکندر حیات بوسن

مراکز صحت اور ہسپتالوں میں عملہ کی تعیناتی اور ادویات کی فراہمی

*145۔ حاجی سکندر حیات بوسن۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.....

(الف) پی پی۔165 میں کتنے ہیلتھ سنٹروں اور ہسپتالوں میں ڈاکٹر۔ لیڈی ڈاکٹر اور دیگر عملہ تعینات نہیں ان ہیلتھ سنٹروں اور ہسپتالوں کے نام کیا ہیں۔

(ب) جن سنٹروں یا ہسپتالوں میں عملہ نہیں ایسی خالی آسامیوں پر تعیناتی کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے۔

(ج) حکومت نے پی پی۔165 میں 1988ء سے لے کر 1990ء تک ہر ہیلتھ سنٹروں اور ہسپتالوں میں کس قدر ادویات فراہم کی ان کی تفصیل سنٹروار اور ہسپتال وار فراہم کی جائے۔

(د) کیا متذکرہ ادویات جو ان سنٹروں اور ہسپتالوں میں فراہم کی گئی تھیں وہ مریضوں کی ضروریات کے لئے کافی تھیں اگر جواب نفی میں ہے تو حکومت اس سلسلے میں کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر صحت۔ (چودھری جعفر اقبال)

(الف) پی پی 165 میں واقع ہیلتھ سنٹروں اور ہسپتالوں میں تمام عملہ تعینات ہے۔ ماسوائے سنٹری انسپکٹر اور ہیلتھ ٹیکنیشن کی آسامیاں جو خالی پڑی ہیں۔

(ب) مندرجہ ذیل ہیلتھ سنٹروں اور ہسپتالوں میں میڈیکل ٹیکنیشن اور سنٹری انسپکٹر کی خالی آسامیوں کے تقابل تربیت یافتہ عملہ دستیاب نہیں ہے کیونکہ ان کی ٹریننگ کے لئے ایک سالہ کورس برائے سنٹری انسپکٹر اور دو سالہ برائے ٹیکنیشن تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے جب تربیت یافتہ عملہ آئے گا تو تعینات کر دیا جائے گا۔

۱۔ بنیادی مرکز صحت کھاول

۲۔ بنیادی مرکز صحت رسول پور

۳۔ بنیادی مرکز صحت بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان

۴۔ بنیادی مرکز صحت جھوک دینس

(ج) پی پی۔ 165 میں واقع مندرجہ ذیل ہسپتال دیہی مرکز صحت اور بنیادی مرکز صحت کو

1988ء سے لیکر 1990ء تک درج ذیل تفصیل کے مطابق ادویات کی فراہمی کی گئی۔

نام ہسپتال 1988،89 1989 ،90 1990 ،91 میزان

۱۔ دیہی مرکز صحت بوسن (مردان پور)

یہ 90-1989ء کے دوران جاری ہوا۔

61 / 1،31،962 = / 611،00،000 / 2،31،969۔

۲۔ بنیادی مرکز صحت لطف آباد 06 / 4838،617 / 88،532 = / 5119،000 / 86،149۔

۳۔ بنیادی مرکز صحت کھادل۔ ایضاً ایضاً ایضاً

۴۔ بنیادی مرکز صحت نواب آباد۔

۵۔ بنیادی مرکز صحت رسول پور۔

۶۔ بنیادی مرکز صحت بہاؤالدین
یونیورسٹی ملتان۔

۷۔ بنیادی مرکز صحت جھوک دینس۔

۸۔ بنیادی مرکز صحت بچ خسر آبادیہ۔

۹۔ 1989 میں جاری ہوا۔ 45 / 28،532 = / 19،000 45 / 47،532 روپے

۹۔ سول ڈسپنسری بوسن۔ 06 / 617، 4538 / 28،532 = / 19،000 51 / 86،149۔

(د) متذکورہ بالا سنٹروں اور ہسپتالوں میں جو ادویات دی گئیں تھیں وہ روز مرہ استعمال کے لئے ان ہسپتالوں ضرورت کے مطابق تھیں۔

مزید براں حکومت نے اس سال ان سنٹروں / ہسپتالوں کے لئے خصوصی طور پر دیہی مرکز صحت بوسن کے لئے مبلغ = / ۵۰،۰۰۰ روپے اور ہر بنیادی مرکز صحت کے لئے مبلغ = / ۱۰،۰۰۰ (دس ہزار روپے) کا اضافی بجٹ منظور کیا ہے جس کے تحت ان کی روزمرہ ضرورت کے لئے مزید ادویات

فراہم کر دی جائیں گی۔ جس سے منظوری کے علاج کی بہتر سہولیات فراہم ہو سکیں گی۔

جناب سپیکر۔ کوئی ضمنی سوال ہے؟

رانا اکرام ربانی۔ جناب والا، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کے جزو (ج) میں دیا گیا ہے کہ پی پی ۱۶۵ میں ہسپتالوں میں ادویات فراہم کی گئیں ہیں وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ پی پی ۱۶۵ کی تفصیل انہوں نے کیسے اکٹھی کی ہے؟

وزیر صحت۔ جناب والا، اس کی تفصیلات اپنے محکمے سے Director Health Services Multan سے یہ تمام تفصیلات اکٹھی کی گئی ہیں۔

رانا اکرام ربانی۔ کیا وزیر موصوف تسلیم کرتے ہیں کہ اس قسم کی تفصیلات پی پی حلقہ کے حساب سے اکٹھی کی جا سکتی ہیں؟

وزیر صحت۔ جناب والا، چونکہ انہوں نے پی پی حلقہ کے حوالہ سے سوال کیا تھا۔ اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے وہاں کے بنیادی طبی مراکز اور دیہی طبی مراکز سے یہ تفصیلات اکٹھی کی گئی ہیں۔

جناب شوکت داؤد۔ جناب والا، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ شوکت داؤد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب شوکت داؤد۔ جناب والا، میری گزارش یہ ہے کہ جو رانا اکرام ربانی صاحب پوچھ رہے ہیں وہ اس طرح چکر دے کر گزشتہ کارروائی کی طرف لانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں ہسپتالوں میں دوائیاں دی جاتی ہیں۔ ہر حلقے میں ہسپتال ہوتے ہیں۔ ان کا حساب رکھا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر۔ شوکت داؤد صاحب، آپ کو جواب دینے کی ضرورت نہیں وزیر صحت کو سوال کا جواب دینا ہے۔ اگلا سوال چودھری محمد حنیف ....

راولپنڈی کے ہسپتالوں میں کھانا اور ادویات کی مفت فراہمی بند کرنے کی وجوہات

180۔ جناب محمد حنیف چودھری۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.....

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ راولپنڈی کے ہسپتالوں میں مریضوں کو کھانا دینا بند کر دیا گیا ہے۔ اور انہیں جو ادویات پہلے مفت دی جاتی تھیں وہ اب نہیں دی جا رہیں۔

(ب) اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہے تفصیلاً بیان کیا جائے؟

وزیر صحت۔ (چودھری جعفر اقبال)

(الف) ہسپتالوں میں ملازمین کی بے ضابطگیوں کی بنا پر یہ امر ناگزیر ہو گیا تھا کہ کھانے پر پابندی عائد کی جائے تاکہ مستحق مریضوں کو ہی مفت کھانا دیا جائے اور سرکار کے فنڈز کو ضائع ہونے سے بچایا جائے۔ فیصلہ سرکار پنجاب اس طرح سے ہے۔

۱۔ وہ مریض جو ہسپتال سے خوراک حاصل کرنا چاہیں انہیں روزانہ مبلغ دس روپے یومیہ کے حساب سے ادا کرنے ہوں گے۔

۲۔ ٹی بی۔ کینسر۔ دماغی امراض وقیدی مریضوں کو کھانا مفت مہیا کیا جاتا ہے۔

۳۔ متعلقہ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ صاحبان کو اختیار حاصل ہو گا کہ وہ ہسپتال میں داخل مریضوں کے ۱۰ فیصد کو جو مفلس، نادار اور غریب ہوں کو مفت کھانا مہیا کر سکیں۔

۴۔ تاہم جو مریض کھانا گھر سے حاصل کریں ان پر کوئی پابندی نہیں ہو گی۔

۵۔ گورنمنٹ کی طرف سے مختص بجٹ کے مطابق تمام ضروری ادویات مریضوں کو مفت مہیا کی جاتی ہیں۔

۶۔ زکواۃ فنڈ سے بھی غریب نادار اور مستحق مریضوں کو مفت ادویات دی جاتی ہیں۔

(ب) اس کا جواب اوپر دیا جا چکا ہے۔

جناب سپیکر۔ رانا اکرام ربانی خان ضمنی سوال.....

رانا اکرام ربانی۔ انہوں نے (الف) میں فرمایا ہے کہ ہسپتالوں میں ملازمین کی بے ضابطگیوں کی بنا پر یہ امر ناگزیر ہو گیا تھا کہ کھانے پر پابندی عائد کی جائے۔ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ اس سلسلہ میں کوئی انکوائری ہوئی تھی اگر ہوئی تھی تو اس میں سالانہ کتنا embezzlement کا انکشاف ہوا تھا؟

وزیر صحت۔ جناب والا، یہاں کھانے پر تو کسی پر بھی پابندی نہیں لگائی جا سکتی۔ یہ تو مفت کھانے کا ذکر ہوا ہے۔ تو مفت کھانے پر as a policy اس پر فیصلہ کیا ہے اور اس کو پورے پنجاب پر لاگو کیا گیا ہے۔

رانا اکرام ربانی۔ جناب والا، اخبارات سے میرے علم میں یہ بات آئی تھی کہ اس طریقے سے

محکمہ صحت کو تقریباً اڑھائی تین کروڑ روپے کی بچت ہوگی میں نے اس حوالے سے یہ سوال کیا تھا کہ آئندہ کے لئے تو انہوں نے اس کھانے پر پابندی لگا دی لیکن یہ جو ماضی میں ہر سال کی اتنے کروڑ روپے کی بے ضابطگی ہوئی ہے اس بارے میں کس کو ذمہ دار ٹھرا کے کوئی انکوائری کرنا پیش نظر ہے؟

جناب سپیکر۔ رانا صاحب یہ سوال کیا ہوا، اس کو دھرا دیجئے۔

رانا اکرام ربانی۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ہسپتالوں میں ملازموں کی بے ضابطگیوں کی بنا پر یہ امر ناگزیر ہو گیا تھا کہ کھانے پر پابندی عائد کی جائے۔

اس حوالے سے میں نے یہ پوچھا تھا کہ ماضی میں انہوں نے جو بے ضابطگیاں تسلیم کی ہیں ان کی بنیاد پر کس کے خلاف کوئی کارروائی زیر غور ہے؟

جناب سپیکر۔ جی منسٹر ہیلتھ

وزیر صحت۔ جناب والا، یہ بے ضابطگی نوٹس میں آئی تھی، ظاہر ہے کہ کوئی بھی بے ضابطگی نوٹس میں جب آئے تو اس کا ایکشن ہوتا ہے اور اس کی انکوائری ہوتی ہے۔ اگر میرے بھائی کو تعداد کی ضرورت ہے تو یہ اگر کہیں تو ہم اس کا اگلے اجلاس میں جواب دے دیں گے۔

جناب سپیکر۔ اس میں انہوں نے یہ دریافت کیا ہے کہ آپ کے جواب کے جزو (الف) میں یہ درج ہے کہ ہسپتالوں میں ملازمین کی بے ضابطگیوں کی بناء پر یہ امر ناگزیر ہو گیا تھا کہ کھانے پر پابندی عائد کی جائے۔ اور یہ محکمہ صحت کی طرف سے تسلیم کیا گیا ہے کہ ملازمین نے بے ضابطگیاں کیں، تو رانا اکرام ربانی صاحب اپنے قیمتی سوال میں یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ بے ضابطگیوں کی بنا پر جس کو محکمہ صحت نے تسلیم کیا ہے ان ملازمین کے خلاف کوئی کاروائی کی گئی؟

وزیر صحت۔ جناب والا میں نے ابھی عرض کیا تھا کہ جہاں کہیں بھی بے ضابطگی ہو اس کے خلاف ایکشن لیا جاتا ہے تو محکمہ ہذا نے بھی اس بارے میں انکوائری کی ہے جہاں جہاں سے ہمیں شکایات موصول ہوئیں تھیں تو ان کے خلاف بھی کارروائی کی ہے اور اس کو ہم نے بطور پالیسی یہ فیصلہ کیا کیونکہ یہ بڑے پیمانے پر کام شروع ہو چکا تھا کیونکہ کئی مریضوں کو اور حق دار مریضوں کو یہ کھانا نہیں ملتا تھا تو اس کو ہم نے بطور پالیسی ترمیم کیا اور وہاں کے ایم ایس کو اختیارات دئے کہ وہ اپنے اختیارات سے دس فیصد تک حق دار مریضوں کو مفت کھانا دے سکے، اس کے علاوہ جو ٹی بی۔ کینسر۔ اور قیدی مریض جو ہوں گے ان کو مفت کھانا دیا جائے گا۔

جناب سپیکر۔ جی ضمنی سوال ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب.....

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز۔

یہ جزو (الف) میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے مختص بجٹ کے مطابق تمام ضروری ادویات مریضوں کو مفت مہیا کی جاتی ہیں۔ میری اپنی معلومات کے مطابق اکثر مریضوں کو کوئی دوائی نہیں دی جاتی۔ میں معلوم کرنا چاہوں گا کہ آیا ان خوش نصیب مریضوں کے نام جن کو پچھلے تین مہینے میں ادویات دی گئیں ہیں بتانا ممکن ہو گا؟ اس لئے کہ وہاں نہ APC ملتی ہیں۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے بجٹ کے سارے حصہ میں سے کسی ایک مریض کو وہاں سنٹر گورنمنٹ ہسپتال میں، یا ہولی فیملی ہسپتال میں ایک بھی دوائی نہیں ملتی؟

میاں منظور احمد موھل۔ پوائنٹ آف آرڈر.....

جناب سپیکر۔ جی میاں منظور احمد موھل کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

میاں منظور احمد موھل۔ جناب والا ضمنی سوال جو بھی کیا جاتا ہے اس کے لئے Chapter ہے اور قاعدہ ہے میں یہ کہوں گا افضل اعزاز صاحب جو بھی بات کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میری معلومات کے مطابق یہ بات ہے یہ ضمنی سوال نہیں بنتا ضمنی سوال ہمیشہ ایک Specific بات ہوتی ہے وہ پوچھا جاتا ہے، اپنی معلومات کا ذکر وہاں نہیں ہوتا۔ جناب والا یہ طریقہ نہیں ہے کیونکہ اس ضمنی سوال کا طریقہ اور ہے اور وہ Specific matter ہوتا ہے۔ جو کہ پوچھا جاتا ہے۔

جناب سپیکر۔ میاں منظور احمد موھل کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے اور ضمنی سوال جو ہے یہ specific matter ہوتا ہے اور اس میں کوئی confusion نہیں ہوتا جس چیز کو آپ دریافت کرنا چاہتے ہیں ٹھیک اسی ایک چیز کو دریافت کیجئے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز۔ میں یہ پوچھنا چاہ رہا تھا کہ پچھلے ایک مہینے سے سنٹرل ہسپتال یا پھر ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی میں ایسے خوش نصیب مریضوں کا نام بتا دیا جائے جن کو مفت ادویات فراہم کی گئیں ہیں؟

جناب سپیکر۔ یہ ضمنی سوال بنتا ہے لیکن اس کے لئے تازہ نوٹس چاہئے جی ضمنی سوال، سردار عاشق حسین گوپانگ.....

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ جناب والا میں اپنے بھائی موھل صاحب کی عین ہدایت کے مطابق

آپ کے توسط سے جناب وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ درست ہے کہ ہر مریض کو فی بیڈ 16 روپے روزانہ ملتے ہیں۔ تو کیا یہ ممکن ہے کہ جب فی مریض -/16 روپے روزانہ دئے جائیں تو اس کو اتنی رقم میں دوائی مہیا کی جا سکتی ہے؟

جناب سپیکر۔ دوائی مہیا کی جا سکتی ہے؟

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ سر میرا گزارش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ فی بیڈ -/16 روپے روزانہ ایک مریض کے لئے Allowed ہیں تو پھر وزیر موصوف صاحب کا یہ جواب کہ ہر مریض کو دوائی ملتی ہے تو پھر یہ -/16 روپے فی دن فی مریض کس طرح ممکن ہے کہ اس کو دوائی فراہم کی جا سکے؟ میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ کس طرح ممکن ہے؟

جناب سپیکر۔ وزیر صحت۔

وزیر صحت۔ جناب والا یہ مختلف ہسپتالوں کا مختلف طریق کار ہے۔ فی بیڈ جیسے کہ فاضل رکن کہہ رہے ہیں اس میں -/16 روپے کہیں بھی نہیں آتے۔ گویا کہ اس کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے کہ Teaching Hospital میں -/16 روپے یومیہ فی مریض ہے اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کا یومیہ -/40 روپے فی بیڈ ہے، اور تحصیل ہیڈ کوارٹر کا ہسپتال کا یومیہ -/25 روپے فی بیڈ ہے نہ کہ -/16 روپے ہے۔

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ ان کے اپنے ہی ڈویژن کی بات ہے Bahawalpur Teaching institution میں -/16 روپے دوائی کی مد میں دئے جاتے ہیں فی بیڈ یہ جو فرما رہے ہیں کہ ساٹھ روپے یا پینتالیس روپے اس میں ممکن ہے خوراک شامل ہو، ممکن ہے اس میں چادر کی دھلائی شامل ہو ممکن ہے اس میں اور کوئی چیز شامل ہو میں تو دوائی کی مد میں بات عرض کر رہا ہوں ان کے اپنے ڈویژن کی بات ہے میں Bahawalpur Teaching Institution میں داخل رہا ہوں اور میں نے وہاں سے پتہ کیا تھا وہاں پر یومیہ فی مریض -/16 روپے دوائی کی مد میں دیئے جاتے ہیں، کیا سچ ہے؟

وزیر صحت۔ جناب والا، وہاں کی بجٹ کی Allocation اس طرح سے نہیں ہوتی کہ یہ ادویات کیلئے ہوگا یا دیگر لوازمات کے لئے ہوگا۔ بجٹ کی assessment کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ bed capacity کے اوپر وہاں جیسا کہ میں نے عرض کیا۔ -/25 روپے -/40 روپے -/60 روپے، اس کے مطابق اس کی Assessment ہوتی ہے اور وہ بجٹ ہسپتال

انتظامیہ کو دیا جاتا ہے جس نے وہاں کی ادویات کو بھی meet کرنا ہے اور اس کے علاوہ دوسرے اخراجات بھی پورے کرنے ہیں۔

جناب سپیکر۔ ارشاد حسین سیٹھی صاحب ضمنی سوال

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ملازمین کی بے ضابطگیوں پر یہ جو امر ناگزیر ہو گیا تھا اس پر جو Action لیا گیا کیا وزیر موصوف اس Action کے بعد اب اس بات پر مطمئن ہیں کے اس قسم کی کوئی بے ضابطگی اس طرح اس انداز میں ہسپتالوں میں نہیں ہو رہی؟

جناب سپیکر۔ جی وزیر صحت۔

وزیر صحت۔ جناب والا، جیسا کہ پہلے سے بے ضابطگیاں رفع ہو گئیں تھیں نئی پالیسی کے تحت اب اس طرح سے نہیں ہو رہی۔ کیونکہ اس میں ہم نے خوراک کے اختیار کی حدود مقرر کر دی ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ -/10 روپے فی مریض تین وقت کا کھانا ملتا ہے جو کہ وہ ادائیگی کر کے لیتا ہے اور جن کو مفت ملتا ہے ان کی میں نے حالت بتائی ہے کے ٹی بی، کینسر، دماغی امراض اور قیدیوں کیلئے فری کیا گیا ہے اور ایم ایس کو اختیارات دئے گئے ہیں کہ دس فیصد bed capacity کے اوپر ان مریضوں کو کھانا دیں جو خود استطاعت نہیں رکھتے۔ تو اس سے کافی فرق پڑ چکا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر۔ جناب والا، جس طرح ابھی وزیر موصوف نے admit کیا ہے کہ بے ضابطگیاں ہوئی ہیں۔ اگر یہ ہوئی ہیں تو کیا ان کو ختم کر کے نادار مریضوں کا جو حق ہے انہیں مفت کھانا کھانے کا واپس نہیں دیا جا سکتا؟

وزیر صحت۔ جناب والا، میں نے پہلے تفصیل بتائی ہے جو ۱۰ فیصد ہے اس میں کافی نادار مریضوں کو کھانا مفت ملتا ہے۔ اور زیادہ تر آپ لوگوں نے دیکھا ہو گا جہاں مریض ہسپتالوں میں داخل ہوتے ہیں وہاں عموماً لوگ گھروں سے کھانا لے کر آتے ہیں جس کی وہاں کھانا دینے کی اجازت دی گئی ہے۔ یہ تین categories میں جہاں مفت کھانا ہے اور اس کی اجازت دی گئی ہے اور ۱۰ فی صد کے اختیارات ایم ایس کو بھی دئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ان تینوں چاروں categories میں مریض نہیں آتے اور ان کے علاوہ بھی وہ سمجھتا ہے کہ یہ حق دار ہے تو اس کو بھی وہ دس فیصد کے اندر دے سکتا ہے۔

جنرل ہسپتال راولپنڈی میں برن یونٹ کا قیام

*181۔ جناب محمد حنیف چودھری۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.....

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ حکومت کی جانب سے جنرل ہسپتال راولپنڈی میں چند ماہ کے دوران جلے ہوئے مریضوں کے علاج معالجے کے لئے ایک الگ یونٹ بنانے کا اعلان کیا گیا تھا۔

(ب) اگر ایسا ہے تو اب تک اس یونٹ کی تعمیر کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں تفصیلاً بیان فرمایا جائے؟

وزیر صحت۔ (چودھری جعفر اقبال)

(الف) حکومت کی موجودہ پالیسی کے مطابق تمام تدریسی اور ضلعی ہسپتالوں میں ایک مرحلہ وار پروگرام کے تحت جلے ہوئے افراد کے علاج معالجے کے لیے برن یونٹ (burn unit) قائم کئے جارہے ہیں ان ہسپتالوں میں جنرل ہسپتال بھی شامل ہے۔

(ب) جنرل ہسپتال راولپنڈی میں جلے ہوئے افراد کے علاج کے لئے ایک برن یونٹ قائم کرنے کا منصوبہ منظور کیا گیا ہے۔ جس پر چودہ لاکھ دو ہزار خرچ کئے جائیں گے توقع ہے کہ اگلے مالی سال کے دوران اس مقصد کے لئے مطلوبہ رقم فراہم کردی جائے گی۔

میاں منظور احمد موھل۔ جناب والا، سوال کے جزو (الف) کا جواب دیا گیا ہے۔ " حکومت کی موجودہ پالیسی کے مطابق تمام تدریسی اور ضلعی ہسپتالوں میں ایک مرحلہ وار پروگرام کے تحت جلے ہوئے افراد کے علاج کے لئے burn unit قائم کئے جا رہے ہیں۔ تو وہ مرحلہ وار پروگرام کتنے سالوں پر محیط ہے؟ جس کے تابع تمام اضلاع میں یہ burn unit قائم ہو جائیں گے؟

وزیر صحت۔ جناب والا۔ یہ burn unit ابھی ہم ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں تک لے جا رہے ہیں اور جہاں تک عرصے کا تعلق ہے یہ پروگرام ایک سال کے اندر اندر مکمل ہو جائے گا۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز۔ اب تک کسی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں Burn unit قائم ہو چکا ہے یا نہیں؟

وزیر صحت۔ Burn unit ابھی نئی Health Policy کے مطابق شروع ہوئے ہیں۔ اس ضمن میں تفصیلات اگر میرے ساتھی دوبارہ سوال کریں گے تو میں انہیں دے دوں گا۔ لیکن

اس پر کام شروع ہو چکا ہے۔

میاں شہباز احمد۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند کریں گے کہ 92-1991ء کی مد میں کس کس ضلع کو Burn unit وہ دے رہے ہیں؟

وزیر صحت۔ اس ضمن میں کسی خاص ضلع کی نشان دہی نہیں کی گئی، بلکہ ہم نے تمام اضلاع کو اس میں شامل کرنا ہے۔

جناب شوکت داؤد۔ جناب والا جہاں Burn unit کا ذکر آیا ہے تو کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند کریں گے کہ Burn unit میں ایسی کون سی خاص چیز ہوتی ہے جو دوسرے یونٹ سے علیحدہ ہوتی ہے۔ اسی سوال کو support کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ پچھلے دنوں میرے حلقے میں ایک ایسا حادثہ ہو گیا جس میں کچھ افراد جل گئے۔ تو ڈاکٹر نے رحیم یار خان refer کر دیا کہ یہاں Burn unit نہیں ہے رحیم یار خان Burn unit ہے وہاں پر ٹھیک ٹھاک طریقے سے سارا علاج ہوا۔ لیکن وہاں کے ڈاکٹرز نے مجھے کہا کے اس میں کوئی ایسی خاص بات نہیں ہے کہ اس کو یہاں لایا جائے، کیونکہ ایک کمرہ ہے اور اس میں کوئی ایسی خاص چیز نہیں ہے۔ تو میں اس سلسلے میں اپنی معلومات کے لیے پوچھنا چاہوں گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر۔ یہ کیا ضمنی سوال ہے؟ اگلا سوال دریافت کیا جائے۔

تحصیل شجاع آباد میں لیڈی ڈاکٹر کی تعیناتی

*199۔ نواب لیاقت علی خان۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ .....

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے صوبہ تحصیل ہیڈ کوارٹر پر گائنی کالوجسٹ آسامیاں منظور اور وہاں لیڈی ڈاکٹر بھی تعینات کر دی گئی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کے حکومت نے تحصیل شجاع آباد اور دیگر چھ تحصیلوں میں ابھی تک یہ آسامی فراہم نہیں کی۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور حکومت کب تک یہ متذکرہ آسامیاں فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت۔ (چودھری جعفر اقبال)

(الف) جی ہاں ما سوائے سات تحصیلوں کے جہاں یہ آسامیاں ابھی تک منظور نہیں ہوئیں۔ ان

میں سے ۴۸ تحصیل ہیڈ کوارٹرز میں گائنی کالوجسٹ تعینات ہیں اور بقیہ ماندہ کیلئے پبلک سروس کمیشن سے رجوع کیا گیا۔

(ب) جی ہاں۔ اس ضمن میں صوبہ فنانس کو باقی ماندہ ہسپتالوں میں جن میں تحصیل شجاع آباد کا ہسپتال بھی شامل ہے۔ گائنی کالوجسٹ کی آسامیاں مہیا کرنے کی تجویز بھجوا دی گئی ہے جونہی ان کی منظوری ہوئی۔ اس ہسپتال میں گائنی کالوجسٹ تعینات کردی جائے گی۔

(ج) اس جز کا جواب اوپر دیا جا چکا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ۔ جناب والا، وزیر موصوف نے اپنے جواب میں بتایا ہے کے شجاع آباد میں Gynae Cologist آسامی کی منظور کرنے کے لئے محکمہ خزانہ کو لکھا گیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے جیسا کہ محسوس ہورہا ہے، کیا یہ پالیسی محکمہ صحت کے لئے relax کر دی گئی ہے کہ نئی آسامیاں create کرنے کے لئے اجازت محکمہ خزانہ دے گا؟

جناب سپیکر۔ ڈاکٹر صاحب اپنا سوال دھرائیے گا۔

ڈاکٹر سید علی خاور شاہ۔ جناب والا، شجاع آباد میں گائنی کالوجسٹ کی پوسٹ کے لئے محکمہ خزانہ کو لکھا گیا ہے۔ جو کہ خواتین کے لئے بہت اہم آسامی ہوتی ہے۔ تو میں سوال یہ کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ اسامی اس مالی سال میں منظور ہوجائے گی؟ کیا محکمہ صحت کے لئے محکمہ خزانہ نے یہ relaxation دے دی ہے کہ نئی آسامی create کی جائے؟

وزیر صحت۔ جناب والا، جز (ب) کے جواب میں تفصیل سے بتایا گیا ہے اور Gynae cologist کے ضمن میں ہم نے Public Service Commission سے بھی رجوع کیا ہے اور وہاں پہ Qualified Gynae Cologist آئیں گے۔ تو محکمہ خزانہ جیسے ہی اس کی منظوری دے گا وہاں تعیناتی کردی جائے گی۔

چودھری سکندر حیات ملھی۔ جناب والا، وزیر موصوف نے اپنے جواب میں لکھا ہے کہ ماسوائے سات تحصیلوں کے جہاں یہ آسامیاں ابھی منظور نہیں ہوئیں باقی تمام تحصیلوں میں Gynae Cologist لگ چکے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ سات تحصیلیں کون سی ہیں؟

وزیر صحت۔ جناب والا، میں اپنے بھائی سے درخواست کروں گا کے اس کی تفصیل کے لئے نیا سوال دریافت فرمائیں۔

چودھری محمد شفیق۔ جناب سپیکر، میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وہ ان سوالوں کا جواب دینے سے پیشتر وزیر خزانہ سے ضروری یقین دھانی حاصل کرنا پسند کیا کریں گے؟ کیونکہ اب تک جتنے سوالات کے جواب دیئے گئے ہیں ان کا انہوں نے جھٹکا ہی کیا ہے۔ ہر بات کا یہی جواب ملا ہے وزارت خزانہ وزارت خزانہ اور ہمارے نوجوان وزیر خزانہ نے حلف اٹھاتے ہی کہا تھا کہ پنجاب کا خزانہ خالی نہیں رہے گا۔ تو کیا آئندہ کے لیے اس قسم کے سوالات کے سلسلے میں وہ وزیر خزانہ سے ضروری یقین دہانی کے بعد ایوان کو information دیا کریں گے یا اپنی معلومات کے مطابق ہی سوالات ادھورے چھوڑ دیئے جائیں گے۔

وزیر صحت۔ جناب والا، یہاں وزارت خزانہ کا صرف دو مرتبہ ذکر ہوا۔ ایک MS کے بارے میں اور ایک GynaeCologist کی آسامی کے بارے میں تو ظاہر ہے کہ جہاں پیسے کا معاملہ ہو تو Finance Department سے رجوع کرنا ہوتا ہے اور ایک طریق کار ہے۔ اس کے مطابق ہی اس کی منظوری لینی پڑتی ہے۔

جناب سپیکر۔ وہ دریافت یہ کرنا چاہتے ہیں کہ کیا آئندہ محکمہ صحت کے سوالات کے جواب دینے سے پہلے وزیر خزانہ سے رجوع کر کے ان سے پوری Discussion کر کے وزیر صحت جواب دینا پسند کریں گے؟

وزیر صحت۔ جناب والا اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ ان سے پوری Discussion کرنے کے بعد ایوان میں جواب دیا جائے۔

میاں شہباز احمد۔ جناب والا، پچھلے پانچ ماہ کے دوران عارضی آسامیاں پر محکمہ پنجاب نے بے شمار ڈاکٹر تعینات کئے ہیں۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند کریں گے کہ کس کس ڈویژن اور کس کس ضلع سے کتنے کتنے ڈاکٹر تعینات کئے ہیں اور کیا ان کی وزارت خزانہ سے اجازت لی تھی یا نہیں؟

جناب سپیکر۔ اس کے لیے تازہ سوال دیا جائے۔

شیخ محمد طاہر رشید۔ جناب والا، میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس نوعیت کے جو زچہ بچہ سنٹر بنے ہوئے ہیں اور جن میں تا حال عملہ تعینات نہیں کیا گیا، اس کے لیے انھوں نے کوئی پالیسی ترتیب دی ہے؟

جناب سپیکر۔ اس کے لئے تازہ سوال دیں، اگلا سوال نمبر 217

ڈاکٹروں کی دیہی ہسپتالوں میں تعیناتی کیلئے اقدام

*217۔ رانا اکرام ربانی۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ صحت میں بشمول سول سیکرٹریٹ صوبہ بھر میں کتنے ڈاکٹر دفتر میں کام کر رہے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ ڈاکٹر دیہی ہسپتالوں میں کام کرنے کی بجائے دفتروں میں کلیریکل کام کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

(ج) اگر جزحائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو دفتروں میں کام کرنے والے ڈاکٹروں کا تبادلہ کرکے دیہی ہسپتالوں میں تعینات کرنے کا کوئی ارادہ ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر صحت۔ (چودھری جعفر اقبال)

(الف) صوبہ پنجاب میں بشمول سول سیکرٹریٹ اسوقت 61 ڈاکٹر دفتروں میں ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔ جو کہ ان کے متعلقہ پوسٹ کے مطابق ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے ڈاکٹروں کو اپنے عہدے کے مطابق دفتروں میں تعینات کیا جاتا ہے۔ اور دیہی ہسپتالوں میں بھی اب تو ہر ڈاکٹر کو پہلے دوسال کیلئے دیہی علاقوں میں تعینات کیا جائے گا۔

(ج) چونکہ تمام متعلقہ ڈاکٹر صاحبان پہلے ہی دیہی ہسپتالوں میں تعینات رہ چکے ہیں ان کو دوبارہ وہاں تبدیل کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ سید طاہر احمد شاہ صاحب ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں؟

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر۔ جز (ب) میں وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ہر ڈاکٹر کو پہلے دو سال کے لئے دیہی علاقوں میں تعینات کیا جائے گا۔ تو جب حکومت کی پالیسی ہے کہ تعینات کیا جائے گا تو کب تک ان ڈاکٹروں کو جو دیہات میں نہیں گئے ہیں دیہات میں بھیجا جائے گا؟ یا اس میں indefinite Period ہے؟

وزیر صحت۔ جناب والا، یہ میں نے اس ایوان کے روبرو اپنی ایک تحریک التوا پر تفصیل سے بات کی تھی۔ اور یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حکومت کی یہ بڑی کامیابی ہے کہ پہلی مرتبہ ڈاکٹر صاحبان کو دیہی علاقوں میں بھیجا گیا ہے۔ اور بغیر کسی تفریق کے تمام کے لئے یہ پالیسی بنائی گئی

ہے پہلے First Graduation کے فوری بعد جب انہوں نے House Job بھی مکمل کر لیا ہوگا تو ان پر دو سال کے لئے لازم ہوگا کہ وہ دیہاتی علاقوں میں جا کر اپنے فرائض منصبی ادا کریں اور اس سلسلہ میں اس تین ماہ کے اندر اندر ہم نے تقریباً پندرہ سو آسامیاں جو کہ پنجاب کے مختلف اضلاع میں اور تحصیلوں میں جہاں دیہاتی علاقوں میں BHU اور RHC خالی پڑے تھے جو ہم نے پر کیے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ جو ڈاکٹر دیہاتی علاقوں میں گئے ہیں ان کے لئے ہم نے incentive بھی دیا ہے۔ کہ ایک ہزار روپیہ ڈاکٹرز کے لئے اور بارہ سو روپیہ لیڈی ڈاکٹرز کے لئے دیہی الاؤنس دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر۔ جی بیگم فوزیہ بہرام صاحبہ ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہیں۔

محترمہ بیگم فوزیہ بہرام۔ جناب والا میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہونگی کہ پہلے ڈاکٹرز کو جیسے وزیر موصوف نے فرمایا کہ House Job مکمل ہونے کے بعد دو سال کے لئے دیہاتوں میں تعینات کیا جائے گا۔ Fresh Doctor بالکل نہ تجربہ کار ہوتے ہیں۔ اور میں خود بھی چونکہ دیہات میں رہائش رکھتی ہوں اور رہتی بھی ہوں۔ تو جب کوئی Serious case ہوتا ہے تو وہی Fresh Doctor ہمیں Expert کے پاس راولپنڈی refer کر دیتے ہیں۔ تو کیا کوئی ایسی سکیم ہے کہ Expert Doctor کو بھی کبھی دیہات میں تعینات کیا جائے نہ کہ صرف نا تجربہ کار ڈاکٹروں کو غریب دیہاتوں پر تجربے حاصل کرنے کے لئے تعینات کیا جائے گا؟

جناب وزیر صحت۔ جناب والا۔ یہ بہت اچھا سوال ہے۔ اس بارے میں محکمے نے جو پالیسی بنائی ہے اس میں جو شہروں میں تعینات ڈاکٹرز تھے اور جو مختلف Teaching Hospitals ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں تعینات تھے ان کے لئے بھی ہم نے لازمی قرار دیا ہے کہ Teaching Hospital میں اگر انہوں نے اپنی Qualification improve نہ کی ہوگی اور جس کے لئے ہم نے تقریباً عرصہ تین سے پانچ سال مقرر کیا ہے تو ان کے لئے بھی اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں بھی جنہوں نے اپنا tenure پورا کر لیا ہے ان کے لئے بھی ہم نے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ وہ بھی دور دراز کے دیہاتی علاقوں میں جائیں گے اور اپنے دو سال پورے کریں گے۔

جناب سپیکر۔ ملک طیب خان اعوان صاحب ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں

ملک طیب خان اعوان۔ جناب سپیکر، آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے دو سال کا عرصہ تو متعین کر دیا ہے۔

کیا ان ڈاکٹروں کو ہسپتالوں میں حاضر ہونا بھی سکھائیں گے یا صرف یہ الاؤنس لیں گے اور اپنی ڈسپنسریاں ملتان کینٹ میں یا بہاولپور میں چلائیں گے؟ یہ حاضر نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر۔ جی وزیر صحت!

وزیر صحت۔ جناب والا۔ حاضری کے معاملے میں محکمہ بڑا serious نوٹس لے رہا ہے اور میں نے ذاتی طور پر اپنی سطح پر بھی بہت ساری جگہوں پر Surprise Checking کی ہے اور جہاں میں نے ڈاکٹرز غیر حاضر پائے ہیں وہاں ان کے خلاف کارروائی کی گئی ہے اور حال ہی میں انہوں نے دیکھا ہو گا کہ وہاں صرف ڈاکٹرز ہی نہیں بلکہ BHO یعنی Basic Health Officers کی سطح تک بھی کارروائی کی گئی ہے۔ تو اس سلسلے میں میں اپنے بھائی سے گزارش کروں گا اور ہماری گورنمنٹ کی بھی پالیسی بھی یہی ہے کہ جہاں ہمارے محکمے نے اپنے طور پر ان کی حاضری کو یقینی بنایا ہے وہاں ان کے علاقے میں جہاں جہاں ہسپتال ہیں ان سے گزارش کروں گا کہ وہاں کے ہسپتالوں پر باقاعدگی سے نظر رکھیں اور جہاں سے ان کی شکایت ہم تک پہنچے گی کہ وہاں ڈاکٹرز کی حاضری نہیں ہے تو انشاء اللہ ان کے خلاف فوری کارروائی کی جائے گی۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا میں آپ وساطت سے وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کے جو انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ Surprise Visit کے دوران جن ڈاکٹروں کو انہوں نے غیر حاضر پایا ان کے خلاف کارروائی کی گئی ہے۔ تو میں دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا کارروائی کی گئی ہے؟ اور کیا انہوں نے اپنے Field کے Senior Officer کو یہ ہدایات جاری کیں ہیں کہ وہ متعلقہ ڈاکٹرز کی حاضری کے بارے میں اس بات کو یقینی بنائیں کہ وہ دیہی عوام کے علاج معالجہ کے لئے جہاں ان کی تعیناتی ہو گی وہاں پر ضرور موجود ہوں گے اور عوام کی خدمت کریں گے؟

جناب سپیکر۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر ٹرانسپورٹ۔ (جناب محمد ارشد خان لودھی) جناب والا، میں بقیہ سوالات کہ جوابات ایوان

کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر صحت۔ جناب والا۔ میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ محکمہ صحت اور محکمہ ٹرانسپورٹ کے بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دئے گئے ہیں۔(قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ اب بیس منٹ کے لئے نماز مغرب کا وقفہ ہوتا ہے۔ جناب سپیکر وقفہ نماز مغرب کے بعد 6 بجکر 55 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

داتا نگر تک بسیں نہ چلانے کی وجوہات

*202۔ میاں محمود احمد۔ کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ .....

(الف) یہ درست ہے کے وزیر اعلیٰ کی طرف سے ایم ڈی اربن ٹرانسپورٹ کو احکامات دیئے گئے تھے کہ جو بسیں پرانا راوی پل تک آتی ہیں ان کو داتا نگر تک بڑھا دیا جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ کے احکامات کے بعد میں نے ایم ڈی سے بھی رابطہ کیا تو اس نے فرمایا کے میں نے ماتحت عملہ کو احکامات جاری کر دئے ہیں مگر ان احکامات کی تعمیل نہیں ہوئی۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ میرے دوبارہ رابطہ قائم کرنے پر برائے نام بسیں داتا نگر پل تا بڑھا دی گئیں مگر وہاں اکثر اوقات بسیں آتی ہی نہیں ہیں اور اگر آتی ہیں تو بغیر رکے واپس چلی جاتی ہیں۔

(د) اگر جزحائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت وزیر اعلیٰ کے احکامات کی تعمیل میں مستقل بنیادوں پر بسیں چلانے اور وہاں پر چیک کرنے کے لئے عملہ بٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اسکی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ۔ (ملک سلیم اقبال)

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) معوز ایم پی اے کے رجوع کرنے پر کارپوریشن نے روٹ نمبر 255 از پرانا راوی پل تا داتا نگر میں مورخہ 90-9-24 سے توسیع کر دی ہے۔

(ج) اس وقت شیڈول بسوں کی تعداد 4 ہے اور داتا نگر تک یہ بسیں چلتی ہیں تاہم سبزی و فروٹ

منڈی کے نزدیک اکثر ٹریفک رکی رہتی ہے۔ اس روٹ کی بسیں ٹریفک میں پھنسنے کی وجہ سے اکثر لیٹ ہو جاتی ہیں۔

(د) بسیں پہلے ہی مشتمل بنیادوں پر چل رہی ہیں اور ان کی آمد و روانگی چیک کرنے کے لئے وہاں پر ٹائم چیکر متعین کیا گیا ہے۔

جیا موسیٰ تک بسیں چلانے کیلئے اقدام

*233۔ میاں محمود احمد۔ کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1985 میں میری درخواست پر حلقے کے لوگوں کی سہولت کے لئے جیا موسیٰ سے اپر ٹرانسپورٹ کی بسیں چلائی گئیں اور جب تک میں ایم پی اے رہا یہ چلتی رہیں اور بعد ازاں ان کو بند کر دیا گیا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت دوبارہ وہاں سے بسیں چلانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں میں ہے تو کب تک اگر نہیں تو وجہ؟

وزیر ٹرانسپورٹ۔ (ملک سلیم اقبال)

(الف) درست ہے کہ ازسیون اپ گلبرگ تا جیا موسیٰ نیا روٹ نمبر 254 ماہ جولائی 1984ء میں متعارف کیا گیا چونکہ جیا موسیٰ پر نہ تو کوئی پارکنگ کے لئے مناسب جگہ تھی اور نہ ہی مسافروں کی مطلوبہ تعداد موجود تھی جس کی وجہ سے اس کو کوٹ عبدالمالک تک بڑھا دیا گیا تاہم اس کو بند کیا گیا۔

(ب) چونکہ سڑک زیر تعمیر ہے فی الحال اس روٹ کو چلانے کا کوئی پروگرام نہ ہے تاہم جیا موسیٰ کے مکین روٹ نمبر 254 سے مستفید ہو رہے ہیں

ٹرانسپورٹ کے کرایوں میں اضافہ کی تفصیل

*307۔ ملک محمد ذاکر۔ کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.....

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ جون 1990ء میں لاہور میں بسوں اور ویگنوں کے کرایہ میں اضافہ کیا گیا تھا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کس شرح سے کرایوں میں اضافہ کیا گیا تھا اور موجودہ کرایہ کس شرح سے وصول کیا جا رہا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ۔ (ملک سلیم اقبال)

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) آخری مرتبہ اپریل 1985ء میں شرح کرایہ میں اضافہ کیا گیا تھا۔ 5 سال کے عرصہ میں پٹرول، ڈیزل، سپیئر پارٹس، ورکشاپ اخراجات اور عملہ کی تنخواہوں میں متواتر اور بتدریج اضافہ ہوتا رہا لہٰذا ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے اور ٹرانسپورٹروں کے شدید مطالبہ کے پیش نظر جون 1990ء میں مروجہ شرح کرایہ پر نظر ثانی کرتے ہوئے قانون و قواعد کے تحت شرح کرایہ میں اضافہ کیا گیا جو تقریباً 18% تھا۔

لیکن بعد ازاں خلیج کی جنگ کی صورت حال کی وجہ سے تیل کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ ہوجانے کے باعث جو 41.5% تھا سابقہ شرح کرایہ پر نظر ثانی کرنی پڑی۔

لہٰذا محکمہ ٹرانسپورٹ پنجاب نے بین الاضلاعی اور شہروں میں چلنے والی بسوں اور ویگنوں کے کرایوں پر نظر ثانی کرتے ہوئے قواعد کے مطابق مورخہ 1991-1-14 کو دوبارہ اضافہ کیا۔ جو تقریباً 16% بنتا ہے۔ تاہم شہروں میں چلنے والی ویگنوں کے کرایوں کی شرح پر نظر ثانی کرتے ہوئے مروجہ کرایہ جس کا نفاذ 1991-1-14 سے ہوا تھا۔ میں مزید رعایت دیتے ہوئے کم از کم کرایہ 1.25 روپے رکھا گیا۔ جس کی مسافت تین کلو میٹر مقرر کی گئی۔ اور زیادہ سے زیادہ شرح کرایہ 5 روپے مقرر کی گئی ہے۔ جو 21 کلو میٹر یا اس سے زائد فاصلہ کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ اس امر کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے کہ ٹرانسپورٹر مسافروں سے کرایہ صرف حکومت کی مقرر کردہ شرح کے مطابق ہی وصول کریں۔ اور کرایہ نامہ اپنی گاڑیوں میں نمایاں جگہ پر آویزاں کریں۔ تصدیق شدہ کرایہ نامہ آویزاں نہ کرنے یا مسافروں سے مقرر شرح سے زائد کرایہ وصول کرنے والے ٹرانسپورٹروں کے خلاف حسب ضابطہ قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

لاہور میں ویگن روٹ نمبر 12-25- اور 43 کے کرایہ کی تفصیل

*308 - ملک محمد ذاکر۔ کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ .....

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ جون 1990ء میں اندرون لاہور ویگنوں کے کرایہ میں اضافہ کیا گیا تھا اگر ایسا ہے تو روٹ نمبر 12-25- اور 43 کے موجودہ کرایہ نامہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ کرایہ بڑھانے سے پہلے روٹ نمبر 25۔ اور 43 اسٹیشن سے اسمبلی حال کا کرایہ ایک روپیہ وصول کیا جاتا تھا۔ مگر اب ڈیڑھ روپیہ وصول کیا جا رہا ہے۔ اگر ایسا ہے تو مقررہ ریٹ سے زائد کرایہ وصول کرنے کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ۔ (ملک سلیم اقبال) (الف) یہ درست ہے کہ جون 1990ء میں تمام گاڑیوں کے کرایوں میں اضافہ کیا گیا تھا۔ ان کرایوں کا اطلاق لاہور شہر میں چلنے والی تمام ویگنوں پر بھی تھا۔ بعد ازاں خلیج کی جنگ کے باعث تیل کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ جو 41.5% تھا، کے پیش نظر حکومت پنجاب محکمہ ٹرانسپورٹ نے 14-1-1990 کو قواعد وضوابط کے مطابق متعلقہ فریقین کی سماعت کے بعد پنجاب میں چلنے والی گاڑیوں کے لئے کرایوں میں اضافہ کیا۔ شہری روٹوں پر چلنے والی گاڑیوں کے کرایہ کی کم از کم شرح 1.25 روپے ہے جس کے لئے فاصلہ کی حد 3 کلو میٹر مقرر کی گئی ہے۔ زیادہ سے زیادہ شرح کرایہ 5 روپے ہے جو 21 کلو میٹر یا اس سے زائد فاصلہ کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ نقل کرایہ نامہ جات روٹ نمبر 12-25۔ اور 43 رائج الوقت لف ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ جنوری 1991ء میں کرایوں میں اضافہ سے پہلے سٹی روٹ نمبر 25 اور روٹ نمبر 43 کا کرایہ اسٹیشن تا اسمبلی حال تک ایک روپیہ تھا کیونکہ اس سے پہلے شرح کرایہ ایک روپیہ مقرر تھی لیکن موجودہ کرایہ کی شرح کے مطابق کم از کم 1.25 روپے مقرر ہے۔ اور فاصلہ کی حد تین کلو میٹر مقرر ہے نیز مقررہ شرح سے زائد کرایہ کی وصولی کی صورت میں حسب ضابطہ قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

نقصان زدہ سوالات اور ان کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

روٹ نمبر 12

کرایہ نامہ بحساب ۱۵ پیسہ فی کلومیٹر فی سواری بمطابق
حکومت پنجاب ترمیم شدہ نوٹیفکیشن نمبر SOTR1/2-2/75-VII
جنرل بس سٹینڈ باری باغ منیالہ لاہور۔
باری کردہ دفتر ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی لاہور۔

مورخہ 27-2-91

درمیانی فاصلہ	نام اسٹیشن	کل فاصلہ	جنرل بس سٹینڈ باری باغ لاہور	ریلوے اسٹیشن	پل ریلوے اسٹیشن	برف خانہ باغبانپورہ	ایس اے دارو غہ والا	چونگی قذافی سٹیڈیم	سوتر مل	جلو موڑ	کونسل ڈیال	واہگہ	تھنی پور چھاپہ
—	جنرل بس سٹینڈ باری باغ لاہور	—											
3 KM	ریلوے اسٹیشن	3 KM	0.45										
2 "	پل ریلوے اسٹیشن	5 "	0.75	0.30									
3 "	برف خانہ باغبانپورہ	8 "	1.20	0.75	0.45								
3 "	ایس اے دارو غہ والا	11 "	1.65	0.20	0.90	0.45							
3 "	چونگی قذافی سٹیڈیم	14 "	2.10	1.65	0.35	0.90	0.45						
3	سوتر مل	17 "	2.55	2.10	0.80	1.35	0.90	0.45					
4 "	جلو موڑ	21 "	3.15	2.70	2.40	1.95	1.50	1.05	0.60				
4 "	کونسل ڈیال	25 "	3.75	3.30	3.00	2.55	2.10	1.65	1.20	0.60			
3 "	واہگہ	28 "	4.20	3.75	3.45	3.00	2.55	2.10	1.65	1.05	0.45		
5 "	تھنی پور چھاپہ	33 "	4.95	4.50	4.20	3.75	3.30	2.85	2.45	1.80	1.20	0.75	
5 "	منیالہ	38 "	5.70	5.25	4.95	4.50	4.05	3.60	3.15	2.55	1.95	1.50	0.75

کرایہ نامہ سٹی روٹ نمبر 25 سانده کلاں تا ریلوے اسٹیشن
بمطابق گورنمنٹ پنجاب نوٹیفکیشن No.TR:1-2-75
برائے کمرد سیکرٹری ٹرانسپورٹ اتھارٹی لاہور۔

نمبر ——— ۲۱-۱-۹۱

فاصلہ	نام اسٹیشن	کل فاصلہ										
—	سانده کلاں	—	سانده کلاں									
1.5 KM	نیلی بار	1.5 KM	1.25	نیلی بار								
1.8	سیکرٹریٹ	3.3	1.25	1.25	سیکرٹریٹ							
0.5	ضلع کچہری	3.8	1.25	1.25	1.25	ضلع کچہری						
0.7	انارکلی بس سٹینڈ	4.5	2.00	1.25	1.25	1.25	انارکلی بس سٹینڈ					
0.6	جی پی او	5.1	2.00	2.00	1.25	1.25	1.25	جی پی او				
0.7	ریگل چوک	5.8	2.00	2.00	1.25	1.25	1.25	1.25	ریگل			
0.6	الفلاح	6.4	2.00	2.00	1.25	1.25	1.25	1.25	1.25	الفلاح		
1.1	ایل ڈی اے پلازہ	7.5	2.50	2.00	2.00	2.00	1.25	1.25	1.25	1.25	ایل ڈی اے پلازہ	
0.4	شمالی حصہ	7.8	2.50	2.00	2.00	2.00	1.25	1.25	1.25	1.25	1.25	شمالی حصہ
1.5	ریلوے اسٹیشن	9.5	2.50	2.50	2.50	2.00	2.00	2.00	2.00	1.25	1.25	1.25

نقشہ زر مواصلات اور ان کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

کرایہ نامہ سبقی روٹ نمبر 15/45 ریلوے اسٹیشن تا گورونانک
بمطابق ترمیم شدہ نوٹیفکیشن SORT/2-2-/75
جاری کردہ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی لاہور
مورخہ 29-1-91

درمیانی فاصلہ	نام اسٹیشن	کل فاصلہ											
—	ریلوے اسٹیشن		ریلوے اسٹیشن										
KM 1.4	شعلہ محل	KM 1.4	1.25	شعلہ محل									
1.4	الفلاح بلڈنگ	2.8	1.25	1.25	الفلاح بلڈنگ								
0.8	سرگنگا رام ہسپتال	3.6	1.25	1.25	1.25	سرگنگا رام ہسپتال							
1.3	مزنگ چونگی	4.9	2.00	1.25	1.25	1.25	مزنگ چونگی						
1.2	لاہور کالج	6.1	2.00	2.00	1.25	1.25	1.25	لاہور کالج					
0.7	سروسز ہسپتال	6.8	2.50	2.00	2.00	1.25	1.25	1.25	سروسز ہسپتال				
1.1	نہر والی	7.9	2.50	2.00	2.00	2.00	1.25	1.25	1.25	نہر پل			
1.2	فوارہ نمبر	9.1	2.50	2.50	2.00	2.00	2.00	1.25	1.25	1.25	فوارہ نمبر		
1.4	مین مارکیٹ	10.5	3.00	2.50	2.50	2.00	2.00	2.00	1.25	1.25	1.25	مین مارکیٹ	
2.8	فردوس مارکیٹ	13.3	3.50	3.00	2.50	2.50	2.00	2.00	2.00	1.25	1.25	1.25	فردوس مارکیٹ
0.8	سیون اپ	14.1	3.50	3.00	2.50	2.50	2.50	2.00	2.00	2.00	1.25	1.25	سیون اپ
2.2	گورونانک	16.3	4.00	3.50	3.50	3.00	3.00	2.50	2.50	2.00	2.50	1.25	1.25

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

بنیادی مراکز صحت میں ڈاکٹروں کی عدم دلچسپی کا ازالہ

16۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر نقوی وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ .....

(الف) صوبہ کے دیہاتی علاقہ جات میں کل کتنے بنیادی مراکز صحت ہیں۔

(ب) کتنے سنٹروں میں ایم بی بی ایس ڈاکٹر تعینات ہیں اور کتنے ابھی بغیر ڈاکٹروں کے چل رہے ہیں۔

(ج) کتنے سنٹروں میں ڈاکٹر صاحبان پابندی سے وقت دیتے ہیں۔ اور کتنے سنٹر ایسے ہیں جہاں تعیناتی کے باوجود ڈاکٹر حاضری نہیں دیتے

(د) کتنے سنٹروں پر ڈاکٹروں کی غیر حاضری کی شکایات عوام نے کیں کتنی شکایات پر کارروائی کی اور کتنی شکایات پر عملدرآمد نہیں ہوا؟

وزیر صحت۔ (چودھری جعفر اقبال)

(الف) صوبہ میں اس وقت کل 2150 بنیادی مراکز صحت کام کر رہے ہیں۔

(ب) تمام بنیادی مراکز صحت میں ڈاکٹر تعینات کر دیئے گئے ہیں، چند ایک ڈاکٹروں کی چارج رپورٹ وصول نہیں ہوئی۔

(ج) تمام بنیادی مراکز صحت میں ڈاکٹر ڈیوٹی سر دے رہے ہیں تاہم اگر کہیں سے غیر حاضری کی شکایت آتی ہے تو فوراً ضابطہ کے تحت قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔

(د) ماسوائے فیصل آباد کے کہیں سے عوام کی شکایت موصول نہیں ہوئی فیصل آباد میں 10 ڈاکٹروں کے خلاف شکایت موصول ہوئی تھی، جن کے خلاف E-D کے تحت کارروائی کی جا رہی ہے۔

سینٹ کی خصوصی نشستوں کے لئے انتخاب کا اعلان

سیکرٹری اسمبلی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ پنجاب سے سینٹ کی سات (7) عمومی اور تین خصوصی نشستوں کیلئے انتخاب جمعرات 14 مارچ کو صبح 9 بجے سے 00-4 بجے سہ پہر تک اسمبلی سیکرٹریٹ کے کمیٹی روم نمبر ایک میں الیکشن کمیشن آف پاکستان کے زیر اہتمام منعقد ہو گا۔ آپ

سے استدعا ہے کہ مذکورہ جگہ پر تشریف لائیں اور مقررہ اوقات کے اندر اپنا ووٹ ڈالیں۔ اس بات کی خصوصی تاکید کی جاتی ہے کہ پنجاب اسمبلی سیکرٹریٹ کی جانب سے جاری کردہ شناختی کارڈ اپنے ساتھ لانا ہرگز نہ بھولئے۔ کیونکہ قواعد انتخاب سینٹ مجریہ 1975ء کے قاعدہ 15 کی رو سے ووٹ ڈالنے کے لئے بحیثیت رکن صوبائی اسمبلی اپنا شناختی کارڈ دکھانا ضروری ہے۔ جن اراکین اسمبلی نے اپنے شناختی کارڈ بطور رکن نہیں بنوائے وہ 14 / مارچ 1991ء سے پہلے اپنے شناختی کارڈ اسمبلی سیکرٹریٹ سے بنوالیں۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر۔ اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی

چودھری مہدی حسن بھٹی صاحب

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست چودھری مہدی حسن بھٹی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

گزارش ہے کہ میں ذاتی کام کی وجہ سے مورخہ 4/3/91 تا 7/3/91 کو اسمبلی کے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکا۔ لہٰذا رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

بیگم فوزیہ بہرام صاحبہ

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست بیگم فوزیہ بہرام صاحبہ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

گزارش ہے کہ میں مورخہ 6/3/91 کو ضروری کام کی وجہ سے اجلاس سے غیر حاضر رہی۔

برائے مہربانی مجھے ایک یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔
شکریہ

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

حاجی ملک گلاب خان صاحب

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست حاجی ملک گلاب خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔
گزارش ہے میں نے اپریشن کروایا ہوا ہے۔ اس لئے برائے مہربانی مجھ کو 10 مارچ سے 13 مارچ 1991ء تک کی رخصت عطا فرمائی جائے۔
شکریہ

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر۔ ارشاد حسین سیٹھی پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔
جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ جناب والا، میں آپ کی وساطت سے پوائنٹ پر بات کرنا چاہتا ہوں وقفہ سوالات کی کارروائی انتہائی احسن انداز سے نبٹانے کے بعد آخر میں جناب والا وزیر ٹرانسپورٹ کے بارے میں جو سوالات تھے وہ وقفہ سوالات ختم ہونے کے بعد وزیر مال نے ان کے بارے میں یہ کہا کہ یہ ایوان کی میز پر رکھ دئے گئے ہیں۔ تو جناب والا آپ کی وساطت سے عرض کروں کہ اس میں جو بے قاعدگی کا پہلو ہے وہ یقین کی حد تک یہ بات درست ہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کو جناب وزیر ٹرانسپورٹ کی ملک سے باہر ہونے کا Notification یعنی نوٹس نہیں ملا۔ اور وزیر مال

نے جو یہ سوالات ایوان کی میز پر رکھے ہیں اس کے بارے میں یہ چاہوں گا کہ یہ بے قاعدگی کے زمرے میں آتی ہے۔ اور جناب والا اس بارے میں وضاحت فرما دیں کہ آیا یہ درست ہے؟

جناب سپیکر۔ سیٹھی صاحب یہ کیسے بے قاعدگی کے زمرے میں آتا ہے؟

کہ وزیر مال نے یہ سوالات کیوں ایوان کی میز پر رکھے ہیں؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ وزیر صاحب کی عدم موجودگی کا کوئی نوٹس جب تک اسمبلی سیکرٹریٹ میں موصول نہ ہو اس وقت تک اس کے بارے میں کوئی دوسرا وزیر کس طرح دوسرے محکمے کے بارے میں سوالات ایوان کی میز پر رکھ سکتا ہے اور ان کا جواب دے سکتا ہے؟

جناب سپیکر۔ آپ کا مطلب ہے کہ وزیر ٹرانسپورٹ نہیں ہیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ ان کی عدم موجودگی کا نوٹس اسمبلی سیکرٹریٹ کو موصول ہونا ضروری تھا۔

جناب سپیکر۔ کس چیز کا نوٹس؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ کہ وہ یہاں موجود نہیں ہیں، وہ ملک میں نہیں ہیں، اور ان کی جگہ پر وزیر مال نے ازخود جو سوالات ایوان کی میز پر رکھے ہیں کیا وہ درست ہیں، اگر وہ موجود نہیں تھے تو پھر یہ سوالات آنے ہی نہیں چاہیں تھے؟

جناب سپیکر۔ نہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ بندوبست حکومت کا ہے، جس میں میں اس بارے میں آپ سے اتنا اتفاق کرتا ہوں کے اسمبلی سیکرٹریٹ کو اس بارے میں اطلاع ہونی چاہیے کہ متعلقہ منسٹر اگر بیرون ملک ہیں تو اس بارے میں اسمبلی سیکرٹریٹ کو اطلاع ہونی چاہیے۔ لیکن ان کی جگہ پر کون وزیر اس کو take up کریں گے اور سوالات ایوان کی میز پر رکھیں گے یہ حکومت کا اپنا انتظام ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر، میں آپ کی وساطت سے وضاحت چاہتا ہوں کے ارکان اسمبلی کو اسمبلی سیکرٹریٹ نے اسمبلی کی رکنیت کے بارے میں دو قسم کے کارڈ جاری کئے ہوئے ہیں۔ ایک تو سینے پر چسپاں کرنے کے لئے ہے۔ کیا یہ بھی Valid ہو گا یا اس دن کے لئے دوسرا شناختی کارڈ ضروری ہو گا۔ کیونکہ یہ کارڈ بھی شناخت کے لئے کافی ہے۔

جناب سپیکر۔ میرے خیال میں یہ Valid ہونا چاہیے۔ اسمبلی کا شناختی کارڈ تو یہی ہے ناں۔ جو آپ نے مجھے ابھی دکھایا ہے۔ اسمبلی کی طرف سے یہی مہیا کیا جاتا ہے۔ اور یہ اعلان کیا گیا ہے کہ جن معزز اراکین کے پاس یہ شناختی کارڈ نہیں ہیں وہ اسمبلی سیکرٹریٹ سے رجوع فرمائیں اور بنوا لیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا، دوسرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اگر وزیر ٹرانسپورٹ بیرون ملک ہیں اور ایوان میں موجود نہیں تھے تو چونکہ پارلیمانی سیکرٹری ہر محکمے کے مقرر ہو چکے ہیں تو وزیر ٹرانسپورٹ کی عدم موجودگی میں پارلیمانی سیکرٹری ہی ٹرانسپورٹ سے متعلق سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ سکتے تھے۔

راجہ محمد بشارت خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر، میں جناب کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں جس طرح کل اسمبلی کا اجلاس adjourn کیا گیا۔ کل حزب اختلاف کے ایک معزز رکن کی جانب سے کورم کا مسئلہ اٹھایا گیا اور یہ نشان دہی کی گئی کے اس وقت ایوان میں کورم پورا نہیں ہے۔ اس پر وقت قواعد وضوابط کے تحت جناب نے پانچ منٹ تک گھنٹیاں بجانے کے لئے کہا اور اس کے بعد دوبارہ گنتی کی گئی۔ دوبارہ گنتی کے بعد بھی ایوان میں کورم موجود نہ تھا۔ اس پر جناب نے ایوان کو آج شام پانچ بجے تک ملتوی کر دیا۔ جناب والا، اس سلسلے میں جناب کی توجہ میں قواعدانضباط کار کے قاعدہ 182 کی طرف مبذول کرانا چاہوں گا جس میں واضح طور پر درج ہے

182. "If at any time during a sitting of the Assembly the attention of the Speaker is drawn to the fact that members less than one fourth of the total membership of the Assembly are present, he shall suspend the meeting and shall order the bells to be rung for a period of five minutes and if after the said period there is still no quorum, he shall adjourn the Assembly for fifteen to thirty minutes."

اور اس کے بعد پھر اجلاس بلا کر دوبارہ گھنٹیاں بجانی چاہیے تھیں جو آگے قاعدہ ۔182 (2) میں درج ہے۔

182(2) If on a fresh count being taken after the expiry of the said period, it is still found that there is no quorum the Speaker shall adjourn the Assembly till the next working day or sine die, as the situation may require "

جناب والا، اس میں میری گزارش یہ ہے کہ ایوان پندرہ منٹ سے لے کر آدھ گھنٹے تک کے لئے ملتوی نہیں کیا گیا بلکہ براہ راست آج تک کے لئے adjourn کر دیا گیا تھا۔ اس طرح قواعد وضوابط سے انحراف کیا گیا۔ میں اس سلسلے میں جناب کی رولنگ چاہوں گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر۔ راجہ صاحب، آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر صحیح نشان دہی کی ہے۔ طریق کار یہی ہے کہ جب کورم کی نشان دہی ہو تو پہلے پانچ منٹ تک گھنٹیاں بجائی جائیں اور اس کے بعد اگر کورم پورا نہیں ہوتا تو پھر پندرہ منٹ کے لئے ھاؤس adjourn کیا جائے۔ یا تیس منٹ کے لئے adjourn کیا جائے۔ لیکن کل ایوان کو پندرہ منٹ یا آدھ گھنٹے کے لئے adjourn کرنے کے بجائے آج کے لئے adjourn کیا گیا تو اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ ایک مسئلہ طے کر لیا گیا تھا کہ ھاؤس کو پندرہ منٹ یا آدھ گھنٹے کے لئے اگر Adjourn کیا جائے تو کورم پورا ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ نمبر ایک۔ نمبر دو یہ تھا کہ اس وقت ایوان میں موجود سب صاحبان کی یہ رائے تھی اور ان کی رائے لی گئی تھی کہ ھاوس میں کورم ہونے کا کوئی سوال نہیں ہے۔ اگر اس کو پندرہ تیس منٹ کے لئے Adjourn کیا جائے۔ تو چند معاملات میں ھاؤس کی consent سے قواعد کی requirement سے انحراف کیا جا سکتا ہے اور سپیکر قواعد کو معطل کرتے ہوئے کوئی کارروائی کر سکتا ہے۔ اور کچھ معاملات ایسے ہیں کہ اس میں ایوان کی consent کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اور سپیکر قاعدہ 202 کے تحت قواعد کو معطل کرتے ہوئے کوئی معاملہ آگے بڑھا سکتا ہے۔ تو کل کی Adjournment ایوان کی consent سے کی گئی تھی اس لئے اس

میں کوئی اس قسم کی بات نہیں ہے کہ جس میں قواعد سے انحراف کیا گیا ہو۔

چودھری محمد فاروق۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر۔ وزیر ٹرانسپورٹ کی عدم موجودگی میں وزیر مال نے سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس ضمن میں قاعدہ 49 (4) میں یہ بتایا گیا ہے۔

49 (4) The questions shall be answerd by the Minister or Parliamentary sectartary concened

سوالات کا جواب متعلقہ وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری دے گا۔

جناب سپیکر۔ اگر وزیر مال کے پاس ٹرانسپورٹ کا محکمہ نہیں ہے، اس کا چارج نہیں ہے تو انھوں نے اس بنیاد پر یہ جواب دیا۔ پوائنٹ آف آرڈر کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ اگر وزیر موصوف ملک میں موجود نہیں ہیں تو متعلقہ محکمے کے پارلیمانی سیکرٹری تو ملک میں موجود ہیں۔ اور اگر جوابات دینے کا وقت آج کے دن پر رکھا گیا تو وزیر موصوف اگر ایوان میں نہ آسکتے تھے تو متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری تو ایوان میں موجود ہو سکتے تھے۔ یا اگر محکمہ ٹرانسپورٹ کے پالیمانی سیکرٹری بھی یہاں موجود نہیں ہیں تو فوری طور پر یہ کس طرح حکومت نے وزیر مال کو وزیر ٹرانسپورٹ کے جوابات دینے کی ذمہ داری سونپ دی۔ لہذا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جو وزیر مال نے محکمہ ٹرانسپورٹ کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے ہیں وہ قواعد کے مطابق نہیں ہے، اس لئے اسے آئندہ کی کسی کارروائی پر موقوف کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب۔ آپ وقفہ سوالات میں کدھر تھے؟ آپ تشریف نہ رکھتے تھے۔

چودھری محمد فاروق۔ میں اس کے لئے معذرت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ یہ بات آپ نے صحیح نشان دہی کی ہے کہ وزیر ٹرانسپورٹ اگر ملک میں موجود نہیں ہیں تو پارلیمانی سیکرٹری جن کا محکمہ ٹرانسپورٹ سے تعلق ہے، وہ اگر موجود ہیں تو انہیں یہ سوالات ایوان کی میز پر رکھنے چاہیں تھے کسی اور وزیر کو نہیں take up کرنے چاہیں تھے۔ لاء منسٹر صاحب ٹرانسپورٹ کے کوئی پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔

وزیر قانون۔ ٹرانسپورٹ کا اضافی چارج جناب لودھی صاحب کے پاس ہے اور ٹرانسپورٹ کا پارلیمانی سیکرٹری ابھی تک کوئی مقرر نہیں ہوا۔

جناب سپیکر۔ جناب پارلیمانی سیکرٹری ابھی تک کوئی مقرر نہیں ہوا۔ تو پھر اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں تھا۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر۔ ظاہر ہے، وزیر ٹرانسپورٹ کافی دنوں سے بیرون ملک ہیں تو ظاہر ہے Notification آج سے جاری نہیں ہوا ہو گا۔ آج سے پہلے کسی روز میں یہ جاری ہونا چاہیے جس کے تحت محکمہ ٹرانسپورٹ کی اضافی ذمہ داریاں وزیر مال کے سپرد کر دی گئیں۔ کیا اس Notification کی کاپی اس وقت ایوان میں پیش کی جا سکتی ہے؟

جناب سپیکر۔ لاء منسٹر صاحب کی توجہ کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ اگر کوئی وزیر ملک میں موجود نہیں ہے، اور پارلیمانی سیکرٹری بھی ان کے محکمے کے مقرر نہیں ہوئے تو اس کے لئے اضافی چارج دے دینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس کے لئے باقاعدہ Notification ہونا چاہیے کہ اس ایوان سے متعلقہ ٹرانسپورٹ کے جملہ معاملات حکومت پنجاب کن کے ذمے لگاتی ہے۔ اس کے لئے باقاعدہ Notification جاری ہونا چاہیے۔ اور Notification جاری ہو کر اسمبلی سیکرٹریٹ کو موصول ہونا چاہیے اور اس کے بارے میں جملہ ممبران کو باقاعدہ اطلاع ہونی چاہیے۔ مجھے امید ہے کہ آئندہ اس بارے میں احتیاط کی جائے گی کہ کسی محکمے کے متعلقہ وزیر یا متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری موجود نہیں ہیں تو اس بارے میں حکومت باقاعدہ Notification جاری کرے گی تاکہ ایوان کے ممبران متعلقہ معاملات کو باقاعدہ اہمیت دی جائے اور Notification کے ذریعے دوسرے وزیر کے ذمے لگایا جائے کہ وہ ان معاملات میں ایوان کے معاملات کو deal کرے۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر، میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ لیکن جہاں تک میرے پرائنٹ آف آرڈر کا تعلق ہے، کہ جب وزیر متعلقہ بھی موجود نہیں، پارلیمانی سیکرٹری بھی موجود نہیں تو ایوان کی میز پر جو جوابات رکھے گئے ہیں۔ وہ قواعد کے مطابق نہیں ہیں۔ لہٰذا اس کارروائی کو آج کی ایوان کی کارروائی سے حذف کیا جائے اور آئندہ کی تاریخ پر متعلقہ وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری ان سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھیں۔

جناب سپیکر۔ یہ جوابات رولز کے مطابق نہیں ہیں۔

جناب سپیکر۔ اب اس بارے میں وزیر قانون کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب سپیکر۔ اس سلسلے میں جناب سیٹھی صاحب نے بھی اس قسم کا ایک اعتراض اٹھایا تھا جس پر آپ پہلے ہی رولنگ دے چکے ہیں اور اظہار خیال فرما چکے ہیں تو میں جناب والا کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بات جناب نے فرما دی ہے کہ آئندہ Notification بھی ہو جائے اور اس سلسلے میں گورنمنٹ اس چیز کا نوٹس لے گی۔ ہوا یہ ہے کہ جو محکمے جناب وزیر اعلیٰ کے پاس تھے ان کا تو ہم نے اسمبلی بزنس کے لئے بھی باقاعدہ Notification کیا۔

جناب سپیکر۔ جی ہاں۔ Notification کیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ تو جناب والا۔ جو محکمے دوسرے وزراء کے پاس ہیں مثلاً امداد باہمی کا محکمہ چودھری اقبال صاحب کے پاس ہے اور ٹرانسپورٹ جناب لودھی صاحب کے پاس ہے۔ تو اس کا گورنمنٹ نے otherwise کیا ہوا ہے۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر۔ اس ایوان کی کارروائی کو قواعد کے مطابق چلانے کے لئے کوئی حرج کی بات تو نہیں ہے کہ اگر کوئی حصہ کارروائی کا رولز کے مطابق نہیں ہے تو اسے کارروائی میں سے حذف کر دیا جائے۔ اور جب ٹرانسپورٹ کا محکمہ وزیر مال کے پاس نہیں ہے اور اس کا Notification بھی موجود نہیں ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ آئندہ جب ٹرانسپورٹ کے سوالات کے جوابات دینے کا روز ہو تو اس روز اس کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے جائیں۔

جناب سپیکر۔ یہ مسئلہ جو ہے کہ منسٹر مال نے جو جوابات ٹرانسپورٹ سے متعلقہ ایوان کی میز پر رکھے ہیں تو اس کو آپ اس طرح کی بے ضابطگی تصور کرتے ہیں کہ اس کو کارروائی میں شامل نہ کیا جائے اور ان کو ایوان کی میز پر نہ رکھا جائے بلکہ ان کو اور کسی روز کے لئے مؤخر کیا جائے اور اس کو دوبارہ take up کیا جائے تو اس بارے میں میں یہ کہونگا کہ لا منسٹر صاحب اس معاملے کو مزید دیکھ لیں، میں بھی اس کو مزید دیکھ لیتا ہوں۔ آپ بھی اس کو دیکھ لیں اور اس کو اگلے روز takee up کریں گے۔ اس آپ کے پوائنٹ آف آرڈر پر اور سیٹھی صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر میں اپنا فیصلہ pending کرتا ہوں۔

ملک محمد اقبال خان لنگڑیال۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ ملک محمد اقبال خان پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

ملک محمد اقبال خان لنگڑیال۔ جناب والا۔ آج کے روزنامہ امروز میں یہ خبر چھپی ہے کہ گندم، چاول اور گنے کی فصلوں پر نیا ٹیکس لگانے کا فیصلہ۔ جناب میں تو سمجھتا ہوں کہ زمینداروں پر پہلے ہی اتنا بوجھ پڑا ہوا ہے۔ اور واقعی اتنا ٹیکس اگر لگایا گیا تو وہ پہلے ہی اتنے پریشان ہیں اور پس رہے ہیں.....

جناب سپیکر۔ ملک صاحب! آپ اس مسئلے کو پوائنٹ آف آرڈر پر agitate کرنا چاہتے ہیں؟

ملک محمد اقبال خان لنگڑیال۔ جناب والا۔ میں یہ وضاحت چاہتا ہوں کہ واقعی یہ ٹیکس لگایا گیا ہے یا نہیں لگایا گیا۔ اگر لگایا گیا ہے تو یہ بڑی زیادتی ہے۔

جناب سپیکر۔ لیکن اس کو پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں اٹھایا جا سکتا۔ پوائنٹ آف آرڈر پر ہاؤس میں وہ مسئلہ اٹھایا جا سکتا ہے جو ہاؤس کے سامنے پیش ہو اور اس میں کسی قسم کی کوئی procedural غلطی ہو رہی ہو۔ اس معاملے کو آپ کسی اور طریقے سے بھی agitate کر سکتے ہیں۔ تحریک التواء کی صورت میں کر سکتے ہیں۔ قرارداد کی صورت میں کر سکتے ہیں اس کو agitate کرنے کے کئی طریقے ہیں لیکن پوائنٹ آف آرڈر میں یہ مسئلہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔

ملک محمد اقبال خان لنگڑیال۔ جی ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر۔ وزیر قانون صاحب!

کال اٹینشن نوٹس کے طریق کار میں ترمیم

جناب سپیکر۔ وزیر قانون صاحب! یہ جناب وزیر اعلیٰ کے متعلق Call Attention Notice ہے تو اس بارے میں وزیر اعلیٰ صاحب کی تشریف آوری کی کیا صورت حال ہے کیونکہ سوالات کے بعد یہ Call Attention Notice کو Take up کرنا ہے اور ان کی Availability کی کیا صورت حال ہے؟

قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا، آج جناب وزیر اعظم صاحب تشریف لائے ہوئے تھے اور ان کے ساتھ وزیر اعلیٰ کو قصور جانا پڑ گیا لیکن وہ مجھے یہ فرما گئے تھے کہ تقریباً

پونے آٹھ بجے کے قریب وہ تشریف لے آئیں گے۔ اگر آپ مہربانی فرمائیں تو اس Call attention Notice کو آٹھ بجے کے بعد take up فرمالیں۔

جناب سپیکر۔ تو اس کو ہم مؤخر کر لیتے ہیں۔ اور دوسری کارروائی یعنی تحاریک استحقاق کو take up کرتے ہیں۔ اور اس دوران چیف منسٹر صاحب تشریف لے آتے ہیں تو اس کو take up کر لیتے ہیں۔

جناب وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جی جناب والا۔

جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے رانا صاحب۔ اس Call Attention Notice کو وزیر اعلیٰ کی موجودگی میں take up کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ ہم نے جو adopt کیا ہے وہ یہ ہے immediately after the questions hour اس کو take up کیا جائے گا۔

رانا اکرام ربانی۔

The time for asking and answering such questions Shall be the first fifteen minutes.....

میاں منظور احمد موھل۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ میاں منظور احمد موھل پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موھل۔ جناب والا۔ Call attention Notice میں جو آپ کا سب رول 5 ہے وہ یہ ہے

"The time for asking and answering such questions shall be the first fifteen minutes of the sitting on a Thursday, after the recitation from the Holy Quran'n and the swearing of Members, if any, and fifteen minutes immediately after the question hour on Monday:"

جناب سپیکر۔ یہ جو رول ہے اس میں قطعاً آپ اس کو باہر نہیں لے جا سکتے۔ یعنی آپ کے وقفہ سوالات کے پندرہ منٹ بعد میں یہ آئے گا۔

جناب سپیکر۔ اس میں آپ اور آگے پڑھیں گے تو ان میں سپیکر کی صوابدید ہے کہ یہ ٹائم تبدیل ہو سکتا ہے۔

MIAN MANZOOR AHMAD MOHAL: Provided that such questions shall not be asked on the days mentioned in clause (c) to (i) of Rule 35.

وہ ہے جس میں وزیر اعلیٰ کا انتخاب ہو۔ گورنر صاحب۔۔۔۔۔قاعدہ 5 میں یہ قطعاً نہیں آتا۔ اس میں آپ نے specific کر دیا ہے۔

جناب سپیکر۔ اس کو آپ ذرا اور ملاحظہ فرمائیں۔

میاں منظور احمد موھل۔ جناب والا، میں نے ملاحظہ کیا ہے۔

جناب سپیکر۔ تھوڑا مزید ملاحظہ فرمائیں۔

MIAN MANZOOR AHMAD MOHAL: There shall be no debate on such questions and answers. Not more than two such questions shall be.....

اس کے لئے آگے تو کچھ نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ نمبر ۴ آپ پڑھیں۔

MIAN MANZOOR AHMAD MOHAL: "Upon being asked by the Speaker, the Member may raise the question and the Chief Minister may answer the question on the same day or on any other day fixed by the Speaker."

It is "any other day" not on **the same day**.

آپ any other day کر سکتے ہیں۔

Mr. SPEAKER..... answer the question on the same day.....

میاں منظور احمد موھل۔ on the same day جو 5 میں بیان کیا گیا ہے۔

وہ آپ نے کیا کہا ہے۔ وہ کہا گیا ہے کہ جب وقفہ سوالات ختم ہو تو اس کے 15 منٹ بعد۔
جناب سپیکر۔ وزیر قانون اس پر ذرا روشنی ڈالیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب سپیکر۔ اس سلسلے میں جہاں تک Call Attention Notice کا تعلق ہے۔ اس میں جو قواعد بنائے گئے ہیں ان میں ہماری خواہش اور کوشش یہی تھی کہ وزیر اعلیٰ کی availability ہاؤس میں ہر وقت یا ان دنوں میں بعض اوقات ان کی مصروفیات کی وجہ سے ممکن نہیں ہو سکتی۔ ساتھ ہی ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ امن و امان کی صورت حال جیسے اہم معاملات پر اپنے معزز اراکین کی طرف سے اٹھائے گئے سوالات کا جواب دیں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری طرف سے اس کا جواب دیں۔ اگر جناب مناسب سمجھتے ہیں کہ اس کا جواب نہ دیں اور اگر آپ دن مقرر فرما سکتے ہیں تو ٹائم تبدیل کرنے میں بھی میں سمجھتا کہ کوئی حرج والی بات نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ایک نیا سلسلہ ہم شروع کر رہے ہیں۔ اور ہمارے قواعد کے ساتھ ہمارے precedents بھی ہیں۔ اور یہ ہاؤس کے interest میں ہے اور آپ کے پاس قواعد کو معطل کرنے کے اختیارات موجود ہیں۔ جس میں آپ قواعد معطل کر کے بھی اجازت دے سکتے ہیں۔ اس "Call Attention Notice" پر بھی وہی قواعد لاگو ہوتے ہیں جو ہمارے Normal Rolls of Procedure پر لاگو ہوتے ہیں۔ تو میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ جو قواعد ہم نے بنائے ہیں اگر اس قسم کی کوئی چیز موجود نہیں ہے قواعد معطل کر کے بھی وزیر اعلیٰ صاحب کو آپ اس بارے In the interest of House and General Public ضرور اجازت دینی چاہیے تاکہ اس پر اپنا اظہار خیال کر سکیں۔

میاں منظور احمد موہل۔ جناب والا، Call attention Notice جو تھا اس کے بارے میں ہم نے یہ بات کی تھی کہ قواعد میں یہ Provision نہیں ہے اور نہ ہی یہ ہو سکتی ہے تو پھر ہم نے اسے کیوں کیا۔ ہم نے اسے محض اس لئے کیا کہ اگر یہاں پر کوئی ایسی بات ہو جو ایوان میں نہ آ سکتی ہو اسے ہم Call attention Notice کے تابع لے آئیں۔ تو جناب والا۔ یہ جو ہم نے ایسی بات کی ہے اب ہم اگر آپ نے جو فرمایا ہے ان کو بھی suspend کرتے رہے تو یہ اچھی روایت قائم نہیں ہو گی۔ کیونکہ میں نے same day کا کہا ہے اس کا وزیر موصوف نے کوئی جواب

نہیں دیا کیونکہ اس میں بالکل یہ لکھا ہوا ہے کہ

The question on the same day or any other day fixed by the Speaker

جناب والا بھی کر سکتے ہیں لیکن کسی اور جگہ۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب، اگر آپ چاہتے ہیں تو اس میں ہم تھوڑی ترمیم کر لیتے ہیں۔

میاں منظور احمد موھل۔ جناب والا۔ کیا یہ ابھی اور اسی وقت۔

جناب سپیکر۔ یہ جو قواعد ہیں ان میں ترمیم کی جا سکتی ہے۔ یہ ایوان نے تو قواعد بنائے ہیں۔ ایک تحریک کی شکل میں یہ ایوان کے سامنے پیش کئے ایوان نے ان کو adopt کیا اور اب اس میں کسی بھی لمحہ ترمیم کی جا سکتی ہے۔ اس میں جہاں یہ ہے کہ

The Chief Minister may answer the question on the same day or any other day fixed by the Speaker.

یعنی یہ تو سپیکر کو descretion دی گئی ہے کہ وہ اس دن وزیر اعلیٰ کو جواب دینے کے لئے کہے یا اس سے اگلے روز وزیر اعلیٰ صاحب کو جواب دینے کے لئے کہا جائے۔

چودھری سکندر حیات ملہی۔ جناب والا، اس میں یہ کر دیں۔

On the same day or other day fixed by the Speaker at any time. اس میں ایک لفظ لکھنے سے یہ سارے کا سارا مسئلہ ہی حل ہو جائے گا۔ یہ آپ کی discretion ہو جائیگی۔

جناب سپیکر۔ میں یہی ان کو کہنا چاہتا ہوں کہ چونکہ یہ.....

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز۔ جناب والا۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ اپ نمبر 11 کی طرف بھی توجہ دیا دیجیے۔

The Speaker may change the day for asking the question.

جناب سپیکر۔ جی ہاں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز۔

The Speaker may change the day and time.

جناب سپیکر۔ And time for asking the question.

یہ میرے خیال میں زیادہ موزوں ہے کہ اس کا 11 نمبر جو ہے اور جو ڈاکٹر محمد افضل اعزاز صاحب نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے کہ

The Speaker may change the day for asking a question.

اس کو ایسا کر لیتے ہیں کہ

The speaker may change the day and time for asking the question

میاں منظور احمد موھل۔ (پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا۔ میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاھونگا کہ ایسی کوئی ضرورت ہے کہ ہم قواعد میں ہی ترامیم کرتے پھریں۔ میرے خیال میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ کل ہو سکتا ہے۔ پرسوں ہو سکتا ہے اس میں کوئی ایسی بات تو نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ ی آپ نے کیا فرمایا؟

میاں منظور احمد موھل۔ جناب والا۔ یہ جواب وزیر اعلیٰ صاحب نے دینا ہے اس میں ایسی کوئی ضرورت نہیں ہے کے آج اگر وہ available نہیں ہیں تو وہ جواب کل بھی دے سکتے ہیں۔ آپ کل کا دن مقرر کر سکتے ہیں یا پھر پرسوں کا کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو comprehensive بنانے کے لئے ہم آپ کے اس پوائنٹ آف آرڈر سے فائدہ اٹھائیں اور اگر سوال کے ایک روز بعد وزیر اعلیٰ صاحب available نہیں ہیں تو اس کے بعد بھی اسی روز وہ اس سوال کا جواب دے سکتے ہیں۔ تو اس میں یہ Provision شامل کر لینی چاہئے یہ قواعد چونکہ ہم نے نئے بنائے ہیں اور یہ محکمہ قانون اور اسمبلی سیکرٹریٹ نے مل کر بنائے ہیں اور یہ کوشش کی گئی ہے کہ ان کو comprehensive بنایا جائے لیکن جس وقت اس کی پریکٹس ہو گی تو اس میں سے کئی اور بھی ایسی چیزیں نکلیں گی جن کی آپ کو requirement ہو گی۔ اس میں اور بھی تبدیلیاں کی جا

سکتی ہیں۔

چودھری محمد فاروق۔ (پوائنٹ آف آرڈر) جناب سپیکر۔ یہ بات درست ہے کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے سے یہ ترامیم لانا چاہتے ہیں اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں لیکن آپ کب تک وزیر موصوف کے ساتھ تعاون کرتے رہیں گے اور ان کے محکمے کے جو متعلقہ افراد ہیں ان سے کس حد تک تعاون کریں گے جب جناب والا رولز کو relax کر کے Call Attention Notice کا یہ سارا سلسلہ بنایا گیا اور آج جب پہلے ہی دن اس کارروائی کا وقت آیا تو اس روز اسمبلی نے ان رولز میں ترمیم کرنا چاہی ہے۔ جناب سپیکر۔ اگر اس میں کوئی ترمیم بھی ہونی ہے تو جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ پہلے حکومت کی طرف سے ، وزیر قانون صاحب کی طرف سے یا کسی ممبر کی طرف سے اس معزز ایوان میں ایک تحریک آنی چاہیے اور ترمیم پیش کی جانی چاہیے اور پھر اس کے بعد اس میں ترمیم ہونی چاہیے لیکن جب میاں منظور احمد موھل صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کا اس ایوان میں کوئی جواب نہیں آسکا تو اس کے بعد اس میں ترمیم کے لئے آپ نے ازخود یہ بات فرمائی ہے کہ اس میں ترمیم کر دی جائے۔ تو جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ ترمیم حکومت کی طرف سے پیش ہونے کے بعد ہونی چاہیے؟ جب تک ترمیم کا کوئی محرک ہی نہیں ہے تو یہ ترمیم کیسے کی جا سکتی ہے؟

جناب سپیکر۔ تو یہ ترمیم جو تجویز کی جا رہی ہے اور یہ جو قواعد بنے ہیں اور Call Attention Notice کے لئے رولز کو suspend کر کے اسے ایوان میں پیش کیا گیا تھا یہ سب کچھ حکومت کی سہولت کے لئے نہیں گیا تھا بلکہ یہ تو ممبران کی سہولت کے لئے کیا گیا تھا یہ آپ کو ایک ایسا موقع مہیا کرنے کے لئے کیا گیا ہے جس کے تحت آپ براہ راست صوبے کے حاکم اعلیٰ سے سوالات دریافت کر سکیں اور سوالات کے بعد ضمنی سوالات کر سکیں۔ تو یہ جو Call attention Notice کے لئے رولز بنائے گئے ہیں اور رولز کو suspend کر کے ان کو پیش کیا گیا اب اگر اس میں کوئی تبدیلی کی جاتی ہے تو یہ سب کچھ آپ کے مفاد میں ہے اور عوام کے مفاد میں ہے یہ حکومت کے مفاد میں نہیں ہے اگر حکومت کے مفاد میں رولز کو suspend کیا جائے تو ممبر اس پر اعتراض کر سکتا ہے لیکن اگر ممبر کے مفاد میں کوئی تبدیلی کی جائے اور وہ رولز کے تحت تبدیلی کی جائے تو اسے کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

چودھری محمد فاروق ۔ جناب والا ۔ میرا مقصد یہ ہے کہ اگر یہ ترمیم ایوان میں جناب سپیکر پیش کرتے ہیں تو پھر اس پر کون فیصلہ کرے گا۔ میرا کہنے کا تو مقصد یہ تھا کہ اسے وزیر قانون صاحب کی طرف سے پیش ہونا چاہیے تھا اس کے بعد جناب سپیکر اپنا فیصلہ دیں۔

جناب سپیکر ۔ نہیں ۔ کوئی بھی ممبر اس کو پیش کر سکتا ہے۔

میاں منظور احمد موھل ۔ :(پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا۔ میری عرض ہے کہ ترمیم کا بھی ایک طریق کار ہے۔ ہم مان لیتے ہیں کے ترمیم آجاتی ہے اور تحریک پیش ہو جاتی لیکن ترمیم کے لئے بھی Rules of Procedure میں define کیا ہوا ہے کہ کیسے ترمیم پیش ہو گی اور اس پر کیا ہو گا اس قواعد انضباط کار کے تحت یہ تمام ضابطے ہیں۔ اگر ہم اس کو اس طرح سے ٹیکرا سے یک دم کر دیں تو میرے خیال میں یہ اچھی بات نہیں ہو گی اور یہ روایت کوئی اچھی نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر ۔ نہیں۔ اس کے بارے میں ترمیم با ضابطہ طور پر take up کرنی چاہیے۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

میاں منظور احمد موھل ۔ جی جناب والا۔

جناب سپیکر ۔ تو وزیر قانون صاحب اس میں یہ ترمیم تجویز کرنا چاہیں گے ۔

وزیر قانون ۔ جی جناب والا۔

جناب سپیکر ۔ آپ کے پاس قواعد کی کتاب ہے۔

وزیر قانون ۔ جناب والا۔ میں ابھی منگواتا ہوں۔

چودھری محمد فاروق ۔ جناب سپیکر۔ محکمہ قانون نے ابھی تک اس کے بارے میں سوچا ہی نہیں ہے اس لئے وزیر موصوف شاید ان کی معاونت کے بغیر اسے پیش کرنے کے موڈ میں نہیں ہیں۔

جناب سپیکر ۔ یہ وزیر قانون صاحب ابھی چودھری فاروق کے بارے میں کہہ رہے تھے کہ۔

کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا
تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو۔

(قہقہہ)

وزیر قانون ۔ جناب والا۔ وہ تو اب بھی ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ جناب والا : کیا مجھے

اجازت ہے کہ Rules suspend کر کے میں یہ ترمیم پیش کروں۔
جناب سپیکر۔ جی۔ جناب وزیر قانون۔

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker Sir. I move that the "the procedure adopted for the Call Attention Notice in para 11 after the words" any day" the following may be added:-

" any time "

میاں منظور احمد موھل۔ جناب سپیکر۔ on the same day بھی ضروری ہے۔ یعنی any time on the same day

چودھری سکندر حیات ملہی۔ جناب والا۔ میں اس ترمیم میں ایک اور ترمیم پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اور یہ وزیر قانون صاحب کی مدد کے لئے بہتر ہو گی۔

That if he could also add that any further amendment so desired by the House at any day may also be adopted with the consent of the Speaker. Sir, it is a new Bill and a new Rule. He may need certain amendment at any time and this type of question may arise in order to fulfil the objection raised today. For further I would request Law Minister to add this very request in the rules

جناب سپیکر۔ یہ آپ نے رول 11 میں ترمیم دی ہے۔
سید چراغ اکبر شاہ۔ (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب سپیکر میری گزارش یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ کے آنے تک اگر ھاؤس کو ملتوی کر لیا جائے.....
جناب سپیکر۔ سی ایم کے آنے سے جو اس وقت کی کارروائی ہے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے یہ کارروائی اپنے طور پر Call Attention Notice کے بارے میں ہو رہی ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب والا۔ میں Call Attention Notice کے بارے میں ہی بات کر رہا تھا۔

جناب سپیکر۔

تو اس قاعدہ میں ترمیم کرنے کے لئے لا۔ منسٹر وزیر قانون صاحب نے ترمیم پیش کی ہے۔ لاء منسٹر صاحب اس میں یہ جو ترمیم دی گئی ہے کہ

The Speaker may Change the day for asking a question

یہ سب رول 11 جو ہے اس میں یہ کہ

The Speaker may change the day for asking a question

اور آپ نے اس میں امنڈمنٹ دی ہے کہ..... "any time"

"The Speaker may change the day." After the words "any day" change the word "day" for asking a question There is no "any day" There is word "day".

CHAUDHRY SIKANDAR HAYAT MALHI: We accept this ..."The Speaker may change the day for asking a question" "any time" connotes altogether different meanings that what the House desires at the moment. The House desires a particular day has already fixed, Speaker should be given powers to fix a time on any day We are not debating the day at the moment, if we accept what the Hon ble Minister has suggested then it will mean "the Speaker may change the day for asking a question any time". Any time you can change the day.

but you won't be able, under this clause, to change, an amendment to this effect can change the time for asking question. So, I would request for the revision, Sir.

MR SPEAKER: I think this will be more appropriate if you make the change, and if you make the amendment to this effect..... (Mr. Law Minister)....that the Speaker may change the day and time. Instead of "any time" "the Speaker may Change the day and time for asking the question"

چودھری محمد اعظم چیمہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر.....

جناب سپیکر ۔ جی محمد اعظم صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ ۔ جناب سپیکر چند روز قبل جو یہ ترمیم ہوئی تھی جس کے بارے میں آج فاضل اراکین نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور محترم وزیر قانون نے ترمیم کے لئے بھی استدعا کی ہے تو جناب اس میں باضابطہ طور پر چند وجوہات کی بناء پر میں اعتراض نہ اٹھا سکا لیکن اب جو ڈرافٹ حضور کے سامنے ہے اس کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے ۔ جناب والا مزید ترمیم کی ضرورت نہ تھی....

CH SIKANDAR HAYAT MALHI : Point of order Sir.

MR. SPEAKER :He is already on a point of order

چودھری محمد اعظم چیمہ ۔ I am also on a point of order.

same day کا ترجمہ اگر پڑھے لکھے طریقے سے غور کیا جائے تو اس میں وہ ٹائم اور ہر چیز بھی آ سکتی ہے اور نمبر4 کی رو سے ویسے بھی کسی قسم کا کوئی ابہام باقی نہ تھا۔ اگر اجازت ہو تو میں اس کو پڑھتا ہوں

Upon being asked by the Speaker the Member may raise the question and Chief Minister may answer the questions on the same day or any other day fixed by the Speaker.

جو same day تھا اس میں ابہام یہ ہوا کہ کیا وہ ٹائم وغیرہ بھی mention ہو سکتا ہے قانون سازی میں صرف اشارتاً ان ایام یا الفاظ کا ذکر ہوتا ہے لیکن ترمیم پیش ہو گئی اور اس پر بھی میں اعتراض نہیں کر سکتا تو جناب والا اگر امنڈمنٹ لازمی طور پر ان کے ہوتے ہوئے بھی، فقرات کے ہوتے ہوئے بھی کرنی مقصود ہے تو پھر 11 میں مزید Debate کو بچانے کے لئے یہ ہے کہ،

The Speaker may change the time or day for making a question

اس میں ایک لفظ " ٹائم " اگر ایزاد کر دیا جائے تو باقی معاملہ سارے کا سارا طے ہو جاتا ہے۔ same day کا ذکر پہلے نمبر 4 میں آچکا ہے۔

جناب سپیکر۔ شکریہ چیمہ صاحب۔

چودھری سکیندر حیات ملھی۔ پوائنٹ آف آرڈر،،،

جناب سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر مسٹر سکندر حیات ملھی۔

چودھری سکندر حیات ملھی۔ جناب سپیکر فاضل سپیکر نے ابھی ابھی جس موضوع پر بات کی ہے اس میں انہوں نے لفظ استعمال کیا ہے کہ " اپ کے پاس جو ڈرافٹ کی کاپی پڑی ہے۔ تو جناب میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ۔

These procedures for Call Attention Notnce have already adopted by the house. It is no more a draft. we are taking a serious business.

جو انہوں نے نمبر 4 کا حوالہ دیا ہے وہ بالکل صحیح ہے مگر جب already وقت کا بھی تعین subsequent clauses میں آجائے تو میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ بے معنی چیز ہے جو انہوں نے کہی ہے۔ اصل بات وہیں پر پہنچتی ہے جو انہوں نے کلاز 11 میں time discretion کہا ہے تو میں بھی اس سے اتفاق کرتا ہوں اگر یہ لفظ ایزاد کر دیا جائے تو یہ flexible ہو جائے گا۔

جناب سپیکر۔ تو اس میں اب کوئی ابہام نہیں ہے۔

CH TALIB HUSSAIN: Sir, my opinion is that the proper language should be and if at all an amendment is required, " The Speaker may fix any other time on same day or fix some other day," only then the ambiguity can be removed otherwise it will continue.

جناب سپیکر۔ آپ کے پاس رولز کی کاپی ہے؟

چودھری طالب حسین۔ جی نہیں۔

میاں منظور احمد موھل۔ جناب والا نمبر 4 میں ہے کہ،،،

"Answer the questions on any time on the same day.

یہاں، other time on the same day,

or any other day fixed by the Speaker:

اگر یہ ہو جائے تو پھر وہ ابہام ختم ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر۔ اچھا آپ 11 کو دیکھیں۔ ملہی صاحب آپ بھی دیکھیں۔ اس میں اگر یہ تبدیلی کی جائے کہ.....

The Speaker may change the day.

یہاں "ڈے" آگیا ہے۔ اب "ڈے" کے بعد "and time"

" and time for asking a question"

You have to add only" and time." " The Speaker may

change the day and time for asking a question."

میاں منظور احمد موھل۔ اس کا یہ مطلب لیا جائے گا کہ "دن" اور "وقت"۔

چودھری سکندر حیات ملہی۔ پھر وہ "ڈے" کے ساتھ منسلک ہو جائے گی۔ جو میرے فاضل دوست نے request کی تھی کہ.....

پھر آپ کو بالکل اختیارات لامحدود مل جاتے ہیں اس میں پھر جو interpretation ہے وہ کھلی ہو جائے گی۔ جس طرح آپ مناسب سمجھیں۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر اس میں میرا موقف یہ ہے کہ اس میں جو آپ نے تبدیلی تجویز کی ہے اس طرح سے اگر کر دیں تو یہ بنے گا کہ...

" The Speaker may change the day and time for asking question:

میرے خیال میں یہ زیادہ جامع اور مناسب تجویز ہو گی وہ اس لئے کہ اگر اس میں any time کا لفظ ہو تو اس کے کوئی معنی ہی نہیں بنتے کہ کب وہ ہو گی یا ایوان کی کارروائی کے دوران ہو گی یا کب ہو گی لیکن اگر صرف Day and time کا لفظ آئے تو اس سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ آج جو صورتحال پیدا ہوئی یا جناب وزیر اعلیٰ تشریف نہیں لا سکے اور یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ گھنٹے یا دو گھنٹے کے بعد یہاں پر آ سکتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دن کی تبدیلی کا بھی جناب سپیکر کے پاس اختیار ہونا چاہیے اور اس کے علاوہ ٹائم جو ہے وہ بھی تبدیل کرنے کا اختیار جناب سپیکر کے پاس ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر۔ اس میں ایک چیز طے ہوئی کہ میاں منظور موھل صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ جو قواعد ہم نے Call Attention Notice کے لئے Adopt کئے ہیں اس میں اتنی تبدیلی کی ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ سپیکر کے پاس صرف دن کو تبدیل کرنے کی discretion نہیں ہونی چاہیے بلکہ چیف منسٹر کے جواب دینے کے لئے ٹائم کو تبدیل کرنے کی بھی discretion ہونی چاہیے تو اس سلسلے میں محکمہ قانون جو ہے وہ لا۔ منسٹر صاحب اس کے لئے ایک comprehensive قسم کی جو ترمیم ہے یہ پیش کریں بے شک آپ ابھی پیش

کریں یا اس کے بعد کریں.....

وزیر قانون صاحب comprehensive قسم کی ترمیم پیش کریں۔ بے شک آپ ابھی پیش کریں یا اس کے بعد.....

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا، اس کا جو سیکشن 4 ہے،،،

جناب سپیکر۔ رانا اکرام ربانی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

رانا اکرام ربانی۔ جناب سپیکر جب آپ نے مجھ سے اس مسئلے کے بارے میں پوچھا تھا حالانکہ میں نے یہ الفاظ under line کئے ہوئے ہیں۔ لیکن اس سے پیشتر کہ میں اس پر کچھ عرض کرتا لیکن میاں منظور احمد موحل پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوگئے۔ میں بھی یہی عرض کرنا چاہتا تھا جس کی طرف میاں منظور احمد موحل نے اشارہ کیا ہے۔ یہ درست ہے کہ یہ بڑا اچھا مشورہ ہے، چونکہ یہ مسئلہ ہمارے سامنے نیا آیا ہے، ممکن ہے کہ اس کے بعد بھی کوئی پریکٹیکل پرابلم آئیں تو پھر اس پر جیسے آپ نے خود بھی فرمایا اور اس پر چودھری فاروق صاحب نے بڑا rightly point out کیا کہ سپیکر کی طرف سے یہ بات آئے تو پھر اس پر یہ نہیں ہو سکے گا۔ میرا خیال ہے کے یہ جو نمبر11 ہے۔ اس میں اگر یہ کر لیا جائے کہ۔

Speaker may change the day or the time for asking a question"

جناب سپیکر۔ ہاں رانا ثناء اللہ خان

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب سپیکر یہ ترمیم جس کو consider کیا جا رہا ہے اس کا ایک پہلو آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ یہ جو رولز میں ترمیم ہوئی تھی اس کا مقصد تو یہ تھا کہ اراکین کو ہفتے میں دو دن جیسا کہ رول نمبر5 میں یہ درج بھی ہے کے ممبران کو ہفتے میں دو دن ایسے ضرور ملیں گے۔ جس سے وہ Call Attention Notice سوال کر کے اپنے سوالات کا جواب صوبے کے Exective head سے لے سکیں گے۔ اب اگر یہ ترمیم consider کی جا رہی ہے جس سے دن بھی تبدیل ہو سکتا ہے اور وقت بھی تبدیل ہو سکتا ہے۔ تو یہ سہولت جو ممبران کو ہفتے میں دو دن مل رہی تھی اس سے یہ تو متاثر نہیں ہو گی؟ اگر سوموار تبدیل ہو کر آگے چلا جاتا

ہے۔ آگے جمعرات آجاتی ہے وہ تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس طرح سے وہ ہفتہ گزر جائے گا۔ اس میں وہ سہولت ممبران کو حاصل نہ ہو سکے گی۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب اب یہ مسئلہ زیر بحث نہیں ہے۔ سردار صاحب رول 11 میں ہے۔

(11) Speaker may change the day or the time

رانا اکرام ربانی خان نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ day or the time اس سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے کوئی مسئلہ پیچھے رہ نہیں جاتا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا یہی میری ترمیم ہے۔

جناب سپیکر۔ ڈاکٹر محمد افضل اعزاز۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز۔ جناب سپیکر اگر یہ ترمیم کی جائے کہ۔

Speaker my change the day as well as the time for asking a question.

اس میں آپ کو دونوں اختیارات حاصل ہونگے۔

MR. SPEAKER : "or the time" is sufficient.

CH SIKANDAR HAYAT MALHI: "any time any day" that Sir, is the purpose.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS.

Mr. Speaker Sir, I move:-

That in the Procedure for the call attention notice adopted by the House para 11 may be substituted with the following:-

"The Speaker may change the day or the time or both for asking a question".

MR SPEAKER: The motion moved is:-

That in the Procedure for the call attention notice adoped by the House para 11 may substituted with the following:-

"The Speaker may change the day or the time or both for asking a question"

جناب سپیکر۔ سردار عاشق حسین گوپانگ۔
سردار عاشق حسین گوپانگ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر اس ترمیم کو پیش کرنے سے پہلے۔ وزیر قانون کو قواعد معطل کرنے کے لئے کہنا چاہیے۔ قواعد معطل ہونے کے بعد اس ترمیم کو پیش کریں۔ اس کے بعد اس پر کارروائی ہونی چاہیے۔
جناب سپیکر۔ وزیر قانون صاحب پہلے پیش کر چکے ہیں اور میں ان کو اجازت دے چکا ہوں۔

MR SPEAKER: The amendment has been moved and the question is

That in the Procedure for the call attention notice adopted by the House para 11 may be substituted with the following:-

"The Speaker may change the day or the time or both for asking a question".

(The motion was carried)

The amendment is adopted unanimously

میاں منظور احمد موھل۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا، یہ بات ٹھیک ہے کہ ہم نے Call

Attention Notice کے تابع کچھ قواعد تشکیل دیئے ہیں۔ لیکن میری گزارش یہ ہے۔ جب ہم نے اسے rules of procedures میں لانا ہے۔ اس کا نمبر کوئی نہیں دیا گیا۔ ہم اسے کیسے کریں گے ہر وقت Call Attention Notice ہی کہیں گے۔ کیونکہ قواعد میں جو بھی کوئی ترمیم آتی ہے یا کوئی رول لزاد ہوتا ہے تو اس کا نمبر ہوتا ہے لیکن اس کا کوئی نمبر نہیں۔ میری اس میں یہ گزارش ہے کہ باب 18 جنرل رولز آف پروسیجر میں پہلا (اے) نوٹس کے بارے میں ہے۔ اگر آپ اسے 163 (اے) کا نام دے دیں تو پھر یہ بات صحیح ہو جائے گی۔ ورنہ اس کا کوئی مطلب سمجھ میں نہیں آتا۔

جناب سپیکر۔ ہماری قانون اور پارلیمانی امور کی جو کمیٹی ہے۔ اس کے ذمہ یہ task ہے کے اس نے قواعد میں ترمیم کرنی ہے۔ اور جس وقت انہوں نے قواعد میں ترمیم کرنی ہے۔ اس کو اگر وہ چاہیں تو Call Attention Notice کو Procedure میں من و عن شامل کر لیں یا چاہیں تو اس میں کسی قسم کی تبدیلی لے آئیں۔ وہ قواعد میں مکمل طور پر جامع انداز میں ترمیم کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔

میاں منظور احمد موھل۔ وہ تو جناب والا، بعد کی بات ہے at this time میں اس وقت کی بات کر رہا ہوں۔ کیونکہ کوئی بھی ضابطہ کار جب ہم اس میں شامل کرتے ہیں اس کا نمبر ہوتا ہے لیکن یہ بغیر نمبر کے ہے۔ میری بات یہ ہے کہ اس کو 163 (اے) کا نام دے دیا جائے۔ کیونکہ اسی باب کے بارے میں notice ہوتے ہیں اس کے بارے میں یہ relevant ہے۔

جناب سپیکر۔ موھل صاحب ابھی ان کو رولز میں incorporate کرنے کے لئے adopt نہیں کیا گیا۔ اس کو اسمبلی بزنس کے لئے adopt کیا گیا ہے تا کہ یہ وقتی طور پر Call Attention Notice کی شکل میں، وزیر اعلیٰ صاحب آپ کے سوالات کے جوابات دے سکیں۔ اب ہم Call Attention Notice سے آگے بڑھیں اور تحاریک استحقاق کو take up کریں۔

رانا اکرام ربانی۔ جناب سپیکر۔ Call Attention Notice کی ترمیم کا مرحلہ تو گزر گیا لیکن میں صرف اتنی بات کرنا چاہتا تھا کہ یہ ایک بڑی اچھی تجویز تھی کہ صوبے کے Chief

Executive امن عامہ کی صورت حال کے حوالے سے بعض سوالوں کے خود جواب دیا کریں گے۔ میری اس سلسلے میں آپ کی وساطت سے یہی استدعا ہے کہ اس ترمیم کا سہارا لیکر مستقبل میں ایک regular practice نہیں بنا لینا چاہیے۔ بعض مصروفیات کا ہم بھی احساس کر سکتے ہیں کہ Chief Executive کی بعض مصروفیات اس نوعیت کی ہوتی ہیں کہ جن میں پہنچنا اس سے ضروری ہوتا ہے۔ لیکن میں صرف اس نقطہ نظر سے کہ کوئی ناخوشگوار سلسلہ نہ شروع ہو جائے۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ کوئی ایسی مصروفیت جو اس ایوان کی کارروائی سے زیادہ اہم ہو تو اس کے لئے جناب قائد ایوان کو سہولت دی جا سکتی ہے لیکن میری یہ گزارش ہے کہ اس کو ایک پریکٹس نہیں بنا لینا چاہیے کہ فلاں صاحب آرہے ہیں اس لئے وزیر اعلیٰ کے لئے وقت تبدیل کر دیا گیا ہے۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر۔ اب تحاریک استحقاق کو take up کر لیں۔ اور نوٹس برائے طلبی توجہ سے آگے بڑھیں۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب والا۔ یہ اچھی بات ہے کہ ترمیم منظور ہو گئی اور آپ نے وزیر قانون کی رہ نمائی بھی فرمائی لیکن حکومت کی طرف سے جب کوئی ترمیم پیش ہوتی ہے تو میرے خیال میں ایک ہی ترمیم ہو سکتی ہے۔ ایوان کے ممبران نے تو اپنی اپنی رائے دی کہ یہ ترمیم منظور ہونی چاہیے یا نہیں ہونی چاہیے۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے اور جناب سپیکر، میں آپ کی رہ نمائی چاہتا ہوں کہ جب وزیر قانون ایوان میں ایک ترمیم کا مسودہ پیش کریں تو ترمیم کے الفاظ واپس لئے بغیر آیا وزیر قانون اس موضوع پر اس سلسلے میں دوسری ترمیم ایوان میں پیش کر سکتے ہیں؟ جناب سپیکر قواعد کے مطابق آپ میری رہ نمائی فرمادیں میں آپ کا مشکور ہوں گا۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب، یہ آپ نے کیا فرمایا ہے ذرا اس کو دھرائیے۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر، آپ نے وزیر قانون کی معاونت کی اور اس طریقے سے یہ

ترمیم پاس ہو گئی لیکن جناب سپیکر میرا نکتہ یہ ہے کہ جب وزیر قانون کوئی ترمیم ایوان میں پیش کرتے ہیں کسی بھی موضوع پر تو وہ حکومت کی طرف سے ایک سرکاری تحریک ہوتی ہے اور جب دوسرے ممبران اس پر اظہار خیال کرتے ہیں تو وہ تو ایک رائے ہوتی ہے کہ اس ترمیم میں مزید تبدیلی ہونی چاہیے یا نہیں یا اسی طریقے سے منظور ہونی چاہیے یا نہیں ہونی چاہیے۔ اگر کسی ممبر کی رائے اگر تسلیم کر لی جائے تو مزید ترمیم کا ایک اور حصہ شامل ہو سکتا ہے لیکن جب وزیر قانون کی طرف سے ایک ہی موضوع پر پیش کی گئی ترمیم واپس نہ لی جائے تو دوسری ترمیم اسی موضوع پر اسی وقت ایوان میں سامنے نہیں لا سکتے۔ اگر کسی قاعدے کے تحت ایسی ترمیم پہلی ترمیم واپس لیے بغیر وزیر قانون حکومت کی طرف دوسری ترمیم پیش کر سکتے ہیں تو جناب سپیکر۔ آپ رولز کے مطابق ایوان کی رہنمائی فرمادیں۔

جناب سپیکر۔ لطیف مغل صاحب اس پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن پہلے چونکہ چودھری فاروق صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کی ہے اس لئے پہلے مجھے پوائنٹ آف آرڈر کو نبٹانا ہو گا۔

چودھری سکندر حیات خان ملھی۔ جناب والا، انہوں نے کہا ہے کہ نئی ترمیم میں یہ بتانا چاہتا ہوں کے وزیر قانون نے کوئی نئی ترمیم نہیں دی نئی ترمیم کے الفاظ کی درستگی کر کے وہی ترمیم پیش کی گئی ہے۔ اس میں کوئی نئی چیز پیش نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر۔ چودھری محمد فاروق صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا جس پہ وہ فیصلہ چاہتے ہیں چودھری صاحب اگر آپ رول 167 کو دیکھیں۔

167. A motion or amendment may not be moved in a form different from that in which it appears on the notice, unless the Speaker permits it to be moved in an altered form

رول 173 میں ترمیم کے بارے میں بڑے واضح الفاظ میں دیا گیا ہے۔

173. The Speaker may put amendments in such order as he may think fit. Provided that the Speaker may

refuse to put an amendment which in his opinion, is frivolous, inconsistent or meaningless or which has become infructuois

میں سمجھتا ہوں کہ سپیکر ایک ترمیم کو تبدیل شدہ صورت میں پیش کرنے کی اجازت دے سکتا ہے۔وزیر قانون کیا ارشاد فرمائیں گے؟

جناب وزیر قانون۔ جناب والا، ہم نے قواعد انضباط کار میں کوئی ترمیم نہیں کی بلکہ ہم اس ضابطہ میں ترمیم کر رہے ہیں جو ایوان نے اختیار کیے ہیں۔اس لئے وہ قواعد انضباط کار من وعن اس پر لاگو نہیں ہوتے۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ اب جبکہ یہ ترمیم منظور ہو چکی ہے۔اس پر سوال نہیں کیا جا سکتا۔ویسے بھی اس پر قواعد انضباط کار آف پروسیجر کا اس پر اطلاق نہیں ہوتا۔ کوئی بھی طریقہ اپنا کر اس procedure میں ترمیم کی جا سکتی ہے۔اور جناب سپیکر نے اس کو ایوان میں پیش بھی نہیں کیا تھا اور دوسری ترمیم کی اجازت بھی دے دی۔اس طرح پہلی ترمیم خود بخود ختم ہو گئی۔

جناب سپیکر۔ یہ صحیح ہے۔چودھری صاحب، اب مطمئن ہو گئے ہیں اب تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔

چودھری محمد فاروق۔ وہ شعر یاد آنے کی وجہ سے میں مطمئن ہو گیا ہوں۔

جناب سپیکر۔ میاں شہباز احمد بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں شہباز احمد۔ جناب والا، موسم بہار میں اکٹھے ہونے کے لئے میں نے تمام دوستوں کو جن میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے تمام دوست شامل ہیں۔ کھانے پر بلایا ہوا ہے۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج شام کا اجلاس آپ کس وقت ملتوی کریں گے۔ کیونکہ کچھ confusion پیدا ہو گیا ہے کہ دو کھانے ہیں۔پہلے کس کے کھانے پہ جانا ہے اور بعد میں کس کے۔ میں اس کی information چاہتا ہوں۔ تو میں دوستوں سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے تمام دوست میرے کھانے پہ تشریف لائیں۔اس کے بعد باقی جو کام ہو وہ کریں۔ کھانا ہوٹل

آواری میں ساڑھے آٹھ بجے ہوگا۔

جناب سپیکر۔ چودھری فاروق صاحب کی تحریک استحقاق جو کہ مؤخر کی گئی تھی اس کو لے لیں۔

جناب غلام سرور خان۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔ میری ایک تحریک استحقاق نمبر 11 ہے جو کہ مؤخر کی گئی تھی بہتر ہے کہ اس کو پہلے لے لیا جائے۔

جناب سپیکر۔ خان صاحب۔ آپ ایسا کیجیے گا کہ اجلاس کے اختتام پر آپ ذرا میرے ساتھ رابطہ کریں۔ اور پروگرام کے مطابق لاء منسٹر صاحب آپ اور میں اس کو حل کرنے کی کوشش کریں گے۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب والا۔ تحریک پڑھنے کی اجازت ہے؟

جناب سپیکر۔

کیا کاپی نہیں ہے آپ کے پاس؟

چودھری محمد فاروق۔ ہے جناب والا، تو میں پڑھوں۔

جناب سپیکر۔ نام اللہ کیجیے۔

محکمہ تعلیم کی جانب سے سکول کی عمارت کی تعمیر کے بارے میں مبہم جواب کی فراہمی

چودھری محمد فاروق۔ "بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں حال ہی وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ شعبہ تعلیم حکومت پنجاب کے سیکشن آفیسر سکندر حیات بھٹی نے مراسلہ نمبر ایس او (پی) 2-39/90 مورخہ 3 جنوری 1991ء کے تحت مبہم الفاظ میں وزیر علی کو ایک سکول کی مرمت / تعمیر کے سلسلہ میں انفارمیشن دے کر ذمہ داری پوری نہیں کی۔ درحقیقت مذکورہ سکول کی خصوصی مرمت کے لئے حکومت پنجاب محکمہ تعلیم نے قبل ازیں تقریباً 5 لاکھ (پانچ لاکھ) روپے کی رقم نہ صرف منظور کی بلکہ اخبار میں ٹینڈر بھی شائع کیا۔ یہ رقم مذکورہ

منصوبہ پر خرچ نہ کی گئی۔ وزیر اعلیٰ سے اس امر پر میرے رجوع کرنے پر وزیر اعلیٰ نے 25/7/90 کو مراسلہ نمبر یو ایس (11) سی ایم ایس۔اے بی /90/95 کے ذریعہ رپورٹ طلب کی کہ یہ رقم مذکورہ منصوبہ پر کیوں خرچ نہ کی گئی ہے۔

جو کہ وزیر اعلیٰ کے 25/7/90 کے مراسلہ کے جواب میں محکمہ تعلیم کے حکام نے ساڑھے پانچ ماہ کے بعد جواب دینا گوارہ کیا اور وہ بھی یہ کہ اگر آئندہ سال فنڈز ہوئے تو اس سکول کی عمارت کی نئے سرے سے تعمیر کے لئے اے ڈی پی میں رقم مختص کی جائے گی۔ چونکہ اس سکول کی عمارت انتہائی خستہ حال ہے اس لئے نئے سرے سے تعمیر ضروری ہے۔ مذکورہ سکول کے لئے مختص شدہ وہ رقم جس کے ٹنڈر اخبار میں شائع ہوئے اور رقم خرچ نہ کی گئی۔ اس کے بارے میں رپورٹ میں ذکر نہ کر کے اور آئندہ اے ڈی پی میں بھی مشروط طور پر اس سکول کی تعمیر کا ذکر کر کے معاملہ کو ٹالنے کی جو کوشش کی گئی ہے۔ اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ یہ مبہم جواب مذکورہ افسر کا ذمہ داری پوری کرنے سے انکار کے مترادف ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھی حقائق سے بے خبر رکھنے کی کوشش ہے۔ جس سے پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ تحریک منظور کر کے استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔

مختصر بیان۔

جناب والا: میں اس پر اپنا مختصر بیان دینا چاہوں گا۔

جناب سپیکر۔ ارشاد فرمائیے۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب والا، میرا استحقاق اس لحاظ سے مجروح ہوا ہے کہ جب حکومت پنجاب بڑی مشکل سے عوام کے خون پسینے سے اکٹھے کئے گئے فنڈز کو کسی سکول کی تعمیر کے لئے مختص کرتی ہے۔ اخبارات میں ٹینڈر بھی شائع ہو جاتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ حکومت کے پاس وہ فنڈز موجود ہیں۔ اور اس سکول یا مذکورہ ادارے کی خراب حالت، مخدوش حالت کہ اس کے گرنے سے بچوں کی جانوں کے نقصان کے پیش نظر اس سکول کی نئے سرے سے تعمیر اور مرمت کرنا چاہتی ہے۔ جب سالہا سال گزرنے کے بعد بھی وہ فنڈز اس عمارت پر خرچ نہ ہوں، اور اس عمارت کے مخدوش حالت میں ہونے کی وجہ سے کئی جانوں کا، معصوم بچوں کا غریب لوگوں کے بچوں کی جانیں ضائع ہونے کا خدشہ ہو تو اس پر بھی مذکورہ محکمہ اس کی

کرے، اور جس محکمے نے فنڈز مہیا کئے ہوں اور وہ متعلقہ محکمہ اسے پوچھے ہی نہ کہ یہ عمارت کیوں تعمیر نہیں ہو رہی۔ اور ایک منتخب نمائندے کے بار بار دفتروں میں جا کر زبانی پوچھنے کے باوجود کوئی اس کی ڈور، کوئی اس کی منزل نہ پکڑائی جائے کہ یہ رقم کہاں گئی اور کیوں خرچ نہ کی گئی، اور بالآخر ایک عوامی نمائندہ مجبور ہو کر وقت کے وزیر اعلیٰ سے رجوع کرے، اور وزیر اعلیٰ جو ہیں وہ اس متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو یہ خط لکھیں کے یہ رقم کیوں خرچ نہیں کی گئی؟ تو اس کا جواب مہینوں کے بعد متعلقہ سیکشن آفسر دیں، اور جب وہ سیکشن افسر مہینوں کے بعد اس کا جواب دیں تو وہ اس بات سے تو انکار نہیں کرتے کہ سکول کی عمارت جو ہے وہ مخدوش نہیں ہے بلکہ وہ جواب میں یہ لکھتے ہیں۔

I am directed to refer to your No US II CMS AB 95/ 90 dated 25th july 1990, on the above subject.

اور جناب والا، یہ مراسلے کی تاریخ 3 جنوری 1991 ہے جبکہ وزیر اعلیٰ کا لیٹر جس کا جواب میں حوالہ دیا جا رہا ہے وہ 25 جولائی 1990 ہے۔ اور اس کا جواب جنوری 1991 میں دیا جا رہا ہے۔ منتخب نمائندہ کو کیا کسی عام آدمی کو یا اس گاؤں کے کسی متعلقہ آدمی کو یہ ڈیپارٹمنٹ کیسے جواب دے گا جبکہ وزیر اعلیٰ کے مراسلے کے جواب میں مہینوں کے بعد پانچ مہینے گزرنے کے بعد متعلقہ ڈیپارٹمنٹ جواب دے رہا ہے۔ تو وہ دوسرے حصے میں لکھتے ہیں۔

The case has been carefully examined and it had been found that the school building is in a very dilapidated condition and the special repair too is not the remedy. The scheme for the reconstruction of building of the above school would be included in TAMEER-i-WATAN PROGRAMME, subject to the resource availability.

جناب والا میں نے تو وزیر اعلیٰ کے ذریعے یہ معلوم کرنا چاہا کہ ٹینڈر میں جو رقم آپ نے مختص کی اور وہ شائع کئے وہ رقم کیوں خرچ نہیں ہوئی؟ جواب یہ آتا ہے کہ اگر فنڈز ہوئے تو اگر ذرائع ہوئے تو.....

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب یہ آپ کا مختصر بیان ہے۔.....

چودھری محمد فاروق۔ جناب والا، اچھا اس پر میں یہ کہتا ہوں کے یہ جو جواب دیا گیا ہے اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا، اور وزیر اعلیٰ کو مبہم جواب دے کر متعلقہ سیکشن آفیسر نے اس پورے ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ میری اس تحریک کو بحث کے لئے منظور کیا جائے اور اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ اس پر وزیر تعلیم کچھ فرمائیں گے یا وزیر قانون کچھ فرمائیں گے؟ جی ایجوکیشن منسٹر.....

جناب وزیر تعلیم۔ جناب والا معزز رکن اسمبلی نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے میں پہلے اس کی admissibility پہ تھوڑا اعتراض کروں گا کہ یہ تحریک استحقاق قواعد کے مطابق admissible نہیں ہے کیونکہ یہ کوئی recent occurrence نہیں تھی۔ انہوں نے اپنی تحریک میں فرمایا ہے اور جس letter کو بنیاد بنایا ہے وہ 3/ جنوری کو لکھا گیا تھا اور انہوں نے تحریک استحقاق 17/ فروری کو پیش کی ہے۔ تو اس لحاظ سے میں گزارش کروں گا کہ اس تحریک استحقاق کو admit نہ کیا جائے چونکہ یہ recent occurrence کا واقعہ نہیں تھا۔ ان کو چاہیے تھا کہ اسے جلدی پیش کرتے۔ اس کے علاوہ قانون کے مطابق ان کا کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوا، انہوں نے ایک سیکشن آفیسر کی رپورٹ پر انحصار کیا ہے۔ اور انہوں نے خود بھی فرمایا ہے کہ مبہم الفاظ میں رولز کے مطابق جناب والا اس اسمبلی کے ممبر پر اگر کوئی غلط انفارمیشن ہوگی۔ یا دی گئی ہو تو پھر تحریک استحقاق پیش ہو سکتی ہے۔ یہ انہوں نے " مبہم کا لفظ " استعمال کیا ہے اور اس پر انہوں نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ غلط انفارمیشن بھی ہے۔ اور وہ بھی براہ راست ان کو address نہیں کی گئی۔ یہ وزیر اعلیٰ پنجاب کو address کی گئی ہے یہ اس سلسلہ میں وزیر اعلیٰ کو contact کر سکتے تھے اور ان کو اسمبلی میں استحقاق کے مجروح ہونے کے بارے میں نہیں آنا چاہیے تھا۔ کیونکہ یہ جو information ہے یہ مبہم ہے اور یہ information incorrect نہیں ہے۔ اور یہ ان کے بقول مبہم تو ہو سکتی ہے مگر یہ غلط نہیں ہو سکتی۔

اس کے بعد انہوں نے ابھی ایک letter پڑھا ہے جو جناب وزیر اعلیٰ کو جواب گیا ہے۔ اس میں

انہوں نے کہا ہے۔

I am directed to refer to your letter dated 25.7.90

جناب والا۔ اس میں یہ جو الفاظ ہیں I am directed to refer اس کا مطلب یہ ہے کہ ایس او بھٹی صاحب کو یہ direction ملی تھی۔ کہ آپ یہ letter لکھیں۔ تو اس کے خلاف ویسے بھی تحریک استحقاق پیش نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ انہیں جو حکم دیا گیا تھا اس کے مطابق انہوں نے خط لکھا تھا۔ اگر آپ فرمائیں تو استحقاق کے جو contents ہیں میں اس پر تھوڑا عرض کروں۔

جناب سپیکر۔ ارشاد فرمائیے۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ جو letter وزیر اعلیٰ صاحب نے لکھا تھا وہ 25-7-90 کو لکھا تھا اور اس کا جواب متعلقہ ایس او نے 3 جنوری کو دیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ یہ چار پانچ ماہ کی تاخیر ہوئی ہے اور یہ جان بوجھ کر کی تھی، اس مسئلے کو ٹالنے کے لیے انہوں نے یہ تاخیر کی ہے۔ اس کے حقائق یوں ہیں کہ جب محکمہ تعلیم کو یہ مراسلہ ملا تو انہوں نے 7۔ اگست کو فوری طور پر ڈائریکٹر گوجرانوالہ کو لکھ دیا کہ آپ اس سکیم کا تخمینہ بنا کر اور اس سکیم کو Process کر کے ہمیں بھیجیں۔ اس کے بعد انہوں نے دوبارہ 26۔ اگست 1990ء کو Reminder لکھا۔ انہوں نے ڈائریکٹر گوجرانوالہ کو دوبارہ لکھ دیا کہ ابھی تک ہمیں یہ سکیم Process ہو کر نہیں آئی۔ اس کے بعد انہوں نے 2۔ ستمبر کو ڈی پی آئی سکولز کو بھی لکھا کہ ہم نے ایک سکیم بھیجی ہے اس کو فوری طور پر Process کر کے واپس بھیجیں۔ اس کے بعد 16-9-90 کو Reminder دیا گیا۔ 7 اگست 90 کو Reminder دیا گیا، اور پھر 16-10-90 کو Reminder دیا گیا۔ پھر 4-12-90 کو Reminder دیا گیا۔ اس میں پہلی بات تو یہ ہے کہ اس میں محکمہ تعلیم کے سکندر بھٹی صاحب نے کوئی کوتاہی نہیں کی۔ وہ اپنا فرض ادا کرتے رہے۔ لیکن اس دوران یہ تخمینہ جات بنتے رہے۔ آپ کو بھی علم ہے۔ ہمیں بھی علم ہے کہ ایک سکیم کو Process کرنے کے لیے چار ماہ کا عرصہ کوئی زیادہ نہیں ہوتا۔ اس دوران یہ سکیم Process ہونے کے بعد XEN کے پاس پہنچ گئی اور اس کا تخمینہ لگایا گیا 4 لاکھ 96 ہزار 8 سو ہے۔ اور XEN نے یہ تخمینہ 10 ستمبر 1990ء کو SE کو بھیج دیا۔ لیکن اس

دوران جب verification کی گئی تو پتہ چلا کہ اس بلڈنگ کے لئے خصوصی مرمت یا سالانہ مرمت مناسب نہیں ہے۔ اور فیصلہ یہ کیا گیا کہ اس کو نئے سرے سے تعمیر کیا جائے۔ اور نئے سرے سے تعمیر کرنے کے لئے 24 لاکھ 72 ہزار روپے کا تخمینہ لگایا گیا۔ اس کے بعد یہ fact جناب وزیر اعلیٰ کو بھیج دیا گیا کہ یہ عمارت مرمت کے قابل نہیں ہے اور یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس کو نئے سرے سے تعمیر کیا جائے گا اور اگر مالی وسائل دستاب ہوئے تو تعمیر وطن پرگرام 92-1991ء میں شامل کر دیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی محکمہ تعلیم نے ناظم تعلیمات کو بھی لکھ دیا کہ اس کی نئے سرے سے تعمیر کے لئے تخمینے کی تیاری کریں۔ جناب والا، میں یہ گزارش کروں گا کہ اس میں نہ تو جناب وزیر اعلیٰ کو کوئی غلط رپورٹ بھیجی گئی، بقول ان کے "مبہم" رپورٹ بھیجی گئی ہے اور اس میں جو حقیقت تھی وہ وزیر اعلیٰ صاحب کے علم میں لائی گئی تھی کہ چونکہ اس کی سالانہ مرمت نہیں ہو سکتی، اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نئے سرے سے اس کی تعمیر کریں گے اور سکیم کے لئے بھی لکھ دیا گیا۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ جناب چودھری فاروق صاحب ان حالات میں اپنی تحریک کو پریس نہ کریں۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب، وزیر تعلیم کے اس بیان کے بعد آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر۔ ان کے جواب سے میں مطمئن نہیں ہوں۔ اس لیے کہ وزیر موصوف نے جو جواب دیا ہے۔ یہ صرف اور صرف محکمہ تعلیم کے ایک افسر کی غیر ذمہ داری کو چھپانے کے لیے دیا ہے۔

جناب سپیکر۔ لیکن چودھری صاحب، آپ نے اس میں یہ بھی دیکھنا ہے کہ اس میں آپ کا استحقاق کیسے مجروح ہو گیا۔ آپ نے جو تحریک استحقاق پڑھی ہے اور اس پر جو مختصر بیان دیا ہے اور جو وزیر تعلیم نے اس پر اس کی admissibility اور اس کے حقائق کے بارے میں جو جواب دیا ہے۔ اس میں کسی اہل کار کا جناب وزیر اعلیٰ کے مراسلے کے جواب میں کسی ترقیاتی سکیم کے بارے میں کوئی مبہم جواب دینا کسی ڈویلپمنٹ سکیم کے بارے میں، اس کے ایوان کا یا کسی فاضل رکن کا استحقاق کیسے مجروح ہوتا ہے؟

چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر۔ ایسے ہوتا ہے کہ وزیر اعلیٰ کا جو آفس ہے وہ کوئی معمولی آفس نہیں ہوتا۔ وزیر اعلیٰ کے آفس کا ایک ڈیکورم ہے۔ اور جب وزیر اعلیٰ کو بھی غلط جواب دیا

جائے تو انصاف کی توقع کیسے رکھی جا سکتی ہے۔ یہ ایک لفظ مہم کو پکڑ کر جان چھڑانا چاہیں تو اس طرح ان کی جان چھوٹ جائے گی لیکن اس سکول کی عمارت میں بیٹھے ہوئے سینکڑوں بچے اس عمارت کے نیچے آ جائیں گے اور مر جائیں گے تو اس وقت انہیں کون پوچھے گا۔ مراسلہ کے اندر درج ہے کہ اگر مالی وسائل دستیاب ہوئے اس میں ایک لفظ اگر کو پکڑ لیا جائے تو پھر یہ اگر تو دس سال میں بھی نہیں آئے گا۔ بچے مر جائیں گے تو ان کے والدین کو وہ بچے کون مہیا کرے گا اور جناب سپیکر، میرا استحقاق یہاں پر مجروح ہوتا ہے کہ جب وزیر اعلیٰ نے یہ پوچھا کہ اخبارات میں وہ فنڈز جو شائع ہوئے وہ رقم کہاں گئی، وہ فنڈز کہاں گئے تو اس کے جواب میں یہ آتا ہے کہ اس سکول کی عمارت انتہائی مخدوش ہے اور اس کی نئے سرے سے تعمیر کی جائے اور اگر وسائل مہیا ہو گئے تو نئے سرے سے تعمیر کی جائے گی۔ جناب سپیکر، وہ فنڈز جن کے بارے میں ایک وزیر اعلیٰ نے ایک منتخب وزیر اعلیٰ نے پوچھا کہ وہ فنڈز کیوں خرچ نہیں ہوئے۔ ان فنڈز کا اس لیے میں کوئی جواب موجود نہیں ہے تو میرے مہم کہنے کے باوجود یہ غلط اطلاع ہے۔ جناب سپیکر، انھوں نے دوسری بات کہی کہ 3 جنوری کے مراسلہ کو آج کیوں تحریک استحقاق کا موضوع بنایا گیا۔ جناب سپیکر، یہ 3 جنوری کو تو محکمے نے وزیر اعلیٰ صاحب کو جواب دیا۔ اس خط کا جواب انھوں نے مجھے نہیں دیا۔ لیکن وزیر اعلیٰ سے میں نے رجوع کیا تھا۔ میرے رجوع کرنے پر جناب وزیر اعلیٰ نے متعلقہ شعبہ یا محکمہ کو جواب دینے کے لیے کہا تھا۔ لیکن متعلقہ شعبہ کا یہ مراسلہ میرے پاس بہت دیر سے پہنچا بے شک وہاں پر 3 جنوری کو پہنچا۔ اگر یہ وزیر اعلیٰ کو پانچ مہینے کے بعد جواب دینا گوارا کرتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ یہ تحریک استحقاق پیش ہوئی۔ فاضل وزیر تعلیم نے اس کا جواب دیا۔ اب میرے فاضل دوست سے پوچھنے کی کوئی ایسی صورت یا شق نہیں ہے کہ ان سے پھر یہ پوچھا جائے کہ آپ کی کیا رائے ہے۔ جناب تو آپ نے فیصلہ دینا تھا۔ انھوں نے عارضی سٹیٹمنٹ بھی دے دی ہے۔ تو اب یہ غیر ضروری ہے۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب والا، میں ان سے اختلاف کرتا ہوں۔ اسمبلی کا اجلاس جنوری کے بعد آج ہو رہا ہے۔ یہ پہلا سیشن ہے جو جنوری کے بعد ہوا ہے۔

جناب سپیکر۔ میاں منظور احمد موہل صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر پروسیجرل میٹر کے تحریک

استحقاق کے بارے میں [illegible] ہے اور اس کا طریق کار یہی ہے کہ آپ نے تحریک استحقاق پیش کی۔ [illegible] وزیر [illegible] نے جواب دیا اور سپیکر نے اس پر رولنگ دی [illegible]

چودھری محمد فاروق [illegible] وزیر تعلیم اگر 24 لاکھ 72 ہزار روپے کی رقم [illegible] اپنے ڈی پی 92 [illegible] 1991 [illegible] معصوم جانوں کو بچانے کے لیے مہیا کر دیتے ہیں تو میں اپنی تحریک پر زور نہیں دیتا۔ [illegible] جانوں کے لیے یہ 24 لاکھ 72 ہزار روپے کا ابھی اعلان کر دیں تو میں ایوان میں اپنی تحریک کے اوپر زور نہیں دیتا۔

جناب سپیکر۔ وزیر تعلیم صاحب اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

جناب وزیر تعلیم۔ جناب سپیکر۔ ہم سکیم کو منظور کر کے Process کرتے ہیں۔ اس میں دو تین محکمے بات ہوتے ہیں۔ اس لئے ہم لکھتے ہیں subject to availability of funds۔ اس میں پی اینڈ ڈی کا محکمہ involve ہوتا ہے۔ محکمہ خزانہ involve ہوتا ہے۔ اپنی طرف سے میں انہیں یقین دہانی کرا دیتا ہوں کہ ہم یہ سکیم 24 لاکھ 72 ہزار روپے کی منظور کر کے پی اینڈ ڈی کو منظوری کے لئے بھیج دیں گے۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب والا۔ میں اپنی تحریک پر زور نہیں دیتا۔

جناب سپیکر۔ چودھری فاروق صاحب اپنی تحریک پر زور نہیں دیتے ہیں۔ اگلی تحریک میاں منظور احمد موحل صاحب کی ہے۔ اس میں نمبر 28 اور 29 بھی ایک ہی قسم کی ہیں۔ نمبر 28 چودھری محمد اکرم صاحب کی طرف سے ہے۔ اور نمبر 29 جناب محمد عطاء کھگہ صاحب کی طرف سے ہے۔ تو میاں منظور احمد موحل صاحب ان کو پیش کریں گے۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب والا۔ میری تحریک کا نمبر 20 ہے۔

جناب سپیکر۔ ظاہر ہے کہ ایک ہی تحریک استحقاق take up ہو سکتی ہے۔ جی میاں صاحب۔

اراکین اسمبلی کے ٹیلیفون کنکشنوں کو منقطع کرنا

میاں منظور احمد موحل۔ جناب والا۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری مداخلت اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ اراکین پنجاب اسمبلی کو تنخواہ و دیگر بھتا جات اور

استحقاقات کے ایکٹ مجریہ 1974ء کی دفعہ 10 کے تحت ہر رکن اسمبلی کو بطور استحقاق ایک ٹیلیفون مہیا کرنے کی سہولت دی گئی ہے جسکی تفصیل میں صوبائی اسمبلی سیکرٹریٹ ہر رکن اسمبلی کو ٹیلیفون کنکشن مہیا کرنے کے بارے میں محکمہ ٹیلیفون کو ضروری مراسلہ جاری کر کے ٹیلیفون لگوا دیتا ہے۔ میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ جو پنجاب اسمبلی مورخہ 88-11-30 کو معرض وجود میں آئی تھی جناب گورنر پنجاب نے اس کو اپنے آئینی اختیارات استعمال کرتے ہوئے مورخہ 90-8-6 کو ختم کر دیا تھا اس عرصہ میں جن جن اراکین اسمبلی نے بطور استحقاق اسمبلی سیکرٹریٹ کی معرفت ٹیلیفون لگوائے تھے

ان تمام کو مذکورہ قانون کی دفعہ 10 کا غلط مفہوم نکالتے ہوئے محکمہ ٹیلیفون نے مراسلے بھجوائے جس میں درج تھا کہ آپ کو بطور ایم۔پی۔اے جو ٹیلیفون لگوا کر دیا تھا وہ گورنمنٹ کنکشن تھا اگر آپ اس ٹیلیفون کو پرائیویٹ کروانا چاہتے ہیں۔ تو اس مراسلے کے ساتھ جو ڈیمانڈ نوٹس منسلک ہے تو اس کو 15 یوم کے اندر اندر جمع کروادیں بصورت دیگر آپ کا ٹیلیفون منقطع کر دیا جائے گا اس سلسلے میں پنجاب اسمبلی سیکرٹریٹ جو کہ ایک قانون ساز ادارہ ہے سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے ڈائریکٹر جنرل ٹیلیفونز کو مراسلہ لکھا کہ اراکین اسمبلی کو جو ٹیلیفون مہیا کئے جاتے ہیں۔ وہ خالصتاً پرائیویٹ ہوتے ہیں جو کہ کسی صورت بھی سرکاری ٹیلیفون نہیں ہیں کیونکہ یہ اراکین پنجاب اسمبلی کی تنخواہ ودیگر بھتا جات اور استحقاقات کے ایکٹ مجریہ 1974ء کی دفعہ 10 کے تحت لگوائے جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود محکمہ ٹیلیفون نے اسرار کیا کہ اگر آپ اس فون کو جاری رکھنا چاہتے ہیں تو مراسلے کے ساتھ منسلکہ ڈیمانڈ نوٹ کو ازسرنو جمع کرائیں بصورت دیگر آپ کا فون منقطع کر دیا جائے گا۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ڈیمانڈ نوٹس میں وہ رقم بھی درج تھی جو کہ اسمبلی سیکرٹریٹ پہلے ہی جمع کرا چکا تھا۔

اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا اراکین اسمبلی کی تنخواہ ودیگر بھتا جات اور استحقاقات کے ایکٹ مصدرہ 1974ء کی شق 10 کے تحت استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا تحریک ہذا کو منظور کرتے ہوئے اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب والا۔ یہ تمام ایوان کا مسئلہ ہے Salaries Act کی دفعہ 10 میں یہ واضح ہے اور جو ٹیلیفون لگائے تھے اس کی رقم بھی اسمبلی نے ادا کی تھی۔ اسکے بعد اگر اسمبلیاں ٹوٹ گئیں جناب والا۔ تو اس کا یہ کہنا کہ آپ اب نئی رقم جمع کرائیں یا ہم آپ کا ٹیلیفون منقطع کرتے ہیں۔

میرے خیال میں اس سے ہمارا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔
جناب سپیکر۔ جناب لاء منسٹر
وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب سپیکر۔اس میں میرا ایک تو ٹیکنیکل اعتراض ہے۔ کہ یہ نوٹس دیا گیا تھا اس وقت فاضل محرک اسمبلی کے رکن نہیں تھے۔ اسمبلیاں dissolve ہو چکی تھیں۔اس لیئے یہ تحریک استحقاق فنی لحاظ سے قابل پذیرائی نہیں۔جناب والا۔ یہ کافی ہے۔

جناب سپیکر۔جی۔
وزیر قانون و پارلیمانی امور۔جناب والا۔اگر مزید گنجائش ہے تو میں عرض کر دوں۔
جناب سپیکر۔ جس وقت اسمبلی dissolve ہوئی اس وقت ٹیلیفون کنکشن کاٹنے کے لئے محکمہ نے چند فاضل اراکین کو نوٹس دئے جو اس وقت اسمبلی کے سابق اراکین تھے۔اور اس کے بعد کوئی ایسی تحریک نہیں ہے جس کا ذکر کیا گیا ہو۔
چودھری محمد فاروق۔ پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر۔چودھری محمد فاروق پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔
چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر۔وہی پرانا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔جس پر آپ کئی بار رولنگ دے چکے ہیں کہ کسی محکمہ کے بارے میں جب تحریک استحقاق پیش کی جائے تو اس کا جواب متعلقہ وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری دیتے ہیں۔اور آپ نے تحاریک استحقاق کے بارے میں رولنگ دی تھی کہ تحاریک استحقاق کا جواب متعلقہ وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری دینگے۔تو ٹیلیفون کا محکمہ غالباً مواصلات کے شعبے میں آتا ہے۔
آوازیں۔ یہ محکمہ وفاقی حکومت کے تحت ہے۔
چودھری محمد فاروق۔ بے شک یہ وفاقی حکومت کے تحت ہے لیکن جناب سپیکر! وزیر قانون اس تحریک کا جواب کیسے دے رہے ہیں؟
جناب سپیکر۔ sorry یہ پوائنٹ آف آرڈر Valid نہیں ہے۔
چودھری محمد فاروق صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر entertain نہیں ہو سکتا۔ یہ relevant نہیں ہے۔

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ جناب والا مجھے اس سلسلے میں کچھ عرض کرنے کی اجازت ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ اس تحریک کی admissibility پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ جی جناب۔ ایک دو منٹ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ جی

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ جناب سپیکر۔ گزارش یہ ہے کہ میں اپنے محترم بھائی میاں منظور احمد موحل صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ چونکہ بات یہ ہے کہ استحقاق کے طور پر ممبران کو ٹیلیفون دیئے گئے تھے۔ اس کی ادائیگی بھی ہو چکی تھی۔ اس کے بعد دوبارہ ادائیگی کے لیے نوٹس بھیجنے سے استحقاق کا مجروح ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اس لیے اس کو استحقاقی کمیٹی کے سپرد ہونا چاہیے۔ جناب والا۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ پچھلی مرتبہ میں نے خود ٹیلیفون کے استحقاق کو استعمال کرتے ہوئے محکمہ ٹیلیفون سے گزارش کی بذریعہ اسمبلی سیکرٹریٹ کہ مجھے ٹیلیفون دیا جائے۔ لیکن بار بار گزارش کرنے کے باوجود انہوں نے ٹیلیفون کنکشن نہ دیا۔ تو اس سلسلے میں اس تحریک استحقاق کو منظور فرمائیں اور اس کی مکمل طور پر چھان بین ہونی چاہیے کہ محکمہ ٹیلیفون اس طرح کا رویہ کیوں اختیار کیے ہوئے ہے۔

جناب والا۔ شکریہ

آواز۔ ٹھیک ہے

چودھری شفقت عباس۔ جناب والا میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج ہمیں جو بطور ممبر صوبائی اسمبلی مراعات حاصل ہیں اگر کل کسی صورت میں یہ اسمبلی نہ رہے یا ہم نہ رہیں اور ہمیں کہا جائے کہ آپ اتنا عرصہ ممبر رہے ہیں اور آپ وہ اپنا خرچہ خود برداشت کریں یا اپنی جیب سے ادا کریں تو ہمارے لیے صورتحال پیش آئے گی۔ کیونکہ ایک سہولت جو ہمیں وقتی طور پر دی گئی ہے اسے بعد میں اس طرح دوبارہ مطالبہ کرنا میرے ایک ممبر کا استحقاق مجروح ہوتا ہے بلکہ پورے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ آپ اس بارے میں کوئی مناسب کارروائی کریں۔

جناب سپیکر۔ شکریہ

وزیر قانون۔ جناب سپیکر۔ میں نے تو جناب والا اس بارے میں استفسار کیا تھا کہ جب اس بارے میں نوٹس دیا گیا ہے اس وقت معزز رکن پنجاب اسمبلی کے رکن نہیں تھے اس وقت تو

اسمبلی dissolve ہو چکی تھی۔ میں تو اس پر تھوڑی سی اور روشنی ڈالنا چاہتا تھا کہ بیچ میں پھر میرے اور دوستوں نے اپنا اظہار خیال کیا۔ جہاں تک میرے علم میں لایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ کسی معزز رکن کا ٹیلیفون کاٹا نہیں گیا صرف ان کو نوٹس دیئے گئے ہیں جو اسمبلی سیکرٹریٹ نے محکمہ کو clarification دی ہے تو اس کے بعد انہوں نے اس بارے میں کسی قسم کی کوئی کارروائی نہیں کی ہے اور نہ ہی کسی معزز رکن کا ٹیلیفون کاٹا گیا ہے۔ نہ ہی اس تحریک استحقاق کے محرک نے اپنی تحریک استحقاق میں اس قسم کا کوئی ذکر کیا ہے کہ بھی ان کا ٹیلیفون کاٹا گیا ہے تو جناب والا۔ اس سلسلے میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پہلے اسمبلی سیکرٹریٹ تھی نے جمع کروائے تھے لہذا اس میں صرف confusion ہوا ہے اور اس سے قطعی طور پر کسی فاضل رکن کا استحقاق مجروح کرنے کا کوئی پہلو نہیں نکلتا صرف نوٹس دینے کی حد تک محکمے کو یہ غلط فہمی ہوئی تھی۔

رانا اکرام ربانی (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا، وزیر قانون کے پاس جو اطلاع ہے وہ درست نہیں ہے۔ ایسے کیسز ہیں جن میں انہوں نے کنکشن restore کروانے کے لئے تین ہزار روپے جمع کروائے تھے اور میں بھی ان میں شامل ہوں۔ تو جناب والا وزیر صاحب کے پاس یہ اطلاع درست نہیں ہے جناب والا یہ تو ایک اور استحقاق مجروح ہو رہا ہے کہ وزیر صاحب کو غلط بیانی پر مجبور کیا جا رہا ہے۔

وزیر قانون۔ جناب سپیکر۔ میں نے یہ گزارش کی ہے کہ اس تحریک میں کہیں بھی اس قسم کا ذکر نہیں ہے کہ کسی بھی معزز رکن کا ٹیلیفون کنکشن کاٹا گیا ہے تو میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ فاضل رکن اشفاق نے فرمایا ہے اور میرے معزز اراکین کو محکمہ ٹیلیفون سے کوئی جائز شکایت ہے تو اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک تو یہ کہ استحقاق جناب والا اس تحریک کو ملتوی فرما دیں اور متعلقہ محکمے کے لوگوں کو بلا کر معزز ممبر کو تسلی کرا دیتا ہوں۔

جناب والا۔ دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ آپ یہ استحقاق کمیٹی کے پاس بھیج دیں۔ جناب میں نے پہلے بھی کئی دفعہ گزارش کی ہے اور اب پھر گزارش کرتا ہوں اور اپنے معزز بھائیوں کی یقین دہانی کراتا ہوں کہ مجھے اس ایوان کا استحقاق ہر لحاظ سے اور اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے اور جب بھی ان کے استحقاق کے مجروح ہونے کا کوئی پہلو نکلے گا اس کے تحفظ

کے لئے سب سے پہلے میں اپنے آپ کو پیش کروں گا۔ شکریہ۔

سید طاہر احمد شاہ۔ (پوائنٹ آف آرڈر) جناب سپیکر۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ارکان اسمبلی کے استحقاق کا مسئلہ ہو خواہ یہ کسی ایک رکن کا ہو یا پورے ایوان کے ارکان کا ہو اس کے بارے میں حکومت کو فنی بنیادوں پر مخالفت نہیں کرنی چاہیے بلکہ اسے liberally لینا چاہیے کیونکہ جناب والا یہ استحقاق کا مسئلہ ہے کیونکہ جب تک ممبران کے استحقاق اور وقار کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا جائے گا اور حکومت کی طرف سے ان کے استحقاق کو پوری طرح سے پذیرائی نہیں ہو گی جناب والا ممبران کا وقار ملحوظ نہیں رہ سکے گا۔

خواجہ محمد اصغر کوریجہ۔ جناب سپیکر۔ میں نے کچھ عرض کرنا ہے۔

جناب سپیکر۔ ارشاد فرمایئے۔ میں تو اس پر اپنا فیصلہ دینے لگا تھا۔

خواجہ محمد اصغر کوریجہ۔ جناب سپیکر۔ حکومت پنجاب کے پاس ابھی کچھ Parliamentary Secretaries بننا باقی ہیں تو جناب والا۔ اس کے بدلے میں میری تجویز ہے کہ جناب چودھری فاروق صاحب کو پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ بنایا جائے تاکہ اس ایوان کا وقت بچ سکے۔ دو گھنٹے سے ہمارا وقت ضائع ہو رہا ہے۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر۔ اس بارے میں میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کے نہ ہی میں پارلیمانی سیکرٹری بننا چاہتا ہوں اور نہ ہی ایوان کی کارروائی میں اس لئے حصہ لے رہا ہوں کہ میری یہ کارروائی پارلیمانی سیکرٹری بننے کے لئے ہے۔ جناب Chief Executive جہاں پر تشریف رکھتے ہیں میں انہیں اس ایوان کے اندر یہ یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں اور ساتھ ہی میں اپنے فاضل ممبران کو بھی یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ میں قطعی طور پر پارلیمانی سیکرٹری نہیں بننا چاہتا۔ جناب والا اگر ایوان کی کارروائی میں contribute کرنے کا مطلب اگر وقت ضائع ہے تو پھر میرے خیال میں ممبر کو ایوان میں نہیں آنا چاہیے۔ تو جناب سپیکر میرا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے آپ اس پر رولنگ دیں۔

جناب سپیکر۔ اس بارے میں میں کہتا ہوں کہ یہ تو کوریجہ صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے اور نہ ہی آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے کوریجہ صاحب نے ایک بات کی ہے اور آپ نے اس کے جواب میں ایک بات کی ہے۔ تو کوریجہ صاحب کی بات بھی درست ہو سکتی ہے اور آپ کی بات بھی درست ہو سکتی ہے۔

تو میں تحریک استحقاق کے بارے میں یہ کہوں گا کے ہمارے اس اجلاس میں یہ پہلی تحریک استحقاق ہے کہ جو اس ایوان کے ممبران کے استحقاق کے بارے میں ہے صحیح معنوں میں یہ پہلی تحریک ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

The breach of privilege has taken place under section 10 of the Punjab Provincial Assembly Salary, Allowances and Privileges of the Members Act, 1974

تو میں اسے admit کرتا ہوں اور ہم نے اس ایوان میں جو مجلس خصوصی برائے استحقاق بنائی ہے اس کے سپرد کرتا ہوں۔اور میں اس کمیٹی کے ممبران کے نام پڑھتا ہوں۔

1 ۔ راجہ خلیق اللہ خان۔
2 ۔ جناب ارشاد حسین سیٹھی۔
3 ۔ سردار امجد حمید خان دستی۔
4 ۔ میاں منظور احمد موھل۔
5 ۔ چودھری محمد فاروق۔
6 ۔ چودھری سکندر حیات ملھی۔
7 ۔ سید طاہر احمد شاہ۔
8 ۔ سید چراغ اکبر شاہ۔
9 ۔ ڈاکٹر محمد شفیق۔
10 ۔ بیگم فوزیہ بہرام۔

میاں منظور احمد موھل۔ جناب والا۔ میں اس تحریک استحقاق کا محرک ہوں اور اس مجلس خصوصی میں میں ممبر تھا اب میں اس مجلس خصوصی میں بطور ممبر نہیں بیٹھ سکتا اس لئے کہ میں محرک ہوں۔

جناب سپیکر۔ لیکن آپ اس میں بطور محرک شرکت کر سکتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر۔ یہ سیلیکٹ کمیٹی کے رکن بھی رہ سکتے ہیں یہ محرک کی حیثیت سے بھی اس میں شامل ہو سکتے ہیں مگر یہ اپنا right of vote استعمال نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر۔ آپ کی یہ بات صحیح ہے۔شاہ صاحب کی بات درست ہے کہ آپ اس کمیٹی کے ممبر

رہ سکتے ہیں اور آپ اس میں بطور محرک کے بھی شرکت کر سکتے ہیں لیکن آپ کا ووٹ نہیں ہوگا۔

تو راجہ صاحب۔ یہ کمیٹی کب تک اس بارے میں رپورٹ دے سکے گی۔

راجہ خلیق اللہ خان۔ جناب والا۔ اس کے لئے ایک مہینہ تو چاہیے۔

جناب سپیکر۔ راجہ صاحب ایک مہینہ

راجہ خلیق اللہ خان۔ جی جناب والا۔ کیونکہ آگے ماہ رمضان بھی ہے جناب والا۔ 30۔ اپریل تک کا وقت دے دیں۔

جناب سپیکر۔ اس میں "ایک مہینے کے اندر اندر" کر لیتے ہیں۔ ویسے آپ جتنا بھی جلدی سے جلدی اسے کر سکتے ہیں۔ کر لیں۔

راجہ خلیق اللہ خان۔ بہت اچھا جی۔

جناب سپیکر۔ تو اب تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر۔ میری بھی ایک تحریک استحقاق ہے۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب اسے کل لیں گے۔

تو قبل اس کے کہ ہم تحاریک التوائے کار کو take up کریں چیف منسٹر صاحب تشریف لا چکے ہیں اور Call Attention Notice پر ایک سوال موصول ہوا ہے جو جناب علی حسن رضا قاضی صاحب کی طرف سے ہے۔ اس کی نقول تقسیم ہو گئی ہیں۔ کیا آپ سب صاحبان کے پاس نقول ہیں؟

معزز ممبران۔ نہیں۔

جناب سپیکر۔ یہ جناب علی حسن رضا قاضی صاحب کی طرف سے سوال ہے اور چونکہ یہ آج ایک ہی سوال ہے۔ دو سوالات آ سکتے تھے۔ آج ایک ہی سوال ہے اور یہ پہلا روز ہے اس لئے جناب علی حسن رضا قاضی سے میں کہوں گا کہ وہ اپنے سوال کا نمبر بھی پڑھیں اور یہ سوال بھی پڑھ دیں تاکہ اس سارے ہاؤس کو اس سوال کا پتہ چل جائے کہ سوال وہ کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔

جناب علی حسن رضا قاضی۔ نمبر1 کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.....

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جھنگ میں امن عامہ کی صورت حال اور فسادات میں قیمتی جانیں روزانہ ضائع ہو رہی ہیں۔ اگر ایسا ہے تو اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس کی زیادتی کے باعث عوام کا اعتماد پولیس پر سے اٹھ چکا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟

میاں منظور احمد موھل۔ پرائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا پیرا 8 میں دیا گیا ہے کہ

A Member shall not ask more than one question in any sitting

ایک سوال۔ تو جناب والا میں اس کو ایک سوال نہیں سمجھتا۔ یہ دو سوال ہیں۔ الف ب ج وہ اگر آدمی اتنی ہی لسٹ بنا دے تو وہ ایک سوال نہیں رہتا اس لئے یہاں پر specific ایک ہی سوال کیا جا سکتا ہے اور انہوں نے جو سوال پوچھا ہے اس میں بھی انہوں نے یہی کہا ہے کہ نمبر" 1 روزانہ قیمتی جانیں ضائع ہو رہی ہیں اگر ایسا ہے تو اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے" آگے پھر انہوں نے یہی کہا ہے کہ "پولیس پر سے اعتماد اٹھ گیا ہے اگر ایسا ہے تو اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہیں۔ یعنی یہ / دو سوال بن گئے ہیں تو قاعدے کے تحت وہ صرف ایک ہی سوال پوچھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ دو سوال نہیں ہیں۔ یہ پہلے حصے کی repetition ہے۔

میاں منظور احمد موھل۔ جناب والا پھر اس کی فارم یہ ہو گی کہ پہلے سوال میں ہی ایسا کر لیا جائے جہاں یہ ہے کہ "قیمتی جانیں ضائع ہو رہی ہیں اور پولیس کی زیادتیوں کے باعث عوام کا اعتماد پولیس سے اٹھ گیا ہے اگر ایسا ہے تو اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے"۔ اس میں جز (ب) نہیں ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر۔ یہ ایک ہی سوال ہے اور جز (ب) میں اس کی repetition کی گئی ہے جس کی ضرورت نہ تھی۔ جناب وزیر اعلیٰ

وزیر اعلیٰ پنجاب۔ (جناب غلام حیدر وائیں) جناب سپیکر شکریہ۔ جناب سپیکر میں Call Attention Notice کال اٹینشن کا جواب دینے سے پیشتر آپ سے اجازت چاہوں گا کہ میں اس موسم بہار کے اجلاس کے دوران جسے ابھی شروع ہوئے بہت دن بھی نہیں ہوئے اس کی کارروائی پر اس ایوان کے تمام اراکین کو اور خاص طور پر آپ کو مبارکباد دوں کہ ان چند دنوں کے ان اجلاسوں کی کارروائی میں غالباً بڑے طویل عرصے کے بعد پہلی دفعہ آج تک چار قانون کے بل آپ نے پاس کئے ہیں جس میں پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن بل، شوگر فیکٹریز کنٹرول ترمیمی بل، ملازمین فیکٹریز کے خصوصی الاؤنسز کا بل، قانون کرایہ داری کا ترمیمی بل اور ایک جنگلی جانوروں

کے تحفظ کا ترمیمی بل اس وقت زیر سماعت ہے۔

میری رائے کے مطابق قانون سازی کے سلسلے میں اتنے دنوں میں یہ قانون سازی جناب سپیکر آپ کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے مجھے تقاضا کر رہی ہے اور احسن کارکردگی پر میں وزیر قانون کو، اس ہاؤس میں حزب اقتدار میں بیٹھے ہوئے تمام اراکین کو اور خاص طور پر قائد حزب اختلاف کو اور اپوزیشن کے بنچوں پر تشریف فرما تمام اپوزیشن کے اراکین کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ قانون سازی کی اس حوصلہ افزاء کارکردگی کا سلسلہ نہ صرف آئندہ بھی اس مثبت تعمیری اور باہمی افہام و تفہیم کے جذبے سے جاری رہے گا بلکہ اس میں اور بھی اچھی روایات کا اضافہ کیا جائے گا۔ میں اس بات پر بھی جناب سپیکر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور آپ کی وساطت سے تمام معزز اراکین اسمبلی کو مبارکباد دیتا ہوں کہ میں نے خود یہ محسوس کیا یہ اور میری فیڈ بیک بھی یہی کہ اللہ کے فضل و کرم سے اب Treasury Benches پر بیٹھے ہوئے اراکین اور حزب اختلاف کے بنچوں پر بیٹھے ہوئے اراکین کا اسمبلی کی کارروائی کے دوران آپس میں مختلف موضوعات پر اظہار خیال کرتے ہوئے طرز عمل بھی مثبت ہے، تعمیری ہے، co-oprative ہے اور یہ بات بھی فی الحقیقت کسی اسمبلی کا بہت ہی قابل قدر ایک حصہ ہوتی ہے اور یہ فی الحقیقت پارلیمانی روایات کا حسن ہوتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ یہ سلسلہ بھی بہتر روایات کے ساتھ آگے چلے گا

اس سلسلے میں تیسری بات جس کے لئے میں جناب کی وساطت سے اس ہاؤس کے تمام معزز اراکین کی توجہ مبذول کرانی چاہتا ہوں کہ میری یہ تمنا اور استدعا ہے کہ ہاؤس کے دونوں اطراف بیٹھے ہوئے اراکین سے میری یہ استدعا ہے کہ اتنے بڑے ایوان میں کورم کے ٹوٹنے کا جو طرز عمل ہے یہ نہیں ہونا چاہیے۔ یہ ہاؤس کے احترام کے تقاضوں کی ترجمانی نہیں کرتا ہے اور اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہ کورم کو قائم رکھنا پارلیمانی روایات کے مطابق حزب اقتدار کی ذمہ داری ہوتا ہے لیکن میں امید کرتا ہوں کہ اس معاملہ میں جو حزب اختلاف کا کردار ہے وہ بھی بہتر اور زیادہ تعمیری ہو گا اور میں اس سلسلے میں ان ہاؤس کے دونوں اطراف بیٹھے ہوئے اپنے معزز اراکین سے اس سلسلے میں بہتر کارکردگی کی توقع رکھتا ہوں کیونکہ میری سوچ کے مطابق اگر یہ گستاخی نہیں ہے اور اگر ان کو محترم سپیکر صاحب غیر پارلیمانی الفاظ نہ کہہ دیں، قرار نہ دے

دیں تو کورم کے ٹوٹنے کے بعد جو گھنٹی بجتی ہے اس کو عام طور پر کورم کے ٹوٹنے کی گھنٹی کے نام سے کہتے ہیں میں اسے خطرے کی گھنٹی سے منسوب کرتا ہوں۔ میرے خیال میں اس سلسلے میں ہمیں بہتر کارکردگی کر کے اس ہاؤس کے وقار کو زیادہ بہتر بنانے پر خصوصی توجہ دینی چاہیئے۔ میں آپ سب حضرات کا اس سلسلے میں بحد شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر۔ Call Attention Notice کا بھی آج جواب دینے سے پیشتر میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ بھی پنجاب بلکہ پاکستان کی پارلیمانی تاریخ میں ایک نئے ورق کا آج سے اضافہ ہو رہا ہے۔ میں نے یہ خود ہی رضاکارانہ پیشکش کی تھی اس ایوان کے شروع ہونے کے پہلے روز اور میں جناب سپیکر آپ کا اور اس ایوان کے تمام اراکین کا بحد شکر گزار ہوں کہ آپ نے اس کا سنجیدگی سے نوٹس لیا۔

Call Attention Notice جس کی پہلے قواعد انضباط کار میں گنجائش نہ تھی، آپ نے اس کو ہاؤس سے قواعد کے مطابق منظور کروایا ہے، اور اس Call Attention Notice کی ہاؤس کی طرف سے متفقہ طور پر منظوری صادر کرنے پر میں اس ہاؤس کے تمام اراکین کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ جس جذبہ کے تحت Call Attention Notice کو رولز آف پروسیجر میں شامل کیا گیا ہے۔ اس سے میرا مقصد، میری مراد اور میری تمنا اور آرزو یہ ہے کہ ہم اگر کسی طرف سے بھی کوئی بات اگر نوٹس میں آئے تو اس کو Positive نقطہ نگاہ سے لیں اور اصلاحی نقطہ نگاہ سے ہم اس میں جو بھی بہتری ہو سکے کریں۔ میں امید کرتا ہوں کہ Call Attention Notice کے اس آغاز کے اندر between the lines جو جذبہ کارفرما ہے۔ خیال کیا گیا ہے، اس جذبے کے تحت اس کو آگے بڑھایا جائے گا۔ جناب سپیکر میں محترم علی حسن رضا قاضی صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں فی الحقیقت ایک اچھے سوال کے طور پر call Attention Notice کے ذریعے سے اس ہاؤس میں آپ کی وساطت سے ایک اہم مسئلے کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے اور میں اس کی تفصیلات میں جانے سے پہلے محسوس کرتا ہوں کہ پنجاب کے ہمارے ایک ضلع جھنگ میں گزشتہ ایک سال سے، جو آپس میں فسادات کے، محاذ آرائی کے، گاہے بگاہے یہ واقعات ہوتے رہے ہیں۔ یہ پنجاب کے امن وامان کے ماتھے پر ایک ایسا داغ ہے جس کا درد ہر اہل پنجاب محسوس کرتا ہے۔ حکومت اس سے

زیادہ شدت کے ساتھ محسوس کرتا ہے۔

اور میں یہ خیال کرتا ہوں کہ یہ ایک ایسا بد نما داغ ہے جسے جتنی جلدی ہم صاف کر سکیں اتنا ہی یہ ہم سب کے لئے مفید ہو گا۔ اور اس میں انشاء اللہ حکومت اپنی ذمہ داری کو بھرپور انداز میں پورا کرنے سے گریز نہیں کرے گی۔ سوال کے جواب میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جھنگ میں فرقہ وارانہ کا سلسلہ بد قسمتی سے ایک سال سے جاری ہے۔ جھنگ کی فرقہ وارانہ تاریخ سے جھنگ کے میرے رہنے والے بھائی اور اہل پنجاب خوب جانتے ہیں۔ یہ بھی ہماری بد نصیبی ہے کہ جھنگ کی فرقہ واریت کی تاریخ، ان فسادات کے شروع ہونے سے پہلے بھی اکثر و بیشتر رہتی ہے۔ مگر گزشتہ ایک سال سے یہ صورت حال زیادہ تشویش ناک صورت اختیار کر گئی ہے۔ اور اس ایک سال کے اندر فرقہ وارانہ فسادات کے نتیجے میں 26 قیمتی جانیں ضلع جھنگ میں ضائع ہو گئی ہیں۔ ان میں میرے خیال کے مطابق شدت اس وقت پیدا ہوئی جب 22 فروری 1990ء کو جھنگ میں ایک عالم دین مولانا حق نواز جھنگوی صاحب کا وہاں بہیمانہ قتل ہوا۔ اور اس تشدد آمیز واقعہ کے بعد وہاں کے فرقہ وارانہ جذبات میں مزید تلخی اور تیزی آئی اگرچہ مرحوم کے قتل کی ایف۔آئی۔آر میں نامزد چاروں ملزم پولیس نے 36 گھنٹے کے اندر اندر گرفتار کر لئے۔ لیکن بد قسمتی سے اس کے باوجود وہاں پر فرقہ وارانہ تلخیوں کا سلسلہ بند نہ ہوا۔ بلکہ وہ کم و بیش کسی نہ کسی صورت میں یہ سلسلہ جاری رہا۔

مولانا حق نواز جھنگوی صاحب کے سلسلے میں غالباً بجا طور پر یہ شکایات اخبارات میں اور سامنے آتی رہتی ہیں کہ اس کا چالان تقریباً کافی عرصہ گزر جانے کے بعد بھی عدالت میں کیوں پیش نہیں کیا گیا۔ لیکن میں ان کی تفصیلات میں گئے بغیر عرض کئے دیتا ہوں کہ آج جب کہ یہ جواب میں اس معزز ایوان کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ مولانا حق نواز جھنگوی صاحب کے چالان کا کیس مکمل کروا کے عدالت میں پیش کیا جا چکا ہے۔ اور کل یہ مکمل طور پر عدالت کے ریکارڈ میں موجود ہو گا۔ یہ سلسلہ اس تشدد آمیز واقعہ کے بعد سنگین صورت اختیار کر گیا اور اس کی وجہ سے وہاں پر فرقہ وارانہ فسادات کا عمل اور رد عمل کا سلسلہ جاری رہا۔ اور ہمارے ملک کی ماضی کی بد نصیبی، ماضی قریب کی بد نصیبی یہ ہے کہ اس میں تخریب کاری بھی شامل ہو جاتی ہیں اور ان فسادات کے پس منظر میں جب کہ یہاں پر فرقہ واریت کے جذبات متشدد تھے وہاں پر تخریب کاری کے بھی دو

واقعات ہوئے اور دو مرتبہ بم کے دھماکے ہوئے جن میں 3 قیمتی جانیں ضائع ہو گئیں۔

جناب والا، میں یہ خیال کرتا ہوں کہ جھنگ کی تاریخ بنیادی طور پر فرقہ وارنہ عصبیت، اور جذبات کے مشتمل ہونے کے نتیجے میں اس کا آغاز ہوا تھا۔ لیکن میں نے گزشتہ دو تین ماہ میں اس کے اندر جھانک کر، ان واقعات اور وجوحات کو تلاش کرنے کی کوشش کی ہے میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اب جھنگ میں یہ مسئلہ صرف فرقہ وارنہ تشدد، اور آپس میں عمل اور رد عمل تک محدود نہیں رہا بلکہ اس میں دیگر عوامل بھی شامل ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر۔ قائد ایوان کی توجہ میں اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ اس میں ہے۔ time limit پندرہ منٹ کی پابندی ہے۔ پہلے جو آپ کی تقریر ہے وہ اس سوال سے متعلقہ نہیں تھی۔ اس لئے اب آپ یہ بتائیں گے کہ جس وقت آپ اس سوال کا جواب شروع کریں۔ اس وقت سے ہم وقت کا شمار کریں تاکہ پندرہ منٹ کے اندر اندر آپ جواب دے سکیں۔

وزیر اعلیٰ پنجاب۔ (غلام حیدر وائیں) یہ تو جناب سپیکر جس وقت آپ مجھے ارشاد فرمائیں گے میں اسے مختصر کر دوں گا۔ کیونکہ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کی تفصیل سے جواب دینے کی ضرورت ہے لیکن آپ اگر اجازت دیں تو میں اسے پانچ منٹ میں ختم کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ جی اس میں پندرہ منٹ کی پابندی ہے۔ ورنہ ھاؤس سے پھر اس کی اجازت لینا ہو گی کہ وقت کو بڑھایا جائے۔

اگر آپ زیادہ وقت لینا چاہیں تو آپ ارشاد فرما دیں گے کہ اتنے وقت کی ضرورت ہے۔ تو ھاؤس سے اجازت لے لی جائے گی۔

جناب وزیر اعلیٰ پنجاب۔ میرے خیال میں جس وقت 15 منٹ ہو گئے اس وقت ھاؤس سے اجازت تو لینا پڑے گی۔ جناب سپیکر، میں اسے مختصر کرتا ہوں۔ میرے خیال میں ان حالات میں دیگر عوامل بھی شامل ہوئے ہیں۔ اس میں منشیات کا کاروبار کرنے والوں نے بھی جھنگ کو پناہ گاہ بنایا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے عوامل نے بھی اس میں شامل ہو کر اسے مذید گھمبیر بنایا ہے۔ ایک سال کے عرصہ میں فسادات کے سلسلہ میں کل 151 مقدمات درج ہوئے۔ 25 مقدمات فریقین کی باہمی افہام و تفہیم کے بعد حکومت نے واپس لے لئے۔ 26 مقدمات خصوصی عدالت برائے انسداد دہشت گردی میں داخل کروائے گئے۔ 47 مقدمات دیگر عدالتوں میں بھیجے گئے۔ 53

مقدمات زیر تفتیش ہیں۔ اور اس ایک سال کے عرصہ میں فسادات کے بدنصیب واقعات میں تقریباً دو درجن سے زائد مکانات کو آتش زدگی سے نقصان پہنچا۔ 34 دوکانیں جلائی گئیں۔ اور 16 وھیکلز کو نقصان پہنچا۔ یہ صورت حال وہاں پہ کم و بیش وقفہ وقفہ سے ہوتی رہی۔ اس عرصے میں حکومت اور محکمہ پولیس کی طرف سے پہلے تو دفعہ 144 کے نفاذ کے ساتھ تمام لائسنس یافتہ اسلحہ واپس لیا گیا جس کی تعداد تقریباً 1115 ہے۔ اس کے بعد ایک مکمل مہم ناجائز اسلحہ برآمد کرنے کے لئے چلائی گئی۔ جس کے نتیجے میں 6 کلاشنکوف، 111 رائفلیں 7 ایم ایم 531 بندوق بارہ بور، 401 ریوالور، 238 پستول، 391 کاربین اور چار ہزار سے کچھ زائد کارتوس ناجائز طور پر برآمد کئے گئے۔

جناب سپیکر، ان واقعات میں میں کچھ سیاسی عوامل کا عمل دخل بھی محسوس کرتا ہوں۔ اور یہ بھی بدقسمتی ہے کہ جس وقت اکتوبر کے عام انتخابات ہوئے، اس وقت ان فرقہ وارانہ جذبات کو ہوا دے کر ان انتخابی مہم بنانے کی کوشش کی گئی۔ اور جب ضمنی انتخابات آئے اور وہاں پر صوبائی اسمبلی کا ضمنی انتخاب ہونا تھا۔ اس میں بھی فرقہ وارانہ جذبات کو شعوری طور پر ہوا دے کر ایک ایسی صورت حال پیدا کی گئی کہ اس روز صوبائی ضمنی انتخاب ہونے کی بجائے وہاں پر ہمارا ایک نہایت معزز اور محترم ممبر قومی اسمبلی موت کی آغوش میں چلا گیا۔ اور یہ بات اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ وہاں حالات نے اتنا جذباتی انداز اختیار کیا ہوا یہ کہ اسے سیاست کا ذریعہ بنانے سے اپنے آپ کو باز نہیں رکھا گیا اور یہ بھی میرے خیال میں ایک بدنصیبی ہے اور اس پر بھی سنجیدگی کے ساتھ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اس دن انتخابات کے سلسلہ میں خصوصی طور پر چیف الیکشن کمیشنر سے درخواست کی کہ ایک کی بجائے دو ضمنی انتخابات کو زیادہ عرصہ تک ملتوی رکھا جائے۔ اور جب تک حالات واقعی مکمل طور پر سازگار نہ ہو جائیں اور یہ جذبات سرد نہ ہوں اس وقت تک وہاں ضمنی انتخابات کا انعقاد نہیں ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر۔ یہ جو پولیس نے حالیہ اپریشن کیا ہے۔ اس کے دوران ستر ملزمان کو گرفتار کیا گیا۔ جن میں سے 28 ملزمان اشتہاری ملزم تھے۔ اور یہ صورت حال جو ہے اس نے اس صورت حال کو ٹھنڈا کرنے اور حالات کو سازگار کرنے کی طرف ایک حوصلہ افزا پیش رفت کی ہے۔ گزشتہ ایک ماہ کے دوران خوش قسمتی سے کوئی ایسا واقعہ رونما نہیں ہوا۔ لیکن میں یہ خیال کرتا

ہوں کہ اگرچہ ایک ماہ کے دوران کوئی ناخوش گوار واقعہ نہیں ہوا جب تک وہاں کے عوام اور وہاں کی سیاسی جماعتیں اور جب تک وہاں کے مذہبی اور مختلف عقائد سے تعلق رکھنے والے احباب خود اس بات کا احساس نہ کریں کہ ہم نے جھنگ کو امن کا گہوارہ بنانا ہے میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ حکومت اپنے انتظامی اقدامات سے جھنگ کے امن کو ٹھوس بنیاد پر اور اس کے حسن کو واپس لانے میں دیر لگے گی۔ لہذا سلسلہ یہاں تک پہنچا ہے کہ وہاں کے عوام وہاں کی سیاسی جماعتیں۔ وہاں کی سیاسی قوتیں اور خاص طور پر مذہبی اور مختلف عقائد سے تعلق رکھتے والے اکابرین سے ہم سب مل کر یہ دردمندانہ اپیل کریں کہ وہ جھنگ کے امن کو واپس لانے کی سرگرمیوں کا سنجیدگی سے آغاز کریں۔ حکومت کی رہ نمائی کریں اور میں ان سب کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلہ میں حکومت ان کی مثبت، تعمیری تجاویز کو خوش آمدید کہے گی اور اس پر پوری سنجیدگی کے ساتھ عملدرامد کرے گی۔ جناب سپیکر، اس سلسلہ میں میں یہ بھی عرض کرنی چاہوں گا کہ جھنگ کے معالات کے بارے میں سوال کی ضمنی "ب" میں جو بات کہی گئی ہے اس میں یہ بات درست نہیں ہے کہ پولیس کا اعتماد ختم ہو گیا ہے یا اس نے کسی کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ واقعہ یہ ہے اس ایک سال کے عرصے میں پولیس کی گولی سے کوئی شخص ہلاک نہیں ہوا۔ بلکہ اس کے برعکس پولیس کے دو ملازمین ان فسادات میں ہلاک ہوئے۔ اور 27 شدید زخمی ہوئے۔ پولیس پر دستی بم بھی پھینکا گیا۔ اور پولیس تھانے پر ایک بار حملہ کرنے کی کوشش بھی کی گئی۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب والا، ایوان کی کارروائی کو باضابطہ بنانے کے لئے اور جناب وزیر اعلیٰ سے جواب حاصل کرنے کے لئے ایوان کی منظوری لے لی جائے۔

جناب سپیکر۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔ وقت میں مزید 10 منٹ کی توسیع کی جاتی ہے۔

جناب وزیر اعلیٰ۔ جناب سپیکر، میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جھنگ کے یہ حالات ہیں۔ ان بدنصیب حالات میں جہاں تک ہمارے ایک ایم این اے مرحوم ایثارالحق قاسمی کی ہلاکت کا تعلق ہے، آٹھوں ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں اور غالباً میں یہ بات پوری ذمہ داری کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ کسی فریق کو سنگین یا سنجیدہ قسم کی شکایت نہیں ہے۔ کہ حکومت نے اور پولیس نے ان واقعات میں ملوث جو بھی ملزمان تھے ان کو پکڑنے میں کوئی کوتاہی کی یا کسی قسم کی Reservation کا سلوک کسی کے ساتھ کیا ہو۔ اور وہ مقدمہ بھی دہشت گردی کی عدالت

میں اس وقت زیر سماعت ہے۔ جناب سپیکر، میں آپ کی وساطت سے اس سوال اٹھانے والے بھائی کو اور ایوان کو یقین دلانا چاہتا ہوں۔

کہ "جھنگ" کو ہم کسی قیمت پہ بھی، کسی کو بھی اس کو بیروت بنانے کی اجازت نہیں دیں گے۔

اور اس سلسلہ میں امن کو ٹھوس بنیادوں پر روا رکھنے کے لئے، بحال کرنے کے لئے اگر اس میں ہمیں مزید کوئی تلخ فیصلے کرنے بھی پڑے تو ہم یہ تلخ فیصلے بھی کریں گے۔ مگر میں جھنگ کی تمام سیاسی جماعتوں اور خاص طور پر دینی جماعتوں سے امن کے نام پر ان سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ آگے آئیں اور حکومت کی رہنمائی کریں اور اس سلسلہ میں اگر وہ جس قسم کی بھی اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی تشکیل دینا چاہیں۔ میں اس میں حزب اختلاف کے ارکان کو بھی اور حزب اقتدار کے ارکان کو بھی اور جھنگ کے تمام حقائق سے تعلق رکھنے والی قوتوں سے بھی اور وہاں کے سیاسی اور سماجی حلقوں سے بھی ایک کمیٹی تشکیل کرنے کی تجویز کا اعلان کرتا ہوں۔ اور کہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں وہ جو بھی ہماری رہنمائی کریں گے ہم انشاء اللہ اس سلسلے میں کوئی کوتاہی نہیں کریں گے، کیونکہ یہ مسئلہ ہم سب کا ہے۔ اور ہم نے اسے ہر قیمت پر حل کر کے جھنگ کو امن کا گہوارہ بنانا ہے اور ذمہ داری حکومت کی ہے اور اس کی ذمہ داری کو میں پوری سنجیدگی کے ساتھ قبول کرتا ہوں۔ جناب سپیکر شکریہ۔

(نعرہ ہائے تحسین).....

جناب سپیکر۔ جناب وزیر اعلیٰ شکریہ..... ہے کوئی ضمنی سوال؟

غلام سرور خان ضمنی سوال کریں گے۔

جناب غلام سرور خان۔ جناب سپیکر سب سے پہلے تو میں جناب وزیر اعلیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ آج کے اس Call Attention Notice پر وہ ہاؤس میں تشریف لائے۔ اور صوبہ پنجاب کے ایک اہم ضلع جھنگ میں جو فسادات ہیں اس کی روشنی میں انہوں نے ہاؤس کو تفصیلی آگاہ کیا۔ لیکن میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آیا حکومت پنجاب نے اس بات کا بھی جائزہ لیا ہے کہ ان فسادات کے محرکات کیا ہیں۔ ان محرکات کے بارے میں کچھ روشنی ڈالیں گے؟

جناب سپیکر۔ وزیر اعلیٰ۔

جناب وزیر اعلیٰ۔ جناب والا میرے خیال میں میں نے اس کے محرکات سے اس ایوان کو آگاہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز..... وزیر اعلیٰ صاحب رضاکارانہ طور پر یہ جواب دے رہے ہیں یہ ان کو کسی نے جواب دینے پر force نہیں کیا۔ میں ھاؤس کی اطلاع کے لئے عرض کروں، میں نے پہلے بھی یہ بات کہی تھی کہ یہ Call Attention notice کے ذریعے وزیراعلیٰ صاحب کی طرف سے جواب دینے کا initiative بھی خود وزیر اعلیٰ پنجاب نے لیا ہے۔ اور یہ نہایت خوبصورت روایت وزیر اعلیٰ پنجاب نے خود ڈالی ہے اپنے لئے اور اس کا خود جواب دینا چاہتے ہیں اس لئے آپ کو کچھ زرا سی بھی پریشانی نہیں ہونی چاہیے اگر کوئی ضمنی سوال ہو اس کا جواب خود چیف منسٹر صاحب دیں گے۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ سوال کرنے والے چیف منسٹر صاحب کے تفصیلی جواب سے یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ وہ سوال کریں یا نہ کریں۔

(نعرہ ھائے تحسین).....

جناب وزیر اعلیٰ (پنجاب)۔ شکریہ جناب سپیکر، میں گزارش یہ کر رہا ہوں کہ ان کے سوال کا جواب تو میں نے اپنے جواب میں دے دیا ہے اور میں نے محرکات کی وضاحت کرتے ہوئے گزارش کی ہے کہ اس وجوھات، کہ جھنگ کی ایک فرقہ وارانہ صورتحال کی پرانی تاریخ ہے اس کی ایک وجہ یہ ہے۔ ایک سال سے مولانا حق نواز جھنگوی صاحب کے قتل اور مولانا ایثار القاسمی صاحب کی ہلاکت بھی اس کی وجوھات ہیں۔ ان حالات کی وجہ سے وہاں پر دیگر دہشت گردی کے واقعات ہونے کی وجہ سے، وہاں پر منشیات کا کاروبار کرنے والوں نے بھی اس سے ناجائز فائدہ اٹھایا ہے، یہ بھی اس کے محرکات میں سے ایک ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اکتوبر کے انتخابات میں بھی، ہمارے مذہبی عقائد کو جذباتی رنگ دے کر اسے پھیلا کر اس کو انتخابی مہم کا حصہ بنا کر بھی جو صورت حال پیدا کی گئی یہ بھی اس کے محرکات کا ایک حصہ ہے۔ ضمنی انتخابات کے دن جو واقعات ہوئے وہ خود اس بات کا ثبوت ہیں کہ ان عقائد کو اشتعال کی انتہا تک لے جا کر ایم این اے کو قتل کر کے بھی سیاسی حالات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی گئی یہ بھی اس کے محرکات کا ایک حصہ ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ اس میں وہاں کے عوام کا جذبات میں بہہ جانا، اور امن وامان کی خاطر جذباتی انداز سے اجتناب نہ کرنا، یہ بھی محرکات کا ایک حصہ ہے میں امید

کرتا ہوں کہ اب انشاء اللہ عقل سلیم اس سلسلے میں درست فیصلے کرے گی اور جھنگ ایک بار پھر امن کا گہوارہ بن جائے گا۔

(نعرہ ھائے تحسین)

جناب سپیکر۔ ڈاکٹر محمد شفیق ضمنی سوال ضمنی سوال یا پوائنٹ آف آرڈر؟

ڈاکٹر محمد شفیق۔ ضمنی سوال سر جناب والا میں آپ کے توسط سے جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس فرقہ واریت کا فضا

جناب سپیکر۔ میں صرف تین ضمنی سوال entertain کروں گا۔

ایک ہو چکا ہے دوسرا ڈاکٹر شفیق کا ہے، تیسرا ایک اور ہو سکے گا۔ جی ڈاکٹر شفیق ضمنی سوال

ڈاکٹر محمد شفیق۔ تو جناب والا میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے نشاندہی کی ہے۔ ہمارے دشمنوں نے، ڈرگ مافیا نے، فرقہ واریت نے، ان تینوں نے یہاں پر خرابی پیدا کی ہے، میں وزیر اعلیٰ صاحب سے specifically یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ کیا ان تنظیموں پر قانونی طور پہ پابندی لگائی جائے گی جو کہ فرقہ واریت کی فضا کو خراب تر کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر۔ جی جناب چیف منسٹر۔ ۔ ۔

جناب وزیر اعلیٰ۔ جناب والا ہماری انتہائی کوشش یہ ہو گی کہ ہم ان انتہائی اقدامات سے گریز کریں، لیکن اگر حکومت، اہل جھنگ، اور وہاں کے سیاسی سماجی اور دینی حلقے اس بات پر اتفاق رائے سے حکومت کو اس بات کی رہ نمائی کریں تو ہم ایسے انتہائی اقدامات سے بھی گریز نہیں کریں گے۔

(نعرہ ھائے تحسین)۔۔۔۔

جناب سپیکر۔ سید چاغ اکبر ضمنی سوال۔۔۔

سید چراغ اکبر۔ جناب والا میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ مولانا حق نواز جھنگوی قتل کیس کا چالان آج یا کل عدالت میں پیش ہو جائے گا۔ ایف آئی آر میں چار ملزم نامزد ہیں، کیا وزیر اعلیٰ یہ بیان فرمائیں گے کہ یہ چالان جو پیش کیا جا رہا ہے اس میں اصل قاتل کی نشاندہی کر دی گئی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر۔ میرے خیال میں یہ جو تفتیشی مراحل ہیں کسی بھی سلسلے میں اس کے بارے میں اس طرح کے specific question کا جواب دینے کے بارے میں شائد وزیراعلیٰ صاحب اس پوزیشن میں نہ ہوں کہ ان کے جواب دیں۔ کیونکہ میرے خیال میں وہ ان کا جواب اس انداز میں دینے کی پوزیشن میں نہیں ہوں گے۔

جناب سپیکر۔ راجہ خلیق اللہ خان پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

راجہ خلیق اللہ خان۔ یہ جو سوال کیا گیا ہے وہ درست نہیں ہے، کیس عدالت میں جا چکا ہے، یہ تو اب عدالت نے فیصلہ کرنا ہے کہ مجرم کون ہے، گنہگار کون ہے اور بے گناہ کون ہے۔

جناب سپیکر۔ چودھری شاہد نزیر صاحب کو میں ضمنی سوال کی اجازت دیتا ہوں کیونکہ یہ پہلی دفعہ بولنا چاہتے ہیں اس لئے میں ان کی حوصلہ افزائی کروں گا۔

CHAUDHRI SHAHID NAZIR: Sir, with your permission, I would like to speak in English.

We have been having this problem for the last one year and this problem is increasing day by day. Recently, we had this problem in Faisalabad when one of the teachers was shot dead. There were riots based on religious motives and the people came out on the streets. They looted the shops and they shot down people. Then we had a peace meeting and during this peace meeting we had to face lot of difficulties and this problem still continues. It started from Jhang and it has included other cities also. What I want to submit is that we must take strict measures to control this problem so that it may not destroy other cities also.

MR. SPEAKER: I want to tell you Mr. Shahid Nazir that you can ask a supplementary question which is connected with the original question or the answer. The question was about law & order situation in Jhang District and you are asking a question about Faisalabad Distirct I am sorry I cannot entertain it.

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر۔ اب ہم تحارک التوائے کار کو take up کرتے ہیں۔

حاجی محمد افضل چن۔ جناب والا، میری قرار داد کو ٹیک اپ کر لیا جائے بڑی اہم قرار داد ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ ان کی ایک قرار داد ہے۔ جو آج انھوں نے دی ہے۔ اور یہ چاہتے ہیں کہ اسے بغیر باری کے لے لیا جائے۔

حاجی محمد افضل چن۔ بے شک حاؤس سے پوچھ لیں۔

جناب سپیکر۔ قرار داد حاجی محمد افضل چن، ملک محمد طیب اعوان، میاں منظور احمد موحل ملک احمد علی اولکھ، چودھری عبدالوکیل خان، چودھری خادم حسین کی طرف سے ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ اسے بغیر باری کے لیا جائے، تو آپ کی رائے ہے؟..... لا، منسٹر صاحب کو قرارداد کی کاپی دکھائی جائے۔ اس دوران ہم تحاریک التوائے کار کو ٹیک اپ کر لیتے ہیں۔ میرے پاس جناب ضرغام خان خاکوانی صاحب کی طرف سے تحریک التواء ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ یہ lapes کر گئی۔ اگلی تحریک التوائے کا نمبر 62 جناب خان غلام سرور صاحب کی طرف سے ہے۔ آپ پیش فرمائیں۔

بلدیہ عظمیٰ لاہور کی مالی حالت زار

جناب غلام سرور خان۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "مساوات" لاہور کی مورخہ 26 نومبر 1990ء کی اشاعت میں

یہ خبر چھپی ہے کہ میٹروپولیٹن کارپوریشن کا خزانہ خالی ٹاؤن ہال کی عمارت کی توسیع و مرمت ملتوی۔ خصوصی بجٹ اجلاس میں سابق میئر نے منصوبے پر عمل درآمد کی منظوری دی تھی۔ اس خبر سے صوبہ کے عوام میں بے چینی اور اضطراب، غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر۔ اس پر لاء منسٹر صاحب کچھ ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر قانون جناب سپیکر، روزنامہ "مساوات" میں جو خبر 26 نومبر کو شائع ہوئی ہے وہ حقائق مبنی نہیں ہے۔ بلدیہ عظمیٰ کی مالی حالت درست ہے اور وہ اپنی ذمہ داریاں بخوبی سرانجام دے رہی ہے۔ جہاں تک ٹاؤن ہال کی توسیع و مرمت کا سوال ہے تو اس منصوبے کے لئے مالی سال 91 - 1990 میں مبلغ چالیس لاکھ روپے مختص کیے گئے اور اس مقصد کے لئے مختص شدہ فنڈ موجود ہیں۔ کارپوریشن کے باقی تمام منصوبہ جات بھی جو کہ سابق میئر صاحب نے بموقع بجٹ 91-1990ء منظور فرمائے تھے من وعن عمل درآمد ہو رہا ہے۔ اور ادائیگیاں بروقت کی جا رہی ہیں۔ حالانکہ موجودہ تنخواہوں میں اضافے کی وجہ سے بلدیہ عظمیٰ پر خاصا مالی بوجھ آپڑا ہے جو کہ وہ اپنے وسائل سے پوری کر رہی ہے۔ تو اس خبر کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے میں فاضل محرک کو گزارش کروں گا کہ وہ اپنی اس تحریک التوائے کار کو پریس نہ فرمائیں۔

جناب غلام سرور خان۔ جناب سپیکر، جہاں تک اس تحریک التواء کا تعلق ہے، میں نے زیادہ اس بات پر زور دیا ہے کہ ہر ادارہ چاہے وہ local bodies کا ادارہ ہو چاہے، قومی اسمبلی ہو چاہے، صوبائی اسمبلی ہو چاہے، صوبائی حکومت ہو، ایک بجٹ ترتیب دیا جاتا ہے۔ وہ بجٹ تمام سال کے لئے ہوتا ہے۔ جناب سپیکر، 26 نومبر 1990ء کی اشاعت میں چھپا کہ جو بجٹ لاہور میونسپل کارپوریشن کا ترتیب دیا گیا تھا، 26 نومبر 1990ء سے پہلے Development funds ختم ہو گئے تھے۔ اور وہی development funds الیکشن مہم کے دوران خرچ کئے گئے تھے۔ جناب سپیکر، جہاں تک وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ روزنامہ "مساوات" کی خبر غلط ہے۔ ہر تحریک کے جواب میں یہی کہا جاتا ہے کہ اخبار نے یہ خبر غلط رپورٹ کی ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اگر اخبارات کوئی بھی خبر لگاتے ہیں اور آپ سمجھتے ہیں کہ وہ خبر غلط ہے تو آج تک کسی اخبار کے بارے میں نوٹس لیا گیا ہے؟ اخبارات ٹھیک نشان دہی کرتے ہیں۔ وہ حکومت کی خامیوں کی ٹھیک نشان دہی کرتے ہیں۔ اس بات سے وزیر موصوف کو انکار نہیں کرنا

چاہیے۔ یہ بتانا چاہیے کہ اے ڈی پی بننے کے بعد 26 نومبر 1990ء سے پہلے بجٹ ختم ہونے کی وجوہات کیا ہیں۔ میں نے اس بناء پر اپنی یہ تحریک التواء پیش کی ہے۔ اس لئے جناب سپیکر، اس پر بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر۔ خان صاحب آپ کی یہ تحریک التوائے کار رولز کے مطابق نہ.....

وزیر قانون۔ نہ public importance ہے، نہ recent occurrence ہے، نہ specific matter ہے۔

جناب سپیکر۔ جی ہاں۔ کسی بھی سٹینڈرڈ پر یہ پوری نہیں اترتی۔ کسی بھی لحاظ سے یہ تحریک التوائے کار کے دائرہ کار میں نہیں آتی۔ اس تحریک التواء پر تو اتنا ہی کافی ہے کہ آپ نے پیش کر لی۔ یہ مسئلہ agiatate ہو گیا، وزیر متعلقہ نے جواب دے دیا۔ لیکن میں اسے خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔ یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی۔

ساڑھے نو بج چکے ہیں۔ آج کے اجلاس کا وقت ختم ہوتا ہے۔

حاجی صاحب، کل غیر سرکاری ارکان کا دن ہے۔ آپ کی قرارداد کو کل take up کیا جا سکتا ہے۔ اجلاس کل ساڑھے چار بجے تک کے لئے ملتوی ہوتا ہے۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی منگل 12 مارچ 1991ء ساڑھے چار بجے شام تک کے لئے ملتوی کی گئی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چوتھا اجلاس

منگل 12 مارچ 1991ء

(سہ شنبہ 25 شعبان 1411ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں شام 5 بج کر 10 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک کا ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَاءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَ
يَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ۚ الَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ
اِلَّا اللَّمَمَ ۚ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۚ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ
وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۚ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى

سورۃ النجم آیت 31 ۔ 32

اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے (اور اس نے خلقت کو) اس لئے (پیدا کیا ہے) کہ جن لوگوں نے برے کام کئے ان کو ان کے اعمال کا (برا) بدلہ دے اور جنہوں نے نیکیاں کیں ان کو نیک بدلہ دے جو صغیرہ گناہوں کے سوا بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے اجتناب کرتے ہیں بے شک تمہارا پروردگار بڑی بخشش والا ہے۔ وہ تم کو خوب جانتا ہے جب اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے۔ تو اپنے آپ کو پاک صاف نہ جتاؤ۔ جو پرہیزگار ہے وہ اس سے خوب واقف ہے۔

وما علینا الا البلاغ

قائد حزب اختلاف (رانا اکرام ربانی) ۔ (پوائنٹ آف آرڈر) ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی توجہ کل کی کارروائی کی چند چیزوں کی طرف مبذول کراؤنگا سب سے پہلے تو یہ کہ اس ایوان کی روایت ہے کہ جب معزز قائد ایوان یا حزب اختلاف کے قائد خطاب کر رہے ہوں تو اس کے درمیان مداخلت روایتی طور پر نہیں کی جاتی اور خصوصاً اس بات کا انتظار کئے بغیر کل میاں منظور احمد موحل صاحب نے ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا تو اس وقت آپ نے مجھے اپنی رائے دینے کے لئے کہا تھا اور میں یہی بات گزارش کرنے لگا تھا کہ وقت کے لحاظ سے چونکہ اس میں لفظ "شاید" لکھا ہوا ہے تو شاید ہم اپنی مرضی سے اس میں کوئی چیز نہیں تبدیل کر سکیں گے ایک تو جناب والا اس کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا تھا۔ دوسرے یہ کہ معزز قائد ایوان کی تقریر کے درمیان جتنا وقت اس میں دیا گیا ہے اس کی طرف توجہ نہیں دی گئی اور اس کے بعد آپ نے اس کو بڑھایا ہے میں نے جو رولز دیکھے ہیں اس میں یہ ہے اور میرا خیال یہ ہے کہ جو ترمیم کل کی گئی تھی اس کے مطابق یہ تھا کہ immediately after the question hours یا جو پہلے پندرہ منٹ ہیں اس میں ترمیم کی گئی تھی یہ نہیں تھا کہ آپ اسے 15 منٹ کی بجائے 20 منٹ یا پچیس منٹ بڑھا سکتے تھے تو جناب والا۔ میں اس بارے میں آپ کی رائے جاننا چاہونگا۔

جناب سپیکر ۔ اس سے تو کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ یہ روایات ہیں کہ قائد حزب اختلاف یا قائد حزب اقتدار جس وقت خطاب کر رہے ہوں تو interrupt نہیں کیا جاتا۔ اور ہم اس ایوان میں ہمیشہ اس بات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں کہ قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے احترام اور انکے وقار میں کسی قسم کا کوئی فرق نہ آئے اور نہ ہی ان کی تقریر کے دوران کوئی مداخلت ہو تو مجھے پوری امید ہے کہ آئندہ اس بات کو پوری طرح ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔

جہاں تک Call Attention Notice کے طریق کار کا تعلق ہے اور اس بارے میں جو رولز adopt کئے گئے اور جہاں تک ان کا تعلق ہے میں نے کل بھی کہا تھا کہ اس بارے میں ہم جوں جوں پریکٹس کریں گے اس میں عملی شکل میں کئی اور چیزیں ایسی نظر آئیں گی جن کو amend کرنے کی ضرورت ہو گی اور ان کو قابل عمل بنانے کی ضرورت ہو گی۔ ایک چیز جو نئی آپ اختیار کرتے ہیں اس کی Theory اور ہوتی ہے پھر پریکٹیکل صورت میں اس میں اور چیزیں پیدا ہوتی ہیں اور جیسے جیسے وہ چیزیں پیدا ہوتی ہیں ویسے ویسے ان کو قابل عمل بنانے کے لئے ان میں ترامیم ہوتی رہتی ہیں تو جو کچھ

ترمیم کل کی گئی وہ بھی بڑی بروقت تھی اور بڑی صحیح تھی اور اس کے بعد بھی اگر کسی موقع پر یا کسی وقت اس کو اور زیادہ قابل عمل بنانے کے لئے کوئی تجویز پیش کی گئی تو اسے adopt کرنے میں ہمیں کوئی تامل نہیں ہوگا۔

تو آپ کا کیا یہ خیال ہے کہ اس کے وقت کو بڑھایا نہیں جاسکتا تھا۔

قائد حزب اختلاف۔ جناب والا۔ ہم نے یہ جو کل اس میں ترمیم کی تھی۔ The Speaker may change the day or time for asking the question. جناب والا۔ اس میں جو Time Limit ہے۔ یہ ضرورت کل اس لئے محسوس ہوئی تھی کہ معزز قائد ایوان کل کسی مصروفیت کی وجہ سے وقفہ سوالات کے دوران تشریف نہیں لائے تھے اور وہ کسی مجبوری کی وجہ سے وقت پر تشریف نہیں لاسکتے تھے تو کل جو ترمیم کی گئی تھی وہ صرف اسی کے لئے تھی لیکن یہ جو پندرہ منٹ ہیں ان کے بارے میں بھی کچھ.....

جناب سپیکر۔ کہ 15 منٹ کو آگے بڑھایا جاسکے۔

قائد حزب اختلاف۔ جی ہاں۔ یہ جو کل آپ نے کیا تھا اس بارے میں میرا خیال تھا کہ آپ اسے نہیں کر سکتے تھے۔

جناب سپیکر۔ تو اس کو میں مزید دیکھ لیتا ہوں کہ 15 منٹ کے بارے میں اس میں کوئی Provision ہے یا نہیں ہے یا اس میں اور کوئی Provision رکھنے کی ضرورت ہے۔

جناب شوکت داؤد۔ (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب سپیکر۔ جن دنوں اجلاس نہیں ہو رہا تھا ان دنوں میں نے چند تحاریک التواء اسمبلی سیکرٹریٹ کو بھجوائی تھیں لیکن اب تک مجھے ان کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں ہوئی کہ آیا وہ منظور ہوئی ہیں یا نہیں ہوئیں۔ اور اس کی کیا وجہ ہے۔ ایک تحریک التواء ایسی بھی تھی جس کو ایک میرے بھائی نے تحریک استحقاق کے نام سے پیش کیا۔ میں اس دن بھی بات کرنی چاہتا تھا لیکن مجھے موقع ہی نہیں ملا حالانکہ اس موضوع پر میں نے ایک تحریک التواء بھجوائی تھی۔ میرا اشارہ بلیو سکینڈل کی طرف ہے۔ اس کے علاوہ بھی میں نے ایک بیگار کیمپ کے متعلق دی تھی کیونکہ انہیں دنوں وہ واقعات رونما ہوئے تھے لیکن ان کے متعلق کوئی رپورٹ نہیں ملی کہ کیا وجہ ہے کہ وہ حادس میں نہیں آئیں۔

جناب سپیکر۔ یہ آپ کس کا ذکر فرما رہے ہیں؟

جناب شوکت داؤد۔ تحریک التواء کا۔

جناب سپیکر۔ ابھی تو ہم تحریک التواء کو Take up نہیں کر رہے۔ ابھی تو ہمارے پاس سوالات ہیں۔

جناب شوکت داؤد۔ ابھی تو میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔ صرف انفارمیشن کے لئے بات کر رہا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر پر ان معاملات کو agitate کیا جا سکتا ہے جو معاملات اس وقت ہاؤس میں زیر بحث ہوں۔ تو اس وقت تحاریک التوائے کار زیر بحث نہیں ہیں اس لئے اس معاملے کو ٹیک اپ نہیں کیا جا سکتا۔ I am sorry

اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ اس میں ہمارے پاس ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ایک سوال ہے۔ منسٹر ہاؤسنگ بھی تشریف رکھتے ہیں۔ سوال نمبر 205 میاں محمود احمد کی طرف سے ہے اس کا جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ اگر اس پر کوئی ضمنی سوال ہے تو اس کو Entertain کیا جا سکتا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر سوال نمبر 205 از میاں محمود احمد ایم پی اے صاحب کے ضمنی سوال کے جواب میں وزیر موصوف نے تحریری طور پر [illegible] مالی جو ایل ڈی اے میں شعبہ باغات میں تعینات ہیں ان کی تعداد 218 بتائی ہے۔ ہیڈ مالی کی تعداد 13 بتائی ہے اور عارضی مالی کی تعداد 2567 بتائی گئی ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو مستقل مالی ہیں اور جو عارضی مالی ہیں دونوں کی مجموعی تعداد کی علیحدہ علیحدہ کتنی تنخواہ ہے۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب اپنا سوال دہرائیے گا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا میں اپنے ضمنی سوال کو مختصر کرتا ہوں کہ مستقل مالی جو کہ ایل ڈی اے کے شعبہ باغات میں تعینات ہیں ان کی تعداد 218 بتائی گئی ہے اور اس شعبہ میں عارضی طور پر جن مالیوں کی تقرری کی گئی ہے ان کی تعداد 2567 ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مستقل مالیوں

کی مجموعی طور پر تنخواہ کتنی ہے؟ اور عارضی طور پر رکھے گئے مالیوں کی مجموعی طور پر تنخواہ کتنی ہے؟

جناب سپیکر۔ جی منسٹر ھاؤسنگ

وزیر ھاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد)۔ جناب والا یہ جو سوال Table کیا گیا ہے نہ تو اس میں ان کی تنخواہ کے بارے میں پوچھا گیا تھا اور نہ ہی یہ اس dicussion میں پوچھا گیا ہے تو اگر شاہ صاحب ان کی تنخواہ کے بارے میں معلوم کرنا چاہیں تو میں محکمہ سے یہ معلومات لے کر انہیں بتا سکتا ہوں لیکن میرا خیال ہے کہ یہ ان کا ضمنی سوال بھی نہیں بنتا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر میرے خیال میں میرا جو ضمنی سوال ہے یہ متعلقہ ہے تو اس کے متعلق آپ رولنگ فرمائیں گے؟

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب جو آپ نے ان کی تنخواہوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے اس کے لئے Fresh Notice کی ضرورت ہے کیونکہ جو اصل سوال ہے اس میں تنخواہوں کے بارے میں نہیں پوچھا گیا۔ اگر آپ یہ پوچھنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے Fresh Notice دے دیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر یہ تو پھر جب اس دن آپ نے ضمنی سوالوں پر یہ رولنگ دی تھی کہ اس کی مزید جو تفاصیل ہیں وہ ایوان کی میز پر رکھی جائیں گی تو نئے نوٹس کی بجائے اس طریقے سے اگر آپ اپنی اس ماضی کی رولنگ کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس سوال کا جواب بھی اگر ایوان کی میز پر منگوا لیں تو کیا بہتر نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر۔ اس سے اگر کوئی مقصد نکلتا ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اور نہ میں سمجھتا ہوں کہ منسٹر ھاؤسنگ کو ٹیبل کرنے میں کوئی اعتراض ہوگا۔ کہ اس میں مستقل مالیوں کی تنخواہ کتنی ہے اور عارضی مالیوں کی تنخواہ کتنی ہے اگر اس کی کوئی افادیت ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اصل جو سوال ہے اس میں یہ نہیں آتا ورنہ نئے نوٹس کی ضرورت نہ تھی اور میں منسٹر ھاؤسنگ کو کہتا کہ وہ اس کا جواب دے دیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ لینئر پارک عارضی طور پر ایل ڈی اے کے زیر انتظام ہے۔ ریس کورس پارک صوبائی حکومت کی ملکیت ہے اور وقتی طور پر ایل ڈی اے کے زیر انتظام ہے۔ اس طریقے سے مینار پاکستان پارک جو ہے وہ مرکزی حکومت کی ملکیت ہے اور وقتی طور پر ایل ڈی اے کے زیر اہتمام ہے۔ گلشن اقبال ایل ڈی اے کے زیر

اہتمام ہے۔ تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو پارک وقتی طور پر ان کے ایڈمنسٹریٹر کنٹرول میں ہیں خواہ وہ صوبائی حکومت کے ہیں، خواہ وہ مرکزی حکومت کے ہیں اور ایل ڈی اے کے زیر انتظام وانصرام ہیں تو جناب والا جب یہ ایک لمبے عرصے تک ایل ڈی اے کے پاس رہیں گے یا ہمیشہ میں تو سمجھتا ہوں کہ ایل ڈی اے کی ذمہ داری ہو گی تو یہ عارضی طور پر جو مالی بھرتی کئے جاتے ہیں کیوں نہیں انکی نگہداشت کے لئے یہ مستقل طور پر مالی رکھے جاتے ہیں تاکہ انہیں بھی اپنی ملازمت کا تحفظ ہو۔ کیوں نہیں انہیں مستقل کر دیا جاتا؟

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب یہ آپ کی تجویز ہے یا ضمنی سوال ہے؟

SYED TAHAIR AHMED SHAH: This is of course my supplementary question.

کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ محض اس لئے عارضی طور پر رکھے جاتے ہیں کہ ہر تین ماہ کے بعد دوبارہ رکھے جائیں۔

MR SPEAKER: The supplementry question should be specific and brief.

تو آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر میرا ضمنی سوال مختصر شکل میں یہ ہو گا کہ 2567 مالیوں کو جو عرصہ دراز سے وقتاً فوقتاً عارضی طور پر تقرر کئے جاتے ہیں انہیں کیوں نہیں مستقل طور پر ایل ڈی اے میں ضم کر لیا جاتا تاکہ انہیں اپنی ملازمت کا تحفظ ہو سکے۔

جناب سپیکر۔ جی منسٹر ہاؤسنگ۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ۔ جناب والا جیسا کہ میرے تحریری جواب میں واضح ہے کہ ہمارے پاس جو باغات ہیں ان میں سے اکثر کوئی مرکزی حکومت کی ملکیت ہے، کوئی صوبائی حکومت کی ملکیت ہے، کوئی محکمہ نہر کی ملکیت ہے اور کوئی میونسپل کارپوریشن کی ملکیت ہے۔ ان تفصیلات میں ہمارے پاس مستقل باغ صرف گلشن اقبال ہے تو جتنے مالیوں کی ہمیں ضرورت ہے وہاں مستقل رکھے ہوئے ہیں جو باقی ہیں وہ Daily Wages پر کام کرتے ہیں اور یہ کام ہمارے پاس صرف Deposit work کے تحت ہوتے ہیں کہ وہ محکمہ پیسہ دیتا ہے اور ہم انہیں کام کر کے واپس دے دیتے ہیں۔ اگر اس کا فیصلہ ہو جائے کہ یہ باغات مستقل ایل۔ڈی۔اے کے پاس رہیں گے تو پھر ہمیں اس پر کوئی

اعتراض نہیں ہم انہیں مستقل کرنے کے بارے میں بھی سوچ سکتے ہیں، ہم اس کے لئے بھی تیار ہونگے لیکن فی الحال یہ ہے کہ باغات واپس اپنے محکمہ جات کو جانے ہیں۔اس لئے ہم انہیں مستقل کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے اور وعدہ بھی نہیں کر سکتے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ گلشن اقبال پارک چونکہ ایل۔ڈی۔اے کے زیر انتظام وانصرام ہے اس میں مالیوں کی کل کتنی تعداد ہے جو مستقل بنیادوں پر تعینات کئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب اپنا سوال دھرائیے گا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا آسان سی بات ہے کہ گلشن اقبال پارک میں کتنے مالی مستقل بنیادوں پر تقرر کئے گئے ہیں؟

وزیر ھاؤسنگ و فزیکل پلاننگ۔ جناب والا خاص طور پر کسی ایک پارک کے بارے میں تو یہ نہیں بتایا جا سکتا کہ اس میں مستقل مالی کتنے ہیں؟اس کے لئے بھی میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ یہ نیا سوال دے دیں تو میں یقیناً اس قابل ہوں گا کہ ان کو جواب دیا جا سکے کہ مستقل مالی کتنے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا ہر ضمنی سوال کے لئے Fresh notice کا فرماتے ہیں، کہیں انہیں Fresh چیزیں استعمال کرنے کی عادت تو نہیں ہے ہر بات پر فریش نوٹس کی ڈیمانڈ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ Sorry شاہ صاحب یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

اس کے بعد محکمہ مال کے متعلق سوالات ہیں پھر امور داخلہ اور جیل خانہ جات کے سوالات ہیں اور میں ان کو اس انداز میں take up کرنا چاہتا ہوں کہ آج کے وقفہ سوالات میں دونوں محکمہ جات کے سوالات dispose of ہو جائیں۔

اس طریق کار میں، میں نے دیکھا ہے کہ کچھ نقص ہے کہ ایک محکمے کے سوالات کو take up کریں اس کے سوالات مکمل ہو جائیں اور دوسرا محکمہ مکمل طور پر رہ جائے۔یہ مناسب نہیں ہے اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ ان دو محکمہ جات کو برابر برابر Take up کیا جائے۔آدھے وقت میں ایک محکمہ کے سوالات آجائیں اور آدھا وقت دوسرے محکمہ کو دے دیا جائے۔میرے خیال میں یہ طریق کار مناسب ہو گا۔آپ کا کیا خیال ہے۔؟

جناب غلام سرور خان۔ جناب سپیکر جس طرح آپ نے فرمایا ہے دو محکمے نہیں ہیں بلکہ آج کے دن چار محکموں کے سوالات ہیں۔میری اس سلسلے میں گزارش ہے کہ اشتمال اراضی اور مال کو آج Take

up کر لیا جائے اور داخلہ امور اور جیل خانہ جات کو کسی آئندہ دن کے لئے رکھ لیا جائے۔

جناب سپیکر۔ سوالات کم ہیں۔ سوالات اگر کم ہوں تو ہم ان کو اکٹھا کر لیتے ہیں۔ اگر سوال زیادہ ہوں تو پھر انہیں اکٹھا نہیں کیا جاتا۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک خدا بخش خان ٹوانہ)۔ جناب والا میں اس کے متعلق تھوڑی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جیل خانہ جات کے لئے آج صرف ایک سوال ہے۔ اس سے پہلے کہ آپ کوئی طریق کار تعین کریں میں کچھ عرض کر لوں کہ یہ ایک پرانا سوال ہے، پچھلی اسمبلی سے چلا آ رہا ہے اور اس کی منظوری بھی کسی گذشتہ وقت میں ہوئی اور اس کے جواب سے میں متعین نہیں ہوں۔ میری اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ اس سوال کو میری اگلی باری پر رکھ لیا جائے تو زیادہ مناسب ہو گا اور آپ کی وساطت سے اس کے محرک جناب قائد حزب اختلاف رانا اکرام ربانی سے بھی یہ گزارش ہے تا کہ اس سوال کی تازہ صورت حال ایوان کی خدمت میں پیش کر سکوں۔

جناب سپیکر۔ قائد حزب اختلاف اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ ملک صاحب نے جیل خانہ جات کے ایک سوال کے بارے میں تجویز پیش کی ہے۔ اگر آپ کو اس پر اعتراض نہ ہو تو اسے مؤخر کر دیا جائے۔ تا کہ آپ کو up to - date information فراہم کی جائے۔

رانا اکرام ربانی۔ جناب والا میں ذاتی طور پر اسے ریکارڈ پر لانے کے لئے Appreciate کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک بڑی اچھی روایت ہے۔ کیونکہ اکثر مشاہدے میں تو یہی آیا ہے کہ جیسے محکمے نے لکھ کر بھیج دیا اسے پڑھ دیا جاتا ہے۔ میرے خیال میں اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں ہے کہ اسے pending نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ سوال نمبر 71 کو Pending کیا جاتا ہے۔ آئندہ پروگرام میں آئے گا۔ محکمہ مال سے متعلقہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ سردار محمد اظہر خان لغاری۔

موضع پٹیالہ، تحصیل نارووال، ضلع سیالکوٹ میں از سر نو اشتمال اراضی

*5۔ سردار محمد اظہر خان لغاری۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.....

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چند سال پیشتر سرکل پٹیالہ تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ کے آٹھ دیہات کا

بندوبست / اشتمال اراضی کرنے کی خاطر ایک موضع پٹیالہ قرار دیا گیا۔ اگر ایسا ہے تو متذکرہ سرکل میں کون کونسے دیہات شامل تھے اور مذکورہ موضع پٹیالہ کا بندوبست سکیم اشتمال اراضی کب کنفرم کی گئی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بعد میں اس کنفرم شدہ سکیم میں سنگین بے ضابطگیاں پائی گئی جس کی بناء پر یہ سکیم بندوبست / اشتمال اراضی کالعدم قرار دے دی گئی اگر ایسا ہے تو ایسی بے ضابطگیوں کی تفصیلات کیا ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ کالعدم قرار دینے کے بعد کئی سال گزر جانے کے باوجود دوبارہ سکیم بندوبست / اشتمال اراضی شروع نہیں کی گئی اگر ایسا ہے تو اسکی کیا وجوہات ہیں۔

(د) کیا حکومت از سر نو مواضعات مذکورہ کا اشتمال اراضی کرانا چاہتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اسکی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری غلام احمد)

(الف) درست ہے چند سال پیشتر سرکل پٹیالہ تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ کا بندوبست / اشتمال ارضیات 8 مواضعات کو یکجا کر کے کیا گیا تھا جس کا نام پٹیالہ ۔ کھارا۔ دیکے محال ڈھنگائی۔ محال کوٹلی۔ گمن۔ خان پور۔ بولا رتھے۔ چونکہ یہ مواضعات کشتواری / کھیت بٹ تھے۔ ان کا الگ الگ ریکارڈ دوران کارروائی بندوبست جدید تیار نہ ہو سکا تھا۔ بحکم بورڈ آف پنجاب لاہور متذکورہ 8 مواضعات پٹیالہ میں یکجا کر کے ایک موضع پٹیالہ کا نام دے کر ریکارڈ بندوبست جدید مرتب کیا گیا۔ بندوبست 76 ۔ 1975 اور سکیم اشتمال 1977 میں کنفرم ہوئی۔

(ب) یہ درست ہے اس موضع کے بندوبست اور اشتمال اراضی کے دوران پیمائش میں نقائص پیدا ہوئے جنکی بنا پر کارروائی بندوبست اور سکیم اشتمال کالعدم قرار دے دی گئی۔ دیہہ ہذا کا بندوبست کرتے وقت اس کی ٹھاک بست کو طحہ مواضعات کی حدود سے منطبق نہ کیا گیا اور دیگر قائمی ہائے بھی موقعہ کے مطابق درست نہ کی گئیں ان کی درستی دوران اشتمال کی جانی ضروری تھی لیکن نہ کی گئی لہذا اب درستی و تکمیل کے لئے تحریک کی گئی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ بندوبست اور سکیم اشتمال کالعدم ہو چکے ہیں دوبارہ بندوبست / اشتمال کرنے

میں تاخیر کی وجہ یہ ہے کہ ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی فراہم کردہ اطلاع کے مطابق سابقہ کشتواری ریکارڈ دستیاب نہ ہے لہذا مالکان دہہ کے مفاد کے پیش نظر سیکرٹری و بندوبست بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور بذات خود حتمی جانچ پڑتال کے لئے اور موقع کے ملاحظہ کے لئے عنقریب سیالکوٹ کا دورہ کریں گے تاہم اس امر کی یقین دہانی کرائی جاتی ہے کہ جونہی قبل از بندوبست کشتواری ریکارڈ از سر نو تیار ہو گیا تو اشتمال شروع کر دیا جائے گا۔

(د) جیسا کہ جز(ج) میں عرض کیا گیا ہے۔

جناب غلام سرور خان۔ جناب والا جواب کے جزو(ب) میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ اس موضع کے بندوبست اور اشتمال اراضی کے دوران پیمائش میں نقائص پیدا ہوئے جن کی بناء پر کارروائی بندوبست اور سکیم اشتمال کو کالعدم قرار دے دیا گیا۔ میں اپنے فاضل دوست سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جن اہل کاروں کی وجہ سے سکیم اشتمال یا بندوبست میں نقائص پیدا ہوئے آیا ان کے خلاف کوئی محکمانہ کارروائی کی گئی ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری غلام احمد خان)۔ جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے فاضل رکن کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان اہل کاروں کے خلاف باقاعدہ کارروائی ہو رہی ہے۔ اگر ان کا قصور ثابت ہو گیا تو ان کے خلاف کارروائی ہو گی۔

جناب غلام سرور خان۔ جناب والا 1977ء میں ان مواضعات کی سکیم Confirm ہوئی ہے۔ آج 1991ء جا رہا ہے۔ یہ انکوائری آئندہ پچاس سال میں مکمل ہو گی یا آئندہ سو سال میں مکمل ہو گی اس کے لئے کوئی وقت بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری غلام احمد خان)۔ جناب والا میں نے گزارش کی ہے کہ اس کے متعلق انکوائری ہو رہی ہے۔ جب تک کسی کا قصور ثابت نہ ہو گا کہ کس نے کیا کیا ہے۔ اس وقت تک ہم کیسے ایکشن لے سکتے ہیں۔ دوسری میری گزارش یہ کہ جب اس کی نشاندہی ہوئی تھی کہ غلط کام ہوا ہے۔ اس وقت ہی اس کا نوٹس لیا جانا تھا۔

جناب سپیکر۔ وہ یہی دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ قصور کس کا ہے؟ اس کے لئے کیا پچاس سال درکار ہونگے یا سو سال درکار ہونگے؟

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری غلام احمد خان)۔ اس کے لئے تو کم از کم عرصہ درکار ہو گا لیکن ایک دفعہ یہ

بات سامنے آجائے کہ کون قصوروار ہے۔

جناب سپیکر۔ انہوں نے یہ پوائنٹ آؤٹ کیا ہے کہ 1977ء میں یہ سکیم کنفرم ہوئی اور اب سال 1991ء ہے۔ اتنے عرصے میں یہ فیصلہ نہیں ہو سکا کہ قصور کس کا ہے؟ کب تک یہ فیصلہ ہو جائے گا کہ قصور کس کا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری غلام احمد خان)۔ جناب والا یہ 14 سال کا عرصہ ہے لیکن اس میں جب نشاندہی ہوئی ہے، اس وقت سے ہم شروع کریں گے اور محکمے کی کوشش یہ ہے کہ چھ مہینے کے اندر اندر از سر نو اس کے متعلق کارروائی ہو سکے۔

جناب غلام سرور خان۔ جناب والا اپنے جواب میں یہ خود تسلیم کر چکے ہیں کہ وہاں اشتمال اور بندوبست میں نقائص پائے گئے۔ جب کسی بنیاد پر ان مواضعات کی سکیم کو کالعدم قرار دے دیا گیا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پھر انکوائری کس سلسلے میں منعقد کی جا رہی ہے۔ جب یہ خود ہی تسلیم کر رہے ہیں کہ جو بھی بے قاعدگیاں وہاں پر ہوئی ہیں اس بناء پر اس سکیم کو کالعدم قرار دے دیا گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری غلام احمد خان)۔ جناب سپیکر میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے اس کی Fix تو responsibility ہونی ہے کہ کون ذمہ دار ہے اور کس نے کیا کیا ہے؟

رانا اکرام ربانی۔ جناب والا میں اس پر ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں گے کہ اس میں کوئی غیر ملکی ہاتھ تو ملوث نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری غلام احمد خان)۔ جناب والا 1977ء تو بڑا اہم سال ہے۔ اس کے متعلق میں کیا کہہ سکتا ہوں کہ ذمہ داری کس کی ہے۔؟

جناب سپیکر۔ سکندر حیات ملھی صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری سکندر حیات ملھی۔ جناب سپیکر، میں آپ کی وساطت سے پارلیمانی سیکرٹری سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے یہ تو مان لیا ہے کہ وہاں اشتمال میں گڑبڑ ہے۔ اور نقائص پیدا ہوئے ہیں۔ اس لئے ہم نے اسے رکوا دیا ہے۔ روایت یہ ہے کہ جہاں بھی اشتمال ہو رہا ہو اگر اس میں گڑبڑ ہوئی ہو تو اسے روک کے دوبارہ اشتمال کیا جاتا ہے۔ جواب میں یہ نہیں بتایا گیا۔ آج تک تو وہ لوگوں کی انکوئری کرتے رہے جنہوں نے غلطیاں کیں۔ اس میں کسانوں اور زمینداروں کا کیا قصور ہے۔ یہ نہیں بتایا کہ وہاں دوبارہ اشتمال ہوا ہے یا نہیں۔ اگر دوبارہ اشتمال ہوا ہے وہ مکمل ہوا ہے یا نہیں ہوا۔ اگر نہیں ہوا

تو کب تک مکمل کریں گے۔ کیونکہ موضع بدوملہی بھی اس سے متاثرہ ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری غلام احمد خان)۔ جناب سپیکر۔ محکمہ مال کی رپورٹ کے مطابق کشتواری ریکارڈ دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے اور مالکان کے حقوق کو نقصان سے بچانے کے لئے سیکرٹری بندوبست بورڈ آف ریونیو اب موقع پہ جائیں گے اور حالات کا جائزہ لے کر اپنی انکوائری رپورٹ پیش کریں گے۔ اس میں ریکارڈ درستگی کے تابع ہر چیز ہوگی۔ اور جب ریکارڈ دستیاب ہو گیا یا تیار ہو گیا تو جو بھی لوگ اس کے ذمہ دار ہیں وہ اس سے بچ نہیں سکیں گے۔

جناب سپیکر۔ راجہ محمد بشارت خان ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

راجہ محمد بشارت خان۔ جناب والا۔ میں آپ کے توسط سے جناب پارلیمانی سیکرٹری سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جواب کے جزو "ب" کے آخر میں انہوں نے تحریر کیا ہے جہاں ایک جگہ بے ظابطگیوں کو تسلیم کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ اب درستی و تکمیل کے لئے تحریک کی گئی ہے۔ عام تاثر یہ ہے کہ یہ حکومت کا کام ہوتا ہے۔ اور یہ جوابات حکومت کے ایما پر دئیے جاتے ہیں۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ حکومت نے مزید کس کو تحریک کیا ہے اور نئے اشتمال کے لئے اجازت کس سے لینا مقصود ہے۔

جناب سپیکر۔ پارلیمانی سیکرٹری۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری غلام احمد خان)۔ جناب سپیکر۔ دوبارہ اشتمال کے لئے سیکرٹری اشتمال کے پاس تحرک کیا گیا ہے۔ اور جیسے فاضل دوست نے پوچھا ہے کہ اگر کوئی نشاندہی نہ بھی کی تو (suo mite) جہاں حکومت یہ سمجھے کہ یہاں نقص ہوا ہے تو اسے رفع کرنے کے لئے وہ ازخود کارروائی کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ اگلا سوال، راجہ ناصر علی خان۔

کھیوڑہ ضلع جہلم میں سرکاری زمین کے قابضین کو حقوق ملکیت دینا

*42۔ راجہ ناصر علی خان۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.....

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنے حکم نمبر: یو ایس / آئی وی۔ او ٹی ۔۔ 325 ، 30/ 314/90 مورخہ 15 جنوری 1990ء کے ذریعہ کھیوڑہ ضلع جہلم کے ان بے زمین افراد کو جو

سرکاری زمین پر قابض تھے۔ کو حقوق ملکیت دینے کا حکم جاری کیا تھا۔
(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے مذکورہ حکم پر ابھی تک کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔ اگر ایسا ہے تو حکومت کب تک ان افراد کو حقوق ملکیت دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری غلام احمد خان)۔

(الف) یہ درست ہے۔
(ب) ڈپٹی کمشنر جہلم کو اس بارہ میں لکھا گیا جس نے بتایا کہ 1910 پلاٹ لوگوں کے قبضے میں ہیں اور رکھ ڈنڈوت کا حصہ ہیں اور یہ رقبہ میونسپل کمیٹی کھیوڑہ کی حدود میں شامل ہے لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس رقبہ کے متعلق پاکستان انڈسٹریل ڈویلپمنٹ کارپوریشن نے دعوای دیوانی کے ذریعے ڈگری حاصل کر لی ہے۔ جس کے خلاف کلکٹر جہلم نے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ سیشن جج کی عدالت میں اپیل کی ہوئی ہے اور حکم امتناعی جاری ہو چکا ہے۔

علاوہ ازیں رقبہ تعدادی 300 کنال جو کہ ملکیت سرکار ہے اور مشمولہ حدود کمیٹی ہے۔ اس پر لوگ بحثیت موروثی مزارعین قابض ہیں۔ جنہیں حکومت کی پالیسی کے مطابق حقوق ملکیت نہیں دیئے جا سکتے۔

قصبہ کھاریانوالہ تحصیل و ضلع شیخوپورہ میں متروکہ املاک کی ناجائز الاٹمنٹ

*149۔ جناب عبدالرشید ڈوگر۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.....
(الف) قصبہ کھاریانوالہ تحصیل و ضلع شیخوپورہ کے جنوب مغرب میں موجود جوہڑ کس کی ملکیت ہے اس کے مالکان کے نام اور پتہ جات کیا ہیں یہ رقبہ کب سے ان کی ملکیت میں ہے۔
(ب) کیا یہ درست ہے کہ رقبہ جو اب جوہڑ کی شکل میں ہے گورنمنٹ کا تھا مگر اس گاؤں کے چند لوگوں نے پٹواری اور دیگر ملازمین کی ملی بھگت سے اپنے نام ناجائز طور پر الاٹ کروالیا ہے۔

(ج) اگر جزبائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس رقبہ کی ناجائز الاٹ منٹ منسوخ کروانے اور قصوروار اہلکاران اور افسران کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب اگر نہیں تو اسکی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری غلام احمد)
(الف) موضع کھاریانوالہ تحصیل و ضلع شیخوپورہ کے جنوب مغرب میں واقع جوہڑ مربعہ نمبر 155 خسرہ نمبران 1 - 2 - 7 - 8 - 9 رقبہ تعدادی 44 کنال 10 مرلے پر مشتمل ہے۔ یہ رقبہ جو پہلے متروکہ اراضی تھا۔ اب ملکیت سرکار ہے۔
(ب) رقبہ ملکیت سرکار ہے اور بمطابق رپورٹ ڈی۔سی صاحب شیخوپورہ مسمیان نواز علی شاہ، منیر احمد، شاہ نواز، غلام محمد، رقبہ تعدادی 4 کنال 5 مرلے پر ناجائز قابض ہیں۔
(ج) رقبہ مذکورہ کسی کو الاٹ نہ ہوا ہے۔ لہذا ناجائز قابضان کے خلاف بمطابق ضابطہ بیدخلی کارروائی ہو رہی ہے۔ اگر کسی اہلکار کا ملوث ہونا ثابت ہوا تو اس کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی جائے گی۔
جناب سپیکر۔ یہ پڑھا ہوا متصور ہوگا۔ کیا اس پر کوئی ضمنی سوال ہے چودھری محمد فاروق ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔
چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر، اس سوال میں یہ پوچھا گیا کہ کھاریانوالہ تحصیل و ضلع شیخوپورہ۔۔
جناب سپیکر۔ چودھری صاحب، ڈوگر صاحب تو ایوان میں تشریف فرما ہیں۔
جناب عبدالرشید ڈوگر۔ جناب میں تے کھاریانوالہ دے بارے سوال ای نئیں دتا۔ میرے اپنے حلقے دا سوال ہوئے گا تے کراں گا۔
چودھری محمد فاروق۔ جناب والا، ہمیں تو ایوان کے ایجنڈے میں مہیا کیا گیا ہے۔ اور میں تو یہی سمجھتا تھا کے یہ ان کی طرف سے سوال دیا گیا ہے اور اگر وزیر مال نے کسی طرح سے جناب ڈوگر صاحب کو رضامند کر لیا ہے اور وہ اس وجہ سے واپس لے رہے ہیں لیکن میرا خیال ہے کے جب یہ ایوان میں آگیا اور آپ نے کہہ دیا کہ یہ پڑھا ہوا متصور ہوگا تو وہ ہاؤس کی پراپرٹی ہو گیا۔ اس کے بعد جناب والا موقع دیں تو اس پہ میں ضمنی سوال کر دوں۔
جناب سپیکر۔ یہ سوال ہاؤس کی پراپرٹی مناسب انداز میں نہیں ہوا۔ اس لئے کہ متعلقہ ممبر ایوان میں موجود ہیں تو ان کے ایما پر کوئی سوال نمبر نہیں پڑھا جا سکتا۔ اگر وہ موجود نہ ہو تو پھر ان کے ایما پر آپ سوال کا نمبر پڑھ سکتے ہیں۔ اور اس سوال کا جواب دینے کے لئے ان سے کہہ سکتے ہیں۔ وہ چونکہ موجود ہیں اس لئے ان کے ایما پر آپ کو سوال کا نمبر پڑھنا نامناسب تھا اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ ایوان میں موجود ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ میں نے سوال دیا ہی نہیں۔ وہ مکمل طور پر اس سے دستبردار

ہو رہے ہیں۔ اب اس میں اور کوئی بات رہ نہیں گئی۔

میاں محمود احمد۔ جناب والا۔ اگر آپ اجازت دیں تو ایوان ان کی سٹیٹمنٹ سننا چاہے گا۔

جناب سپیکر۔ سٹیٹمنٹ تو وہ دے چکے ہیں۔

جناب عبدالرشید ڈوگر۔ جناب میں سوال دتا ای نئیں۔ اگر میں دتا ہوندا تے میں بول سکناں واں۔ کیا مینوں بولنا نئیں آوندا۔ تسی حکم کرو جے کوئی ہور گل ہے کر دینے آں۔ جے میں سوال دتا ای نئیں تے کیوں سر کھپاواں۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر، آپ کی اجازت کے بغیر کوئی معزز رکن اردو کے علاوہ کسی اور زبان میں بات نہیں کر سکتا۔ اس لئے ڈوگر صاحب کا پنجابی زبان میں بات کرنا درست نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر درست نہیں ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ۔ جناب والا، ہم سوال کا نمبر بولنے کی بجائے خاموش رہ سکتے ہیں۔ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ میں سوال واپس لیتا ہوں لیکن یہ بات کہ سوال دیا ہی نہیں، یہ قابل تحقیق بات ہے اور اس کو اسمبلی سیکرٹریٹ میں چیک کرنا چاہیے۔ ممبر کے نام سوال کیسے آگیا۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے دیا نہیں ہے۔ ان کے دستخط موجود ہوں گے، ان کی تحریر موجود ہو گی، اس کے بغیر سوال کیسے آ سکتا ہے۔

جناب عبدالرشید ڈوگر۔ بہر حال جناب جدوں میں سوال دتا ای نئیں، میرا اوہ حلقہ ای نئیں، پتا تسیں کرو جہناں نے سوال دتا اے۔ اگر میں دتا ہوندا تے میں پوچھ لیناں واں۔

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز، تشریف رکھیں۔ یہ پراچہ صاحب کی بات درست ہے۔ لیکن ان کی بات سے پہلے ہی میں نے سیکرٹریٹ کو کہا ہے کہ آپ اس بارے میں مجھے بتائیں۔ کہ اگر انہوں نے سوال دیا نہیں تو اسمبلی سیکرٹریٹ نے اسے کیسے entertain کر لیا۔ جو ہمارے سیکرٹریٹ میں ریکارڈ موجود ہے اس کے مطابق 17 دسمبر 1990ء کو یہ سوال دیا گیا ہے اور اس پہ عبدالرشید ڈوگر MPA پی پی 140 شیخوپورہ بھی درج ہے اور ان کے دستخط بھی اس پر انگریزی میں موجود ہیں۔ میں ان کے پاس یہ بھجواتا ہوں۔ وہ اسے دیکھیں کہ یہ دستخط ان کے ہیں یا نہیں ہیں۔

میاں منظور احمد موہل۔ پوائنٹ آف آرڈر سر..... معاملہ یہ ہے میرے خیال میں اسمبلی کے کسی اہلکار کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ اسمبلی کے اندر جا سکے دوسرا کوئی آدمی نہیں جا سکتا ہے۔

میرے نقطہ نظر کے مطابق جس کی ڈیوٹی لگی ہوتی ہے بطور چیمبر اسسٹنٹ وہی جا سکتے ہیں۔ دوسرے اہلکار نہیں جا سکتے تھے کیونکہ چیمبر اسسٹنٹ نے کاغذات وصول کرنے کی بھی کوشش کی ہے لیکن انہیں نہیں دئے گئے ایسے نہیں ہونا چاہیے کہ جس کی مرضی آئے وہ ایوان میں چلا آئے۔ یہ آپ دیکھ لیں کہ چیمبر اسسٹنٹ اندر آ سکتا ہے۔ اور دیگر اہلکار آپ کی راؤنڈ کی جو سیڑھیاں ہیں وہ وہاں تک رہ سکتے ہیں۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے۔ یہ بات Tradition کی ہے اس لئے میں نے یہ بات کی ہے اس پر ہنسنا نہیں چاہیے۔ آپ تو وزیر باتدبیر ہیں۔ جناب والا اس پر میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب سپیکر۔ تو اگلا سوال ڈاکٹر خاور علی شاہ صاحب،.....

چودھری محمد فاروق۔ جناب والا پوائنٹ آف آرڈر.....

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب میں آپ سے یہ کہوں گا کہ یہ جو وقفہ سوالات ہے یہ صرف وقفہ سوالات ہے یہ ایک گھنٹہ پوائنٹ آف آرڈر کے لئے نہیں ہے اس میں ہم نے زیادہ سے زیادہ سوالات کے جوابات لینے ہیں اگر اس وقفہ سوالات کو پوائنٹ آف آرڈر میں ضائع کیا جائے گا تو پھر سوالات کے جوابات نہیں ہو سکیں گے۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے ایوان کو in order رکھنے کا تقاضا ہے، اگر ایک معزز ممبر نے یہ سوال دیا ہی نہیں اور یہ فہرست سوالات میں آگیا ہے تو پھر یہ مسئلہ تحقیق طلب ہے۔ اگر انہوں نے نہیں دیا تو پھر یہ ایوان میں کیسے آیا پھر ایک تحریک استحقاق بنتی ہے اس لئے کہ ایک سوال ممبر کے دئے بغیر اگر ایجنڈے میں شامل کیا جاتا ہے تو کس بنیاد پر شامل کیا جاتا ہے اور کس بنیاد پر اس ممبر کے نام منظور کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر۔ اس کی ہم تحقیقات کر رہے ہیں۔ آپ فکر نہ کریں۔ اگلا سوال جناب ڈاکٹر خاور علی شاہ کا ہے...

چودھری محمد فاروق۔ اس پوائنٹ آف آرڈر کو پینڈنگ کر دیں۔

جناب سپیکر۔ جی ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب.....

خانیوال سے نائب تحصیلداروں کی بھرتی کی تفصیل

*196۔ ڈاکٹر سید خاور علی شاہ۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.....

1985ء سے لے کر آج تک ضلع خانیوال سے کتنے نائب تحصیلدار اور تحصیلدار بھرتی کئے گئے ہیں یہ کس کس کی سفارش پر بھرتی کئے گئے بھرتی ہونے والے افراد کے نام پتہ جات تعلیمی قابلیت بمع پتہ کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری غلام احمد خان)

ضلع خانیوال میں 1985ء سے لے کر آج تک کوئی تحصیلدار بھرتی نہیں کیا گیا۔ البتہ ضلع ہذا سے 8 نائب تحصیلدار وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم سے بھرتی کئے گئے ہیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار..... نام امیدوار معہ پتہ	قابلیت
1۔ صفدر حسین شاہ ولد گل حسن شاہ بلاک نمبر 6۔ جہانیاں۔	ایف اے
2۔ اصغر علی شاہ ولد محمد شاہ کھگہ۔ چک پکا حاجی مجید تحصیل میانچنوں۔	ایف۔اے
3۔ اختر حسین ندیم ولد طالب حسین مکان نمبر 76۔ بلاک نمبر 13۔ میانچنوں۔	ایف۔اے
4۔ محمد افضل ولد شیر محمد موضع چاؤکی مہان۔ تحصیل کبیر والا۔	ایف۔اے
5۔ مختار حسین ولد دلیل خان موضع میاں پور تحصیل جہانیاں۔	ایف۔اے
6۔ محمد اسلم ولد محمد رمضان چک نمبر 139/10۔ 4 آر تحصیل جہانیاں۔	بی۔اے
7۔ غلام غوث دستگیر ولد محمد امین۔ موضع چوگتہ بنجوانہ جہانیاں۔	بی۔اے
8۔ محمد یونس چک نمبر 5/92 ۔ ایل تحصیل میانچنوں۔	بی۔اے

جناب حاکم علی بھٹی۔ ضمنی سوال سر..... کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتائیں گے کہ 6 اگست 1990ء سے لیکر آج تک کتنے نائب تحصیلدار رکھے گئے؟

جناب سپیکر۔ راجہ خلیق اللہ خان ضمنی سوال.....

راجہ خلیق اللہ خان۔ جناب والا میں آپ کی وساطت سے جناب پارلیمانی سیکرٹری سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا میرا اور میرے خاندان کے کسی ممبر کا ووٹ تحصیل میاں چنوں میں بن سکتا ہے۔ کیونکہ میرے بہت سے عزیز ابھی تک بے روزگار ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری مال (چودھری غلام احمد خان)۔ میں اپنے بھائی کی خدمت میں دست بدست عرض کروں گا کہ یہ وہاں eligibility حاصل کر لیں، یہ جہاں بھی eligibility حاصل کریں گے To be registered as voters He is entitiled for that

جناب سپیکر۔ سپلیمنٹری جناب رانا اکرام ربانی۔.....

رانا اکرام ربانی۔ کیا محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ ان میں سے کتنے اہلکار اگست 1990ء سے پہلے بھرتی کئے گئے اور کتنے اگست 1990ء کے بعد اب تک بھرتی کئے گئے

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری غلام احمد خان)۔ جناب والا میں آپ کے توسط سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ اگست 1990ء کے بعد کوئی تحصیل دار یا نائب تحصیل دار بھرتی نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر۔ سپلیمنٹری جناب فرید احمد پراچہ۔.....

جناب فرید احمد پراچہ۔ گزارش ہے کہ جس سوال میں یہ دریافت کیا گیا کہ کس کس کی سفارش پر بھرتی کئے گئے، جبکہ جواب میں بتایا گیا کہ وزیر اعلیٰ کے حکم پر بھرتی کئے گئے۔ تو ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر صاحب یہ بیان فرمائیں کہ کس کس کی سفارش پر رکھے گئے اور آیا انہیں حکم اور سفارش کا فرق معلوم ہے۔؟

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری غلام احمد خان)۔ جہاں تک تعلق ہے سفارش کا یہ جب جواب دے چکے ہیں کہ وزیر اعلیٰ نے صوابدیدی اختیارات کے تحت موقع محل کے مطابق جہاں کہیں وہ گئے جو بھی آدمی وہاں پیش ہوا۔ اس کی دادرسی کے لئے اور اس کی اہلیت کی بنیاد پہ انہوں نے جس کو چاہا رکھ لیا۔

جناب سپیکر۔ ضمنی سوال سیٹھی صاحب.....

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ جناب والا، میں آپ کی وساطت سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا۔ کہ جو جواب دیا گیا ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ ضلع خانیوال میں 1985ء سے لیکر آج تک کوئی تحصیل دار بھرتی نہیں کیا گیا۔ البتہ ضلع ھذا سے آٹھ نائب تحصیل دار وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم سے بھرتی کئے گئے ہیں۔ میرا ضمنی سوال سر یہ ہے کہ یہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے 1985ء سے پہلے بھرتی کئے ہوئے ہیں، کیونکہ جواب میں یہ واضح ہے کہ 1985ء سے آج تک کوئی بھرتی نہیں کیا

گیا؟

جناب سپیکر۔ یہ سوال جو ہے یہ تحصیل دار کے بارے میں ہے نائب تحصیلدار کے بارے میں نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری غلام احمد خان)۔ تحصیلدار کوئی بھرتی نہیں ہوا.....

جناب سپیکر۔ جی ہاں، میاں عبدالستار، ضمنی سوال.....

میاں عبدالستار۔ میں جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ ان پر ایک کمپیوٹر نمبر چڑھتا ہے اور وہ کمپیوٹر نمبر 87 ایم پی اے کے حلقے کا ہوتا ہے، تو کیا یہ ازراہ کرم کمپیوٹر نمبر بتادیں گے اپنے محکمہ سے لے کر؟

جناب پارلیمانی سیکرٹری۔.....

جو بھی شخص بھرتی کیا جاتا ہے، اس کے متعلق اس کی تعلیمی قابلیت، اور جو بھی انٹرویو اور تحریری امتحان ہوتا ہے اس میں سفارش کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ جناب والا، پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ موقع محل، انٹرویو اور تحریری ٹیسٹ کے مطابق یہ بھرتی کیے گئے ہیں۔ میں آپکے توسط سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ کیا وہ یہ بتانا پسند کریں گے کہ کیا ان کی یہ بات سچ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب سپیکر، اس کے متعلق میں نے پہلے بھی گزارش کر دی ہے وزیر اعلیٰ نے صوابدیدی اختیارات کے تحت ان کو بھرتی کیا ہے۔ اگر یہ سلیکشن بورڈ کے سامنے آتے تو پھر قواعد اور ساری باتوں کا پورا ہونا لازم تھا اور پھر ریکارڈ بھی ہوتا۔

رانا اکرام ربانی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ضمنی سوال کے دوران پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے متضاد باتیں کی ہیں۔ پہلے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے فرمایا ہے کہ کمپیوٹر میں ریزلٹ ہوتا ہے کہ سلیکشن بورڈ سے کیا ریزلٹ نکلا۔ اب یہ فرما رہے ہیں کہ چیف منسٹر نے اپنے صوابدیدی اختیارات سے کیئے۔ تو ان دونوں میں سے کون سی بات درست ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب والا، ریکارڈ شاہد ہے۔ اور رانا صاحب نے شاید کم سنا ہوگا۔ میں نے یہ بات کہی ہی نہیں ہے۔ کمپیوٹرائزیشن کا پیچھے سے ذکر آیا ہے میرا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب، یہ آپ کا سوال نمبر 71 مؤخر ہوا ہے۔ سوال نمبر 73 پیش کریں۔

محکمہ پولیس کے ریسٹ ہاؤسوں کی تفصیل

- رانا اکرام ربانی۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔.....

(ا) محکمہ پولیس کے کل کتنے ریسٹ ہاؤس ہیں ان کی ضلع وار تفصیل کیا ہے یہ کتنی کتنی لاگت اور کس کس تاریخ کو تعمیر ہوئے ان میں قیام و طعام کی کتنی گنجائش ہے اور کیا کیا سہولتیں میسر ہیں ان ریسٹ ہاؤس میں کتنے ائر کنڈیشنر نصب ہیں۔ان کی تفصیلات ایوان میں پیش کریں۔

(ب) متذکرہ ریسٹ ہاؤسوں میں 86 - 1985ء سے 90 - 1989ء تک سال وار کتنے مہمان افسران ٹھہرے انکے نام ، عہدے بمعہ تاریخ قیام مزید برآں متذکرہ عرصے کے دوران ان ریسٹ ہاؤسوں کی دیکھ بھال پر سال وار کتنے اخراجات ہوئے الگ الگ مہینہ وار بجلی ٹیلیفون کے۔

کتنے کتنے اخراجات ہوئے مکمل تفصیلات ایوان میں پیش کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس کھوکھر)۔

الف۔ محکمہ پولیس کے 19 ریسٹ ہاؤس ہیں جو کہ مندرجہ ذیل اضلاع میں واقع ہیں۔

1۔ گجرات۔
2۔ راولپنڈی / اسلام آباد۔
3۔ جہلم۔
4۔ فیصل آباد۔
5۔ ملتان۔
6۔ سرگودھا۔
7۔ چکوال۔
8۔ سیالکوٹ۔
9۔ بہاولپور۔

سوائے سہالہ ریسٹ ہاؤس کے سب ریسٹ ہاؤس پنجاب پولیس ویلفیئر فنڈ سے یا اپنی مدد آپ کے تحت تعمیر کئے گئے ہیں۔ان کی تعمیر پر حکومت پنجاب کے فنڈ استعمال نہ ہوئے ہیں۔ تاہم تفصیلات درج ذیل ہیں۔

بمقام	ضلع	تاریخ تعمیر	لاگت (روپے)	تنصیب ایر کنڈیشنر	گنجائش و سہولت
1۔ کلہر کہار	چکوال	1987ء	3,10,00,00	ایر کنڈیشنر کی سہولت موجود ہے	دو بیڈ روم ایک ڈرائنگ روم ڈائنگ روم کچن ہے بجلی ہے ٹیلیفون نہیں ہے۔
2۔ ڈومیلی	جہلم	1863ء	2,713,00	ایضاً	دو کمرے ہیں
3۔ جلالپور شریف	جہلم	1863ء	3167,00	ایضاً	بیڈ روم اور ڈرائنگ روم پر مشتمل دو سیٹ ہیں۔
4۔ لیلا	جہلم	1893ء	3147,00	ایضاً	بیڈ روم اور ڈرائنگ روم پر مشتمل دو سیٹ ہیں بجلی و ٹیلیفون کی

				سہولت موجود نہ ہے
5۔ جلالپور پیرانوالا	شجاع آباد	1925ء	1,25,000.00	ایضاً 4 کمرے ہیں
6۔ ابدالی روڈ	ملتان	1988ء	7,72,000.00	9 عدد ایر کنڈیشنر نصب 4 کمرے جمع ہیں تمام جدید سہولتیں موجود ہیں
7۔ سیالکوٹ	سیالکوٹ	1988ء	2,60,000.00	1 عدد ایر کنڈیشنر برائے 1 کمرہ برائے گزٹیڈ آفسیر نصب ہے۔ گزٹیڈ آفسیر 3 چھوٹے کمرے برائے نان گزٹیڈ
8۔ پولیس لائن	بھاولپور	1982ء	7,00,000.00	4 عدد ایر کنڈیشنر نصب 3۔ بیڈ روم طعتہ ہیں غسل خانہ باورچی خانہ ڈرائنگ روم اور 2 عدد لان کی

9۔ مری	راولپنڈی	پاکستان بننے سے بہت پہلے کا تعمیر شدہ ہے اس کی تعمیر و لاگت کا کوئی اندازہ نہیں	ایئر کنڈیشنر کی سہولت یہ تین سیٹ موجود ہے A.B.C پر مشتمل ہیں۔	
10۔ کہر سیداں	راولپنڈی	ایضاً	ایضاً	ایک بیڈ روم ایک ڈرائنگ روم ایک ڈائنگ روم پر مشتمل ہے۔
11۔ حتا	ایضاً	ایضاً	ایضاً	صرف ایک کمرہ پر مشتمل ہے۔
12۔ کوٹلی سیداں	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
13۔ جونترہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً

14۔ سہالہ	ایضاً	1959۔ ایضاً	ایضاً	6 سیٹ بشمول بیڈروم ڈرائنگ روم ڈائنگ روم کچن باتھ موجود ہے بجلی سہولت بھی موجود ہے		1186
15۔ کڑیانوالہ	گجرات	پاکستان بننے سے بہت پہلے کا تعمیر شدہ ہے اس کی تعمیر و لاگت کا کوئی ریکارڈ نہیں	ایر کنڈیشنر کی سہولت موجود ہے۔	دو سیٹ بشمول ایک بیڈ روم ایک ڈرائنگ روم پر مشتمل ہے۔		..... صوبائی اسمبلی پنجاب
16۔ پاکڑیانوالی	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
17۔	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
18۔ فیصل آباد	فیصل آباد	1982	اس کی لاگت کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں	دو کمروں پر مشتمل ہے	ایضاً	..... 12 مارچ 1991ء

19۔ سرگودھا	سرگودھا	1982	ایضاً	تین بیڈ روم ڈرائنگ روم اور ڈائننگ پر مشتمل ہے	دو عدد ایر کنڈیشنرز کی سہولت موجود ہے۔

(ب) جب بھی کسی تفتیشی افسر جو کہ کانسٹیبل سے لے کر انسپکٹر کے عہدے کے ہوتے ہیں، کو کسی دوسرے ضلع سے ان اضلاع میں جانا ہوتا ہے۔ تو وہ ان میں قیام کرتے ہیں۔ اور ان سے کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا۔ ان کی تعیر کی بڑی وجہ بھی یہ ہی ہے۔ کہ کسی تفتیشی کو ان اضلاع میں جانے کے بعد وہاں کے مقامی لوگوں سے تعلقات قائم کرکے اپنی رہائش کا بندوبست نہ کرنا پڑے۔ جو کہ کسی بھی حالت میں تفتیشی افسر کے لئے مناسب نہیں ہے۔ اس کے علاوہ جب گزٹیڈ پولیس افسران تھانوں اور دفتروں کے ملاحظہ کے لئے جاتے ہیں۔ وہ بھی یہاں ہی قیام کرتے ہیں۔ اور جو بھی معاوضہ ویلفیر آفیسر مجاز نے مقرر کیا ہو، وہ ادا کرتے ہیں۔ مزید ان میں بہت ساری سہولتوں کا فقدان ہے۔ جو کہ پیسے کی کمی کی وجہ سے پورا نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

دورہ پر آنے والے تفتیشی افسران اور دیگر اعلیٰ افسران کی فہرستیں جو ان انیس ریسٹ ہوسز میں قیام پذیر ہوئے بہت طویل ہیں۔ اور ان کی تیاری کے لئے ہفتوں کا عرصہ درکار ہے۔

منسلکہ (ج)

ریسٹ ھاؤس کلر کلہار۔

نمبر شمار..... نام افسر مع عہدہ.....	عرصہ قیام..... سال
1۔ جناب محمد اصغر خان کمشنر سوشل سیکورٹی لاہور	25th & 2th october 1985 .. 1985
2۔ جناب جاوید اکرام جوائنٹ سیکرٹی اسلام آباد	11th & 12th December 1985 .. 1985
3۔ پروفیسر نسیم زکریا پرنسپل ایف سی کالج لاہور	31st December 1985 to 3rd January .. 1986
4۔ شیخ ظہور الحق ڈی سی چکوال	9th to 11th january 1986 .. 1986
5۔ ڈی آئی جی آف پولیس ٹیلی پنجاب	22nd and 23rd Feb 1986 .. 1986
6۔ راجہ عنایت اللہ ڈپٹی ڈسٹرکٹ اٹارنی راولپنڈی۔	10th & 11th Apr 1986 .. 1986

7۔ ایس۔پی خوشاب 1986 .. 18th April 1986

8۔ بریگیڈیئر ریاض احمد 6 آرمرڈ ڈویژن 1986 .. 19 - 4 - 1986
آرٹری کھاریاں کینٹ

9۔ سیکرٹری کمیونیکشن ورکس لاہور 1986 .. 1-5-86 to 3-5-86

10۔ سینئر سپرنٹنڈنٹ پوسٹ آفس جہلم 1986 .. 22-5-86 to 23-5-86

11۔ چیئرمین ضلع کونسل چکوال 1986 .. 24-5-86 to 25-5-86

12۔ سید شیر حسین شاہ ڈی ایس پی صدر اٹک 1986 .. 26-5-86 to 27-5-86

13۔ سینئر سپرنٹنڈنٹ پوسٹ آفسیز جہلم 1986 .. 21-6-86 to 25-6-86

14۔ جناب ڈیڈ ایچ قریشی جوائنٹ ڈائریکٹر 1986 .. 11-7-86 to 12-7-86
آئی جی اسلام آباد

15۔ کمانڈنٹ آفسرز ٹریننگ سکول پریزنٹ آف منگلا 1986 .. 3-8-86 to 6-8-86

16۔ جناب ظفر اقبال قریشی ایس آئی بلڈنگز
راولپنڈی 1986 .. 28-8-86 to 29-8-86

17۔ آغا نثار علی ڈائریکٹر لاء راولپنڈی 1986 .. 2-10-86 to 3-10-86

18۔ ایس سعادت حسین زونل چیف انجینئر چکوال 1987 .. 2 - 1 - 87

19۔ جناب طارق سلیم پی ایس او برائے آئی جی پی 1987 .. 27-2-87 to 28-2-87

20۔ جناب فضل ستار سینئر سپرنٹنڈنٹ پوسٹ آفس جہلم 1987 .. 3-4-87

21۔ ملک محمد اکرم ریذیڈنٹ ڈائریکٹر lamec پنجاب 1987 .. 10-6-87

22۔ جناب آصف باجوہ جوائنٹ ڈائریکٹر سمال 1987 .. 21-6-87 to 27-6-87
انڈسٹریز لاہور۔

23۔ سیکرٹری ڈسٹرکٹ آرمڈ سروسز بورڈ چکوال 1987 .. 24-10-87 to 27-10-87

24۔ سردار عارف رشید منسٹر برائے جنگلات پنجاب 1987 .. 22-11-87 to 23-11-87

25۔ جناب ارشد مرزا اے سی چکوال 1987 .. 14-12-87 to 17-12-87

26۔ جناب مقصود الحسن سیکرٹری برائے چیف جسٹس 1987 .. 4-1-88 to 7-1-88

لاہور ہائی کورٹ

27۔ جناب ارشاد اللہ تارڑ اے ڈی سی (جی) چکوال 28-3-88 .. 1987

28۔ جناب فضل شاہ کنٹرولر پوسٹ آفیسر جہلم 13-4-87 to 15-4-87 .. 1987

29۔ سردار غلام مہدی اے ڈی آئی جی اسلام آباد 12-6-89 .. 1987

T.P.MESSAGE

From S.S.P. Multan

To Police Lahore

(w) DIG Multan Range (By Hand)

No 95312-13 Dated 26.12.90 (.) Subject :- Starred Assembly Question NO;73(.) Kindly refer to your office T.P. Message No:4847-60/RA dated 24.12.90 addressed to all DIGs in Punjab(.) The requisite information is as under please(.) Police Officer Rest House situated at Abdali Road was constructed and completed on 16.2.1988(.) The scheme was approved for Rs.7,72,000/= while the amount was required to be paid by the defunct Technical Cell (CPO) Lahore(.)

2) The Rest House comprises upon four rooms, for the accommodation of single Bachelor Police Officers having all kinds of modern facilities(.)

3) There are 9 National Air Conditioners fitted in the Rest House

having the capacity 1.1/2 ton each (.)

4) There was no expenditure involved for the look after(.)

DETAIL OF GUEST/OFFICERS STAYED IN THE REST HOUSE

FROM 16.2.88 TO DATE

Sr: No:	Name and designation of the guest officer	Period From	Period To
1.	Mr. Khalid Salman DIG	7.5.88	8.5.88
2.	Mr. Hassan Nawaz (ADCG) Multan	21.5.88	7.7.88
3.	Major Aziz-ul-Haq (ISI)	23.5.88	25.5.88
4.	Ch. Allah Bakhsh Addl: SP Lahore	5.6.88	7.6.88
5.	Mr:Nisar Ali Agha c/o Pervaiz Akhtar Awan SP (FIA)	17.6.88	20.6.99
6.	Mr:Manzoor Ahmed Officer FIA Ministry of Interior Karachi	7.10.88	13.10.88
7.	Syed Gulzar Hussain (DPR)	23.7.88	27.788
8.	Irshad Ahmad c/o Shaukat-ur-Rehman	28.7.88	31.7.88

Durrani Officer Anti Corruption

9. Capt:Sajjad Army Ranger

20.8.88 25.8.88

10. Malik Ashraf Awan (DSP)

26.8.88 29.8.88

11. Ahmad Nawaz Niazi (SSP PC

28.8.88 29.8.88

12. Raja Mushtaq Ahmad (DSP)

9.8.88 31.8.88

13. Mr:Manzoor Ahmed Enquiry

2.9.88 13.9.88

Officer CIA

14. Mr:Khalid Latif(DIG PC)

15.9.88 16.9.88

15. Mr:Saleem Ullah Khan (DIG)

16.9.88 25.9.88

16. Mr:Gulzar Ahmad (DPR)

23.9.88 25.9.88

17. Mr:Ejaz Hussain Director

28.9.88 29 9.88

18. Mr:Zafar Iqbal S.P. Traffic Punjab

4.10.88 2.12.88

19. Sardar Ahmed c/o S.S.P. Multan

20.10.88 21.10.88

20. Capt:Zubair S.P Rawalpindi

28.11.88 30.11.88

21 Abid Saeed S.P.Special Survey Lhr

28.11.88 29.11.88

22. Faqir Hussain Dy: Director Quetta

23. Arif Nawaz A.S.P 7.12.88 8.12.88

10.12.88 22.12.88

24. Shafqat Aizdi Director Civil

23.12.88 24.12.88

Service Academy Lahore

25. Mr: Asghar Raza S.P PC Lahore

23.12.88 25.12.88

26. Sardar Asghar Hussain Gurchani

1.1.89 2.1.89

S.P PC Multan

27. Asghar Raza Gardezi SP PC

3.1.89 4.1.89

Farooqabad

28. Baqir Ali Shah AIG Railway

5.1.89 9.1.89

29.	Haji Habib-ur-Rehman SP Sahiwal	10.1.89	11.1.89
30.	Qasim Beg DSP Sahiwal	13.1.89	14.1.89
31.	Ch: Ejaz Hussain Deputy Dir: IB	21.1.89	25.1.89
32.	Haji Habib-ur-Rehman SP Sahiwal	29.1.89	30.1.89
33.	Syed Irfan Haider Naqvi Dir:	1.2.89	3.2.89
34.	Safdar Ullah Khan Dir: General Anti Corruption	11.2.89	17.2.89
35.	Syed Gulzar Hussain Shah DPR Lhr.	23.2.89	26.2.89
36.	Akhtar Hussain Gurchani S.P P.C	5.3.89	6.3.89
37.	Khalid Latif DIG P.C	6.3.89	7.3.89
38.	Farooq Haider SP CID Peshawar	13.3.89	18.3.89
39.	Sohail Khan ASP	31.3.89	23.4.89
40.	Sohail Khan ASP	5.5.89	6.5.89
41.	Mr. Salah -ud-Din Niazi DIG	30.5.89	31.5.89

42.	Syed Fakhar Hussain Shah c/o S.P Vehari	23.6.89	24.6.89
43.	Gulzar Hussain Shah DPR	13.7.89	15.7.89
44.	Fazal Mohammad Ch: SP Tele	31.8.89	1.9.89
45.	Khuda Bakhsh S.P	10.10.89	11.10.89
46.	Tanveer Ahmad AIG Training	24.12.89	26.12.89
47.	Mr. Zia-ul-Hassani DIP/S.P	5.1.90	6.1.90
48.	Tahir Anwar Pasha DIG	11.1.90	12190
49.	Khalid Latif DIG	25.1.89	26.1.89
50.	Tanveer Ahmad DIG Training	2.2.90	3.2.90
51.	Police Commandant Islamabad	11.2.90	18.2.90
52.	Shahid Iqbal DSP	26-2-90	27-2-90
53.	Shamim-ul-Hassan S.P	4-3-90	5-3-90
54.	Z.M. Qurashi DSP Retired	16-3-90	17-3-90
55.	S.P Sahiwal	21-4-90	22-4-90

56.	Ch: Bashir Ahmed S.P	11-5-90	17-5-90
57.	Hanif Iqbal FIA	19-5-90	20-5-90
58.	Ch: Ghulam Mustafa DSP	23-5-90	31-5-90
59.	Tanveer Ahmed AIG Training	30-5-90	31-5-90
60.	S.P Khairpur (Sind)	22-6-90	23-6-90
61.	Nazir Abbass S.P Survey	23-6-90	25-6-90
62.	Ch: Iftikhar DIG Railway	8-7-90	11-7-90
63.	Aurangzeb C/O Mr.Akhtar Hassan Gurchani S.P	31-7-90	28-8-90
64	S.P Crimes Branch Lahore	6-8-90	8-8-90
65.	Tanveer Ahmed AIG	29-8-90	30-8-90
66.	DIG D.I Khan	12-11-90	13-11-90
67.	S.P High Way Multan	5-12-90	6-12-90

DETAIL OF MONTHWISE TELEPHONE BILLS PAID.

MONTH AND YEAR	AMOUNT OF BILL
May, 1993	1368/-
June, 1988	1413/-
July, 1988	1418/-
August, 1988	917/-

September, 1988	2046/-
October, 1988	1857/-
November, 1988	3502/-
December, 1988	2866/-
January, 1989	1836/-
February, 1989	1381/-
March, 1989	901/-
April, 1989	1823/-
May, 1989	1825/-
June, 1989	1821/-
July, 1989	1862/-
August, 1989	1254/-
September, 1989	1702/-
October, 1989	1274/-
November, 1989	1370/-
December, 1989	1128/-
January, 1990	932/-
February, 1990	804/-
March, 1990	1613/-
April, 1990	991/-
May, 1990	1249/-
June, 1990	1240/-
July, 1990	1231/-

August, 1990	1271/-
September, 1990	1673/-
October, 1990	1254/-
	45722

DETAIL OF ELECTRICITY BILLS PAID

PERIOD From	To	AMOUNT
Jan, 1988	Jun, 1988	1000/-
July, 1988	June, 1989	50276/-
July, 1989	June, 1990	40721/-
July, 1990	November, 1990	27473/-
		119470/

DETAIL OF GAS BILL PAID

PERIOD From	To	AMOUNT
June, 1989	November, 1990	3191/-
		3191/-

For DIG Multan range only for favour of information w/r to his office Endst: No: 26096/BE, dated 25-12-1990.

Agha Bashir Ahmad
S.P./CIA
For S.S.P. Multan.
26-12-1990.

1۔ جناب راجہ اسلم
ڈی ایس پی 13-2-86 to 9-2-86
2۔ ڈسٹرکٹ وائلڈ لائف آفیسر جہلم 29-2-86 to 23-2-86
3۔ OTS منگلا آرمی آفیسرز کی ایک ٹیم 27-3-86 to 23-3-86
4۔ راجہ عظمت کمال
چیرمین ضلع کونسل جہلم 19-2-87 to 18-2-87
5۔ مرزا طفیل حسین
ڈی ایس پی 10-12-87 to 9-12-87
6۔ OTS منگلا آرمی آفیسرز کی ٹیم 21-1-88 to 18-1-88

ریسٹ ھاؤس مری

ریسٹ ھاؤس مری میں سال 86-1985 سے سال 90-1989 تک مہمان افسروں کے قیام بمعہ نام عہدہ۔ تاریخ کی تفصیل۔

مہمان افسر کا نام	سٹ	تاریخ قیام
1۔ جناب فاروق اعوان معرفت ایس ایس پی راولپنڈی۔	"بی"	
2۔ جناب شیخ عبدالرزاق صاحب معرفت ایس ایس پی راولپنڈی۔	"بی"	28-1-85 to 29-1-85

3۔ جناب الطاف قمر ایس پی / ایف آئی اے اسلام آباد۔	"بی"	10-3-85 to 14-3-85
4۔ جناب ایس ایم اقبال معرفت شفیع اللہ خان آئی جی ریٹائرڈ۔	"بی"	29-3-85 to 31-3-85
5۔ جناب نثار سعید معرفت شیخ منظور الہی اے آئی جی۔	"بی"	30-3-85 to 30-3-85
6۔ مسز عبدالخالق معرفت محمد یعقوب ایس ایس پی	"سی"	22-4-85 to 23-4-85
7۔ جناب نثار سعید معرفت شیخ منظور الہی اے آئی جی	"B"	23-4-85 to 23-4-85
8۔ محمد نسیم ایس پی	"B"	24-4-85 to 25-4-85
9۔ ڈاکٹر نجم الدین آئی جی	"A"	5-5-85 to 9-5-85
10۔ رفیع احمد پرویز ایس پی	"بی"	7-6-85 to 8-6-85
11۔ ڈاکٹر ایم ریاض معرفت ایس ایس پی راولپنڈی۔	"C"	16-6-85 to 17-6-85
12۔ جناب عبدالرشید معرفت (آئی جی پی) حاجی حبیب الرحمان۔	"A"	11-6-85 to 23-6-85
13۔ حاجی حبیب الرحمان (آئی جی پی)	"B"	16-6-85 to 24-6-85
14۔ پرویز مختار اعوان ایس پی ایف آئی اے۔	"C"	28-6-85 to 29-6-85
15۔ جناب اظہر علی فاروقی ڈی آئی جی	"B"	28-6-85 to 29-6-85
16۔ سردار احمد ڈی آئی جی	"A"	28-6-85 to 30-6-85
17۔ شوکت جاوید ایس ایس پی اسلام آباد	"C"	30-6-85 to 2-7-85
18۔ نزیر احمد معرفت اے ایس پی سٹی راولپنڈی۔	"C"	3-7-85 to 4-7-85
19۔ ڈاکٹر کرم حسین پولیس ہسپتال لاہور	B	8-7-85 to 15-7-85

20۔ سید بشیر معرفت ایس ایس پی راولپنڈی۔	C	13-7-85 to 18-7-85
21۔ ضیاء الحسن ڈی آئی جی	"A"	3-7-85 to 18-7-85
22۔ ریاض ربانی معرفت ضیاء الحسن ڈی آئی جی۔	"B"	4-8-85 to 7-8-85
23۔ اصغر علی معرفت اے آئی جی	B	24-7-85 to 26-7-85
24۔ محمد صدیق ڈی آئی جی	A	21-7-85 to 31-7-85
25۔ شیخ منظور الہی اے آئی جی	C	2-8-85 to 2-8-85
26۔ مشتاق احمد ڈی آئی جی	"A"	31-7-85 to 3-8-85
27۔ سید سرفراز حیدر معرفت ایس ایس پی راولپنڈی۔	"A"	6-7-85 to 7-7-85
28۔ اکرام معرفت چودھری نور محمد پی ڈی پی پی۔	"B"	2-8-85 to 8-8-85
29۔ ریاض معرفت اسد جہانگیر خان ڈپٹی سیکرٹری اسلام آباد۔	"C"	5-8-85 to 98-8-85
30۔ میاں بشیر احمد ڈائریکٹر لیبر	"C"	10-8-85 to 16-8-85
31۔ احمد نسیم ایس ایس پی	A	17-8-85 to 20-8-85
32۔ شیخ منظور الہی اے آئی جی	"B"	29-8-85 to 30-8-85
33۔ عبدالقادر حیٔ ڈی آئی جی	"A"	26-8-85 to 30-8-85
34۔ صلاح الدین نیازی ایس پی / سیالکوٹ	"B"	30-8-85 to 31-8-85
35۔ جاوید جوائنٹ سیکرٹری	"A"	30-8-85 to 31-8-85
36۔ یحییٰ آفریدی	"B"	22-9-85 to 23-8-85
37۔ مظہر عنایت معرفت ایس ایم اے اے آئی جی۔	"C"	26-9-85 to 27-9-85
38۔ شریف منیر معرفت حاجی حبیب الرحمان	"B"	25-9-85 to 27-9-85
41۔ جناب آفتاب معرفت اسد جہانگیر خان	"A"	24-9-85 to 25-9-85 To 28-9-85

42۔ جناب محمود الحسن راولپنڈی	"C"	29-9-85 to 30-9-85
43۔ زکاء الحسن معرفت ضیاء اے ایس پی مری۔	"C"	4-10-85 to 5-10-85
44۔ عبدالقادر بھٹی ایس پی	"B"	3-10-85 to 6-10-85
45۔ جناب اسلم ملک ایس ایس پی اسلام آباد	"C"	6-10-85 to 9-10-85
46۔ مسز مسعود شاہ ڈی آئی جی	"A+B"	10-10-85 to 11-10-85
47۔ ظفر عباس اے ایس پی / پی ایم سیکرٹریٹ۔	"B"	14-10-85 to 15-10-85
48۔ مسز نواز ملک	"B"	19-11-85 to 20-11-85
49۔ چودھری نذیر احمد ڈی آئی جی	"A"	28-11-85 to 29-11-85
50۔ ڈی آئی جی ہیڈ کوارٹر لاہور	"C"	28-11-85 to 29-11-85
51۔ ایس۔ایم۔اے	"B"	19-12-85 to 25-12-85
52۔ سید عبدالقادر اے ایس پی	"B"	29-12-85 to 30-12-85
53۔ محمد اصغر ایس پی ہیڈ کوارٹر	"B"	3-1-86 to 7-1-86
54۔ نعمان ڈی آئی جی سرگودھا	"A"	24-1-86 to 25-1-86
55۔ محمد تنویر معرفت خواجہ مظہر اے ایس پی	"B"	3-2-86 to 5-2-86
56۔ خواجہ انجم معرفت خواجہ مظہر اے ایس پی	"B"	20-2-86 to 21-2-86
57۔ بابر شیخ معرفت عرفان خان	"B"	7-3-86 to 9-3-86
58۔ احمد ظہیر	"B"	12-3-86 to 14-3-86
59۔ شبیر	"B"	1-8-86 to 3-8-86
60۔ محمود احمد معرفت آئی جی پی	"B"	5-8-86 to 8-8-86
61۔ محمد یوسف معرفت آئی جی پی	"B"	8-8-86 to 11-8-86
62۔ طارق کھوسہ ایس پی	"B+C"	15-8-86 to 17-8-86

63۔ فیروزالدین احمد جوائنٹ سیکرٹری	"C"	16-8-86 to 18-8-86
64۔ امتیاز علی معرفت سروش رؤف علوی	"A"	18-8-86 to 22-8-86
65۔ تنویر احمد معرفت ایس ایس پی راولپنڈی۔	"B"	20-8-86 to 24-8-86
66۔ عرفان الٰہی معرفت ایس ایس پی راولپنڈی	"C"	20-8-86 to 24-8-86
67۔ اسد زیدی معرفت ڈی ایس پی	"C"	26-8-86 to 31-8-86
68۔ نعیم ظفر معرفت اے آئی جی	"B"	3-9-86 to 5-9-86
69۔ D.C	"C"	2-9-86 to 6-9-86
70۔ ظفر نعیم معرفت آئی جی پی	"A"	4-9-86 to 6-9-86
71۔ ایم ایم منیر حسین پی ایم / آئی سی	"A"	11-9-86 to 12-9-86
72۔ مقبول احمد خان معرفت رانا محمد سعید۔	"C"	8-9-86 to 15-9-86
73۔ محمد ندیم کوثر معرفت وسیم نعیم کوثر ایس ایس پی اسلام آباد۔	"C"	15-9-86 to 16-9-86
74۔ خواجہ انجم عنایت معرفت خواجہ مظہر عنایت	"B"	14-9-86 to 16-9-86
75۔ ملک ارشد معرفت آئی جی پی	"A+B"	6-10-86 to 7-10-86
76۔ ملک ارشد معرفت آئی جی پی	"A+B"	29-10-86 to 30-10-86
77۔ وسیم کوثر معرفت ایس ایس پی اسلام آباد	"C"	10-12-86 to 11-12-86
78۔ جمیل احمد معرفت ایس ایس پی راولپنڈی۔	"C"	28-11-86 to 29-11-86
79۔ سید اختر علی شاہ ڈی ایس پی	"C"	27-12-86 to 29-7-86
80۔ ڈاکٹر نائیل معرفت ایس ایس پی راولپنڈی	"B"	12-1-87 to 15-87

81۔ جناب عمران قیوم معرفت اے آئی جی	B	20-1-87 to 22-1-87
82۔ محمد شجاعت معرفت آئی جی پی	"A"	22-2-87 to 24-2-87
83۔ احمد فواد معرفت رئیس احمد	"C"	21-3-87 to 24-3-87
84۔ منظور الہی ایس پی	"C"	3-4-87 to 3-4-87
85۔ علی اسد حیات معرفت سلیم اللہ	"C"	4-6-87 to 6-6-87
86۔ جاوید چیمہ معرفت افتخار احمد	"B"	15-6-87 to 17-6-87
87۔ ایم۔آر ضیاء ڈی آئی جی	"A+B"	17-6-87 to 19-6-87
87۔ رانا اعجاز احمد معرفت رانا پی پی او لاہور۔	"C"	15-6-87 to 21-6-87
88۔ منیر ڈار معرفت اے ایس پی مری	"C"	25-6-87 to 30-6-87
89۔ مجید دلشاد معرفت اے ایس پی مری	"C"	29-6-87 to 30-6-87
90۔ مبشر رضا معرفت ایس ایس پی	"C"	8-7-87 to 10-7-87
91۔ ارشاد محمود معرفت ایس پی	"C"	17-7-87 to 22-7-87
92۔ رضوان افضل معرفت آئی جی پی	"A"	27-7-87 to 30-7-87
93۔ محمد صدیق ڈی آئی جی	"B"	16-7-87 to 31-7-87
94۔ اظہر سلطان معرفت آئی جی پی	"C"	30-7-87 to 2-8-87
95۔ رضا زیدی معرفت زید جی	"B"	31-7-87 to 3-8-87
96۔ ظفر راٹھور ایڈیشنل سکرٹری پی ایم	"A"	15-8-87 to 19-8-87
97۔ محمد آصف ملک ایس ایس پی اسلام آباد۔	"C"	15-8-87 to 20-8-87
98۔ نوید اظہر معرفت آئی جی پی	"A"	20-8-87 to 21-8-87
99۔ نثار احمد معرفت منیر ڈار اے آئی جی ویلفیئر لاہور۔	"B"	22-8-87 to 28-8-87
100۔ خالد معرفت مسٹر علی	"C"	26-8-87 to 28-8-87
101۔ سعید احمد معرفت وسیم کوثر ایس ایس پی سہالہ۔	"C"	31-8-87 to 3-9-87

102۔ سلمان افتخار معرفت وسیم کوثر ایس ایس پی۔	A	1-9-87 to 7-9-87
103۔ خالد حمید معرفت دوست بخش	C	13-9-87 to 15-9-87
104۔ عرفان معرفت ڈی آئی جی	C	10-10-87 to 11-10-87
105۔ ڈاکٹر نثار معرفت اے ایس پی مری	C	20-10-87 to 21-10-87
106۔ رئیس احمد رانا پی اے آئی جی	C	22-10-87 to 25-10-87
107۔ شفیق اللہ خان معرفت عرفان ڈی آئی جی	A	24-10-87 to 27-10-87
108۔ احسن محمود اے ایس پی لاہور	C	15-11-87 to 16-11-87
109۔ اسد جہانگیر معرفت اے ایس پی مری	B	15-11-87 to 18-11-87
110۔ ضیاء الحسن ڈی آئی جی	A	27-11-87 to 29-11-87
111۔ کامران معرفت اے ایس پی شاہد بلوچ	B+C	2-12-87 to 4-12-87
112۔ شاہر رحیم معرفت سعید احمد ایس پی	B	18-12-87 to 19-12-87
113۔ نعمان خان معرفت سخی الدین	C	27-12-87 to 28-12-87
114۔ شہزاد	B	8-1-88 to 10-1-88
115۔ رئیس شیخ معرفت محمد نسیم	C	13-1-88 to 14-1-88
116۔ عمر راٹھور معرفت ڈی آئی جی	A	4-2-88 to 6-2-88
117۔ اظہر حسن ندیم اے آئی جی ویلفیر	B+C	10-6-88 to 17-6-88
118۔ رانا محمد اسلم	B	21-6-88
119۔ رفیع احمد پرویز ایس پی	A	21-6-88 to 27-6-88
120۔ مظہر قیوم ایس پی	A+C	2-7-88 to 6-7-88
121۔ عبید الرحمن ڈی جی ○ ایف آئی اے	B	13-6-88 to 9-7-88
122۔ شہزاد بٹ ڈی آئی جی	A+C	11-7-88 to 15-7-88
123۔ ڈاکٹر کرم حسین	A	9-7-88 to 16-7-88
124۔ حاجی حبیب الرحمان آئی جی پی ریٹائرڈ۔	B	18-7-88 to 24-7-88

125۔ ڈاکٹر یوسف وکیل لاہور	A	25-7-88 to 27-7-88
126۔ امجد علی	B	26-7-88
127۔ صادق بلوچ اے ایس پی	C	27-7-88 to 28-7-88
128۔ اے آئی جی O ایف لاہور	C	3-8-88 to 7-8-88
129۔ اے آئی جی O ای لاہور	A	5-8-88 to 8-8-88
130۔ سید ثاقب علی ڈی پی آئی	B	7-8-88 to 14-8-88
131۔ چودھری بشیر علی ایس پی کرائم لاہور	A	10-8-88 to 11-8-88
132۔ نثار احمد ڈپٹی سیکرٹری معرفت منیر احمد ڈار اے آئی جی	C	7-8-88 to 16-8-88
133۔ این ایچ جامی	B	22-8-88 to 24-8-88
134۔ نثار اللہ معرفت اے ایس جامی	B	24-8-88 to 25-8-88
135۔ ظفر راٹھور کمانڈنٹ پولیس اکیڈمی اسلام آباد	A	23-8-88 to 27-8-88
136۔ شمس الحسن	C	25-8-88 to 30-8-88
137۔ گلزار حسین سید ڈی پی آر پولیس	B	1-9-88 to 6-9-88
138۔ چودھری ذوالفقار احمد	B	8-9-88 to 9-9-88
139۔ ساجد محمود ڈی ایس پی	C	9-9-88 to 13-9-88
140۔ اختر علی ڈی ایس پی	B	8-10-88 to 9-10-88
141۔ ذوالفقار احمد ڈی آئی جی	B	13-10-88 to 14-10-88
142۔ اصغر غازی ایس پی	A	20-10-88 to 23-10-88
143۔ زبیر احمد ایس پی	C	27-10-88 to 23-10-88
144۔ شمس الحسن اے آئی جی	A	1-11-88 to 5-11-88
145۔ عرفان محمود ڈی آئی جی لاہور	B	13-11-88 to 18-11-88
146۔ راجہ حامد نواز ڈی ایس پی	C	17-10-88 to
147۔ ملک عثمان خان اے ایس پی	B	24-11-88 to 26-11-88

148۔ راجہ حامد نواز ڈی ایس پی	C	19-11-88 to 22-11-88
149۔ راجہ حامد نواز ڈی ایس پی	C	25-11-88 to 14-12-88
150۔ منیر احمد ڈار اے آئی جی	B	25-12-88 to 30-12-88
151۔ اظہر حسن ندیم اے آئی جی لاہور	B	4-1-89 to 5-1-89
152۔ خواجہ مظہر عنایت ایس پی اینڈ کرپشن لاہور۔	C	20-1-89 to 27-2-89
153۔ وسیم کوثر ایس ایس پی لاہور	B	24-2-89 to 27-2-89
154۔ رزاق معرفت اظہر حسن ندیم اے آئی جی لاہور۔	B	23-2-89 to 24-2-89
155۔ طاہر یوسف وکیل 710 شادمان لاہور	C	31-3-89 to 1-4-89
156۔ طارق معرفت تصدق حسین ایس ایس پی راولپنڈی۔	B	16-4-89 to 17-4-89
157۔ راؤ محمد اقبال ایس پی (ایس & ٹی) راولپنڈی۔	C	4-6-89 to 5-6-89
158۔ حبیب الرحمن ائی جی پی ریٹائر	A	1-6-89 to 13-6-89
159۔ طارق جاوید ایس پی پی ٹی سی سہالہ	B	6-6-89 to 7-6-89
160۔ ایم۔آر ضیاء کمانڈنٹ سہالہ	B	10-6-89 to 13-6-89
161۔ عبدالقدیر بھٹی ایڈیشنل آئی ڈی پی او ایس ڈی۔	A	3-7-89 to 6-7-89
162۔ اظہر حسن ندیم ڈی ائی جی سی پی او لاہور۔	A	1-7-89 to 7-7-89
163۔ محمد سعید سی پی او لاہور	B+C	8-7-89 to 10-7-89
164۔ ذیڈ۔آئی راہی کمانڈنٹ پولیس اکیڈمی اسلام آباد۔	A+B	10-7-89 to 12-7-89
165۔ میاں محمد امین	A	12-7-89

166۔ حاجی حبیب الرحمن آئی جی پی ریٹائرڈ۔	A	16-7-89 to 19-7-89
167۔ حاجی حبیب الرحمن آئی جی پی ریٹائر	A	19-7-89 to 22-7-89
168۔ منیر احمد اے آئی جی	A	26-7-89 to 30-7-89
169۔ ڈاکٹر نصراللہ پولیس ہسپتال راولپنڈی۔	A	26-7-89 to 31-7-89
170۔ نثار احمد ڈپٹی سیکرٹری فنانس پنجاب لاہور۔	C	24-7-89 to 6-8-89
171۔ آر اے سیٹھی معرفت ملک محمد صدیق ڈی آئی جی۔	A	27-7-89 to 5-8-89
172۔ احمد نسیم ڈی آئی جی ○ لاہور	B	1-8-98 to 6-8-89
173۔ وسیم کوثر ایس ایس پی اسلام آباد	B	7-8-89 to 13-8-89
174۔ وسیم کوثر ایسایس پی اسلام آباد	C	7-8-89 to 13-8-89
175۔ اعتزاز قادر اے آئی جی ڈائریکٹر ایف آئی اے راولپنڈی۔	A	11-8-89 to 14-8-89
176۔ ڈی۔ایل طارق معرفت وسیم کوثر ڈپٹی کمانڈنٹ سہالہ۔	C	13-8-89 to 17-8-89
177۔ ماجد راؤ قربان ڈائریکٹر معرفت ایس پی کرائم لاہور۔	B	14-8-89 to 18-8-89
178۔ خان ضیاء اللہ خان ایس پی ریٹائر	B	18-8-89 to 6-9-89
179۔ وسیم کوثر ایس ایس پی سہالہ	C	19-9-89 to 21-9-89
180۔ راؤ محمد اقبال ایس پی ایس & T	B+C	21-9-89 to 24-9-89
181۔ راجہ ناصر نواز معرفت راجہ ناصر نواز ڈی ایس پی۔	B	18-9-89 to 20-10-89
182۔ ہمایوں ادریس معرفت اسرار احمد ایس ایس پی راولپنڈی۔	B	22-10-89 to 24-10-8

183۔ عرفان محمود ڈی آئی جی	B	1-11-89 to 2-11-89
184۔ قاضی ندیم احمد ڈپٹی سیکرٹری	B	22-12-89 to 23-12-89
185۔ ایل آر نیلٹ ڈی آئی جی ریٹائر	A	22-12-89 to 24-12-89

ریسٹ ہاؤس سرگودھا

نمبر شمار..... نام افسر بمہ عہدہ..... عرصہ قیام..... سال

1۔ کمانڈر ایم آر عارف ریٹائرڈ آئی جی پی	1985 ..4-1-85 to 6-1-85
2۔ ڈاکٹر اے دین چودھری چیئرمین لٹرس & ماس ایجوکیشن گورنمنٹ پاکستان اسلام آباد۔	1985 ..13-1-85 to 2-2-85
3۔ ایس محمد افضل خان	1985 ..31-1-85 to 2-2-85
4۔ چودھری محمد خورشید سپرنٹنڈنٹ انجینیر بلڈنگز لاہور	1985 ..31-1-85 to 2-2-85
5۔ بی۔ جان	1985 ..2-2-85 to 3-2-85
6۔ جالپنا انجینئر	1985 ..4-2-85 to 3-2-85
7۔ چودھری بشیر احمد ڈی اے	1985 ..10-2-85 to 11-2-85
8۔ ملک اویس خان	1985 ..22-2-85 to 23-2-85
9۔ ای۔ ایم خان	1985 ..14-3-85 to 15-3-85
10۔ ظفر علی سیکنڈری بورڈ	1985 ..24-3-85 to 25-3-85 14-2-85 to 21-2-85
11۔ فاروق ایوب ڈائریکٹر جنرل وفاقی صحت	1985 ..5-4-85 to 6-4-85
12۔ سید ساجد حیدر ایگزیکٹیو انجینئر فیصل آباد۔	1985 ..7-4-85 to 8-4-85
13۔ ڈی۔ سی۔ بھکر	1985 ..14-4-85 to 15-4-85

14۔ کمانڈر الطاف	1985 ..15-4-85 to 16-4-85
15۔ راجہ علی احمد ایس آئی جی	1985 ..23-4-85 to 24-4-85
ہیڈ کوارٹر ناردن ایریا	
16۔ شوکت علی ڈپٹی سیکرٹری فنانس	1985 ..4-5-85 to 5-5-85
17۔ ملک خدا بخش	1985 ..4-5-85 to 4-5-85
18۔ خان خالد الرحمن ڈی ایس پی	1985 ..4-5-85 to 6-5-85
19۔ محمد افضل ملک	1985 ..17-5-85 to 18-5-85
20۔ چودھری محمد سلیم سی ایف	1985 ..16-5-85 to 17-5-85
فارسٹ	
21۔ چودھری محمد سلیم سی ایف	1985 ..18-5-85 to 19-5-85
فارسٹ	
22۔ ظفر آغا	1985 ..27-5-85 to 28-5-85
23۔ محمد مشتاق خان	1985 ..26-6-85 to 29-6-85
24۔ نجم حسن	1985 ..30-6-85 to 2-7-85
25۔ کیپٹن افتخار	1985 ..4-7-85 to 5-7-85
26۔ میاں شوکت محمود	1985 ..19-7-85 to 19-7-85
27۔ اے قریشی	1985 ..20-7-85 to 21-7-85
28۔ الطاف احمد چودھری	1985 ..30-7-85 to 31-7-95
29۔ خواجہ صفدر	1985 ..29-7-85 to 31-7-85
30۔ میجر جنرل ریٹائر شوکت علی شاہ	1985 ..4-8-85 to 6-8-85
31۔ میاں محمد شمیم	1985 ..12-8-85 to 13-8-85
32۔ زبیر مسعود	1985 ..14-8-85 to 15-8-85
33۔ چودھری صدیق احمد	1985 ..18-8-85 to 19-8-85
34۔ ایس سجاد حیدر	1985 ..18-8-85 to 19-8-85
35۔ آفتاب احمد شاہ	1985 .30-8-85 to 2-9-85

36۔ محمد علی	1985 ..3-9-85 to 4-9-85
37۔ راجہ افتخار صاحب	1985 ..4-9-85 to 4-9-85
38۔ سید خالد جان	1985 ..5-10-85 to 7-10-85
39۔ اے ایس پی بھکر	1985 ..5-10-85 to 8-10-85
40۔ سلطان محمود	1985 ..9-10-85 to 10-10-85
41۔ مسٹر نجیب اشرف	1985 ..11-10-85 to 12-10-85
42۔ ڈی ایم اعوان	1985 ..19-10-85 to 23-10-85
43۔ مسٹر خورشید	1985 ..31-10-85 to 1-11 85
44۔ مسٹر ڈبلیو۔آر۔وارث	1985 ..2-11-85 to 4-11-85
45۔ ڈی ایف او فارسٹ	1985 ..11-11-85 to 12-11-85
46۔ فاروق ایوب	1985 ..16-11-85 to 17-11-85
47۔ مسٹر اے ایس بخاری	1985 ..20-11-85 to 21-11-85
48۔ ڈی بی لوکل	1985 ..22-11-85 to 24-11-85
49۔ راجہ ارشد	1985 ..23-11-85 to 24-11-85
50۔ مسٹر اعجاز	1985 ..24-11-85 to 30-11-85
51۔ حافظ محمود بکھا	1985 ..26-11-85 to 30-11-85
52۔ راحت پاشا A.I.G	nil nil
53۔ ڈاکٹر احمد نبی	1985 ..8-12-85 to 9-12-85
54۔ محمد زوار	1985 ..8-12-85 to 9-12-85
56۔ ایچ۔ڈی۔خان	1985 ..night to 11-12-85
57۔ احمد جمال	1985 ..10-12-85 to 11-12-85
58۔ محمد علی S.P	1985 ..18-12-85 to 19-12-85
59۔ مسٹر رشید احمد	1985 ..25-12-85 to 26-12-85
60۔ چودھری رب نواز	1986 ..28-12-85 to 2-2-86
61۔ میجر سعید	1986 ..2-1-86 to 3-1-86
62۔ میجر جاوید	1986 ..23-1-86 to 24-1-86

63۔ شمیم زاہد	1986 ..27-1-86 to 31-1-86
64۔ چودھری فضل محمد	1986 ..14-2-86 to 16-2-86
65۔ خواجہ نظیر عنایت	1986 .17-2-86 to 18-2-86
66۔ مسٹر صلاح الدین	1986 ..20-2-86 to 26-2-86
67۔ چودھری علی اصغر	1986 ..26-2-86 to 27-2-86
68۔ رانا محمد رفیق	1986 .23-2-86 to 1-3-86
69۔ شاہد یار خان	1986 .4-3-86 to nil
70۔ چودھری مظہر	1986 ..6-3-86 to 8-3-86
71۔ محمد عابد فاروق	1986 ..10-3-86 to 11-3-86
72۔ مسٹر شمیم	1986 ..25-3-86 to 27-3-86
73۔ خواجہ مظہر	1986 ..7-4-86 to 8-4-86
74۔ مسٹر شاہد یار خان	1986 ..14-4-86 to nil
75۔ مظہر عنائت	1986 ..12-4-86 to 24-4-86
76۔ ریاض احمد	1986 .Nil to 26-4-86
77۔ مظہر S.P	1986 ..2-5-86 to -5-86
78۔ شاہد یار خان	1986 ..13-5-86 to Nil
79۔ ایس ایس پی شاہ پور	1986 ..Nil
80۔ نزیر احمد	1986 ..17-5-86 to 8-5-86
81۔ مظہر عنائت	1986 ..24-5-86 to 4-6-96
82۔ وسیم قیصر	1986 ..10-6-86 to 11-6-86
83۔ مظہر عنائت	1986 ..14-6-86 to 19-6-86
84۔ شاہد یار خان	1986 ..Nil 7-7-86
85۔ محمد اشرف مشتاق	1986 ..nil to nil
86۔ مسٹر محمد اشرف	1986 ..nil
87۔ شاہد یار خان	1986 ..30-9-86 to nil
88۔ عثمان خان	1986 ..6-12-86

89۔ انور سرور	24-12-86 to 25-12-86 ..1986
90۔ شفیع سلیم	13-12-86 to 24-12-86 ..1986
91۔ مسٹر عبدالرزاق	9-12-86 to 20-12-86 ..1986
92۔ مسٹر شکیل ضیاء	سات دن کا قیام..1986
93۔ راجہ اصغر علی	25-2-87 to 27-2-87 .1986
94۔ ڈی۔ای ٹیلیفون	25-2-87 to 26-2-87 .1987
95۔ الائیڈ بنک	27-2-87 to 28-2-87 ..1987
96۔ الائیڈ بنک	1-1-87 to 3-1-87 ..1987
97۔ منیر احمد چشتی	3-4-87 to 20-4-87 .1987
97۔ علی طاہر ذیدی	3-4-87 to 14-4-87 ..1987
98۔ عبدالغفور میاں	13-4-87 to 14-4-87 ..1987
99۔ لیفٹیننٹ کمانڈر الطاف	14-4-87 to 15-4-87 .1987
100۔ بریگیڈئر اقبال نذیر وڑائچ	20-4-87 to 21-4-87 ..1987
101۔ کرنال اقبال حسین	20-4-87 to 21-4-87 ..1987
102۔ اسلم ملک	28-4-87 to 29-4-87 ..1987
103۔ منیر احمد چشتی	20-4-87 to 30-4-87 .1987
104۔ اے۔ڈی۔سی۔جی	26-6-87 to 27-6-87 .1987
105۔ خواجہ محمد اسلم میجر	28-4-87 to 29-4-87 ..1987
106۔ منیر احمد اے ایس پی	3-4-87 to 3-4-87 .1987
107۔ عثمان خان	18-5-87 to 19-5-87 ..1987
108۔ خدا بخش	22-5-87 to 23-5-87 ..1987
109۔ چودھری علی محمد	1-6-87 to 2-6-87 .1987
110۔ S.P میانوالی عبدالماجد	3-6-87 to 4-6-87 ..1987
111۔ الائیڈ بنک	6-6-87 to 7-6-87 ..1987
112۔ ملک محمد صدیق	7-6-87 to 8-6-87 ..1987
113۔ یسین ایس اے مجیب	13-1-87 to 14-1-87 ..1987

114۔ میاں محمد آصف	1987 ..6-2-87 to 3-4-87
115۔ محمد اقبال خان	1987 ..11-8-88 to 14-8-88
116۔ امجد جاوید	1988 ..21-8-88 to Nil
117۔ مشتاق احمد بھٹی	1988 ..8-9-88 to 9-9-88
118۔ مسٹر آصف نواز	1988 ..nil
119۔ محمد نواز ملک	1989 ..20-4-89 to 21-4-89
120۔ چودھری عصمت اللہ	1989 ..9-5-89 to 10-8-89
121۔ بریگیڈئر محمد حیات	1989 ..20-5-89 to 215-89
122۔ S.P میانوالی	1989 ..22-11-89 to 23-11-89
123۔ S.P بھکر	1989 ..22-11-89 to 23-11-89
124۔ چودھری سجاد	1989 ..12-12-89 to 13-12-89
125۔ S.P C/o سرگودھا	1989 ..24-12-89 to 25-12-89
126۔ مسٹر نذیر جمال الدین	1990 ..23-1-90 to 24-1-90
127۔ مسٹر مسعود احمد	1990 ..23-1-90 to 24-1-90
128۔ مسٹر محمد امین	1990 ..24-1-90 to 25-1-90
129۔ مسٹر محمد امین	1990 ..24-1-90 to 25-1-90
130۔ میاں عبدالحکیم	1987 ..5-7-87 to 8-7-87
131۔ عبدالغفار میاں	1987 ..20-7-87 to 21-7-87
132۔ عبدالمجید	1987 ..21-7-87 to 21-7-87
134۔ مسٹر اختر قریشی	1987 ..2-8-87 to 3-8-87
135۔ عبدالغفار میاں	1987 ..9-8-87 to 10-8-87
136۔ عبدالغفار میاں	1987 ..19-8-87 to 20-8-87
137۔ عبدالمجید	1987 ..19-8-87 to 20-8-87
138۔ مسٹر جی ایم اسلم	1987 ..29-9-87 to 30-9-87
139۔ مسٹر اعجاز شیخ	1987 ..6-10-87 to 9-10-87
140۔ مسٹر غلام علی	1987 ..9-10-87 to 10-10-87

141۔ صاحبزادہ طاہر زماں	1987 ..14-10-87 to 16-10-87
142۔ عبدالغفار میاں	1987 ..10-10-87 to 20-10-87
143۔ عزیز اسلم خان	1987 ..21-10-87 to 24-1-87
145۔ اخلاق احمد خان	1987 ..15-12-87 to 16-12-87
146۔ منظور احمد	1987 ..28-12-87 to 29-12-87
147۔ عبدالمجید	1897 ..14-1-87 to 15-1-87
148۔ مسٹر اختر حسین	1990 ..23-1-90 to 27-1-90
149۔ مسٹر اعجاز ملک	1990 ..17-2-90 to 18-2-90
150۔ مقصود احمد	1990 ..16-3-90 to 18-3-90
151۔ اختر حسین	1990 ..18-6-90 to 19-8-90
152۔ مسٹر غلام مصطفیٰ	1990 ..10-6-90 to 13-6-90
153۔ غلام رسول	1990 ..23-6-90 to 26-6-90
154۔ غلام رسول	1990 ..23-6-90 to 26-6-90
155۔ حامد اسلم ملک	1990 ..28-6-90 to 29-6-90
156۔ U.T.S.P سرگودھا	1990 ..26-7-90 to 27-7-90
157۔ مسٹر جاوید ملک	1990 ..18-8-90 to 19-8-90
158۔ مسٹر غلام مصطفیٰ	1990 ..1-9-90 to 2-9-90
159۔ چودھری سجاد احمد	1990 ..19-10-90 to 20-10-90
160۔ رانا محمد اقبال	1990 ..nil
161۔ محمد اسلم خان	1990 ..14-11-90 to 14-11-90

BAHAWALPUR REST HOUSE

i) No of rest House	One
ii) Amount spent on construction.	7 lac
iii) Date of construction.	1984
iv) Capacity.	Rest house consists of 3 sets, with a capacity of 6 men at a time.
v) Facilities available.	Three double bedrooms with attach bath, kitchen and drawing room, and two lawns.
vi) Number of Air Conditioner	4
vii) How many guests/officers stayed form 1985-86 to 1989-90	1985-86 -Record is not availble. 1986-87 - do- 1987-88.-4 1988-89 -12 & upto 30.6.90.
viii)Expenditure incurred year-wise on the lookafter of rest house.	Nil
ix) Monthly expenditure telephone.	Lists are attached. electricity and

Superintendent of Police,
Bahawalpur.

Detail of Expenditure of Electricity Police Rest House, Bahawalpur.

Sr.No	Month of	Amount.
1.	1.7.85 to 2/89.	Rs.43842/-
2.	3,4,5/89.	Rs.5828/-
3.	6/89	Rs.5734/-
4.	7/89	Rs.2066/
5.	8/89	Rs.3800/-
6.	9/89	Rs.5099/-
7.	10/879	Rs.4661/-
8.	11,12/89	Rs.3822/-
9.	1/90	Rs.33/-
10.	2/90	Rs.740/-
11.	3/90	Rs.758/-
12.	4/90	Rs.1331/-
13.	5/90	Rs.2740/-
14.	6/90	Rs.3150/-

Detail of Expenditure Telephone No.4808 of Police,
Rest House, Bahawalpur.

Sr. No.	Month of.	Amount.
1.	6/86	Rs.1047/-
2.	7/86	Rs.765/-
3.	8/86	Rs.269/-
4.	9/86	Rs.178/-
5.	10/86	Rs.203/-

6.	11,12/86	Rs.559/-
7.	1/87	Rs.339/-
8.	2/87	Rs.254/-
9.	3/87	Rs.457/-
10.	4/87	Rs.537/-
11.	5/87	Rs.574/-
12.	6,7/87	Rs.977/-
13.	8/87	Rs.431/-
14.	9/87	Rs.568/-
15.	10/87	Rs.559/-
16.	11/87	Rs.674/-
17.	12/87	Rs.704/-
18.	1/88	Rs.458/-
19.	2 & 3/88	Rs.536/-
20.	4/88	Rs.506/-
21.	5/88	Rs.609/-
22.	6/88	Rs.474/-
23.	7/88	Rs.326/-
24.	8,9&10/88	Rs.705/-
25.	11/88	Rs.500/-
26.	12/88	Rs.233/-
27	1 & 2/89	Rs.353/-
28.	3/89	Rs.90/-
29.	4 & 5/89	Rs.221/-
30.	6 & 7/89	Rs.653/-
31.	8/89	Rs.564/-
32.	9,10 & 11/89	Rs.2029/-
33.	12/89	Rs.438/-
34.	1/90	Rs.538/-
35	2/90	Rs.1712/-

36.	3/90	Rs.2319/-
37.	4/90	Rs.617/-
38.	5/90	Rs.623/-
39.	6/90	Rs.835/-
		24437

POLICE REST HOUSE MURREE
DISTRICT:RAWALPINDI

YEAR/MONTH	ELECTRICITY CHARGES.	TELEPHONE CHARGES.
8/85	-	1251.00
9/85	-	122.00
10/85	2392.00	-
11/85	-	243.00
12/85	344.00	214.00
2/86	-	97.00
3/86	-	386.00
2/88	3184.00	447.00
3/88	-	822.00
6/88	4226.00	-
8/88	1188.50	366.00
9/88	205.50	-
10/88	28.50	831.00
11/88	2011.05	-
12/88	-	2316.00
1/89	28.50	-
2/89	-	848.00
3/89	2233.50	-

4/89	28.50	-
8/89	2177.70	-
Total:	31342.75	39462.40

POLICE REST HOUSE CHAUNTRA
DISTRICT:RAWALPINDI

YEAR/MONTH.	ELECTRICITY CHARGES.
7/85	61.00
9/85	49.00
10/85	66.00
12/85	50.00
3/86	283.00
4/86	473.00
7/86	100.00
2/87	4264.00
3/87	6073.00
4/87	1812.00
12/88	1596.00
1/89	931.00
2/89	133.16
5/89	70.26
6/89	68.16
8/89	251.95
9/89	218.93
11/89	767.09
12/89	748.32
Total:	18023.85

کوائف ریسٹ ھاؤس پولیس کالج سھالہ۔

سال - 1985 = 2

سال - 1986 - 19

سال = 1987 - 20

سال = 1988 = 26

سال = 1989 = 27

سال = 1990 = $\frac{14}{108}$

2۔ سال 1985ء

1۔ مسٹر محمد رزاق کرمنالوجسٹ... لاء انسٹرکٹر — 31-12-85 to 5-1-85

2۔ محمد سلیم زیب سائیکالوجسٹ... — 31-12-85 to 15-1-85

19۔ سال 1986ء

1۔ 18 لیڈیز سب انسپکٹر پنجاب پولیس بسلسلہ ٹریننگ آئیں۔ جنکو ریسٹ ھاؤس مذکورہ میں قیام کروایا گیا۔ — 8-8-86 to 8-4-86

2۔ دلپذیر احمد سب انسپکٹر.. لاء انسٹرکٹر — 30-4-87 to 9-8-86

20 سال 1897ء

1۔ 20 لیڈیز پولیس افسران (سب انسپکٹر پنجاب پولیس) بسلسلہ ٹریننگ آئیں جنکو ریسٹ ھاؤس مذکورہ میں قیام کروایا گیا — 1-9-87 to 1-5-87

26۔ سال 1988ء

1۔ 20 لیڈیز سب انسپکٹر صوبہ پنجاب سے ٹریننگ کے لئے آئیں جنکو مذکورہ ریسٹ ھاؤس میں رھائش دی گئی — 2-8-88 to 2-4-88

2۔ اگست 1988ء میں بطور سب جیل اسلام آباد پولیس کے حوالہ کیا گیا — 8-9-88 to 25-8-88

3۔ چودھری عبدالعلی DSP لیگل جھنگ ایکسٹرنل ایگزامینر — 16-12-88 to 14-12-88

4۔ ریاست علی DSP لیگل سرگودھا 15-12-88 to 17-12-88
ایکسٹرنل ایگزامینر

5۔ سلیم سکندر DSP CPO ایکسٹرنل ایگزامینر 16-12-88 to 18-12-88

6۔ عبدالغفار DSP فیصل آباد ایکسٹرنل ایگزامینر 17-12-88 to 19-12-88

7۔ خان زمان DSP شیخوپورہ ایکسٹرنل ایگزامینر 18-12-88 to 19-12-88

8۔ پیر کمال شاہ DSP ٹوبہ ٹیک سنگھ 19-12-88 to 20-12-88
ایکسٹرنل ایگزامینر

27۔ سال 1989ء

1۔ 20 لیڈیز پولیس افسران پنجاب بسلسلہ 1-4-89 to 1-8-89
ٹریننگ اٹیک جنکو ریسٹ ہاؤس مذکورہ میں
قیام کروایا گیا

2۔ چودھری عبدلولی DSP لیگل دوران تعیناتی 8-8-89 to 2-8-89
لا انسٹرکٹر

3۔ سید کمال شاہ DSP ٹوبہ ٹیک سنگھ
8-10-89 to 10-10-89
ایکسٹرنل ایگزامینر

4۔ سلیم اختر DSP لیگل لاہور۔ 9-10-89 to 11-10-89
ایکسٹرنل ایگزامینر

5۔ مسٹر محمد اقبال SP/AIG 10-10-89 to 13-10-89
ایکسٹرنل ایگزامینر

6۔ کیپٹن محمد عثمان ASP/SDPO کینٹ 11-10-89 to 15-10-89
ایکسٹرنل ایگزامینر

7۔ غلام مصطفےٰ قریشی DSP لیگل گوجرنوالہ 20-11-89 to 23-11-89
ایکسٹرنل ایگزامینر

8۔ مرزا محمد کریم DSP لیگل راولپنڈی 30-12-89 to 1-1-90
ایکسٹرنل ایگزامینر

14 سال 1990ء

1۔ کیپٹن محمد عثمان خان ASP کینٹ راولپنڈی 13-5-90 to 12-5-90
ایکسٹرنل ایگزامینر

2۔ محمد طاہر DSP صدر راولپنڈی 15-5-90 to 13-5-90
ایکسٹرنل ایگزامینر

3۔ سید کمال شاہ DSP لیگل جھنگ 17-5-90 to 15-5-90
ایکسٹرنل ایگزامینر

4۔ سلیم سکندر CPO ایکسٹرنل ایگزامینر 17-5-90 to 15-5-90

5۔ محمد انور انسپکٹر لا۔ انسٹرکٹر 27-1-91 to 18-5-90

6۔ مرزا افتخار حسین انسپکٹر لا۔ انسٹرکٹر 14-1-91 to 10-6-90

7۔ پرویز اقبال بندیال انسپکٹر لا۔ انسٹرکٹر 9-9-90 to 206-90

8۔ عبدالوحید SP (ACE) لاہور ایکسٹرنل ایگزامینر 25-9-90 to 23-9-90

9۔ شیخ تجمل حسین DSP کرائم برانچ لاہور 27-9-90 to 24-9-90
ایکسٹرنل ایگزامینر

10۔ سید کمال شاہ DSP لیگل جھنگ 27-9-90 to 25-9-90
ایکسٹرنل ایگزامینر

11۔ محمد اشرف DSP قصور ایکسٹرنل ایگزامینر 29-10-90 to 27-10-90

12۔ سید کمال شاہ DSP لیگل جھنگ 29-10-90 to 28-10-90
ایکسٹرنل ایگزامینر

13۔ چودھری عبدالغفار فیصل آباد 30-10-90 to 20-10-90
ایکسٹرنل ایگزامینر

14۔ غلام مصطفےٰ قریشی DSP لیگل گوجرانوالہ 3-11-90 to 3-10-90
ایکسٹرنل ایگزامینر

سال	رقم
1985	3366-00
1986	Nil

1987	22660-00
1988	24920-00
1989	Nil
1990	24936-00

سال	ریٹ فی یونٹ	رقم
1985	00 52	2000-00
1986	00 60	36,00-00
1987	00 70	42,00-00
1988	00 80	45,00-00
1989	00 85	4,700-00
1990	01-10	6,200-00

ریسٹ ھاؤس مذکورہ میں کوئی ٹیلیفون نصب نہ ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ سوال کے جز "ب" میں پوچھا گیا ہے۔

"ایہ برآں متذکرہ عرصے کے دوران ان ھاؤسوں کی دیکھ بھال پر سال وار کا کتنے اخراجات ہوئے۔ الگ الگ مہینہ بجلی ٹیلیفون کے کتنے کتنے اخراجات ہوئے مکمل تفصیلات ایوان میں پیش کریں۔"

جناب سپیکر، جہاں تک میں نے اس کی ورق گردانی کی ہے مجھے تو اس کا جواب نہیں ملا۔ یہ وضاحت فرمائیں گے کہ اس کا جواب کیونکہ نہیں دیا گیا۔۔۔ یہ بجلی کے بل کے بارے میں یہ ٹیلیفون کے بل کے بارے میں؟ اور تو انھوں نے باقی سب مسئلہ گول کر دیا ہے کہ ایک سپاہی سے لے کر انسپکٹر تفتیشی عملہ کی طرف چلے گئے۔ مگر یہ بتائیں کہ ٹیلیفون ہیں؟ اگر ہیں تو کتنے بل ادا ہوئے؟ بجلی کے میٹر لگے ہوئے ہیں یا نہیں لگے ہوئے؟ اور اگر لگے ہوئے ہیں تو کتنے بل ادا ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر۔ یہ سوال میں ہے کہ بجلی ٹیلیفون کے کتنے کتنے اخراجات ہوئے مکمل تفصیلات ایوان میں پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری امور داخلہ (ملک محمد عباس کھوکھر)۔ جناب والا، پولیس کے جتنے ریسٹ ھاؤس ہیں، وہ تمام پولیس ویلفیر فنڈ سے بنے ہوئے ہیں۔ اس میں گورنمنٹ کے کسی فنڈ کا دخل نہیں ہے۔ ان کے Costodian آئی جی صاحب ہوتے ہیں۔ اور وہ اپنے اس فنڈ سے اس کا خرچہ چلاتے ہیں۔ اور اس

میں حکومت کے کسی فنڈ کا کوئی دخل نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ وہ دریافت یہ کرنا چاہتے ہیں کہ ریسٹ ھاوسوں کی دیکھ بھال کے لئے اخراجات مہینہ وار بجلی ٹیلیفون کے اخراجات کی تفصیل انھوں نے دریافت کی تھی جو سوال کے جواب میں موجود نہیں ہے۔ سید طاہر احمد شاہ صاحب یہ پوچھ رہے ہیں کہ جو تفصیل اس سوال میں پوچھی گئی ہے وہ جواب میں موجود ہونی چاہیے تھی۔ اس کے بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری امور داخلہ۔ جناب والا، جتنا ریکارڈ موجود ہے، اس کے مطابق جواب دے دیا گیا ہے۔ یہ بہت پرانے ریسٹ ہاوس ہیں۔ کوئی 1863ء کا بنا ہوا ہے اور کوئی 1872ء کا ہے۔ اس طرح کے پرانے ریسٹ ہاوس ہیں۔ اس لئے ان چیزوں کا ریکارڈ موجود نہیں ہے۔ اور ٹیلیفون ان ریسٹ ھاوس میں ہیں ہی نہیں۔

جناب سپیکر۔ سرے سے ہی نہیں ہیں! اور بجلی؟

پارلیمانی سیکرٹری امور داخلہ۔ بجلی کا علیحدہ ان کا بل نہیں ہے۔ اسی کے ساتھ منسلک ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر، میں آپ کی اطلاع کے لئے اور آپ کی وساطت سے موصوف پارلیمانی سیکرٹری صاحب جو کہ ماشاء اللہ ہمارے ہی شہر میں تھانیدار بھی رہ چکے ہیں۔ ان کو بھی وضاحت کے لئے بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے شہر میں جو پولیس کا ریسٹ ہاوس ہے، وہاں ٹیلیفون بھی ہے۔ وہاں پر بجلی کا میٹر بھی نصب ہے۔ میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ میں اس سوال پر تحریک استحقاق پیش کرنے کے موڈ میں نہیں ہوں۔ مگر انھوں نے جو ابھی فرمایا ہے۔ اس سے ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ کیونکہ غلط بیانی سے اس (میں معذرت کے ساتھ کہتا ہوں) کام لیا گیا ہے۔ پولیس کا کوئی ایسا ریسٹ ہاوس ہو ہی نہیں سکتا جہاں پر ٹیلی فون نصب نہ ہو اور جہاں پر بجلی کا میٹر نصب نہ ہو۔

چودھری سکندر حیات ملھی۔ جناب سپیکر۔ یہ جو سوال کیا گیا ہے، اس میں آخری سطر میں لکھا ہوا ہے۔

"مہینہ وار بجلی ٹیلیفون کے کتنے کتنے اخراجات ہوئے...."

میں شاہ صاحب کو یہ بتا دوں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ سوال سمجھ ہی نہیں سکے۔ کیونکہ پاکستان میں "بجلی ٹیلیفون" قسم کی کوئی چیز نہیں ہے جو ریسٹ ہاوس میں ہو۔ یا تو بجلی علیحدہ ہے اور ٹیلیفون علیحدہ ہے۔ سوال میں ہونا چاہیے تھا کہ "بجلی اور ٹیلی فون کے کتنے کتنے اخراجات ہوئے۔" انھوں نے بہت صحیح کہا کہ "بجلی ٹیلیفون" کوئی چیز نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔ یہ بالکل ٹھیک ہے کہ "مہینہ وار بجلی ٹیلیفون ۔۔" یہ علیحدہ علیحدہ دو ہیں۔ یہ اکٹھے نہیں کیے گئے۔ اس میں طباعت کی غلطی ہے ۔۔۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب، تشریف رکھیں۔ ملھی صاحب، اس میں یہ Categorically دریافت کیا گیا ہے کہ ٹیلیفون اور بجلی کے اخراجات کی تفصیل دی جائے۔ لیکن جواب میں اس کی تفصیل نہیں دی گئی۔ میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ آیا اس سیشن کے دوران اس کی تفصیل ایوان کی ٹیبل پر رکھی جا سکتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری امور داخلہ۔ جونہی تفصیل ہمیں میسر ہوئی، ہم وہ ٹیبل پر رکھ دیں گے۔ لیکن میں پہلے جو گزارش کر چکا ہوں وہی بات ہے۔ ابھی شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ فیصل آباد کے ریسٹ ہاؤس میں ٹیلیفون ہے۔ تو میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ فیصل آباد میں ٹیلیفون نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ جن ریسٹ ھاؤسوں میں ٹیلیفون ہیں اور جن میں بجلی ہے ان کی اخراجات کا گوشوارہ اسی سیشن کے دوران ٹیبل کر دیا جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری امور داخلہ۔ جو ریکارڈ میں پیش کر دیا جائے گا۔

شیخ محمد طاہر رشید۔ جناب سپیکر، پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ یہ ریسٹ ھاؤس بہت پرانے اور قدیم زمانے کے بنے ہوئے ہیں۔ جبکہ ملتان میں جو ریسٹ ہاؤس ہے وہ جدید ترین ریسٹ ھاؤس ہے۔ اور اس میں نہ صرف یہ کہ اس میں ٹیلیفون کا ایک کنکشن ہے اس کے اندر متعدد ٹیلیفون کنکشن ہیں اور بجلی بھی اس کے اندر بڑی مقدار میں خرچ ہوتی ہے۔

جناب سپیکر۔ تو شیخ صاحب! یہ ضمنی سوال کیا ہوا؟ چودھری محمد فاروق صاحب ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر۔ جب پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا ہے کہ ٹیلیفون اور بجلی کی سہولتیں ان ریسٹ ہاؤسز میں نہیں ہیں تو آئندہ اس سیشن کے دوران یہ کس چیز کے بل یا اخراجات ایوان میں رکھیں گے؟ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے تو انکار کر دیا ہے کہ بجلی اور ٹیلیفون وہاں پر نہیں ہیں۔

جناب انوار الحق پراچہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جناب پراچہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

جناب انوار الحق پراچہ۔ جناب والا۔ مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا ہے لہذا اجلاس کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

جناب سپیکر۔ جی ہاں نماز کا ٹائم ہو گیا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر۔ ابھی پانچ منٹ باقی ہیں۔ تو میری آپ سے استدعا ہے کہ مجھے ضمنی سوال کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر۔ میرے خیال میں وقفہ نماز کر لیتے ہیں اور اس کے بعد ابھی ہمارے پاس پندرہ بیس منٹ وقفہ سوالات کے باقی ہیں۔ وہ نماز کے بعد کر لیں گے۔ اب بیس منٹ کے لئے وقفہ نماز ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر بیس منٹ کے لئے حاوس کی کارروائی برائے نماز مغرب ملتوی ہو گئی)

(وقفہ برائے نماز کے بعد جناب سپیکر 7 بجکر 2 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر۔ جناب لیاقت علی خان پوائنٹ آف آرڈر پہ کھڑے ہیں۔.....

جناب لیاقت علی خان۔ جناب والا، مجھے یہ افسوس ناک خبر ابھی ابھی ملی ہے شائد آپ کے علم میں بھی ہو۔ جناب گورنر بلوچستان آج وفات پا گئے ہیں، میری یہ گزارش ہے کہ آج کی کارروائی کو ان کے احترام میں کل تک کے لئے ملتوی کیا جائے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ پوائنٹ آر آرڈر سر..... پرائیویٹ ممبرز ڈے پر تو کورم بھی پوائنٹ آوٹ نہیں کیا جاتا۔

جناب سپیکر۔ لاء منسٹر ابھی حاوس میں آیا ہی چاہتے ہیں، وہ بھی تشریف لے آتے ہیں قائد حزب اختلاف موجود ہیں، اس بارے میں ان کی رائے بھی معلوم کر لیتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا سوال نمبر 73 زیر بحث تھا، اس پر میں ضمنی سوال کی اجازت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ یہ سوال نمبر 73 تو dispose of نہیں ہو گیا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ میں نے یہ بات ریکارڈ کروائی تھی کہ ابھی یہ جاری ہے تو آپ نے کہا تھا کہ ابھی 15 منٹ باقی ہیں۔ تو پھر میں نے کہا تھا کہ کہ مجھے بعد میں سپلیمنٹری سوال کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب اگلا سوال نہ Take up کرلیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا یہ بہت ضروری ہے۔ کیونکہ میں آپ کی اجازت سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں.....

جناب سپیکر۔ اس کے بعد اور بھی بہت سے ضروری سوالات ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا یہ بھی اپنی نوعیت کے لحاظ سے بہت ضروری سوال ہے۔ اس میں آپ نوٹ تو فرمائیں کہ اس میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ کہتے ہیں کہ کوئی ویلفیئر فنڈ یا اپنی مدد آپ سے، میں پوچھنا چاہوں گا کہ پولیس کی کتنی تنخواہیں ہیں، یہ کہاں سے فنڈ Generate کرتے ہیں؟ یہ جو پیسہ ہے یہ رشوت کا پیسہ ہے، یہ جبر و تشدد اور استحصال کا پیسہ ہے جو لوگوں پہ جگا ٹیکس کی صورت لاگو کر دیا جاتا ہے، پولیس والے جگا ٹیکس لگا کر وصول کرتے ہیں اگر یہ پیسہ وہاں سے آتا ہے تو یہ بڑا اہم ہے اور پھر یہ کہتے ہیں کہ ٹیلی فون نہیں ہے۔ میں مری میں پولیس ریسٹ ہاؤس میں ایک مرتبہ خود ٹھہرا تھا وہاں پر جناب والا آپ خود پتہ کرلیں، کہ ٹیلی فون ہے بجلی کا میٹر ہے یا نہیں ہے۔ اگر اس طرح ہم عوام کے منتخب نمائندے صحیح جوابات سے محروم رہے.....

جناب سپیکر۔ جناب شاہ صاحب آپ اس پر ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں یا تقریر فرمانا چاہتے ہیں؟

سید طاہر احمد شاہ۔ مجھے اگر آپ ضمنی سوال کی اجازت دیتے ہیں تو میں ضمنی سوال کرتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ آپ strongly محسوس کرتے ہیں ضمنی سوال ہونا چاہیے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جی میں محسوس کرتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ ارشاد فرمائیے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا راولپنڈی ضلع میں مری میں پولیس کا ایک ریسٹ ہاؤس ہے، فاضل پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہ فرمایا ہے پولیس کے محکمہ کے ریسٹ ہاؤسز میں ٹیلی فون اور بجلی کے میٹر نہیں ہیں۔ جناب والا وہاں پر ٹیلیفون بھی ہے اور بجلی کا میٹر بھی ہے، اور آپ کی اجازت سے میں اتنی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں، کہ ایک عام شہری بجلی کے بغیر گھر میں نہیں رہ سکتا.....

جناب سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر، میاں منظور احمد موھل صاحب کا.....

میاں منظور احمد موھل۔ جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہی ہے کہ جو ضمنی سوال ہوتا ہے وہ یہ ہوتا ہے کہ وہ پڑھ کر براہراست Specific hit کی جاتی ہے کہ یہ میرا ضمنی سوال ہے۔ شاہ

صاحب بہت پرانے پارلیمنٹرین ہیں، لیکن وہ تو اپنا خیال پیش کرتے ہوئے کہ میری یہ رائے ہے، میرا یہ اصول ہے۔اس میں تقریر تو نہیں کی جا سکتی۔

جناب سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر بڑا relevant ہے اور میں شاہ صاحب سے کہوں گا کہ ہوں، specifice آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا میں وضاحت بھی کر سکتا ہوں۔اور میں یہ جانتا ہوں کہ منظور موحل صاحب بہت پرانے پارلیمنٹرین ہیں، مگر چونکہ ہم ایک ہی جانب بیٹھے ہیں اس لئے میں اس موقع پر جواب آں غزل کے طور پر کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ جناب میرا سوال یہ ہے کہ فاضل پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جواب میں یہ فرمایا ہے کہ پولیس کے محکمہ کے ریسٹ ھاؤسز میں کسی میں بھی ٹیلی فون کنکشن کی سہولت نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب آپ کو یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے آپ اپنا ضمنی سوال کریں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ مری ضلع راولپنڈی میں جو ریسٹ ھاؤس ہے وہاں پر ٹیلی فون کا اور بجلی کا کنکشن ہے یا نہیں ہے ؟

جناب سپیکر۔ جی مری میں جو پولیس کا ریسٹ ھاؤس ہے اس میں بجلی اور ٹیلی فون کنکشن ہے یا نہیں ہے؟ یہ ضمنی سوال ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری امور داخلہ۔ جناب والا میں نے پہلے یہ گزارش کی تھی کہ اکثر میں یہ سہولتیں میسر نہیں ہیں اور چند ایسے ریسٹ ھاؤسز ہیں جو نئے بنے ہیں جن میں یہ سہولتیں میسر ہیں اور مری میں

وہ ہے۔اور ہمارے سوال میں یہ جواب لکھا ہے کہ جتنا ریکارڈ ہمیں میسر آیا وہ سوال کا جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔اس کی تفصیل ایوان کی میز پر موجود ہے۔

جناب سپیکر۔ جی درست ہے کہ مری میں یہ سہولتیں موجود ہیں۔.....

چودھری محمد فاروق سپلیمنٹری سوال۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب والا، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب ایک مرتبہ یہ کہتے ہیں کہ نہ ہی بجلی اور ٹیلی فون کی سہولتیں میسر ہیں اس لئے بلوں کی تفصیل نہیں دی گئی۔ دوسری مرتبہ کہتے ہیں کہ یہ سہولتیں کچھ ریسٹ ھاؤسز میں موجود ہیں اور کچھ میں موجود نہیں ہیں، تیسری بار یہ کہتے ہیں کہ آئندہ جب اجلاس ہوگا اس میں رکھ دی جائے گی۔ان میں سے اس کا کونسا

جواب غلط ہے اور غلط جواب انہوں نے ایوان کے سامنے کس بنیاد پر پیش کیا؟

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب یہ ضمنی سوال کیا ہوا؟

چودھری محمد فاروق۔ انہوں نے متضاد باتیں کی ہیں، اور ان کے متضاد جوابات دیئے ہیں۔ ان کے دو متضاد جوابات میں سے ان کا کونسا جواب درست ہے پہلے والا کہ ان میں بجلی اور ٹیلی فون کی سہولتیں موجود نہیں ہیں یا دوسرے والا؟

جناب سپیکر۔ جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب.....

پارلیمانی سیکرٹری امور داخلہ۔ میں نے ان کو پہلے بھی گزارش کی تھی، ان کو غلطی لگی ہے یا انہوں نے سنا نہیں ہے۔ میں نے کہا تھا کے اکثر میں یہ نہیں ہے۔ اتنے ریسٹ ھاؤس بہت پرانے ہیں اور اکثر میں یہ سہولتیں میسر نہیں ہیں اور جو نئے بنے ہیں ان میں تقریباً یہ سہولتیں میسر ہیں۔ اور یہ ویلفیئر فنڈ کی طرف سے ہیں اس میں حکومت کا کوئی پیسہ شامل نہیں ہے۔ یہ Auditable Expenditure بھی نہیں ہے، یہ ان کا اپنا فنڈ ہے، جو شاہ صاحب نے پہلے فرمایا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے تو یہ اس طرح ہوتا ہے کہ وہ اپنی تنخواہوں میں سے کچھ حصہ کٹوا کے آئی جی سے لیکر کانسٹیبل تک ان کا ہر ماہ 40 ہزار روپیہ جمع ہوتا ہے اور سال کا 4.80 لاکھ تقریباً بنتا ہے اور یہ ان کا اپنا فنڈ ہے اس میں حکومت کا کوئی فنڈ شامل نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ اگلا سوال جناب ایس اے حمید.....

چودھری محمد فاروق۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا، پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے ضمنی سوال شروع ہوتے ہوئے جب جواب دیا، آپ ٹیپ ریکارڈ چلا کر دیکھ لیں۔ انہوں نے واضح الفاظ میں کہا تھا کہ یہ ریسٹ ھاؤس بہت پرانے بنے ہوئے ہیں۔ ان میں سے کسی میں ٹیلیفون اور بجلی کی سہولت موجود ہی نہیں ہے۔ اب یہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ جواب نہیں دیا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ایوان کے اندر غلط بیانی سے کام کیا جا رہا ہے۔ ٹیپ ریکارڈ چلا کے دیکھیں۔ میرا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر۔ بعد ازاں پارلیمانی سیکرٹری نے ریکارڈ دیکھ کے یہ ترمیم کی تھی کہ بعض بہت پرانے ریسٹ ھاؤس ہیں لیکن جو نئے بنے ہیں، ان میں یہ سہولتیں موجود ہیں۔

راجہ محمد بشارت خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا میں آپ کے توسط سے قابل احترام پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جس وقت سے اس محکمے کے متعلق وقفہ

سوالات شروع ہوا ہے، عام تاثر یہ پایا جا رہا ہے کہ حقائق کو چھپایا جا رہا ہے اور جوابات غلط دیئے جا رہے ہیں۔ اور آج کے اجلاس میں خاص طور پر اس سے پہلے محکمہ مال کے سوالات میں بھی ابہام پایا گیا اور اب بھی ابہام ہے۔ اور میں اس کی نشان دہی کرتا ہوں کہ میرے حلقے میں، راولپنڈی کنٹونمنٹ بورڈ میں پولیس کا ریسٹ ہاؤس موجود ہے۔ لیکن اس کا یہاں ذکر تک نہیں کیا گیا۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جوابات غلط دیے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا تدارک ہونا چاہیے۔

راجہ خلیق اللہ خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ کہنا کہ جواب غلط ہے، اس کا ایک طریقہ رولز میں درج ہے۔ اگر کوئی جواب غلط آتا ہے تو اس کے لئے تحریک استحقاق پیش ہو سکتی ہے کہ فلاں منسٹر نے یہ جواب دیا جو کہ غلط تھا۔ اس کا طریقہ رولز میں متعین ہے۔

جناب سپیکر۔ راجہ خلیق اللہ خان کا پوائنٹ آف آرڈر بڑا صحیح ہے اور ایوان کی رہنمائی کے لئے ہے۔ اس کے لئے آپ کے رولز میں ایک مروجہ طریق کار ہے کہ کہیں آپ محسوس کرتے ہیں کہ جواب غلط ہے تو اس پر تحریک استحقاق آ سکتی ہے۔ لیکن اس کی admissibility صرف اس صورت میں بنتی ہے جب وہ جواب جان بوجھ کر غلط دیا گیا ہو اور ایوان کو mislead کیا گیا ہو۔

راجہ محمد بشارت خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ وقفہ سوالات کے دوران پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں آج آپ اتنے Crazy کیوں ہیں؟ آپ پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں اتنے کیوں مشتاق ہیں؟

چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحبان تیاری کر کے ایوان میں آیا کریں اور غلط جواب نہ دیا کریں، بلکہ خود تحقیقات کیا کریں اس کے بعد ہم پوائنٹ آف آرڈر پیش نہیں کیا کریں گے۔ لیکن اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحبان غلط جوابات دیتے جایا کریں گے اور محکموں کے حقائق کو چھپانے کی کوششوں میں یہ بھی شامل ہو جائیں گے تو پھر پوائنٹ آف آرڈر اٹھائے جایا کریں گے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ۔ جناب والا، ملتان اور فیصل آباد میں پولیس کلب ہیں جہاں پر ٹیلیفون اور کمرے ہیں۔ ملتان میں پولیس کلب ہے۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرمائیں گے کہ انھوں نے پولیس ریسٹ ہاؤسوں کے جوابات دیئے ہیں، اس میں پولیس کلب شامل ہیں یا نہیں؟

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ جناب سپیکر۔ آپ کے نوٹس میں یہ بات آ چکی ہے کہ اکثر سوالوں کے

جواب غلط آئے ہیں۔ میرے محترم بھائی راجہ صاحب کی بات بھی صحیح ہے کہ غلط جواب کے سلسلے میں تحریک استحقاق آنی چاہیے۔ وہی ایک طریق کار ہے لیکن یہاں تو سینکڑوں تحاریک استحقاق آ جائیں گی۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ آپ براہ مہربانی ایک جنرل انسٹرکشن جاری فرمائیں کہ آئندہ کے لئے صحیح جوابات دیا کریں تاکہ ایوان کا وقت بھی ضائع نہ ہو اور ایوان کا استحقاق بھی مجروح نہ ہو۔ آپ جنرل طور پر ایک ہدایت فرمائیں۔

جناب سپیکر۔ آپ کی اطلاع کے لئے میں یہ کہوں گا کہ میں نے پہلے ضمنی سوال پر ہی پارلیمانی سیکرٹری ہوم کو یہ کہا ہے کہ جو چیزیں اس سوال کے جواب میں نہیں دی گئیں۔ اس سوال کا جواب اسی اجلاس میں ایوان میں آنا چاہیے۔ وہ جواب اسی اجلاس میں مہیا ہو گا۔ اور اس پر آپ ضمنی سوالات بھی کر سکیں گے۔ یہ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں۔

صوبہ میں پولیس کی تعداد

*123۔ جناب ایس اے حمید۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.....

(الف) صوبہ میں پولیس کی کل تعداد کیٹیگری وار کیا ہے ہر ضلع کی علیحدہ علیحدہ تعداد بتائی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کے ہر ضلع میں آبادی کے تناسب سے پولیس کی تعداد مقرر کی جاتی ہے۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو 1970ء میں پولیس کی تعداد کیا تھی اور 1990ء میں کیا ہے کیٹیگری وار اور ضلع وار تفصیلات فراہم کی جائیں؟

ملک محمد عباس کھوکھر (پارلیمانی سیکرٹری)۔

(الف) صوبہ پنجاب میں پولیس کی موجودہ تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

آئی جی۔	1	اے۔ایس پی / ڈی ایس پی	392
ایڈیشنل آئی جی۔	2	انسپکٹر۔	1252
ڈی۔آئی۔جی	13	سب انسپکٹر۔	3567
اے۔آئی۔جی	6	اے ایس آئی۔	2523
		ہیڈ کانسٹیبل۔	9730
ایس ایس پی / ایس پی۔	105	کانسٹیبل۔	64,490

ضلع وار تفصیل لف ہذا ہے۔

(ب) ہر ضلع میں پولیس کی تعداد آبادی۔ کرائم ودیگر عوامل۔ ٹریفک اور امن وامان واچ اینڈ وارڈ تفتیشی عملہ ریزرو ہائے ٹریفک ڈیوٹی ودیگر ڈیوٹیوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ جو کہ ازروئے پولیس رولز 2 ، 2 مندرجہ زیل فارمولے سے مقرر کی جاتی ہے۔

1۔ واچ اینڈ وارڈ۔ یہ نفری شہری تھانہ جات جو کہ شہروں وقصبوں اور چھاؤنیوں جن میں آبادی تیس ہزار (30,000 ،00) افراد پر مشتمل ہوتی ہے مندرجہ زیل فارمولے کے تحت متعین کی جاتی ہے۔

(i) چار سو پچاس کی آبادی پر ایک کانسٹیبل۔
(ii) دس کانسٹیبلان پر ایک ہیڈ کانسٹیبل۔
(iii) پانچ کانسٹیبلان پر ایک اے۔ایس۔آئی۔
(iv) ایک سو کانسٹیبلان پر ایک سب انسپکٹر۔

2۔ برائے تفتیشی عملہ مقدمات کی تفتیش کے لئے نفری متعین کرتے وقت مندرجہ زیل فارمولے کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

(i) ہر پچاس مقدامات کے لئے ایک ماتحت اعلیٰ یعنی سب انسپکٹر / اے ایس آئی اسی طرح دو سو عام جرائم پر ایک ایس۔آئی مقرر کیا جاتا ہے۔ ہر تفتیشی افسر کے ساتھ دو کانسٹیبلان متعین کئے جاتے ہیں۔

3۔ اس کے علاوہ ریزرو ہائے اور ٹریفک ڈیوٹیاں آبادی وامن وامان کی مجموعی صورتحال اور ٹریفک لوڈ کو مدنظر رکھتے ہوئے مقرر کی جاتی ہے۔

(ج) تعداد نفری 1970ء

آئی جی۔	1	انسپکٹر۔	248
ایڈیشنل آئی جی	1	سب انسپکٹر۔	1307
ڈی آئی جی۔	7	اے ایس آئی۔	1961
اے آئی جی۔	2	ہیڈ کانسٹیبلان۔	35,111
ایس پی / اے ایس پی۔	32	کانسٹیبلان۔	23640

تعداد نفری 1990

آئی جی۔	1	انسپکٹر۔	1256
ایڈیشنل آئی جی۔	2	سب انسپکٹر۔	3567
ڈی آئی جی۔	18	اے ایس آئی۔	6563
اے [illegible]۔	6	ہیڈ کانسٹیبلان۔	9730
[illegible]	105	کانسٹیبلان۔	64490
[illegible] پی / ڈی ایس پی۔	392		

ضلع وار تفصیل لف ہے۔

[illegible] پولیس آف پنجاب۔		ایڈیشنل آئی جی پی	-
آئی جی پی		آئی جی	1
ایڈیشنل آئی جی پی	1	اے آئی جی	1
ڈی آئی جی	1	ایس پی	2
اے آئی جی	2	ڈی ایس پی	-
ایس پی	6	اے ایس پی	1
ڈی ایس پی	1	انسپکٹر	-
اے ایس پی	2	سب انسپکٹر	-
انسپکٹر	4	اسسٹنٹ سب انسپکٹر	-
سب انسپکٹر	-	ہیڈ کانسٹیبل	-
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	-	کانسٹیبل	4
ہیڈ کانسٹیبل	-	دفتر ڈی آئی جی گوجرانوالہ رینج	
کانسٹیبل	3	آئی جی پی	-
دفتر ڈی آئی جی لاہور رینج		ایڈیشنل آئی جی پی	-
آئی جی پی	-	ڈی آئی جی	1
		اے آئی جی	-

ایس پی	1
ڈی ایس پی	2
اے ایس پی	–
انسپکٹر	1
سب انسپکٹر	1
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	–
ہیڈ کانسٹیبل	–
کانسٹیبل	5
دفتر ڈی آئی جی راولپنڈی رینج	
آئی جی پی	–
ایڈیشنل آئی جی پی	–
ڈی آئی جی	1
اے آئی جی	–
ایس پی	1
ڈی ایس پی	2
اے ایس پی	2
انسپکٹر	1
سب انسپکٹر	–
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	–
ہیڈ کانسٹیبل	–
کانسٹیبل	5
دفتر ڈی آئی جی ملتان رینج	
آئی جی پی	–
ایڈیشنل آئی جی پی	–
ڈی آئی جی	1

اے آئی جی	–
ایس پی	2
ڈی ایس پی	2
اے ایس پی	1
انسپکٹر	–
سب انسپکٹر	–
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	–
ہیڈ کانسٹیبل	–
کانسٹیبل	5
دفتر ڈی آئی جی ڈیرہ غازی خان رینج	
آئی جی پی	–
ایڈیشنل آئی جی پی	–
ڈی آئی جی	1
اے آئی جی	–
ایس پی	1
ڈی ایس پی	2
اے ایس پی	2
انسپکٹر	–
سب انسپکٹر	1
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	–
ہیڈ کانسٹیبل	–
کانسٹیبل	5
دفتر ڈی آئی جی سرگودھا رینج	
آئی جی پی	–
ایڈیشنل آئی جی پی	–

ڈی آئی جی	1
اے آئی جی	-
ایس پی	1
ڈی ایس پی	2
اے ایس پی	-
انسپکٹر	1
سب انسپکٹر	-
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	-
ہیڈ کانسٹیبل	-
کانسٹیبل	5
دفتر ڈی آئی جی فیصل آباد رینج	
آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی پی	-
ڈی آئی جی	1
اے آئی جی	-
ایس پی	1
ڈی ایس پی	2
اے ایس پی	2
انسپکٹر	-
سب انسپکٹر	1
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	-
ہیڈ کانسٹیبل	-
کانسٹیبل	5
دفتر ڈی آئی جی بہاولپور رینج	
آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی پی	-
ڈی آئی جی	1
اے آئی جی	-
ایس پی	1
ڈی ایس پی	2
اے ایس پی	2
انسپکٹر	-
سب انسپکٹر	1
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	-
ہیڈ کانسٹیبل	-
کانسٹیبل	5
اضلاع	
لاہور	
آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی پی	-
ڈی آئی جی	-
اے آئی جی	-
ایس پی	9
ڈی ایس پی	25
انسپکٹر	131
سب انسپکٹر	496
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	1067
ہیڈ کانسٹیبل	1479
کانسٹیبل	12070
قصور	
آئی جی پی	-

ایڈیشنل آئی جی پی	–
ڈی آئی جی	–
اے آئی جی	–
ایس پی	1
ڈی ایس پی	5
انسپکٹر	21
سب انسپکٹر	59
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	130
ہیڈ کانسٹیبل	126
کانسٹیبل	950

شیخوپورہ

آئی جی پی	–
ایڈیشنل آئی جی پی	–
ڈی آئی جی	–
اے آئی جی	–
ایس پی	1
ڈی ایس پی	7
انسپکٹر	32
سب انسپکٹر	100
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	232
ہیڈ کانسٹیبل	194
کانسٹیبل	1569

اوکاڑہ

آئی جی پی	—
ایڈیشنل آئی جی پی	—
ڈی آئی جی	—
اے آئی جی	—
ایس پی	1
ڈی ایس پی	5
انسپکٹر	23
سب انسپکٹر	70
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	129
ہیڈ کانسٹیبل	101
کانسٹیبل	838

لاہور رینج ریزرو

آئی جی پی	–
ایڈیشنل آئی جی پی	–
ڈی آئی جی	–
اے آئی جی	–
ایس پی	–
ڈی ایس پی	1
انسپکٹر	1
سب انسپکٹر	6
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	–
ہیڈ کانسٹیبل	27
کانسٹیبل	205

گوجرانوالہ

آئی جی پی	–
ایڈیشنل آئی جی پی	–
ڈی آئی جی	–

اے آئی جی	-
ایس پی	3
ڈی ایس پی	10
انسپکٹر	49
سب انسپکٹر	142
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	302
ہیڈ کانسٹیبل	235
کانسٹیبل	2032
سیالکوٹ	
آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی پی	-
ڈی آئی جی	-
اے آئی جی	-
ایس پی	1
ڈی ایس پی	9
انسپکٹر	49
سب انسپکٹر	100
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	263
ہیڈ کانسٹیبل	240
کانسٹیبل	1942
گجرات	
آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی پی	-
ڈی آئی جی	-
اے آئی جی	-
ایس پی	1
ڈی ایس پی	8
انسپکٹر	35
سب انسپکٹر	99
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	191
ہیڈ کانسٹیبل	190
کانسٹیبل	1574
گوجرانوالہ رینج ریزرو	
آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی پی	-
ڈی آئی جی	-
اے آئی جی	-
ایس پی	-
ڈی ایس پی	-
انسپکٹر	-
سب انسپکٹر	1
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	3
ہیڈ کانسٹیبل	10
کانسٹیبل	200
راولپنڈی	
آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی پی	-
ڈی آئی جی	-
اے آئی جی	-
ایس پی	4
ڈی ایس پی	18
انسپکٹر	60

سب انسپکٹر	246
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	395
ہیڈ کانسٹیبل	673
کانسٹیبل	4523
چکوال	
آئی جی پی	–
ایڈیشنل آئی جی پی	–
ڈی آئی جی	–
اے آئی جی	–
ایس پی	1
ڈی ایس پی	6
انسپکٹر	17
سب انسپکٹر	35
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	48
ہیڈ کانسٹیبل	94
کانسٹیبل	632
اٹک	
آئی جی پی	–
ایڈیشنل آئی جی پی	–
ڈی آئی جی	–
اے آئی جی	–
ایس پی	۱
ڈی ایس پی	۲
انسپکٹر	20
سب انسپکٹر	29
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	68
ہیڈ کانسٹیبل	110
کانسٹیبل	803
جہلم	
آئی جی پی	–
ایڈیشنل آئی جی پی	–
ڈی آئی جی	–
اے آئی جی	–
ایس پی	1
ڈی ایس پی	7
انسپکٹر	18
سب انسپکٹر	26
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	51
ہیڈ کانسٹیبل	122
کانسٹیبل	785
راولپنڈی رینج ریزرو	
آئی جی پی	–
ایڈیشنل آئی جی پی	–
ڈی آئی جی	–
اے آئی جی	–
ایس پی	–
ڈی ایس پی	–
انسپکٹر	–
سب انسپکٹر	5
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	–
ہیڈ کانسٹیبل	20

کانسٹیبل	200
ملتان	
آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی پی	-
ڈی آئی جی	-
اے آئی جی	-
ایس پی	3
ڈی ایس پی	11
انسپکٹر	51
سب انسپکٹر	135
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	253
ہیڈ کانسٹیبل	294
کانسٹیبل	2424
خانیوال	
آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی	-
ڈی آئی جی	-
اے آئی جی	-
ایس پی	1
ڈی ایس پی	6
انسپکٹر	19
سب انسپکٹر	54
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	120
ہیڈ کانسٹیبل	110
کانسٹیبل	830

ساہیوال	
آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی	-
ڈی آئی جی	-
اے آئی جی	-
ایس پی	2
ڈی ایس پی	6
انسپکٹر	28
سب انسپکٹر	85
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	166
ہیڈ کانسٹیبل	157
کانسٹیبل	1185
پاکپتن	
آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی	-
ڈی ڈی آئی جی	-
اے آئی جی	-
ایس پی	1
ڈی ایس پی	3
انسپکٹر	7
سب انسپکٹر	19
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	50
ہیڈ کانسٹیبل	73
کانسٹیبل	319

دھاڑی	
آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی	-
ڈی آئی جی	-
اے آئی جی	-
ایس پی	1
ڈی ایس پی	6
انسپکٹر	21
سب انسپکٹر	55
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	116
ہیڈ کانسٹیبل	91
کانسٹیبل	838
ملتان رینج ریزرو	
آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی	-
ڈی آئی جی - اے آئی جی	-
ایس پی	-
ڈی ایس پی	-
انسپکٹر	-
سب انسپکٹر	2
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	-
ہیڈ کانسٹیبل	8
کانسٹیبل	80
ڈیرہ غازی خان	
آئی جی پی	-

ایڈیشنل آئی جی	-
آئی جی	-
اے آئی جی	-
ایس پی	2
ڈی ایس پی	4
انسپکٹر	20
سب انسپکٹر	49
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	55
ہیڈ کانسٹیبل	121
کانسٹیبل	788
راجن پور آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی	-
آئی جی	-
اے آئی جی	-
ایس پی	1
ڈی ایس پی	6
انسپکٹر	18
سب انسپکٹر	36
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	70
ہیڈ کانسٹیبل	71
کانسٹیبل	606
مظفر گڑھ	
آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی	-
آئی جی	-

اے آئی جی	-
ایس پی	1
ڈی ایس پی	6
انسپکٹر	18
سب انسپکٹر	47
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	74
ہیڈ کانسٹیبل	120
کانسٹیبل	861
لیہ	
آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی	-
ڈی آئی جی	-
اے آئی جی	-
ایس پی	1
ڈی ایس پی	6
انسپکٹر	13
سب انسپکٹر	37
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	65
ہیڈ کانسٹیبل	74
کانسٹیبل	478
ڈیرہ غازی خان	
آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی	-
ڈی آئی جی	-
اے آئی جی	-
ایس پی	-
ڈی ایس پی	-
انسپکٹر	-
سب انسپکٹر	2
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	-
ہیڈ کانسٹیبل	8
کانسٹیبل	80
سرگودھا	
آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی پی	-
ڈی آئی جی	-
اے آئی جی	-
ایس پی	3
ڈی ایس پی	6
انسپکٹر	33
سب انسپکٹر	84
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	186
ہیڈ کانسٹیبل	165
کانسٹیبل	1341
خوشاب	
آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی پی	-
ڈی آئی جی	-
اے آئی جی	-
ایس پی	1
ڈی ایس پی	5
انسپکٹر	13

سب انسپکٹر	38
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	61
ہیڈ کانسٹیبل	73
کانسٹیبل	545
میانوالی	
ائی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی پی	-
ڈی آئی جی	-
اے آئی جی	-
ایس پی	1
ڈی ایس پی	6
انسپکٹر	15
سب انسپکٹر	44
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	87
ہیڈ کانسٹیبل	113
کانسٹیبل	823
بھکر	
ائی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی پی	-
ڈی آئی جی	-
اے آئی جی	-
ایس پی	1
ڈی ایس پی	6
انسپکٹر	12
سب انسپکٹر	36
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	59
ہیڈ کانسٹیبل	72
کانسٹیبل	524
سرگودھا رینج ریزرو	
ائی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی پی	-
ڈی آئی جی	-
اے آئی جی	-
ایس پی	-
ڈی ایس پی	-
انسپکٹر	-
سب انسپکٹر	2
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	-
ہیڈ کانسٹیبل	8
کانسٹیبل	80
فیصل آباد	
ائی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی پی	-
ڈی آئی جی	-
اے آئی جی	-
ایس پی	4
ڈی ایس پی	11
انسپکٹر	50
سب انسپکٹر	199
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	342
ہیڈ کانسٹیبل	446
کانسٹیبل	3960

ٹوبہ ٹیک سنگھ	
آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی پی	-
ڈی آئی جی	-
اے آئی جی	-
ایس پی	1
ڈی ایس پی	6
انسپکٹر	17
سب انسپکٹر	41
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	79
ہیڈ کانسٹیبل	75
کانسٹیبل	729
جھنگ	
آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی پی	-
ڈی آئی جی	-
اے آئی جی	-
ایس پی	1
ڈی ایس پی	6
انسپکٹر	22
سب انسپکٹر	76
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	126
ہیڈ کانسٹیبل	148
کانسٹیبل	1195

فیصل آباد رینج ریزرو	
آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی پی	-
ڈی آئی جی	-
اے آئی جی	-
ایس پی	-
ڈی ایس پی	-
انسپکٹر	-
سب انسپکٹر	2
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	-
ہیڈ کانسٹیبل	8
کانسٹیبل	80
بہاولپور	
آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی پی	-
ڈی آئی جی	-
اے آئی جی	-
ایس پی	3
ڈی ایس پی	5
انسپکٹر	29
سب انسپکٹر	54
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	98
ہیڈ کانسٹیبل	159
کانسٹیبل	1234
بہاولنگر	
آئی جی پی	

ایڈیشنل آئی جی پی	-
ڈی آئی جی	-
اے آئی جی	-
ایس پی	1
ڈی ایس پی	7
انسپکٹر	26
سب انسپکٹر	49
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	92
ہیڈ کانسٹیبل	130
کانسٹیبل	948
رحیم یار خان	
آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی پی	-
ڈی آئی جی	-
اے آئی جی	-
ایس پی	1
ڈی ایس پی	7
انسپکٹر	31
سب انسپکٹر	71
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	141
ہیڈ کانسٹیبل	156
کانسٹیبل	1311
بہاولپور رینج ریزرو	
آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی پی	-
ڈی آئی جی	-
اے آئی جی	-
ایس پی	-
ڈی ایس پی	-
انسپکٹر	-
سب انسپکٹر	2
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	-
ہیڈ کانسٹیبل	8
کانسٹیبل	80
اے ایس پی ٹریننگ ریزرو	
آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی پی	-
ڈی آئی جی	-
اے آئی جی	-
ایس پی	-
ڈی ایس پی	15
انسپکٹر	-
سب انسپکٹر	-
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	-
ہیڈ کانسٹیبل	-
کانسٹیبل	-
ٹیلی کمیونیکیشن	
آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی پی	-
ڈی آئی جی / اے آئی جی	-
ایس پی	2
ڈی ایس پی	7

انسپکٹر	22
سب انسپکٹر	92
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	114
ہیڈ کانسٹیبل	828
کانسٹیبل	2413
موٹر ٹرانسپورٹ ورکشاپ	
آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی پی	-
ڈی آئی جی	-
اے آئی جی	-
ایس پی	1
ڈی ایس پی	1
انسپکٹر	6
سب انسپکٹر	22
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	107
ہیڈ کانسٹیبل	129
کانسٹیبل	532
وزیراعظم ہاؤس / سیکرٹریٹ	
آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی پی	-
ڈی آئی جی	-
اے آئی جی	-
ایس پی	4
ڈی ایس پی	5
انسپکٹر	2
سب انسپکٹر	34
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	9
ہیڈ کانسٹیبل	173
کانسٹیبل	487
پنجاب کانسٹیبلری	
ڈی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی پی	-
ڈی آئی جی	1
اے آئی جی	-
ایس پی	6
ڈی ایس پی	27
انسپکٹر	90
سب انسپکٹر	294
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	841
ہیڈ کانسٹیبل	1149
کانسٹیبل	9679
سپیشل برانچ	
آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی پی	1
ڈی آئی جی	3
اے آئی جی	
ایس پی	15
ڈی ایس پی	41
انسپکٹر	78
سب انسپکٹر	224
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	253
ہیڈ کانسٹیبل	370
کانسٹیبل	835

کرائم برانچ

آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی پی	-
ڈی آئی جی	1
اے آئی جی	-
ایس پی	5
ڈی ایس پی	17
انسپکٹر	15
سب انسپکٹر	65
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	35
ہیڈ کانسٹیبل	64
کانسٹیبل	109

پولیس فورس رضاکار پنجاب پولیس ٹریننگ

آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی پی	-
ڈی آئی جی	-
اے آئی جی	-
ایس پی	-
ڈی ایس پی	1
انسپکٹر	1
سب انسپکٹر	6
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	36
ہیڈ کانسٹیبل	108
کانسٹیبل	34

کالج / سکول / سنٹر

آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی پی	-
ڈی آئی جی	1
اے آئی جی	-
ایس پی	1
ڈی ایس پی	18
انسپکٹر	41
سب انسپکٹر	145
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	299
ہیڈ کانسٹیبل	452
کانسٹیبل	460

ہائی وے ٹریفک

آئی جی پی	-
ایڈیشنل آئی جی پی	-
ڈی آئی جی	1
اے آئی جی	-
ایس پی	8
ڈی ایس پی	13
انسپکٹر	99
سب انسپکٹر	46
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	4
ہیڈ کانسٹیبل	111
کانسٹیبل	297

یکم جنوری 1991 کو پنجاب کی تمام نفری

آئی جی پی	1
ایڈیشنل آئی جی پی	2
ڈی آئی جی	18

اے آئی جی	6
ایس پی	105
ڈی ایس پی	392
انسپکٹر	1256
سب انسپکٹر	3567
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	6563
ہیڈ کانسٹیبل	9730
کانسٹیبل	64490

جناب ایس اے حمید۔ جناب والا، میرے سوال کے جز "ب" میں یہ کہا گیا ہے

"کیا یہ درست ہے کہ ہر ضلع میں آبادی کے تناسب سے پولیس کی تعداد مقرر کی جاتی ہے" میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہوں گا۔ پہلے تو اس سوال کے جواب کو گول کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور دوسرے یہ ہے کہ فیصل آباد میں جرائم کی شرح اور آبادی گوجرانوالہ ضلع کی نسبت کم ہے۔ جبکہ فیصل آباد میں پولیس کی نفری گوجرانوالہ سے تقریباً دگنی ہے۔ یعنی گوجرانوالہ میں 2032 پولیس کی نفری ہے اور فیصل آباد میں 3960 ۔ کیا متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری یہ بتائیں گے کہ یہ فرق کیوں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری امور داخلہ۔ جناب سپیکر، ہر شہر کی آبادی کے لحاظ سے یہ تین طریقے ہیں جس سے بھرتی کی جاتی ہے اور پولیس کی تعداد مقرر کی جاتی ہے۔ میرے فاضل دوست اگر کسی خاص شہر کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے تازہ سوال دیں تو میں وہ تفصیل پیش کر دوں گا۔ لیکن اس میں بھرتی تین طریقوں سے کرتے ہیں کہ تفتیشی عملہ علیحدہ ہوتا ہے، watch and ward والے علیحدہ ہوتے ہیں اور ٹریفک پولیس اور ریزرو علیحدہ ہوتے ہیں۔ وہ اس شہر کی آبادی کے مطابق ہوتے ہیں جو جواب میں تفصیل دے دی گئی ہے۔ اگر یہ کسی ایک شہر کے بارے میں علیحدہ پوچھنا چاہیں تو میں گزارش کروں گا کہ یہ تازہ سوال دیں، ان کو تفصیل مہیا کر دی جائے گی۔

جناب ایس اے حمید۔ جناب سپیکر۔ پارلیمانی سیکرٹری میرے سوال کو سمجھ نہیں سکے۔ Clear cut لکھا ہوا ہے کہ کیا آبادی کے تناسب سے پولیس کی بھرتی کی جاتی ہے۔ اور جواب انھوں نے "ھاں" میں لکھا ہے۔ لیکن اس کے مقابلے میں جو اعداد و شمار انھوں نے دئے ہیں، صفحہ 14 اور 15

پر اس میں اگر آپ ملاحظہ فرمائیں تو گوجرانوالہ میں تقریباً 2032 نفری ہے جبکہ 15 پر فیصل آباد کے آگے 3260 نفری درج ہے۔ تو جب Crime rate بھی گوجرانوالہ کا زیادہ ہے اور آبادی بھی زیادہ ہے تو پھر نفری میں اتنا فرق کیوں ہے؟ یا یہ کہیں کہ آبادی کے لحاظ سے نفری تعینات نہیں کی جاتی، یا پھر یہ کہیں کہ کم کی گئی۔

پارلیمانی سیکرٹری امور داخلہ۔ جناب سپیکر۔ فیصل آباد میں واچ اینڈ وارڈ کے تحت زیادہ بھرتی کی گئی تھی۔ یہ صحیح ہے۔ تجرباتی طور پر وہاں یہ کام شروع کیا گیا تھا جو کہ گوجرنوالہ میں ابھی شروع نہیں ہوا۔ اس لئے فیصل آباد میں واچ اینڈ وارڈ کی نفری گوجرانوالہ سے زیادہ ہے۔

جناب سپیکر۔ وقفہ سوالات کا وقت ختم ہوا چاہتا ہے۔

جناب ایس اے حمید۔ جناب والا، واچ اینڈ وارڈ کی مقدار تو بڑی قلیل ہے۔ وہ نفری دو تین سو کے قریب ہے۔ جبکہ یہاں فرق ہزاروں کا ہے۔ میرا سوال کرنے کا مقصد یہی تھا کہ اس وقت پنجاب میں 35 ہزار کی کمی ہے۔

جناب سپیکر۔ ایس اے حمید صاحب۔ آپ کا خیال یہ ہے کہ آپ اس سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہیں اور آپ چاہتے ہیں کہ اس کو thrash out کیا جائے، اس کو pending کر لیا جائے۔

جناب ایس اے حمید۔ جی ہاں۔

جناب سپیکر۔ اس سوال کو pending کر لیتے ہیں۔ اگلے کسی سیشن میں اسکو Take up کر لیں گے۔ ہم دیکھ لیتے ہیں کہ کل یا پرسوں وقفہ سوالات کی پوزیشن کے مطابق کہ جس دن سوالات کم ہوں گے اس میں ہم اس کو Take up کر لیں گے۔

چودھری محمد فاروق۔ اور بقیہ سوالات کی کیا پوزیشن ہو گی؟

جناب سپیکر۔ بقیہ سوالات تو آج ٹیبل کرنے ہوں گے۔

جناب حاجی محمد افضل چن۔ پوائنٹ آف آرڈر.....

جناب سپیکر۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ ملک صاحب۔ آپ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب والا۔ میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور انکے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

صوبہ میں اے ایس آئی کی بھرتی کی تفصیل

*130۔ حاجی محمد افضل چن۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.....

(الف) نگران حکومت نے 6 اگست تا یکم نومبر 1990ء تک صوبے میں کتنے اے ایس آئی بھرتی کئے ان کے نام اور پتہ جات کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) جو اے ایس آئی بھرتی کئے گئے ہیں وہ کس کس حلقہ سے اور کس کس کی سفارش پر بھرتی کئے گئے ہیں مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ۔

(الف) نگران حکومت نے 6 اگست تا یکم نومبر 1990ء تک کوئی اے ایس آئی بھرتی نہیں کئے ہیں۔

(ب).....

مقدمہ نمبر 228 تھانہ میانہ گوندل ضلع گجرات کی تفتیش

*136۔ حاجی محمد افضل چن۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مسماۃ کنیز فاطمہ زوجہ فیاض حسین شاہ سکنہ اھلی دربار داخلی چک نمبر 27 تھانہ میانہ گوندل ضلع گجرات کے بیان پر حدود آرڈیننس کے تحت زنا کا مقدمہ تھانہ میانہ گوندل میں درج ہوا تھا۔ اگر ایسا ہے تو ایف آئی آر میں کتنے ملزمان کو نامزد کیا گیا اور ان کو کتنے روز زیر تفتیش رکھا گیا اور کتنے روز وہ حوالات میں رہے۔ ایف آئی آر کی نقل ایوان میں پیش کی جائے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پولیس نے اس مقدمہ کی تفتیش میں جان بوجھ کر ملزمان کی حمائت کی ہے۔

(ج) مقدمہ مذکورہ بالا کی تفتیش کس آفیسر نے کی اور اس میں کتنے لوگوں کو شامل تفتیش کیا گیا۔ کیا ان میں ایف آئی آر میں درج رکن اسمبلی کو بھی شامل تفتیش کیا گیا تھا۔

(د) اگر جزھائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ مقدمہ کی تفتیش دوبارہ کرائمز برانچ سے کروانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اسکی کیا وجوحات ہیں؟

وزیر اعلیٰ۔

(الف) یہ حقیقت ہے کہ مسماۃ کنیز فاطمہ زوجہ فیاض حسین شاہ سکنہ اہلی دربار دامن چک نمبر 27 تھانہ میانہ گوندل ضلع گجرات کے بیان پر مقدمہ نمبر 228 مورخہ 9-4-30 اسلامک لاء تھانہ میانہ گوندل درج رجسٹر ہوا۔ دو کس ملزمان نمبر 1 محمد حنیف ولد فضل حسین قوم اعوان سکنہ چک نمبر 28 (نمبر 2) اعجاز ولد شانہ قوم گوندل سکنہ ڈیرہ بکھو والہ چک نمبر 28 نامزد تھے۔ جو 16-5-89 کو گرفتار ہوئے۔ اور 17-5-89 کو دو ملزمان کا ملاحظہ ڈاکٹری کروانے کے بعد حوالات جو ڈیشل مورخہ 18-5-89 کو ہی بکھوائے گئے۔ ایک دن رات تھانہ رہے۔ (نقل ایف آئی آر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

Book No: 0029775
Serial No.
C.O./C.E.No. 2- Chemical examiner.

REPORT OF THE CHEMICAL EXAMINER FOR THE PUNJAB
LAHORE

(Admissible as evidence under Section 510 of the Code of Criminal Procedure).
In case of Kanex Fatima W/O Fayyaz Hussain Shah.
I HEREBY CERTIFY that I received by C.Mohammad Azam NO. 483 packet from the Dr. Zahida Perveen. W.M.O of T.L Hospital Mandi Bahauddin. alleged to have been despatched by him on the 30th of April,89 refferred to in his office MLC No. 12-B/89 dated 30.4.89 and received by me on the 3rd of the May,89

2. The packet consisted of a One sealed vial. vwas sealed with a seal bearing the impression of the invoice hereunto attached, and reached me with 2 seals Intact.

The contents of the packet were as follows:-

Vainal swabs.....Two.

3. The above seals were opened in my presence and the contents of the packet were duly examined by me, remaining under my immediate custody until the examination was completed.

4. The material I was led to examine for were:- Semen.

Assistant Chemical Examiner

5. The result was as follows:- Above swabs are not stained with semen.

6. Note:-
(i) This report is being issued without any cutting/erasers or over-writings.
(ii) For the lests performed to reach the above-mentioned results kindly see overleaf.
(iii) Any report without embossing mark is not genuine.

No. 707/S
Lahore:3
CHEMICAL EXAMINER'S OFFICE: Chemical Examiner
The 4-5-1989. (Govt of the Punjab Lahore)
Enclosures CHEMICAL EXAMINER
to the Punjab Government Lahore.

(ب) پولیس نے ہر دو ملزمان کی جان بوجھ کر امداد نہ کی ہے۔ مدعیہ کا ملاحظہ ڈاکٹری ہونے پر " "
Swab مرسلہ لیڈی ڈاکٹر دفتر کیمیکل ایگزامینر لاہور بھجوائے گئے جو دفتر کیمیکل ایگزامینر لاہور سے نتیجہ منفی موصول ہوا ہے۔ نیز مدعیہ نے FIR میں وقوعہ 89-4-27 کا تحریر کروایا۔ لیکن 89-4-27 کو بوقت وقوعہ ہر دو ملزمان کی عدالت علاقہ مجسٹریٹ جناب راؤ غلام حسین، منڈی بہاوالدین میں حاضری تصدیق ہوئی اور غلام عباس گواہ مندرجہ FIR کے ساتھ مجسٹریٹ منڈی بہاوالدین کی عدالت بوقت و بروز وقوعہ حاضر تھا، جس کے مطابق ریکارڈ عدالت بھی حاضری میں تصدیق ہوئی۔ جس کی تحریری تصدیق علاقہ مجسٹریٹ راؤ غلام حسین صاحب کے ریڈر احمد شاہ نے کی۔
(ج) محمد عارف سب انسپکٹر تھانہ گوندل نے اولاً تفتیش مقدمہ ہذا عمل میں لائی۔ بعدہ تفتیش مقدمہ سلطان احمد انسپکٹر CIA سٹاف گجرات نے کی۔ دوران تفتیش 15 کس کو شامل تفتیش کیا گیا FIR میں درج شدہ رکن اسمبلی کو شامل تفتیش کیے جانے کا مثل مقدمہ میں کوئی ذکر نہ ہے۔
(د) اس مقدمہ کی تفتیش کی تصدیق کے لئے ڈی ایس پی منڈی بہاؤالدین کو مثل دی جا چکی ہے۔ حکومت کو اس مقدمہ کی دوبارہ تفتیش بذریعہ کرائمز برانچ پر کوئی اعتراض نہ ہے اگر فریقین مقدمہ میں سے کوئی ایسی استدعا کرے۔

غیر ملکی وڈیو فلموں پر پابندی کے لئے اقدام

*188۔ جناب محمد حنیف چودھری۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.....

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں ویڈیو کیسٹوں کا کاروبار حکومت کی مرضی اور اجازت سے ہو رہا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ویڈیو کی دوکانوں پر فلموں کے اشتہارات اور کارڈز جو کہ نہایت نازیبا اور فحش صورت میں دوکانوں میں چسپاں کئے جاتے ہیں یہ حکومت کی مرضی سے چسپاں ہوتے ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ویڈیو کیسٹوں میں سوائے پاکستانی فلموں کے دوسری ہر قسم کی غیر ملکی فلموں پر حکومت نے پابندی لگا رکھی ہے۔

(د) اگر جز (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا انڈین فلمیں انگلش فلمیں اور بلیو پرنٹ ویڈیو دوکانوں پر ہر وقت دستیاب ہیں۔

(ہ) کیا یہ امر بھی واقع ہے کہ بعض ہوٹلوں اور مخصوص جگہوں پر فلمیں سرعام لگائی جاتی ہیں۔اور دیکھنے والے لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے اور پردے لگا کر ٹکٹیں وصول کی جاتی ہیں اور غیر شرعی آمدنی کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔

(و) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس اسلامی معاشرے میں نئی نوجوان نسل کو بچانے کے لئے غیر مہذب اور غیر شرعی کاروبار کو فوری طور پر روکنے اور دکانوں پر فحش فلموں کے اشتہارات لگانے والوں کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے پاکستانی فلموں کے علاوہ تمام غیر ملکی فلموں کی نمائش پر پابندی عائد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوحات کیا ہیں اور ایوان کو ان عوامل سے تفصیلاً مطلع کیا جائے تاکہ عوام میں اسلامی معاشرے کی خوبیوں اور خامیوں کا اندازہ ہو سکے نیز انڈین فلموں اور بلیو پرنٹس عام جگہوں پر چلانے والوں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ۔

(الف) ویڈیو کیسٹ کے کاروبار کو مربوط کرنے کے لئے کوئی قانون موجود نہیں ہے۔اس لئے اس کاروبار کے بارے میں حکومت کی مرضی یا اجازت کا اس مرحلے پر سوال پیدا نہیں ہوتا۔ نیز ویڈیو کیسٹ کے بارے میں قانون سازی کا اختیار وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں آتا ہے۔

(ب) جزو (الف) کے بارے میں وضاحت کر دی گئی ہے۔تاہم نازیبا اور فحش کارڈز چسپاں کرنا زیر دفعہ 292 تعزیرات پاکستان دمودین چیکرز آرڈیننس قابل مواخذہ ہے اس لئے یہ کہنا درست نہیں کہ ایسے نازیبا اور فحش کارڈز حکومت کی مرضی سے چسپاں ہوتے ہیں۔

(ج) جیسا کہ جزو (الف) کے بارے میں بیان کیا جا چکا ہے۔ ویڈیو کیسٹ کے بارے میں کوئی قانون موجود نہیں ہے۔

(د) جزو (ج) کے بارے میں وضاحت کر دی گئی ہے تاہم قابل اعتراض فلموں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔

(ہ) قابل اعتراض اور فحش فلمیں قانون کے مطابق مواخذہ ہیں۔ البتہ چوری چھپے ایسے کاروبار کرنے والوں کے خلاف اگر کوئی اطلاع موصول ہوتی ہے تو بروقت قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔

(و) تمام جزو کے بارے میں وضاحت کر دی گئی ہے۔ جیسا کے پہلے ہی بیان کیا جا چکا ہے۔ قابل اعتراض اور فحش مواد کے خلاف ضروری قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔ جہاں تک فلموں کی نمائش پر پابندی کا تعلق ہے تو مسئلہ وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں آتا ہے جو کہ سنسر بورڈ کی تشکیل بھی دیتی ہے۔ تاہم حکومت پنجاب قابل اعتراض اور فحش پوسٹروں وغیرہ کے خلاف پہلے ہی ضروری قانونی کارروائی کر رہی ہے۔ اور تمام ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحبان کو اس بارے میں ضروری ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔

ضلع خانیوال میں بھرتی کئے گئے اے ایس آئی کی تفصیل

*115۔ ڈاکٹر سید خاور علی شاہ۔ کیا وزیر کر ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.....

1985ء سے لے کر آج تک ضلع خانیوال کے رہائشی کتنے اے ایس آئی (پولیس) بھرتی کئے گئے متذکرہ اے ایس آئی (پولیس) کے نام پتہ جات بمعہ تعلیمی قابلیت کی مکمل تفصیل فراہم کی جائیں؟

وزیر اعلیٰ۔

1985 سے لے کر آج تک ضلع خانیوال کے رہائشی 15 صاحبان بطور آرضی ایس ایس آئی بھرتی کئے گئے جن کے نام پتہ جات بمعہ تعلیمی قابلیت کی تفصیل لف ہذا ہے۔

نمبر شمار ولدیت قومیت سکونت	تاریخ بھرتی تعلیم
1۔ امجد جاوید Tasi ولد محمد عالم کمبوہ خانیوال سٹی خانیوال	FSC-26-10-85
2۔ غلام مرتضےٰ Tasi خان عباس راجپوت بھٹی چک 17/I.R تھانہ صدر خانیوال ضلع خانیوال	FA-18-4-89
3۔ محمد سلیم Tasi عبدالستار قوم راجپوت بلاک 10 مکان نمبر1 تھانہ سٹی خانیوال ضلع خانیوال	FA-20-4-89
4۔ نذر حسین Tasi محمد نواز قوم راجپوت سکنہ عبدالحکیم تھانہ عبدالحکیم ضلع خانیوال	FA-29-3-89
5۔ ممتاز احمد Tasi عطاء محمد مہار سکنہ چک 174/I.R تھانہ جہانیہ ضلع خانیوال	FA-12-4-90
6۔ فضل عباس ملک غلام پیر قوم ماچ سکنہ موضع اوکانوالہ تھانہ نواں تھر ضلع خانیوال	FA-13-9-89
7۔ قمر ضیاء Tasi زمان خان قوم ڈاہا سکنہ بستی دینے والہ تھانہ صدر کبیر والہ ضلع خانیوال	BA-29-4-90
8۔ نجف خان Tasi حاکم خان قوم پٹھان چک I.R / 22 تھانہ صدر خانیوال ضلع خانیوال	BA-6-2-90
9۔ کمال حیات Tasi راجہ لیاقت حیات قوم جنجوعہ چک I.R / 43 تھانہ صدر خانیوال ضلع خانیوال	FA-6-2-90
10۔ محمد عبداللہ قادری Tasi شیر محمد خان قوم پسان چک 8.19.R / 9 تھانہ تلمبہ ضلع وہاڑی	FA-14-6-88
11۔ عبدالرؤف شاہد Tasi مختار احمد قوم ارائیں سکنہ چک EB / 187 تھانہ گگو ضلع وہاڑی۔	FA-18-4-89
12۔ ظفر حیات Tasi فضل حسین قوم اعوان چک i.R/ 149 صدر کبیر والہ ضلع خانیوال۔	FA-24-10-88
13۔ ثاقب پرویز Tasi محمد منیر قوم ڈاہا سکنہ	B.A-12-2-90

بستی دینے والا تھانہ صدر کبیر والا ضلع خانیوال۔
14۔ مظہر حیات Tasi بصرت علی قوم ہراج سکنہ FA-17-10-88
موضع روشن پور تھانہ عبدالحکیم ضلع خانیوال
15۔ محمد نواز Tasi محمد یعقوب سکنہ FA-30-3-85
چک 7-15 / 131 تھانہ صدر میاں چنوں ضلع خانیوال

ایس ایچ او لاری اڈہ کے خلاف کارروائی

*230 میاں محمود احمد۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.....
(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاری اڈہ تھانہ لاری اڈہ کے ٹرانسپورٹروں سے 45 سے 50 ہزار تک ماہانہ وصول کیا جاتا ہے۔
(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایس ایچ او لاری اڈہ کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اسکی کیا وجوحات ہیں؟

وزیر اعلیٰ
(الف) اس طرح کی کوئی شکایت افسران بالا کے علم میں نہیں لائی گئی۔
(ب) چونکہ جز (الف) کا جواب اثبات میں نہ ہے اس لئے کسی کارروائی کی ضرورت نہ ہے تاہم کسی ٹھوس شکایت کی موصولی پر سخت کارروائی کی جائے گی۔

ٹریفک پولیس کی اصلاح کے لئے اقدام

*232۔ میاں محمود احمد۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.....
(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ ایس پی ٹریفک لاہور نے ٹریفک پولیس کی اصلاح کرنے اور رشوت کا قلع قمع کرنے میں کافی حد تک کامیابیاں حاصل کیں۔ حتےٰ کہ ٹریفک ملازمین کے لئے فی کس دو سو روپے خصوصی الاونس منظور کرایا۔
(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس کے باوجود ٹریفک پولیس اپنی کارروائی سے باز نہیں آتی اور بیگم کوٹ۔ شاہدرہ موڑ۔ بتی والا چوک پرانا راوی پل۔ سبزی اور فروٹ منڈی کے آگے مینار پاکستان

چوک میں ٹریفک پولیس نے رشوت کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ اور اس طرح پورے لاہور میں ٹریفک پولیس ایک بار پھر خاصی سرگرم نظر آتی ہے۔

(ج) اگر جزمائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ٹریفک پولیس کی اصلاح کے لئے موثر کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ۔

(الف) یہ درست ہے کہ موجودہ ایس پی ٹریفک لاہور نے ٹریفک پولیس کی اصلاح کرنے اور رشوت کا قلع قمع کرنے کے لئے کافی کوششیں کی ہیں اور ٹریفک ملازمان پر معاشی دباؤ کم کرنے کے لئے 200 روپے کا خصوصی الاؤنس منظور کیا ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ ٹریفک پولیس نے بیگم کوٹ۔ شاہدرہ موڑ۔ بتی والا چوک۔ پرانا راوی پل۔ سبزی اور فروٹ منڈی میں مینار پاکستان پر رشوت کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ ان جگہوں پر پورے پنجاب بلکہ پورے پاکستان کا گاڑیوں کی آمدورفت ہے۔ ان گاڑیوں کے بیشتر ڈرائیور لاہور کی ٹریفک کی طرز اور قانونی پابندیوں سے ناواقف ہوتے ہیں۔ چونکہ یہ علاقے شمالی اور وسطی پنجاب سے لاہور پہنچنے کے راستہ کے طور پر استعمال ہوتے ہیں لہذا ان راستوں پر ممکنہ رکاوٹ کو دور کرنے کی خاطر گاڑیوں کے خلاف کارروائی زیادہ کی جاتی ہے۔ ان علاقوں میں متعین پولیس ملازمان کے خلاف اب تک رشوت ستانی کی کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔ سینئر افسران وقتاً فوقتاً ان کی کارکردگی پر بھی نظر رکھتے ہیں کہ وہ رشوت میں ملوث نہ ہوں۔ اس قسم کے واقعات کی شکایت پر فوری ضروری کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

کشمیری بازار راولپنڈی میں دکانوں کے کرایہ کا تعین

*450۔ جناب بادشاہ میر خان افریدی۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.....

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ وزیر اعلیٰ نے انجمن تاجران کشمیری بازار کی جانب سے پیش کی جانے والی عرضداشت مورخہ 17 اپریل 1989ء کو ہدایت کی تھی کہ کشمیری بازار راولپنڈی میں واقع دکانوں کے کرائے کا تعین 8 روپے فی مربع فٹ کی شرح سے کیا جائے۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقع ہے کہ کمشنر راولپنڈی نے مورخہ 12 ستمبر 1990ء کو وزیر اعلیٰ کا مذکورہ بالا حکم نامہ عملدرآمد کے لئے سینئر سپرنٹنڈنٹ راولپنڈی کو پہنچا دیا تھا۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے وزیر اعلیٰ کے حکم نامہ بحوالہ چھٹی نمبری ایس ڈی وی سی۔ایم ایس اے اے۔38 / 89 مورخہ 17 اپریل 1989ء پر عملدرآمد کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں اور اگر اسی معاملے کو حتمی شکل دینے میں کوئی تاخیر ہوئی ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ

(الف) یہ درست ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے حکم نامہ نمبری 38/89۔AA / Sov۔CMS مورخہ 1989ء 4۔17 کے مطابق کشمیری بازار میں واقع دکانوں کا کرایہ 8 روپے فی مربع فٹ منظور فرمایا تھا اور یہ ہدایت فرمائی تھی کہ اس معاملہ کو حکم نامہ کی روشنی میں پراسس (Process) کر کے وزیر اعلیٰ صاحب کے احکامات کے لئے مورخہ 1989۔4۔30 تک دوبارہ پیش کیا جائے۔ کشمیری بازار راولپنڈی کی 43 دکانیں ڈسٹرکٹ پولیس راولپنڈی کی ملکیت ہیں یہ دکانیں مختلف افراد کو 1982ء میں باقاعدہ معاہدہ کے تحت کرائے پر دی گئیں۔ اس معاہدہ کے مطابق دکانوں کا کرایہ ہر تین سال کے بعد 30 فی صد بڑھایا جانا تھا۔ یہ دکانیں نو سال گیارہ ماہ کے لئے کرایہ پر دی گئی تھیں۔

جناب وزیر اعلیٰ کے مندرجہ بالا احکامات کے بعد سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس راولپنڈی نے بزریعہ انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب۔ جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے درخواست کی کہ ان دکانوں کے کرائے سے محکمہ پولیس کے متوفی ملازمین کی بیواؤں اور یتیم بچوں کو امداد فراہم کی جاتی ہے اور کرائے کی رقوم پولیس کی بہبود پر خرچ کی جاتی ہے۔اس وجہ سے ان دکانوں کا کرایہ -/8 روپے فی مربع فٹ مقرر کرنے سے محکمہ پولیس راولپنڈی کو نقصان پہنچے گا۔چنانچہ وزیر اعلیٰ صاحب سے درخواست کی گئی کہ وہ اپنے اس حکم پر نظر ثانی فرمائیں۔

جناب وزیر اعلیٰ نے مورخہ 1990 ۔ 11 ۔ 10 کو حکم نمبری 8593 / 89 / 38 ۔ AA So (DEV) کے مطابق حکم دیا کہ کشمیری بازار کی دکانوں کے متعلق کرایہ نامہ کے معاہدہ کو اسکی مدت معاہدہ تک برقرار رکھا جائے چنانچہ جناب وزیر اعلیٰ کے دوسرے حکم کی روشنی میں پہلے حکم کو منسوخ تصور کیا گیا۔

(ب) یہ درست ہے کہ کمشنر راولپنڈی نے مورخہ 1990۔9۔12 کو سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس راولپنڈی کو جناب وزیر اعلیٰ کا حکم نمبری 89 / 38 ۔ AA / CMS ۔ SOV مورخہ 1989۔4۔17 عمل درآمد کے لئے مرسل کیا تھا۔

(ج) جزو "ج" کی وضاحت جزوی طور پر جزو "الف" اور جزو "ب" میں دیئے گئے جواب سے ہوتی ہے جناب وزیر اعلیٰ کے حکم مورخہ 1989-4-17 پر عملدرآمد نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ نے چھٹی نمبری SO (DEV) AA - 38 / 89 / 8593 مورخہ 1990-11-10 یہ حکم صادر فرمایا تھا کہ کرائے کے معاہدہ پر اس وقت تک عملدرآمد جاری رکھا جائے جب تک اس معاہدہ کی مدت اختتام پذیر نہیں ہو جاتی۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ملازمین کو الاؤنس دینا

11 - جناب ذوالفقار علی چشتی - کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.....

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں درجہ چہارم کے ملازمین کو وردی و واشنگ الاؤنس دیا جا رہا ہے

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع وہاڑی میں دفتر ڈپٹی کمشنر کے کن جملہ ملازمین کو بھی ہر دو الاؤنس دیئے جا رہے ہیں۔

(ج) جزو (ب) کا جواب نفی میں ہے تو کن وجوہات کی بناء پر متذکرہ ملازمین کو مذکورہ بالا الاؤنس سے محروم رکھا جا رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری غلام احمد)

(الف) صوبہ پنجاب میں درجہ چہارم کے تمام ملازمین کو یا وردی واشنگ الاؤنس دیا جا رہا ہے۔

(ب) دفتر ڈپٹی کمشنر وہاڑی میں ہر دو الاؤنس نائب قاصدان کو دیا جا رہا ہے۔ جو دفتر ڈپٹی کمشنر اور ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر آفس میں کام کرتے ہیں البتہ کسی غلط فہمی کی بناء پر تحصیل آفس درجہ چہارم کو یہ الاؤنس نہیں دیا جا رہا اور اب یہ بات نوٹس میں آنے کے بعد مذکورہ عملہ کو بھی الاؤنس دلائے جانے کے لئے ضروری کارروائی کی جا رہی ہے۔ اور اس عملہ کی حق رسی کر دی جائے گی۔

(ج) تفصیل جواب جزو (ب) میں قابل ملاحظہ ہے۔

صوبہ میں سرکاری خالی اراضی کی ضلع وار تقسیم

24 - چودھری شوکت داؤد - کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.....

صوبہ میں کل کتنی سرکاری اراضی خالی پڑی ہے۔اس کی ضلع وار تقسیم الگ الگ بیان کی جائے؟
پارلیمانی سیکرٹری (چودھری غلام احمد)

اس سوال کی تفصیلات فوری طور پر دفتر میں دستیاب نہیں۔نیز یہ بہت ضخیم نوعیت کا ہے۔اس کے لئے کافی وقت درکار ہوگا۔ متعلقہ افسران کو جلد از جلد تفصیلات بہم پہنچانے کے لئے لکھا جا چکا ہے۔جونہی مطلوبہ تفصیلات مہیا ہو جائیں گئیں۔ایوان کو مطلع کر دیا جائے گا۔

حاجی محمد افضل چن۔ جناب والا، میری ایک گزارش آپ کی خدمت میں ہے۔ میرا ایک نہایت ہی اہم سوال ہے کیونکہ ایک سید زادی کے ساتھ زنا کیا گیا تھا اور سارا جواب غلط دیا گیا ہے۔ جناب آپ قرآن منگوالیں۔ یہ سارے کا سارا جواب غلط ہے۔ تو پھر ان کو انصاف کون دے گا؟

جناب سپیکر۔ کونسا سوال ہے؟

حاجی محمد افضل چن۔ جناب والا، سوال نمبر 136 ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ اس بارے میں کیا چاہتے ہیں؟

حاجی محمد افضل چن۔ جناب والا۔ میں اسے pending کروانا چاہتا ہوں اور اسے کل Take up کر لیا جائے۔ جناب والا۔ یہ نہایت اہم سوال ہے۔اور یہ تو ان کے ساتھ سراسر ظلم ہے۔

جناب سپیکر۔ حاجی صاحب! یہ سوالات میرے کہنے پر Table کر دیئے گئے ہیں اور میں نے اس کی اجازت دے دی ہے اور میں نے یہ کہہ دیا کہ ان کو ٹیبل کر دیا گیا ہے۔

حاجی محمد افضل چن۔ جناب والا۔ میری ایک گزارش ہے کہ ان کو انصاف کیسے ملے گا؟

جناب سپیکر۔ میری آپ بات سن لیں۔انصاف میں آپ کو لیکر دونگا۔اس سوال کے سلسلے میں جو آپ معلومات دینا چاہتے ہیں اور اس سلسلے میں آپ جو چاہتے ہیں کہ اس میں انصاف کو ensure کیا جائے۔ اس بارے میں میں لاء منسٹر صاحب سے اور جناب لودھی صاحب سے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے کہونگا کہ یہ آپ کے ساتھ بیٹھ کر اس مسئلے کر resolve کر لیں۔

حاجی محمد افضل چن۔ جناب والا، پھر مدعیہ کو بلوالیا جائے۔

جناب سپیکر۔ نہیں۔ بلوانے کی ضرورت نہیں ہے۔آپ سے بات کر لیتے ہیں پھر اس سلسلے میں ضرورت ہوئی تو اس کو بلوالینا۔

حاجی محمد افضل چن۔ جناب والا، یہ تو مہربانی فرمادیں کہ اس کا کب فیصلہ ہوگا۔
جناب سپیکر۔ حاجی صاحب! آپ میرے ساتھ رابطہ کیجئے گا۔
حاجی محمد افضل چن۔ ٹھیک ہے جی۔
چودھری محمد فاروق۔ پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ سوالات جو ٹرانسپورٹ سے متعلقہ تھے جس میں چودھری فاروق صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ کہا تھا کہ ان کے جوابات نہیں دئے جا سکتے۔ تو اس پر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ جوابات جو ٹرانسپورٹ کے متعلقہ وزیر مال صاحب نے ٹیبل پر رکھے ہیں ریونیو منسٹر کے پاس ٹرانسپورٹ کا کام بذریعہ گورنمنٹ نوٹیفکیشن کے تھا۔ ٹرانسپورٹ منسٹر صاحب باہر تشریف لے گئے تھے۔ ان کی عدم موجودگی میں 28 تاریخ تک ریونیو منسٹر صاحب گورنمنٹ کی نوٹیفکیشن کے مطابق اس محکمے کو Look after کرنا تھا۔ تو جس وقت یہ ٹیبل کئے گئے ہے اس وقت ان کے پاس یہ چارج نہیں تھا۔ اس لئے میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر سے اتفاق کرتا ہوں اور یہ ٹرانسپورٹ کے متعلقہ سوالات ہیں ان کو ٹیبل کرنے کی بجائے ان کو pending کرتا ہوں۔ اور آئندہ وقفہ سوالات میں ان کو Take up کیا جائے گا۔
چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر۔ میں آپ کا نہایت مشکور ہوں۔

چودھری اصغر علی گجر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر۔ چودھری اصغر علی گجر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔
چودھری محمد اصغر علی گجر۔ جناب سپیکر۔ آج سے تقریباً ایک ہفتہ قبل اس ایوان کے اندر ایک تحریک استحقاق Chair کو میں نے پیش کی تھی لیکن مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس وقت تک نہ وہ entertain ہوئی ہے اور نہ اس کا مجھے علم ہے۔ یہ تقریباً چھ سات روز ہوگئے ہیں۔ ایوان کے اندر ہی Chair کو میں نے پیش کی تھی۔ اس دن ڈپٹی سپیکر جناب رانجھا صاحب کرسی صدارت پر تھے۔
جناب سپیکر۔ جی ابھی جناب ڈپٹی سپیکر صاحب آپ کے معاملے کو Take up کرتے ہیں۔
چودھری اصغر علی گجر۔ شکریہ۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اراکین اسمبلی کی رخصت

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر محمد شفیق چودھری رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں 6، 7 اور 10 مارچ کو ذاتی مصروفیت کے باعث اسمبلی کے اجلاس میں حاضری نہیں دے سکونگا مہربانی فرماکر 3 یوم کی رخصت منظور فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی غلام صابر انصاری صاحب

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست حاجی غلام صابر انصاری صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں 27/2/91 سے 7/3/91 تک ضروری کام کے لئے مصروف تھا۔ اسمبلی میں حاضر نہیں ہو سکا۔

رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمود احمد صاحب۔

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں محمود احمد صاحب رکن اسمبلی کی طرف سے موصول

ہوئی ہے۔
اسلام علیکم۔آج اچانک بخار ہو گیا ہے جس کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکونگا
جناب ڈپٹی سیکرٹری۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)۔

میاں محمود الرشید صاحب۔

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں محمود الرشید صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔
کہ بندہ کہ والد گرامی میاں محمد رشید صاحب کل قضائے الہی سے انتقال کر گئے تھے۔ لہذا 10/3/91تا12/3/91 اتوار پیر منگل اجلاس میں شرکت نہ ہو سکوں گا۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

خان احمد خان بلوچ صاحب۔

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست خان احمد خان بلوچ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔
گزارش ہے کہ میں مورخہ 3 مارچ1991ء بوجہ ناسازی طبع اجلاس میں شرکت نہ کر سکا تھا۔براہ کرم رخصت منظور فرمائی جائے۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر۔ میں معزز ممبران سے یہ درخواست کروں گا کہ براہ کرم ہاؤس کی کارروائی کو آگے بڑھانے کے لئے تھوڑی سی توجہ اس طرف بھی مبذول کریں۔ اور جو درخواست ہائے رخصت آپ کے سامنے پیش کی جا رہی ہیں ان کا آپ کو منظور کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق نمبر 11 جناب غلام سرور خان صاحب کی ہے۔ یہ Pending تھی۔ جناب لاء منسٹر صاحب سے میں درخواست کروں گا کہ وہ اس سلسلہ میں کچھ فرمانا چاہیں تو فرمائیں۔

چودھری اصغر علی گجر۔ جناب سپیکر۔ میں نے ایک تحریک استحقاق ایک ہفتہ قبل اس ایوان کے اندر جناب کو پیش کی تھی۔ میں نے اس کے متعلق معلوم کیا ہے کہ وہ ابھی تک Entertain نہیں ہوئی۔ مہربانی کر کے مجھے یہ بتایا جائے کہ میری تحریک استحقاق کا کیا بنا؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس کا کوئی نمبر یاد ہے؟

چودھری اصغر علی گجر۔ جی 12 نمبر تھی پھر میں نے اسی دن بغیر نمبر کے آپ کو دوبارہ پیش کی۔ اسے ایک ہفتہ ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی اسے دیکھتے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ لاء منسٹر صاحب! تحریک استحقاق نمبر 11 پینڈنگ چلی آ رہی تھی۔ آپ نے ہی اسے Pending رکھوایا تھا۔ آپ اس سلسلے میں کچھ ارشاد فرمانا چاہینگے؟

یہ جناب غلام سرور خان صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب سپیکر۔ اس سلسلہ میں ابھی وقفہ کے دوران میری غلام سرور خان صاحب کی اور ارشد لودھی خان صاحب کی بات چیت ہوئی ہے۔ اس بارے میں جناب سپیکر صاحب پوری طرح آگاہ ہیں۔ تو بہتر ہو گا کہ جب سپیکر صاحب تشریف لائیں تو وہ اس کی ڈسپوزل کے لئے فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تو ابھی یہ Pending رکھتے ہیں۔

جناب غلام سرور خان۔جی ٹھیک ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ تحریک استحقاق نمبر26 جناب فرید پراچہ صاحب کی ہے۔
چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر۔ میری تحریک استحقاق نمبر20 بھی ہے۔جو کہ پینڈنگ تھی۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ پراچہ صاحب! میں آپ سے معذرت خواہ ہوں۔چودھری محمد فاروق صاحب کی تحریک استحقاق ہے جو جناب سپیکر صاحب نے مؤخر رکھی تھی۔پہلے آپ ان کو باری دیں۔جی چودھری فاروق صاحب۔
چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے.....
سید طاہر احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔جی فرمائیں۔
سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کل میں نے اپنی تحریک استحقاق کے بارے میں جناب سپیکر سے اتفاق کیا تھا کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ کل میری تحریک استحقاق کو Take up کر لیا جائے گا۔تو یہ سپیکر صاحب کی طرف سے Commitment ہے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ چونکہ آپ نے چودھری فاروق صاحب کو اجازت دے دی ہے تو ان کے بعد According to the Commitment of Mr. Speaker مجھے اپنی تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت فرمائی جائے۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔آپ کی تحریک استحقاق کا نمبر کیا ہے؟
سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا، اس کا نمبر33 ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔جی میں اسے دیکھتا ہوں،جی فاروق صاحب آپ فرمائیے۔
چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ آج کے قومی اخبارات میں خبر شائع ہوئی ہے کہ لاہور میں تقریباً70 کروڑ روپے مالیت کی چرس پکڑی گئی ہے۔اور ملزمان میں آئی۔جے آئی کا ایک ایم۔پی۔اے بھی ملوث ہے۔
اس خبر میں ایم۔پی۔اے کا نام شائع نہیں کیا گیا ہے اس وجہ سے اس ایوان میں موجود ہر

ایم پی اے شدید کوفت اور ذہنی اذیت کا شکار ہے کیونکہ اس خبر نے نہ صرف ہر ایک کا کردار مشتبہ بنا کے رکھ دیا گیا بلکہ اس سے پورے ایوان کی توہین کی گئی ہے۔ اس کردار کش اور توہین سے ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا اس تحریک کو بحث کے لئے منظور کیا جائے اور استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ اس پر کوئی شارٹ سٹیٹمنٹ دیں گے؟

چودھری محمد فاروق۔ جی۔ میں اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہونگا۔

جناب سپیکر۔ جب اخبارات کو آزادی مہیا ہے تو اخبارات والوں سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس پیشہ کو ذمہ داری سے لیں گے ہم صحافیوں کا بھی احترام کرتے ہیں اخبارات کا بھی احترام کرتے ہیں لیکن ہم یہ توقع کرتے ہیں کہ اخبارات میں کسی شخص کی عزت کو نہیں اچھالا جائے گا اور جب یہ کوئی خبر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ ایوان کا ڈیکورم موجود نہیں ہے ایوان in order نہیں ہے۔ اور زور زور سے آوازیں ہو رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں معزز ممبران سے یہ درخواست کرونگا کہ وہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف فرما ہوں۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر۔ میں عرض کر رہا تھا کہ جب ہم اخبارات کا احترام کرتے ہیں تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اخبارات میں بے جا کسی کی پگڑی یا عزت کو نہیں اچھالا جائے گا اور ہر ایک کی عزت اور احترام کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا اس خبر میں اگر کوئی ایم۔پی۔اے پکڑا بھی گیا تو اس کا اگر نام درج کر دیا جاتا تو صرف اس ایم پی اے کی حد تک بات محدود رہتی لیکن جب ایم۔پی۔اے کا نام نہیں لکھا گیا اور ایم پی اے کی گرفتاری کی خبر دے دی گئی تو اس سے ایسے لگتا ہے کہ جس حلقے میں ووٹر اخبار پڑھے گا وہ یہ سمجھے گا آیا اس کا منتخب کردہ ایم۔پی۔اے ہی تو اس ستر کروڑ روپے کی مالیت کی چرس کے کیس میں ملوث تو نہیں ہے۔ اور کہیں وہی ایم۔پی۔اے تو نہیں پکڑا گیا اس لئے جناب سپیکر میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ایم۔پی۔اے کا نام نہ لکھ کر ہر ایم۔پی۔اے کے کردار کو مشکوک بنا دیا گیا ہے اس سے ہماری توہین ہوئی ہے ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے اور اس طرح اس پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے میری اس تحریک کو منظور کیا جائے اور اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس کھوکھر)۔ جناب والا، اس تحریک کا تعلق تھانہ ماڈل ٹاؤن کے ایک مقدمہ نمبر74/91 سے ہے جس میں تقریباً70 کروڑ روپے کی چرس پکڑی گئی تھی اس ایف۔ آئی۔آر میں کسی ایم۔پی۔اے کا ذکر نہیں ہے نہ تفتیش کے دوران کسی ایم۔پی۔اے کا ذکر آتا ہے نہ ہی کسی ایم۔پی۔اے کا کوئی تعلق ہے۔ لہٰذا اس بارے میں میں یہ گزارش کروں گا کہ اس سے کسی کا استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ یہ صرف اور صرف اخباری خبر تک ہی منحصر ہے اس پر آپ کی پہلے سے بیشمار رولنگز موجود ہیں اس میں کسی ایم۔پی۔اے کا شامل ہونا کسی مقام پر بھی نہیں پایا گیا۔ لہٰذا اسے Rule out کیا جائے۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب میں آپ کی بات بعد میں سنوں گا۔ پہلے لاء منسٹر صاحب کو بات کر لینے دیں۔

وزیر قانون۔ جناب سپیکر۔ میں آپ کے توسل سے صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اخبارات ہمارے ملک میں آزاد ہیں اور آزادی صحافت پر ہم یقین رکھتے ہیں بہتر ہوتا کہ اخبار کا نمائندہ خود ایف آئی۔آر پڑھ لیتا جس نے یہ خبر شائع کی ہے اس کے بعد اخباری نمائندہ اپنا اظہار خیال کرتا تو شاید یہ نوبت ہی نہ آتی۔ جناب والا۔ یہ کسی محکمے سے متعلقہ تو بنتی نہیں ہے یہ صرف اخباری خبر اور اس طرح سے بھی یہ دخل اندازی کا متقاضی نہیں ہے لہٰذا میں آپ کے توسل سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں اور میں اخبار سے تعلق رکھنے والے اپنے بھائیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اسمبلی کے معزز ارکان کے متعلق مکمل چھان بین کر کے خبر لگایا کریں کیونکہ جب ایک دفعہ کسی آدمی کے متعلق خبر لگ جاتی ہے اور اس کی مناسب طور پر چھان بین نہ کی گئی ہو تو آدمی معاشرے میں ایک دفعہ تو ذلیل ہو جاتا ہے پھر اس کے بعد سو تردیدیں کرتے رہیں یہ ان خبروں کے بارے میں ہے جن کا حقیقت سے تعلق نہ ہو اور خاص طور پر اس ایوان کے کسی رکن کے بارے میں ذکر کیا گیا ہو تو اس بارے میں احتیاط کرنا ضروری ہے اور میں آپ کی خدمت میں بھی درخواست کرتا ہوں کہ آپ کی طرف سے بھی پریس والوں کو بھی ہدایت ہو اور ساتھ ہی میں اپنے بھائی چودھری فاروق صاحب کی خدمت میں بھی گزارش کروں گا کہ وہ اس کو پریس نہ فرمائیں۔ اور اس کو واپس لے لیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی چودھری صاحب آپ، اس سلسلے میں کیا ارشاد فرمائیں گے۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر۔ پریس گیلری میں بیٹھے ہوئے ہمارے معزز صحافی بھی موجود ہیں اگر لاء منسٹر صاحب کے بیان کے مطابق آپ کو یقین دھانی کرا دیں کہ ہمارے قابل احترام صحافی آئندہ اس قسم کے معاملے میں احتیاط سے کام لیں گے اور آئندہ ایم۔پی۔اے کو بدنام کرنے کی کوشش نہیں کریں گے تو اس صورت میں میں اپنی تحریک استحقاق کو پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی۔آپ اس کو پریس نہ کریں۔جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے بھی ارشاد فرمایا ہے اور میں بھی اپنے معزز پریس والے بھائیوں سے پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ آپ براہ کرم اسمبلی کی کارروائی کی رپورٹنگ درست طریقہ سے کیا کریں اور اس میں احتیاط کو ملحوظ خاطر رکھا کریں کیونکہ آپ کی رپورٹنگ کو نہ صرف پورا پاکستان بلکہ باہر کی دنیا کے لوگ بھی پڑھتے ہیں اس لئے آپ کو اس بات کا خصوصی طور پر خیال رکھنا چاہئے ہیں کہ آپ کی رپورٹنگ سے کسی بھی ممبر کی دل آزاری نہ ہو اور کسی بھی ممبر کا استحقاق مجروح نہ ہو تو آپ اب اپنی تحریک استحقاق کو پریس نہیں کرتے۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر۔آپ کی طرف سے بھی یقین دھانی آنے کے بعد میں اپنی تحریک استحقاق پر زور نہیں دیتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شکریہ۔جی اس پر زور نہیں دیا گیا۔

ملک جلال دین ڈھکو۔ جناب والا، ایسے لگتا ہے کہ آج کوئی قرارداد زیر بحث نہیں آئے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔جی کیا فرمایا۔

ملک جلال دین ڈھکو۔ آج کوئی قرارداد زیر بحث نہیں آئیگی لیکن اس ایجنڈے میں جو قراردادیں شامل ہیں اور جو زراعت کے متعلق ہیں ان میں 70 فی صد دیہاتی آبادی کا مسئلہ ہے جس میں ہم نے قیمتوں کا تعین کرنا ہے اور اس بارے میں سفارش کرنی ہے یہ بہت ضروری ہے۔جناب والا۔ میں آپ سے یہ عرض کرونگا کہ اس کو ضرور زیر بحث لایا جائے تاکہ اس ملک کے 70 فی صد دیہاتیوں کا مسئلہ حل ہو سکے اور ان کی آواز ایوانوں تک پہنچ جائے۔اور ان سے انصاف کیا جائے۔تو اس ضمن میں میں یہ گزارش کرونگا کہ آپ اس کام کو چھوڑ کر اس قرارداد پر بحث کرنے کی اجازت دیں تاکہ یہ مسئلہ حل ہو سکے یہ ان کے مسائل کا حل ہے اور جو ان کو قیمتیں کم مل رہی ہیں ان کا حل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ملک صاحب، ابھی تو کافی وقت ہے انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی قراردادیں ضرور ایوان میں پیش ہونگی آپ اپنے معزز بھائیوں سے یہ درخواست کریں کہ یہ اس ایوان کی کارروائی میں دلچسپی

لیں اور وقت مقررہ پر آپ کی قراداد اس ایوان میں ضرور آئیگی۔
اب جناب فرید احمد پراچہ صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 26 ہے میں ان سے درخواست کرونگا کہ وہ اسے ایوان میں پیش کریں۔

صوبائی اسمبلی کے وجود میں آنے کے بعد آرڈیننس کا اجرا

جناب فرید احمد پراچہ۔ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کر زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ حالیہ اجلاس کے ایجنڈا میں متعدد آرڈیننس رکھے گئے ہیں ان میں سے بیشتر آرڈیننس حالیہ انتخابات کے بعد صوبائی اسمبلی کے وجود میں آنے کے بعد جاری کئے گئے ہیں۔ قانون سازی اسمبلی کا حق بھی ہے اور فرض بھی۔ اب جبکہ اسمبلی وجود میں آچکی ہے۔ ممبران حلف اٹھا چکے ہیں۔ اسمبلی کا اجلاس منعقد ہو چکا ہے اور معاملات کوئی انتہائی فوری اور ہنگامی نوعیت کے بھی نہ تھے۔ ایسے معاملات کو بل کی صورت میں اسمبلی کے سامنے ایوان میں لانے کی بجائے ان کو آرڈیننس کی صورت میں جاری کرنے سے اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں اس معاملہ پر تحریک استحقاق پیش کر رہا ہوں۔

جناب والا گزارش یہ ہے جیسا کہ اس تحریک استحقاق میں یہ بات بیان کی گئی ہے، اسمبلیوں کی روایات بھی ہیں اور اسمبلیوں پر حکومت کا اعتماد بھی ہونا چاہیے کہ یہ اپنی قانون سازی کے حق کو استعمال کرنے کی پوری صلاحیت رکھتی ہیں اگر آرڈیننس ہیں اور وہ بھی اسمبلی کے اجلاس کے منعقد ہونے سے چار دن، چھ دن پہلے آئے تو اس کے ساتھ اسمبلیوں کا وقار بھی متاثر ہوتا ہے، مجروح ہوتا ہے اور ان کا استحقاق بھی مجروح ہوتا ہے۔ اس بارے میں، میں یہ تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو پورے ایوان کے وقار کا مسئلہ ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب سپیکر میں پراچہ صاحب کی تائید کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے صحیح نکتہ استحقاق اٹھایا ہے.....

میاں منظور احمد موحل۔ پوائنٹ آف آرڈر سر.....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب ابھی اس کی Admissibility پر بات نہیں ہو رہی۔ اگر اس قسم

کی کوئی صورت حال پیدا ہو گی تو انشاء اللہ آپ کو موقع فراہم کیا جائے گا۔

میاں منظور احمد موھل۔ جناب والا نے میرا مسئلہ حل کر دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ موھل صاحب شکریہ۔ تو جناب لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون۔ جناب سپیکر اس میں کوئی شک نہیں کہ قانون سازی جو ہے وہ اس معزز ایوان کا حق ہے اور مجھے اس بات پر فخر ہے کہ اس موجودہ سیشن میں ہم نے زبردست قانون سازی کی ہے اور چار بل ہم پاس کر چکے ہیں جن کے بارے میں کل جناب وزیر اعلیٰ نے بھی ذکر فرمایا تھا۔

جناب والا جہاں تک Ordinances کے جاری کرنے کا تعلق ہے تو یہ آرٹیکل 128 کے تحت گورنمنٹ کا ایک آئینی حق ہے۔ جب اسمبلی سیشن میں نہ ہو تو اس وقت گورنمنٹ Ordinance نافذ کر سکتی ہے البتہ جب اسمبلی سیشن میں ہو تو پھر کوئی آرڈیننس نافذ نہیں کیا جا سکتا پھر وہ اسمبلی کا استحقاق بھی مجروح ہوتا ہے اور آئین کی بھی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ تو میں اپنے فاضل بھائی کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت اس قسم کا قطعی طور پر کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ یہ جن آرڈیننسز کا ذکر فرما رہے ہیں یہ آرڈیننسز کوئی آج کے نہیں ہیں۔ جن کو آپ پاس کر رہے ہیں وہ سارے کے سارے پچھلے ایک سال سے Extend ہو ہو کر Ordinance کی صورت میں چل رہے ہیں اگر ان کو Extend نہ کیا جائے تو پھر سارے کا سارا ڈھانچے کا ڈھانچہ جو ہے وہ Lapse کر جاتا ہے تو اس وجہ سے تسلسل کے لئے Ordinances کو اس وقت Extend کیا جاتا ہے جب تک کہ قانون سازی کے مراحل سے یہ نہ گزر جائے اور جتنے Ordinances تھے ان میں سے اکثر Ordinances کے بارے میں ہم نے قانون سازی کے لئے عمل کو تیز تر کیا ہوا ہے اور یہ گورنمنٹ کا آئینی حق ہے کہ Ordinances نافذ کرے البتہ سیشن کے دوران گورنمنٹ نہیں کر سکتی اور نہ ہی اس قسم کا کوئی آرڈیننس کیا گیا ہے تو میں اپنے فاضل بھائی کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ اپنی اس تحریک استحقاق کو پریس نہ فرمائیں۔ کیونکہ اس قسم کی کوئی چیز گورنمنٹ پنجاب کی طرف سے نہ ہوئی ہے اور نہ ہی ہونے کا کوئی امکان ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی پراچہ صاحب۔

جناب فرید احمد پراچہ۔ جناب سپیکر میں عرض کروں گا کہ جہاں تک آئینی حق کا تعلق ہے تو بلاشبہ یہ آئینی حق ہے اور آئین میں اس کو واضح کیا گیا ہے لیکن اس حق کو محدود بھی کیا گیا ہے۔ اس کی

شرائط بھی بیان کی گئی ہیں۔اس بارے میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اگر معاملہ فوری نوعیت کا ہو، ھنگامی نوعیت کا ہو بہت اہم ہو.....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ پراچہ صاحب میں آپ سے درخواست کروں گا کہ جس طرح لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے آپ اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ دے چکے آپ اس پر زور دیتے ہیں یا اس کو واپس لیتے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ۔ اس بارے میں اگر یقین دھانی کروائیں جو نہیں کروائی گئی تو پھر میں اس پر زور نہیں دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ لاء منسٹر صاحب آپ ان کو یقین دھانی کرائیں گے کہ جو کوئی خدشات ہیں آپ ان کا آئندہ خیال رکھیں گے؟

وزیر قانون۔ جناب والا قانون سازی میں کورم قائم رکھنے کی یقین دھانی پراچہ صاحب مجھے کرادیں تو پھر تو میں سمجھتا ہوں کہ Ordinances لانے کی بہت کم نوبت آئے گی۔اب بعض چیزیں ایسی ناگزیر ہوتی ہیں جن کے لئے گورنمنٹ کو اپنا یہ حق جو اس کو آئین نے دیا ہے اس کو استعمال کرنا پڑتا ہے۔آپ کے سامنے ہی یہ Ordinances آئے ہوئے ہیں کوئی ایک بھی یہ نشاندہی کر دیں کہ یہ آرڈیننس جو ہے یہ غیر ضروری تھا۔جو چار پاس کئے ہیں وہ پچھلے ایک سال سے آئے ہوئے تھے تو میں ان کو یقین دھانی کراتا ہوں کے انشاء اللہ العزیز حکومت اپنے اس آئینی حق کو استعمال ضرور کرے گی جو اس کو ملا ہوا ہے لیکن اس کو غیر ضروری طور پر استعمال نہیں کرے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔جی پراچہ صاحب آپ اس کو پریس نہیں کرتے؟

جناب فرید احمد پراچہ۔ میں اس پر زور نہیں دیتا لیکن کورم کرنے کی ذمہ داری جناب لاء منسٹر صاحب پر آجاتی ہے۔میں تو اپنی ذمہ داری لے سکتا ہوں کہ میں آتا رہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شکریہ۔آپ اس پر زور نہیں دیتے ہیں۔

اب یہ تحریک استحقاق نمبر 27 چودھری خالد ورک صاحب کی طرف سے ہے۔

(معزز رکن ھاؤس میں موجود نہ تھے)

اگر وہ لابی میں تشریف رکھتے ہوں تو ھاؤس کے اندر تشریف لے آئیں۔جی شاہ صاحب آپ کیا ارشاد فرمانا چاہتے ہیں؟

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر۔ میں نے پہلے بھی اپنی تحریک استحقاق کی طرف جناب کی توجہ

مبذول کروائی تھی۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ جناب قبلہ شاہ صاحب میں نے اس کے متعلق سیکرٹری اسمبلی سے پوچھا ہے۔ اس کا نمبر 33 ہے۔ انشاء اللہ اس کو ٹیک اپ ضرور کریں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔ وہ اپنے سیریل نمبر 33 پر ہے تو ہم ابھی 27 پر ہیں۔
سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر ازراہ کرم آپ کل کی کارروائی کی جانچ پڑتال کر لیں یا ٹیپ ریکارڈ چلا کر دیکھ لیں کہ کیا جناب سپیکر نے Commitment کی تھی کہ نہیں۔؟ انہوں نے واضح الفاظ میں یہ فرمایا تھا کہ میری تحریک استحقاق کو کل وہ Take up کریں گے۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب میری آپ عرض سن لیں۔ انہوں نے اگر آپ سے Commitment کی ہے تو ہم اس کو honour کریں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔ خالد جاوید صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ یہ چونکہ ان کی ذات سے متعلق ہے اس لئے میں اس کے متعلق معزز ممبران سے یہ استدعا کروں گا کہ اسے کیا کرنا چاہیے؟
معزز ممبران۔ Pending کر لیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس کو Pending رکھتے ہیں۔ جناب پیٹر گل صاحب کی تحریک استحقاق ہے اور اس کا نمبر 31 ہے۔ تشریف رکھتے ہیں؟
(معزز رکن ہاؤس میں موجود نہ تھے)
پیٹر گل صاحب کی درخاست ہے کہ آج وہ یہاں تشریف نہیں لائیں گے۔ ان کی تحریک استحقاق کو Pending رکھا جائے۔ تو یہ مؤخر کی جاتی ہے۔ یہ نمبر 32 بھی پراچہ صاحب کی ہے اس کو بھی مؤخر رکھتے ہیں اب تحریک استحقاق نمبر 33 جناب سید طاہر احمد شاہ صاحب کی ہے۔ آپ اس کو پیش

لاہور ڈیویلپمنٹ اتھارٹی میں عارضی آسامیوں کی تعداد کے بارے میں نشان ذدہ سوال نمبر 205 کا غلط جواب

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ آج مورخہ 4 مارچ 1991ء کو اسمبلی کی کارروائی کے وقفہ سوالات کے دوران

جناب میاں محمود احمد صاحب رکن صوبائی اسمبلی کے سوال نمبر 205 کے اجزا (الف) (ب) (ج) وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ نے جو جوابات دیئے ہیں وہ حقیقت سے بعید ہیں۔ جوابات درست نہیں ہیں۔ سوال کے صحیح جوابات ایوان سے مخفی رکھے گئے ہیں۔

جناب والا مذکورہ بالا واقعہ کی وجہ سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس لئے جناب والا میری اپ سے استدعا ہے کہ میری تحریک استحقاق کو باضابطہ قرار دیتے ہوئے اسے ایک مخصوص کمیٹی نامزد کر کے اس کے سپرد کیا جائے جو دو ماہ کے اندر مسئلہ کی تحقیقات کر کے حقائق پر مبنی رپورٹ ایوان میں پیش کرے تاکے آئندہ کسی بھی سرکاری آفسیر کو کسی بھی سوال کے غلط جواب دینے کی جرات نہ ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس پر آپ کوئی اور بات کرنا چاہیں گے؟

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر میں نہایت افسوس کے ساتھ اس معزز ایوان کی خدمت میں یہ بات پیش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہمارا مشاہدہ بھی ہے، یہ ہماری معلومات بھی ہیں اور یہ ایک حقیقت بھی ہے کہ جب حکومت کی طرف سے اراکین اسمبلی کے سوالات کے جوابات ایوان میں پیش کئے جاتے ہیں۔ اکثر و بیشتر مبہم، غیر واضح اور حقیقت سے بعید یعنی غلط بیانی سے کام لیا جاتا ہے۔

جناب والا یہ چونکہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے متعلق سوال ہے۔ ایک دفعہ پہلے بھی 1985ء کی اسمبلی میں جناب ریاض حشمت جنجوعہ جو اس وقت اس معزز ایوان کے رکن تھے ان کے ایک سوال کے جواب میں کہ ایل۔ ڈی۔ اے نے کن کن لوگوں کو پلاٹ الاٹ کئے تھے، تو اس وقت بھی مبہم اور غلط جواب ایوان کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ اس وقت بھی ان کی تحریک استحقاق کو باضابطہ قرار دیکر استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجا گیا تھا۔ جناب والا میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک رکن اسمبلی جو تقریباً دو لاکھ آبادی کا منتخب نمائندہ ہوتا ہے اور جب وہ سوال کرتا ہے تو اس کا مقصد عوام کی نمائندگی ہوتا ہے۔ حکومت کی اصلاح مقصود ہوتی ہے۔ مگر یہاں پر ایک عجیب قسم کی روایت ہے۔ سرکاری افسران چاہے وہ چھوٹے ہوں یا بڑے ایوان کو حقائق سے محروم رکھنے کے لئے غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ ہمارے ہی حکومت کے وزرائے کرام، ان کی بجائے گوشمالی کریں۔ بجائے ان کی اصلاح کریں، بجائے ان کے خلاف کوئی کارروائی کریں وہ ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے جو جواب ان کی طرف سے موصول ہوتا ہے۔ وہ ایوان میں پیش کر دیا جاتا ہے۔ جناب والا ہمیں اس پر دکھ ہے اور اگر اس طرح سے ایوان کی کارروائی چلتی رہی۔ تو اس

معزز ایوان کا استحقاق ہی مجروح نہیں ہو گا بلکہ حکومت کی انتظامی مشینری میں جو خامیاں ہیں اسے بھی بے نقاب نہیں کر سکیں گے۔ اس سوال کا خصوصی طور پر اس لئے بھی مبہم جواب دیا گیا کہ کیونکہ اس میں حکومت کے خزانے کو کسی نہ کسی طریقے سے نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگر آپ اس سوال پر غور فرمائیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا۔

کیا یہ درست ہے کہ ھارٹیکلچر ڈیپارٹمنٹ ایل۔ڈی۔اے نے بے شمار عارضی، مالی، میٹ سپروائزر بھرتی کئے ہوئے ہیں؟

(ب) میں یہ کہا گیا ہے کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ ان میں سے بے شمار ڈیوٹی پر حاضر ہی نہیں ہوتے اور ان کی تنخواہ متعلقہ افسر آپس میں اور کچھ ان کو بانٹ دئے جاتے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بے شمار بوگس نام درج کئے ہوئے ہیں اور ان کی ہر ماہ کی تنخواہ خود نکال کر ہضم کر لی جاتی ہے۔

جناب والا میں اس سے اگلے جزو کو چھوڑتا ہوں۔ جناب والا یہ ایک معمول ہے کہ یہ جو ورک چارج ملازمین یا عارضی طور پر بھرتی کئے جاتے ہیں۔ ان کی تنخواہوں میں بہت گھپلا ہوتا ہے اور اس طریقے سے بہت سے ایسے.....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب آپ کا شاٹ سٹیٹمنٹ ہے

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا مجھے اس بات کا احساس ہے مگر۔

I think I am relevant

اس لئے میری عرض یہ ہے کہ احوال کی اصلاح کرنے کے لئے، انتظامی مشینری کی اصلاح کرنے کے لئے اور عوامی خزانے کو افسران کی لوٹ کھسوٹ سے بچانے کے لئے اور ان کے اختیارات کو غلط استعمال سے روکنے کے لئے میری اس تحریک استحقاق کو باضابطہ قرار دیکر استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شکریہ۔

وزیر ھاؤسنگ و فزیکل پلاننگ۔ جناب والا معزز رکن اسمبلی سید طاہر احمد شاہ صاحب کی طرف سے پیش کردہ یہ تحریک استحقاق کہ سوال نمبر 205 کہ جزو (الف) (ب) اور (ج) میں میں نے جو جوابات دئے ہیں وہ درست نہیں ہیں۔ اور یہ کہ صحیح جوابات ایوان سے مخفی رکھے گئے تھے۔ یہ تمام

حقیقت پر مبنی نہ ہیں غالباً کسی غلط فہمی کا نتیجہ ہیں۔اس بارے میں ایک معزز رکن اسمبلی نے بھی وقفہ سوالات میں یہ وضاحت کی تھی کہ سوال نمبر205 میں لفظ "بے شمار" غور طلب ہے۔ یہ کہنا کہ بے شمار مالی، میٹ اور سپروائزر رکھے ہوئے ہیں.....

جناب طاہر احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر جہاں تک مجھے یاد ہے، قواعد وضوابط کے تحت متعلقہ وزیر صاحب پڑھ کر جواب نہیں دے سکتے۔ جیسا کہ میں نے شارٹ سٹیٹمنٹ دیتے وقت زبانی بات کی ہے وہ بھی زبانی جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ انہوں نے شاید نوٹس تیار کئے ہوئے ہیں اصل بات وہ اس کے بعد کریں گے۔ نوٹس آپ کے علم میں لانے کے بعد اس پر بات کریں گے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا نوٹس تو صرف دیکھے جاتے ہیں بات تو زبانی ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ وزیر ھاؤسنگ وفزیکل پلاننگ اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر ھاؤسنگ وفزیکل پلاننگ۔ جناب والا یہ کہنا کہ اتنے مالی، میٹ اور سپروائزر وغیرہ رکھے ہوئے ہیں اور وہ بے شمار ہیں۔ دوسرے لفظوں میں شمار نہیں کئے جا سکتے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ مالی اور سپروائزر وغیرہ ان گنت نہیں ہیں۔ بلکہ ان کی ایک خاص تعداد ہے جو وقتاً فوقتاً کام کی نوعیت کے پیش نظر گھٹتی اور بڑھتی رہتی ہے۔ بھرتی شدہ مالیوں وغیرہ کے نام ولدیت اور شناختی کارڈ نمبر Muster roll میں درج ہوتے ہیں Muster Roll علاقہ وار میٹ متعلقہ کے پاس ہوتے ہیں، Muster roll کا ریکارڈ ایل۔ڈی۔اے کے فنانس ڈائریکٹوریٹ کو بھجوا دیا جاتا ہے اور ان کا باقاعدہ آڈٹ ہوتا ہے۔ اس وقت ریکارڈ کے مطابق 2567 عارضی مالی شعبہ باغات ایل۔ڈی۔اے میں کام کر رہے ہیں۔ جناب والا جہاں تک سید طاہر احمد شاہ صاحب کی تحریک استحقاق کا تعلق ہے۔ اس سلسلے میں اس معزز ایوان میں پہلے بھی کافی بحث ہو چکی ہے۔ اس سوال میں جو زور دیا گیا تھا وہ لفظ "بے شمار" پر دیا گیا تھا۔ ہم نے یہ جواب دیا تھا کہ ہمارے پاس بے شمار نہیں ہیں۔ ضرورت کے مطابق ہم مالی میٹ اور بیلدار وغیرہ رکھتے ہیں اور جب کام ختم ہو جاتا ہے تو وہ خود بخود Terminate ہو جاتے ہیں۔ جب کسی نئے کام کے لئے ضرورت ہوتی ہے روزانہ اجرت پر پھر آدمیوں کو رکھ کیا جاتا ہے۔ اور اس میں ایک اور بات بھی تھی کہ ان آدمیوں کو مستقل کیوں نہیں

کر دیا جاتا؟ اس کا آج ہی صبح میں جواب دے چکا ہوں کہ مستقل اس لئے نہیں ہو سکتے کہ جتنے باغات ایل ۔ ڈی ۔ اے کنٹرول کر رہا ہے ان میں کچھ باغات صوبائی حکومت کی ملکیت ہیں۔ کچھ فیڈرل گورنمنٹ کی ملکیت ہیں۔ کوئی محکمہ آبپاشی کی ملکیت ہیں۔ کوئی محکمہ تعمیرات کی ملکیت ہے۔

جناب والا اگر تو ہمیں یہ یقین ہو جائے کہ یہ باغات مستقل ہمارے پاس رہتے ہیں تو ہم ان کو مستقل کرنے کے بارے میں بھی سوچ سکتے ہیں۔ لیکن ہم یہ Deposit work کے طور پر کام کرتے ہیں۔ جب یہ کام ختم ہو جاتا ہے۔ متعلقہ باغ متعلقہ محکمے کو منتقل ہو جاتا ہے تو اس لئے ان کو مستقل نہیں کیا جاتا اور اس کے لئے کوئی یقین دہانی بھی نہیں کروائی جا سکتی۔ میں بڑے وثوق کے ساتھ جناب والا کی وساطت سے فاضل ممبر اور فاضل ایوان کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم کبھی سوچ بھی نہیں سکتے کہ اس معزز ایوان میں جواب غلط ہے یا کسی جگہ پر مالیوں کی تعداد زیادہ ہے اور وہ کام پر کم ہیں تو میں ان کے ساتھ جا کر موقع دیکھنے کے لئے بھی تیار ہوں۔

اگر کوئی غلطی پکڑی گئی تو میں متعلقہ اہلکاروں کو سزا دینے کے لئے بھی تیار ہوں۔ لیکن اس وقت میں یہ کہوں گا کہ چونکہ پہلے یہ مسئلہ ختم ہو چکا ہے اس لئے میری یہ استدعا ہے کہ اس تحریک استحقاق کو خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب متعلقہ وزیر صاحب کی یقین دہانی کے بعد آپ کی اس سلسلہ میں کیا رائے ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر۔ اس لئے تو میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ بات یہ کہ میرا تحریک استحقاق پیش کرنے کا مقصد نہ تو خدانخواستہ یہ ہے کہ اپنے محترم بھائی جناب چودھری نذیر احمد صاحب متعلقہ وزیر کی کوئی توہین کرنا ہے نہ ان کی دل آزاری کرنا ہے۔ میں تو جناب اس سوال کے ذریعے شعبہ باغات میں جو دھاندلیاں ہو رہی ہیں اور جن کا مجھے یقین ہے اور جس کے متعلق میرے پاس معلومات بھی ہیں۔ کہ لوگ تنخواہ تو لیتے ہیں مگر وہ تنخواہ خورد برد کر لی جاتی ہے۔ اور رسمی کارروائی کاغذات کی حد تک آڈٹ کروانے کے لئے مکمل کر کی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب میں آپ سے درخواست کروں گا کہ وزیر صاحب نے جو آپ کو یقین دھانی کرائی ہے اس کے بعد آپ کی رائے ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا، وہی تو عرض کر رہا ہوں۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر موصوف

صاحب سے گزارش ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو باضابطہ قرار دے کر باقاعدہ طور پر کمیٹی کے ذریعے چھان بین کرائی جائے۔ تاکہ حقائق کی روشنی میں جو بھی نتائج سامنے آئیں وہ ایوان میں پیش کر کے ان پر بحث کی جائے۔ تاکہ آئندہ کسی بھی سرکاری افسر کو یہ جرات نہ ہو کہ وہ ایوان میں سوالات کے غلط جواب فراہم کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ میں اپنی تحریک استحقاق پر زور دیتا ہوں کہ میری تحریک استحقاق ضابطہ کے مطابق ہے۔ اس کو ضابطہ کے مطابق قرار دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ سردار صاحب، آپ تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب، آپ بھی تشریف رکھیں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ جناب والا، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس تحریک استحقاق کو منظور ہونا چاہیے یا نہیں ہونا چاہیے۔ ویسے اگر آپ کا حکم ہو تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جیسے آپ کی مرضی، لیکن جب مجھے آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہوگی تو انشاء اللہ میں ضرور آپ سے پوچھوں گا۔

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ جناب سپیکر۔ اس تحریک استحقاق کو منظور کرنے کے لئے میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے تقریباً تمام اراکین اسمبلی نے اس بات پہ احتجاج کیا تھا کہ سوالات کے جوابات غلط آرہے ہیں۔ اور جناب سپیکر۔ نے بھی اسے بغیر کسی توقف کے تسلیم فرمایا ہے کہ کسی حد تک یہ بات صحیح ہے۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ کسی بھی غلط جواب کی صورت میں تحریک استحقاق ایک ایسا طریق کار ہے جس کے مطابق اس کام کو نبٹایا جا سکتا ہے۔ اب جب کہ محترم شاہ صاحب ایک غلط جواب کی صورت میں تحریک استحقاق لے آئے ہیں تو آپ ان کو یہ ترغیب دے رہے ہیں اور مشورہ دے رہے ہیں کہ اس تحریک استحقاق پر اصرار نہ کریں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر یہ تحریک استحقاق منظور ہو جائے اور اس معاملے کی چھان بین شروع ہو جائے تو اتنا فائدہ ضرور ہوگا اس محکمہ میں بھی اور دوسرے محکمہ جات کے افسران اس سے سبق حاصل کریں گے او آئندہ غلط جواب نہیں دیں گے۔ اس لئے میری استدعا ہے کہ اس تحریک استحقاق کو لازمی طور منظور ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ سردار صاحب، جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ میں نے ان کو پریس کیا ہے۔

ایسی بات ہرگز نہیں ہے۔ قواعد کے مطابق میں معزز ممبر سے پوچھ سکتا ہوں کہ وزیر صاحب کے بیان کے بعد ان کی شکایت دور ہو گئی ہے یا نہیں۔ آپ پریس نہیں کرتے یا آپ کا کیا ارادہ ہے۔ میں نے اس چیز کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان سے یہ پوچھا ہے کہ وہ اس تحریک استحقاق کو پریس کرنا چاہتے ہیں یا نہیں۔ یہ ان کی اپنی مرضی ہے۔ جہاں تک ان کی تحریک استحقاق کا تعلق ہے اس کا خلاف ضابطہ ہونا یا ضابطہ کے مطابق ہونے کا فیصلہ سپیکر کرتا ہے۔ اس کا فیصلہ میں خود کروں گا۔ میری یہ بالکل نیت نہیں تھی کہ میں ان پر اسے واپس لینے کے لئے زور دوں۔ وہ اسے واپس لیں یا نہ لیں۔ میرا یہ مقصد نہیں تھا۔ آپ تشریف رکھیں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ جناب سپیکر۔ میں نے لفظ "پریس" استعمال نہیں کیا میں نے ترغیب کی ضرور بات کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں نے ان کو ترغیب بھی نہیں دی۔

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ جناب والا، اگر میں نے اس کا غلط تاثر لیا ہے تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جو چیز قانون میں ہے۔ میں نے اس کے مطابق عمل کیا ہے۔ جناب شاہ صاحب جہاں تک آپ کی تحریک استحقاق کا تعلق ہے۔ اس سلسلہ میں وہ سوال جناب سپیکر نے مؤخر کیا تھا۔ آج اس کا جواب ایوان میں دیا گیا۔ اس پہ ضمنی سوالات بھی کیے گئے ہیں۔ آپ کی یہ تحریک استحقاق قانون کے تقاضے پورے نہیں کرتی، میں اسے خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔

شاہ صاحب آپ رشریف رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا، آپ نے خوامخواہ جائز بات کو خلاف ضابطہ قرار دے دیا ہے ہم آپ کے استحقاق سے انکار نہیں کر سکتے لیکن آپ کو ہمیں موقع دینا چاہیے تھا کہ ہم اس کی Admissibility پر بات کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا آپ نے اسے خلاف ضابطہ قرار دے دیا ہے۔ میں آپ کے فیصلے کو چیلنج نہیں کرتا لیکن آپ کو مجھے اس کی Admissibility پر بات کرنے کا موقع دینا چاہیے تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں نے آپ کو موقع دیا ہے اور آپ سے پوچھا ہے کہ آپ اس کو پریس کرتے ہیں یا

آپ کا کیا ارادہ ہے۔آپ نے فرمایا کہ میں اس کو پریس کرتا ہوں تو کس کے بعد میں نے اس پر اپنا فیصلہ دینا تھا۔وہ میں نے دے دیا۔آپ تشریف رکھیں۔
جناب چراغ اکبر صاحب اپنی تحریک استحقاق نمبر34 پیش کریں۔

مختلف سکیموں میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے بارے میں نشان زدہ سوال نمبر 20 کا غلط جواب

سید چراغ اکبر شاہ۔جناب سپیکر۔میں یہ تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتا ہوں کے حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ حالیہ اجلاس کے دوران وزیر ھاؤسنگ و فزیکل پلاننگ نے میرے ایک نشان زدہ سوال نمبر20 جس میں یہ دریافت کیا گیا تھا کہ حلقہ پی پی 123 میں 1985ء سے 1990ء کے دوران کن کن افراد کو کس کس سکیم میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی گئی تھی۔ان کے نام پتے بمع جس سکیم میں پلاٹ الاٹ ہوئے اس کا نام، ان کی مکمل تفصیل بیان فرمائی جائے۔وزیر موصوف نے شیر شاہ کالونی کی تفصیل جس میں تین مرلہ رہائشی پلاٹ الاٹ ہوئے تفصیل دی ہے جبکہ ایل ڈی اے اور محکمہ ھاؤسنگ کی سکیموں کا ذکر نہیں ہے۔اس نامکمل جواب سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔لہذا جناب سپیکر۔اس سے پہلے بھی تحریک استحقاق اس مسئلے پر تھی۔کہ ممبر صاحبان جو سوالات مختلف محکمہ جات کے بارے میں بھیج رہے ہیں ان کے غیر واضح اور مبہم جواب اسمبلی کے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں۔اور خصوصاً جب بھی حلقہ نمبر123 کے بارے میں کوئی سوال پوچھا جاتا ہے تو اس کو ٹال دیا جاتا ہے۔میں آپ سے استدعا کروں گا کے وزیر موصوف نے جو یہ جواب دیا ہے جس میں ان کے علم میں تو ساری سکیمیں نہیں ہیں۔ان کے عملے نے ان کو غلط اطلاع فراہم کی ہے۔میں استدعا کروں گا کہ میری تحریک استحقاق کو قواعد کے مطابق قرار دی جائے اور کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔جناب وزیر ھاؤسنگ و فزیکل پلاننگ۔

وزیر ھاؤسنگ و فزیکل پلاننگ۔جناب والا، جس دن محکمہ ھاؤسنگ و فزیکل پلاننگ سے متعلق سوالات کے جوابات دئے گئے تھے میں نے Catagori cally بتایا تھا اور کسی حلقہ این اے یا پی پی

کے بارے میں یہ بتانے سے معذوری کا اظہار کیا تھا۔ ایک حلقہ کے بارے میں ہم یہ نہیں بتا سکتے کہ کتنے پلاٹ الاٹ ہوئے یا کس کس سکیم میں ہوئے۔ میری درخواست آج بھی وہی ہے کہ ہم صوبائی یا قومی حلقہ وار کوائف مہیا نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہی ایسا ریکارڈ رکھا جا سکتا ہے۔ نہ ہی کبھی پہلے رکھا گیا تھا۔ اگر کوئی معزز ممبر یہ سوال کرے کہ کس ضلع میں جو ہاؤسنگ سکیم ہے اس میں کتنے لوگوں کو پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں یا وزیر صاحب نے کتنے پلاٹ دیئے۔ تو ہم ریکارڈ مہیا کر سکتے ہیں۔ کس شہر، کس ضلع یا پورے صوبہ کے متعلق سوال کر لیں لیکن پی پی وائز یا این اے وائز ہم ریکارڈ رکھنے کے قابل نہیں ہیں اور نہ ہی کبھی آج تک ہوا ہے۔

انہیں گزارشات کے ساتھ میری استدعا ہے کہ ان کی یہ تحریک استحقاق بنتی بھی نہیں ہے اور جناب سے میری گزارش ہے کہ اسے خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب سپیکر۔ جیسا کہ آپ کے علم میں بھی ہے کہ 1985ء سے لے کر 1990ء تک ترقیاتی کام، ملازمتیں حلقہ وائز دی جاتی رہی ہیں۔ اس دن بھی جب سوالات حلقہ پی پی 123 کے بارے میں اٹھائے گئے تو جناب سپیکر نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ کسی حلقہ کے بارے میں سوال نہیں پوچھا جا سکتا ہے۔

اس کا ریکارڈ ضرور موجود ہو گا۔ ان لوگوں کے پتے موجود ہوں گے اس سے Trace out کیا جا سکتا ہے یہ ناممکن بات نہیں ہے۔ صرف اس سوال کا جواب دینے سے گریز کیا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔؟

جناب وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ۔ میں یہ عرض کروں گا۔ ہم نے جتنے نام مہیا کئے ہیں۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ ڈیپارٹمنٹ میں ہم Thr ash out کریں، جس طرح ممکن ہو سکا ہے ہم نے کوشش کی ہے۔ ہمیں شیر شاہ کالونی کا پتہ چلا ہے۔ ان لوگوں کے پتہ جات دیکھنا بڑا مشکل کام ہے۔ نہ تو اپنا ایڈریس ہر آدمی یہ دیتا ہے کہ میں پی پی نمبر فلاں میں رہتا ہوں۔ ہمیں اندازے کے طور پر جتنے بھی مہیا ہو سکے ہیں ہم نے وہ جوابات دئے تھے۔ اور اس سے زیادہ حلقہ وار جواب دینے سے ہم معذوری کا اظہار کرتے ہیں۔ اور کوئی Specific سکیم کے بارے میں پوچھیں۔ کسی ضلع کے بارے میں پوچھیں تو میں انشاء اللہ آپ کو پوری اسٹیٹمنٹ دوں گا۔ لیکن یہ پی پی وائز ریکارڈ رکھنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے اور نہ ہی لوگ اپنے پتہ جات میں پی پی نمبر لکھتے ہیں۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ اس تحریک کو Rule out کیا جائے۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب والا گزارش یہ ہے کہ اس سوال سمیت جیسا کے پہلے بھی اور اس سے پچھلی تحریک میں بھی پوائنٹ آوٹ کیا گیا ہے کہ غلط اور مبہم جواب دیئے جا رہے ہیں، اگر اس تحریک کو Admit کر لیا جائے اور کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تو جو کمیٹی کی سفارشات ہوں گی وہ ہاؤس کے سامنے آجائیں گی اور ہاؤس اس پر جو فیصلہ دے دے مجھے منظور ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب آپ کی یہ تحریک استحقاق قانونی تقاضے پورے کرے گی تو جب اسے Admit کیا جائے گا۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب والا یہ قانونی تقاضے پورے کرتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تو آپ کی تسلی نہیں ہوئی جناب وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے بیان سے۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب والا میری تسلی نہیں ہوئی ہے اور میں اسے پریس کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی اہم اور ضروری ہے اور یہ بڑی اہمیت کا مسئلہ ہے، میری تسلی نہیں ہوئی ہے۔ میں پھر درخواست کروں گا کے اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب جہاں تک آپ کی اس تحریک استحقاق کا تعلق ہے یہ قانونی تقاضے پورے نہیں کرتی میں اس کو خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔ اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر.....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی....

جناب فرید احمد پراچہ۔ جناب والا آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور اس سے پہلے جو گذشتہ پرائیویٹ ممبرز ڈے تھا جو ایک ہفتہ پہلے تھا۔ اس میں پرائیویٹ ممبرز ڈے کی کوئی کارروائی نہ ہو سکی، نہ کوئی بل پیش کیا جا سکا۔ نہ کوئی قرارداد پیش ہو سکی۔ یہ پرائیویٹ ممبر کا ایک حق ہوتا ہے اور یہ طویل وقفے کے بعد آتا ہے۔ اس لئے گزارش ہے کہ قواعد معطل کر کے باقی جو پرائیویٹ ممبرز ڈے سے متعلقہ کام ہے اس کو شروع کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی سردار صاحب۔.....

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ جناب والا میں اپنے محترم بھائی کی اس بات کی تائید کرتا ہوں۔ اس کارروائی کو معطل کر کے باقی جو قراردادیں ہیں۔ بڑی اہم ہیں ان کو زیر بحث لایا جائے۔ اور آپ مہربانی

کر کے ھاؤس سے یا لا۔ منسٹر سے اس کی رائے طلب کریں بڑی مہربانی ہو گی۔ کیونکہ یہ قرار دادیں بڑی اہم ہیں تحاریک التوائے کار تو روزانہ آتی ہیں۔ میرے خیال میں بہت کم تحاریک التوائے کار باقی بچ گئی ہیں جو کہ زیر بحث آتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جناب لا۔ منسٹر صاحب آپ اس بارے میں کیا ارشاد فرمائیں گے؟

جناب وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا یہ پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور یہ ہمارے معزز ممبران کا دن ہوتا ہے۔ مجھے تو ان کی خواہش کا احترام ہے۔ جس طرح سے یہ چاہتے ہیں مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی غلام سرور خان صاحب۔

جناب غلام سرور خان۔ جناب والا جس طرح فرید پراچہ صاحب نے کہا ہے کہ قواعد معطل کر کے قرار دادوں کو لیا جائے۔ مجھے اس پر قطعاً کوئی اختلاف نہیں لیکن تحاریک التوائے کار کے لئے صرف آدھے گھنٹے کا وقت ہوتا ہے۔ ٹھیک ہے اگر وقت نہ ہو تو وقت کو بڑھایا جا سکتا ہے۔ تو آپ تحاریک التوائے کار کو ٹیک اپ کریں اس کے بعد قرار دادوں کا وقت بھی آجائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی فرمائیے۔

جناب واجد علی خان۔ جناب والا میں تحریک التوائے کار نمبر 268 پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ نہیں ایسے تو آپ پیش نہیں کر سکتے۔

جناب واجد علی خان۔ یہ انتہائی اہم واقعہ ہے، میں سمجھتا ہوں کہ قواعد کو معطل کر کے اس پر بحث کی اجازت فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ نہیں بات یہ ہو رہی ہے کہ تحاریک التوائے کار کے لئے جو وقفہ ہے رولز کو معطل کر کے اسے ختم کر دیں اور جو قرار دادیں ہیں ان کو Take up کر لیا جائے۔ تو آپ نے تو ایک نئی بات چھیڑ دی ہے۔ اگر آپ کی تحریک التوائے کار بڑی اہم ہے تو آپ اس کی کاپی بھجوائیں۔

جناب واجد علی خان۔ کاپی بھجوا دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ نے اس کا نمبر کیا فرمایا ہے؟

جناب واجد علی خان۔ اس کا نمبر 268 ہے۔ اگر یہ مؤخر ہو گئی تو پھر اس کی اہمیت نہیں رہے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی شاہ صاحب۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ میری ایک تحریک التوائے کار ہے جو بڑی اہمیت کی حامل ہے اور یہ نمبر ہے۔ 264 اسمبلی سیکرٹریٹ کے ایک ملازم کی موٹر سائیکل اسمبلی عمارت سے چوری ہو گئی ہے۔جناب والا رولز کو معطل کر کے اس تحریک التوائے کار کو ٹیک اپ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب اسمبلی سیکرٹریٹ کے جو لوگ ہیں۔انشاء اللہ ان کی دیکھ بھال اچھے طریقے سے ہو گی، آپ اس سلسلے میں زیادہ وہم نہ کریں ابھی تو اس کا نمبر کافی دور ہے۔ تو واجد علی صاحب ابھی تو آپ کی تحریک التوائے کار کا نمبر 268 ہے اور ابھی تو ہم 63 نمبر پر جا رہے ہیں اس لئے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ کو تھوڑا سا انتظار کرنا پڑے گا۔آپ تشریف رکھیں۔ تو میں معزز ممبران سے یہ التماس کروں گا کہ جناب پراچہ صاحب نے جو تجویز دی ہے اور حزب اختلاف کی طرف سے بھی ان کا نقطہ نظر آپ کے سامنے آیا ہے۔ تو اس سلسلہ میں آپ سب صاحبان کی کیا رائے ہے؟

(ایوان کی آواز..... موشن کر لیا جائے۔)

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر۔جی۔ کیا تحاریک التوائے کار کو لیا جائے؟.....

میاں منظور احمد موھل۔پوائنٹ آف آرڈر سر.....

جناب ڈپٹی سپیکر۔جی موھل صاحب،.....

میاں منظور احمد موھل۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے جناب والا قرار دادوں سے پہلے جو list of Business ہے اس میں میری ایک تحریک ہے جو اس سے بھی اہم ہے اس کو پہلے لیا جائے ایسا نہ ہو کہ اسے چھوڑ کر آگے چلے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تو پھر ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔..... تو یہ نمبر 63 تحریک التوائے کار سید چراغ اکبر شاہ صاحب کی ہے۔

روز افزوں مہنگائی کے باعث عوام میں بے چینی اور اضطراب

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب والا میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے

والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ مساوات لاہور کی مورخہ 26 نومبر 1990ء کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ غیر پیداواری اخراجات کم کرنے کے بجائے سارا بوجھ غریبوں پر ڈال دیا گیا ہے مہنگائی کے باعث مزدور کی ماہانہ آمدنی 715 روپے رہ گئی ہے اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اور اضطراب و غم و غصہ پایا جاتا ہے متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (حاجی عرفان خان ڈاھا)۔ جناب والا میرے معزز بھائی کی تحریک التوا کی بنیاد مساوات کی اس خبر پر ہے جو 20 نومبر 1990ء کو شائع ہوئی۔ یہ خبر چار ماہ پرانی ہے۔ رولز آف پروسیجر قاعدہ۔65 کے تحت اس تحریک کی اہمیت نہیں رہی۔ اس لئے اسے رول آوٹ کیا جائے۔

وزیر محنت (راجہ محمد خالد خان)۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب والا چونکہ یہ تحریک التواء میرے محکمے سے متعلق ہے۔ اس میں میرے بھائی چراغ اکبر شاہ صاحب نے جو facts and figures دیے ہیں، یہ کہنا غلط ہے کہ نومبر 1990ء میں کم از کم اجرت 715 روپے تھی، بلکہ اس کے برعکس نومبر میں یہ اجرت، جو کم سے کم شرح تھی، 816 روپے 20 پیسے تھی۔ جو کہ دسمبر 1990ء میں

وزیراعظم پاکستان قوم کے نام پہلے خطاب کے نتیجے میں دو سو روپے کے اضافے کے باعث مزید اضافہ کر دیا گیا ہے اور اب کم از کم شرح اجرت 1016 روپے 40 پیسے بنتی ہے۔ جناب والا، اس کی تفصیل کچھ یوں ہے 1988ء سے جو غیر ھنر مند کی اجرت تھی وہ 480 روپے تھی۔ اور اس میں انڈیکسیشن بحساب 18 فی صد 86 روپے 40 پیسے، پنجاب ایمپلائز سپیشل الاؤنس زیر دفعہ 3 یکم مئی 1988ء 50 روپے زیر دفعہ 4 یکم جولائی 1988 سو روپے، زیر دفعہ 4 یکم مئی 1990ء سو روپے، اور زیر دفعہ 4 یکم دسمبر 1990ء سے دو سو روپے۔ لہذا یہ کم از کم اجرت 1016 روپے ماہانہ بنتی ہے۔ جناب والا، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت نے اپنے محدود وسائل کے اندر رہتے ہوئے بھی مزدوروں کی فلاح کو فوقیت دی ہے اور موجودہ وزیراعظم نے، جب وہ صوبہ پنجاب کے وزیراعلیٰ تھے تو ان کے دور حکومت میں مزدوروں کی تنخواہ میں بالترتیب پچاس روپے، سو روپے، سو روپے تین مرتبہ اضافہ کیا گیا اور ان کے وزیراعظم منتخب ہونے کے بعد قوم سے اپنے پہلے خطاب کی روشنی میں حکومت پنجاب نے دو سو روپے کا مزید اضافہ کر دیا ہے اور اس کا نوٹیفکیشن بھی جاری ہو چکا ہے۔ مہربانی۔

میاں منظور احمد موھل۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر، جب ایوان میں تحریک التواء کے بارے

میں پارلیمانی سیکرٹری جواب دے دیں تو کیا پھر وزیر موصوف بھی اس کا جواب دے سکتے ہیں ؟ کیونکہ میرے خیال میں الفاظ یہ ہیں۔ Minister or parlimamentry secretary concerned"

Minister and Paralimentry Secretary نہیں ہے۔آپ اپنی رولنگ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چونکہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کا جواب نامکمل تھا، اور منسٹر صاحب بھی موجود تھے۔ انھوں نے چاہا کہ وہ ایوان میں اس کا مکمل جواب دیں اور انھوں نے اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے جواب دیا ہے۔ تو میں نے انھیں اس کا جواب دینے کی اجازت دی ہے۔

ایک فاضل رکن۔ جناب والا، وہ تو فنانس ڈیپارٹمنٹ کے پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب والا، یہ عجیب مسئلہ ہے کہ تحریک کسی مسئلہ کے متعلقہ ہے اور جواب کوئی پارلیمانی سیکرٹری دے رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ متعلقہ وزیر نے آپ کی تحریک التواء کا جواب دے دیا ہے۔ اب آپ کا اس سلسلے میں کیا خیال ہے؟ آپ ان کے جواب سے مطمئن ہیں؟

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب والا، میں مطمئن نہیں ہوں۔

راجہ خلیق اللہ خان۔ پوائنٹ آف آرڈر اگر پارلیمانی سیکرٹری یا منسٹر کی طرف سے نامکمل جواب دیا جاتا ہے تو کیا ہاؤس یا آپ اس کا نوٹس لے سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چونکہ مسئلہ ہی اس میں مختلف ہے کہ وہ متعلقہ محکمے کے پارلیمانی سیکرٹری نہیں ہیں اس لئے اس تحریک کا جواب دینے سے ان کا تعلق نہیں ہے۔ پتا نہیں انہوں نے کس حیثیت میں اس کا جواب دینے کی کوشش کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ۔ جناب والا، چونکہ محکمہ فنانس میں یہ سوال آیا ہے اور میں نے محکمہ فنانس کے پارلیمانی سیکرٹری کی حیثیت سے جواب دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ چونکہ متعلقہ منسٹر موجود تھے تو انھوں نے اس کا جواب دے دیا ہے۔

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر، ایک معزز رکن کی طرف سے تحریک التوائے کار پیش کی گئی ہے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ متعلقہ تحریک التوائے کار کس محکمے کو بھیجی گئی ہے۔

اسی محکمے کو اس کا جواب دینا چاہیے تھا۔ تو اس سلسلے میں آپ کے توسط سے میں اپنے بھائیوں سے یہ وضاحت طلب کرنا چاہتا ہوں کہ آیا یہ تحریک التوائے کار محکمہ فنانس کو refer ہوئی تھی یا لیبر ڈیپارٹمنٹ کو؟ یہ ان دونوں محکموں میں سے کس کو ریفر کی گئی تھی؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ سردار صاحب، چونکہ متعلقہ منسٹر یہاں موجود ہیں اور انہوں نے اس کا جواب دے دیا ہے۔ اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو مزید طول نہیں دینا چاہیے۔ آپ تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب آپ منسٹر صاحب کے جواب سے مطمئن ہیں؟

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب والا، میں مطمئن نہیں ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو figures وزیر موصوف نے بیان فرمائے ہیں کہ تنخواہیں اتنی بڑھائی جاتی ہیں تو جناب والا، inflation rate بھی تو بڑھا ہے، افراط زر بھی تو بڑھی ہے۔ دراصل یہ اضافہ جو سو روپے یا دو سو روپے کا ہے یہ کوئی اضافہ نہیں ہے inflation rate دیکھ لیں اور جو تنخواہیں بڑھائی گئی ہیں۔ جناب والا میں اپنی تحریک التواء کو پریس کروں گا اور میں سمجھتا ہوں کہ میری تحریک التوائے کار باضابطہ ہے اور اسے کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب، جیسا کے شاید آپ کے علم میں بھی ہو گا۔ کیونکہ اسی ایوان کی یہ روایات رہی ہیں کہ یہاں پر اخبارات کے مواد پر جو تحاریک التوائے کار پیش کی جائیں ان کو باضابطہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ آپ کی تحریک التواء کی بنیاد بھی ایک اخباری خبر پر ہے۔ تو میں اس کو خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔ تحریک التوائے کار نمبر 64 جناب غلام سرور خان صاحب اور جناب علی حسن رضا قاضی صاحب کی طرف سے ہے۔

وزیر قانون۔ جناب والا، یہ تحریک التوائے کار لاء اینڈ آرڈر سے متعلقہ ہے۔ اور لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہونی باقی ہے۔ تو اس وجہ سے یہ Take up نہیں کی جا سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ انھیں پیش کر لینے دیں۔ پھر آپ اس کا جواب دیں۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ رولز کو refer کرتے ہوئے ایک انتہائی اہم معاملے کے بارے میں میری تحریک التوائے کار نمبر 192 پیش کرنے کی مجھے اجازت دیں۔ کیونکہ ملک کے بہت سے غریبوں نے کروڑوں اربوں روپے بنکوں، کوآپریٹو سوسائٹیوں کی فنانس کارپوریشنز میں جمع کروائے ہوئے تھے وہ بنک والے کھا گئے ہیں۔ انھوں نے اپنے دفاتر بند کر دئے ہیں۔ لوگ بھوکے رہنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چودھری صاحب، میں آپ کی اطلاع کے لئے عرض کردوں کہ اس وقت ھاؤس rules relex کرنے کے موڈ میں نہیں ہے۔آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد فاروق۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمام ایم پی اے غریب عوام کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہ اپنے حلقے کے عوام کی رقم لوٹانے کے لئے میرے خیال میں میری اس تحریک کی حمایت کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تشریف رکھیے۔ میں نے غلام سرور خان صاحب کو عرض کیا ہے کہ وہ اپنی تحریک التوائے کار کو پیش کریں۔

ذیلدار روڈا چھرہ پر اندھا دھند فائرنگ

جناب غلام سرور خان۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ذیلدار روڈا چھرہ میں چار افراد کی اندھا دھند فائرنگ سے ایک شخص ہلاک ہو گیا دو افراد شدید زخمی ایک گولی رکشہ ڈرائیور کو جا لگی۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اور اضطراب، غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی لا۔ منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب سپیکر۔ چونکہ لا۔ اینڈ آرڈر پر بحث ہونی باقی ہے اور ہم نے دو روز لا۔ اینڈ آرڈر کی صورتحال پر بحث کرنی ہے۔ تو 67۔ اے کے تحت اس تحریک کو ایوان میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ جب میرے فاضل بھائی اپنی تقریر کریں گے تو اس میں یہ بیان فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ لا۔ منسٹر صاحب کی یہ بات درست ہے کہ ابھی امن عامہ پر بحث ہونی ہے۔ تو آپ کے پاس کافی وقت ہو گا کہ آپ لا۔ اینڈ آرڈر پر تقریر کرتے ہوئے اپنی بات کریں۔ اور اپنے جذبات حکومت تک پہنچا سکیں۔

جناب غلام سرور خان۔ جی ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تو آپ اسے پریس نہیں کرتے؟

جناب غلام سرور خان۔ جی میں اسے پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ فاضل ممبر نے اپنی تحریک کو پریس نہیں کیا۔ اگلی تحریک نمبر 65 جناب ملک اقبال احمد لنگڑیال صاحب کی ہے۔ تو یہ تحاریک نمبر 65 سے لے کر 77 تک جو بھی تحاریک التوائے کار ہیں یہ امن عامہ سے متعلقہ ہیں اور ابھی اس ہاؤس میں امن عامہ پر بحث ہونی ہے۔ اس لئے جو متعلقہ ممبران یا محرک حضرات ہیں ان کو کافی موقع مہیا کیا جائے کہ وہ امن عامہ پر اپنی بات کر سکیں اور اپنے جذبات حکومت تک پہنچا سکیں۔ اس لئے تحریک التوائے کار 65 سے لیکر نمبر 77 تک جو تحاریک التوائے کار ہیں ان پر بحث لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے دوران ہو گی اور اس کے بعد جس کی باری آئے گی اسے اب ہم Take up کریں گے۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر۔ میری ایک تحریک التوا تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تحریک التوا نمبر 78 جناب مہر غلام دستگیر صاحب کی طرف سے ہے۔ چودھری صاحب! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اور یہ ہاؤس کی روایات نہیں ہیں کہ جس وقت سپیکر بول رہا ہو اس وقت کھڑے ہو کر کوئی بات کی جائے۔ یہ اچھی بات نہیں ہے۔ مہر صاحب تشریف نہیں رکھتے اور میرا خیال ہے کہ انہوں نے اسے Pending کروانے کے لئے بھی گزارش نہیں کی ہو گی تو یہ dispose of تصور ہو گی۔ اس طرح تحریک التوا نمبر 79 ہے اور یہ کردار منصور احمد لغاری صاحب کی طرف سے ہے۔

لغاری صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے اس لئے یہ بھی Dispose of تصور ہو گی تحریک التوا نمبر 80 محمد اصغر خان لغاری صاحب کی طرف سے ہے وہ بھی تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ بھی Dispose of تصور ہو گی۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب والا۔ میری تحریک التوا بھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چودھری صاحب آپ کی باری بھی آ رہی ہے۔ تھوڑا سا صبر سے کام لیں۔ اگلی تحریک نمبر 81 سید چراغ اکبر شاہ صاحب کی طرف سے ہے۔ جی شاہ صاحب۔

پنشن یافتہ ملازمین کی مدت ملازمت میں توسیع

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب سپیکر۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے

مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ مساوات مورخہ 20 دسمبر 1990ء کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ وزیراعظم اور وزیراعلیٰ اپنے ہی احکامات کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ ریٹائر ہونے والے سرکاری ملازم بدستور کام کر رہے ہیں۔ وزیراعلیٰ کی جانب سے ٹیکسٹ بک بورڈ کے ایک اعلیٰ افسر کو دوبارہ ملازمت میں رکھا جا رہا ہے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب سپیکر۔ نہ ہی یہ مسئلہ فوری ہے اور نہ ہی یہ اہمیت عامہ کا ہے اور نہ ہی یہ واقعہ عمل میں آیا ہے۔ چودہ اگست کے بعد کسی آدمی کو extension نہیں دی گئی اور یہ اخباری خبر حقیقت پر مبنی نہیں ہے اس لئے میں اپنے فاضل بھائی کی خدمت میں گزارش کرونگا کہ وہ اپنی تحریک التوائے کار کو پریس نہ کریں۔ otherwise Technically بھی یہ نہیں بنتی جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی شاہ صاحب۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب سپیکر اگر وزیر قانون صاحب ہاؤس کے فلور پر یہ یقین دہانی کراتے ہیں کہ کسی سرکاری ملازم کو Extension نہیں دی جائے گی یا Contract پر نہیں رکھا جائے گا تو میں اسے press کرونگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ 14 اگست کے بعد کسی کو بھی Extension نہیں دینگے۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ ٹھیک ہے جناب والا۔ پھر میں Press نہیں کرونگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ فاضل ممبر نے اپنی تحریک کو پریس نہیں کیا۔ جی سردار صاحب۔

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا تحاریک التوائے کار کا آدھا گھنٹہ ختم ہو گیا ہے تو براہ مہربانی دوسرا بزنس شروع کیا جائے۔ ہم متواتر گھڑی کی طرف دیکھ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ابھی دس منٹ باقی ہیں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ جناب سپیکر۔ دیکھیں میں آپ سے اختلاف کرونگا میں مسلسل گھڑی دیکھ رہا تھا اس کے بعد میں نے آپ سے گزارش کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آٹھ بجکر پندرہ منٹ پر تحاریک التوائے کار شروع ہوئی ہیں۔ اگلی تحریک نمبر 82 جناب علی حسن رضا قاضی صاحب کی طرف سے ہے۔ معزز ممبر تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ تحریک Dispose of تصور ہو گی۔ اگلی تحریک نمبر 83 جناب سید چراغ اکبر شاہ صاحب کی طرف سے ہے۔ جی شاہ صاحب۔

پنجاب یونیورسٹی کے امتحانی مراکز سے ایم ایس سی طلباء کا بائیکاٹ

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہونگا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور کی مورخہ 25 نومبر 1990ء کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کے قائم کردہ متعدد امتحانی مراکز پر طلباء نے M.Sc Math Part. 1 کے پانچوں پرچوں کا بائیکاٹ کر دیا۔ پولیس پر فائرنگ کا الزام۔ دو طلباء زخمی۔ شکایت کرنے پر ڈی ایس پی نے دو طالب علموں کو گرفتار کر لیا۔

External Examinor کو تبدیل کرنے کا مطالبہ اخباری دفاتر کے سامنے مظاہرہ۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اور اضطراب، غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی لاء منسٹر صاحب یہ تحریک التوا نمبر 83 ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی مور۔ جناب سپیکر۔ جو اصل صورتحال ہے وہ یہ ہے کہ 90-11-24 کو ایم ایس سی ریاضی پارٹ ون کا پانچواں پرچہ تھا۔ سینیئر۔ سپرنٹنڈنٹ صاحبان کی رپورٹ کے مطابق یہ پرچہ شروع ہونے کے تقریباً دس منٹ بعد طلباء نے واک آوٹ کر دیا۔ اور ان کا کہنا تھا کہ پرچہ کورس کے مطابق نہیں ہے۔ مذکورہ طلباء کا کیس Board of studies (math) کے پاس برائے مناسب غور بھیجا گیا۔ بورڈ نے داخلی اور خارجی paper sattess کی رائے کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ کیا کہ اس پرچہ کا درج ذیل شرائط کے مطابق دوبارہ امتحان لے لیا جائے۔ ایک یہ کہ وہ طلباء جنہوں نے واک آوٹ نہیں کیا اگر وہ امتحان میں دوبارہ شریک نہیں ہونا چاہتے انہیں رعائتی نمبر دس دے دئے جائیں۔ دوسرا یہ کہ جو طلباء دوبارہ امتحان میں شامل ہونگے ان کے لئے یہ رعایت نہیں ہو گی۔

مذکورہ بالا پرچہ کا دوبارہ امتحان 91-3-7 کو ایک بجے بعد دوپہر ہوگا۔اس ضمن میں نوٹیفکیشن بھی جاری ہو چکا ہے۔اس میں کوئی ایسی اہمیت عامہ کی بھی بات نہیں ہے اور نہ یہ مسئلہ حالیہ وقوع پذیر ہے۔وہ جو مسئلہ تھا اس بارے میں بورڈ آف سٹڈیز میتھ نے فیصلہ بھی کر دیا ہے۔اور وہ 7 تاریخ کو دوبارہ اس پرچے کا امتحان بھی ہو چکا ہے۔اس وجہ سے میں اپنے فاضل بھائی کی خدمت میں گزارش کرونگا کہ وہ اس کو پریس نہ فرمائیں۔شکریہ۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب سپیکر۔یہ اہمیت عامہ کا مسئلہ ہے جو طلباء کا امتحانی مراکز سے بائیکاٹ۔ طلباء پر پولیس کا تشدد، فائرنگ۔جب طلباء نے احتجاج کیا کہ طلباء پر فائرنگ کی گئی ہے تو کیا وہ پولیس افسران جو اس پر تشدد واقعہ میں ملوث تھے ان کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے "میں سمجھتا ہوں کہ یہ اہمیت عامہ کا مسئلہ ہے اور اسے زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جناب شاہ صاحب۔آپ کی تحریک، تحریک التوائے کار کے قانونی تقاضے پورے نہیں کرتی اور ابھی لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہونی ہے آپ اس مسئلہ کو اس دن زیر غور لا سکتے ہیں۔لہذا میں اس کو Rule out کرتا ہوں۔**اگلی تحریک التوائے ملک اقبال احمد لنگڑیال کی طرف سے ہے وہ تشریف** نہیں رکھتے لہذا یہ Dispose of تصور ہو گی۔

تحریک التوائے کار نمبر 85 علی حسن رضا قاضی صاحب کی ہے چونکہ وہ ایوان میں تشریف نہیں رکھتے اس لئے یہ Dispose of تصور ہو گی۔ تحریک التوائے کار نمبر 86 ملک اقبال احمد خان لنگڑیال صاحب کی ہے چونکہ وہ ایوان میں تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ Dispose of تصور ہو گی۔

تحریک التوائے کار نمبر 87 شیخ انوار الحق پراچہ صاحب کی ہے چونکہ وہ ایوان میں تشریف نہیں رکھتے اس لئے یہ Dispose of تصور ہو گی۔

تحریک التوائے کار نمبر 88 شیخ انوار الحق پرچہ صاحب کی طرف سے ہے چونکہ وہ ایوان میں تشریف نہیں رکھتے ہیں لہذا یہ Dispose of تصور ہو گی۔

تحریک التوائے کار نمبر 89 مہر غلام دستگیر لک صاحب کی ہے چونکہ وہ ایوان میں تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ dispose of تصور ہو گی۔

تحریک التوائے کار نمبر 90 سردار منصور احمد خان لغاری صاحب کی ہے چونکہ فاضل ممبر ایوان میں تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ dispose of تصور ہو گی۔

تحریک التوائے کار نمبر 91 ملک اقبال احمد خان لنگڑیال صاحب کی ہے چونکہ فاضل ممبر ایوان میں

تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ dispose of تصور ہو گی۔

تحریک التوائے کار نمبر 92 جناب غلام سرور خان صاحب کی ہے۔

جی خان صاحب۔

باغ جناح لاہور میں ڈکیتی

جناب غلام سرور خان۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب والا میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہونگا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کاروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ پاکستان ٹائم لاہور کی مورخہ 26 نومبر 1990ء کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ باغ جناح میں ایک نیا شادی شدہ جوڑا لٹ گیا۔ دو نامعلوم مسلح افراد نے شادی شدہ جوڑے کو ہراساں کر کے ان سے زیور نقدی اور گھڑیاں لوٹ لیں۔ غنڈہ عناصر کی سرکوبی کے لئے کوئی اقدام نہیں کیا گیا اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اور اضطراب، غم و غصہ پایا جاتا ہے متذکرہ واقع اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب والا۔ یہ امن عامہ سے متعلقہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تو کیا آپ اسے پریس نہیں کرتے۔

جناب غلام سرور خان۔ نہیں جی

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شکریہ جی۔ not pressed

اب تحریک التوائے کار نمبر 93 ہے مگر اب تحاریک التوا کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔

مجلس خصوصی کی عبوری رپورٹ بابت تحریک استحقاق نمبر 30 پر بحث

میاں منظور احمد موحل۔ جناب ایجنڈے سے میرا نمبر 1 ہے جو آج کا بزنس ہے اس حساب سے میرا نمبر 1 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اچھا جی۔ جی میاں منظور احمد موحل صاحب۔

میاں منظور احمد موھل۔ جناب سپیکر۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ "تحریک استحقاق نمبر30 منجانب محترمہ فوزیہ بہرام ایم۔پی۔اے بسلسلہ روزنامہ جنگ میں شائع شدہ خبر کے بارے میں مجلس خصوصی کی عبوری رپورٹ زیر غور لائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

"تحریک استحقاق نمبر30 منجانب محترمہ فوزیہ بہرام ایم۔پی۔اے بسلسلہ روزنامہ جنگ میں شائع شدہ خبر کے بارے میں مجلس خصوصی کی عبوری رپورٹ زیر غور لائی جائے۔

.....جی میاں منظور احمد موھل صاحب

میاں منظور احمد موھل۔ جناب والا یہ تحریک استحقاق مورخہ 28 فروری 1991ء کو order قرار دی گئی تھی جس پر ایک ہفتے کی مہلت دی گئی تھی مورخہ 3 مارچ 1991ء کو پہلی میٹنگ ہوئی تھی اور 5 مارچ 1991ء کو جناب والا دوسری میٹنگ ہوئی تھی اور دوسری میٹنگ میں جو عبوری رپورٹ تیار کی گئی ہے وہ میں آپ کو بیان کر دیتا ہوں۔

The Committee resumed consideration on the Motion in its meeting on 5.3.1991. The members took strong exception to the arrogant behaviour of Mr Asif Raja, Staff Reporter of the " jang Daily" and the Executive Editor of the newspaper, Mr Athar Masood, shown by them, before the Committee. It was noted with concern that the representatives of the daily should not have adopted an over-bearing attitude while pleading their point of view before the Special Committee.

The Committee then studied the clarification published by the " Jang daily" in its issue dated 4-3-1991 and felt as if the clarification was published half-heartedly in as much as proper place was not given to it.

After keeping in view the various aspects, it was decided to make an interim report to the Assembly.

اب جناب والا، ہماری سپیشل کمیٹی کی یہ رپورٹ ہے۔

recommending that the entry of Mr Asif Raja, Staff

of the Daily "jang" may be banned during the current session of the Assembly.

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ (پوائنٹ آف آرڈر) جناب سپیکر۔ سپیشل کمیٹی کی رپورٹ کو زیر بحث لانے کے لئے پہلے ایوان کی اجازت لینا ضروری ہوتا ہے جو کہ نہیں لی گئی۔ براہ مہربانی اس کی اجازت لیں پھر اس کے بعد یہ پیش ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ نہیں قواعد کے مطابق یہ کارروائی چل رہی ہے۔

سردار عاشق حسن گوپانگ۔ نہیں جناب والا قواعد کے مطابق یہ ہے کہ کمیٹی کی رپورٹ اس وقت زیر بحث آتی ہے۔ انہوں نے یہ تحریک پیش کی ہے کہ میں اس رپورٹ کو زیر بحث لانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ابھی وہ تحریک ایوان میں پیش کی جائیگی۔ آپ تشریف رکھیں۔

میاں منظور احمد موھل۔ جناب والا۔ پہلے میں نے تحریک پیش کی پھر اس کے بعد میں نے عبوری رپورٹ پیش کی۔ اب میں کہتا ہوں کہ جناب والا اس کو زیر بحث لایا جائے۔ آپ پوچھ سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ موھل صاحب۔ آپ درست فرما رہے ہیں۔ میں سردار صاحب سے گزارش کرونگا کہ وہ تھوڑا سا انتظار کریں وہ وقت ابھی آنے والا ہے۔ موھل صاحب آپ تشریف رکھیں۔

میاں منظور احمد موھل۔ تو جناب والا۔ میں نے سپیشل کمیٹی کی عبوری رپورٹ اس ایوان کے سامنے پیش کر دی ہے اور میری استدعا یہ ہے کہ اس کو فی الفور زیر بحث لاکر سپیشل کمیٹی کی اس عبوری رپورٹ پر عمل فرمایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ تحریک پیش کی گی ہے اور سوال یہ ہے کہ۔

"تحریک استحقاق نمبر 30 منجانب محترمہ فوزیہ بہرام ایم۔پی۔اے بسلسلہ روزنامہ جنگ میں شائع شدہ خبر کے بارے میں مجلس خصوصی کی عبوری رپورٹ زیر غور لائی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

اب یہ رپورٹ زیر غور لائی جاتی ہے جو اراکین اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ مجھے اپنے ناموں کی چٹیں بھیج دیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا، آپ اس کے لئے کوئی اور وقت مقرر کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب، اگر آپ اس پر تقریر نہیں کرنا چاہتے تو ٹھیک ہے۔

چودھری سکندر حیات ملھی۔ جناب والا، جو میاں منظور احمد صاحب نے Recommend کیا ہے

اس کے بارے میں آپ نے ایوان سے پوچھا ہے کہ "ہاں" یا "نہیں" اور ایوان نے "ہاں" میں جواب دیا ہے تو میرے خیال میں اب بات ختم ہو جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ آپ درست فرما رہے ہیں آپ کی تجویز معقول ہے۔ چونکہ اس رپورٹ میں کوئی ترمیم موصول نہیں ہوئی اور نہ ہی کوئی ممبر اس پر مزید تقریر کرنا چاہتے ہیں۔ تو اب سوال یہ ہے کہ۔

تحریک استحقاق نمبر 30 منجانب محترمہ فوزیہ بہرام ایم پی اے بسلسلہ روزنامہ جنگ میں شائع شدہ خبر کے بارے میں مجلس خصوصی کی عبوری رپورٹ کو منظور کیا جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

اب ہم غیر سرکاری مسودات کو لیتے ہیں۔ پہلا مسودہ قانون سید طاہر احمد شاہ صاحب کا ہے۔..... شاہ صاحب۔

غیر سرکاری مسودہ قانون

مسودہ قانون غذائے خالص بابت 1990ء

سید طاہر احمد شاہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

مسودہ قانون غذائے خالص بابت 1990ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

"مسودہ قانون غذائے خالص بابت 1990ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

کیا متعلقہ وزیر صاحب اس کی مخالفت کرنا چاہیں گے۔

MINISTER FOR REVENUE : I oppose it, sir

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر۔ یہ تو متعلقہ منسٹر یا لاء منسٹر صاحب کو oppose کرنا چاہیے تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس تحریک کو کوئی بھی وزیر oppose کر سکتے ہیں۔

"(اس مرحلہ پر تمام صحافی پریس گیلری سے واک آوٹ کر گئے)

چودھری محمد فاروق۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی فرمائیے۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر۔ سید طاہر احمد شاہ صاحب کا بل جو انہوں نے پیش کیا ہے آیا لودھی صاحب اس کو oppose کر سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس کو کوئی بھی منسٹر oppose کر سکتا ہے۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر۔ میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ خصوصی کمیٹی کی عبوری رپورٹ ایوان میں پیش ہونے کے بعد اور آپ کی roling کے بعد پریس گیلری سے صحافی صاحبان واک اوٹ کر چکے ہیں اس لئے میرے خیال میں ان کا نقطہ نظر معلوم کرنے کے لئے اور انہیں واپس لانے کے لئے اگر آپ مناسب سمجھیں تو کسی کو بھجوا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ آپ ہی کو عرض کیا جاتا ہے کہ آپ ان کو واپس لانے کے لئے تشریف لے جائیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر صحافی صاحبان سے بات چیت کے لئے چلے گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی فرمائیے۔ جناب طاہر شاہ صاحب۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر میں نے جو بل پیش کرنے کی اجازت چاہی تھی اس کے اغراض و مقاصد یہ تھے کہ جو اس وقت نافذ العمل pure food ordinance 1960 چل رہا ہے وہ 1958ء کے نافذ ہونے والے مارشل لاء کے دور میں ایک واحد شخص نے ہنگامی قانون کے طور پر نافذ کیا تھا جس کو کہ کسی بھی اسمبلی میں آج تک اس کی enactment کر کے باقاعدہ قانون نہیں بنایا گیا۔

جناب والا اس بل کے ذریعے سے جو ہنگامی قانون 1960ء کا نافذ العمل ہے اس پر نہ تو کریانہ مرچنٹس ایسوسی ایشن یا متعلقہ تاجر حضرات سے کسی نے رائے لی نہ ہی عوامی نمائندگان نے اس پر کوئی رائے دی بلکہ 1965ء میں اس قانون کے تحت جو رولز تھے ان میں مذید ترمیم کر کے انہیں یکطرفہ طور پر مزید اس طریقے سے سخت کر دیا گیا کہ اس دفعہ کے تحت یکطرفہ طور پر اکثر و بیشتر اشیاء کا معیار غیر ممالک سے نقل کر کے اس میں شامل کر دیا گیا جس پر کہ اس وقت کے مغربی پاکستان میں متعلقہ تاجر تنظیموں نے سخت احتجاج کیا اور اس احتجاج کے نتیجے میں محکمہ صحت کے افسران کے ساتھ meetings ہوئیں اور بالآخر محکمہ صحت نے اپنے ایک Excetive order نمبر ایچ 90 (ایف آئی ایچ)61-21-1 مورخہ 68-8-21 کو جاری کیا اور اس میں انہوں نے یہ ہدایت کی۔ اس میں

تمام گورنمنٹ پبلک اینالسٹ لاہور، ملتان، روھڑی، پشاور، کوئٹہ اور چیف آفیسر انچارج کیمیکل بائیو بیکٹریالوجیکل لیبارٹری کراچی ان سب کو ہدایت کی کہ جو اسی اشیاء اپنی اصل شکل میں دستیاب ہیں ان کے جو فیصلے ہیں ان پر فیصلہ Reserve رکھا جائے اور ایک سال تک ان پر کوئی کرروائی نہ کی جائے اور ایک سال گزرنے کے بعد پھر ایک نیا Exective order جاری کیا گیا جس کا نمبر یہ ہے اور یہ محکمہ صحت کی طرف سے ہی ہے۔ ایچ ایس او / (ایف ایم این)۔1۔21/68 مورخہ 1969۔2۔25 تو اس میں انہوں نے یہ لکھا ہے کہ۔

In continuation of this department's letter of even number dated 29th August, 1968, I am directed to forward herewith a list of articles of West Pakistan Pure Food Rules 1965. It is also requested that the action should continue beyond 31st August, 1969 till further orders.

اور اس میں انہوں نے 23 اشیاء خوردنی کی فہرست جاری کر دی اور اس میں اس وقت تک " تاحکم ثانی کا لفظ ہے کہ اس میں انہوں نے روک رکھا ہے۔ جناب والا اس پر یہی نہیں بلکہ یہ ہے کہ اس پر وقتاً فوقتاً احتجاج ہوتا رہا اور میں ایک یہ بھی حوالہ دینا چاہتا ہوں کہ رٹ نمبر 2037 آف 1990 میں ھائی کورٹ کی طرف سے یہ ایک فیصلہ کیا گیا جس میں یہ لکھا گیا۔ یہ صفحہ نمبر 16 پر ہے کہ.....

The Ordinance though enacted in 1960 three decades back yet has failed to achieve its object and made a dead letter.

اور اس کے ساتھ آخر میں ھائی کورٹ کے فیصلے میں یہ لکھا گیا ہے کہ.....

Copy of the judgement may be sent to the Chief Secretary, Government of the Punjab to adopt ways and means to give effect to the Provisions of Ordinance of 1960.

تو جناب والا میرا یہ بل پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ھنگامی قانون جو نافذ العمل ہے اس سے اس وقت جو ملاوٹ کرتے ہیں ان کو تو کسی نے روکا نہیں ہے۔ ملاوٹ کا انسداد کرنے کی جن افسران پر جن حکام پر ذمہ داری ہے وہ رشوت لے کر بڑے بڑے ملاوٹ کرنے والے لوگوں کو تو چھوڑ دیتے ہیں مگر چھوٹے چھوٹے لوگوں کو وہ پکڑ لیتے ہیں اور اپنی من مرضی کے ساتھ اس کا

فیصلہ کروالیتے ہیں۔1981ء سے لے کر 1984ء تک متعلقہ تاجران اور ان کی تنظیموں کے احتجاج کے طور پر گورنمنٹ کی طرف سے محکمہ صحت کے حکام اور تاجروں کے نمائندوں کے درمیان ایک کمیٹی بنائی گئی جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ بالآخر یہ فیصلہ آئندہ منتخب ہونے والی اسمبلی کے فیصلے پر چھوڑ دیا جائے اور اس ضمن میں یہ بھی میں عرض کروں گا کہ 1976ء میں اس کا ایک مرتبہ اس وقت کی اسمبلی میں بھی ایک مسودہ قانون بل کی شکل میں پیش کیا گیا جس کا اتفاق سے نمبر 32 تھا جو آج کے مسودہ قانون کا نمبر بھی 32 ہے اور اس میں مزید جن اشیاء کو اس ایڈمنسٹریٹو آرڈر کے ذریعے مبرا قرار دیا گیا تھا ان کو بھی اس میں شامل کر لیا گیا۔ پھر جناب والا اس پر احتجاج ہوا مگر جب وہ سٹینڈنگ کمیٹی متعلقہ کو اس وقت کی اسمبلی میں بھیجا گیا تو اس میں حکومت کی طرف سے متعلقہ تاجران کے نمائندگان کو نمائندگی دی گئی اور اس پر خاصی سیر حاصل بحث ہوئی اور 76-4-20 سے لے کر 76-10-21 تک مختلف تاریخوں میں 16 میٹنگز انہوں نے کی اور اس طریقے سے اس میں خاصی ترامیم کر کے فریقین کو ایک قابل قبول بل کی صورت میں ترمیم شدہ بل سٹینڈنگ کمیٹی نے اسمبلی کے سپرد کیا۔ وہ بل اسمبلی کی طرف سے اور حکومت کی طرف سے پاس ہونا تھا تو اس کے بعد اسمبلی ٹوٹ گئی اور وہ بل قابل قبول نہ بنایا جا سکا۔

جناب والا میری یہ گزارشات کرنے کے بعد چونکہ میرا تعلق حزب اقتدار کے ساتھ ہے اور میرے فاضل دوست، قابل احترام دوست جناب محمد ارشد خان لودھی صاحب، وزیر موصوف نے اس کی مخالفت کی ہے اس لئے چونکہ ہمارا ایک آپس میں معاہدہ ہوا ہے۔
اور وہ معاہدہ یہ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر وزیر قانون صاحب یا وزیر مال جناب ارشد لودھی فرما دیں گے تو اس کے بعد شاید بل پیش کرنے کی یا مزید بات کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب سپیکر۔ میں سید طاہر احمد شاہ صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ایک اہم موضوع پر بل پیش کیا ہے۔ پیور فوڈ اورڈیننس 1960ء اس وقت نافذ العمل ہے۔ جو کہ بہت پرانا اور فرسودہ ہو چکا ہے اور موجودہ حالات کے تقاضوں پر پورا نہیں اترتا۔ 1976ء میں ایک بل پیش کیا گیا تھا لیکن بدقسمتی سے وہ بھی قانون کی شکل اختیار نہ کر سکا اور 1977ء میں پھر صورت حال مختلف ہو گئی۔ جناب والا موجودہ قانون میں زبردست گنجائش موجود ہے کہ اس میں بہتری پیدا کی

جائے۔ میری جناب وزیر مال سے، وزیر صحت سے، محکمہ صحت کے لوگوں کی اور سید طاہر احمد شاہ صاحب سے ایک تفصیلی میٹنگ ہوئی تھی۔ اس میں ہم نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ 1977ء میں جو بل تیار کیا گیا تھا اور موجودہ 1960ء والا بل اور اب سید طاہر احمد شاہ نے جو بل پیش کیا ہے، اس کو اور موجودہ جو حالات ہیں ان کو بھی پیش نظر رکھتے ہوئے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے گی۔ جس میں جناب شاہ صاحب بھی شامل ہونگے اور ان کا مشورہ بھی اس میں شامل ہوگا۔ اس سلسلے میں ہم نیا قانون پیش کریں گے۔ اس اجلاس کے فوراً بعد ہم کمیٹی بنادیں گے۔ انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے کہ جتنے کم سے کم وقت میں اس قانون کو موجودہ حالات کے مطابق بنا کر بل کی صورت میں اسمبلی میں لے آئیں گے۔ اور جونہی کمیٹی نے یہ کام مکمل کر لیا، کابینہ نے اس کی منظوری دے دی فوری طور پر اس بل کو اسمبلی میں پیش کر دیا جائے گا۔ اس صورت حال کے پیش نظر میں اپنے بھائی سید طاہر احمد شاہ صاحب کی خدمت میں التماس کروں گا کہ وہ اپنے اس بل کو واپس لے لیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی شاہ صاحب آپ کچھ فرمائیں گے؟

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر۔ فاضل وزیر جو کہ میرے نہایت ہی قابل احترام دوست ہیں، مہربان ہیں، ان کا شکر گزار ہوں تھوڑی سی انہوں نے ترمیم کر لی ہے۔ فیصلہ یہ ہوا تھا کہ یہ کمیٹی meet کرے گی اور آئندہ جو اجلاس ہوگا اس میں اس متفقہ قانون کو جو اکثریت رائے سے طے ہوگا۔ حکومت کی طرف سے عوام کے مفاد میں تاجروں کے مفاد میں نیا مسودہ قانون لایا جائے گا۔ اگر وہ مناسب سمجھیں اور حکومت مناسب سمجھے ہماری اپنی حکومت ہے۔ ہم سٹینڈنگ کمیٹی میں متعلقہ نمائندوں کو بھی نمائندگی کا حق دیتے ہیں۔ انہیں بھی اگر نمائندگی دے دی جائے تو بہتر ہوگا۔ گو یہ طے نہیں تھا۔ مگر میری آپ کی وساطت سے یہ استدعا ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ میری استدعا کو نظرانداز نہیں کریں گے اور یہ بات کی یقین دھانی کروا دیں اور اگر وہ نہیں کروانا چاہیں گے تو میں ان کے حکم کی پھر بھی تعمیل کروں گا۔ لیکن وہ اگلے اجلاس میں بل کو پیش کرنے کے وعدے کو پورا کرنے کے لئے یقین دھانی کروا دیں۔ اور تاجروں کے نمائندوں کو اس کمیٹی میں شامل کر لیا جائے۔ ان کی رائے لے لی جائے۔ فیصلہ تو جو ہم نے کرنا ہے وہی ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ وزیر قانون پارلیمانی امور۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا اس معزز ایوان کے floor پر جو Commitment ہونی چاہیے۔ وہ ہر قیمت پر honour ہو۔ میں نے صرف احتیاطاً یہ گزارش کی ہے کہ جتنا جلدی ممکن ہو سکے

گا۔ کیونکہ بعض اوقات Unavoidable Circamstances ہو جاتے ہیں۔ غیر متوقع طور پر ایسی کوئی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے ہم آئندہ اجلاس میں اس کو پیش نہ کر سکیں ورنہ جیسا کہ میں نے اپنے بھائی کی خدمت میں گزارش کی ہے۔ میری یہ پوری مخلصانہ کوشش ہو گی کہ آئندہ اجلاس میں یہ بل پیش ہو جائے۔ باقی جب شاہ صاحب کو اس کمیٹی میں رکھا ہے تو تاجروں کے نمائندوں سے اگر کمیٹی کو مستفید ہونے کی ضرورت محسوس ہو گی تو وہ تو کمیٹی کی رہنمائی کریں گے۔ ان کو تو کمیٹی خوش آمدید کہے گی۔ اور اس کے لئے بھی ہم ہدایات جاری کر دیں گے۔ اس لئے میں اپنے بھائی سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے بل کو واپس لے لیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا میں اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ میری یہ درخواست قبول کر لی جائے گی۔ اگر آنے والے اجلاس میں ممکن نہ ہو اگر مناسب سمجھیں اور میری درخواست پر مہربانی فرمائیں کہ آنے والے اجلاس میں نہیں تو اس سے اگلے اجلاس تک یہ بل ضرور آجانا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب انہوں نے کافی واضح Commitment آپ سے کی ہے۔ اس لئے میرے خیال میں اس کے بعد کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا اس یقین دھانی کے بعد میں اپنے بل کو پیش نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شکریہ۔ شاہ صاحب نے بل واپس لے لیا ہے۔ اگلا مسودہ قانون جناب ریاض فتیانہ صاحب کی طرف سے ہے۔ جناب ریاض فتیانہ صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ اس کو Pending رکھتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا جس طرح آپ کی مرضی۔

مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب ہم مفاد عامہ سے متعلق قراردادوں کو لیتے ہیں۔ پہلی قرارداد جناب سید طاہر احمد شاہ صاحب کی ہے وہ اس کو پیش کریں۔

فیصل آباد حلقہ پی پی 57 میں سوئی گیس کی فراہمی

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ۔
اس معزز ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ فیصل آباد کے صوبائی حلقہ پی پی 57 کے علاقہ جات لیاقت ٹاؤن، شاداب کالونی، سیف آباد اور علی ہاؤسنگ سوسائٹی کے مکینوں کو سالانہ ترقیاتی پروگرام میں سے فوری طور پر سوئی گیس مہیا کرنے کے اقدامات کئے جائیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ۔
صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ فیصل آباد کے صوبائی حلقہ پی پی 57 کے علاقہ جات لیاقت ٹاؤن، شاداب کالونی، سیف آباد اور علی ہاؤسنگ سوسائٹی کے مکینوں کو سالانہ ترقیاتی پروگرام میں سے فوری طور پر سوئی گیس مہیا کرنے کے اقدامات کئے جائیں۔
میں وزیر قانون سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آپ اس قرارداد کی مخالفت کریں گے یا آپ کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے؟
راجہ جاوید اخلاص (پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ)۔ جناب والا ایک دو ترامیم ہیں ان کو اس میں شامل کر لیا جائے تو پھر اس کو متفقہ طور پر منظور کر لیا جائے۔ ایک ترمیم ملہی صاحب کی اور دوسری راجہ بشارت صاحب کی ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ وزیر قانون صاحب آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں؟
وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ ٹھیک ہے جناب یہ تو مفادعامہ کی بات ہے۔
چودھری محمد فاروق۔ جناب والا آپ نے مجھے صحافیوں کو پریس گیلری میں واپس لانے کے لئے ذمہ داری سونپی تھی۔ میری ان سے بات ہوئی ہے پریس گیلری کے جو صدر اور جوائنٹ سیکرٹری ہیں ان کی یہ خواہش ہے کہ آئندہ جب اس معاملے کے بارے میں استحقاق کمیٹی کی میٹنگ ہو تو اس میں انہیں بلا لیا جائے تاکہ یہ مسئلہ بہتر طریقے سے حل ہو سکے۔ اس سلسلے میں، میں نے انہیں یہ یقین دھانی کروائی ہے کہ انہیں اس کا موقع فراہم کیا جائے گا اور اس بات پر وہ پریس گیلری میں واپس آنے کے لئے تیار ہیں۔ اس لئے اب میں چاہتا ہوں کہ صحافی صاحبان پریس گیلری میں واپس آ جائیں۔ اور ایوان کی

کارروائی میں حصہ لیں۔

(اس مرحلہ پر صحافی حضرات پریس گیلری میں واپس آگئے)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں پریس کے معزز بھائیوں سے درخواست کروں گا کہ سیاست اور صحافت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ہم ان کی دل کی گہرائیوں سے قدر کرتے ہیں۔اس تحریک استحقاق کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم ان کے استحقاق کو مجروح کرنا چاہتے ہیں۔ہماری ایک معزز رکن کے خیالات کو غلط انداز سے پیش کیا گیا تھا۔انہوں نے اپنے جذبات ایوان میں پیش کیے ہیں۔ہم ان کی قدر کرتے ہیں اور ان کی واپسی کا خیر مقدم کرتے ہیں۔اور ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اس حاوس میں ان سے متعلقہ جو بھی کارروائی ہو گی اس میں ان کی بہتر نمائندگی ہو گی۔ان کا جو موقف ہے یا ان کے جو خیالات ہیں ان کو انشاء اللہ تعالی ضرور اہمیت دی جائے گی۔

چودھری سکندر حیات ملھی۔ جناب سپیکر۔ مفاد عامہ سے متعلق پہلی قرارداد جو میرے فاضل رکن سید طاہر احمد شاہ صاحب نے پیش کی ہے۔اس میں ترمیم کی صورت میں اضافہ کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔اور اس لئے بھی کہ آپ نے محترم وزیر قانون کا نقطہ نظر سنا ہے۔اگر آپ ترمیم شدہ قرارداد پر ایک ہی بار ان سے ان کا نقطہ نظر معلوم کر لیں تو زیادہ بہتر ہو۔ ان کو بھی بار بار زحمت نہ اٹھانی پڑے میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ مذکورہ

قرارداد کے آخر میں مندرجہ ذیل عبارت لیزاد کی جائے۔نیز پسرور شہر اور نارووال شہر کو بھی سوئی گیس فراہم کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ.....

سید طاہر احمد شاہ ۔جناب سپیکر۔میں آپ کی توجہ قواعد انضباط کار 1973ء کے قاعدہ 98 کی طرف سے مبذول کرانا چاہتا ہوں

98. (1) If notice of an amendment has not been given two clear days before the day on which it is moved, any member may object to the moving of the moving of the amendment and thereupon the objection shall prevail, unless the Speaker, in his discretion suspends this rule and allows the amendment to be moved.

(2) The Secretary shall, if time permite, cause every amendment to be printed and a copy thereof to be made available for the use of every member.

جناب والا، میرے فاضل دوست کی طرف سے جو ترمیم پیش کی گئی ہے۔وہ 11 تاریخ کو پیش کی گئی ہے۔اس میں دو دن کا واضح وقفہ نہیں ہے۔دوسری میری گزارش یہ ہے کہ یہ ممکن ہے کہ یہ زیادہ بہتر نہ ہو سکے کیونکہ جن علاقہ جات کے لئے میں نے قرارداد پیش کی ہے اس میں میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں میں نے فیصل آباد کے ایک علاقے کا نام بھی لکھا ہے جس کے لئے محکمہ سوئی گیس فیصل آباد کے پاس ساڑھے دس لاکھ یا ساڑھے بارہ لاکھ روپیہ مخصوص ہے لیکن حکومت نے اس پر پابندی لگا دی ہے کہ وہ پیسہ خرچ نہیں کیا جا سکتا۔.....

چودھری سکندر حیات ملہی۔جناب والا پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔جی ملہی صاحب فرمائیے۔جہاں تک شاہ صاحب کے اعتراض کا تعلق ہے وہ درست فرما رہے ہیں۔آپ اپنا نکتہ اعتراض فرمائیے۔

چودھری سکندر حیات ملہی۔جناب سپیکر۔میں رول 98 (1) کا حوالہ دیتا ہوں۔اس میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے۔

Rule18.(1)If notice of an amendment has not been given two cleardays before the day on which it is moved, any member may object to the moving of the amendment and thereupon the objection shall prevail, unless the Speaker, in his discretion suspends this rule and allows the amendment to be moved.

جناب ڈپٹی سپیکر۔آپ صحیح فرما رہے ہیں کہ سپیکر قواعد کو معطل کر سکتے ہیں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ۔جناب والا۔میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ آپ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا تھا کہ میں قواعد کو معطل کرتا ہوں۔آپ نے ویسے ان کو اجازت دے دی ہے۔آپ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ میں رولز کو معطل کر کے ان کو اجازت دیتا ہوں۔آپ اس کی اصلاح فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔آپ درست فرما رہے ہیں۔ابھی تک میں نے اس کو پڑھا نہیں ہے۔چونکہ شاہ صاحب نے اعتراض اٹھا دیا تھا۔میں معزز اراکین کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں گا کہ یہ کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے۔اس کو میں سمجھتا ہوں کہ افہام و تفہیم سے حل کیا جا سکتا ہے۔اس پر بحث و مباحثہ کی ضرورت نہیں ہے۔اور شاہ صاحب کا یہ اعتراض درست بھی ہے۔آپ اسے الگ قرارداد کی صورت میں

بھی لا سکتے ہیں۔
چودھری سکندر حیات ملہی۔ جناب والا نہ تو میں ان کی قرارداد کی حمایت کر رہا ہوں اور نہ نفی کر رہا ہوں۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اگر یہ سوئی گیس لگوانے ہی جا رہے ہیں اگر کسی اور ممبر کا بھی بھلا ہو جائے گا تو اس میں ان کے لئے کیا قباحت ہے۔ یہ بھی مفاد عامہ کی بات ہی ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب، ان کو پیش کر لینے دیں۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ یہ مفاد عامہ کا کام ہے۔ آپ قرار داد پاس کر دار ہے ہیں۔
راجہ جاوید اخلاص۔ یہ تحریک پیش ہو چکی ہے۔ اس میں ہم نے مرکزی حکومت کو یہ سفارش کرنی ہے۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ کوئی جامع قرارداد ہے۔ اس کے لئے جامع قرارداد ہونی چاہیے۔ اور جو ترامیم آئی ہیں ان کو بھی شامل کر کے متفقہ طور پر اس کے لئے سفارش کریں۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں رولز کو معطل کر کے ملہی صاحب سے کہوں گا کہ وہ اپنی ترمیم پیش کریں۔
چودھری سکندر حیات ملہی۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ مذکورہ قرارداد کے آخر میں مندرجہ ذیل عبارت ایزاد کی جائے۔
"نیز پسرور شہر اور نارووال شہر کو بھی سوئی گیس فراہم کی جائے"
جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ مذکورہ قرارداد کے آخر میں مندرجہ ذیل عبارت ایزاد کی جائے۔
"نیز پسرور شہر اور نارووال شہر کو بھی سوئی گیس فراہم کی جائے"
میاں منظور احمد موھل۔ جناب والا میں قاعدہ 172 (5) کے تحت ترمیم در ترمیم پیش کرتا ہوں۔

Rule 172 (5) An amendment may be moved to an amendment which has been moved in the Assembly.

جناب والا، میری ترمیم در ترمیم یہ ہے کہ اس میں بہاول نگر اور چشتیاں کو بھی شامل کیا جائے۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ تو اس میں یہ ترمیم نہ شامل کر دی جائے کہ ایسے تمام علاقے جہاں پر سوئی گیس نہیں ہے وہاں پر مرکزی حکومت سوئی گیس فراہم کرے۔
میاں منظور احمد موھل۔ جناب والا، وہ علیحدہ بات ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں درخواست کروں گا کہ ایک متفقہ طور پر قرارداد ایوان میں لائی جائے۔ موھل

صاحب، شاہ صاحب اور ملہی صاحب لابی میں بیٹھ کر دوچار منٹ میں تیار کر لیں۔ اور اس طرح ایسی قرار داد لے آئیں کہ صوبائی حکومت سے سفارش کرے کہ جہاں پر سوئی گیس نہیں ہے اور وہاں پر سوئی گیس پہنچائی جا سکتی ہے۔ وہاں پر سوئی گیس دی جائے۔

میاں منظور احمد موھل۔ جناب سپیکر۔ کیا آپ نے میری ترمیم در ترمیم قبول کر لی ہے تاکہ میں اس پہ بول سکوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں آپ سے عرض کروں گا کہ شاہ صاحب کی قرارداد تو اس بارے میں ہے کہ جہاں سوئی گیس موجود ہے لیکن فراہم نہیں کی گئی اور اس میں مرکزی حکومت کو زیادہ پیسہ خرچ نہیں کرنا پڑے گا۔ اور وہاں فوری طور پر سوئی گیس فراہم کی جا سکتی ہیں۔

راجہ جاوید اخلاص۔ جناب سپیکر۔ میں ایک قرارداد پیش کروں گا۔ اس کے بعد اگر کسی کو اعتراض ہو تو وہ بے شک کر سکتا ہے۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ قرارداد نمبر1 سے آخر میں مندرجہ ذیل الفاظ کا اضافہ کیا جائے۔

"اس کے علاوہ پنجاب کے وہ تمام علاقے جو اب تک سوئی گیس سے محروم ہیں وہاں سوئی گیس فراہم کی جائے اور خاص طور پر ان علاقوں سے جہاں پر گیس کے ذخائر دریافت ہوئے ہیں، ان علاقوں کو ترجیح دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ ٹھیک ہے تو آپ ایسا کریں کے ایک متفقہ قرار داد لکھ کر دے دیں۔ میں گزارش کروں گا کہ شاہ صاحب، موھل صاحب، ملہی صاحب اور راجہ صاحب لابی میں بیٹھ کر لکھ کر مجھے دے دیں تاکہ متفقہ قرارداد ایوان میں پیش کیا جا سکے۔

میاں منظور احمد موھل۔ جناب والا یہ طریقہ کار نہیں ہے۔ کیونکہ ہم نے رولز آف پریسیجر کے مطابق چلنا ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوتا کہ یہاں اسمبلی میں تو لابی میں آپ چلے جائیں۔ یہ روائت نہیں ہے۔ یہ پہلے move ہوئی ہے اگر نہیں ہوئی تو پھر ہمیں تقاریر کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں صاحب میں تو چاہتا تھا کہ جو آپ کا مسئلہ ہے اس کو اسمبلی سے فوری طور پر منظور کروایا جائے۔ اگر آپ اس کو فنی طریقے سے اس کو مزید طول دینا چاہتے ہیں تو یہ آپ کی مرضی ہے۔

ڈاکٹر محمد شفیق۔ جناب والا میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں بھی ترمیم میں ترمیم کے تحت عرض کرنا

چاہوں گا کہ قصبہ کھڑیانوالہ کو سوئی گیس دی جائے۔ کیونکہ وہاں سے سوئی گیس صرف اور صرف ایک فرلانگ کے فاصلے سے گزر رہی ہے۔ اور فیکٹریوں کو سوئی گیس دی جا چکی ہے اور بڑی آسانی کے ساتھ اس قصبے کو feed کیا جا سکتا ہے تو مہربانی کر کے کھڑیانوالہ کو بھی شامل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ موحل صاحب آپ کی اب اس سلسلے میں کیا رائے ہے؟

جی شاہ صاحب.....

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب والا آپ اپنا فیصلہ دے چکے ہیں، اور تینوں افراد بیٹھ کر اپنی متفقہ قرارداد دیں۔ اور اب اس پر بحث نہیں ہونی چاہیے۔ اور ہم اب متفقہ طور پر اس قرارداد کا مسودہ تیار کرتے ہیں اور پھر اسے ہاؤس میں پیش کر دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ٹھیک ہے آپ جائیں جی اگر موہل صاحب ہاؤس سے باہر جانا نہیں چاہتے تو یہاں ہاؤس میں بیٹھے ہی ایک متفقہ قرارداد پیش کر دیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا میں آپ کی توجہ رول 101 کی طرف دلانا چاہتا ہوں، اور اس کے مطابق جناب والا میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ فرمائیں جی۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا پنجاب میں کسی بھی معزز رکن کے علاقے میں سوئی گیس کی فراہمی کا مسئلہ ہے، مجھے اس سے قطعی طور پر کوئی اختلاف نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ گھر گھر میں یہ جو سستا ترین ایندھن ہے حکومت پہنچائے مگر جناب والا میری گزارش یہ ہے کہ ایک ایسا علاقہ.....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ اس وقت رات کے ساڑھے نو بجنے والے ہیں اور ہاؤس کی کارروائی میں پانچ منٹ بقایا ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں اگر ہم چاہیں تو وقت کے ضیاع سے اجتناب کریں اور اسے ہم ایک متفقہ قرارداد کی شکل میں لائیں تو ابھی اس کی منظوری ہاؤس میں ہو سکتی ہے۔ ویسے پھر جیسے آپ کی مرضی، میں تو اس مسئلے کو Dispose of کرنا چاہتا ہوں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا اگر آپ یقین دہانی کروا دیں کہ یہ قابل عمل ہیں میں نے تو ایک محدود علاقے کی بات کی ہے جہاں پر اردگرد تمام مین پائپ لائنیں گھومتی ہیں۔ اور پیسہ موجود ہے۔

جناب سکندر حیات ملھی۔ جناب والا جب آپ نے فیصلہ صادر کر دیا ہے اور میں آپ کی توجہ رول

101 کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ جناب والا آپ نے فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ چار بندے آپس میں بیٹھ کر ایک قرارداد تیار کر لیں تو اس کے بعد 101 کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی پراچہ صاحب فرمائیے۔

جناب فرید احمد پراچہ۔ جناب والا میں کہنا چاہتا ہوں کہ اس پر آپ ایک رولنگ دے چکے ہیں۔ اب اس کے مطابق اس پر عمل ہونا چاہیے اور اگلی قرارداد پیش کی جائے۔ اس لئے کہ وقت بہت کم ہے اور دوسرے اس میں پھر پرائیویٹ ممبرز ڈے کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب اس میں آپ ان الفاظ کا اضافہ کر سکتے ہیں کہ آپ کا جو فیصل آباد کا علاقہ ہے اس کو ترجیحی بنیادوں پر سوئی گیس فراہم کی جائے۔ اور اس کے ساتھ آپ لکھوا سکتے ہیں کہ نیز بقایا جو علاقے رہتے ہیں جہاں پر سوئی گیس فراہم کرنا ممکن ہے کی جائے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا آپ کی اس بات پر بھی اتفاق کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ہاں بس اب آپ بنالیں، لائیں اور پاس کروالیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا میں نے کہا کہ ترجیحی بنیادوں پر میرے علاقہ جات اس کے بعد ملھی صاحب، اس کے بعد انہوں نے جو بات کی باری باری کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ اس کو بنائیں اور فوری طور پر پیش کریں۔ اور میں اگلی قرارداد کو پیش کرواتا ہوں۔ اگلی قرارداد، سیٹھی صاحب کی ہے۔

شریعت بل کی جلد منظوری کے لئے سفارشات

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ جناب سپیکر میں آپ کی اجازت اور وساطت سے یہ قرارداد معزز ایوان کے روبرو پیش کرتا ہوں۔ کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ شریعت بل کو جلد از جلد منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ شریعت بل کو جلد از جلد منظور کیا جائے.....

اس میں چار ترامیم ہیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ جناب والا یہ جو ترامیم کا نوٹس دیا گیا ہے، مجھے یہ جو ترامیم میں الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ اس میں چاروں ترامیم میں الفاظ مختلف انداز میں ہیں، مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اس میں متفقہ طور پر کسی بھی قسم کی ترامیم الفاظ کے بارے میں کی جائے۔ مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ ضابطے کے مطابق یہ پورے دو دن پہلے پیش کی جانی چاہیں تھیں۔ جبکہ 11 تاریخ کو اسمبلی سیکرٹریٹ کو یہ نوٹس وصول ہوا ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ الفاظ میں جانے کی بجائے حاؤس کا وقت ضائع کرنے کی بجائے ہم تو سفارش کر رہے ہیں وفاقی حکومت سے کہ اس کو نافذ کیا جائے، ایوان بالا نے اس کو پاس کیا ہوا ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں ہمارے ذھنوں میں کوئی Confusion نہیں ہونا چاہیے اور وقت ضائع کئے بغیر اسے لینا چاہیے اور یہ ہمارے آئی جے آئی کے منشور کا حصہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ سیٹھی صاحب آپ درست فرما رہے ہیں۔ موحل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موحل۔ جناب والا میری گزارش یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ مورخہ 11 مارچ۔ لیکن جو میری ترمیم ہے وہ 9 مارچ کی ہے۔ میں نے اس ترمیم کی Requirments پوری کی ہوئی ہے۔ لیکن ایجنڈے پر یہاں میرے نام کے سامنے تاریخ نہیں لکھی ہوئی۔ باقی ناموں کے سامنے نوٹس کی تاریخ لکھی ہے۔ میرا اصل نوٹس دیکھ لیں اس پر میں نے جناب 9 مارچ کو یہ ترمیم دی تھی میں بھی اس کے حق میں ہوں، میں بھی صرف یہی چاہتا ہوں کہ تمام مذہبی فرقوں کے اتفاق سے ہو کیونکہ ہم کہیں ایسا Confusion پیدا نہ کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ سیٹھی صاحب چونکہ یہ معاملہ بڑا اہم ہے۔ اگر آپ موہل صاحب کے ساتھ مل کر اس کو بھی متفقہ صورت میں پاس کروا لیتے تو بہتر تھا کیونکہ وقت تھوڑا ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ جناب والا اس میں جو الفاظ ہیں کہ مذہبی فرقوں کے تو اس میں کوئی ایسی بات تو نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے اس کو آپ بیٹھ کر تھوڑا سا حل کر لیں۔ آپ موحل صاحب کے پاس بیٹھ کر اس کو ذرا درست شکل میں لے آئیں۔ کوئی ایسی بات نہیں اس کو پاس کروانا چاہیے۔.....جی فرمائیے ملھی صاحب.....

جناب سکندر حیات ملھی۔ جناب والا میں نے بھی ایک ترمیم پیش کی ہوئی ہے اس سلسلے میں سب سے پہلے تو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے فاضل بھائی نے ایک لفظ استعمال کیا ہے کہ confusion create کرنے کا مسئلہ ہے۔ میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ کوئی بھی فاضل ممبر کسی کی رائے کے خلاف اپنا بیان تو دے سکتا ہے مگر جان بوجھ کر confusion create کرنے کا متحمل نہیں ہے۔ میں ان کو بالکل یہ یقین دھانی کروانا چاہتا ہوں کہ جو بھی ترامیم ہم نے پیش کی ہیں وہ اپنی Conscience کے مطابق، پاکستان کے عوام کی خاطر، پنجاب کے عوام کی خاطر، یعنی جو ہم اس میں بہتر سمجھتے ہیں وہ پیش کی گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ملھی صاحب مجھے آپ بات کرنے کی اجازت دیں۔ وقت ختم ہو رہا ہے۔ وہ قرارداد ھاوس میں پیش کرنے کے لئے شاہ صاحب متفقہ طور پر تیار کرنے کے لئے باہر تشریف لے گئے۔ اگر آپ اجازت دیں تو اس ھاوس کو صرف پانچ منٹ کے لئے extend کر لیا جائے کہ ان قراردادوں پر اگر اتفاق رائے ہو جائے تو شائد ان کو ابھی اور اس وقت منظور کر لیا جائے۔

آوازیں۔ دس منٹ کا اضافہ کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ کیا آپ صاحبان اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ ایوان کہ وقت میں دس منٹ کا اضافہ کر لیا جائے، تو دس منٹ کے لئے ایوان کی کارروائی میں اضافہ کیا جاتا ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ جناب والا، جو ترامیم دی گئی ہیں ان کے تقاضے تو پہلے سے پورے ہو چکے ہیں۔ رائے عامہ بھی معلوم کی جا چکی ہے۔ یہ سینٹ میں پیش کیا گیا اور رائے عامہ معلوم کی گئی اور چالیس ھزار سے زیادہ لوگوں نے تحریری طور پر اس بارے میں اپنی رائے دی۔ اس طرح تمام فرقوں کے اتفاق رائے کا مسئلہ بھی پہلے سے ہو چکا ہے۔ یہ سینٹ میں پیش ہوا، اسمبلی میں ہوا، تمام فرقوں کے اتفاق رائے کے ساتھ ہوا، نظریاتی کونسل کے پاس گیا۔ شریعت کورٹ کے پاس گیا اور اس لحاظ سے یہ سارے تقاضے پہلے سے پورے ہو چکے ہیں۔ اتفاق رائے بھی ہے۔ پھر ایک خصوصی کمیٹی مولانا عبدالستار نیازی کی سربراہی میں قومی اسمبلی میں قائم کی گئی اور پھر اس کمیٹی نے تمام آراء کو حاصل کرنے کے بعد پھر اس نے اپنی رائے دی۔ تو یہ متفقہ رائے ہے۔ اس پر تمام فرقوں کا اتفاق رائے ہے۔ اس لحاظ سے یہ ساری ترامیم زائد ہیں اور ہم نے اسمبلی سے صرف ایک سفارش کرنی ہے کہ اس معاملے کو جلد از جلد حل کیا جائے۔ باقی اسمبلی کے اندر ممبران موجود ہیں۔ وہ اس پر بحث کر سکتے ہیں۔ یہ سارے تقاضے پہلے ہی پورے ہو چکے ہیں۔

چودھری سکندر حیات ملھی۔ جناب والا انہوں نے بالواسطہ آپ سے استدعا کی ہے کہ میری ترمیم بھی منظور کر لی جائے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ Islamic Jurisprudence میں اور Inuction of Islam کے تحت جہاں شریعت کا کوئی ایک حکم.....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ملھی صاحب، پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ فرمایئے۔

میاں منظور احمد موھل۔ پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جناب والا اگر اس قرارداد کے بعد آپ نے بات کرنی ہے تو پھر ترامیم کو اسی ترتیب سے لینا چاہیے۔ جس طرح کہ ایجنڈے پر ہے۔ تو پہلی ترمیم تو میری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ درست فرما رہے ہیں۔ تو میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ جس طرح پہلی قرارداد کا میں نے فیصلہ دیا ہے میں چاہوں گا کہ اس قرارداد کے سلسلے میں جن حضرات نے بھی اپنی ترامیم دی ہوئی ہیں وہ آپس میں بیٹھ کر کوئی متفقہ ریزولیشن بنا کر لائیں تاکہ ہم اس اہم مسئلے پر پنجاب اسمبلی کی طرف سے ایک متفقہ قرارداد منظور کریں۔ اگر آپ اس وقت میں ایسا کر سکتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

لا، منسٹر صاحب آپ سے اتفاق کرتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ آپ اس سلسلے میں کوئی متفقہ قرارداد لائیں۔ تھوڑا سا جو وقت ہے، اس میں آپ اس کو متفقہ طریقے سے پاس کروائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر مزید بحث و تمحیص کے بجائے آپ کو وقت سے فائدہ اٹھانا چاہیے اور اس اہم ترین مسئلے کو آپ متفقہ طور پر اسمبلی میں لائیں تاکہ ہم اس کو پاس کروانے کے لئے یہاں پیش کریں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ جناب والا، یہ انتہائی اہم قرارداد ہے۔ آپ مہربانی فرما کر جلدی میں اس کو Dispose of نہ فرمائیں۔ نہ تو اس پر دو منٹ میں اتفاق رائے ہو سکتا ہے۔ اگر آپ وقت میں اضافہ کریں۔ تب اس پر بات چیت ہو سکتی ہے۔ وگرنہ آپ اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر اس کو اولیت دیں۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ اس کو جلد بازی میں نہ نبٹائیں۔ براہ مہربانی اس پر تفصیل کے ساتھ بات ہونی چاہیے۔ اور تمام صاحبان جو اس میں ترامیم دے چکے ہیں وہ شامل ہونے چاہیں۔ آپ براہ مہربانی اس کو اگلے منگل تک کے لئے ملتوی کریں اور اس دن آپ اس کو پہلے نمبر پر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر صاحب، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟ فرمایئے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز۔ جناب سپیکر۔ میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں اور آپ کی وساطت سے معزز ارکان کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ ترمیم ہم قبول کرتے ہیں کہ اس شریعت بل میں جب تک اتفاق رائے نہیں ہوگا ہم اسکو نافذ نہیں کر سکتے یا مرکزی حکومت کے پاس ہم یہ سفارش نہیں کر سکتے کہ ازراہ کرم اس کو جلد از جلد پاس کروائیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک ایک گروہ ایک سیاسی جماعت اس سے اختلاف کرتی ہے یہ بل نافذ نہیں ہو سکتا۔ یہ ٹال مٹول اور بہانے ہیں۔ حیلے ہیں اور لیت ولعل سے کام لیا جاتا ہے۔ جناب سپیکر۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے بتایا جائے کہ آج تک کوئی قانون کوئی بل متفقہ پاس ہوا ہے جس سے کسی شخص نے کوئی اختلاف نہ کیا ہو۔ یہ صرف اس بنا پر کہا جا رہا ہے کہ شریعت بل کو نافذ نہیں کرنا چاہتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ڈاکٹر صاحب، قطع کلامی ہوگی آپ مجھے اجازت دیں گے۔ میں اس سلسلے میں ایک تجویز آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ اس کو منظور کریں تو یہ اس مسئلے کا مناسب اور اچھا حل ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جن حضرات نے ترامیم دے رکھی ہیں ہم ان کی ایک کمیٹی بنا دیتے ہیں۔ یہ آپس میں بیٹھ کر اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر متفقہ قرارداد لائیں۔ اس کو ہم پہلے نمبر پر رکھیں گے۔ اور ہمیں رولز کو Relax بھی کرنا پڑا تو ہم انشاء اللہ اسکو پاس کرائیں گے۔ چونکہ وقت کم ہے۔ اگر آپ بحث میں الجھ گئے تو آپ کا مقصد پورا نہیں ہو سکے گا۔

چودھری سکندر حیات ملھی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ آپ کی رولنگ کے بعد اس پر بات کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

جناب فرید احمد پراچہ۔ جناب والا، معلوم ہوا ہے کہ سیشن 13 مارچ کو ختم ہو رہا ہے۔ پھر تو یہ قرار داد اگے چلی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اگر آپ 14 مارچ کو ہی متفقہ قرارداد لے آئیں تو ہم قواعد کا استثناء کر کے بھی اس کو 14 مارچ کو لے لیں گے۔ تو شریعت بل کے معاملے میں ایک کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے جو 14 مارچ تک اپنی متفقہ قرارداد ایوان میں پیش کرے گی۔ اس میں جناب ارشاد حسین سیٹھی، جناب فرید پراچہ، ڈاکٹر محمد افضل اعزاز، جناب لالہ منسٹر میاں منظور احمد موحل، جناب سکندر حیات ملھی، جناب سردار عاشق حسین گوپانگ، جناب سردار غلام مجتبےٰ خان دریشک، قائد حزب اختلاف، احمد علی اولکھ،

شامل ہوں گے۔ اس کے کنوینر لاء منسٹر صاحب ہوں گے۔ یہ شریعت بل کے معاملے میں متفقہ قرارداد ہاؤس میں پیش کریں اور انشاء اللہ تعالےٰ ہم اس کو متفقہ طور پر منظور کریں گے۔ منسٹر سوشل ویلفیئر انوار الحق صاحب کو بھی اس کمیٹی میں شامل کیا جاتا ہے۔

وزیر سماجی بہبود۔ 14 تاریخ کو تو اجلاس نہیں ہوگا۔ تو یہ قرارداد کیسے پاس ہو سکے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اگر اس دن اجلاس ہوا تو قواعد کو معطل کر کے بھی انشاء اللہ ہم اس کو پیش کریں گے۔ آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ 14 تاریخ کو اجلاس ہوگا۔ اس ضمن میں کنوینر صاحب سے میں درخواست کروں گا کہ وہ موشن خود پیش کریں گے کہ ہم یہ قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں۔

تو یہ سید طاہر احمد شاہ صاحب۔ جناب میاں منظور احمد موھل صاحب۔ راجہ جاوید اخلاص صاحب اور جناب سکندر حیات ملھی کی طرف سے ایک متفقہ قرارداد لائی گئی ہے

"کہ صوبائی حکومت حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ فیصل آباد کے صوبائی حلقہ پی پی 57 کے علاقہ جات لیاقت ٹاؤن، شاداب کالونی سیف آباد اور علی ہاؤسنگ سوسائٹی کے مکینوں کو فوری طور پر اور پسرور شہر، نارووال شہر، کھڑیانوالہ ضلع فیصل آباد کے علاوہ پنجاب کے ان تمام علاقوں کے مکینوں کو جو ابھی گیس سے محروم ہیں اور خاص طور پر ان علاقوں میں جہاں سے گیس کے ذخائر دریافت ہوئے تحصیل گجر خان اور راولپنڈی اور بہاولنگر اور چشتیاں کو بھی خصوصی طور پر ترجیحی بنیادوں پر سوئی گیس کی فراہمی حکومت پاکستان کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے فنڈز میں سے فراہم کرنے کی منظوری دے۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی)

حضرات! آج کی کارروائی کا وقت ختم ہوتا ہے لہذا اب اجلاس کی کارروائی کل سہ پہر ساڑھے چار بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی بدھ 13 مارچ 1991ء سہ پہر ساڑھے چار بجے تک ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چوتھا اجلاس

بدھ 13 مارچ 1991ء
(چہار شنبہ 26 شعبان 1411 ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 5 بج کر 16 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

سورۃ الصف 61 آیت 8 تا 11

یہ چاہتے ہیں کہ خدا (کے چراغ) کی روشنی کو منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں حالانکہ خدا اپنی روشنی کو پورا کرنے کے درپے ہے خواہ کافر ناخوش ہی ہوں ○ وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اسے اور سب دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو برا ہی لگے ○ مومنو! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں عذاب الیم سے مخلصی دے ○ (وہ یہ کہ) خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے ○

وما علینا الا البلاغ

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Point of Order. Mr Speaker, sir, I would request the House to offer FATAHA on the sad demise of Late Governor, Muhammad Musa Khan, who was the Governor of West Pakistan and rendered valuable services. May God bless him and he may rest in peace.

جناب سپیکر۔ جناب خانزادہ صاحب نے یہ تحریک پیش کی ہے کہ۔

" جناب محمد موسیٰ خان ، گورنر بلوچستان قضائے الٰہی سے رحلت فرما گئے ہیں ان کے ایصال ثواب کے لئے اس معزز ایوان میں فاتحہ خوانی کی جائے "۔

چودھری غلام احمد خان۔ جناب والا، میں عرض کرتا ہوں کہ اس بارے میں اس امر کا یقین کرنا ضروری ہے کہ جناب گورنر صاحب دفن ہو چکے ہیں۔

آوازیں۔ جی وہ دفن ہو گئے ہیں۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر۔ فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر معزز ایوان میں فاتحہ خوانی کی گئی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ سوالات ہیں۔ جی ملک مختار احمد صاحب۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ جناب سپیکر۔ اس بارے میں میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر۔ ضمنی سوال کیسے ہو سکتا ہے جبکہ سوال ہی پیش نہ کیا گیا ہو ؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ ٹھیک ہے جی۔ میں ملک مختار احمد صاحب کی طرف سے سوال نمبر 4 پکارتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے جی سوال نمبر 4۔

On behalf of Mr. Mukhtar Ahmad Khan Sahib. سیٹھی صاحب، آپ نے ان کے behalf پر اس سوال کا نمبر پکارا ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ جی جناب والا۔ میں نے اسے پیش کیا ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ سوال نمبر 4 ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ جی جناب والا۔

جناب سپیکر۔ On his behalf. it will be taken as read.

گوالوں کو لاہور شہر سے باہر منتقل کرنا

*40۔ ملک مختار احمد۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ...

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ لاہور میونسپل کارپوریشن نے ایک منصوبہ کے تحت لاہور اور اسکی گردونواح کے علاقوں سے بھینسوں کو باہر نکال دیا تھا اگر ایسا ہے تو یہ منصوبہ کب بنایا گیا اور کس تاریخ سے اس پر عملدرآمد کرایا گیا۔

(ب) مذکورہ شہر اور آبادیوں سے کل کتنی بھینسیں گوالا کالونیوں میں منتقل کی گئی۔

(ج) کیا یہ امر واقع ہے کہ شہر لاہور اور اسکے اردگرد کی آبادیوں کے گوالے اب دوبارہ اپنے اپنے اصلی مقام پر اپنی بھینسوں کے ساتھ آباد ہو چکے ہیں جسکی وجہ سے گندگی اور تعفن کے باعث متعدد بیماریاں جنم لے رہی ہیں۔

(د) اگر جز (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان گوالوں کو مستقل طور پر شہر اور اسکی گرد و نواح کی آبادیوں سے باہر منتقل کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو یہ کام کب تک شروع کر دیا جائے گا حتمی تاریخ سے ایوان کو مطلع کیا جائے اگر نہیں تو اسکی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ (چودھری پرویز الٰہی)

(الف) درست ہے۔ یہ منصوبہ 1979ء میں بنایا گیا تھا۔ زیر دفعہ (1) (25) پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈی ننس مجریہ 1979ء پبلک نوٹس نمبر lmc-to-47 مورخہ 79-4-28 سے اس پر عملدرآمد شروع کیا گیا۔

(ب) اس وقت کارپوریشن نے دو گوالہ کالونیاں رکھ چندرا۔ اور ہربنس پورہ تعمیر کی ہیں۔ جن میں گوالوں نے رضا کارانہ طور پر 11206 مویشی منتقل کئے گئے۔ تاہم دسمبر 1990ء تک 10229 جانور دونوں کالونیوں میں موجود تھے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ تمام گوالے اپنی بھینسوں کے ساتھ شہر میں واپس آ گئے ہیں۔ بیشتر گوالے بمعہ منتقل شدہ بھینسوں کے ان کالونیوں میں موجود ہیں۔ البتہ کچھ گوالے اپنے جانوروں کے ہمراہ واپس آ گئے ہیں۔ ان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جا رہی ہے۔

(د) جہاں تک میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور کا تعلق ہے وہ اپنے محدود وسائل اور ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی حدود سے تمام مویشیوں کو باہر منتقل کرنے کا مصمم ارادہ رکھتی

ہے۔ حال ہی میں وسیع پیمانے پر کلین اپ اپریشن دوبارہ شروع کیا گیا ہے۔ امید ہے اس میں خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوگی۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ جناب سپیکر۔ میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر سے یہ پوچھنا چاہونگا کہ جزو (اب) اور جزو (ج) میں جو جواب دیا گیا ہے کہ تمام گوالے شہر سے نہیں گئے البتہ کچھ واپس آگئے ہیں۔ تو جناب والا میرا سوال یہ ہے کہ شمالی لاہور شاہدرہ پل سے کم و بیش آٹھ دس لاکھ آبادی پر مشتمل علاقہ ہے کیا وزیر موصوف کسی ایک گوالے کا نام بتا سکتے ہیں جو اپنی بھینسوں سمیت شہر سے باہر گیا ہو۔ جبکہ میری یہ بات یقین کی حد تک درست ہے کہ کوئی بھی ایک گوالہ اپنی بھینسیں وہاں سے لیکر نہیں گیا۔

جناب وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب والا۔ میں اس سلسلے میں گزارش کرونگا کہ جو یہ سوال ہے اس میں کسی گوالے کا نام نہیں لکھا گیا اور یہ بات درست نہیں ہے کہ بالکل گوالے باہر نہیں گئے۔ یہاں پر دو گوالہ کالونیاں بنائی گئی ہیں جن کا نام رکھ چندرا اور ہربنس پورہ ہیں وہاں پر کسی وقت بھی جا کر دیکھا جا سکتا ہے کہ گوالے وہاں پر گئے ہیں اور موجود ان دونوں کالونیوں کا سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کے ان کو ابھی مالکانہ حقوق نہیں ملے تھے تو جناب والا اس سلسلے میں پیش رفت ہوئی ہے اور مالکانہ حقوق بھی انہیں منتقل ہو رہے ہیں ان لوگوں کو وہاں پر بہت قیمتی زمین دی گئی ہے لہذا وہ لوگ وہاں کیسے نہیں جائیں گے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ جناب سپیکر۔ میں نے بڑا سیدھا اور واضح سوال اس عبارت میں اخذ کر کے کیا تھا کہ وہ آٹھ دس لاکھ افراد کی آبادی پر مشتمل وہ علاقہ ہے اور میں انتہائی وثوق سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ وہاں پر اپریشن کے دوران 16 اگست 1990ء کے بعد خصوصاً کوئی ایک گوالا کوئی ایک بھینس بھی لیکر نہیں گیا۔ جناب سپیکر۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو جواب دیا جا رہا ہے اور جس انداز میں دیا جا رہا ہے کہ جی دو کالونیوں میں اتنی گنجائش ہے اور انہیں ابھی تک مالکانہ حقوق نہیں دیئے گئے میرے سوال کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے میرا سوال تو انتہائی سیدھا سادہ ہے کہ وہ جو آٹھ دس لاکھ کی آبادی والا علاقہ ہے وہاں سے ایک بھی گوالا نہیں گیا۔ تو اس کے بارے میں وزیر موصوف کیا کہنا پسند

فرمائیں گے اگر وہ نہیں گئے تو وہ لوگ کب تک اس علاقے سے چلے جائیں گے۔ اس کی یقین دھانی کرا دیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب والا۔ یہ جو جواب دیا گیا ہے یہ پورے لاہور کے بارے میں دیا گیا ہے اور سوال بھی لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن کے بارے میں پوچھا گیا تھا اب انہوں نے بالکل ایک علیحدہ سوال کیا ہے کہ فلاں آبادی اٹھ دس لاکھ کی ہے اور وہاں سے کتنے گوالے گئے ہیں تو جناب سپیکر۔ یہ تو ایک بالکل نیا سوال بنتا ہے لیکن ان کا جو مقصد ہے کہ ابھی تک اس آبادی میں گوالے موجود ہیں تو یہ تحریری طور پر اس کی شکایت کریں تو یہ کوشش کی جائے کہ وہاں سے ان کو گوالا کالونی میں منتقل کیا جائے اور اس کے لئے ایک واضع قانون بنایا گیا ہے اور پچھلے دنوں Clean up Operation بھی شروع کیا گیا ہے تا کہ جو گوالے شہر کے اندر آ گئے ہیں یا آ جاتے ہیں ان کو پھر واپس بھیجا جاتا ہے ان گوالوں کو سزائیں بھی دی گئی ہیں اور جرمانے بھی کئے گئے ہیں۔ تو جناب والا اگر یہ ان کی لکھ کر شکایت دیتے ہیں تو میں کارپوریشن والوں کو کہوں گا کہ وہاں سے بھی گوالوں کو منتقل کیا جائے۔

جناب فرید احمد پراچہ۔ جناب سپیکر۔ کیا وزیر بلدیات یہ واضع فرمائیں گے۔ " کہ جزو (ب) میں تعداد دی گئی ہے کہ اتنے مویشی منتقل کئے گئے یہ لاہور میں موجود مویشیوں کا کتنے فیصد ہے " ؟

جناب سپیکر۔ کیا کوئی اور ضمنی سوال اس کے بارے میں ہے؟

حاجی سردار خان۔ جناب والا۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ کیا گھوڑوں اور گدھوں کے لئے بھی آپ کوئی شہر سے باہر کالونیاں بنا رہے ہیں۔
کیونکہ گھوڑوں کی لید سے بھی Tetanus (تشنج) پھیلتی ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب والا۔ میں سوال سمجھ نہیں سکا۔ کیا ممبر موصوف اپنا سوال دھرائیں گے ؟

حاجی سردار خان۔ جناب والا۔ میں نے یہ گزارش کی ہے کہ گھوڑوں کی لید سے بھی Tetanus کی بیماری پھیلتی ہے کیا ان کے لئے بھی آپ شہر سے باہر کالونی بنانا پسند

کریں گے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب سپیکر۔ گھوڑوں کے لئے اور گدھوں کے لئے بھی وہی قانون ہے اور اس کے لئے بھی اکثر اوقات یہی کوشش کی جاتی ہے کہ ان کو شہر سے دور ہی رکھا جائے۔

جناب سپیکر۔ اگلا سوال سردار محمد اظہر خان لغاری۔

منوں آباد تا چک 46 سڑک کی تعمیر

*47۔ سردار محمد اظہر خان لغاری۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ .....

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ میں ڈاکخانہ منوں آباد سے چک 46 تک سڑک کی تعمیر کا ٹھیکہ 85-1984ء میں چیئرمین متعلقہ ضلع کونسل نے اپنے بیٹے کو الاٹ کیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سڑک کی تعمیر نہیں کی گئی بلکہ باپ اور بیٹے نے مذکورہ سڑک کے تخمینے کی رقم خورد برد کر لی ہے جبکہ کاغذات میں سڑک کی تعمیر ہو چکی ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس فراڈ کی تحقیقات چیف منسٹر انسپکشن ٹیم اور محکمہ انٹی کرپشن سے کروانے اس میں ملوث افراد کے خلاف سخت کارروائی کروانے اور سڑک کی تعمیر جلد از جلد کروانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ (چودھری پرویز الٰہی)

(الف) اسمبلی سوال نمبر 1309 میں بھی بدین ضمن جواب دیا جا چکا ہے۔ علاوہ ازیں صورت احوال یہ ہے کہ سڑک مذکورہ کا ٹھیکہ 85-1984 کی پاس شدہ ADP کے مطابق دیا گیا اور ٹھیکیدار نعیم ساجد ولد چودھری بشیر احمد تھا جس کا کوئی رشتہ یا تعلق چیئرمین ضلع کونسل سے نہیں تھا۔ کام تمام موقع پر مکمل ہو جانے کے بعد متعلقہ کونسلر/ سب

انجینئر / ڈسٹرکٹ انجینئر کی رپورٹ کے بعد بل کی ادائیگی کی گئی تھی

(ب) یہ درست نہ ہے کہ سڑک مذکورہ کاغذات میں تعمیر کی گئی بلکہ عملی طور پر بذریعہ نعیم ساجد سے موقع پر تعمیر کی گئی ہے۔ نعیم ساجد کا باپ چودھری بشیر احمد چیئرمین ضلع کونسل نہ تھا۔ لہذا یہ رقم مذکورہ سڑک کی خورد برد کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ موقع پر سولنگ لگا ہوا ہے۔ سڑک کی تعمیر درست ہوئی ہے اور اس سلسلے میں متعلقہ کونسلر نے سرٹیفکیٹ جاری کر دیا تھا۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ موقع پر کام حسب ضابطہ نہیں ہوا لہذا محکمہ انٹی کرپشن انسپکشن ٹیم سے کارروائی کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ اس کا جواب پڑھا گیا تصور ہو گا۔ کوئی ضمنی سوال۔ جی جناب واجد علی خان ضمنی سوال کریں۔

جناب واجد علی خان۔ جناب والا اس سوال کے جواب جز (ب) میں فرمایا گیا ہے کہ " یہ درست نہ ہے کہ سڑک مذکورہ کاغذات میں تعمیر کی گئی بلکہ عملی طور پر بذریعہ نعیم ساجد سے موقع پر تعمیر کی گئی ہے نعیم ساجد کا باپ چودھری بشیر احمد چیئرمین ضلع کونسل نہ تھا "۔ جناب میرا سوال یہ ہے کہ اگر چیئرمین اس کا باپ نہیں ہے تو کیا وہ خورد برد نہیں کر سکتا" یہ مذکورہ سڑک جس کو بیان کیا گیا ہے یہ چک 46 تک تعمیر نہیں ہوئی۔ اس سوال کا جواب غلط دیا گیا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب والا ! ذرا یہ دھرائیں گے کہ ان کا سوال کیا ہے؟

جناب سپیکر۔ جی واجد علی خان صاحب آپ اپنا ضمنی سوال دھرائیے گا۔

جناب واجد علی خان۔ جناب سپیکر۔ اس میں جواب یہ دیا گیا ہے کہ "نعیم ساجد کا باپ چودھری بشیر احمد چیئرمین ضلع کونسل نہ تھا لہذا رقم مذکورہ سڑک کی خورد برد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا "۔ تو میرا سوال یہ ہے کہ اگر اس کا باپ چیئرمین نہیں ہے تو کیا وہ خورد برد نہیں کر سکتا۔ اس بات کو جواب میں بالکل واضح نہیں کیا گیا جو سوال پوچھا گیا ہے کہ یہ سڑک خورد برد ہوئی ہے۔ موقع پر کام نہیں ہے تو جناب میرا سوال یہ ہے کہ یہ کام نہیں ہوا اور یہ جواب غلط دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔
جناب واجد علی خان۔ جناب جواب غلط دیا گیا ہے۔ اس سے ہاؤس کا سب کا اور میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میرے حلقے کی یہ سڑک ہے۔
جناب سپیکر۔ اگر جواب غلط دیا گیا ہو تو اس کے لئے آپ کے پاس اس کو agitate کرنے کے دوسرے ذرائع ہیں لیکن قواعد کے مطابق ضمنی سوال جو ہے اس کی شکل ضمنی سوال کی ہی ہونی چاہیے۔

رانا ثناء اللہ خان۔ ضمنی سوال۔
جناب سپیکر۔ جی رانا صاحب ضمنی سوال کریں۔
رانا ثناء اللہ خان۔ جناب سپیکر۔ اس میں جواب کا جو جز (الف) ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ " ٹھیکیدار نعیم ساجد ولد چودھری بشیر احمد تھا"۔
جز (ب) میں ہے کہ " نعیم ساجد کا باپ چودھری بشیر احمد چیئرمین ضلع کونسل نہ تھا"۔ تو اس سے ایک ambiguity سی رہ جاتی ہے کہ چودھری بشیر احمد جو کہ نعیم ساجد کا باپ تھا وہ اگر چیئرمین ضلع کونسل نہیں تھا تو اس کی کوئی indentification انہیں اس سوال میں واضح طور پر دینی چاہیے تھی کیونکہ یہی بات سوال میں پوچھی گئی ہے کہ چودھری بشیر احمد جو نعیم ساجد کا والد ہے وہ چیئرمین ضلع کونسل تھا۔

جناب سپیکر۔ تو اس میں ضمنی سوال کیا ہوا؟
رانا ثناء اللہ خان۔ جناب سپیکر۔ اس کے بارے میں یہ ہے کہ نعیم ساجد جو کہ ٹھیکیدار ہے جس کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ اس کا والد جو چودھری بشیر احمد تھا وہ چیئرمین ضلع کونسل نہیں تھا جبکہ چیئرمین ضلع کونسل چودھری بشیر احمد تھا تو پھر نعیم ساجد کا جو والد ہے اس کے متعلق انہیں۔ علیحدہ کوئی indentification دینی چاہیے۔ یاد رہے کہ وہ کون آدمی تھا؟ اس سے ambiguity ہوتی ہے۔
جناب سپیکر۔ آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟
رانا ثناء اللہ خان۔ جناب سپیکر۔ میرا ضمنی سوال یہی بنتا ہے کہ چودھری بشیر احمد جس کے متعلق یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ نعیم ساجد کا والد تھا اور ساتھ ہی یہ کہتے ہیں کہ چودھری بشیر احمد جو کہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ چیئرمین ضلع کونسل تھا وہ نہیں تھا تو جب جناب سپیکر ٹھیکیدار کا بھی نام دھی ہے اس

کے والد کا نام بھی وہی ہے اور چیئرمین ضلع کونسل بھی اس نام کا آدمی ہے تو یہ بات جو سوال میں پوچھی گئی ہے وہ اس طرح سے واضح نہیں ہوتی کہ وہ آدمی اور تھا یا نعیم ساجد جو ٹھیکیدار تھا وہ چیئرمین ضلع کونسل کا بیٹا نہیں ہے اس بات کی جواب میں وضاحت ہونی چاہیے تھی یا وزیر موصوف اب اس بات کی وضاحت فرمائیں؟

جناب سپیکر۔ جی وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی اگرچہ یہ ضمنی سوال کی شکل نہیں ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جی ہاں! ویسے یہ پوچھنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس میں واضح طور پر درج ہے کہ جو سوال انہوں نے پوچھا ہے کہ یہ جو ٹھیکیدار ہے اس کا والد چیئرمین ضلع کونسل ہے کہ نہیں؟

وہ نہیں ہے۔ یہ تو ہم نے اس میں جواب دیا ہے کہ ٹھیکیدار کا والد چیئرمین ضلع کونسل نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ اگلا سوال میاں محمود احمد صاحب۔

پرل کانٹی نینٹل ہوٹل انتظامیہ کے خلاف کارروائی

*48۔ میاں محمود احمد۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے پرل کانٹی نینٹل میں زہر الود کھانا دینے پر میئر لاہور سے دس دن میں رپورٹ طلب کی تھی۔ اس بات کو تقریباً چھ ماہ ہو چکے ہیں۔

(ب) اگر ایسا ہے تو کیا ہوٹل انتظامیہ کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی اور کیا رپورٹ وزیراعلیٰ کو ارسال کی گئی اگر نہیں تو وجہ بیان کریں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ (چودھری پرویز الٰہی)

(الف) یہ درست نہ ہے کہ جناب وزیراعلیٰ پنجاب نے میئر میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور سے دس یوم میں رپورٹ طلب کی تھی۔ البتہ یہ رپورٹ سیکرٹری خوراک حکومت پنجاب سے طلب کی گئی تھی جسکی ایک کاپی میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور کو بھیجی گئی تھی۔

(ب) چونکہ وزیراعلیٰ پنجاب نے سیکرٹری خوراک حکومت پنجاب سے رپورٹ طلب کی تھی لہذا

میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور کی طرف سے جواب دینا ضروری نہ تھا تاہم میٹروپولیٹن کارپوریشن نے چار عدد نمونہ جات خوراک حاصل کر کے برائے تجزیہ لیبارٹری میں بھیج دیئے تھے۔ لیبارٹری تجزیہ رپورٹ کے مطابق ہوٹل کی خوراک معیاری تھی۔ محکمہ خوراک نے اس سلسلہ میں ایک سمری مورخہ 90-8-20 وزیراعلیٰ صاحب کو بھجوائی تھی۔ جس کے مطابق محکمہ خوراک نے حسب الحکم کارروائی کرتے ہوئے نو عدد نمونہ جات خوراک ہوٹل مذکورہ سے حاصل کئے تھے۔ جن میں سے ایک غیرمعیاری پائے جانے پر عدالت سے -/2030 روپے جرمانہ کیا گیا تھا۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب ضمنی سوال ہے۔

میاں محمود احمد۔ جی عرض کرنے لگا ہوں۔

جناب سپیکر۔ ارشاد فرمائیے۔

میاں محمود احمد۔ جناب سپیکر جناب پرویز الٰہی صاحب سے تو میں ضمنی سوال نہیں کرنا چاہتا صرف اتنی گزارش ہے کہ جو بھی میری اپنی ذات سے متعلقہ ہے اس پر in detail ایک انکوائری کروائی جائے کیونکہ جب وزیراعلیٰ نے یہ احکامات جاری کئے تھے تو کم از کم مجھے کسی نے نہیں پوچھا میں ذاتی طور پر ہوٹل میں گیا ہوں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی سیٹھی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ جناب سپیکر۔ ابھی جب میرے بھائی میاں محمود احمد صاحب سے آپ نے ضمنی سوال کہا تو انہوں نے کھڑے ہو کر یہ وضاحت بھی فرما دی کہ میں ضمنی سوال تو نہیں کرنا چاہتا۔ میں نہیں سمجھتا کہ جناب سپیکر اس کے بعد جب وہ ضمنی سوال نہیں کرنا چاہتے تو پھر کس بات کی وضاحت وزیر موصوف سے یہاں ایوان کے سامنے لینا چاہتے ہیں۔

میاں محمود احمد۔ جناب سپیکر! سیٹھی صاحب سے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا میری کوئی آپ کے ساتھ پرانی دشمنی تو نہیں ہے؟ یہ میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا۔

جناب سپیکر۔ سیٹھی صاحب کسی مخالفت کی بناء پر یہ بات نہیں کر رہے۔ قواعد و ضوابط کے مطابق وہ توجہ دلا رہے ہیں۔ آپ بھی قواعد و ضوابط کے مطابق چلیں۔ جی میاں صاحب آپ ارشاد فرمائیے۔

میاں محمود احمد۔ جناب سپیکر۔ میں یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ میں سمجھتا ہوں کہ میں ضمنی سوال جب نہیں کرنا چاہتا تو پھر جواز نہیں بنتا لیکن ضمنی سوال میں کیوں نہیں کرنا چاہتا ہوں وہ جناب چودھری پرویز الٰہی صاحب کی ذات ہے اس لئے میں صرف ان سے اتنا عرض کرتا ہوں کہ ایک انکوئری ضرور کروالیجیے کہ اتنے بڑے ہوٹل نے کھانے میں جو کچھ ہمارے ساتھ کیا ہے اس کی انکوئری in detail کروالیجیے اگر اس میں کوئی کوتاہی بنتی ہے تو پھر یقیناً ہماری داد رسی فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ پہلی چیز تو یہ ہے کہ اس میں چودھری پرویز الٰہی صاحب کی ذات کا کوئی مسئلہ نہیں ہے اور دوسرا یہ ہے کہ اگر آپ کوئی ضمنی سوال نہیں کرنا چاہتے تو پھر ٹھیک ہے میاں صاحب آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمود احمد۔ میں ضمنی سوال واقعی نہیں کرنا چاہتا۔
جناب سپیکر۔ تشریف رکھیں۔
میاں شہباز احمد۔ پوائنٹ آف آرڈر .....
جناب سپیکر۔ میاں شہباز احمد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

میاں شہباز احمد۔ جناب سپیکر۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو انہوں نے میاں محمود صاحب کے کہنے پر اس ہوٹل کے معائنہ کا انتظام کیا ہے۔ کیا بقایا جو لاہور میں ہوٹل چل رہے ہیں یا پورے پنجاب میں چل رہے ہیں ان کے لئے باقاعدہ کوئی ایسی ٹیم تشکیل دی ہوئی ہے

جو باقاعدہ ہفتہ وار یا روزانہ یا مہینے میں ایک مرتبہ ان کی خوراک کے نمونے لے کر لیبارٹریز میں پڑتال کریں اور ان کے کچن کا بھی معائنہ وغیرہ ہو کیا ایسی کوئی ٹیم ہے اگر ہے تو وہ مہینے میں یا ہفتے میں کتنی بار معائنہ کرتی ہے اور ان کی پڑتال کا معیار کیا ہے؟

جناب سپیکر۔ یہ آپ کا ضمنی سوال ہے۔

میاں شہباز احمد۔ جی۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ ٹیم ایک نہیں بلکہ تین ٹیمیں ہیں۔ ایک ٹیم Metro Politon Corporation کی ہے۔ ان کے اپنے Inspectors ہیں جو کہ وقتاً فوقتاً نمونہ جات حاصل کرتے رہتے ہیں۔ مختلف ہوٹلوں پر جاتے رہتے ہیں اور نمونہ جات حاصل کر کے تجزیہ کے لئے گورنمنٹ کی لیبارٹریز میں بھیجتے رہتے ہیں اور نتیجہ آنے پر ان کو جرمانہ بھی کیا جاتا ہے۔ ایک ٹیم محکمہ خوراک کا staff Enforcement ہے۔ ان کی ایک علیحدہ ٹیم ہے۔ اگر انہیں کوئی شکایت ملے تو وہ بھی وقتاً فوقتاً جا کر معائنہ کرتے رہتے ہیں۔ اور تجزیہ آنے کے بعد جرمانے کئے جاتے ہیں۔ اس کے لئے کوئی Fix Period نہیں ہے کہ انہوں نے سال میں اتنی مرتبہ چھاپہ مارنا ہے۔ کئی دفعہ اگر انہیں کوئی شکایت ملے تو فوری طور پر کارروائی کرتے ہیں۔ ویسے وہ ہر ہفتے اکثر اوقات مختلف ہوٹلوں کا معائنہ کرتے رہتے ہیں۔

میاں شہباز احمد۔ صرف شکایت ملنے پر ہی معائنہ کے لئے جاتے ہیں یا ویسے بھی وہ معائنہ کے لئے جاتے رہتے ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ ویسے بھی معائنہ کرتے رہتے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ۔ جناب والا گزارش یہ ہے کہ جواب کے جزو (ب) میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو رپورٹ Lahore Metropoliton Corporation کے ذریعے موصول ہوئی اس کے مطابق خوراک معیاری تھی اور جو محکمہ خوراک نے جانچ پڑتال کی اس کے مطابق خوراک غیر معیاری تھی۔ ایک ہی کھانے کے بارے میں دو متضاد رپورٹیں آنے پر کیا انکوائری کی گئی اور لیبارٹریز کو چیک کرنے کے بارے میں کیا کارروائی کی گئی۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ اس سلسلے میں جو جواب دیا گیا ہے کہ کارپوریشن نے جب نمونے اکٹھے کئے تو انہوں نے جو رپورٹ بھیجی، یہ ضروری نہیں ہے کہ وہی نمونے محکمہ خوراک نے لئے ہوں اور وہی نمونے کارپوریشن والوں نے لئے ہوں۔ محکمہ خوراک نے شاید دوسرے دن نمونہ جات لئے ہیں اس کے بعد انہیں / 2030 روپے کا جرمانہ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر۔ اگلا سوال ڈاکٹر خاور علی شاہ صاحب۔

ڈاک خانہ منوں آباد تا چک 46 سڑک کی تعمیر

*52۔ ڈاکٹر خاور علی شاہ۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ .....

(الف) ڈاکخانہ منوں آباد تا چک 46 (تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ) سڑک کی تعمیر کا ٹھیکہ کب کس کو اور کتنی لاگت میں دیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ سڑک تعمیر ہو گئی ہے اگر ہاں تو کب مکمل ہوئی اگر نہیں تو اسے کب تک مکمل کروایا جائے گا اور کیا حکومت اس سڑک کے ساتھ موضع رانی پور کو ملانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اسکی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ (چودھری پرویز الٰہی)

(الف) سڑک مذکورہ کا ٹھیکہ 85-1984ء کی پاس شدہ اے۔ ڈی۔ پی کے مطابق ٹھیکیدار نعیم ساجد ولد چودھری بشیر احمد کو مبلغ 250,000 روپے کا ٹھیکہ دیا گیا تھا۔

(ب) مذکورہ سڑک مطابق تکمیلی سرٹیفکیٹ مورخہ 85-4-15 کو مکمل ہو گئی تھی۔ اس وقت کے حلقہ کونسلر ملک محمد اشرف ممبر ضلع کونسل شیخوپورہ نے بھی تکمیلی سرٹیفکیٹ جاری کر دیا گیا۔ ضلع کونسل شیخوپورہ فنڈز کی کمی کے باعث موضع وانی پور کو کے ملانے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔

نوٹ:۔ مذکورہ سڑک بلدیہ مریدکے کو ٹرانسفر ہو چکی ہے۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ۔ جناب والا سوال 47 اور 53 بھی اسی سڑک کے بارے میں ہیں، تینوں میں انہوں نے جو جواب دیا ہے اس میں بہت تضاد ہے۔ سوال نمبر 53 میں کہتے ہیں کہ یہ سڑک بنی ہی نہیں ہے ؟ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا کہ چودھری صاحب کے ساتھ ان کا محکمہ ایسا سلوک کرے گا۔ صرف وہ سوال نمبر 53 کا جواب پڑھ لیں پھر اس کے بعد اگر وہ مناسب سمجھیں تو انکوئری کروا لیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب والا بات تو ہو رہی ہے سوال نمبر 52 کی ....

میاں منظور احمد موھل۔ پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب والا ابھی سوال نمبر 53 ھاؤس کے سامنے پیش نہیں ہوا، لہذا اس پر ابھی کوئی بات نہیں کی جا سکتی۔ فی الحال سوال نمبر 52 پر بات کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ سوال نمبر 53 نے تو ابھی پیش ہونا ہے۔ لہذا اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر۔ ڈاکٹر خاور علی شاہ صاحب آپ کا ضمنی سوال کیا تھا؟
ڈاکٹر خاور علی شاہ۔ جناب والا موھل صاحب کی بات تو ٹھیک ہے لیکن میں تو صرف یہ عرض کر رہا تھا کہ سوال نمبر 47 میں بھی اسی سڑک کے بارے میں پوچھا گیا ہے۔ اور سوال نمبر 52 میں بھی اسی سڑک کے بارے میں پوچھا گیا ہے۔ اس میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ ٹھیکیدار نعیم ساجد ولد چودھری بشیر احمد تھا اور یہاں پر انہوں نے کہا ہے کہ یہ کام ADP کے مطابق ہوا ہے۔ میں تو صرف اتنا عرض کر رہا ہوں کہ محکمے نے جو جواب دیا ہے کم از کم انہیں یہ دیکھنا چاہیے تھا کہ ایک ہی Sitting میں تین سوالات آئے ہیں تو ایک جیسا جواب دینا چاہیے تھا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب والا سوال کا جواب اگر غور سے پڑھا جائے تو معلوم ہو گا کے محکمے نے درست جواب دیا ہے۔ محکمے نے تینوں سوالوں کے جواب میں کسی جگہ پر بھی یہ نہیں کہا کہ یہ سڑک نہیں بنی۔ اور یہ ضلع کونسل کا اپنا ADP ہے اور ممبر ضلع کونسل نے اپنا ADP پاس کروا کر یہ سڑک بنوائی ہے اور موقع پر سڑک بنی ہوئی ہے۔ سڑک کے اوپر سولنگ لگا ہوا ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب واجد علی خان۔
جناب واجد علی خان۔ جناب والا میری چودھری صاحب سے صرف اتنی گزارش ہے کہ ازراہ کرم وہ اتنا بتائیں کہ اس وقت یہ سڑک وہاں پر موجود ہے؟
وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب والا آج سے کوئی دو تین روز پہلے خود میں نے اپنا آدمی وہاں بھیجا۔ سڑک وہاں پر موجود ہے۔ سولنگ وہاں پر لگا ہوا ہے۔ میں نے یہ آدمی اسی سوچ اور اسی نظریے کے تحت بھیجا تھا کہ شاید کہیں سڑک ہی نہ ہو اور یہ خود بخود کہہ دیا ہو کہ سڑک بنی ہوئی ہے یا فنڈز غلط طریقے سے استعمال ہو گئے ہوں۔ لیکن میرا آدمی وہاں

پر دیکھ کر آیا ہے کہ سڑک وہاں پر موجود ہے اور سولنگ لگا ہوا ہے۔

جناب شوکت داؤد۔ جناب والا! ایک ضمنی سوال ہے کہ اس سڑک کی لمبائی کتنی ہے ؟
وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ اس سڑک کی لمبائی 2200 فٹ ہے اور تخمینہ 2 لاکھ 50 ہزار کا ہے۔
جناب واجد علی خان۔ جناب والا میری وزیر موصوف کی خدمت میں یہ گزارش ہے کہ چک 46 تک یہ سڑک نہیں ہے۔.....
جناب سپیکر۔ کیا ارشاد فرما رہے ہیں آپ ؟
جناب واجد علی خان۔ جناب والا چک منوں آباد تا چک 46 تک یہ سڑک موجود نہیں ہے۔.....
وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ ہر سڑک کا ایک نام رکھا جاتا ہے۔ ہر سڑک کا ایک تخمینہ بنتا ہے، ضلع کونسل میں ان کا ہاؤس اس کی منظوری دیتا ہے۔ وہاں ہر ضلع کونسل اور لوکل ادارے کا اپنا ایک ہاؤس ہے۔ وہاں سے وہ اس کی منظوری حاصل کرتے ہیں اور جس سڑک کے بارے میں پوچھا گیا ہے۔ یہ سڑک بھی وہاں پر موجود ہے۔ یہ خود اگر وہاں پر جائیں تو انہیں سڑک موجود نظر آئے گی۔

جناب واجد علی خان۔ جناب والا یہ میرا حلقہ ہے چک 46 میرے حلقے کا گاؤں ہے اور ابھی میں نے اس اے۔ ڈی۔ پی میں وہاں سے جی ٹی روڈ تک سڑک ملانے کے لئے میں نے پیسے رکھنے کی استدعا کی ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ یہ تو ایک نئی بات ہو گئی کہ یہ سڑک وہاں تک "تک" والی بات ہو گئی ہے۔ "تک" والی بات نہیں ہے۔ ضلع کونسل کا ہاؤس خود مختار ہے ان کے ہاؤس کا فیصلہ اس ہاؤس میں نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن میں انہیں کہوں گا کہ ان کی جو request ہے اس پر ضرور غور کریں اور کوشش کی جائے کہ ان کی request کو مان لیا جائے۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب آپ تو یہ categorically کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر سڑک

موجود ہے؟
وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی نے categorically کہا ہے کہ یہ سڑک وہاں پر موجود ہے۔
جناب واجد علی خان۔ جناب والا میں یہ گزارش کروں گا کہ وزیر موصوف مجھے یہ یقین دھانی کروادیں کہ اگر یہ سڑک نہیں بھی مکمل ہے تو یہ مکمل کروادی جائے گی اور بنا دی جائے گی۔

جناب سپیکر۔ نہیں یہ وقفہ سوالات میں یقین دھانی وغیرہ کا سلسلہ نہیں چلتا۔ اس میں آپ ضمنی سوال دریافت کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ سڑک وھاں پر موجود نہیں ہے۔
وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی نے کہا ہے کہ سڑک وہاں پر موجود ہے۔ قواعد اور روایات یہ ہیں کہ جب کوئی وزیر ایوان میں کوئی بیان دے گا تو اسے صحیح تصور کیا جائے گا۔ جس وقت تک وہ بیان otherwise ثابت نہیں ہو جاتا۔ تو اس لئے ہمیں اس بیان کو درست سمجھنا ہو گا۔ جب تک یہ ثابت نہیں ہو جاتا کہ یہ بیان غلط ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ چونکہ یہ سوال ایک ہی نوعیت کا ہے۔ جس کو تین معزز اراکین اسمبلی نے کیا ہے۔ اس لئے میں نے بھی سوچا کہ اس کی ضرور پڑتال کرائی جائے۔ اس آدمی نے مجھے آکر رپورٹ دی ہے کہ وہاں سڑک موجود ہے۔
جناب سپیکر۔ حاجی سکندر حیات بوسن۔ (تشریف نہیں رکھتے تھے) تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال جناب رانا اکرام دبانی صاحب۔

ڈاکخانہ منوں آباد تا چک 46 سڑک کی تعمیر

*53۔ حاجی سکندر حیات بوسن۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ .....
(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈاکخانہ منوں آباد تا چک 46 تک تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ سڑک چیئر مین متعلقہ ضلع کونسل اور متعلقہ محکمے کے افسران کی ملی بھگت سے سرکاری کاغذات میں تو تعمیر کر دی گئی ہے۔ مگر سڑک ابھی تک تعمیر نہیں کی گئی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس فراڈ کی مکمل تحقیقات چیف منسٹر انسپکشن ٹیم سے کروانے اور متعلقہ ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کروانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز حکومت مذکورہ سڑک کب تک تعمیر کرانے کو تیار ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ (چودھری پرویز الٰہی)
(الف) یہ درست نہیں ہے کہ ڈاکخانہ منوں آباد تا چک نمبر 46 تک سڑک ضلع کونسل شیخوپورہ کے کاغذات میں تعمیر کر دی گئی ہے۔
(ب) یہ درست نہ ہے ایسی کوئی سڑک ضلع کونسل شیخوپورہ نے تعمیر نہ کی ہے اس لئے انسپکشن ٹیم سے معائنہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نہ ہی کسی فرد کے خلاف کارروائی کا جواز موجود ہے۔

ممبران اسمبلی کو دیئے گئے ترقیاتی کوٹہ کی تفصیل

*59۔ رانا اکرام ربانی۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ .....
(الف) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ انتخابات میں ترقیاتی کاموں کے لئے اسلامی جمہوری اتحاد کے امیدواروں کو کوئی کوٹہ دیا گیا تھا۔
(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے امیدواروں کو علیحدہ علیحدہ کتنا کوٹہ دیا گیا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ (چودھری پرویز الٰہی)
(الف) گزشتہ انتخابات میں اسلامی جمہوری اتحاد کے امیدواروں کو ترقیاتی کاموں کے لئے کوئی کوٹہ نہیں دیا گیا تھا۔
(ب) جزو (الف) کا جواب نفی میں ہے۔

جناب سپیکر۔ اس پر کوئی ضمنی سوال ہے؟

رانا اکرام ربانی۔ جناب والا، کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ جو جواب دیا گیا ہے یہ درست نہیں ہے۔
وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب والا۔ ان کی طرف سے جو کہا گیا ہے وہ درست نہیں ہے۔ میرا جواب درست ہے۔
رانا ثناء اللہ خان۔ جناب والا، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ امیدواروں کو ترقیاتی سکیموں میں کوئی کوٹہ نہیں دیا گیا۔ تو کیا ترقیاتی سکیموں کے لئے کوئی نقد رقم فراہم کی گئی تھی یا وہ بھی نہیں کی گئی؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب والا، بالکل نقد رقم فراہم نہیں کی گئی۔
رانا اکرام ربانی۔ جناب والا۔ میرا ضمنی سوال ہے۔
جناب سپیکر۔ رانا اکرام ربانی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔
رانا اکرام ربانی۔ جناب والا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ضمنی سوال صرف وزیر صاحب سے ہی پوچھا جا سکتا ہے یا میں حاوسن سے بھی پوچھ سکتا ہوں۔
جناب سپیکر۔ ضمنی سوال صرف وزیر صاحب سے ہی پوچھا جا سکتا ہے۔
رانا اکرام ربانی۔ جناب والا، یہ سارے معزز اراکین جو زیر لب مسکرا رہے ہیں اس کا مطلب تو یہ ہے کہ شاید یہ درست ہے کہ ان سے پوچھا جا سکتا ہے۔
جناب سپیکر۔ یہ زیر لب مسکرانے پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہو سکتا۔
رانا اکرام ربانی۔ جناب والا، اس سے جو مفہوم نکلتا ہے اس سے تو بے شمار ضمنی سوال بن سکتے ہیں۔
جناب سپیکر۔ میاں شہباز احمد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔
میاں شہباز احمد۔ جناب والا، میں رانا صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کوٹے سے ان کی مراد کیا ہے کوٹا کئی قسم کا ہوتا ہے۔ وہ کونسے کوٹے کے متعلق پوچھ رہے ہیں اور کونسا کوٹا ان کے ذہن میں ہے۔

رانا اکرام ربانی۔ جناب والا، میاں صاحب شاید وضاحت چاہتے ہیں کہ کوٹا جاری زیادہ ہوا تھا۔ ان کو کم ملا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب والا، میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ گذشتہ انتخابات کے دوران بلدیاتی اداروں اور اس محکمہ سے متعلقہ جو ٹینڈر چھپتے رہے ہیں۔ وہ جو کام ہوتے رہے ہیں کیا امیدوار اپنی جیب سے کرواتے تھے یا اس کے لئے فنڈز کوئی اور محکمہ فراہم کرتا تھا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب والا، میں اس بات کے لئے چیلنج کرتا ہوں کہ یہ مجھے ایسا کوئی ٹینڈر لا کر دکھا دیں کہ جو کسی امیدوار کے نام سے جاری ہوا ہو یا اس کی طرف سے جاری ہوا ہو۔

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب والا، جو ٹینڈر چھپتے رہے ہیں۔ اگر چھپتے رہے ہیں تو کیا فنڈز امیدوار فراہم کرتے رہے ہیں یا محکمہ دیتا رہا ہے۔ لازمی بات ہے وہ کام حلقوں میں ہی ہوتے رہے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب والا، یہ کوئی مخصوص منصوبہ بتائیں تو میں انشاء اللہ اس کے متعلق عرض کروں گا ویسے جو ہمارا عام سالانہ ترقیاتی پروگرام ہے یا تعمیر وطن پروگرام ہے تو وہ تو سارا سال چلتے رہتے ہیں۔ چاہے الیکشن ہوں یا نہ ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب والا۔ وزیر صاحب چیلنج بھی کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ کوئی مخصوص منصوبہ بتایا جائے تو میری یہ گزارش ہے کہ اس سوال کو مؤخر کر دیا جائے تا کہ ان کی خواہش کے مطابق مخصوص منصوبہ کے متعلق بتایا جائے تا کہ یہ پھر اس کا جواب دیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ اس سلسلہ میں جناب والا میری یہ گزارش ہے کہ یہ نیا سوال کر سکتے ہیں۔ کسی سکیم کے بارے میں نیا سوال کریں تو اس کا جواب انشاء اللہ ہم دیں گے۔ جو ADP کا normal پروگرام ہے وہ تو سارا سال چلتا رہتا ہے۔

جناب سپیکر۔ سوال کا جواب واضح انداز میں دیا گیا ہے اور ضمنی سوالات کے جوابات بھی واضح انداز میں دیئے گئے ہیں۔ آپ اگر اس سے مطمئن نہیں ہیں تو آپ مزید ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب والا، میری یہی گزارش ہے کہ جب وزیر موصوف کہہ رہے ہیں

کہ کسی مخصوص کام کے ٹینڈر انہیں لا کر دکھا دیئے جائیں۔ یہ سارا ایوان جانتا ہے اور آپ بھی جانتے ہیں کہ یہ سب کچھ ہوا ہے تو اس کو اگر مؤخر کر دیا جائے تو ہم وہ پیش کر دیں گے۔ ان کو مخصوص کام کے متعلق بتا دیں گے تا کہ جواب مکمل آ سکے۔

جناب سپیکر۔ اگر سوال کا جواب درست نہ دیا گیا ہو تو اس کا ایک اور طریق کار قواعد و ضوابط میں موجود ہے۔ جس میں آپ اپنا ثبوت بھی مہیا کر سکتے ہیں۔ اور میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ قواعد و ضوابط کے مطابق وزیر صاحب کے بیان کو درست تسلیم کرنا ہو گا جس وقت تک وہ واقعات کے مطابق غلط ثابت نہ ہو جائے۔

اگلا سوال رانا اکرام ربانی صاحب۔

بلدیاتی اداورں کی طرف سے دیئے گئے اشتہارات کی تفصیل

*60۔ رانا اکرام ربانی۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ .....

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ انتخابات کے بعد کئی بلدیاتی اداروں کے چیئرمین حضرات کی طرف سے میاں نواز شریف اور غلام حیدر وائیں کو مبارک باد کے اشتہارات اخبارات میں دیئے گئے تھے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کس کس بلدیاتی ادارے کی طرف سے کس کس اخبار کو کتنی کتنی مالیت کے اشتہارات دئے گئے تھے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ (چودھری پرویز الٰہی)

(الف) جی ہاں ایسے اشتہارات دیئے گئے تھے۔

(ب) ایسے اشتہارات جاری کرنے والے بلدیاتی اداروں، اخبارات جن میں اشتہارات شائع ہوئے، اور مالیت اشتہارات کی تفصیل ضمیمہ (الف) میں ملاحظہ فرمایئے۔

تتمہ "الف"

لاہور ڈویژن

(1) میونسپل کمیٹی سانگلہ ہل

اشتہار دئے گئے
بل موصول نہیں ہوئے

(2) میونسپل کمیٹی مزید کے
(3) ٹاؤن کمیٹی شاہ کوٹ۔
(4) ضلع کونسل لاہور

مبارکباد جناب	(1) روزنامہ جنگ	4957-20 روپے
غلام حیدر وائیں	(2) روز نامہ جنگ	2478-60 روپے
وزیر اعلیٰ		
بل نمبر 0183899	(3) نوائے وقت	4012-60 روپے۔
مورخہ		
3-12-1990	(4) نوائے وقت	2006-10 روپے
منجانب ڈائریکٹر	(5) فرنٹیر پوسٹ	2434-24 روپے
جنرل پبلک ریلشنز	(6) فرنٹیر پوسٹ	717-12 روپے
پنجاب لاہور		717-12 روپے
مبارکباد میاں	(1) روزنامہ جنگ	10960-92 روپے
نواز شریف صاحب	(2) روزنامہ جنگ	10960-92 روپے
وزیراعظم پاکستان		
	(3) نوائے وقت	8745-84 روپے
	(4) نوائے وقت	8745-84 روپے
	(5) نوائے وقت	8745-84 روپے
	(6) فرنٹیر پوسٹ	4138-56 روپے
	(7) فرنٹیر پوسٹ	4138-56 روپے
	(8) فرنٹیر پوسٹ	2069-28 روپے
		66082-50 روپے

گوجرانوالہ ڈویژن

روزنامہ مشرق
نوائے وقت
جنگ کو

،	اشتہارات		
،	جاری کئے		
،	گئے تھے جن		
،	کے بل تا		
،	حال ڈائریکٹر		
،	جنرل تعلقات		
،	عامہ کی طرف		
،	سے موصول		
،	نہیں ہوئے۔		
(6) میونسپل	اشتہار دیا		
کارپوریشن	تھا بل موصول		
سیالکوٹ	نہ ہونے کی		
،	وجہ سے سر		
،	دست کوئی		
،	ادائیگی نہیں		
،	کی گئی ہے۔		
(7) میونسپل	(i) نوائے وقت		
کمیٹی کاموکی		5000-00	روپے
،	(ii) روزنامہ جنگ	5000-00	روپے
(8) میونسپل کمیٹی	میاں نواز	،	،
جلالپور جٹاں	شریف صاحب	،	،
،	کی مبارکباد	،	،
،	کے سلسلہ میں		
،	نوائے وقت		
،	لاہور کو		
،	اشتہار دیا		
،	جس کا بل		

،	ابھی تک
،	موصول نہیں
،	ہوا۔
(9) میونسپل	ڈائریکٹر جنرل
کمیٹی منڈی	محکمہ تعلقات
بہاؤالدین	عامہ۔ پنجاب
،	لاہور کی
،	وساطت سے
،	روزنامہ جنگ
،	لاہور کو
،	ایسا اشتہار
،	ارسال کیا
،	گیا تھا
،	جسکی پیشگی
،	ادائیگی 10000
،	روپے مالیتی
،	چیک نمبر
،	556116
،	مورخہ
،	10-11-1990
،	کی گئی۔
،	مکمل بل
،	اشاعت اشتہار
،	ہذا محکمہ
،	تعلقات عامہ

"	کی جانب سے
"	وصول نہیں
"	ہوا ہے۔
(10) ٹاؤن کمیٹی	مبارکباد کے
سرائے عالمگیر	اشتہارات دیئے
"	ہیں لیکن
"	اشتہارات کی
"	مالیت کے بارے
"	میں علم نہیں
"	ہے کیونکہ ابھی
"	تک محکمہ تعلقات
"	عامہ پنجاب۔
"	لاہور کی طرف
"	سے بل موصول
"	نہیں ہوئے ہیں

فیصل آباد ڈویژن

(11) میونسپل کمیٹی	وزیراعظم
جڑانوالہ	
"	پاکستان اور
"	وزیراعلیٰ پنجاب
"	کو مبارکباد
"	کا اشتہار
"	روزنامہ
"	نوائے وقت۔

لاہور مورخہ
19-11-1990

(12) میونسپل کمیٹی جھنگ	روزنامہ جنگ ،	12000-00	روپے ،
(13) ضلع کونسل جھنگ	(1) نوائے وقت (2) روزنامہ جنگ	24000-00 ،	روپے ،
(14) ٹاؤن کمیٹی بھوانہ	بل موصول نہیں ہوا۔		

پاکستان ٹائم

راولپنڈی ڈویژن

(15) میونسپل کارپوریشن راولپنڈی	(i) روزنامہ جنگ راولپنڈی ،	45280 ،	روپے ،
	(ii) نوائے وقت راولپنڈی ،	45280 ،	روپے ،
(16) میونسپل کمیٹی خضرو (ضلع اٹک)	(i) روزنامہ جنگ لاہور راولپنڈی۔ ،	5000-00 ،	روپے ،
،	(ii) ڈیویلپمنٹ ریویو ،	2500-00 ،	روپے ،
(17) ٹاؤن کمیٹی حسن ابدال (ضلع اٹک)	نوائے وقت ،	2000-00 ،	روپے۔ ،
(18) ٹاؤن کمیٹی کھیوڑہ (ضلع جہلم)	جنگ راولپنڈی ،	5000-00 ،	روپے ،

ملتان ڈویژن

(19) میونسپل کمیٹی	چیک نمبر		
پاکپتن شریف	مالیتی 5000	6-11-1990	
"	جنرل تعلقات		
"	عامہ پنجاب		
"	لاہور کو		
"	اشتہار		
"	کے لئے پیشگی	1338	
"	کے طور پر		
"	بھجوایا تھا۔		
(20) ضلع کونسل	میاں نواز شریف		
وہاڑی	اور غلام حیدر		
"	وائیں صاحب کو		
"	مبارکباد کے		
"	سلسلہ میں		
"	مندرجہ ذیل		
"	اخبارات کو		
"	اشتہرات دئے		
"	گئی گن کا بل		
"	برائے ادائیگی		
"	موصول ہوا ہے		
"	(1) روزنامہ جنگ	5166-40	روپے
"	لاہور روالپنڈی	"	"
"	(کمباسنڈ)	"	"

،	(2) نوائے وقت	4094-40	روپے
،	لاہور ملتان	،	،
،	(کمبائنڈ)	،	،
،	(3) روز نامہ مرکز	1676-80	روپے
،	اسلام آباد		،
کونسل	اخبار	مالیت اشتہار	60 روپے

بہاولپور ڈویژن

(21) ضلع کونسل	(1) روزنامہ اباسین	3000-00	روپے وزیراعظم
رحیم یار خان	رحیم یار خان	،	پاکستان کی
،	،	،	حلف برداری
،	،	،	کی تقریب
			کے موقع پر
،	(2) روزنامہ وفاق	3000-00	روپے
،	رحیم یار خان	،	،
،	(3) روزنامہ عبادت	3000-00	روپے
،	رحیم یار خان	،	،
،	(4) ہفت روزہ	1000-00	روپے
،	نوائے ہرن	،	،
،	(5) روز نامہ اسرار	3000-00	روپے وزیراعلیٰ
،	رحیم یار خان	،	،
،	(6) روزنامہ دفاع	3000-00	روپے پنجاب کی
،	رحیم یار خان	،	،
،	(7) روزنامہ شہادت	3000-00	روپے حلف
،	رحیم یار خان	،	،
،	(8) ہفت روزہ مبارک	2000-00	روپے برداری

"	رحیم یار خان	"	کی تقریب
"	"	"	کے موقع پر
(22) ٹاؤن کمیٹی	(1) روزنامہ عبادت	2923-00	روپے
لیاقت پور	رحیم یار خان	"	"
"	(2) روزنامہ عبادت	1879-20	روپے
"	رحیم یار خان	"	"
"	(3) روزنامہ عبادت	1879-20	روپے
"	رحیم یار خان	"	"
"	(4) روزنامہ کائنات	3000-00	روپے
"	رحیم یار خان	"	"
"	(5) روزنامہ دفاع	1879-20	روپے
"	رحیم یار خان	"	"
"	(6) روزنامہ دفاع	3000-00	روپے
"	رحیم یار خان	"	"
"	(7) ستلج بہاولپور	3000-00	روپے
"	(8) روزنامہ حقیقت	3000-00	روپے
"	بہاولپور	"	"
"	(9) روزنامہ شہادت	3888-00	روپے
"	رحیم یار خان	"	"
"	(10) روزنامہ مغربی	بل موصول	"
"	پاکستان لاہور	نہیں ہوا	"

رانا اکرام ربانی۔ جناب والا، میں گزارش کروں گا کے کم از کم اس سوال کے جواب کو ضرور مؤخر کر دیا جائے۔ کیونکہ اس میں آدھے سے بھی زیادہ جواب نا مکمل ہے۔
جناب سپیکر۔ اس میں کونسا جزو نا مکمل ہے۔
رانا اکرام ربانی۔ جناب والا، اس میں دیا گیا ہے کہ اشتہار دیا گیا ہے، بل موصول نہیں ہوا۔ آدھے سے زیادہ جواب اسی طرح دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس ہاؤس میں اکثر فنڈز کی کمی کے بارے میں بات کی جاتی رہی ہے۔ اگر مکمل جواب آ جائے تو اس کونسل کے بارے میں جس کے متعلق باتیں ہوتی رہیں، اس کے حوالہ سے ضمنی سوال کر سکوں۔ لاہور ڈویژن کے ضمن میں ٹاؤن کمیٹیوں کے سامنے دیا گیا ہے کہ بل موصول نہیں ہوئے اگر پوری رقم میرے سامنے آئے گی تو اس حوالہ سے میں بات کروں گا۔
جناب سپیکر۔ کیا اس میں یہ درج کیا گیا ہے کہ جواب کا کچھ حصہ ابھی نہیں دیا گیا۔
رانا اکرام ربانی۔ تقریباً پچاس فیصد جواب ایسا ہی ہے۔
جناب سپیکر۔ تو آپ کا کہنا یہ ہے کہ یہ جواب ادھورا ہے
رانا اکرام ربانی۔ جناب والا۔ آدھے سے زیادہ جواب میں دیا ہوا ہے کہ اس کی ادائیگی نہیں ہوئی۔
جناب سپیکر۔ وزیر بلدیات آپ کیا فرمائیں گے کہ یہ جواب ادھورا ہے۔
وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب والا۔ میرے خیال میں جواب مکمل ہے۔ اگر اس پہ غور کیا جائے" کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ انتخابات کے بعد کئی بلدیات اداروں کے چیئرمین حضرات کی طرف سے میاں نواز شریف اور غلام حیدر وائیں کو مبارکباد کے اشتہارات اخبارات میں دیئے گئے تھے تو اس کا جواب دیا گیا ہے کہ جی ہاں ایسے اشتہارات دیئے گئے تھے۔ اور جزو " ب " میں ہے کہ اگر جزو " الف " کا جواب اثبات میں ہے تو کس کس بلدیاتی ادارے کی طرف سے کس کس اخبارکو کتنی کتنی مالیت کے اشتہارات دیئے گئے تھے۔ جناب والا، اگر سوال پر غور کیا جائے تو اس حساب سے جواب مکمل ہے۔ کس کس اخبار کو اشتہار دیئے گئے۔ تو وہ پورا جواب آ گیا ہے۔ کتنی کتنی مالیت کے اشتہارات دیئے گئے۔ تو میرا خیال ہے اس کا جواب بھی آ چکا ہے اگر یہ کسی خاص کارپوریشن یا ضلع کونسل کے بارے

میں پوچھنا چاہتے ہیں تو نیا سوال کیا جا سکتا ہے اور اگلے اجلاس میں اس کا جواب دیا جا سکتا ہے۔ اگر یہ کسی خاص ادارے کے متعلق پوچھنا چاہتے ہیں تو پھر ایک نیا سوال بنے گا۔

جناب امان اللہ ملک۔ ضمنی سوال سر، کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ اس کے اشتہارات میلے کے کتنی مالیت کے دیئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر۔ جی .....

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ یہ جو ہمارے معزز رکن ہیں یہ ذرا پہلے اس کا مکمل اس میں جواب دیکھ لیں کہ اس میں ضلع کونسل بھکر موجود ہے یا نہیں اگر موجود ہے پھر میں ان کے سوال کا جواب دوں گا۔

جناب امان اللہ ملک۔ جناب والا ہم وزیر موصوف سے پنجاب کے کسی کونے سے یہ پوچھ سکتے ہیں کہ وہاں کیا ہوا۔ اور کتنے کا اشتہار دیا گیا۔

جناب سپیکر۔ جی یہ درست ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ ہمارے پاس اب تک جو تفصیل آئی ہیں اس میں ضلع کونسل بھکر کا کوئی اشتہار یہاں پر موجود نہیں ہے کہ جس میں مبارک باد کے بارے میں کوئی اشتہار دیا گیا ہو۔

جناب سپیکر۔ لیکن اس میں ابھی تک تو رانا اکرام ربانی صاحب ضمنی سوال کر رہے تھے میں نے ابھی ملک صاحب کو اپنا ضمنی سوال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ اچھا جی میرا خیال تھا کہ شائد آپ کے توسط سے ہے۔

رانا اکرام ربانی۔ جناب والا آپ نے بھی اس کا جواب پڑھا ہو گا کہ سب سے پہلے نمبر 1-2-3 لکھا ہوا ہے کہ اشتہار دیئے گئے مگر بل موصول نہیں ہوئے۔ اس لحاظ سے یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ یہ جواب مکمل ہے۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب یہ کہاں درج ہے؟

رانا اکرام ربانی۔ یہ صفحہ نمبر 9 پہ درج ہے جہاں سے جواب شروع ہوتا ہے لاہور ڈویژن، میونسپل کمیٹی سانگلہ ہل، مریدکے شاہ کوٹ، اس کے آگے لکھا ہوا ہے کہ اشتہار دیا گیا بل موصول نہیں ہوا۔ جہاں سے یہ جواب شروع ہوتا ہے وہاں پر جواب نہیں ہے اور چودھری

صاحب کہہ رہے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ جواب مکمل ہے۔
جناب سپیکر۔ نہیں اشتہار کا ذکر اس میں ہے۔
رانا اکرام ربانی۔ جناب والا مالیت اس وقت فرض کریں گے جس وقت یہ ان کے اپنے کہنے کے مطابق بل موصول ہو گا۔ ویسے تو یہ بڑی عجیب سی بات لگتی ہے کہ اشتہار چلا گیا اور پتہ ہی نہیں ہے کہ یہ کتنی رقم کا اشتہار ہے۔ 1343
میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ بل موصول نہیں ہوا۔ میونسپل کارپوریشن سیالکوٹ بل موصول نہیں ہوا۔ جلال پور جٹاں، ٹاؤن کمیٹی سرائے عالمگیر، پاکستان ٹائمز کا، ہے / 17 12 کو اس کا نوٹس دیا گیا اور 7 مارچ 1991ء کو اس کا جواب ہے۔
وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ دراصل ہوتا یہ ہے کہ جو اشتہارات ہماری مقامی کونسلوں کی طرف سے اخبارات میں دیئے جاتے ہیں، اس میں کافی ٹائم لگ جاتا ہے۔ چھ چھ ماہ بھی لگ جاتے ہیں کہ وہ بل approve ہوتا ہے پھر audit ہوتا ہے اس کے بعد اس پر بل پاس ہوتا ہے اور بل کی وصولی کا جہاں تک تعلق ہے جب اشتہار دیا جاتا ہے تو اخبارات فوراً ہی بل نہیں بھیج دیتے، بل آنے میں بھی وقت لگتا ہے پاس ہونے بھی وقت لگتا ہے اگر یہ خاص کسی بھی ادارے کا پوچھنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے تو نیا سوال کیا جا سکتا ہے۔ 31
جناب سپیکر۔ چودھری صاحب اس میں ان کا سوال نمبر 7 کا جزو (ب) جو ہے اس میں ہے کہ اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کس کس بلدیاتی ادارے کی طرف سے کس کس اخبار کو کتنی کتنی مالیت کے اشتہارات دئے گئے ؟ قائد حزب اختلاف کا مطلب یہ ہے کہ یہ کتنی کتنی مالیت کے اشتہار دئے گئے ؟ جو اس جزو میں ہے اس میں اس سوال کا جواب اس لحاظ سے ادھورا ہے کہ اس میں کئی کارپوریشنوں اور میونسپل کمیٹیوں کی طرف سے اشتہار دیئے گئے ہیں مگر بل موصول نہ ہونے کی وجہ سے رقم یہاں درج نہیں ہے جیسا کہ آپ نے کہا ہے کہ یہ بلدیاتی اداروں کے جو بل ہیں یہ دیر سے موصول ہوتے ہیں اور اس کی ادائیگی میں دیر ہو جاتی ہے تو کیا جو بل ابھی موصول نہیں ہوئے ان کو شامل کر کے اس سوال کا جواب کتنے عرصہ میں مکمل دیا جا سکتا ہے؟
وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب والا بڑا مشکل ہے کئی دفعہ 6 ماہ بھی لگ جاتے

ہیں۔ یہ کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ اگر یہ کسی بھی ادارے کے بارے میں specific کریں گے تو پھر ہم کوشش کر کے وہاں سے کسی ایک ادارے کے بارے میں جلدی سے وہ بل وغیرہ کی Amount منگوا سکتے ہیں۔ مگر اس کا بڑا Lengthy procedure ہے۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب اس بارے میں آپ کیا خیال فرمائیں گے ؟ یا آپ کوئی خاص معلوم کرنا چاہتے ہیں اپنے ضمنی سوال میں کہ کوئی خاص ہو۔

خانزادہ محمد ضرغام خان خاکوانی۔ یہ بار بار اٹھ رہے ہیں اگر یہ بتا دیں کے فلاں ضلع کونسل یا فلاں ڈویژن کتنی کتنی مالیت کے اور کس کس اخبارات کو اشتہارات دئے گئے تو وہ بتایا جا سکتا ہے۔ جس طرح سے وہ کسی ایک ضلع کا بتا سکتے ہیں تو وہ باقی اضلاع کا کیوں پتہ کر کے نہیں بتا سکتے؟ یہ وہ بات چھپا رہے ہیں اور غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب والا۔ یہ بالکل غلط ہے خاص طور پر میں یہ آپ کی وساطت سے معزز رکن کے سامنے یہ گزارش کروں گا کہ غلط بیانی والا جو لفظ ہے یہ نہایت قابل افسوس ہے اور قابل مذمت ہے۔ غلط بیانی بالکل نہیں ہے اور غیر پارلیمانی لفظ ہے۔ میں نے کوئی ایسی اطلاع، کوئی ایسا بیان، آپ ٹیپ دوبارہ سن لیں۔ میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی جس میں کوئی غلط بیانی کی گئی ہو۔ مقصد تو یہ ہے کہ جو یہ جاننا چاہتے ہیں اس کا اپنا ایک پروسیجر ہے اور اشتہارات اول تو یہ کہ جو ہمارے ادارے ہیں۔ بلدیاتی ادارے یہ خود مختار ایوان ہیں۔ یہ پورے با اختیار ادارے ہیں۔ ہم نے بڑی محنت اور کوشش سے ان کا کنٹرول گورنمنٹ سے ختم کیا ہے۔ اگر وہاں کسی کونسلر کا کوئی یہ سوال ہوتا تو اپنے ایوان میں کرتا وہ اپنے ایوان سے پوچھتا کہ آپ نے اسے غلط مد میں استعمال کیا ہے یہ اس بات کے لئے Proper forum نہیں ہے۔ اور ادارے اس وقت تک

آزادانہ نہیں چل سکتے جب تک ہم ان میں اپنی مداخلت بند نہیں کرتے۔ پچھلے دنوں جو ہمارا کنونشن ہوا آپ بھی اس کنونشن میں موجود تھے۔ جو ہمارے لوکل کونسلرز ہیں۔ سب سے زیادہ انہوں نے جو تنقید کی وہ اس بات پر کی کہ ابھی تک بے جا مداخلت ہمارے اداروں میں ہو رہی ہے۔ تو جناب والا یہ وہاں کا جو مقامی ایوان ہے۔ اور کوئی کونسلر اپنے ایوان

سے اگر پوچھے کہ آپ نے یہ اشتہارات غلط طور پر دیئے تو وہ اپنے حاؤس سے اس کی باز پرس کرے اور اس کا Proper forum موجود ہے۔

جناب سپیکر۔ چودھری محمد فاروق ضمنی سوال۔.....

چودھری محمد فاروق۔ جناب والا سوال کے جواب میں صفحہ نمبر 10 پیرہ میونسپل کمیٹی کاموکی کے بارے میں جواب دیا گیا ہے کہ روزنامہ نوائے وقت کو پانچ ہزار روپے کے اشتہارات دیئے گئے۔ روزنامہ جنگ کو پانچ ہزار کے اشتہارات دیئے گئے۔ جبکہ میونسپل کمیٹی منڈی بہاؤالدین کے بارے میں جواب دیا گیا ہے کہ ڈائریکٹر جنرل پنجاب تعلقات عامہ لاہور کی طرف سے روزنامہ جنگ لاہور کو ایسا اشتہار ارسال کیا گیا تھا جس کی پیشگی ادائیگی مالیت دس ہزار روپے بذریعہ چیک نمبر فلاں فلاں کی گئی۔ مکمل بل اشاعت اشتہار ھذا محکمہ تعلقات عامہ کی جانب سے وصول نہیں ہوا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک کمیٹی کے دو اخبارات میں جو اشتہارات دیئے گئے وہ تو پانچ پانچ ہزار روپے کے ہیں اور ایک کمیٹی ایسی ہے کہ جس کے بلوں کی مکمل مالیت کا ابھی پتہ ہی نہیں اور اسے دس ہزار روپے پیشگی ادا کر دیئے گئے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ منڈی بہاؤالدین کمیٹی کی طرف سے جو اشتہار دیا گیا اس کا مکمل بل کتنی مالیت کا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ معزز رکن کا جو ضمنی سوال ہے اس کے دو حصے ہیں۔ پہلا تو یہ کہ کاموکی جو میونسپل کمیٹی ہے ان کا بل پانچ ہزار روپے ہے اور جو منڈی بہاؤالدین کمیٹی ہے اس کا بل دس ہزار روپے ہے۔ اب وہ اشتہار ہی چھوٹا دیں گے تو ان کا بل بھی کم ہی آئے گا۔ اور ان کے ضمنی سوال کا جو دوسرا حصہ ہے اس میں کہا گیا ہے کہ منڈی بہاؤالدین کی جو کمیٹی ہے تو انہوں نے بڑا اشتہار دیا ہو گا۔ تو اس میں کوئی بھی کسی بھی میونسپل کمیٹی پر ممانعت نہیں ہے یا ضلع کونسل پر یا ٹاؤن کمیٹی پر کہ وہ Advance payment نہیں کر سکتے۔ چونکہ ابھی انہیں بل بھی پورا موصول نہیں ہوا۔ جب بل موصول ہو گا تب اس کا مکمل جواب سامنے آ جائے گا۔ ظاہر ہے ان کا اشتہار بڑا ہو گا۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ اشتہارات غالباً نومبر کے مہینے میں دیئے گئے ہوں گے اور اب مارچ کا مہینہ بھی گزرنے والا ہے۔ وزیر موصوف نے

ارشاد فرمایا ہے کہ وہ کمیٹیاں جن کی طرف سے اشتہارات کی مالیت اور بلوں کے بارے میں جوابات نہیں آئے ان سے جواب منگوانے میں چھ مہینے لگیں گے۔ تین چار مہینے پہلے گزر گئے اور چھ مہینے اور درکار ہیں۔ تو جب کوئی خاص اشتہار خاص مالیت کا اخبار میں دیا جاتا ہے۔

میاں منظور احمد موھل۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ ضمنی سوال ایک خاص نوعیت کا ہوتا ہے۔ اس طرح نہیں کہ " میرا خیال یہ ہے " ایسا ہونا چاہیے۔" تین ماہ نہیں چھ ماہ ہونا چاہیے " اس میں آپ رولنگ دیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب والا۔ میری درخواست یہ ہے کہ فکر تو اخبار والوں کو ہونا چاہیے تھا کہ ان کا بل ابھی تک Clear نہیں ہوا۔ یہ میری سمجھ سے باہر ہے کہ معزز رکن کو اخبار والوں کا فکر کیسے پڑ گیا۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر۔ وزیر موصوف نے جو جواب دیا تھا، وہ یہی تھا کہ جواب آنے میں غالباً چھ مہینے لگیں گے۔ یعنی یہ ان کا خیال تھا۔ کہ میرا خیال نہیں ہے۔ میرا تو نقطہ نظر ہے۔ اور میں یہ خاص بات کر رہا ہوں کہ اگر وہ بل جو اخبار والوں کو ان اداروں نے ادا کرنا ہے اس کی ایک خاص مالیت ہے۔ جب اشتہار دیا جاتا ہے تو وہ مالیت طے کر لی جاتی ہے۔ جب مالیت طے شدہ ہے تو پھر اس کا جواب منگوانے کے لئے چھ مہینے کی مہلت کیوں درکار ہے؟

جناب سپیکر۔ میاں منظور احمد موھل صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ضمنی سوال جامع ہونا چاہیے اور To the point ہونا چاہیے اور سیاق و سباق کی روشنی میں اس کی وضاحت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ان حالات کی روشنی میں میرا ضمنی سوال یہ ہے۔ وہ حالات خود بخود سامنے ہیں۔ سوال کی صورت میں ہیں۔ آپ کے ضمنی سوال کی صورت میں ہیں وزیر موصوف کے جواب کی صورت میں ہیں۔ اس لئے آپ صرف سوال کیجیے اور ضمنی سوال کیجیے۔ اس میں اس سوال کے متعلق جو صورت حال ہے اس کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

چودھری محمد فاروق۔ میرا ضمنی سوال یہی ہے کہ خاص مالیت کے اشتہارات دیئے گئے۔ ان کا جواب مانگنے کے لئے 9 مہینے کی معیاد کیوں درکار ہے؟

جناب سپیکر۔ پہلے اس بارے میں سوال کا جواب دیا جا چکا ہے کہ بلدیاتی اداروں کے بلوں کی ادائیگی کے بارے میں اور ان کو بل آنے میں تاخیر ہو جاتی ہے۔

(بیس منٹ کے لئے نماز کا وقفہ ہوتا ہے۔)

(15-6 پر نماز مغرب کے لئے بیس منٹ کا وقفہ کیا گیا)

(جناب سپیکر وقفہ نماز کے بعد 7 بجکر 13 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)۔

جناب سپیکر۔ وقفہ سوالات میں ابھی دس منٹ باقی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اگلے سوال پر چلیں۔

خان زادہ ضرغام خان خاکوانی۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب والا بات ہو رہی تھی کہ وقفہ نماز برائے مغرب ہو گیا تھا۔

جناب سپیکر۔ اس پر آپ کا کوئی اور ضمنی سوال ہے؟

خان زادہ ضرغام خان خاکوانی۔ نہیں سر میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ جی پوائنٹ آف آرڈر پر آپ فرمائیں .....

خان زادہ ضرغام خان خاکوانی۔ جناب والا، جیسا کہ آپ نے پہلے دنوں میں ہی وزراء صاحبان سے گزارش کی تھی کہ ہاؤس کی کارروائی کو In order کرنے اور اسے باوقار بنانے کے لئے تیاری کر کے آیا کریں۔ آج سے اس سے پہلے جو دو سوالات گزرے ہیں ان سے متعلق بھی اور اس سوال کا جواب جس طرح سے آیا ہے اس صورتحال کے پیش نظر بھی جو وزیر موصوف کا Contradictory stand ہے، کہ انہوں نے ایک بار اٹھ کر کہا ہے کہ جواب مکمل ہے دوسری بار اٹھے ہیں تو کہنے لگے کہ مکمل جواب دینے میں چھ ماہ لگیں گے۔ تیسری بار انہوں نے کہا ہے کہ یہ ادارے آزاد ہیں۔ اور ان کے جواب ان کے ایوانوں میں پوچھے جانے چاہیں۔ جبکہ وہ نامکمل جواب دے بھی رہے ہیں اور مکمل جواب دینے کے لئے وہ چھ ماہ کا وقت بھی مانگ رہے ہیں۔ تو یہ جو Contradictory stand ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وزیر موصوف جن کی طبع نازک پہ غلط بیانی کا لفظ بہت گراں گزرا۔ وہ ہاؤس میں ذہنی طور پر حاضر نہیں بیٹھے ہیں۔ جو کہ ہر بار اٹھ کر اپنی پہلی بات کی تردید کرتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ اس سلسلہ میں وزیر موصوف سے یہ کہا جائے کہ نہ صرف تیار ہو کر آئیں بلکہ وہ ذہنی طور پر بھی یہاں موجود ہوں۔ اور جہاں تک

اس سوال کا تعلق ہے اس کا نامکمل جواب انہوں نے خود تسلیم کیا ہے اور مکمل جواب دینے کے لئے انہوں نے وقفہ مانگا ہے اس لئے اس سوال کو التواء میں رکھنا چاہیے۔

جناب سپیکر۔ خانزادہ صاحب اس میں میں کہوں گا کہ جو وقفہ سوالات ہے اور اس میں جو سوال و جواب کا سلسلہ ہے یہ خوش اسلوبی سے جاری رہنا چاہیے اور اس میں خوش اخلاقی کا پہلو اور افہام و تفہیم کا پہلو قائم رہنا چاہیے۔ سوال پوچھنا آپ کا حق ہے اور وزیر کی ذمہ داری ہے کہ اس کا جواب دینا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کسی بھی شکل میں ذاتی رنگ نہیں ہونا چاہیے۔ اس ایوان میں ہم اپنے معاملات کو خوش گوار طریقے سے چلا رہے ہیں۔ اور میں توقع کرتا ہوں کہ آئندہ بھی ہمارے معاملات خوش گوار طریقے سے چلیں گے۔ یہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کا کوئی بھی سوال ہو یہ میری ذمہ داری ہے کہ میں اس کا جواب منسٹر سے لے کر دوں۔ اس کا تو کوئی سوال ہی نہیں ہے کہ وزیر آپ کے سوال کا جواب نہ دے۔ تو اس کو ہم ذرا Lightly لیں۔ اگر آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے تو ارشاد فرمائیں۔

رانا اکرام ربانی۔ چونکہ سوال میں نے بھیجا تھا، میں نے شروع میں بھی اس کی استدعا کی تھی کہ چونکہ جواب مکمل نہیں ہے اس لئے اس کو مؤخر فرما لیں۔ لیکن وزیر موصوف نے کہا کہ نہیں یہ تو یونین کونسل اور ڈسٹرکٹ کونسل کی سطح کے سوالات ہیں۔ ہمارا اس پر کنٹرول ختم ہونا چاہیے۔ جناب والا میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ مگر سوال کے دینے کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی کہ پنجاب گورنمنٹ کا ان ایوانوں پر کنٹرول ہے۔ اگر پنجاب حکومت کا ان ایوانوں پر کنٹرول نہ ہو تو مبارک بادی کے اشتہار آ ہی نہیں سکتے۔ یہ آپ تسلیم کریں۔ یہ پیسہ جو ان مدات میں خرچ ہو رہا ہے یہ کسی اور نیک مقصد میں خرچ ہو سکتا ہے۔ پنجاب گورنمنٹ کا کنٹرول چونکہ اس پر ہے اس لئے ہم نے یہ دیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کا جواب مکمل نہیں ہے اس کو مؤخر کریں تا کہ اس پر پوری معلومات آنے کے بعد اس پر ضمنی سوال کیا جا سکے۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب آپ کی کیا رائے ہے؟ رانا صاحب کا مطالبہ ہے کہ اس

سوال کے جواب کو ملتوی کر لیا جائے۔ اور اس میں جتنے بھی میونسپل کمیٹی یا کارپوریشن کے اشتہارات ہیں۔ ان کے بارے میں، جن کی ابھی لاگت کا تعین نہیں ہوا ہے۔ بل موصول نہیں ہوئے یا کسی بھی طریقے سے اس کا تعین نہیں ہوا۔ جب ہو جائے تو پھر اس کو دوبارہ Take up کرلیا جائے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ میرا خیال ہے کہ اسے مؤخر کرنے کی کوئی ایسی ضرورت تو نہیں ہے، محترم رکن نیا سوال کرکے بھی یہ پوچھ سکتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ضرورت نہیں ہے، وہ نیا سوال کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ وزیر مقامی و حکومت و دیہی ترقی یہ کہتے ہیں جناب قائد حزب اختلاف کہ آپ اس سلسلے میں کوئی بھی نیا سوال اگر چاہیں تو آپ پوچھ سکتے ہیں۔

رانا اکرام ربانی۔ یہ سیدھا سادا سا سوال ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتا کہ ایک میونسپل کمیٹی کے لئے ایک ایک ٹاؤن کمیٹی کے لئے سوال کیا جائے تو یہ جناب والا حاؤس میں ایک نئی روایت شروع ہو جائے گی۔ کہ جی اگر کسی مد میں پنجاب میں ہونے والے اخراجات پوچھنے چاہئیں۔ جب پوچھنے کی ضرورت محسوس ہو تو وہ تقریباً 340 سوال بن جائیں گے۔ یہ تو ایک نئی روایت ہو گی جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ اچھی نہیں ہو گی۔

خان زادہ ضرغام خان خاکوانی۔ جناب والا۔ یا تو اس سوال کا جواب سارے کا سارا اس طرح سے دیا ہوتا کہ بل موصول نہیں ہوئے۔ اب اس میں سے کچھ کا تو دیا ہوا ہے۔ باقاعدہ ایک ایک اخبار کا لکھ کر دیا ہوا ہے کہ اس کا چار ہزار بارہ ہے اس کا دو ہزار چھ ہے اور اس کا دو ہزار چار سو چار ہے۔ تو جب ان کا دیا گیا ہے تو جو باقی کا نہیں دیا گیا تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ جواب نا مکمل ہے۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب آپ کی کیا رائے ہے؟ میرے خیال میں اس کو پینڈنگ کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جیسے آپ کہتے ہیں مؤخر کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ اس سوال کو مؤخر کیا جاتا ہے اور اگلا سوال راجہ بشارت خان کا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ (جناب ایم لطیف مغل) جناب والا آپ اس سوال کو کب تک مؤخر کریں گے؟

جناب سپیکر۔ اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے مؤخر کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ گزارش ہے کہ یہ جوابات تو اگلے اجلاس تک بھی نہیں آ سکیں گے۔ اس کی وجہ آپ جانتے ہیں کہ جو یہ اشتہارات دیئے جاتے ہیں یہ بلدیاتی ادارے figures جو دیتے ہیں انہوں نے ایک تو بجٹ کی پوزیشن کو دیکھنا ہوتا ہے اگر کسی کے پاس پیسے نہ ہوں تو آئندہ جون میں بنے گا تو یہ اس وقت ادا کریں گے تو اس وقت تک بھی جواب نہیں آ سکیں گے۔

جناب سپیکر۔ جی مغل صاحب آپ تشریف رکھیں، اس میں میں یہ کہوں گا کہ ادائیگی بے شک نہ ہو لیکن ان اشتہارات کی قیمت کا تعین جو ہے یہ اگلے اجلاس تک ضرور ہو جانا چاہیے۔

جناب ایم لطیف مغل۔ وہ بھی نہیں ہو سکے گا، وہ تو اخبارات والے دیں گے تو پھر ہو گا۔ دو ماہ بعد دیں، چھ ماہ بعد دیں کہ 1/4 جو آپ نے اشتہار دیا ہے اس کی ٹینڈر کیا ہے۔ اس لئے یہ تو چھ سات ماہ تک نہیں آ سکیں گے۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب ادائیگی ہو یا نہ ہو لیکن جو رقم ہے وہ اس میں آ جانی چاہیے۔ وہ تعین ہو جانی چاہیے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جب Information آ جائے گی۔ اس وقت Take up کر لیں گے۔

تحصیل راولپنڈی میں سڑکوں کی تکمیل

*83۔ راجہ محمد بشارت۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ .....

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وزیر اعلیٰ نے سال 89-1988ء میں تحصیل راولپنڈی میں چار سڑکوں کی تعمیر کا حکم دیا تھا جن میں سے دو سڑکوں یونین کونسل شکریال اور پنڈوت اور لکھو چاکرہ پر کام شروع بھی کر دیا گیا تھا۔
(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سڑکوں پر کام شروع ہونے کے کچھ عرصہ بعد نامکمل چھوڑ دیا گیا۔
(ج) اگر جزھائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سڑکوں پر کام دوبارہ کب تک شروع کر دیا جائے گا اور اگر نہیں تو اسکی کیا وجوحات ہیں؟
وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ (چودھری پرویز الٰہی)

(الف) درست ہے لیکن فنڈ 89-1988ء میں نہیں بلکہ 90-1989ء میں جاری کئے گئے تھے۔
(ب) یہ بھی درست ہے۔
(ج) ان سڑکوں کے لئے تخمینہ لاگت کا تقریباً تیسرا حصہ وصول ہوا تھا جس کی وجہ سے تخمینہ لاگت کے مطابق کام سڑکوں پر مکمل نہ ہو سکا جب بقایا رقم وصول ہو گی تو بقایا کام مکمل کروایا جا سکے گا۔

بسالی ضلع راولپنڈی میں پروجیکٹ مینجر کا عرصہ تعیناتی

*87۔ خان غلام سرور خان۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ .....
(الف) بسالی مرکز راولپنڈی میں موجود پروجیکٹ مینجر کتنے عرصہ سے تعینات ہے۔
(ب) حکومت کے قواعد کے مطابق ایک افسر ایک ہی مقام پر کتنے عرصہ تک تعینات رہ سکتا ہے۔
(ج) اگر موجودہ پروجیکٹ مینجر کا عرصہ تعیناتی زیادہ ہو گیا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ (چودھری پرویز الٰہی)
(الف) دیہی ترقیاتی مرکز بسالی ضلع راولپنڈی مورخہ 26 نومبر 1989ء سے خالی ہے البتہ

محکمہ میں مستقل پراجیکٹ مینجرز کی کمی کی وجہ سے پراجیکٹ اسسٹنٹ و دیہی مرکز بسالی بطور پراجیکٹ مینجر فرائض عارضی طور پر سرانجام دے رہا ہے۔
(ب) حکومت کے قواعد کے مطابق ایک آفیسر ایک مقام پر عرصہ تین سال تک تعینات رہ سکتا ہے۔
(ج) جیسا کہ جزو "الف" پر ہے۔

مرکز بسالی ضلع راولپنڈی میں دیہی ترقی کے لئے گرانٹ

*128۔ خان غلام سرور خان۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ .....

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ حکومت نے ضلع راولپنڈی کے مرکز بسالی کی یونین کونسل ساگری اور مرکز کلر سیداں میں دیہی ترقی کے لئے گرانٹ کی منظوری دی تھی۔
(ب) کیا یہ امر واقع ہے کہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ اور پراجیکٹ ڈائریکٹر نے متذکرہ گرانٹ روک دی ہے۔
(ج) اگر جزمائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ (چودھری پرویز الٰہی)
(الف) درست ہے حکومت پنجاب نے ایک لاکھ روپے یونین کونسل مذکورہ کو ترقیاتی منصوبہ جات کے لئے دیئے تھے۔
(ب) یہ تمام فنڈز پراجیکٹ مینجر ایل جی اینڈ آر ڈی مراکز ہائے راولپنڈی ڈسٹرکٹ کو مورخہ 26-9-90 کو بذریعہ کراس چیک جاری کر دیئے گئے تھے۔
(ج) جواب اوپر دیا جا چکا ہے۔

ضلع ٹیکس کی وضاحت

*175۔ میاں محمود احمد۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں

گے کہ .....

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع کونسلوں نے جو ضلع ٹیکس لگائے ہوئے ہیں عام زبان میں اس کو جگا ٹیکس کہا جاتا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ ٹیکس ضلع حدود کے اندر اور باہر جانے والے تمام لوگوں سے موصول کیا جاتا ہے۔ اور اس کی دو شاخوں ضلع لاہور اور ضلع شیخوپورہ میں ہیں۔ ضلع لاہور میں بیگم کوٹ اور امامیہ کالونی کے پاس ٹینٹ لگائے ہوئے ہیں اور اسلحہ لے کر بیٹھے رہتے ہیں غریب اور شریف لوگوں کو پریشان کرتے ہیں۔

(ج) متذکرہ ضلع ٹیکس کن کن چیزوں پر عائد ہوتا ہے۔ اور کتنا کتنا ہوتا ہے مکمل تفصیل فراہم کی جائے۔ زائد ٹیکس وصول کرنے اور جن چیزوں پر ٹیکس عائد نہ ہے ان پر بھی ٹیکس وصول کرنے والوں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے۔

(د) کیا حکومت متذکرہ ٹیکس کو جگا ٹیکس کی بجائے ضلع ٹیکس کے طور پر متعارف کرانے اور اس پر عملدرآمد کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجہ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ (چودھری پرویز الٰہی)

(الف) درست نہ ہے، ایسی کوئی اصطلاح رائج نہ ہے۔

(ب) چونکہ جگا ٹیکس کی اصطلاح یا عنوان بالا کوئی ٹیکس لاگو نہ ہے اس لئے حتمی طور پر اس کا جواب ممکن نہ ہے۔

(ج) اس کا جواب جز (ب) میں دیا گیا ہے۔

(د) چونکہ فاضل رکن کا سوال مبہم ہے اس لئے وضاحت کے ساتھ دوسرا سوال یعنی علیحدہ سوال پیش کیا جانا ضروری ہے۔" کیونکہ ضلع کونسلوں کے جتنے ٹیکس ہیں۔ ان میں "جگا ٹیکس نام کا کوئی ٹیکس نہیں ہے۔"

میاں محمود احمد۔ جناب سپیکر۔ چودھری صاحب سے اتنی گزارش ہے کہ عوام کو ضلع ٹیکس کے غنڈوں سے محفوظ کریں، بس۔

جناب سپیکر۔ یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

ڈاکٹر محمد شفیق۔ ضمنی سوال۔ جناب سپیکر۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا

ضلع ٹیکس کا نام Export tex رکھا ہوا ہے، اگر واقعی ایسا ہے تو کیا صحیح معنوں میں یہ Export ہو رہی ہے، کہ اندرون وطن ہی کوئی چیز ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں لے جاتے ہوئے اس پر ٹیکس لیا جائے۔ تو اسے Export ٹیکس کہنا درست ہے۔

جناب سپیکر۔ کیا اسے Export ٹیکس کہنا درست ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ کس کو جناب، جگا ٹیکس کو، کیونکہ جو سوال کیا گیا ہے۔ وہ تو جگا ٹیکس کے بارے میں کیا گیا ہے۔ ذرا سوال پڑھیں:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع کونسلوں نے جو ضلع ٹیکس لگائے ہوئے ہیں عام زبان میں اس کو جگا ٹیکس کہا جاتا ہے؟

میاں منظور احمد موھل۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا میں آپ کی توجہ قاعدہ 45 (d) کی طرف مبذول کرواؤں گا جس کے تحت یہ سوال ہی نہیں بنتا۔ یہ سوال ہی نہ تھا۔ کیونکہ انھوں نے لکھا ہے؟ " جگا ٹیکس "

It shall not ask for an opinion ...

جو کہ ان کی opinion تھی۔

.. on or the solution of an abstract legal question or a hypothetical proposition.

یہ ان کے اپنے ذھن کی اختراع تھی کہ " جگا ٹیکس " ہے۔ یہ سوال Admit ہی نہیں ہونا چاہیے تھا۔ میرا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں

جناب سپیکر۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور انکے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

صوبہ میں میونسپل کمیٹیوں و ٹاؤن کمیٹیوں کو دی گئی گرانٹ کی تفصیل

*240۔ چودھری محمد اسلم کائرہ۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ .....

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے سال 90-1989ء میں صوبہ میں ہر میونسپل کمیٹی اور ٹاؤن کمیٹی کو 25 لاکھ روپے کی گرانٹ دی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ گرانٹ صوبہ کی بعض میونسپل کمیٹیوں اور ٹاؤن کمیٹیوں کو ابھی تک نہیں دی گئی۔

(ج) اگر جزحائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو جس میونسپل کمیٹی / ٹاؤن کمیٹی کو متذکرہ گرانٹ ابھی تک نہیں دی گئی ان کے نام کیا ہیں؟ اور گرانٹ نہ دینے کی وجوحات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ (چودھری پرویز الٰہی)

(الف) یہ حقیقت نہیں ہے ایسا کوئی حکم سال 90-89ء میں جاری نہیں کیا گیا تھا۔

(ب) جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ایسا کوئی حکم سال مذکورہ میں نہ دیا گیا ہے لہذا یہ سوال غیر متعلق ہو گیا ہے۔

(ج) چونکہ جزحائے " الف " اور " ب " کا جواب اثبات میں نہیں ہے لہذا یہ سوال بھی ازخود غیر متعلق ہو گیا ہے

پیپلز ورکس پروگرام کے تحت ترقیاتی کاموں کی تکمیل

*306۔ ملک محمد ذاکر۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ...

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ 6 اگست 1990ء سے پہلے صوبہ میں پیپلز ورکس پرگرام کے تحت ترقیاتی کام شروع کئے گئے تھے۔ لیکن ان میں سے بعض نامکمل حالت میں ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان کاموں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوحات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ (چودھری پرویز الٰہی)

(الف) درست ہے۔

(ب) چونکہ یہ پرگرام وفاقی حکومت نے اپنے دائرہ اختیار میں رکھا اس لئے صوبائی حکومت اس کی جزیات سے ناواقف رہی۔ اکتوبر الیکشن کے بعد حکومت نے ان تمام منصوبہ جات کا جائزہ لیا اور تقریباً 3687 منصوبہ جات نامکمل حالت میں پائے گئے۔ قومی نقطہ نظر سے دیکھتے ہوئے حکومت پنجاب نے فیصلہ کیا کہ ان تمام نامکمل منصوبہ جات کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے۔ اس سلسلے میں مرکزی حکومت سے درخواست کی گئی ہے کہ اس مقصد کے لئے جلد سے جلد فنڈز مہیا کئے جائیں۔ جونہی فنڈز مہیا ہوئے ان سکیموں کو مکمل کر دیا جائے گا۔

تعمیر وطن پروگرام کے فنڈ سے کٹوتی کی تفصیل

*333۔ راجہ محمد بشارت۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ .....

(الف) تعمیر وطن پروگرام کے تحت اس وقت تک پنجاب میں کتنی رقم جاری کی گئی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ صاحبان ذریعہ تقسیم و خرچ ہونے والی اس رقم میں سے تین فی صد کاٹی جارہی ہے۔

(ج) اگر ایسا ہے تو اس تین فی صد کٹوتی کا مصرف کیا ہے اور اب تک کاٹی گئی رقم کہاں پر خرچ ہوئی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ (چودھری پرویز الٰہی)

(الف) اب تک تعمیر وطن پروگرام کے تحت مبلغ 1,8300,00,000 روپے کی رقم پنجاب کے مختلف اضلاع میں تقسیم کی جا چکی ہے۔

(ب) جی ہاں۔
(ج) کٹوتی کی رقم تعمیر وطن پروگرام کو احسن طریقے سے جاری و ساری رکھنے کے لئے مندرجہ ذیل کاموں پر خرچ کی جاتی ہے۔
1۔ خرید روڈ رولرز و تار بائکرز۔
2۔ انجینئرز کے لئے خرید گاڑیاں و جیپ وغیرہ۔
3۔ مرمت بھاری مشینری و گاڑیاں وغیرہ۔
4۔ روڈ رولرز و تار بائکرز میں استعمال ہونے والا تیل و پٹرول وغیرہ کی خریداری۔
5۔ خرید ٹائپ رائٹرز برائے انجینئرز سٹاف۔
6۔ ورک چارج ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگی۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

ممبر ضلع کونسل مظفر گڑھ کی جانب سے سرکاری ملازمین کے تبادلہ میں دخل اندازی

26۔ نواب زادہ منصور احمد خان۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ .....
(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ قواعد پنجاب لوکل کونسلز طرز عمل ممبران Conduct of members مجریہ 1981ء کے احکامات کے تابع کوئی ممبر لوکل کونسل کسی مرکزی یا صوبائی ملازم لوکل کونسل کے تبادلہ کے حق یا مخالفت میں کوئی تجویز یا قرار داد پاس کرانے کا قطعی مجاز نہ ہے اور ایسی خلاف ورزی کا مرتکب ممبر پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈی نینس مجریہ 1979ء کی دفعہ 29 (1) (سی) کے تحت اس لوکل کونسل کی ممبر شپ سے علیحدہ کیا جانا لازمی ہوتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ میاں ظہور صمد بھٹی ممبر ضلع کونسل مظفر گڑھ نے بذریعہ قرارداد نمبر 439 اجلاس عام ضلع کونسل مظفر گڑھ منعقدہ 14 اپریل 1990ء ٹیکسیشن آفسران کے تبادلہ پر کسی ایک کے حق اور دوسرے کی مخالفت میں تجویز پیش کر کے قرارداد

منظور کرائی اور اس خلاف ورزی کی اطلاع محمود خان صاحب ممبر ضلع کونسل مظفر گڑھ نے سیکرٹری لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی حکومت پنجاب کو بغرض اطلاع و ضروری کارروائی بھجوائی۔
(ج) اگر جزحائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا قانون و قواعد کی خلاف ورزی کے مرتکب ممبر مذکورہ کو پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈی نینس مجریہ 1979ء میں بیان کردہ سزا کے مطابق ضلع کونسل کی ممبر شپ سے علیحدہ کیا گیا ہے اگر نہیں تو کن وجوحات کے تحت ابھی اسکی ممبر شپ باقی ہے اور کیا حکومت اس کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ (چودھری پرویز الٰہی)
(الف) درست نہ ہے۔
(ب) اس حد تک درست ہے کہ میاں ظہور صمد بھٹی ممبر ضلع کونسل کی تجویز پر قرارداد نمبر 439 کونسل مظفر گڑھ نے مورخہ 90-4-14 کی۔ اس قرارداد میں قانون کی کوئی خلاف ورزی نہ کی گئی ہے۔
(ج) ممبر مذکور نے قواعد و قانون کی خلاف ورزی نہ کی ہے اس لئے ممبر مذکور کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی جا سکتی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم۔ جناب والا، میں سوال نمبر 122 کا جواب ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔ یہ ایس اے حمید صاحب کا سوال تھا جسے جواب کے لئے آج پر رکھا گیا تھا۔
جناب سپیکر۔ ایس اے حمید صاحب کے سوال کا جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ اس بارے میں وزیر تعلیم نے مجھے لکھ کر بھیجا ہے کہ آج انھیں تھوڑی مصروفیت ہے تو آج انھیں آنے میں تاخیر ہو جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کوئی ضمنی سوال ہو تو وہ وزیر تعلیم کی موجودگی میں ہونا چاہیے۔
جناب ایس اے حمید۔ جب تک جواب کا پتا نہ چلے، میں ضمنی سوال کیسے کر سکتا ہوں؟

جناب سپیکر۔ ایس اے حمید صاحب کو جواب کی کاپی مہیا کر دی جائے۔
پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم۔ اس سوال کو مؤخر کر لیا جائے۔
جناب سپیکر۔ اس سوال کو مؤخر کر لیا گیا ہے۔

میاں شہباز احمد۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم یہاں موجود ہیں۔ اس لئے وزیر تعلیم کی عدم موجودگی کی صورت میں وہ ان کی جگہ پر سوال کا جواب دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ وہ جواب دے سکتے ہیں۔ لیکن اس سوال کو جو مؤخر کیا گیا ہے تو اس کے لئے مجھے وزیر تعلیم نے لکھ کر بھیجا ہے کہ وہ خود اس سوال کا جواب دینا چاہتے ہیں۔ تو ان کی موجودگی مناسب ہو گی۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر۔ تحریک استحقاق نمبر 27 چودھری خالد جاوید ورک کی طرف سے ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ اس کو مؤخر کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ اس کو مؤخر کیا جاتا ہے۔ لیکن چیمہ صاحب، ورک صاحب سے کہیے کہ ان کی تحریک استحقاق ہے اگر وہ اس کو Take up کرنا چاہتے ہیں تو وہ تشریف لے آئیں۔ ورنہ اگلی نشست میں Lapse کر جائے گی اگر وہ تشریف نہ لائے۔ تحریک استحقاق نمبر31، جناب پیٹر گل۔

جناب پیٹر گل۔ جناب سپیکر، میری وزیر قانون سے بات چل رہی ہے، اس لئے اسے مؤخر کیا جائے۔

وزیر قانون۔ جناب سپیکر۔ اس سلسلے میں معزز رکن سے بات ہوئی ہے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ یہ مسئلہ ایوان سے باہر حل ہو جائے۔ اگر ایسا ہو گیا تو پھر جناب کی خدمت میں ہم عرض کر دیں گے۔ اگر نہ ہوا تو پھر معزز رکن یہ تحریک استحقاق پیش کر دیں گے۔ اس کو مؤخر فرما دیں۔

جناب سپیکر۔ یہ درست ہے۔ تحریک استحقاق نمبر32، جناب فرید احمد پراچہ صاحب، آپ کی یہ تحریک استحقاق سترہ تاریخ تک مؤخر ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ ۔ میری اس بارے میں کوئی بات نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر۔ میرے پاس یہاں لکھا ہوا ہے۔

The meeting has been fixed by the law Minister for 17th

March.1990.

جناب فرید احمد پراچہ۔ یہ تحریک استحقاق پر ان کا جواب ہو سکتا ہے۔ لیکن میرے ساتھ اس بارے میں کوئی بات ہوئی اور نہ ہی میں نے مؤخر کروائی ہے۔ میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ تو آپ پیش کیجیے۔

اسمبلی ملازمین کے لئے رہائشی کالونی کی تعمیر میں تاخیر

جناب فرید احمد پراچہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی کے اجلاس منعقدہ 15 دسمبر 1988ء میں اسمبلی کے ملازمین کے لئے رہائشی کالونی کی تعمیر کے سلسلے میں ایک متفقہ قرارداد پاس کی گئی تھی۔ لیکن دو سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود اس پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ اس بارے میں مورخہ 25 فروری 1990ء کے اجلاس میں جناب وزیر قانون نے واضح یقین دھانی کراتے ہوئے فرمایا تھا۔

"جناب کو یقین دھانی کراتا ہوں کہ اسمبلی کے ملازمین کے رہنے کی سہولت کے لئے گورنمنٹ کا کوارٹر فراہم کرنا یا ان کو دوسری سہولت دینا پنجاب گورنمنٹ کے فرائض منصبی میں شامل ہے اور خاص طور پر جب اسمبلی نے یہ ریزولیوشن پاس کیا ہے تو اس سلسلے میں، میں ایل ڈی اے اور دوسرے جو متعلقہ محکمے ہیں ان کو آج ہی ہدایات جاری کروں گا کہ اس مسئلہ کو آن دی فلور آف دی ہاؤس ٹیک اپ کیا گیا ہے اور اس معاملہ میں اب مزید تاخیر کسی قیمت پر برداشت نہیں کرینگے اور اس مسئلے کو ہم TOP PRIORITY پر حل کریں گے۔

وزیرموصوف کی یقین دھانی کے باوجود ایک سال کا عرصہ گزر گیا ہے اس بارے میں کوئی مثبت پیش رفت نہیں ہوئی جس سے نہ صرف اس مقدس ایوان کا تقدس پامال ہوا ہے بلکہ اسمبلی ملازمین میں مایوسی پھیل رہی ہے۔

اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ استدعا ہے کہ

اس معاملہ کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

جناب والا۔ میں عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ یہ معاملہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔تین سال کا عرصہ بہت ہی زیادہ ہوتا ہے۔ اور اس بارے میں اگر اسمبلی کی کسی قرارداد پر عملدرآمد نہ ہو تو یہ معاملہ پورے ایوان کے استحقاق کو مجروح کرنے کے مترادف ہے۔ اور یہی ایوان جو رہائشی کالونیوں کی سکیمیں بھی منظور کرتا ہے۔ جو مختلف قسم کے ترقیاتی اداروں کی منظوری بھی دیتا ہے اس ایوان کے ساتھ متعلقہ عملہ جو ان قرار دادوں کو ٹائپ بھی کرتا ہے جو یہاں خدمت انجام دے رہا ہے۔ جن کے ہاتھوں سے مختلف قوانین پاس ہوتے ہیں ان کا اپنا حال یہ ہے کہ

ہزار چاند بنا کر فضا میں پھینک دیئے
مگر ہمارے آنگن میں روشنی نہ ہوئی

اس لئے یہ بات بہت ہی اہم ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کے درمیان مایوسی ہے بددلی ہے اور وہ محسوس کرتے ہیں کہ ہم اس معزز ایوان کی اتنی خدمت کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود ایوان میں یہاں جو یقین دہانی کرائی جاتی ہے اس کا پاس نہیں کیا جاتا اور اس پر ایک طویل عرصہ گزر جاتا ہے۔ میں اس تحریک استحقاق کے بارے میں گزارش کرونگا کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تا کہ وہ اس پر غور کرے اور اس کے بارے میں مناسب تجاویز پیش کرے۔

جناب سپیکر۔ جی۔ لا۔ منسٹر صاحب اس کے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب سپیکر۔ اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ جہاں تک کسی قرار داد کا تعلق ہے اس کی حیثیت سفارش کی ہوتی ہے۔ اس اسمبلی کے کام مختلف نوعیت کے ہیں۔ قراردادیں ہوتی ہیں۔ تحاریک التوائے کار ہوتی ہیں۔ تحاریک استحقاق ہوتی ہیں۔ قانون سازی ہوتی ہے۔ binding جو ہے وہ Legislation ہوتی ہے۔ یعنی جو قانون سازی ہی اسمبلی کرتی ہے وہ binding ہوتی ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے اس سلسلے میں میں نے 6 جون 1990ء کو میٹنگ کی تھی۔ اس میں سارے محکمے کے متعلقہ جو احباب ہیں ان کو بلایا تھا حکومت نے ضلعی انتظامیہ کو یہ بات لکھی تھی کہ آپ کسی رقبے کی نشان دہی کریں۔ جس رقبے کی نشان دہی کی گئی تھی اس پر پہلے ہی عمارات موجود تھیں

اور کسی غلطی کی بناء پر اس کی نشاندھی کی گئی تھی۔ اب دوبارہ جب اسمبلیاں بحال ہوئیں ہیں تو اس سلسلہ میں میں نے میٹنگ 17 مارچ کے لئے رکھی ہے ہم یعنی حکومت اپنے معزز اسمبلی ملازمین کو رہائشی سہولت مہیا کرنے کے لئے مکمل طور پر تیار ہے۔ یہ خود کوئی زمین ڈھونڈیں۔ ہم Acquire کرا کر دینے کے لئے تیار ہیں۔ انتظامیہ نے متعلقہ محکموں کو لکھا ہوا ہے۔ گورنمنٹ کی اگر کوئی زمین Available ہو گی وہ ہم 17 تاریخ کو ان کے نوٹس میں لے آئیں تا کہ یہ .....

رانا ثناء اللہ خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ راناصاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب سپیکر۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ جب سے اسمبلیاں بحال ہوئی ہیں۔ تو یہ غلط ہے۔ اسمبلیاں بحال نہیں ہوئیں بلکہ منتخب ہوئی ہیں۔

حاجی عرفان احمد خان ڈاھا۔ جناب سپیکر میری ایک رائے ہے کہ اسمبلی کے نزدیک ہی گورنمنٹ ھاؤس ہے۔ وھاں سے تھوڑا سا پلاٹ لیکر اسمبلی کے ملازمین کے لئے وھاں جگہ بنائی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا۔ اس سلسلے میں میں یہی آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں حکومت اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ہر قسم کا تعاون کرنے کے لئے تیار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے 17 تاریخ کو پہلے ہی میٹنگ مقرر کی ہوئی ہے اور اس میں ہم کوشش کریں گے اور میں اس سلسلے میں آپ کے توسط سے اپنے پنجاب اسمبلی ملازمین سے بھی یہ گزارش کرونگا کہ وہ بھی اس مسئلے میں ہمارے ساتھ تعاون کا ھاتھ بڑھائیں۔ وہ اس معاملے میں خود ہمارے ساتھ شامل ہونگے تو وقت بھی بچے گا اور ہمیں آسانی بھی رہے گی۔ یہ کسی زمین کی نشاندھی کریں۔ اس کی Acquistion کا جو مسئلہ ہے اسے حل کرنے کے لئے حکومت کا جو طریق کار ہے اسے اختیار کر کے اس میں جتنی بھی ان کی امداد ہو سکتی ہے کریں گے۔ اسی طریقے سے اگر کوئی گورنمنٹ کی زمین میسر ہو گی تو اس سلسلے میں بھی ہم ان کی امداد کریں گے۔ اور اس سلسلے میں انہیں اپنی کوئی ھاؤسنگ سوسائٹی وغیرہ بھی بنانی پڑے گی۔ تو یہ چند ایک چیزیں ہیں جو ان کے کرنے والی ہیں۔ تو

اس سلسلے میں وہ پیش رفت کریں اور حکومت کی طرف سے میں جناب والا کے توسط سے یہ یقین دھانی کرانا چاہتا ہوں کہ ہمیں خود اپنے ان ملازمین کی جائز تکلیف کا احساس ہے۔ اس میں حکومت ان کے ساتھ ہر ممکن تعاون کرے گی۔ شکریہ جناب۔

میاں شہباز احمد۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ میاں شہباز صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں شہباز احمد۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ چونکہ اسمبلی سے متعلقہ سوال ہے۔ اس عمارت سے متعلقہ اور اس سے ملحقہ عمارتوں سے متعلق ہے تو اس عمارت کو بنے ہوئے تقریباً سو سال ہو گئے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ 1947ء تک یہاں پر انگریزوں اور فرنگیوں کا دور تھا۔ تو اس کے بعد کو دیکھئے کہ یہ اسمبلی اب تک یعنی پاکستان میں تقریباً سب سے بڑے آبادی والے صوبے کی اسمبلی ہے اور جب ہم یہاں داخل ہوتے ہیں تو enterance سے پہلے ہمیں کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی جس سے ہمیں یہ پتا چل سکے کے یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے سب سے بڑے صوبے پنجاب کی اسمبلی ہے۔ باہر کوئی ایسی چیز لکھی ہونی چاہیے مثلاً کلمہ طیبہ لکھا ہونا چاہیے اللہ اور رسول اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہونا چاہیے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ میاں شہباز صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ یہ بات Relevant نہیں ہے۔

جناب ایم لطیف مغل۔ جناب والا۔ پوائنٹ آف آرڈر کی تشریح کر دی جائے اور تمام اراکین کو اس کی نقول دے دینی چاہیں کہ پوائنٹ آف آرڈر کیا ہوتا ہے۔ تا کہ دوستوں کو اس کا پتا چل جائے۔

جناب سپیکر۔ جی شکریہ مغل صاحب! جی۔ جناب فرید احمد پراچہ صاحب! وزیر قانون نے آپ کی تحریک استحقاق کے بارے میں جو بیان دیا ہے اس کے بارے میں آپکی کیا رائے ہے۔؟

جناب فرید احمد پراچہ۔ جناب والا۔ میں اس سے مطمئن نہیں ہوں۔ اور جناب سپیکر۔ میں عرض کرونگا کہ انہوں نے خود بیان میں پھر ایک مرتبہ استحقاق مجروح کیا ہے۔ اس

بیان کے ذریعے یہ کہا گیا ہے کہ جو قرارداد اسمبلی پاس کرتی ہے اس قرارداد کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ جبکہ اسمبلی کا یہ ایک مقدس ایوان ہے اور یہاں قرارداد جب پاس کی جاتی ہے تو اس کی حیثیت ہوتی ہے۔ اس کا احترام کرنا چاہیے۔ اور اس کے بارے میں یہ بیان کہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اس کی کوئی Binding نہیں ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ پھر اس ایوان کے استحقاق کو مجروح کیا گیا ہے

دوسری گزارش یہ ہے تحریک استحقاق خود یقین دھانی کے بارے میں ہی میں نے عرض کی تھی۔ کہ یقین دھانی کرائی گئی جس کا احترام نہیں کیا گیا۔ اور پھر اس کے جواب میں پھر ایک یقین دھانی کرائی جا رہی ہے۔ یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ اس معاملے کی سنگین نوعیت کو وزیر قانون نے نہیں سمجھا اور ایک یقین دھانی 1990ء کے اندر انہوں نے کرائی جو بڑی واضح تھی جس میں آج کا لفظ تھا۔ کہ آج ہی میں یہ کرونگا۔ اور آج پھر جو یقین دھانی وہ کرا رہے ہیں وہ یقین دھانی کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہے۔ اور میں یہ عرض کرونگا کہ اس بارے میں واضح یقین دھانی کرائی جائے جس میں تاریخ ہو یا بجٹ اجلاس تک منظور کرنے کی بات ہو تو پھر میں اپنی اس تحریک پر زور نہیں دونگا۔

جناب سپیکر۔ شکریہ پراچہ صاحب۔

میاں منظور احمد موھل۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں۔ یہاں پر جناب والا یقین دھانی کی بات آئی ہے وہ کہتے ہیں کہ حاوس کو یقین دھانی کرائی گئی۔ جناب والا۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی بلکہ یہ Assurance بنے گی۔ تو اس کے لئے جناب والا کمیٹی بنتی ہے اور میں اس کا متعلقہ قاعدہ پڑھ دیتا ہوں .....

جناب سپیکر۔ یقین دھانی کو Assurance کمیٹی deal کرتی ہے۔

میاں منور احمد موھل۔ جی۔ جناب والا۔ وہی کرتی ہے اس لئے کہ .....

جناب سپیکر۔ یہ آپ کی بات درست ہے لیکن فرید احمد پراچہ صاحب جس بات کو agitate کر رہے ہیں وہ اسمبلی کا unanimous resolution ہے۔ اور اس قرارداد کو یہ معزز ایوان پاس کر چکا ہے اور یہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے ملازمین کی رھائشی کالونی کے بارے میں ہے اور اس سلسلے میں میری موجودگی میں ایک، دو میٹنگز ہوئی ہیں اس میں

پنجاب حکومت کے متعلقہ لوگوں کو بلایا گیا اور وزیر قانون صاحب بھی اس میں تشریف رکھتے تھے لیکن اس بارے میں کوئی خاطر خواہ پیش رفت نہیں ہوئی جس پر جناب فرید پراچہ صاحب نے یہ تحریک پیش کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں ذاتی طور پر اس معاملے میں دلچسپی لیتا ہوں کیونکہ یہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے ملازمین کا مسئلہ ہے اور اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے مجھے اپنی ذاتی
کوششیں Offorts لازمی طور پر کرنی ہیں کیونکہ اس ادارے میں میری ایک حیثیت ہے اور یہ لوگ اس اسمبلی کے ملازمین ہیں تو اس میں میں neutral انداز میں معاملات کو نہیں چلاؤنگا اس particular مسئلے میں میں وزیر قانون صاحب سے یہ کہونگا کہ وہ بتائیں کب تک اس سلسلے میں میٹنگ کر کے مثبت پیش رفت ہوتی ہے۔ میں ذاتی طور پر ان سے یہ کہونگا اور میں ذاتی حیثیت میں کہونگا کہ اس بارے میں مثبت پیش رفت ہونی چاہیے۔ اور اس مسئلے کو حل ہونا چاہیے۔

وزیر مال۔ جناب والا اگر اجازت ہو تو میں اس بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ جی ارشاد فرمائیے۔

وزیر مال۔ (جناب ارشد خان لودھی)۔ جناب والا۔ اس میں اسمبلی سیکرٹریٹ کے ملازمین کا جو مسئلہ ہے اس بارے میں آپ سے میری گزارش ہے کہ اس میں کوئی dispute نہیں ہے اس بارے میں متفقہ طور پر فیصلہ ہوا تھا۔ اور جیسے آپ نے خود ہی کہا کہ آپ نے ایک میٹنگ کی اور آپ نے اس کی صدارت کی اس میں ہم سب شامل ہوئے بلکہ تمام انتظامیہ کو وہاں پر لایا گیا تو جناب والا آپ کو یاد ہو گا وہاں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ایک، دو جگہ انہوں نے بتائی تھی اور ایک، دو جگہ ملازمین نے بتائی تھی اور مجھے یاد ہے کہ ایک جگہ محکمہ آبپاشی کی occupied تھی۔ ان سے ہم نے رابطہ کیا مگر انہوں نے انکار کر دیا کہ وہ ان کی زمین ہے اور وہ نہیں دیں گے۔ اس کے بعد پھر میں نے خود کمشنر ڈپٹی کمشنر، اور اے۔ ڈی۔ سی (جی) کو ہدایت کی کہ وہ ان ملازمین کے لئے جگہ ڈھونڈیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ملازمین سے بھی گزارش کی گئی کہ آپ کو بھی اگر کوئی جگہ معلوم ہو تو وہ مجھے بتا دیں اس کے بعد گڑھی شاہو کا معاملہ پیش ہوا کہ وہاں پر کوئی چالیس یا اکتالیس کنال کا رقبہ تھا جو انہوں نے ہمیں بتایا۔ لیکن جناب سپیکر وہاں پر کچی آبادی Develop ہو چکی ہے۔

وھاں پر کوئی پچاس یا ساٹھ آدمی آباد ہیں اور انہوں نے پکے مکانات تعمیر کر لئے ہیں ان کو تمام سہولتیں ملی ہوئی ہیں مثلاً ٹیلیفون، سیوریج، اور دوسری تمام چیزیں۔ اگر ہم ان کو بے دخل کریں تو یہ ایک اور مسئلہ کھڑا ہو جائیگا ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس کو Regular کردیں یا ان سے قیمت لے لیں کیونکہ اس سے تو ہمارا مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ پھر میں نے کمشنر کو ہدایات جاری کیں کہ آپ کوئی اور جگہ ڈھونڈیں اس کے پیش نظر وزیر قانون صاحب نے مورخہ 17 مارچ 1991ء کو ایک میٹنگ رکھی ہے۔ اس میٹنگ میں میں بھی شرکت کرونگا دوسرے صاحبان بھی ہونگے۔ میں جناب والا یقین دھانی کراتا ہوں کہ اگر حکومت کی جگہ available ہوئی میں ان کو انشاء اللہ دونگا اور اگر یہ ڈھونڈیں تو پھر ہم اس کو بھی acquire کریں گے اگر کوئی زمین نہ مل سکی تو پھر ہمیں کوئی اور قدم اٹھانا پڑے گا۔ تو جناب والا میرے علم میں جو بات تھی وہ میں نے آپ کی خدمت میں گزارش کر دی ہے اور میرے خیال میں یہ ایک satisfactory statement ہے۔

جناب سپیکر۔ پھر ایسا کرتے ہیں۔ اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے 17 تاریخ کی میٹنگ میں آپ اور وزیر قانون صاحب شرکت کر رہے ہیں اس میٹنگ میں ایل ڈی اے اور باقی لوگ، کمشنر لاہور اور دوسرے لوگوں کو آپ نے بلایا ہے وہ بھی شرکت کر رہے ہیں۔ تو اس میٹنگ میں میں بھی شامل ہوتا ہوں اور ہم سب مل بیٹھ کر اس مسئلے کو resolve کرتے ہیں لیکن آپ کمشنر لاہور ڈویژن اور ایل۔ ڈی۔ اے کو احکامات جاری کریں کہ وہ اسمبلی سیکرٹریٹ میں اس کی کوئی قابل عمل صورت بنا کر آئیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کہیں کہ جی آپ بتائیں کہ جی کہاں جگہ ہے تو ہم ان کو کیا بتائیں ان کے پاس رقبے ہیں اور ان کو پتہ ہے کہ کہاں کالونی بنائی جا سکتی ہے۔

وزیر مال۔ جناب والا۔ آپ کے حکم کے مطابق میں اس بارے میں ھدایات جاری کر دیتا ہوں اور 17 تاریخ کو مکمل طور پر تیار ہو کر آئیں گے۔

وزیر آبکاری و محصولات (ملک خدا بخش ٹوانہ)۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر۔ جیسے کہ اس معاملے کو پہلے با اتفاق رائے جائز قرار دیا جا چکا ہے اور اس کی سفارش کی ہے اور میں بھی یہی جذبات رکھتا ہوں۔ مگر جناب والا۔ میری صرف اتنی گزارش ہے کہ آپ نے مہربانی

کے انداز میں ایک اچھی سوچ کے تحت کچھ الفاظ فرما دیئے ہیں کہ میں اس معاملے میں neutral انداز میں اس کارروائی کو نہیں چلاؤنگا جو کہ سپیکر کہ عہدے کی روح ہے آپ نے اس کے متعلق یہ گفتگو فرمائی ہے میرے خیال میں آپ کی اس گفتگو کے بغیر بھی اس چیز کو اس طرف لے جایا جا سکتا ہے تو جناب والا اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ اگر ان الفاظ کو اس کارروائی سے حذف کر دیا جائے تو بہتر ہو گا۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری۔ جناب والا، پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

یہ الفاظ کے انتخاب میں بلا شبہ جذبات حاوی ہوئے ہیں اور ملک خدا بخش صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے میں اس کو تسلیم کرتا ہوں الفاظ کے انتخاب میں جذبات حاوی ہو الفاظ کے انتخاب میں جذبات حاوی ہو گئے ہیں یہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے ملازمین کا مسئلہ ہے اس کو میں ذاتی حیثیت میں بہت اہم سمجھتا ہوں تو اس وجہ سے میں نے یہ الفاظ کہے ہیں ان کے بارے میں ملک صاحب کی نشاندہی بالکل درست اور جائز ہے۔ اس میں یہ ترمیم کی جا سکتی ہے کہ چونکہ یہ مسئلہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے ملازمین کا مسئلہ ہے اور یہ بڑا انسانی مسئلہ ہے میرا ان سے ذاتی اور قلبی تعلق ہے اس لئے میں بہت شدت کے ساتھ یہ محسوس کرتا ہوں کہ یہ مسئلہ حل ہونا چاہیے۔ تو ملک صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کو میں جائز سمجھتا ہوں۔

جناب فرید احمد پراچہ صاحب، آپ اب کچھ فرمائیں گے۔

جناب فرید احمد پراچہ۔ جناب سپیکر۔ پہلے تو میں آپ کے جذبات کی قدر کرتا ہوں جذباتی ہونا بھی بہت ہی اچھی بات ہے۔

لوگ پتھر ہو گئے سنجیدگی کے نام پر
شکر ہے ہم لوگ اب تک تھوڑے جذباتی تو ہیں۔

جناب والا۔ گزارش یہ ہے کہ جیسے آپ نے اس معاملے میں بڑے ہی ہمدردانہ جذبات اور خیالات کا اظہار فرمایا ہے اور جناب ارشد لودھی صاحب نے اس میں ایک یقین دھانی بھی کرائی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کمیٹی میں اس ایوان کے ممبران کو بھی شامل کیا جائے اور اس کے بعد اس پر عملدرآمد اور اس کی پیش رفت کو دیکھا جائے تو یہ بہتر ہو گا اور پھر

میں اپنی تحریک استحقاق پر زور نہیں دونگا۔

جناب سپیکر۔ نہیں۔ اس کمیٹی میں تحریک کے محرک لازمی شامل ہونگے تو جناب فرید احمد پراچہ صاحب کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ یہ 17 تاریخ کو میٹنگ ہے آپ کو اس سلسلے میں ضرور مطلع کیا جائیگا۔

رانا ثناء اللہ خان اور سید چراغ اکبر شاہ صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 35 ہے اس سلسلے میں وہ میرے چیمبر میں میرے ساتھ رابطہ کریں۔

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب والا۔ میں اپنی تحریک استحقاق کے سلسلے میں اس ایوان میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ تو اگلی تحریک استحقاق نمبر 36 شیخ محمد طاہر رشید صاحب کی طرف سے ہے۔

پنجاب اسمبلی کی کارروائی کی مناسب تشہیر میں ذرائع ابلاغ کی کوتاہی

شیخ محمد طاہر رشید۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم" میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ اس ایوان کا ہر ممبر اپنی جگہ انتہائی اہم ہے اور ایک خاص سوچ اور فکر کے ساتھ اس ایوان تک پہنچا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ اس معزز ایوان کے ذریعے اس کی آواز نہ صرف پنجاب بلکہ پورے پاکستان تک پہنچے اور اس کے حلقہ کی عوام کے روبرو سرخرو ہو سکے مگر یہ رکن ابلاغ عامہ سے بھرپور تعلق کے ذرائع نہ رکھتا ہے۔

چنانچہ اس سلسلے میں میری جناب سے یہ استدعا ہے کہ جب کوئی معزز رکن کسی مخصوص معاملہ میں حصہ لے تو جناب اس امر کو یقینی بنائیں اور حکومت پنجاب کو اس امر کا پابند بنائیں کہ وہ اس رکن کی فکر کو اس کی صحیح صحت کے ساتھ ابلاغ عامہ تک پہنچانے کا بندوست کرے اور اپنا اثر و رسوخ استعمال کرتے ہوئے اس کی اشاعت کو یقینی بنائے

بصورت دیگر میں یہ سمجھتا ہو کہ نہ صرف میرا بلکہ میرے حلقہ کی عوام اور اس معزز ایوان کا وقار اور استحقاق مجروح ہو گا۔

جناب سپیکر۔

درد بھرے گیتوں کی مالا جپتے جپتے جیون گزرا
کس نے سنی ہے کون سنے گا دل کی باتیں دل کے نالے

جناب سپیکر۔ مگر ہم یہ سوچ کر اس معزز ایوان میں آئے تھے کہ اب ہماری گفتگو گلی، محلوں اور بازاروں سے نکل کر نہ صرف پنجاب بلکہ پورے پاکستان تک پہنچے گی لیکن یہاں پر آ کر جب ماحول کو دیکھا گیا تو میں جب اخبارات کا مطالعہ کرتا ہوں تو مجھے رپورٹنگ کا یہ معیار ان لوکل کونسلز کی coverage سے بہتر نظر نہیں آتا جو کہ اپنے شہر کے اندر دیکھا کرتا تھا چنانچہ اس سلسلے میں جب میں نے پریس کے دوستوں سے رابطہ کیا اور ان کی تکالیف دیکھیں تو یقیناً مجھے یہ احساس ہوا کہ ان کا جو موقف ہے جو وہ صحیح انداز میں اس ایوان کو اس کا حق نہیں دے پا رہے اس میں وہ بھی کسی حد تک حق بجانب ہیں۔ جناب سپیکر۔ اس ایوان نے ان کو سوائے ایک گیلری کے اور ان کو وہاں پر بٹھا کر یہ سوچ لیا ہے کہ وہ ہمارے استحقاق کی حفاظت کریں گے۔ وہ ہمارے افکار کی تشہیر کریں گے لیکن ہم نے انہیں کسی قسم کی کوئی سہولت مہیا نہ کی ہے اور ایک آدمی کا آٹھ گھنٹے یا چھ گھنٹے تک بیٹھنا میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس کے لئے ممکن نہ ہے۔ جناب سپیکر۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ان کو ایک کمرہ مہیا کیا جائے اور ان کو اس کمرے میں وہ تمام سہولتیں دی جائیں کہ جس کے بل پر وہ ہمارے ان افکار کو اشاعت کے لئے یقینی بنا سکیں۔

دوسرا جناب سپیکر۔ جس انداز میں آپ ہم پر شفقت فرماتے ہیں، ہماری تربیت فرماتے ہیں، ہماری اس سوچ اور فکر میں ہماری اس پارلیمانی روایات کو آگے بڑھانے میں ہم پر شفقت فرماتے ہیں اسی طرح سے نوجوان صحافیوں کی آپ سرپرستی فرماتے ہوئے میں یہ گزارش کروں گا کے ان کے لئے ایک Refresher cours کروایا جائے۔ ان نوجوان صحافیوں کے لئے اور ان نوجوان ممبران کے لئے کہ جو حقیقی معنوں میں صحیح پارلیمانی روایات کو سمجھنا چاہتے ہوں، سیکھنا چاہتے ہیں ان کے لئے ایک کورس کا اہتمام فرمایا جائے اور ان کی تربیت کے لئے بہتر مواقع فراہم کرنا یہ حکومت پنجاب کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ تو میرے اس استحقاق کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ تو اس میں آپ شیخ صاحب کس کو punish کرانا چاہتے ہیں۔ آپ کا استحقاق کس نے مجروح کیا ہے؟

شیخ محمد طاہر رشید۔ جناب سپیکر۔ ادھر دیکھے پریس کو ٹانک رکھا ہے ان کے لئے کوئی سہولت نہیں ہے۔ اس کی حکومت ذمہ دار ہے۔ یہ پنجاب کا سب سے بڑا ایوان ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب لا۔ منسٹر ارشاد فرمائیں۔

وزیر قانون۔ (سردار نصراللہ خان دریشک)۔ جناب سپیکر۔ میں نہایت ادب سے اپنے فاضل بھائی کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں اور آپ کی خدمت میں بھی یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق رول نمبر 55 کے تحت تو کسی لحاظ سے بھی ٹیکنیکلی نہیں بنتی ہے۔

55 (i) the question shall relate to a privilege granted by the constitution. any law made under any law;

(iii) the question shall relate to a specific matter of recent occurrence;

(iv) the matter shall be such as requires the intervention of the Assembly; and

توفنی طور پر کسی لحاظ سے بھی یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی ہے۔ اس سلسلہ میں میرے بھائی نے حکومت کی توجہ مبذول کرائی ہے تو اسکی Technicality اپنی جگہ بجا لیکن ان سے میں اتفاق کرتا ہوں کہ ہمارے معزز اراکین کی جو یہاں پر تقاریر ہوتی ہیں یا جن باتوں کا وہ ذکر کرتے ہیں ان کو پراپر انداز میں اخباروں میں آنا چاہیے۔ اس سلسلے میں پریس آزاد ہے اور میں اپنے پریس کے بھائیوں سے بھی تعاون کی اپیل کرتا ہوں اور اپنے ان معزز اراکین کو جو یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی تقاریر آنی چاہیں تو ان سے میں عرض کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں ہم محکمہ اطلاعات کو ہدایات جاری کر سکتے ہیں جو معزز رکن جو تقریر اسمبلی میں کرے اس کی نقل اگر محکمہ کو بھجوا دے تو پھر محکمہ اطلاعات جو ہے وہ متعلقہ اخبارات کو بھیجنے کا اہتمام کرے گا۔ اس حد تک ہم کر سکتے ہیں۔

جناب والا اس کے علاوہ بھی اس موقع سے میں تھوڑا سا فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں اور

اسی سے اس مسئلے کا بالواسطہ تھوڑا سا حل نکل سکتا ہے وہ یہ ہے کہ ٹی وی پر خبروں کے بعد روزانہ کافی وقت تک قومی اسمبلی کا ایک خصوصی بلیٹن نشر ہوتا ہے تو اگر ہم اس انداز میں اسمبلی کی طرف سے کوئی قرارداد پاس کر کے مرکزی حکومت کو بھیجیں تو یہ ہو سکتا ہے کہ جو ہماری کم از کم پنجاب اسمبلی کے متعلق خبریں ٹیلیویژن پر آتی ہیں یا جو پنجاب کے متعلق ٹیلیویژن پر پروگرام ہوتے ہیں ان میں ہماری اسمبلی کی کارروائی کے لئے اس طرح کا ایک خصوصی بلیٹن پنجاب کی حد تک آ جایا کرے۔ National hook up میں تو ہماری coverage تھوڑی بہت جس طرح دوسرے صوبوں کی ہوتی ہے ہو جاتی ہے۔ اس قسم کا اگر اہتمام کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح سے ہمارے معزز اراکین کے جو جذبات ہیں وہ عوام تک فوری طور پر پہنچانے میں کافی مدد مل سکتی ہے۔ تو اس سلسلہ میں بھی میرے ذہن میں یہ چیز ہے اور اگر کوئی معزز رکن کوئی قرارداد لے آئے گا تو اس کو بھی حکومت Support کرے گی اور میں اپنے طور پر بھی مرکزی حکومت سے رابطہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس سلسلے میں آپ کی بھی دعاؤں کی مجھے ضرورت ہو گی کہ ہمارا جو خاص طور پر پنجاب سے متعلقہ ٹی وی کا پرگرام ہوتا ہے اس میں اگر خصوصی بلیٹن ہماری پنجاب اسمبلی کے متعلق دس منٹ یا پندرہ منٹ روزانہ آ جائے تو اس طرح سے عوام تک ہمارے جو معزز اراکین کے جذبات ہیں یا جو علاقے کی نمائندگی کا حق وہ ادا کرتے ہیں اس میں کافی حوصلہ افزائی بھی ہو گی اور عوام بھی اس سے آگاہ ہوں گے۔ تو ان الفاظ کے ساتھ میں توقع کرتا ہوں کے میرے معزز بھائی جو ہیں وہ اپنی تحریک استحقاق کو پریس نہیں فرمائیں گے اور ویسے بھی فنی طور پر یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ اگر وہ پریس فرمائیں گے تو پھر میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ فنی طور پر اس کو خلاف ضابطہ قرار فرمایا جائے۔ شکریہ۔*

جناب سپیکر۔ اس بارے میں جیسا کہ لا۔ منسٹر صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ انہوں نے پریس کے بھائیوں سے یہ اپیل کی ہے کہ پنجاب اسمبلی کی جو Coverage ہے یہ مناسب انداز میں ہونی چاہیے۔ تو وزیر اطلاعات یہاں تشریف فرما ہیں میں ان کی موجودگی سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں اور میں محسوس کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں پنجاب اسمبلی کے لیے ریڈیو کی کوریج جو ہے وہ جہاں تک مجھے اطلاع ہے اور میں نے خود بھی دیکھا ہے کہ وہ تسلی بخش ہے لیکن اخبارات میں اور ٹی وی میں پنجاب اسمبلی کی کارروائی کی Coverage جو ہے یہ

مناسب انداز میں نہیں ہے جیسے ہونی چاہیے۔
شیخ طاہر رشید صاحب نے یہ جو تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ فنی طور پر اس کی جو بھی پوزیشن ہو لیکن جہاں تک حقائق کا تعلق ہے میں اس پر اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن اس میں جناب وزیر اطلاعات سے یہ کہوں گا کہ وہ اس بارے میں گورنمنٹ کا نقطہ نظر بیان فرمائیں کہ پنجاب اسمبلی کی کارروائی جو جاری ہے اس سے کوئی بڑا event پنجاب میں اور نہیں ہو رہا۔ اور ساڑھے پانچ کروڑ انسانوں کی نمائندہ اسمبلی meet کر رہی ہے، اور پاکستان کی تعداد کے لحاظ سے سب سے بڑی اسمبلی meet کر رہی ہے۔ کیا پنجاب بھر میں اس سے بڑا اور کوئی واقعہ، کوئی ایسا incident ہو رہا ہے جس میں عوامی بھلائی کی باتیں کی جا رہی ہیں۔ جس میں عوام کی نمائندگی کی باتیں کی جا رہی ہیں۔ جس میں اتنی بڑی تعداد میں عوامی نمائندے مل بیٹھے ہیں اور وہ اسمبلی کی کارروائی کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ اخبارات میں اس اہمیت کے لحاظ سے، پنجاب کی نمائندہ اسمبلی کی اہمیت کے لحاظ سے، پنجاب میں ہونے والے سب سے بڑے Event کے لحاظ سے، اس کی اس انداز میں coverage ہونی چاہیے جو کہ نہیں ہو رہی۔ اخبارات آزاد ہیں بلا شبہ ان پر کسی قسم کی کوئی پابندی عائد نہیں کی جا سکتی اور نہ ہی پنجاب اسمبلی ایسا کوئی ارادہ رکھتی ہے، نہ ہی ہم یہ توقع کرتے ہیں کہ پنجاب گورنمنٹ ان پر کوئی پابندی عائد کرے۔ لیکن میں یہ کہوں گا کہ وزارت اطلاعات اس بارے میں تحرک ضرور کرے۔ ہماری وزارت اطلاعات اس بارے میں تردد کرے۔ ان کا محکمہ اس سلسلے میں تحریک کرے اور وہ motivate کرے۔ اپنے انداز میں request کرے۔ meetings کرے، تا کہ پنجاب اسمبلی کی جو نمائندہ حیثیت ہے اور جو اس میں کارروائی کی جا رہی ہے۔ اس کی مناسب Coverage ہونی چاہیے۔ میں اس میں تجویز کروں گا اور اپنے اخبارت سے یہ گزارش کروں گا کہ پنجاب اسمبلی کے اجلاس کی اہمیت کے حوالے سے وہ اپنے front pages پر، پنجاب اسمبلی کی نمایاں Coverage کے لئے اس کو مناسب جگہ دے۔ اور میں یہ تجویز کروں گا کہ front page پر اس کی اہمیت کے لحاظ سے ایک ہی جگہ پر نمایاں انداز میں اس کی خبریں چھپنی چاہیں اور اگر پنجاب اسمبلی کی ایک ہی جگہ پر خبر ہو گی، جگہ جگہ پر اگر چھوٹی چھوٹی خبر لگائی جائے گی تو محسوس ہی نہیں ہوتا کہ کوئی خبر ہے یا نہیں۔ اگر ایک ہی جگہ پر اس کا بلاک

بنا کر front page پر اگر اس کی اہمیت کے لحاظ سے خبریں لگائی جائیں گی تو اس کی ایک حیثیت ہو گی اور محسوس ہوگا کہ پنجاب اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے اور اس میں کارروائی کی گئی ہے۔ اور میں پھر پنجاب اسمبلی کی پریس گیلری میں بیٹھنے والے پریس کے معزز دوستوں سے گزارش کروں گا کہ وہ ازراہ کرم پورے دھیان کے ساتھ اور پوری توجہ کے ساتھ پنجاب اسمبلی کی کارروائی کی پوری Coverage وہ اندرون کے صفحات پر آنی چاہیے۔ تا کہ یہاں پر جو بھی سنجیدہ باتیں ہوتی ہیں۔

قانون سازی کے معاملات ہیں قراردادیں ہیں۔ تحاریک استحقاق ہیں، عوامی مفاد کے معاملات ہیں وہ تمام اس کی Text جو ہے، وہ تمام رہبران کی اندورنی صفحات میں چھپنی چاہیے۔ تا کہ یہاں کی کارروائی کو اخبارات میں coverage دی جا سکے۔

میں اس سلسلے میں وزیر قانون صاحب کی اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں ہماری وزارت اطلاعات یہ تحرک کرے کہ ٹی وی پر بھی پنجاب اسمبلی کی Coverage ہونی چاہیے۔ اور بے شک اس میں پنجاب کے لئے جو وقت allocate کیا گیا ہے اس وقت میں سے ہی وقت نکال لیا جائے۔ بے شک وہ دن کے وقت ہی ہو۔ اگر خبرنامے میں اتنا وقت نہیں دیا جا سکتا تو دن کے وقت پانچ بجے کی یا چھ بجے کی جو خبریں ہوتی ہیں اس کے ساتھ اس کو منسلک کر کے پنجاب اسمبلی کی Coverage کا TV میں بھی اہتمام کیا جائے۔ جناب وزیر اطلاعات۔

وزیر اطلاعات (ملک سلیم اقبال)۔ جناب سپیکر۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے ایک نہایت اہم مسئلے کی طرف نشاندہی کی ہے۔ مجھے اس بات کا شدت سے احساس ہے کہ یہ ایوان اس ملک میں سب سے بڑا ایوان ہے .....

جناب سپیکر۔ چودھری فاروق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر interrupt کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد فاروق۔ جی پوائنٹ آف آرڈر۔ نہیں

بلکہ interrupt ہی کرنا چاہتا ہوں جناب سپیکر۔ 1988ء کی اسمبلی میں بھی ہم اس ایوان میں رہے۔ مجھے افسوس سے یہ بات کہنا پڑتی ہے کہ اس وقت بھی حکومت پنجاب کے معاملات کو T.V پر coverage نہیں ملا کرتی تھی۔ اس سلسلے میں بہت سی قراردادیں

بھی پاس ہوئیں ہنگامے بھی ہوئے کہ وفاقی حکومت حکومت پنجاب کو نظر انداز کر رہی ہے۔ تحریک استحقاق کی جو بھی فنی صورت حال ہو، میں آپ کے توسط سے وزیر اطلاعات کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کے اب جب کہ مرکز میں اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت ہے اس کے باوجود T.V پر پنجاب اسمبلی کی کارروائی کا بالکل Black out ہے۔ اگر ان کے دور وزارت میں اس کا Black out ہی رہنا ہے تو بہتر یہ ہے کہ ہم یہ تجویز اور مطالبہ دینا چھوڑ دیں اور اگر Black out ختم ہو سکتا ہے تو پھر یقیناً وزارت اطلاعات کا وجود اور اس کا ایوان کے ساتھ کوئی تعلق محسوس کیا جا سکتا ہے۔ جناب سپیکر میں آپ کے توسط سے وزیر اطلاعات کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اگر ہو سکے تو اس سلسلے میں ایوان کی بہتر نمائندگی کرنے کی کوشش کریں۔

جناب سپیکر۔ چودھری فاروق صاحب کی بات پر میں تبصرہ نہیں کرتا کہ یہ غلط ہے یا درست لیکن مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

وزیر اطلاعات۔ جناب سپیکر۔ مجھے اس بات کا شدت سے احساس ہے کہ یہ ایوان اس ملک میں بہت بڑا ایوان ہے اور یہاں پر معزز اراکین اسمبلی پنجاب کی کریم ہیں۔ اور یہاں پر مسائل کا ذکر ہوتا ہے، غریب عوام کے دکھوں کا ذکر ہوتا ہے، یہاں پر تحاریک استحقاق کا ذکر ہوتا ہے۔ تحاریک التوائے کار کا ذکر ہوتا ہے اور میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس لحاظ سے اخبارات میں Progection نہیں ہو رہی۔ لیکن جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہے کہ ہمارا حکومت پنجاب کا براہ راست کنٹرول اخبارات پر نہیں ہے۔ ہماری کوشش یہی ہو گی اور انشاء اللہ تعالی میں آپ کو یقین دلاتا ہوں، پہلے کچھ عرصہ چونکہ میں باہر رہا ہوں اور آئندہ کے لئے میں یہ بات یقینی بناؤں گا کہ جس طریقے سے بھی اخبارات کے مالکان کو motivate کرنا پڑے، اور اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان کو motivate کرنا پڑے۔ انشاء اللہ میری کوشش ہوگی کہ یہاں جتنے بھی مسائل پیش کئے جاتے ہیں اور جتنی بھی یہاں پر کارروائی ہوتی ہے اس کی صحیح معنوں میں Progection ہو۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب والا۔ وزیر موصوف نے T.V کے بارے میں ذکر نہیں کیا کہ آیا اس کا Black out رہے گا؟

وزیر اطلاعات۔ T.V پر بھی کنٹرول وفاقی حکومت کا ہے لیکن اس سلسلے میں بھی اگر ہمیں

وفاقی حکومت سے بات کرنا پڑی تو وفاقی حکومت سے بھی ہم رابطہ کریں گے۔ جتنا بھی T.V کے سلسلے میں مسئلہ ہے اسے بھی دفع کرنے کی کوشش کریں گے۔
جناب سپیکر۔ شیخ صاحب آپ اپنی تحریک استحقاق کے بارے میں اور کچھ کہنا چاہیں گے؟
شیخ محمد طاہر رشید۔ جناب سپیکر۔ آپ نے جس انداز میں میری حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ اس کے لئے میں آپ کا مشکور ہوں اور جناب وزیر قانون، وزیر اطلاعات کی صحیح سرپرستی کے اندر میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ ایوان کا استحقاق انشاء اللہ مجروح نہیں ہو گا۔ میں صرف ایک گزارش کے ساتھ جناب سے یہ استدعا کروں گا کہ معزز پریس کے ساتھ آپ وزیر قانون اور وزیر اطلاعات ایک میٹنگ منعقد فرمائیں اور جو ان کی جائز مشکلات ہیں ان کے حل کے لئے جو آپ کر سکیں وہ آپ ضرور کریں۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر۔ تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے۔ جناب حاجی افضل چن صاحب۔
حاجی محمد افضل چن۔ جناب والا، میں نے پرسوں نہایت ہی اہمیت کی حامل ایک قرارداد پیش کی تھی۔ تو آپ نے جناب فرمایا تھا کہ اسے پرسوں take up کیا جائے گا۔ جس کا جناب سارے پنجاب سے تعلق ہے اور ہمارے ساتھ بہت زیادہ ظلم ہو رہا ہے اگر ہمیں نہ بولنے دیا گیا تو یہ ہمارے ساتھ سراسر زیادتی ہو گی۔ اس لئے مجھے جناب والا اس بات کی اجازت فرمائی جائے تاکہ میں اس قرارداد کو ایوان میں پڑھ سکوں۔

جناب سپیکر۔ جناب لاء منسٹر، کیا آپ کے پاس اس قرارداد کی کاپی ہے؟ حاجی صاحب میں ان کی رائے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔
حاجی محمد افضل چن۔ جی ہاں، معلوم کر لیں۔
جناب سپیکر۔ لاء منسٹر صاحب مجھے انہوں نے ایک قرارداد کی کاپی دی ہے۔ جس پر تقریباً 75 ممبران کے دستخط موجود ہیں۔ حاجی صاحب یہ چاہتے ہیں کہ ان کی اس قرارداد کو بغیر باری کے take up کیا جائے۔ اس بارے میں میں آپ کی رائے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

جناب وزیر قانون۔ جناب والا۔ اگر آپ معمول کی کارروائی جاری رکھیں تو میں حاجی صاحب سے بات کر کے پھر آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔
جناب سپیکر۔ حاجی صاحب لاء منسٹر صاحب کی رائے ہے کہ معمول کی کارروائی جاری رکھی جائے

اور اس دوران وہ آپ سے رابطہ کرنا چاہتے ہیں۔

حاجی محمد افضل چن۔ جناب والا! مجھے اس میں کوئی اعتراض نہ تھا لیکن بات ہو چکی ہے جس کے مثبت نتائج مجھے نظر نہیں آئے یہ ہمارے حقوق کی بات ہے آپ پورے ایوان سے پوچھ لیں ایوان کی رائے یہ ہے کہ اسے take up کریں۔

جناب سپیکر۔ حاجی صاحب میں چاہتا ہوں کہ ایوان میں ہمارے معاملات افہام و تفہیم سے چلنے چاہییں اس طرح لاء منسٹر صاحب کی خواہش ہے کہ وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں ۔

تو بات کرنے میں کیا حرج ہے آپ بات کر لیں اس کو پھر بھی ٹیک اپ کیا جا سکتا ہے اگر ان سے بات کرنے کے نتیجے میں کوئی بات نہیں بنے گی تو پھر اس کو ٹیک اپ کیا جا سکتا ہے۔

حاجی محمد افضل چن۔ جناب جیسے آپ کی مرضی آپ کی رائے سر آنکھوں پر ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ لاء منسٹر صاحب کو بات کا موقع دیں اس کے بعد آپ مجھے فرمائیں کہ کیا نتیجہ نکلا ہے۔

حاجی محمد افضل چن۔ ٹھیک ہے جناب والا۔

جناب سپیکر۔ اب تحریک التوائے کار کو Take up کرتے ہیں یہ تحریک التوائے کار نمبر 93 سید چراغ اکبر شاہ کی طرف سے۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر۔ میری تحریک التوائے کار انتہائی اہم نوعیت کی حامل ہے اس صوبے کے اندر جو غریب عوام کی کروڑوں روپے کی رقم جو مختلف فنانس کارپوریشنوں میں جمع تھی اس کی جو خورد برد ہوئی ہے اور وہ برانچیں اس کو واپس نہیں کر رہیں اس کے بارے میں تحریک التوائے کار کو بغیر باری کے پیش کرنا چاہتا ہوں اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے پیش کروں اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہر رکن اسمبلی کے حلقہ کے اندر بے شمار لوگوں کی رقم ڈوب رہی ہے اور کئی لوگوں کا جو قیمتی سرمایا ہے وہ کارپوریشنوں میں جمع ہے اور وہ بھیک مانگنے پر مجبور ہیں اس لئے جناب سپیکر مجھے اس کو بغیر باری کے پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر۔ وزیر قانون چودھری فاروق صاحب اپنی تحریک التوائے کار نمبر 192 بغیر باری کے لینے کے خواہش مند ہیں وہ بڑی اہمیت کی حامل ہے آپ اس کو دیکھ لیں اور اس کے بعد اپنی رائے کا اظہار فرمائیں اس دوران میں دوسری تحریک التوائے کار کو Take up کرتا ہوں سید چراغ اکبر صاحب تشریف نہیں رکھتے اس لئے یہ ختم ہو جائے گی۔

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔ اس معزز ایوان کے ایک محترم بھائی نے گزارش کی ہے کہ ان کی تحریک التوائے کار بغیر باری کے Take up کی جائے۔ ان کے فوراً بعد ایک دوسرے معزز ممبر نے بھی گزارش کی ہے کہ ان کی تحریک التوائے کار بغیر باری کے لی جائے۔ تو میری استدعا ہے کہ ہر تحریک التوائے کار اپنی جگہ پر اہم ہوتی ہے۔ اس کے اہم یا غیر اہم ہونے میں کوئی بحث نہیں ہے لیکن اس طرح ایک Pandora Box کھولنے والی بات ہوگی۔ اگر ایک صاحب اصرار کریں گے تو پھر دوسرے صاحب بھی اصرار کریں گے۔ اس لئے میری گزارش یہ کہ تمام تحاریک التوائے کار کو باری باری Take up کیا جائے۔ اس طرح یہ سلسلہ صحیح طور پر چل سکے گا۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر۔ اگر ایوان کو اس پہ اتفاق ہے کہ ہر تحریک التوائے کار کو باری پہ Take up کیا جائے۔ قواعد بھی یہی کہتے ہیں کہ ان کو ان کی باری پہ Take up کیا جائے۔ آپ میں سے جو معزز رکن چاہتے ہیں کہ ان کو بغیر باری کے لیا جائے (آرڈر پلیز)
سردار عاشق حسین گوپانگ کی طرف سے یہ ایک تجویز آئی ہے کہ بعض دوست چاہتے ہیں کہ ان کی تحریک التوائے کار بغیر باری کے لی جائے۔ مجھ سے ذاتی طور پر بھی رابطہ کرتے ہیں۔ ایوان میں بھی اس پر زور دیتے ہیں۔ ایک تجویز آئی ہے کہ رولز کے مطابق تحاریک التوائے کار کو نبٹایا جائے۔ رولز یہی کہتے ہیں کہ تحاریک کو اسی انداز میں Take up کیا جائے گا جس ترتیب سے وہ آئیں گی۔ اس ترتیب سے ان کے نمبر دے جائیں گے اور اس ترتیب سے انہیں Take up کیا جائے گا۔
اب آپ میں سے جو صاحبان چاہتے ہیں کہ ان کو بغیر باری کے لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ سپیکر، رولز کو معطل کرتے ہوئے آپ اس کو Take up کریں۔ تو یہ پریکٹس بلا شبہ ایک Pandora box کھولنے کے مترادف ہے۔ میں اس پہ Debate نہیں کرانا چاہتا۔ آپ کی کیا رائے ہے؟

(ایوان نے باری پر ٹیک اپ کرنے کی تجویز سے اتفاق کیا)

راجہ خالد صاحب نے بھی ٹھیک Point out کیا ہے کہ اس پر ایوان کی رائے حاصل کر لی جائے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ اس ترتیب سے آئیں جس ترتیب سے دی گئی ہیں تو پھر اس کے بعد کوئی یہ نہیں کہے گا کہ میری تحریک التوائے کار بغیر باری کے لی جائے۔ لیکن

پھر بھی میں یہ کہنا چاہوں گا کہ پھر بھی اس پر کوئی قدغن نہیں لگ جائے گی بلکہ صرف اس رجحان کی حوصلہ شکنی کرنے کے لئے ایسا کیا جا رہا ہے۔ پھر ہر کوئی یہ نہیں کہے گا کہ میری تحریک التوائے کار کو بغیر باری کے لیا جائے آپ کی کیا رائے ہے؟

(ایوان نے اس تجویز سے اتفاق کیا)

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز۔ جناب والا، اس کا فیصلہ کرنے سے پہلے آپ کو خود معلوم ہونا چاہیے کہ آپ ایسا قانون نہ بنائیں تا کہ اگر کوئی غیر معمولی اہمیت کی حامل تحریک التوائے کار تحریک استحقاق ہے تو اس پر فیصلہ آپ فرمائیں گے اور اس کو باری کے بغیر پیش کرنے کی اجازت دیں گے۔ اس میں ایسی کوئی قباحت نہیں ہے۔ اس طرح میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے حاجی چن صاحب کی قرار داد پر 75 اراکین اسمبلی کے دستخط موجود ہیں اس لئے براہ کرم ان کو اجازت دیں کہ وہ قرار داد کو پیش کریں۔

میں عرض کروں کہ اگر کوئی غیر معمولی اہمیت کی حامل قرار داد یا تحریک استحقاق ہے تو فیصلہ آپ فرمائیں اور اسے پہلے لے آئیے۔

جناب سپیکر۔ وہ تو اختیارات سپیکر کے پاس ہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز۔ میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حاجی افضل چن صاحب کی قرارداد پر 75 صوبائی اسمبلی کے ارکان کے دستخط ہیں۔ اس لئے ان کو ازراہ کرم اجازت دیجیے تا کہ وہ یہ قرار داد پیش کر سکیں۔

جناب سپیکر۔ نہیں یہ حاجی صاحب کی جو قرار داد ہے یہ تحریک التوائے کار نہیں ہے یہ تو قرارداد ہے اور اس قرارداد کی اتنی اہمیت ہے کہ اس پر 75 معزز اراکین اسمبلی کے دستخط ثبت ہیں۔ اس کو take up کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہونی چاہیے لیکن میں چاہتا ہوں کہ جس طریقے سے ہمارے معاملات افہام و تفہیم سے چل رہے ہیں اس انداز میں چلنے چاہیں میں چاہتا ہوں کہ وزیر قانون کی رائے بھی اس میں شامل ہو، اور حزب اختلاف کی رائے بھی اس میں شامل ہو، تب اس معاملے کو take up کیا جائے۔

حاجی محمد افضل چن۔ تو جناب والا!

جناب سپیکر۔ تو آپ کی بات ہو گئی جناب لا۔ منسٹر سے .....
حاجی محمد افضل چن۔ جی ہاں ہو گئی .....
جناب سپیکر۔ کیا فرماتے ہیں وہ، .....
حاجی محمد افضل چن۔ وہ اگرچہ مجھے کوئی جواب نہیں دیتے لیکن میں اسے پڑھنا چاہتا ہوں، یہ اراکین اسمبلی کی رائے ہے اسے Take up کیا جائے۔

حاجی محمد افضل چن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر۔ اجازت ہے .....
جناب سپیکر۔ جی لا۔ منسٹر صاحب کیا فرماتے ہیں۔ میں نے حاجی صاحب کو کہا تھا کہ وہ آپ سے رابطہ کریں اور آپ ان سے رابطہ کریں، آپ ان سے رابطہ کرنا چاہتے تھے، اس کا کیا نتیجہ نکلا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا حاجی صاحب میرے پاس تشریف لائے تھے، میں نے ان کی خدمت میں گزارش کی تھی کہ میں آپ کے ساتھ اس بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ ابھی میں نے تو ان کے ساتھ بات ہی نہیں کی تو یہ پھر کھڑے ہو گئے ہیں۔
حاجی محمد افضل چن۔ اس ایوان کی رائے یہ ہے کہ .....
جناب سپیکر۔ حاجی صاحب میں نے ابھی آپ کو اجازت نہیں دی، .....
وزیر قانون اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟
حاجی محمد افضل چن۔ سر یہ سارے حاوس کی بات ہے۔ اگر بات کرلیں تو کوئی جیت نہیں سکتا۔

ملک طیب خان اعوان۔ جناب والا ازراہ کرم اسے پڑھنے دیں یہ سارے حاوس کا معاملہ ہے، تمام حاوس کی ہی نہیں بلکہ تمام پنجاب کی مرضی ہے، اور یہ پنجاب کے خلاف فیصلہ کیا جا رہا ہے۔ لہذا ہم سب کی درخواست ہے کہ اسے ہر قیمت پر پڑھنے دیں۔
(اس مرحلہ پر لا۔ منسٹر افضل چن کی سیٹ پر تشریف لے گئے)
جناب سپیکر۔ جناب لا۔ منسٹر اپنی سیٹ پر تشریف لے آئے۔ آرڈر پلیز آرڈر پلیز، رانا صاحب تشریف رکھیے، چودھری صاحب تشریف رکھیے . میں چاہتا ہوں کہ ہمارے معاملات

اس طریقے سے، افہام و تفہیم سے چلنے چاہیے جیسے پہلے چلتے آئے ہیں۔ اور یہ معاملہ جو حاجی محمد افضل چن صاحب ایک قرارداد کی صورت میں out of turn پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں، میں نے وزیر قانون کو موقع دیا ہے، جناب ارشد خان لودھی صاحب نے بھی ان سے رابطہ کیا ہے۔ اور یہ قرار داد مسلسل تین چار روز سے پیش ہو رہی ہے اور میں اس کو مؤخر کر رہا ہوں اس لئے کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ consensus سے بات بنے، جو بھی بات آگے بڑھے وہ ہماری افہام و تفہیم سے آگے بڑھنی چاہیے۔ اور اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہونی چاہیے جس سے آپس میں کوئی mis understanding کی کوئی صورت پیدا ہو۔ اب آپ یہ فرمائیں، حاجی صاحب اس پہ مصر ہیں، انہوں نے مجھے 75 ممبران کے دستخط کروا کے یہ قرار داد دی ہے۔ آپ کو اس قرار داد کا علم ہے کیا آپ اس حق میں ہیں کہ یہ قرار داد پیش کی جائے ؟

(سارے ہاؤس کی آواز ..... پیش کی جائے .....)

قرارداد

جناب سپیکر۔ میں یہ اجازت دیتا ہوں کہ یہ قرار داد پیش کی جائے۔

لوکل کونسلوں کی آمدن بڑھانے کے لئے زرعی اجناس پر مجوزہ ٹیکس کی مخالفت

حاجی محمد افضل چن۔ قرارداد۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ جناب والا ! میں آپ کا نہایت مشکور ہوں کہ آپ نے پورے ایوان کی رائے کا بہت ہی احترام کرتے ہوئے یہ فیصلہ دیا ہے۔

"اس ایوان کی رائے یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ کے حالیہ بیان کہ گندم، چاول گنا اور پر cess عائد کرتے ہوئے وصول شدہ آمدن لوکل کونسل کے اداروں کو دی جائے گی۔ ایوان کی رائے یہ ہے کہ فصلات پر مزید ٹیکس عائد کئے جانے کی صورت میں کسان اور کاشتکار بری طرح متاثر ہو گا۔ کیونکہ ٹیکس بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ آخر کار کسان اور

کاشتکار ہی زیر بار ہوگا۔ اگر وزیر اعلیٰ لوکل کونسل کے اداروں کو فنڈز مہیا کرنا ضروری سمجھتے ہیں تو مناسب یہ ہو گا کہ لوکل کونسل اداروں کی حدود میں فروخت ہونے والی اراضی پر جو ڈسٹرکٹ کونسل ٹیکس وصول کیا جاتا ہے یا جو عام ٹیکس وصول کیا جاتا ہے اس میں سے 50 فیصد حصہ لوکل فنڈ کو دیا جائے۔ ایوان کی رائے یہ ہے کہ کسان اور کاشتکار پر پہلے ہی کھاد، ڈیزل، زرعی آلات، ادویات و دیگر زرعی عوامل کے بڑھتے نرخوں کی وجہ سے ظلم ہو رہا ہے۔ جبکہ وفاقی حکومت تو پہلے ہی زرعی اجناس کی قیمت خرید کے سلسلہ میں ارادتاً اجتناب کر رہی ہے۔ ویسے بھی پاکستان کے آئین کے رو سے زرعی اجناس پر ٹیکس نہ لگ سکتا ہے۔ ایوان کی رائے ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب قائد ایوان اپنے بیان پر نظر ثانی کرتے ہوئے زرعی عوامل کی آسمان سے باتیں کرنے والی قیمتوں کو 50 فیصد کم کرنے اور زرعی اجناس کی قیمتوں کو 50 فیصد بڑھانے کی کوششوں کے لئے اپنا اثر و رسوخ بروئے کار لاتے ہوئے غریب اور مظلوم کاشتکار طبقہ کی دلجوئی فرما ویں۔ میری ساتھی ممبران سے التماس ہے کہ اس قرارداد کی اہمیت کے پیش نظر متعلقہ ضابطہ کو معطل کرتے ہوئے فوری طور زیر بحث لانے کے لئے سپیکر صاحب سے استدعا کی جائے "

جناب سپیکر۔ "اس ایوان کی رائے یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے حالیہ بیان کہ گندم چاول، گنا اور کپاس پر Cess عائد کرتے ہوئے وصول شدہ آمدن لوکل یونین کونسل کے اداروں کو دی جائے گی۔" ایوان کی رائے یہ ہے کہ کاشتکاران پر مزید ٹیکس عائد کئے جانے کی صورت میں کسان اور کاشتکار بری طرح متاثر ہو گا۔ کیونکہ ٹیکس بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ آخر کار کسان اور کاشتکار ہی زیر بار ہوگا۔ اگر وزیر اعلیٰ پنجاب لوکل کونسل کے اداروں کو فنڈز مہیا کرنا ضروری سمجھتے ہیں تو مناسب یہ ہوگا کہ لوکل کونسل اداروں کی حدود میں فروخت ہونے والی اراضی پر جو ڈسٹرکٹ کونسل ٹیکس وصول کیا جاتا ہے یا جو عام ٹیکس وصول کیا جاتا ہے اس میں 50 فیصد حصہ لوکل فنڈ کو دیا جائے۔ ایوان کی رائے یہ ہے کسان اور کاشتکار پر پہلے ہی کھاد، ڈیزل ، زرعی ادویات پر زرعی عوامل کے بڑھتے ہوئے نرخوں کی بناء پر ظلم ہو رہا ہے، جبکہ وفاقی حکومت پہلے ہی زرعی اجناس کی قیمت خرید کے سلسلے میں ارادتاً اجتناب کر رہی ہے۔ ویسے بھی پاکستان کے آئین کر رو سے زرعی اجناس پر ٹیکس نہ لگ سکتا ہے، ایوان کی رائے یہ ہے کہ وزیراعلیٰ قائد ایوان اپنے بیان پر نظر ثانی کرتے ہوئے زرعی عوامل کی آسمان سے باتیں کرنے والی قیمتوں کو 50 فیصد کم کرنے اور

زرعی اجناس کی قیمتوں کو 50 فیصد بڑھانے کی کوششوں کے لئے اپنا اثر و رسوخ بروئے کار لاتے ہوئے غریب اور مظلوم کاشتکار طبقہ کی دلجوئی فرمائیں"

وزیر محنت۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ پہلے میری بات سنیں۔ یہ قرارداد ایوان میں پیش ہو گئی ہے۔ اس قرارداد کو دہرا دیا گیا ہے۔ یہ قرارداد اب اس ایوان کی Property بن چکی ہے۔ میں اس پر تجویز کروں گا کہ حاجی محمد افضل چن صاحب اور اس ایوان کے دس معزز اراکین جن کو آپ پسند فرمائیں یہیں ان کا انتخاب کر لیتے ہیں اور ان صاحبان کی وزیر محنت اور وزیر اعلیٰ پنجاب سے ایک میٹنگ ہو جائے۔ اور میٹنگ کر کے اس مسئلے کو Resolve کریں اور اس مسئلے کی حتمی طور پر کوئی فیصلہ کن پوزیشن حاصل کرنی چاہیے۔ میں چاہتا ہوں کہ question کو مؤخر کر لیا جائے۔ میری یہ رائے ہے کہ اس پر ووٹنگ کو مؤخر کر لیا جائے اور آپ کے دس آدمیوں کی کمیٹی وزیراعلیٰ پنجاب سے رابطہ کرے۔ چودھری پرویز الٰہی صاحب اپنی رائے دینا چاہتے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ (چودھری پرویز الٰہی)۔ جناب والا چونکہ مجھے علم ہے کہ ہمارے محترم وزیراعلیٰ صاحب نے یہ بیان کن وجوہات کی بناء پر دیا۔ دراصل مسئلہ یہ تھا کہ ہماری یونین کونسلوں کا جو Basic unit ہے ہم ان کو کس طرح Financially Viable بنائیں اور مضبوط بنائیں تو اس سلسلے میں وزیراعلیٰ صاحب نے کہا کہ یہ ایک میری تجویز ہے کہ کیوں نہ ہم Rice Export Corporation پر جب وہ پنجاب سے چاول خریدتی ہے کچھ ٹیکس لگا دیا جائے۔ Cotton export corporation جو یہاں سے کپاس خریدتی ہے کچھ ٹیکس اس پر لگا دیا جائے۔ اسی طرح محکمہ خوراک گندم کی خرید کرتا ہے۔ اس پر لگا دیا جائے۔ کچھ نہ کچھ ان کے ذہن میں یہ بات ہرگز نہ تھی اور نہ ہی ہے جہاں تک مجھے علم ہے، کل بات ہوئی ہے ان کے ذہن میں قطعاً یہ نہیں خدا نخواستہ کہ یہ جو cess ہے، یہ زمینداروں سے وصول کیا جائے اور ان پر لگایا جائے۔ ان کے ذہن میں بالکل کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ نہ ہی اس میں کوئی حقیقت ہے۔ اگر آپ مزید چاہتے ہیں، کیونکہ یہ صرف لوکل کونسلوں کے بارے میں بات ہوئی مجھے اس لئے اس بات کا علم

ہے۔ اور نہ ہی ایسا کوئی مقصد ہے کہ زمینداروں پر کوئی ٹیکس لگایا جائے۔ جہاں تک مجھے علم ہے۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب، اس میں جو تجویز میں نے دی ہے اس میں وزیرمقامی حکومت و دیہی ترقی کو بھی شامل کیا جائے کیونکہ ان کے متعلقہ یہ معاملہ ہے۔ میاں منظور احمد موھل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنی چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موھل۔ جناب سپیکر، میرا پوائنٹ آف آرڈر تو یہی تھا کہ حاؤس میں ایک قرار داد پیش ہوئی، آپ نے پڑھی۔ اب ایسی کوئی روایت نہیں ہے کہ اس کو put نہ کیا جائے، حاؤس کی مرضی نہ لی جائے اور کہہ دیا جائے کہ دس آدمی جائیں اور وہ فیصلہ کریں۔ ایسی کوئی Tradition نہیں ہے۔

حاجی محمد افضل چن۔ جناب والا، مجھے شارٹ سٹیٹمنٹ کی اجازت ہے۔

جناب سپیکر۔ اس میں آپ تقریر کر سکتے ہیں۔

حاجی محمد افضل چن۔ جناب والا، میری گزارش یہ ہے کہ ایوان کی رائے لی جائے۔ ایوان جو رائے دیتا ہے۔ اس کا احترام ہم بھی کریں گے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب والا، میری گزارش ہے کہ حاؤس کی رائے لینے سے پہلے، ہمارے وزیراعلیٰ کے بارے میں شک اور شبہ کیا گیا ہے کہ وہ زمینداروں یا کسانوں پر ٹیکس لگانا چاہتے ہیں۔ پہلے ان سے پوچھ تو لیا جائے۔ جہاں تک میرے علم میں ہے کل رات میری ان سے اس سلسلے میں بات ہوئی ہے۔ اور ان سے پوچھا ہے۔ اس بات کا تو کہیں ذکر تک نہیں آیا کہ ان پر ٹیکس لگایا جائے بلکہ جو Export کرنے والی کارپوریشنیں ہیں اور جہاں سے جو خرید کرتی ہیں ان کے اوپر لگایا جائے اور ابھی یہ صرف ایک خیال ہے اور اس کے بارے میں بھی وہ کمیٹی بنا رہے ہیں اور ہم اس ساری بات کو ابھی assess کر رہے ہیں۔ ابھی تو اس بات کا کہیں وجود بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ حاجی صاحب، آپ کیا ارشاد فرمانا چاہتے ہیں؟

حاجی محمد افضل چن۔ جناب سپیکر، رات کو جناب وزیراعلیٰ سے ملاقات ہوئی تھی۔ میں نے ان سے یہی عرض کیا تھا کہ جناب والا، اگر آپ صرف ہمیں surety دے دیں کہ ہم یہ

ٹیکس آپ پر نہیں لگائیں گے تو ہم یہ قرارداد پیش نہیں کریں گے لیکن انھوں نے صاف انکار کیا تھا۔ جناب وزیر زراعت بھی پاس بیٹھے تھے۔ انھوں نے کہا تھا، میں یہ surety کبھی نہیں دوں گا۔ میں اسے پارٹی میٹنگ میں لاؤں گا۔ پارٹی اپنی میٹنگ میں جو فیصلہ کرے گی۔ میں نے کہا جناب، یہ سراسر زیادتی ہے۔ جیسا کہ پہلے وقتوں میں کیا جاتا رہا ہے کہ کچھ ممبران کو ساتھ لگا لیا، مراعات دے دیں اور باقی کے حقوق پر ڈاکہ ڈال لیا۔ انشاء اللہ، جناب والا، ہم کسی قیمت پر اپنے حقوق غصب نہیں ہونے دیں گے۔ یا ہمیں یہ surety دے دی جائے۔ ایک مثال ہے۔ " پہلے تروست لیو تے مڑ ٹنگ دی ولا لسائیں جی" ۔ ہم ایسا نہیں کرنے دیں گے۔ سروں کا بوجھ بھی ٹانگوں پر آتا ہے یہ سارا کاشتکاروں پر بوجھ ہے۔ ہم پہلے ہی بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں۔

جناب، اتنی ستم ظریفی بھی کبھی ہوئی ہے کہ جب خلیج کی جنگ ہوئی، تیل کی قیمتیں بڑھیں تو گاڑیوں کے، موٹروں کے چیسز پر سے ڈیوٹیاں بھی ختم کر دی گئی اتنی ستم ظریفی کہ زرعی ملک اور ایک زرعی آلات پر بھی ٹیڈی پیسے کی چھوٹ ہمیں نہ دی گئی اس سے بڑھ کر ستم ظریفی اور کیا ہو سکتی ہے ؟ ویسے یہ لوگ کہتے ہیں کہ 80 فی صد آبادی دیہاتی ہے اور زراعت ریڑھ کی ہڈی ہے۔ پاکستان زرعی ملک ہے۔ میں ان اپنے بھائیوں سے جن کا میں اپنے دل میں سب سے زیادہ احترام کرتا ہوں میں سوال کرتا ہوں کہ کاشتکار کو اس حکومت نے آج تک کونسی رعایت دی ہے وہ مجھے ثابت کر دیں ؟ اور خدا کی قسم، یہ حکومتیں کاشتکار کا اور بھی گلا دبائیں گی۔ جناب والا، جب ہم ان ایوانوں میں نہیں ہوں گے۔ تو زرعی بنک کے قرضوں کی وجہ سے ہم انشاء اللہ جیلوں میں ہوں گے۔ زرعی بنک ہمیں زندہ کیئے ہوئے ہے۔ ہمارا زندگی کا کوئی اور حصول نہیں۔ ہمارے پاس نہ کوئی پیسہ ہے، نہ ٹکہ ہے۔ کاشتکار در بدر ٹھوکریں کھا رہا ہے۔ جناب والا ! یہ قرارداد پیش کی گئی ہے۔ یہ میرے بھائی چاہتے ہیں کہ ان پر زرعی ٹیکس لگنا چاہیے۔ میں تو اسکی زبردست مخالفت کروں گا اور یہ میرے بھائی بھی کریں گے۔ ہم کوئی ٹیکس برداشت نہیں کریں گے۔

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ جناب سپیکر، میں آپ کے توسط سے اپنے محترم بھائی کے جذبات کا احترام کرتا ہوں۔ یہ اصولی بات ہے اور صحیح بات ہے کہ پنجاب میں بسنے والے تمام کاشتکار زرعی اجناس پر زرعی ٹیکس لگانے کے حق میں نہیں ہیں۔ لیکن یہ بات وزیر اعلیٰ

صاحب سے منسوب کی گئی ہے۔ انھیں اس ایوان میں بات کرنے کا موقع ملنا چاہیے۔ اس کے بعد اس قرارداد پر ایوان کی جو بھی رائے ہو۔ اس پر عمل درآمد ہونا چاہیے۔ یہ ان کے متعلق ایک ذاتی بات ہو رہی ہے اور میرے خیال میں ان کو سنے بغیر آپ اس پر رائے لینا پسند نہیں فرمائیں گے۔ ان کی بات سنیں، اس کے بعد یہ ایوان جس طرح کی رائے دینا چاہے، اس کو حق پہنچتا ہے۔ میری اتنی استدعا ہے۔

حاجی محمد افضل چن۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ حاجی صاحب، آپ بات کر چکے ہیں۔ دوسرے دوست اس پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی، چودھری پرویز الٰہی صاحب۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی)۔ جناب والا۔ اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہو گی کہ جس طرح آپ نے کمیٹی بنائی ہے۔ وہ کمیٹی پہلے جا کر ان سے دریافت کرلے کہ آیا ان کے ذہن میں ایسی کوئی چیز ہے کہ وہ کسانوں پر ٹیکس لگانا چاہتے ہیں؟ وزیر اعلیٰ سے ممبران کی ملاقات کے ایک گھنٹے کے بعد میری ان سے بات ہوئی ہے۔ جو کچھ مجھے انہوں نے کہا ہے اور جو میں سمجھا ہوں ان کے ذہن میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ اور جس طرح عاشق گوپانگ صاحب نے فرمایا ہے انہیں موقع ضرور ملنا چاہیے اور آپ نے جس طرح کمیٹی بنائی ہے وہ کمیٹی جا کر ان سے بات کرے۔ اس کمیٹی میں حاجی صاحب بھی ہیں۔ اس کے بعد ہاؤس کے سامنے ہی بات آئے گی۔

جناب سپیکر۔ جی ملک صاحب۔

ملک احمد علی اولکھ۔ جناب والا۔ اس قرارداد کا میں بھی محرک ہوں۔ اور جناب جب ہم نے یہ قرارداد پیش کی اس کے بعد جناب وزیر قانون صاحب نے ہمیں حکم دیا کہ آپ چیف منسٹر صاحب سے مل لیں۔ ملک طیب اعوان، حاجی افضل صاحب اور میں نے ان سے ان کے چیمبر میں بات کی تو جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا کہ میں نے بات کی ہے تو آپ کا مفہوم واضح نہیں ہوا۔ اسکے لئے میں یہ مسئلہ پہلے پارلیمانی میٹنگ میں پیش کرونگا۔ اور پارلیمانی میٹنگ کے بعد اگر پارلیمانی میٹنگ میں ممبران اس کی اجازت نہیں دینگے اور اگر ممبران مجھے صحیح کام کرنے سے روکیں گے تو میں صحیح کام نہیں کرونگا۔ مجھے کتے نے کاٹا ہے

کہ میں یہاں پر قانون ضرور منظور کراؤں۔ کیونکہ Taxation کا مسئلہ ہے۔ اس میں Taxation کے لئے یہاں پر legislation ہوتی ہے اور اس سے پہلے میں یہ مسئلہ پارلیمانی میٹنگ میں لاؤنگا۔ تاہم جس طرح میرے بھائی حاجی محمد افضل چن کے جذبات ہیں میں ان جذبات کی تائید کرتے ہوئے یہاں یہ عرض کرونگا کہ میرے ایک دوست کی لیہ میں دو مربع زمین تھی۔ انہوں نے وہ دو مربعے زمین جس میں باغ لگا ہوا تھا اسے تیس لاکھ روپے میں فروخت کر دیا اور ملتان چلے گئے۔ وہ مجھے پرسوں یہاں ملے تو انہوں نے مجھے بتایا کہ وہاں باغ دو لاکھ روپے میں بکتا تھا اور اڑھائی لاکھ روپے اس پر خرچ ہوتا تھا۔ اب مجھے اس باغ پر 35 ہزار روپے ماہانہ بچت ہو رہی ہے۔ اور مجھے چار لاکھ روپے منافع مل رہا ہے۔ اور میں ہر طرح سے آزاد ہو گیا ہوں تو میری یہ گزارش ہے کہ اس معزز ایوان میں اکثریت ہم کاشتکاروں کی ہے۔ اب یہ cess tax ہے cess tax جو ہے یہ زرعی ٹیکس کی دوسری شکل ہے۔ جب یہ ٹیکس کاشتکار پر نافذ ہو گیا تو پھر آنے والے وقت میں ان کی مرضی ہو گی اس میں اضافہ کردیں اور ہمارے پنجاب اسمبلی کے کاشتکاران ارکان کسی صورت میں برداشت نہیں کریں گے کہ پنجاب کے کاشتکاروں پر مزید کسی قسم کا ٹیکس عائد کر دیا جائے اور اس کے لئے ہمیں اپنی اسمبلی کی نشستیں بھی عزیز نہیں ہیں اور اگر حکومت پنجاب نے کاشتکار کی بہتری کے لئے کوئی قانون سازی نہ کی جیسے آپ دیکھیں کہ ادویات میں ملاوٹ ہو رہی ہے اور اس کے لئے ابھی تک کوئی قانون سازی نہیں کی گئی۔ کھاد بھی بلیک میں بک رہی ہے لیکن اس کے لئے بھی کوئی قانون سازی نہیں کی گئی۔ اور اس طریقے سے کھاد میں ملاوٹ کی گئی ہے تو ملاوٹ کرنے والے کو کسی نے نہیں پوچھا۔ آج مفلوک الحال کاشتکار کی یہ حالت ہے کہ پٹواری بھی کاشتکار کو ایک خسرے کی نقل نہیں دیتا۔ اور وہ مہینوں دھکے کھا رہا ہے لیکن اس کے لئے کوئی قانون سازی نہیں کی گئی۔ جناب والا۔ اس وقت پنجاب کا کاشتکار تمام پاکستان کے طبقات سے چاہے مزدور ہے یا دوسرے طبقات ہوں سب سے زیادہ پریشان حال اور مفلوک الحال ہے۔ تو اس کی مفلوک الحالی کے لئے اس ایوان کو سوچنا پڑے گا۔ کیوں؟

اس لئے کہ 70 فیصد آبادی جو دیہات میں ہے وہ ہمیں غلہ فراہم کرتی ہے۔ ہماری صنعتوں کے لئے وہ کاشتکار ہمیں خام مال فراہم کرتا ہے۔ اس سے ہماری textile mills چل رہی ہیں۔ اور ہماری دوسری جتنی صنعتیں ہیں وہ زراعت پر انحصار کرتی ہیں۔ لیکن میں یہاں

یقین سے یہ کہتا ہوں کہ جو بات ہم خود کفالت کی کر رہے ہیں یہ خود کفالت اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کاشتکار کو مکمل تحفظ نہیں دیا جائے گا۔ اور اس کی فصلات کی پوری قیمت نہیں دی جائے گی۔ صرف صنعتیں لگانے سے ہی نہیں بلکہ جب تک کاشتکار اس میں participate نہیں کرے گا اس وقت تک ملک خود کفالت کی طرف نہیں جا سکتا۔ میں یہ التجا کرونگا کہ جس طرح ہمارے وزیر صاحب چودھری پرویز الہیٰ صاحب نے فرمایا ہے اور وزیر قانون نے فرمایا ہے اور جس طرح جناب وزیر اعلیٰ نے وضاحت فرمائی ہے، ہم پارٹی کے ممبر ہیں اور ہمیں جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی بات اور یقین دھانی پر بھروسہ کرنا چاہیے لیکن یقین دھانی کے بعد ہم ان سے بات کر سکتے ہیں۔ جس طرح انہوں نے یقین دھانی کروائی کہ ہم کوئی قانون سازی نہیں کریں گے اگر consensus یہ کہتے ہیں کہ قانون سازی نہ کی جائے تو ہم کسی قسم کا ٹیکس کاشتکاران پر نافذ نہیں کرنا چاہتے۔ ہمارے ساتھ وزیر اعلیٰ صاحب کی یہ بات ہوئی ہے۔ اور ہم ان پر اعتماد کرتے ہیں اور ہم وزیر اعلیٰ صاحب کی بات پر یقین کرتے ہیں۔ ان کی یقین دھانی پر بھروسہ کرتے ہیں پھر بھی یہی حاوس ہو گا اور آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

جناب سپیکر۔ جناب ایس اے حمید صاحب!

جناب ایس اے حمید۔ جناب سپیکر۔ میں آپ کے توسط سے اپنے فاضل ممبر سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو Cess کی بات کی گئی ہے، ایک اخباری خبر اس کی بنیاد بنائی گئی ہے۔ کہ ایک اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ زرعی اجناس پر ٹیکس لگایا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طور پر فاضل ممبران نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے یقینی بات ہے کہ پنجاب کا کاشتکار بری طرح پس رہا ہے اور مزید کس قسم کے ٹیکس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس کے ساتھ میں یہ عرض کرنا چاہونگا کہ چونکہ یہ بات وزیر اعلیٰ صاحب سے منسوب کی گئی ہے تو جب تک وزیر اعلیٰ صاحب اس بارے میں دو ٹوک طور پر اپنا بیان نہیں دیتے، وضاحت نہیں کرتے اور جب تک ان کو سنا نہیں جاتا اس وقت تک اس بارے میں کس قرارداد کے متعلق فیصلہ نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ سید چراغ اکبر صاحب!

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب سپیکر ! میں حاجی محمد افضل چن صاحب کی قرار داد کی حمایت کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب کے زمینداروں کے لئے اہم ترین مسئلہ ہے۔ پنجاب کے زمیندار پہلے ہی ٹیکسوں کے بوجھ تلے پس رہے ہیں۔ کھاد مہنگی ہے۔ زرعی اجناس کی قیمتیں کم ہیں۔ میں حاجی صاحب کی قرارداد کی پر زور تائید کرتا ہوں اور میں یہ بھی جناب کے توسط سے اس ایوان کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے کے چودھری پرویز الہیٰ صاحب نے فرمایا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب ٹیکس لگانا نہیں چاہتے اور وہ اس حق میں نہیں ہیں تو میرے خیال میں اگر اس قرار داد کو متفقہ طور پر منظور کر لیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ چودھری محمد فاروق صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر۔ میں اس قرارداد میں ترمیم پیش کرنا چاہتا تھا اگر اس کی کاپی مہیا کر دی جائے تو مہربانی ہوگی۔ میں اس میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس قرارداد میں جہاں پر الفاظ وزیر اعلیٰ کے معاملے میں آئے ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ہم ٹیکس لگانا چاہتے ہیں۔ وہ الفاظ اس قرارداد میں سے حذف کر دئے جائیں۔ اور اس ایوان کے ممبران کی طرف سے ایک قرارداد کی شکل میں یہ بات آئے کہ اس ایوان کے جو ممبران ہیں وہ یہ بات نہیں چاہتے کہ زرعی اجناس پر ایک tax یا cess لگایا جائے۔ اگر اس قرارداد کی کاپی مجھے مہیا کر دی جائے تو میں قواعد کے مطابق اس میں اپنی ترمیم کے الفاظ دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ بیگم صاحبہ آپ بات کرنا چاہتی ؟

محترمہ بیگم فوزیہ بہرام۔ جی۔

جناب سپیکر۔ محترمہ بیگم فوزیہ بہرام صاحبہ بات کرنا چاہتی ہیں۔

محترمہ بیگم فوزیہ بہرام۔ جناب سپیکر۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ قرارداد پر میرے بھی دستخط ثبت ہیں۔ جس طرح وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی جناب پرویز الہیٰ صاحب نے ابھی کہا ہے کہ ہماری ملاقات جو ممبران کی طرف سے ہوئی یعنی ان کے ہمراہ حاجی محمد افضل چن

صاحب اور دو اور معزز ممبر تھے اس کے ایک گھنٹے بعد ان کی ملاقات ہوئی۔ اس ایک گھنٹے بعد کی ملاقات میں وزیر اعلیٰ صاحب نے ان کو واضح طور پر کہا کہ وہ یہ نہیں چاہتے۔ اور ایوان میں کھڑے ہو کر جو وزیر صاحب کا بیان ہے on behalf of government وزیر اعلیٰ صاحب کا بیان سمجھتے ہوئے اگر یہ واقع افکر اس کی ہمیں تمام ممبران کو یقین دھانی کرا دیتے کہ ان کو واضح طور پر ایسی سمجھ آئی اور ہماری ملاقات کے ایک گھنٹے کے بعد کیونکہ ملاقات میں تو لازماً انکا وہی فائنل فیصلہ ہے تو اس کے بعد تو اس قرارداد کو پیش کرنے کا جواز نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب ارشد خان لودھی۔

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔ جناب سپیکر۔ میں گزارش یہ کرونگا کہ ہمارے قابل احترام معزز ممبر نے قرارداد پیش کی ہے اور آپ نے اسے پڑھ دیا ہے۔ یہ بڑی جائز بات تھی جیسے آپنے حکم فرمایا کہ بات put ہو گئی اور ان کا منشا پورا ہو گیا اور اس کے بعد اس کو اگر ایک دو روز کے لئے Pending کر لیا جائے۔ اس کے بعد پارٹی میٹنگ میں جناب وزیراعلیٰ پنجاب وہاں پر گفت و شنید کے بعد خود یہاں پر تشریف لا کر اس کا صحیح جواب دے دیں ہمیں جذبات میں نہیں بہنا چاہیے۔ یہ کس کو شک ہے کہ صوبہ پنجاب 85 فیصد زمینداروں کا اور کسانوں کا صوبہ ہے۔ اور یہ بھی کس کو شبہ ہے کہ زرعی ٹیکس کی باتیں پانچ چھ سال سے ہو رہی ہیں اور یہ بھی کس کو شبہ ہے کہ حکومت پنجاب نے ہمیشہ اس کی مخالفت کی ہے اور یہ ریکارڈ پر ہے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ زراعت ہماری معیشت اور ریڑ کی ہڈی ہے۔ لیکن ہمیں یہ بھی سوچنا چاہیے کہ ہم اپنے ملک کو دنیا میں ایک بہت بڑا ملک بنانا چاہتے ہیں۔

اور میں آپ کی اور اس معزز ایوان کی اطلاع کے لئے یہ گزارش کرونگا کہ یہ اپنے حقوق کا مسئلہ ہے اپنے ملک کا مسئلہ ہے جتنی دیر تک ہم زراعت اور صنعت کے میدان میں بیک وقت نہیں چلیں گے۔ یہ ملک اس وقت اس صف میں نہیں آ سکتا جو کہ قائداعظم کے تصورات کی بات ہے۔ میں اپنے معزز ممبر سے عرض کرونگا کہ انہوں نے اپنی بات پوری کر لی ہے لیکن یہ بات اس قائد ایوان کی بات ہے یہ بیان اس سے منسوب ہوا ہے تو میں یہ گزارش کرونگا کہ وہ اس کو pend کروائیں اس کے بعد پارٹی میٹنگ ہو گی اس کے بعد

ہم سب یہاں پر آ کر جناب وزیر اعلیٰ سے یہ کہیں گے کہ وہ خود یہاں پر اس کی وضاحت کر دیں اور وہ بیان کر دیں لیکن جناب والا، اس میں کوئی ضد والی بات نہیں ہے اگر ہمارے 75 ممبران نے اس پر دستخط کیے ہیں تو یہ حقوق کا مسئلہ ہے کوئی ایسی بات نہیں ہے اسے pend کر دینے میں کونسی ایسی قباحت ہے اور یہ شبہ والی بات نہیں ہے ساتھ ساتھ میں آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ وزیراعلیٰ پنجاب زراعت کی ترقی میں پوری پوری دلچسپی لے رہے ہیں انہوں نے پہلی میٹنگ میں ایک کمیٹی بنائی ہے جس کے سربراہ جناب وزیر زراعت ہیں اور یہ کمیٹی زرعی انقلاب لانا چاہتی ہے یہ سبز انقلاب لانا چاہتی ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اتنا بڑا mandate لینے کے بعد ہمیں اپنے کسانوں اور زمینداروں کے حقوق پورے کرنے ہیں تو جناب سپیکر میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ آپ اسے ملتوی فرما دیں اس کے بعد ہمیں وقت دیں اور اس کے بعد ہم اس تمام ایوان کو یقین دھانی کرائیں گے کہ ہم انشا اللہ ان کے حقوق کو infringe نہیں کریں گے۔ شکریہ

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ آرڈر۔ آرڈر۔ پلیز۔

میں حلجی صاحب اس بارے میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ اس قرارداد کے محرک ہیں گو کہ اور بھی بہت سے ساتھی اس کے محرک ہیں لیکن آپ نے یہ پیش کی ہے میں نے مختلف معزز اراکین کی رائے سنی ہے۔ قرارداد آپ میری اجازت سے پیش کر چکے ہیں میں نے اس کو دھرا دیا ہے اب یہ قرارداد ایوان کی ملکیت ہے لیکن قرار داد کو ووٹ کے لئے پیش کرنے سے پہلے جو صاحبان اس پر اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں مجھے ان کو وقت دینا ہے اور ان میں سے آپ نے اظہار خیال کیا اور بھی بہت سے دوستوں نے اس پر اظہار خیال کیا ہے اور جو جو اپنا اپنا اظہار خیال کرنا چاہتے تھے میں نے ان سب کو وقت دیا اب اس قرارداد میں چیف منسٹر پنجاب کا نام ہے اور ان کے بیان سے یہ قرارداد منسوب کی گئی ہے اگر میں جناب چیف منسٹر پنجاب کو ان کے اظہار خیال کا موقع نہ دوں تو یہ بڑی بے انصافی ہو گی تو میں اس قرارداد کے سوال کو ملتوی کرتا ہوں جس وقت تک اسے ملتوی کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب اس ایوان میں تشریف لائیں اور وزیر قانون صاحب سے میں

دریافت کرنا چاہونگا کہ وزیر اعلیٰ صاحب کب تک اس بارے میں اس ایوان میں تشریف لا کر اپنا بیان دینا پسند کریں گے۔

وزیر قانون۔ جناب والا۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ آپ مجھے اجازت دیں کے میں وزیر اعلیٰ سے اس بارے میں بات کر لوں پھر میں کل آپ کی خدمت میں عرض کر دونگا۔ انشاء اللہ ہمارا یہ اجلاس ابھی چلنا ہے اسی سیشن کے دوران وہ اس ایوان میں اپنا بیان فرما دیں گے۔

جناب سپیکر۔ جی آپ ان سے بات کیجیے اور انہیں کہیے گا کہ وہ دو تین روز کے اندر اندر اس پر اپنا بیان دیں تا کہ اس قرارداد کو ان کے بیان کے بعد نمٹایا جائے۔

وزیر قانون۔ شکریہ جناب والا۔

جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے۔

وزیر قانون۔ ٹھیک ہے جی اب جناب سپیکر۔ میں آپ سے گزارش کرونگا کہ قانون سازی کرلیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر۔ میں کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔ کیا مجھے اجازت ہے؟

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب، آپ کس معاملہ پر بات کرنا چاہتے ہیں ؟

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر۔ میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب آئندہ اس قرارداد کو زیر بحث لایا جائے گا تو میں بھی اس پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہونگا۔

جناب سپیکر۔ جی۔ ٹھیک ہے۔

چودھری محمد فاروق۔ (پوائنٹ آف آرڈر) جناب سپیکر۔ تحاریک استحقاق کے بعد تحاریک التواء کا وقت ہوا کرتا ہے تو جناب والا یہ تو ایک قرارداد پیش ہوئی تھی تحاریک التوائے کار Take up کی گئیں اس لئے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ میری انتہائی اہم نوعیت کی ایک تحریک التوائے کار ہے لہذا اسے Take up کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب، تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

مسودات قانون

مسودہ قانون (تحفظ، محافظت، نگہداشت و انتظام) جنگلی حیات پنجاب مصدرہ 1990ء (..... جاری)

MR. SPEAKER:

Now, we take up legislation.

Motion moved and the question is-

Clause 1

That in sub-clause (1) of Clause 1 ofthe Bill, as reported by the Special Committee No.II, for the figures "1990", occurring in line 2,the figures "1991" be substituted.

(The motion was carried)

The question is-

That Clause 1, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Preamble. There is no amendment.

The question is -

Preamble

That Preamble do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Long Title

Long Title. Since there is no amendment it becomes part of the Bill.

MR. SPEAKER: Now, the third reading starts.

MINISTER FOR LAW: I beg to move -

That the Punjab Wildlife (Protection,

Preservation, Conservation and Management) Bill, 1990, be passed.

MR SPAEKER: Motion moved and the question is -

That the Punjab Wildlife (Protection Preservation, Conservation and Management) Bill, 1990, be passed.

(The motion was Carried)

مسودات قانون ---- ترقیاتی ادارہ ڈیرہ غازی خان مصدہ 1991ء

MR.SPEAKER: Now, we take up Dera Ghazi Khan Development Authority Bill 1990 (Bill No.25 of 1990).

MINISTER FOR LAW: I beg to move -

That the Dera Ghazi Khan Development Authority Bill, 1990, as reported by the Special Committee No. 1, be taken into consideration at once.

MR SPEAKER: The motion is-

That the Dera Ghazi Khan Development Authority Bill, 1990, as reported by the Special Committee No. 1, be taken into consideration at once.

There are two amendments and the first one is from Khanzada Muhammad Zargham Khan Khakwani and Rana Sana Ullah khan. Please move your amendment.

KHANZADA MUHAMMAD ZARGHAM KHAN KHAKWANI: I beg to move-

That the Dera Ghazi Khan Development

Authority Bill, 1990. as reported by the Special. Committee No, 1. be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon by 30th june, 1991.

(At this stage Deputy Speaker Occupied the Chair)

DEPUTY SPEAKER: The motion is-

That the Dera Ghazi Khan Development Authority Bill, 1990. as reported by the Special. Committee No, 1. be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon by 30th june, 1991.

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

انا ثناء اللہ خان۔ جناب سپیکر۔ اس میں میری رائے ہے کہ ٹھیک ہے اس معاملے پر ایک سپیشل کمیٹی بنائی گئی تھی۔ اور اس نے غور و خوض کیا ہے لیکن یہ بہتر ہو گا کے اسے رائے عامہ کے لئے مشتہر کیا جائے تا کہ اس بارے میں مزید تجاویز آ سکیں اور اس کو مزید بہتر بنایا جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون۔ جناب سپیکر۔ ڈیرہ غازی خان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا بل 8 مارچ 1990ء سے نافذالعمل ہے اور ایک سال کا عرصہ ہو گیا ہے۔ اس پر اخبارات میں بھی آرڈیننسز کی شکل میں آتا رہا ہے۔ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے اور ایک پسماندہ علاقہ کی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے ایک اتھارٹی بنائی گئی ہے تو اس سلسلہ میں عوام الناس کو معلوم ہے اور اس پر اب مزید وقت ضائع کئے بغیر اس کو قانون کی شکل دینا بہت ضروری ہے۔

جناب والا یہ ایک باقاعدہ ادارہ بنایا گیا ہے جو کہ ایک خود مختار ادارہ ہو گا اور اس پسماندہ ڈویژن میں اس کی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے، علاقے کی ترقی کے لئے منصوبہ بندی کرے گا اور ان منصوبوں پر عمل کرے گا تو میں ان الفاظ کے ساتھ ہی آپ کی خدمت میں

یہ گزارش کروں گا کہ جو ترمیم انہوں نے پیش کی ہے اس سے بلاوجہ تاخیر ہو گی جس کی اب کوئی ضرورت نہیں ہے کہ اس کو under consideration لایا جائے اور اس ترمیم کو نا منظور فرمایا جائے

DEPUTY SPEAKER : Motion moved and the question is -

That the Dear Ghazi Khan Development Authority Bill, 1990. as reported by the Special. Committee No, 1. be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon by 30th june, 1991.

(The motion was lost)

Next amendment from Malik Iqbal Khan Langrial.

Mr. Ali Hassan Raza Qazi.

MALIK IQBAL AHMAD KHAN LANGRIAL:

beg to move-

That the Drea Ghazi Khan Development Authority Bill, 1990. as reported by the Special Committee No. 1, be referred to the Select Committee consisting of the following members, with instruction to report by 30th june, 1991 :-

1. Syed Chiragh Akbar Shah.
2. Mr. Sohail Zia Butt.
3. Mr. Sikandar Hayat Malhi.
4. Haji Muhammad Afzal Chan.
5. Mr. Irshad Hussanin sethi.
6. Sh. Anwar-ul-Haq Piracha.
7. Main Manzoor Ahmad Mohal.
8. Rana Sana Ullah Khan.
9. Ch. Muhammad Azam cheema.

DE[UTY SPEAKER: The motion is-

I beg to move-

That the Drea Ghazi Khan Development Authority Bill, 1990. as reported by the Special Committee no. 1, be referred to the Select Committee consisting of the following members, with instruction to report by 30th june, 1991 :-

1. Syed Chiragh Akbar Shah.
2. Mr. Sohail Zia Butt.
3. Mr. Sikandar Hayat Malhi.
4. Haji Muhammad Afzal Chan.
5. Mr. Irshad Hussanin sethi.
6. Sh. Anwar-ul-Haq Piracha.
7. Main Manzoor Ahmad Mohal.
8. Rana Sana Ullah Khan.
9. Ch. Muhammad Azam cheema.

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال۔ جناب والا۔ میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہو گی کہ یہ ایک نہایت اہمیت کا معاملہ ہے۔ اس پر اگر دوبارہ غور کر لیا جائے تو میرے خیال میں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس کو مشتہر کیا جائے تا کہ عوام کو بھی پتہ چل جائے اور اس کے لئے جو کمیٹی تجویز کی گئی ہے وہ بھی اس پر غور کرلے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی اچھی آراء آ جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا اس پر پہلے ہی اس اسمبلی کی مجلس خصوصی بنی تھی جس میں ہمارے حزب اختلاف کے معزز اراکین بھی شامل تھے اور اس میں بھی تقریباً اتنی ہی تعداد میں اراکین موجود تھے اور انہوں نے اس کی اچھی طرح سے چھان بین کی ہے جیسا کہ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ اس کو مزید مؤخر کرنے کی بجائے قانونی شکل

فوری طور پر دینا ضروری ہے۔ اس لئے میں اس ترمیم کی مخالفت کرتا ہوں۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اسے فوری طور پر پاس کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس موقع پر میں معزز اراکین سے گزارش کروں گا کہ جب تحریک پیش کی جائے تو اس وقت توجہ سپیکر کی طرف کیا کریں۔

DEPUTY SPEAKER: Motion moved and the question is-

That the Drea Ghazi Khan Development Authority Bill, 1990. as reported by the Special Committee no. 1, be referred to the Select Committee consisting of the following members, with instruction to report by 30th june, 1991 :-

1. Syed Chiragh Akbar Shah.
2. Mr. Sohail Zia Butt.
3. Mr. Sikandar Hayat Malhi.
4. Haji Muhammad Afzal Chan.
5. Mr. Irshad Hussanin sethi.
6. Sh. Anwar-ul-Haq Piracha.
7. Main Manzoor Ahmad Mohal.
8. Rana Sana Ullah Khan.
9. Ch. Muhammad Azam cheema.

.(The motion was lost)

DEPUTY SPEAKER: Motion moved and the question is-

That the Dera Ghazi Khan Development Authority Bill,1990, as reported by the Special Committee No. 1, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

Clause -3

Now, second reading of the Bill starts.

Clause 3 of the Bill. There is no amendment.

The queation is-

That clause 3 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause - 4

Clause 4 of the Bill. There is an amendment by Rana Ikram Rabbani Shaib. Please move it.

Sub Clause 1 Clause 4

RANA IKRAM RABBANI: I beg to move -

That for sub-clause (1) of clause 4 of the Bill, as reported by the Special Committee No. I, the following be substituted, namely:-

"(1) The Authority shall consist of three members of the Punjab assembly, one of whom from Opposition and such other members as may be notified by the Government.'

DEPUTY SPEAKER: The motion is:-

That for sub-clause (1) of clause 4 of the Bill, as reported by the Special Committee No. I, the following be substituted, namely:-

"(1) The Authority shall consist of three members of the Punjab assembly, one of whom from Opposition and such other members as may be notified by the Government."

MIMISTER FOR LAW: I oppose it.

رانا اکرام ربانی۔ جناب سپیکر۔ میں اس ادارے کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے اور اس کو اس نمائندہ ایوان کے سامنے جوابدہ بنانے کے لئے اور اس کو under surveillance of this august House رکھنے کے لئے یہ ترمیم پیش کی ہے اور مجھے توقع نہیں تھی کہ معزز وزیر قانون اس کی مخالفت کریں گے۔ کیونکہ بجائے اس کے کے سال کے بعد جب بحث کا موقع آئے اور ہم اس پہ اظہار خیال کریں اور جس طرح شاہ صاحب نے پارٹی ڈسپلن کے تحت اپنی ترمیم واپس لی ہے ڈسپلن کے تحت ایک بنی بنائی کتاب ہمارے سامنے رکھ دی جائے اور ہم اسے پاس کر دیں۔ میں اس معزز ایوان سے بھی یہ درخواست کروں گا کہ گورنمنٹ جتنے چاہے اس میں ممبر بنا سکتی ہے لیکن شائد وزیر قانون نے میری اس ترمیم پر غور نہیں کیا۔ میں نے یہ کہا ہے کہ اس ایوان سے تین ممبر ضرور رکھے جائیں اور ان میں سے ایک نمائندہ حزب اختلاف کی طرف سے لیا جائے۔ جناب والا، یہ کوئی ایسی ترمیم نہیں ہے جس کی میرے خیال میں مخالفت ہونی چاہیے تھی۔ یہ ادارہ جو اس صوبہ کے تمام معاملات پر نظر رکھنے کے لئے قائم کیا جاتا ہے۔ اس کے انتخابات ہوتے ہیں۔ میری اس ہاؤس سے استدعا ہے کہ اس میں براہ راست نگرانی ممبران اسمبلی کی آ جائے گی۔ لاء منسٹر صاحب کو اپنے معزز ممبران پہ بھی اتنا اعتماد نہیں ہے کہ جو کسی ادارے کی کارکردگی کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ میں جناب والا، اس میں کیا کہہ سکتا ہوں میری اس ایوان سے استدعا ہے کہ اس کو پاس کیا جائے اور کم از کم تین اراکین اسمبلی جن میں سے ایک حزب اختلاف اور دو ممبر حکومتی پارٹی میں سے لے کر اس کے بورڈ میں شامل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون۔ جناب سپیکر۔ میں نے قائد حزب اختلاف کی طرف سے دی گئی ترمیم کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ وہ گورنمنٹ پہ پابندی لگا کر اس کے Scope کو کم کرنا چاہ رہے ہیں۔ یہ صوبائی اسمبلی میں حکومتی پارٹی کے دو اور حزب اختلاف کا ایک ممبر رکھنا چاہتے ہیں جبکہ ہم تو اس سے زیادہ رکھنا چاہتے ہیں۔ ہم زیادہ سے زیادہ معزز اراکین اسمبلی کو اس میں نمائندگی دینا چاہتے ہیں ۔ حکومت کا کوئی ایسا ادارہ نہیں ہے کہ جس میں معزز اراکین اسمبلی نہیں ہوں گے۔ بلکہ ہم تو حزب اختلاف کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں بلکہ میں تو آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا ہم نے جو بل پاس کیا ہے اس میں ہم

نے دو اراکین حزب مخالف سے رکھے ہیں۔ ان میں سے ایک معراج خالد صاحب اور دوسرے قائد حزب اختلاف کو رکھا ہے۔ لیڈر آف اپوزیشن کی مراعات وزیر کے برابر ہیں۔ ضلعی مشاورتی بورڈ میں بھی حزب اختلاف کے ایم پی اے اور ایم این اے صاحبان کو باقاعدہ نمائندگی دے رہے ہیں۔ ہم تو حزب اختلاف کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ کے پاس جو اختیار ہے، اتھارٹی ہے اس میں جتنی زیادہ سے زیادہ معزز ممبران کو نمائندگی دی جائے۔ اگر مناسب ہوا تو زیادہ ممبر بھی رکھے جا سکتے ہیں۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اس ترمیم کی مخالفت کرتا ہوں اور آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ بل کو اصل حیثیت میں پاس فرمایا جائے جناب والا۔ میری استدعا ہے کہ وقت آدھ گھنٹے کے لئے بڑھایا جائے۔

DEPUTY SPEAKER: The time is extended for half an hour.

Motion moved and the question is-

Sub Clause 1 clause 4

That for sub-clause (1) of clause 4 of the Bill, as reported by the Special Committee No. I, the following be substituted, namely:-

"(1) The Authority shall consist of three members of the Punjab assembly, one of whom from Opposition and such other members as may be notified by the Government."

(The motion was lost)

Clause - 4

Now, Clause 4 of the Bill.

The question is -

That Clause 4 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause - 5

Clause 5 of the Bill.

The question is -

That Clause 5 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause - 6

Clause 6 of the Bill.

The question is -

That Clause 6 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause - 7

Clause 7 of the Bill.

The question is -

That Clause 7 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause - 8

Clause 8 of the Bill.

The question is -

That Clause 8 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause - 9

Clause 9 of the Bill.

The question is -

That Clause 9 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause - 10

Clause 10 0f the bill.

The question is -

That Clause 10 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause - 11

Clause 11 of the Bill.

The question is -

That Clause 11 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause - 12

Clause 12 of the Bill.

The question is -

That Clause 12 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause - 13

Clause 13 of the Bill.

The question is -

That Clause 13 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause - 14

Clause 14 of the Bill.

The question is -

That Clause 14 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause - 15

Clause 15 of the Bill.

The question is -

That Clause 15 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause - 16

Clause 16 of the Bill.

The question is -

That Claue 16 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause - 17

Clause 17 of the Bill.

The question is -

That Clause 17 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause - 18

DEPUTY SPEAKER:

Now, Clause 18 of the Bill is under consideration,

since there is no amendment in it-

The question is -

That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 18 do stand part of the Bill

Clause - 19

Now, Clause 19 of the Bill is under consideration,

Since there is no amendment in it-

The question is -

That Clause 19 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 19 do stand part of the Bill.

Clause - 20

Now, Clause 20 of the Bill is under consideration,

Since there is no amendment in it-

The question is -

That Clause 20 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 20 do stand part of the Bill.

Clause - 21

Now, Clause 21 of the Bill is under Consideration,

Since there is no amendment in it-

The question is -

That Clause 21 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 21 do stand part of the Bill.

Clause - 22

Now, Clause 22 of the Bill is under Consideration,

Since there is no amendment in it-

The question is -

That Clause 22 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 22 do stand part of the Bill.

Clause - 23

Now, Clause 23 of the Bill is under consideration,

Since there is no amendment in it-

The question is -

That Clause 23 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 23 do stand part of the Bill.

Clause - 24

Now, Clause 24 of the Bill is under

consideration,

Since there is no amendment in it-

The question is -

That Clause 24 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 24 do stand part of the Bill.

Clause - 25

Now, Clause 25 of the Bill is under consideration.

Since there is no amendment in it-

The question is -

That Clause 25 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 25 do stand part of the Bill.

Clause - 26

Now, Clause 26 of the Bill is under consideration.

Since there is no amendment in it-

The question is -

That Clause 26 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 26 do stand part of the Bill.

Clause - 27

Now, Clause 27 of the Bill is under consideration.

Since there is no amendment in it-

The question is -

That Clause 27 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 27 do stand part of the Bill.

Clause - 28

Now, Clause 28 of the Bill is under consideration.

Since there is no amendment in it-

The question is -

That Clause 28 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 28 do stand part of the Bill.

Clause - 29

Now, Clause 29 of the Bill is under consideration.

Since there is no amendment in it-

The question is -

That Clause 29 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 29 do stand part of the Bill.

Clause - 30

Now, Clause 30 of the Bill is under consideration.

Since there is no amendment in it-

The question is -

That Clause 30 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 30 do stand part of the Bill.

Clause - 31

Now, Clause 31 of the Bill is under consideration.

Since there is no amendment in it-

The question is -

That Clause 31 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 31 do stand part of the Bill.

Clause - 32

Now, Clause 32 of the Bill is under consideration.

Since there is no amendment in it-

The question is -

That Clause 32 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 32 do stand part of the Bill.

Clause - 33

Now, Clause 33 of the Bill is under consideration.

Since there is no amendment in it-

The question is -

That Clause 33 of the Bill do stand part of the

(The motion was carried)

Clause 33 do stand part of the Bill.

Clause - 34

Now, Clause 34 of the Bill is under

consideration.

Since there is no amendment in it-

The question is -

That Clause 34 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 34 do stand part of the Bill.

Clause - 35

Now, Clause 35 of the Bill is under consideration.

Since there is no amendment in it-

The question is -

That Clause 35 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 35 do stand part of the Bill.

Clause - 36

Now, Clause 36 of the Bill is under consideration.

Since there is no amendment in it-

The question is -

That Clause 36 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 36 do stand part of the Bill.

Clause - 37

Now, Clause 37 of the Bill is under consideration.

Since there is no amendment in it-

The question is -

That Clause 37 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 37 do stand part of the Bill.

Clause 38-

Now, clause 38 of the Bill is under consideration.

There is one amendment recieved in it, Minister for law and Parliamentary Affairs may move the amendment.

MINISTER FOR LAW PARLIAMENTARY ATTARIRS:- Sir, I move :-

That for Clause 38 of the Bill as reported by the Special Committee No.1. the following be substituted:-

"38. Repeal:- The Dera Ghazi Khan Development Authority Ordinance, 1991 (X of 1991) is here by repealed."

MR. DEPUTY SPEAKER:- The amendment moved is:-

That for Clause 38 of the Bill as reported by the Special Committee No.1. the following be substituted:-

"38. Repeal:- The Dera Ghazi Khan Development Authority Ordinance, 1991 (X of 1991) is hereby repealed."

Now, the motion moved and the question is :-

That for Clause 38 of the Bill as reported by the Special Committee No.1. the following be substituted:-

"38. Repeal:- The Dera Ghazi Khan

Development Authority Ordinance, 1991 (X of 1991) is hereby repealed."

(The motion was carried)

Now, the question is:-

That Clause 38 of the Bill as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 38 of the Bill as amendment so stand part of the Bill.

Clause - 2

Now, Clause 2 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it.

The question is:-

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

Clause - 1

Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. There is one amendment received in it, Minister for law and Parliamentary Affairs may move the amendment.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS:- Sir, I move:-

That in sub-Clause (1) of Clause 1 of the Bill as reported by the Special Committee No.I, for the figures 1990, occurring in line 2, the figures 1991 be substituted.

DEPUTY SPEAKER:- The amendment moved is:-

That in sub-Clause (1) of Clause 1 of the Bill as reported by the Special Committee No.I, for the figures 1990, occurring in line 2, the figures 1991 be substituted.

Now, the question is:-

That in sub-Clause (1) of Clause 1 of the Bill as reported by the Special Committee No.I, for the figures 1990, occurring in line 2, the figures 1991 be substituted.

(The motion was carried)

Now, the question is :-

That Clause 1 of the Bill as amended do stand part of the Bill

(The motion was carried)

Clause 1 as amended do stand part of the Bill.

Preamble

Now, the Preamble of the Bill is under consideration.

There is one amendment received in it from Rana Ikram Rabbani. He may move his amendment.

RANA IKRAM RABBANI: Sir, I move :-

That in the Preamble of the Bill as reported by the Special Committee No.1, after the word "Khan" occurring in line 4 the words" as the concerned department of the Punjab Government has failed to perform their

function to the satisfaction of the people of the said area" be added.

MR DEPUTY SPEAKER:- The amendment moved is:-

That in the Preamble of the Bill as reported by the Special Committee No.1, after the word "Khan" occurring in line 4 the words" as the concerned department of the Punjab Government has failed to perform their function to the satisfaction of the people of the said area" be added.

MINISTER FOR LAW AND PRALIAMENTARY AFFAIRS:- I oppose it sir.

رانا اکرام ربانی۔ جناب والا، جو بل اس وقت ایوان کے سامنے منظوری کے لئے پیش کیا جا رہا ہے، اس میں سیکشن 5 کی کلاز 2 میں لکھا ہوا ہے۔

Section (2) The authority may prepare, implement, and enforce scheme for development of agriculture and industry, froest conservation and development of irrigation facilities, development of means of communications, development of mineral resources, construction and development of housing, water supply, seweage, drainage, promotion of tourism, environmental improvement, urban renewal including slums repairs and redevelopment, solid waste disposal, health and educational facilities and preservation of objects or places of historical, archaeological, scientific, cultrual, and recreational importance.

اب چونکہ اس میں اس اتھارٹی کے قیام کے جتنے بھی اغراض و مقاصد بیان کیے گئے ہیں، پنجاب حکومت کے پاس تقریباً یہ سب ادارے پہلے سے ہی کام کر رہے ہیں۔ ان کے لئے بے شمار سیکرٹری کی سطح سے لے کر نیچے تک بھرتی کی جاتی ہے۔ بے شمار فنڈز ان کی Disposal پر ہیں اور وہ سارے متعلقہ محکمے ڈیرہ غازی خان کے علاقے میں بھی کام کر رہے ہیں۔ یہ ایک قسم کا indirect عدم اطمینان ان اداروں پر ہے اور ان کی کارکردگی پر ہے۔ جناب والا۔ اس ملک کو قائم ہوئے چالیس سے زیادہ سال گزر چکے ہیں۔ اگر یہ تمام ادارے جن کے بارے میں اتھارٹی کے اغراض و مقاصد میں لکھا ہوا ہے اگر یہ تمام ادارے اپنے اس مقصد کے لئے انجام دیتے، اس علاقے کے لئے انجام دیتے ہیں جن میں ان کے دفاتر قائم ہیں، اور ہر محکمے کا دفتر اس علاقے میں قائم ہے۔ یہ ایک عجیب پریکٹس ہمارے ملک اور خاص طور پر ہمارے صوبے میں بنائی گئی ہے کہ بجائے اس کے کہ متعلقہ اداروں کی کارکردگی کو بہتر بنایا جائے نئی ڈویلپمنٹ اتھارٹیز بنائی جاتی ہیں اور پھر ان اتھارٹیز کے حوالے سے بے شمار Scandal ہمارے سامنے آتے ہیں۔ لوگوں کی بھرتی کے Scandal، پھر پلاٹوں کے scandal، ابھی تک ایک ڈویژن اس سے محفوظ تھا تو میرا خیال ہے کہ اس کو محفوظ ہی رہنا چاہیے اور اگر اس اتھارٹی کا قیام ضروری تھا تو کسی نہ کسی حوالے سے جو پہلے محکمے ہماری حکومت نے قائم کر رکھے ہیں ان کے لئے ایک بڑا لمبا چوڑا بجٹ ہر سال مختص کیا جاتا ہے۔ اس بجٹ پر باقاعدہ بحث ہوتی ہے۔ یہ الفاظ جو میں نے اپنی ترمیم میں دیئے ہیں اگر شامل کر لئے جائیں تو پھر ایک احساس مسلسل ان اداروں کے سر پر رہے گا۔ ان افسران کے سامنے مسلسل یہ بات رہے گی کہ اس قسم کی اتھارٹیز کا قیام اس لئے اس علاقے کی ترقی کے لئے عمل میں لایا جاتا ہے ..... (مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ معزز قائد حزب اختلاف تقریر کر رہے ہیں۔ انھوں نے ترمیم پیش کی ہوئی ہے۔ براہ کرم آپ توجہ سے سنیں۔

رانا اکرام ربانی۔ جناب والا، سب سے زیادہ افسوس ناک بات یہ ہے کہ اتفاق سے جو معزز وزراء کرام اس وقت ایوان میں تشریف فرما ہیں، اس ایوان کی خوش قسمتی سے وہ بھی

اس کارروائی کو اتنی سنجیدگی سے نہیں لے رہے جتنی سنجیدگی سے انہیں لینا چاہیے۔ میں گزارش کر رہا تھا کہ اگر اس اتھارٹی کے Preamble میں یہ الفاظ شامل کر دیئے جائیں تو جتنے متعلقہ محکمہ جات اس حکومت کے ہیں ان کے سامنے ان کے ضمیر پر یہ ایک چیز سامنے رہے گی کہ یہ تمام محکمہ جات اور ادارے جو تھے اگر اپنے فرائض ان چالیس سالوں میں احسن طریقے سے سر انجام دیتے تو آج اس اتھارٹی کی ضرورت محسوس نہ کی جاتی۔ لاء منسٹر صاحب نے تو اس ترمیم کو oppose کیا ہے۔ اگر ان اداروں کی کارروائی پر انہیں اطمینان ہے، اعتماد ہے تو پھر، اس اتھارٹی کے قیام کا مقصد کیا ہے؟ یہ کیوں بنائی جا رہی ہے؟ اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کے لئے حکومت پنجاب کا کوئی محکمہ علیحدہ کام نہیں کر رہا۔ tourism کا ہے، اس کے لئے باقاعدہ ایک بورڈ بنایا گیا ہے۔ اب یہ اتھارٹی اس میں کیا کرے گی؟ یا تو clear cut اس پر اظہار عدم اطمینان کیا جائے کہ جو موجودہ محکمہ جات ہیں وہ اس علاقے کی ترقی کے لئے کام نہیں کر رہے تھے اس لئے یہ اتھارٹی بنائی گئی ہے۔ اگر اس میں یہ مندرج نہیں کیا جاتا ..... (مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ وہ صبرو تحمل سے قائد حزب اختلاف کی بات سنیں۔ شکریہ۔

رانا اکرام ربانی۔ اگر میری ترمیم کے الفاظ درج نہیں کیے جاتے تو پھر جس قسم کے scandal ایل ڈی اے میں، ایم ڈی اے، ایف ڈی اے میں supply کے اور پلاٹوں کے اور نوکریوں کے سامنے آتے ہیں یہ ایک نیا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ اس معزز ایوان کے سامنے میری یہ استدعا ہے کہ ہر چیز کی مخالفت صرف اس لئے نہ کی جائے کہ یہ حزب اختلاف کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔ یہ ان محکموں کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے ضروری ہو گا۔ ..... (مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ براہ کرم اپنی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ باتوں میں مصروف نہ ہوں۔ افسوس ہے کہ اس بات میں ایسے لوگ ملوث ہیں جو بڑے پرانے Parliamentarian ہیں اور بڑی ذمہ دار شخصیت کے مالک ہیں آپ فرمائیے۔

خانزادہ محمد ضرغام خان خاکوانی۔ جناب سپیکر۔ جو کچھ قائد حزب اختلاف کے ساتھ ہو رہا ہے اگر یہی سلسلہ چلتا رہا تو ہم آپ سے عہد کرتے ہیں کہ ہم بھی آپ کے وزراء کے سامنے یہی حشر کریں گے جو وہ ہمارے ساتھ کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں نے معزز ممبران سے درخواست کی ہے۔

خانزادہ محمد ضرغام خان خاکوانی۔ جناب والا، وہ اس لئے کر رہے ہیں کہ ان کی بات کو سنا نہ جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ خاکوانی صاحب تشریف رکھیں۔

خانزادہ محمد ضرغام خان خاکوانی۔ جناب! ہم تو تشریف رکھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ اپنے قائد حزب اختلاف کو بات کرنے دیں۔ اب آپ ہی ان کی باتوں میں مداخلت کر رہے ہیں۔ جی رانا صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ (قطع کلامیاں) میں معزز ممبران سے درخواست کرونگا کہ وہ براہ کرم ایوان کے تقدس کا خیال رکھیں اور قائد حزب اختلاف جب ہاؤس میں بول رہے ہوتے ہیں تو خاموشی سے ان کے خیالات سنے جاتے ہیں۔

رانا اکرام ربانی۔ جناب سپیکر۔ مجھے افسوس ہو رہا ہے اس بات کی نشان دہی کرتے ہوئے کہ جس مقصد کے لئے یہ ادارہ، یہ ایوان وجود میں آیا ہے یعنی قانون سازی کے لئے تو اس ادارے کی اپنی کچھ روایات بھی ہیں اور مجھے ان دونوں چیزوں کی نشاندہی کرتے ہوئے اس ترمیم کے دوران افسوس ہو رہا ہے کہ روایات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے یعنی حزب اختلاف کی طرف سے اگر کوئی بات کی جائے اس کے دوران ہاؤس میں اس قسم کا مظاہرہ افسوس ناک ہے اور قانون سازی کے لئے بڑے دعوے کئے جاتے ہیں کہ اس کام کے لئے بڑے سنجیدہ ہیں اس میں یہ بھوک کا ذکر ہو رہا ہے۔ اور میں اس بات کو اس میں لانا چاہتا تھا کہ اگر یہ محکموں کی کارکردگی پر عدم اعتماد نہیں ہے تو پھر اس میں کہیں لکھا جائے کہ یہ قانون سازی اپنی بھوک کے انتظام کے لئے کی جارہی ہے۔ کہ اتھارٹی کا قیام اس لئے عمل میں لایا جا رہا ہے۔ میں جناب والا۔ احتجاجاً ان الفاظ کے ساتھ اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ قائد حزب اختلاف سے میں درخواست کرونگا کہ آپ اپنی ترمیم پر بات کریں آپ نے اپنی تقریر ختم کر لی ہے؟

جناب رانا اکرام ربانی۔ جی جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی لاء منسٹر صاحب! میں راجہ صاحب سے درخواست کرونگا کہ وہ اپنی سیٹ پر تشریف فرما ہوں۔ ہمیں ان کی باتوں کا احساس ہے اور ان کی بھوک کا بھی احساس ہے جی وزیر قانون۔

جناب راجہ خلیق اللہ خان۔ جناب والا، * * * * * * *

جناب ڈپٹی سپیکر۔ راجہ صاحب! تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز آرڈر پلیز میں معزز ممبران سے درخواست کرونگا کہ براہ کرم وہ اپنی نشستوں پر بیٹھے بیٹھائے تبصرہ نہ کریں۔ جی رانا صاحب فرمائیے۔

رانا ثناء اللہ خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا راجہ صاحب نے قائد حزب اختلاف کی تقریر کے متعلق جو الفاظ فرمائے ہیں وہ قابل مذمت ہیں اور انتہائی المناک ہیں۔

خانزادہ محمد ضرغام خان خاکوانی۔ جناب والا۔ ہم ان الفاظ کے خلاف واک آوٹ کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اگر ہمارے حزب اختلاف کے دوستوں کو (قطع کلامیاں) میں آپ سے درخواست کروں گا کہ وہ میری بات کو مکمل ہونے دیں۔ اگر ہمارے حزب اختلاف کے دوستوں کو جناب راجہ صاحب کے الفاظ پر اعتراض ہے تو میں ان الفاظ کو حذف کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ لاء منسٹر صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ (قطع کلامیاں) اب بات ختم ہو گئی ہے آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز آپ بیٹھ جائیں۔ جی لاء منسٹر صاحب!

جناب وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا۔ یہ جناب قائد حزب اختلاف .....

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب والا، آپ نے ان کے الفاظ کو قابل مذمت سمجھتے ہوئے کارروائی سے حذف کرادیا۔ لیکن ان کا رویہ اب بھی قابل مذمت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میں نے وہ الفاظ کارروائی سے حذف

(* * بحکم جناب ڈپٹی سپیکر یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے)

کروا دیئے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی لا۔ منسٹر صاحب!

جناب وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب سپیکر۔ Preamble میں بل کا مقصد لکھا جاتا ہے اس کی وجوہات نہیں لکھی جاتیں۔ اور یہ جو اتھارٹی بنائی گئی ہے اس کا کردار coordination بھی ہو گی۔ اس کا کردار concentr ate بھی کرے گا اور یہ اتھارٹی اس علاقے کی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے ترقیاتی کاموں میں دلچسپی لیکر کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ development کرے گی۔ اس وجہ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اتھارٹی مفاد عامہ اور ایک پسماندہ علاقے کی بہتری کے لئے بنائی گئی ہے۔ اور جو اعتراضات جناب قائد حزب اختلاف نے کئے ہیں میں نے ان کا نوٹس لیا ہے۔ انشاء اللہ کوشش اس بات کو یقینی بنائے گی کہ اس اتھارٹی کی کارکردگی کو زیادہ سے زیادہ بہتر بنایا جائے اور میں ان الفاظ سے ان کی ترمیم کی مخالفت کرتا ہوں اور جناب والا کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ اس کو اسی فارم میں پاس کیا جائے۔ شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب سپیکر۔ لا۔ منسٹر صاحب نے مخالفت کرنے کے سلسلے میں یہ الفاظ رٹے ہوئے ہیں۔ ان سے گزارش کی جاتی ہے کہ یہ الفاظ ذرا تبدیل کردیں۔ ہم کئی بار یہ الفاظ سن چکے ہیں۔ یہی الفاظ ہیں۔ ان میں کوئی تبدیلی نہیں کرتے۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ رانا صاحب تشریف رکھیں۔

MR DEPUTY SPEAKER:- The amendment moved and the question is:-

> That in the Preamble of the Bill as reported by the Special committee No I, after the word " Khan" occurring in line 4 the words" as the concerned department of the Punjab Government has failed to perform their function to the satisfaction of the people of the said area " be added.

(The motion was lost)

Now, the question is:-

That the Preamble of the Bill do -stand part of the Bill.

(The motion was carried)

preamble do stand part of the Bill.

Long title

Now, the Long Title of the bill is under consideration, since there is no amendment in it, it becomes part of the Bill.

Second Reading ends.

Minister for Law and Parliamentary Affairs.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS:- Mr Speaker Sir, I move :-

"That the Dera Ghazi Khan Development Authority Bill, 1990, be passed.

MR DEPUTY SPEAKER:- The motion moved is:-

"That the Dera Ghazi Khan Development Authority Bill, 1990, be passed.

The motion moved and the question is:-

"That the Dera Ghazi Khan Development Authority Bill, 1990, be passed.

(The motion was carried)

The Bill is passed.

The house is adjourned.

(اس موقعہ پر اجلاس کی کارروائی جمعرات 14 مارچ 1991ء گیارہ بجے صبح تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چوتھا اجلاس

جمعرات 14 مارچ 1991ء

(بخ شنبہ 27 شعبان 1411 ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 11 بج کر 35 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ○
وَلَا تَسۡتَوِی الۡحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ ؕ اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ فَاِذَا الَّذِیۡ بَیۡنَکَ
وَبَیۡنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیۡمٌ ○ وَمَا یُلَقّٰىہَاۤ اِلَّا الَّذِیۡنَ صَبَرُوۡا ۚ وَمَا یُلَقّٰىہَاۤ اِلَّا ذُوۡ
حَظٍّ عَظِیۡمٍ ○

سورۃ حم اسجدۃ ایت 35 تا 33

اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو خدا کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں ○ اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی، تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جسمیں اور تم میں دشمنی تھی وہ تمہارا گرم جوش دوست ہو ○ اور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔ جو برداشت کرنے والے ہیں۔ اور ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں۔ ○

وما علینا الاالبلاغ

امن عامہ پر بحث

حاجی محمد شریف۔ سترہ تاریخ کے ایجنڈے پر اجلاس کا وقت شام ساڑھے چار بجے کا درج ہے۔ ہو سکتا ہے کہ سترہ تاریخ کو روزہ ہو جائے۔

جناب سپیکر۔ سترہ تاریخ کو تو روزے کا کوئی امکان نہیں ہے۔

حاجی محمد شریف۔ لیکن تراویح اور نماز عشاء کا وقت ہو جاتا ہے۔ صبح نو بجے کا وقت کر لیا جائے تو بہتر ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ بات درست ہے۔ اس بارے میں بات کر لیتے ہیں۔

جناب شوکت داؤد۔ Weekend پر ہم نے باہر جانا ہوتا ہے۔ اس لئے اتوار سترہ تاریخ کو ہم نہ آ سکیں گے۔ شام کا مختصر اجلاس کر لیں۔ مغرب ختم کر دیں۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر۔ ہاؤس میں کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب، اس وقت سینٹ کا الیکشن ہے اور اس کی وجہ سے ایسا ہے۔ اسمبلی کی کارروائی بھی کچھ نہ کچھ جاری رہے۔ امن عامہ پر بحث میں نے گورنمنٹ کو کہہ کر رکھوائی تھی۔ تاکہ جتنے بھی ہمارے ممبر صاحبان اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں انہیں کچھ موقع فراہم ہو جائے اور وہ اظہار خیال کر لیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو امن عامہ پر جتنے صاحبان بات کرنا چاہتے ہیں وہ بات کر لیں۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب سپیکر۔ میں نے یہ کورم کی نشان دہی اس لئے کی ہے کہ پچھلی بار جب امن عامہ پر بحث ہو رہی تھی تو اس وقت ایوان میں تقریباً سولہ معزز اراکین موجود تھے لیکن میں نے کورم کی نشان دہی نہیں کی تھی۔ اس کے بعد ایوان کے غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کے دن پر جب مفاد عامہ کے بارے میں قراردادیں پیش تھیں۔ قاضی صاحب کی قرارداد ایوان کے سامنے پیش ہو چکی تھی، اس پر Debate ہونی تھی تو اس وقت پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کورم کی نشان دہی کر کے اجلاس کی کارروائی ملتوی کروا دی تھی۔ بہر حال آپ کا جو حکم ہو۔ اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ ایوان کی کارروائی چلائی جائے تو میں اس سے اختلاف نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب، میں آپ کا شکر گزار ہوں لیکن میں لا۔ منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کے دن کے بارے میں وہ یہاں ارشاد فرمائیں کہ گورنمنٹ کی طرف سے غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کے دن کورم کی نشان دہی نہیں کی جائے گی۔

وزیر قانون۔ جناب سپیکر۔ میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا ہے۔ دراصل ایوان میں بہت سے ہمارے دوست نئے آئے ہیں۔ ہمارا یہ پہلا اجلاس ہے۔ پنڈی سے ہمارے ایک دوست بادشاہ خان ہیں۔ وہ مجھے Pearl Continental میں ملے۔ میں نے انھیں کہا کہ آپ ایک دن کے لئے ایوان میں تشریف لائے تھے اور کورم کی نشان دہی کر کے آپ اٹھکر چلے گئے۔ اس دن ہماری قانون سازی کا بڑا اہم کام ہونا تھا اور ہمارے ہی آدمی نے کورم کی نشان دہی کر دی۔ یہ بالکل دانستہ بات نہیں ہے۔ ہماری آئندہ جو پارٹی میٹنگ ہو گی اس میں بھی میں اپنے سارے دوستوں سے گزارش کروں گا اور اب بھی گزارش کرتا ہوں۔ گورنمنٹ کا تو کام ہے کہ کورم پورا ہو۔ اس سے گورنمنٹ کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ تو ہماری ذمہ داری ہے اور میں شاہ صاحب کا شکر گزرا ہوں کہ انھوں نے اس کی نشان دہی کر کے اس سلسلے میں میری معاونت فرمائی ہے۔ اور میں اپنے حکومتی بنچوں کے معزز اراکین سے اپیل کرتا ہوں اور ساتھ ہی حزب اختلاف کے دوستوں سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ صرف جہاں پر کوئی بہت ہی اہم نوعیت کا ایسا مسئلہ ہو کہ جس میں وہ سمجھتے ہیں کہ گورنمنٹ کو کورم پورا کرنا چاہیے وہاں پر تو اور بات ہے۔ ورنہ ہمارا کام تو چلنا چاہیے۔ ہم سارے ایوان میں حصہ لینے کے لئے اور ایوان کے وقار میں اضافہ کرنے کے لئے آئے ہیں اور تکنیکی باتوں میں پڑ کے ہاؤس کے کام میں بلا جواز تاخیر اور بلا جواز ایوان کے کام میں رکاوٹ کا موجب نہیں بننا چاہیے۔ جناب والا، میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ العزیز میں اس بات کو یقینی بناؤں گا اور میں اپنے معزز اراکین کی خدمت میں اپنی پارٹی میٹنگ میں بھی یہ گزارش کروں گا کہ اس قسم کی صورت حال سے بچا جائے۔ شکریہ۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب سپیکر۔ میں آپ کے نوٹس میں یہ بھی لانا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے ارشاد فرمایا ہے، وہ چاہتے ہیں کہ اس ایوان کے وقار میں اضافہ ہو۔ لیکن جب کل جناب ڈپٹی سپیکر صدارت کر رہے تھے تو قائد حزب اختلاف اپنی ترمیم پر

تقریر کر رہے تھے۔ اس وقت ایوان میں شور و غل تھا۔ انھیں بات کرنے سے بار بار ٹوکا جا رہا تھا۔ ان کی بات نہیں سنی جا رہی تھی۔ جناب والا، میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کی یہ روایت رہی ہے کہ جب قائد ایوان یا قائد حزب اختلاف ایوان کو خطاب کر رہے ہوں تو حزب اختلاف کے ارکان توجہ سے ان کی بات سنتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومتی بنچوں نے کل جو مظاہرہ کیا ہے وہ قابل مذمت ہے۔ اور امید ہے کہ وہ آئندہ احتیاط برتیں گے۔ کیونکہ اگر قائد حزب اختلاف کو بات کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی تو پھر قائد ایوان کو بھی اس ایوان میں بات کرنے نہیں دی جائے گی۔

جناب سپیکر۔ اس میں کوئی دوسری رائے ہو نہیں سکتی کہ قائد ایوان ہوں یا قائد حزب اختلاف، ان کے احترام کے پیش نظر ان کی بات کو interrput نہیں ہونا چاہیے۔ اور ان کے احترام کو ملحوظ خاطر رکھا جانا چاہیے۔ کیونکہ قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف اشخاص کا نام نہیں، یہ ادارے ہیں۔ اور ان اداروں کا احترام ہونا چاہیے۔ اور اس بارے میں کوئی دو رائے ہو نہیں سکتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایسا واقعہ ہوا ہے تو یہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ اور میں آپ کو اس بارے میں بتاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ قائد ایوان ہوں، یا قائد حزب اختلاف ہوں، ان کا وقار، ان کا احترام آئندہ مقدم سمجھا جائے گا اور ان کی بات کو یہاں interrupt نہیں کیا جائے گا۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس بارے میں یہ ایک formula ضرور طے ہو جانا چاہیے کہ غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کے دن پر حکومتی بنچوں کی طرف سے کسی معزز رکن کو کورم کی نشان دہی نہیں کرنی چاہیے۔ اس لئے کے غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن مفاد عامہ کا دن ہے اور وہ ممبرز کے business کا دن ہے۔ وہ گورنمنٹ کے business کا دن نہیں ہے۔ وہ ممبرز کے بزنس کا دن ہے۔ اس لئے اس دن حکومتی بنچوں کو behave کرنا ہو گا۔ اور وہ کورم کی نشان دہی نہیں کریں گے تا کہ مفاد عامہ کی کارروائی غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کے دن جاری رہے۔ اور ماسوائے اس کے کہ حزب اختلاف جہاں بہت شدت سے محسوس کرے، مثلاً قانون سازی ہو رہی ہے، یا بحث ہے یا کوئی دوسرے انتہائی اہم معاملات میں جہاں حزب اختلاف کا کردار بنتا ہے کہ اگر کورم نہیں ہے تو حکومت کو احساس دلائے کہ اس وقت کورم پورا کرنا آپ کی انتہائی ذمہ داری ہے۔ اس وقت کورم کی نشان دہی کرنا پارلیمانی آداب کی بات ہے۔ لیکن

عام کارروائی انجام دینے کہ لئے امن عامہ پر بحث ہے، دوسرے معاملات چل رہے ہیں، وقفہ سوالات ہے، اس میں کورم کی نشان دھی نہیں کرنی چاہیے تا کہ اسمبلی کے معاملات بغیر کسی توقف کے اور بغیر کورم آگے بڑھ سکیں۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب والا۔ کیا وزیر قانون یہ یقین دھانی ایوان کے اندر کروائیں گے کہ غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کے دن حکومتی بنچوں کی طرف سے کورم کی نشان دھی نہیں کی جائے گی۔

جناب سپیکر۔ وہ یہ یقین دھانی کروا چکے ہیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ جناب سپیکر۔ میں آپ کی اجازت سے Point of information پر بات کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کے دن پر میری ایک قرارداد پر جناب سپیکر نے یہ رولنگ دی تھی کہ یہ 14 تاریخ کو پیش کی جائے گی۔ انہوں نے اس پر ایک کمیٹی تشکیل دی تھی جس کے کنوینر وزیر قانون تھے۔ تو کل کمیٹی کے ممبران نے وزیر قانون صاحب کے کمرے میں ان سے بات کی۔ تو اس قرارداد پر جو ترامیم تھیں اس پر افہام و تفہیم یا اتفاق رائے نہیں ہو سکا۔ اور یہ کہا گیا تھا کہ آج 14 تاریخ کو پیش کیا جائے گا۔ تو میں جناب سپیکر! آپ سے التجا کرونگا کہ آج اسے پیش کرنے کے سلسلے میں اس کارروائی میں کتنا adjust کیا جائے گا۔ میری استدعا ہے کہ معزز ایوان کے روبرو اس کو پیش کیا جائے تا کہ اس پر کارروائی اچھے انداز میں ہو سکے۔

جناب سپیکر۔ سیٹھی صاحب! آپ اپنی بات دھرائیے گا کہ آپ کس بارے میں ارشاد فرما رہے ہیں، کوئی تحریک استحقاق ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ جناب سپیکر۔ میری قرارداد شریعت بل کے بارے میں تھی اور اس کے الفاظ بالکل مختصر تھے کہ صوبائی حکومت، مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ شریعت بل کو جلد از جلد منظور کرے۔

جناب سپیکر۔ تو اس معاملے میں یہ طے ہو گیا ہے کہ comprehensive انداز میں وزیر قانون کی موجودگی میں ان کو بھی ساتھ شامل کر کے آپ ایک قرارداد لائیں گے جس کو یہاں حاؤس میں پیش کیا جائے گا۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ جی جناب۔ چونکہ کمیٹی میں اتفاق رائے نہیں ہو سکا تھا اس لئے 14 تاریخ کا ٹائم دیا گیا ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ معزز ایوان کے روبرو پیش ہو جائے۔

میاں منظور احمد موھل۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ میاں منظور احمد موھل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موھل۔ جناب والا۔ اس روز یہ فیصلہ ہوا تھا کہ 14 تاریخ کو پیش ہو جائے گی کیونکہ امکان تھا کہ اجلاس 14 مارچ تک رہے گا۔ اب چونکہ اجلاس 21 مارچ تک رہنا ہے اس لئے میرے خیال میں کمیٹی کسی نتیجہ پر پہنچ جائے گی اور یہ انشاء اللہ اسی اجلاس میں پیش ہو جائے گی۔

جناب سپیکر۔ یہ درست بات ہے۔ جی رانا ثناء اللہ خان صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب سپیکر۔ گزارش یہ ہے کہ کورم کے سلسلہ میں جو آپ نے ارشاد فرمایا ہے مجھے اس کا احترام ہے۔ لیکن صورتحال یہ ہے کہ آپ آج حزب اقتدار تمام ممبر صاحبان بھی اسمبلی بلڈنگ میں موجود ہیں وزیراعلیٰ صاحب بھی موجود ہیں۔ وزراء صاحبان بھی موجود ہیں تو اس صورتحال میں جو کورم کو پورا رکھنا ہے وہ ان کی ذمہ داری ہے۔ اور یہی نہیں کہ امن وامان کی صورتحال پر بحث کرنا اتنا اہم نہیں ہے یا کوئی فضول بات ہے اور اس کے متعلق کورم کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور یہ کہ اس کا خیال نہ رکھا جائے۔ جبکہ کل قانون سازی کا جھٹکا کرنے کے لئے جس طرح سے کورم پورا رکھا گیا دروازوں پر آدمی بیٹھا کر اور وزرا اور ممبران کو پکڑ پکڑ کو یہ لاتے رہے ہیں۔ تو اس سلسلے میں آج کی جو صورتحال ہے جبکہ تمام لوگ اسمبلی بلڈنگ میں موجود ہیں اور سینیٹ کے انتخاب پر صرف دباؤ ڈالنے کے لئے lobbies اور گیٹ پر موجود ہیں اور حال میں آنا وہ مناسب نہیں سمجھتے اس لئے میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں اور گنتی کروائی جائے۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب آپ نے کیا ارشاد فرمایا؟

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب والا۔ میں نے آج جو مخصوص سی صورتحال ہے اسکی چند الفاظ

میں وضاحت کی ہے۔ اس کے پیش نظر میں کہتا ہوں۔
جناب سپیکر۔ آپ نے مخصوص صورت حال کیا ارشاد فرمائی ہے ؟
رانا ثناء اللہ خان۔ جناب والا۔ صورت حال یہ ہے کہ کل جب انہوں نے کورم پورا رکھنا تھا تو قانون سازی کا جھٹکا کرنے کے لئے انہوں نہ دروازوں پر یہاں آدمی بیٹھائے ہوئے تھے وزراء صاحبان کو بیٹھایا اور ممبران کو پکڑ پکڑ لاتے رہے اور کورم کو پورا رکھا۔ آج امن وامان کی جو صورتحال ہے کیا یہ اتنا ہی اہم معاملہ ہے کہ اس سے کسی کو کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ کسی وزیر کو صوبہ کے Executive head کو یعنی تمام اسمبلی بلڈنگ میں موجود ہیں لیکن ہاؤس میں آنے سے انہیں انکار ہے۔ یا تو یہ ہے کہ وہ موجود نہ ہوں یا کوئی اور ایسی صورتحال پیش آ رہی ہو کہ جس کی وجہ سے یہ نہ آ رہے ہوں۔ سب حضرات یہاں پر موجود ہیں۔ صرف سینیٹ کے انتخاب پر prevall کرنے کے لئے اور وہاں پر Pressure ڈالنے کے لئے وہاں اس طرف موجود ہیں۔ اور ادھر یہ ہے کہ امن عامہ پر بحث ہو۔ جب حکومت کو اور حکومت کے ارکان اور وزراء صاحبان کو دلچسپی نہیں ہے ایوان میں امن عامہ پر جو بحث ہوتی ہے تو پھر اس بحث کا کیا فائدہ ؟ بحث برائے بحث کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے جب قانون سازی پر اس طریقے سے کورم رکھا جا سکتا ہے تو پھر اس اہم مسئلہ پر جو کہ میری نظر میں اور اس کے متعلق آپ نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ یہ بہت ہی اہم معاملہ ہوتا ہے جب ایوان میں امن عامہ پر بحث ہو رہی ہوتی ہے۔ تو جب حکومت کو دلچسپی نہیں ہے تو پھر اس سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ تو اس کے پس منظر میں نے کہا ہے کہ میں کورم کی نشان دھی کرتا ہوں اور آپ گنتی کروائیں۔"

جناب سپیکر۔ رانا صاحب! یہ آپ کا حق ہے۔ اس سے آپ کو کوئی نہیں روک سکتا۔ لیکن ہم آپس میں اس معاملے کو سلجھانے کی باتیں کر رہیں ہیں اور اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ امن عامہ پر بحث Govt business نہیں ہے۔
رانا ثناء اللہ خان۔ جناب والا، حکومت جو آج ادھر اسمبلی بلڈنگ میں business کر رہی ہے اس کے پیش نظر یہ استثنیٰ ہے۔
جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں اور میری بات سنیں۔ یہ Govt business نہیں ہے

یہ آپ کے غیر سرکاری ارکان کی کارروائی ہے کہ آپ چاہتے ہیں کہ صوبہ میں امن وامان کی صورت حال ٹھیک نہیں ہے اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ گورنمنٹ کی صورت حال ٹھیک نہیں ہے تو اس کو آپ Criticise کریں۔ یہ اراکین کے مفاد میں ہے اور آپ کو موقع دینے والی بات ہے۔ آپ کو ایک ایسا موقع دینے والی بات ہے کہ جس میں آپ امن وامان کی صورتحال پر بحث کر سکیں۔ اگر آپ مناسب سمجھتے ہوں تو آپ اس کے حق میں بات کریں، مناسب سمجھتے ہوں تو اس کی مخالفت میں بات کریں، یہ تو آپ کے اپنے interest میں ہے۔ اگر آپ اس پر بحث نہیں کرنا چاہتے تو آپ کو کوئی نہیں روک سکتا۔ لیکن اگر آپ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں تو میں تو صرف آپ کے نقطہ نظر سے پیش نظر، یہ نہیں کہ اس میں کوئی گورنمنٹ کا مفاد ہے کہ آپ امن وامان کی صورت حال پر بات کریں حکومت کو کیا ضرورت ہے کہ وہ امن و امان کی صورت حال پر آپ کی تنقید سنے۔ اس کو کوئی شوق نہیں ہے۔ یہ تو آپ کے اپنے مفاد میں ہے اگر آپ بات کرنا چاہتے ہیں تو امن وامان کی صورتحال پر آپ گفتگو کریں۔ آپ بات کریں اور آپ کورم کو Ponit out نہ کریں۔

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب والا۔ میری گزارش ہے کہ اگر گورنمنٹ کو واقعی امن وامان پر بحث سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور اسے کوئی ضرورت نہیں ہے جبکہ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ جو امن عامہ پر بحث یہاں ایوان میں ہوتی ہے وہ حکومت کے مفاد میں ہوتی ہے تا کہ حکومت کو نشاندھی ہو کہ کیا ہو رہا ہے۔ کیوں ہو رہا ہے اور اس کا کیسے تدراک ہو سکتا ہے۔ تو اگر گورنمنٹ کو دلچسپی نہیں ہے جیسے کہ آج کی صورت حال سے ظاہر ہے اور جو آپکی بات ہے وہ ٹھیک ہے دوسری تمام پوزیشن درست ہو گی ہم درست تسلیم کریں گے۔ لیکن اس صورت حال میں جب سب اسمبلی بلڈنگ میں موجود ہوں اور اس کے بعد ان کی دلچسپی کا یہ عالم ہو تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس بحث برائے بحث کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور یہ ہمیں بے وقوف بنانے والی بات ہے۔

جناب سپیکر۔ تو اب آپ کیا فرماتے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب والا۔ میں کورم کی نشاندھی کرتا ہوں اور گنتی کروائی جائے۔

جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(گھنٹیاں بجائیں گئیں)

(12 بجکر 6 منٹ پر ایوان کی کارروائی شروع ہوئی)

جناب سپیکر۔ ایوان میں کورم نہیں ہے اس لئے ایوان کی کارروائی 15 منٹ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

(محترمہ فوزیہ بہرام 12 بجکر 51 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں)

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ (محترمہ فوزیہ بہرام)۔ کورم نہیں اس لئے اجلاس اتوار دوپہر 2-00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی اتوار 17 مارچ 1991ء دوپہر دو بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چوتھا اجلاس

اتوار 17 مارچ 1991ء

(یکشنبہ 30 شعبان 1411ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 3 بج کر 10 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۖ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۚ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝

سورۃ الحجرات آیت 13 - 12

اے اہل ایمان! بہت گمان کرنے سے احتراز کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تم ضرور نفرت کرو گے۔ (تو غیبت نہ کرو) اور خدا کا ڈر رکھو بے شک خدا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ○ لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو (اور) خدا کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے، بے شک خدا سب کچھ جاننے والا (اور) سب سے خبردار ہے ○

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ محکمہ صنعت سے متعلقہ سوالات ہیں۔ جناب ریاض فتیانہ!

کمالیہ شوگر ملز میں بھرتی

*24۔ جناب ریاض فتیانہ۔ کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ دسمبر 1988ء سے 31 اکتوبر 1990ء کے دوران کمالیہ شوگر ملز میں کن کن افراد کو کس کس عہدہ پر ملازمت فراہم کی گئی نیز کیا یہ ملازمتیں مستقل تھیں یا عارضی؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ (مہر اختر عباس بھروانہ)
تفصیل لف ہے۔

فہرست ملازمین کمالیہ شوگر ملز

نمبر شمار نام	عہدہ	تاریخ تقرری	کیفیت
1۔ مرزا داؤد بیگ	جنرل فورمین	12-12-88	مستقل
2۔ طاہر جاوید ہاشمی	شفٹ کیمسٹ	29-12-88	مستقل
3۔ نذر حسین زاہد	ایم ٹی کلرک	21-1-89	مستقل
4۔ اظہر خاں	نائب قاصد	18-1-89	مستقل
5۔ ایس ضمیر حسین	فیلڈ اسسٹنٹ	1-2-89	مستقل
6۔ محمد ندیم	ٹائپسٹ	11-3-89	مستقل
7۔ محمد پرویز داہلہ	ایس پی او	30-5-89	مستقل
8۔ محمد عارف خاں	کیبن سپروائزر	8-6-89	مستقل
9۔ یوسف مسیح	سویپر	3-6-89	مستقل
10۔ شمس الحق	قلی	1-7-89	مستقل
11۔ محمد ایوب خان	سیکورٹی گارڈ	2-7-89	مستقل
12۔ احسان خان	سیلیب بوائے	4-7-89	مستقل

13۔ محمد صدیق	نائب قاصد	26-7-89	مستقل
14۔ محمد شریف	ڈیٹل کیٹنگ	23-8-89	مستقل
15۔ عبدالرحمن	چوکیدار	31-7-89	مستقل
16۔ محمد انور تبسم	پی آر او	14-9-89	مستقل
17۔ محمد طارق نواز	ایل ڈی سی	25-9-89	مستقل
18۔ محمد ضیاء اللہ	ایل ڈی سی	16-9-89	مستقل
19۔ سلطان محمود	قلی	19-9-89	مستقل
20۔ سید اقتدار حسین	شفٹ کیسٹ	14-11-89	مستقل
21۔ حافظ منیر احمد	موذن	22-9-90	مستقل
22۔ عافیہ خورشید بیگ	لیڈی ٹیچر	22-10-90	مستقل
23۔ رانا منظور احمد	کیٹنگ	13-10-90	مستقل
24۔ سرفراز احمد	خلاصی	22-10-90	مستقل

شعبہ پرسانل

25۔ احمد خان	سکیورٹی گارڈ	23-1-89	سیزنل (عارضی)
26۔ طالب حسین	سکیورٹی گارڈ	9-2-89	(عارضی)
27۔ محمد رفیق	سکیورٹی گارڈ	25-11-89	(عارضی)
28۔ محمد صدیق	قلی	12-11-89	(عارضی)
29۔ منیر احمد	قلی	10-3-90	(عارضی)
30۔ در محمد خان	ایل ڈی سی	21-1-89	(عارضی)

شعبہ فنانس

31۔ محمد افضل	ایل ڈی سی	22-11-89	(عارضی)

32۔ منظور	ایل ڈی سی	23-11-89	(عارضی)
33۔ محمد پرویز	ایل ڈی سی	30-11-89	(عارضی)
34۔ الطاف حسین	ایل ڈی سی	4-12-89	(عارضی)
35۔ شان محمد	ایل ڈی سی	17-12-89	(عارضی)
36۔ ایم ایم اقبال	ایل ڈی سی	12-12-89	(عارضی)
37۔ محمد ابراہیم	ایل ڈی سی	20-12-89	(عارضی)
38۔ محمود الحسن	ایل ڈی سی	8-1-90	(عارضی)

شعبہ فنانس

39۔ ایس ساجد حسین	ایل ڈی سی	3-2-89	(عارضی)
40۔ محمد حیات	ایل ڈی سی	23-3-90	(عارضی)

شعبہ گنا

41۔ محمد عامر	ایل ڈی سی	30-10-89	(عارضی)
42۔ فتح علی خان	ایل ڈی سی	18-11-89	(عارضی)
43۔ منیر احمد	ایل ڈی اے	12-11-89	(عارضی)
44۔ اصغر علی	ایل ڈی سی	15-11-89	(عارضی)
45۔ محمد منشا	قلی	25-11-89	(عارضی)
46۔ محمد انور	ایل ڈی سی	22-3-90	(عارضی)
47۔ اللہ رکھا	لی ڈی	22-10-89	(عارضی)
48۔ عالم شیر	قلی	12-12-89	(عارضی)
49۔ محمد رمضان	چوکیدار	2-12-89	(عارضی)
50۔ عبدالرحمن	قلی	16-1-90	(عارضی)
51۔ محمد یوسف	ایل ڈی سی	5-12-89	(عارضی)
52۔ مشتاق احمد	ایل ڈی سی	31-12-89	(عارضی)

53۔ منیر احمد منیر	فیلڈ اسسٹنٹ	90-1-1	(عارضی)
54۔ محمد اسلم	ایل ڈی سی	90-1-17	(عارضی)
55۔ مظہر عباس	قلی	90-1-30	(عارضی)
56۔ اللہ رکھا	قلی	90-3-8	(عارضی)
57۔ مطلوب اعظم	ایل ڈی سی	90-3-25	(عارضی)
58۔ عبدالرزاق	کلرک	90-3-23	(عارضی)
59۔ غلام قادر	قلی	90-2-13	(عارضی)

شعبہ انجینئرنگ

60۔ عبدالرشید	ہیلپر	89-1-22	(عارضی)
61۔ منور حسین	ہیلپر	89-1-22	(عارضی)
62۔ شہادت علی	ہیلپر	89-1-22	(عارضی)
63۔ محمد سلیم	قلی	89-11-22	(عارضی)
64۔ حق نواز	قلی	89-11-23	(عارضی)
65۔ رب نواز	قلی	89-11-23	(عارضی)
66۔ محمد علی	ہیلپر	89-11-23	(عارضی)
67۔ محمد اکرم	قلی	89-12-21	(عارضی)
68۔ ایم خالد جاوید	قلی	90-2-10	(عارضی)
69۔ فلک شیر	قلی	89-11-27	(عارضی)
70۔ احسان الحق	قلی	90-2-20	(عارضی)
71۔ زوار حسین	ہیلپر	90-2-7	(عارضی)
72۔ محمد اسلم	قلی	90-3-2	(عارضی)
73 محمد اسلم	قلی	90-3-19	(عارضی)

شعبہ کیمیکل

74۔ شبیر عباس	قلی	89-1-24	(عارضی)

75۔ مظہر اقبال	قلی	13-11-89	(عارضی)
76۔ نصیر احمد	قلی	12-11-89	(عارضی)
77۔ تاج محمد	قلی	18-11-89	(عارضی)
79۔ الطاف حسین	قلی	18-11-89	(عارضی)
80۔ محمد منظور	قلی	18-11-89	(عارضی)
81۔ عظیم حیدر	قلی	13-11-89	(عارضی)
82۔ مشتاق احمد	قلی	18-11-89	(عارضی)
83۔ ظہور احمد	قلی	13-11-89	(عارضی)
84۔ محمد رشید	قلی	22-11-89	(عارضی)
85۔ جاوید حسین	قلی	14-2-89	(عارضی)
86۔ عالم شیر	قلی	11-11-89	(عارضی)
87۔ عبدالحمید	قلی	21-11-89	(عارضی)
88۔ شوکت علی	قلی	27-11-89	(عارضی)
89۔ محمد نصیب	قلی	6-12-89	(عارضی)
90۔ بشیر احمد	قلی	6-12-89	(عارضی)
91۔ عبدالرحمن	قلی	3-12-89	(عارضی)
92۔ محمد اقبال	قلی	6-12-89	(عارضی)
93۔ حامد علی	قلی	12-12-89	(عارضی)
94۔ غلام فرید	قلی	13-12-89	(عارضی)
95۔ عبد الحلیم	قلی	22-12-89	(عارضی)
96۔ سید ضمیر حسین	قلی	24-12-89	(عارضی)
97۔ سید محمد	قلی	24-12-89	(عارضی)
98۔ شہادت علی	قلی	1-1-90	(عارضی)
99۔ محمد اشرف	قلی	8-1-90	(عارضی)
100۔ محمد عباس	قلی	8-3-90	(عارضی)
101۔ لیاقت علی	قلی	1-2-90	(عارضی)

102۔ نواب گل	سیکورٹی گارڈ	25-7-89	(عارضی)
103۔ نذیر احمد	ڈرائیور	10-8-89	(عارضی)
104۔ محمد اسلم	قلی	15-10-90	(عارضی)
105۔ محمد بشیر	قلی	13-10-90	(عارضی)
106 امداد مسیح	سویپر	7-6-90	(عارضی)
107۔ نادر علی	قلی	2-4-90	(عارضی)

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب سپیکر۔ کیا وزیر موصوف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یہ جو عارضی ملازمین رکھے گئے ہیں اور جو لسٹ میں درج ہیں انہیں مستقل کرنے کا حکومت کا کوئی ارادہ ہے ؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب والا، یہ جو عارضی ملازمین ہیں یہ sugar season میں رکھے جاتے ہیں اور ان کو مستقل نہیں کیا جاتا۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ کیا Seasonal ملازمین کے علاوہ بھی کوئی عارضی ملازمین رکھے جاتے ہیں ؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب والا، میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ایک تو مستقل ملازمین ہیں۔ دوسرے Seasonal ہیں اور تیسرے ایسے ملازمین ہیں جنہیں daily wages پر رکھا جاتا ہے۔

جناب شوکت داؤد۔ جناب سپیکر۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ یہ جو ملازمین مستقل یا عارضی بنیاد پر رکھے گئے ہیں ان کا کیا معیار ہے کیا یہ باقاعدہ کوئی انٹرویو دے کر آئے تھے یا پھر ان کو کس بنیاد پر رکھا گیا ہے ؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب والا۔ وہاں کے جو مقامی لوگ یا جو ارد گرد کے لوگ ہوتے ہیں ان کو رکھا جاتا ہے۔ اور ان کے بارے میں زیادہ تر مقامی ایم ۔ پی ۔ اے یا ایم ۔ این ۔ اے حضرات سفارش کرتے ہیں اور یہ عارضی رکھے جاتے ہیں۔ اور جو مستقل ہوتے ہیں ان کے باقاعدہ انٹرویو ہوتے ہیں۔

کمالیہ پیپر ملز کی تعمیر

*25۔ جناب ریاض فتیانہ۔ کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ
(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ کمالیہ پیپر ملز کا سنگ بنیاد صدر مملکت کی جانب سے کئی سال بیشتر رکھے جانے کے باوجود ابھی تک اس کی تعمیر شروع نہیں کی جا سکی اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔
(ب) حکومت نے کمالیہ پیپر ملز کی تعمیر کا کیس وفاقی حکومت کو کب بھجوایا اور اس وقت اس کیس کی پیش رفت کیا ہے۔ نیز اس ضمن میں حکومت پنجاب نے کیا سفارشات پیش کی تھیں۔
(ج) حکومت متذکرہ ملز کو اپنے طور پر تعمیر کرنے کی تجویز پر غور کرنے کو تیار ہے اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اسکی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی (مہر اختر عباس بھروانہ)

(الف) یہ درست ہے کہ جناب صدر پاکستان نے کمالیہ پیپر ملز کا سنگ بنیاد فروری 1987ء میں رکھا تھا۔ تاہم نیشنل ڈویلپمنٹ فنانس کارپوریشن کی جانب سے مطلوبہ سرمایہ کی عدم فراہمی کی وجہ سے یہ منصوبہ تعطل کا شکار ہو گیا۔
(ب) کمالیہ نیوز پرنٹ پراجیکٹ کو پی ۔ ڈی ۔ ڈبلیو ۔ پی (PDWP) نے مؤرخہ 6-3-1983 کے اجلاس میں منظور کیا جسے بعدازاں وفاقی حکومت کو بذریعہ مراسلہ مورخہ مئی 1983ء ارسال کیا گیا۔ بعدازاں حکومت پاکستان کی منظوری سے اسے دوبارہ تشکیل دیا گیا جسے ECNEC نے اپنے اجلاس ہائے مورخہ 23-4-85 اور 5-9-1985 بعض مشاہدات سے منظور کیا جس میں یہ بھی شامل تھا کہ مالیاتی ادارے سرمایا کی فراہمی سے قبل اس کے قابل عمل ہونے کا جائزہ لیں اور اس بارے میں کسی قسم کی پابندی سے اجتناب کریں۔ یہ منصوبہ مختلف مراحل سے گزرنے کے نتیجے میں طوالت اختیار کر گیا اور بر وقت مالی وسائل حاصل نہ ہونے کی وجہ سے بیرونی مالیاتی اداروں نے اس سلسلے میں تمام معاہدے یکطرفہ طور پر منسوخ کر دئے۔
(ج) محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات حکومت پنجاب نے اپنے مراسلہ مورخہ 28-8-90 متذکرہ

منصوبہ کو وفاقی حکومت کی منظوری کے لئے ارسال کر دیا ہے۔ حتمی منظوری کا انتظار ہے۔
جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ 1987ء میں جناب صدر پاکستان نے کمالیہ پیپر ملز کا سنگ بنیاد رکھا اور اس کے جواب جزو (ب) میں یہ ہے کہ 1985ء میں مالیاتی ادارے سرمایہ کی فراہمی سے قبل اس کے قابل عمل ہونے کا جائزہ لیں تو جناب والا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 1987ء میں اس وقت کتنے فیصد کام ہو چکا تھا کہ جب صدر پاکستان نے اس کا افتتاح کیا اور 1985ء میں اس کے قابل عمل ہونے کی کیا ضرورت دوبارہ پیش آ گئی جس کی وجہ سے سرمایہ کی فراہمی معطل کر دی گئی۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب والا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ Feasibility Report کے لئے تقریباً ایک کروڑ روپے خرچ ہوئے تھے لیکن اس کے بعد جیسا میں نے یہ عرض کیا ہے کہ یہ " 1985ء بعض مشاہدات سے منظور کیا جس میں یہ بھی شامل تھا کہ مالیاتی ادارے سرمایہ کی فراہمی سے قبل اس کے قابل عمل ہونے کا جائزہ لیں"۔
اصل میں مالیاتی اداروں نے یہ فنڈ فراہم کرنے تھے اور اس میں نیشنل ڈویلپمنٹ فنانس کارپوریشن سرفہرست تھی۔ یہ Back out کر گئی جس کی وجہ سے یہ التواء میں پڑ گیا۔

جناب سپیکر۔ ضمنی سوال شوکت داؤد صاحب!
جناب شوکت داؤد۔ جناب سپیکر! ایک تو میں یہاں یہ وضاحت کرنا چاہتا تھا کہ سوال میں اوپر لکھا ہوا ہے " شوگر مل کی تعمیر کے لئے اقدام " اور نیچے پیپر مل درج ہے۔ یہ جواب دیئے گئے ہیں۔
دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں سوال کے جز (الف) کا جو جواب دیا گیا ہے اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ " مطلوبہ سرمایہ کی عدم فراہمی کی وجہ سے یہ منصوبہ تعطل کا شکار ہے "۔

حالانکہ ماضی میں یہ اخباروں میں بھی پڑھا گیا ہے۔ تو میں یہی وضاحت چاہوں گا کہ یہ صرف سرمایہ کی وجہ سے تعطل کا شکار ہے یا اس میں کچھ سیاسی وجوہ بھی ہیں؟ کیونکہ میں نے خود اخبار میں پڑھا تھا کہ اس میں بعض لوگ یہ چاہتے تھے کہ اس کو سندھ منتقل کر دیا جائے۔

اور اس کے متعلق یہ بھی آیا تھا کہ یہ پنجاب میں ہی بننا چاہیئے کیونکہ اس کا سنگ بنیاد یہاں رکھا گیا ہے اس لئے یہ مل کمالیہ میں ہی بننی چاہیے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب والا، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ 1983ء میں اس کا کل تخمینہ 160 کروڑ روپے تھا لیکن 1988ء میں یہ بڑھ کر 445 کروڑ روپے ہو گیا اور آج تقریباً 600 کروڑ روپے میں یہ پراجیکٹ لگے گا۔ تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ فنڈ کی فراہمی نہ ہونے کی وجہ سے یہ تعطل کا شکار ہوا ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر۔ جی سید چراغ اکبر شاہ صاحب ضمنی سوال کریں۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) میں یہ جواب دیا گیا ہے کہ " یہ منصوبہ مختلف مراحل سے گزرنے کے نتیجے میں طوالت اختیار کر گیا اور بروقت مالی وسائل حاصل نہ ہونے کی وجہ سے بیرونی مالیاتی اداروں نے اس سلسلے میں تمام معاہدے یکطرفہ طور پر منسوخ کر دیئے۔ تو جناب سپیکر میرا سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف یہ بیان کرنا پسند فرمائیں گے کہ اب اگر حکومت اس کا کوئی منصوبہ بناتی ہے اور منظوری دیتی بھی ہے تو یہ جو غیر ملکی فنڈز اس منصوبے کو کامیاب کرنے کے لئے ضروری تھے وہ تو منسوخ ہو چکے ہیں اس کے لئے حکومت کا کیا لائحہ عمل ہو گا؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب والا! اس میں یہ بالکل واضح ہے کہ اس سلسلے میں تمام معاہدے منسوخ اس لئے ہو گئے ہیں کہ 160 کروڑ روپے کا ایک پراجیکٹ شروع ہونا تھا وہ طوالت کی وجہ سے 600 کروڑ روپے تک جا پہنچا تو قدرتی طور پر یہ ہونا ہے کہ باہر کی جتنی کمپنیاں ہیں وہ تو یہ کہیں گی کہ 160 کروڑ روپے تو اس وقت تھا لیکن آج وہ منصوبہ 600 کرڑ روپے کا کیوں ہے اور وہ 600 کروڑ روپے ہی مانگیں گے۔ اس کے تحت وہ منصوبہ لگے گا تو یہ بالکل سیدھی بات ہے کہ فنڈ کے مہیا نہ ہونے کی وجہ سے یہ چیز ہوئی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان۔ ضمنی سوال۔

جناب سپیکر۔ جی رانا ثناء اللہ خان ضمنی سوال کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب سپیکر! اس منصوبے کی جو اہمیت ہے اس سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا اور وقفہ سوالات کا جو مقصد ہے وہ ایک حکومت کی کارکردگی کی نشاندھی بھی ہے تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ اتنا نقصان جو کہ 160 کروڑ روپے سے اب 600 کروڑ روپے تک بات پہنچی ہے اور ابھی تک انہوں نے یہ جیسا کہ جواب میں لکھا ہے کہ ....

" طوالت اختیار کر گیا اور بروقت مالی وسائل حاصل نہ ہونے کی وجہ سے بیرونی مالیاتی اداروں نے بھی اپنے معاہدے یکطرفہ طور پر منسوخ کر دئے "۔ تو آیا یہ جو مراحل ہیں جو اتنی طوالت اختیار کر گئے ہیں۔ کیا اس سلسلہ میں حکومت یا وزیر موصوف کوئی انکوائری کروا رہے ہیں کہ یہ منصوبہ کیوں ایسے ہوا ہے اور قوم کو اس وجہ سے کیوں اتنا نقصان ہوا ہے؟

جناب سپیکر۔ وزیر صنعت۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب والا! چونکہ یہ مالیاتی اداروں نے فنڈز مہیا کرنے تھے جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے اور سب سے بڑا جو مالیاتی ادارہ نیشنل ڈویلپمنٹ فنانس کارپوریشن ہے جب وہی Back out کر گیا ہے تو جناب جیسا میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ پھر یہ منصوبہ کیسے لگ سکتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب سپیکر! میں شاید اپنی بات کو واضح نہیں کر سکا۔ میں نے ان مراحل کی نشاندھی کرنے کے لئے کہا ہے جو انہوں نے لکھا ہے کہ " مختلف مراحل " یہ کون سے مراحل تھے جس وجہ سے یہ منصوبہ مکمل نہیں ہو سکا اور وہ مراحل طے کرتا کرتا چار پانچ سال لے گیا اور اس وجہ سے پھر سارے ادارے Back out کر گئے۔ میں نے تو ان مراحل کی نشاندھی کرنے کے لئے کہا ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ چاہتے ہیں کہ وہ کیا عوامل تھے جن کی وجہ سے یہ منصوبہ تاخیر کی نذر ہو گیا۔

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ " مختلف مراحل " یعنی ایک فائل ایک دفتر میں پڑی ہے۔ اس کے بعد اسے دوسرے دفتر میں جاتے جاتے دو سال

لگ گئے ہیں جو اوپر جز (ب) کا بیان ہے اس میں اس قسم کی بات لکھی ہوئی ہے کہ فائل کو ایک سے دوسری جگہ جاتے ہوئے تقریباً دو سال لگے ہیں تو میں ان مراحل کی نشاندھی کے متعلق کہہ رہا ہوں تاکہ یہ پتہ چل سکے کہ اس میں گورنمنٹ کا ہاتھ ہے یا کسی اور کا ہاتھ ہے جس وجہ سے اتنا نقصان ہوا ہے۔ میں ان مراحل کی نشاندھی کا کہہ رہا ہوں۔ جو طے کرتے کرتے پانچ چھ سال کا عرصہ لگا ہے اس وجہ سے یہ صورتحال پیدا ہوئی ہے۔

جناب سپیکر۔ وزیر صنعت۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب سپیکر! میں نے تو یہ عرض کیا ہے کہ یہ چونکہ تعطل کا شکار ہوا اور Feasible نہ ہونے کی وجہ سے یہ پراجیکٹ اس وقت بھی زیر غور ہے لیکن یہ Feasible نہیں ہے

جناب سپیکر۔ finally یہ پراجیکٹ اب Drop ہو گیا ہے؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ نہیں جناب۔ یہ Drop نہیں ہوا۔ ابھی اس پر غور ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر۔ لیکن یہ طے ہو گیا ہے کہ Feasible نہیں ہے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ اس میں یہ ہے کہ یہ رپورٹ ضرور آئی ہے کہ یہ اب Feasible نہیں رہا کیونکہ یہ 160 کروڑ روپے سے بڑھ کر 600 کروڑ روپے کا ہو گیا ہے یعنی آج اگر ہم یہ پراجیکٹ لگائیں تو یہ 600 کروڑ روپے کا لگتا ہے۔ Pakistan Industrial Development Board تو یہ لگا نہیں سکتا اور جو بڑے مالیاتی ادارے ہیں ان میں سب سے بڑا جو ادارہ ہے وہ بھی Back out کر گیا ہے۔ تو میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ یہ ابھی حکومت کے زیر غور ہے۔

جناب سپیکر۔ تو اس میں رانا ثناء اللہ خان کا سوال یہی ہے کہ یہ منصوبہ ابتدائی طور پر 160 کروڑ روپے کی مالیت کا تھا لیکن غیر ضروری وقت گزر جانے کے باعث اس منصوبہ کی مالیت 600 کروڑ روپے ہو گئی جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا تو یہی وہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اتنی غیر ضروری تاخیر اس میں کیوں ہوئی؟ اس کے کیا عوامل تھے؟ اس کے کیا محرکات تھے کہ جس کی وجہ سے یہ منصوبہ 160 کروڑ روپے سے بڑھ کر 600 کروڑ کا ہو گیا اور پھر

بالآخر اس کو Non feasible قرار دے دیا گیا۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ سب سے بڑا مالیاتی ادارہ جو ہے وہ Back out کر گیا۔

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب سپیکر! میں اس میں تھوڑی سی پھر وضاحت کر دوں شاید اس سے بات واضح ہو جائے۔ جز (الف) میں یہ درج ہے کہ " مورخہ 1983-3-6 کے اجلاس میں اس کو منظور کیا جسے بعد ازاں وفاقی حکومت کو بذریعہ مراسلہ مورخہ مئی 1983۔ ارسال کیا گیا۔ بعد ازاں حکومت پاکستان کی منظوری سے اسے دوبارہ تشکیل دیا گیا جسے E C N E C نے اپنے اجلاس جائے مورخہ 85-4-23 اور 85-9-5 میں منظور کیا اب جناب سپیکر یہ دیکھ لیں کہ 83-3-6 اور اس کے بعد صرف ایک جگہ سے دوسری جگہ جا کر اسے put کیا گیا ہے اور وہ تاریخ آ گئی ہے۔85 - 4 - 23 تقریباً دو سال ایک ماہ اور پھر 85-9-5 ایک اجلاس سے دوسرا پھر پانچ ماہ بعد ہوا۔ بعض مشاہدات سے منظور کیا۔ تو اب جناب سپیکر یہ دو سال کا جو عرصہ ہے کہ صرف ایک جگہ سے 1983۔ میں چٹھی گئی ہے اور 1985۔ تک دو سال اسے وہاں ہی لگ گئے۔ تو وزیر موصوف ان عوامل کے وضاحت فرمائیں کہ دو سال میں وہ چٹھی یہاں لاہور سے اسلام آباد پیدل گئی تھی یا کیا طریقہ کار اختیار کیا تھا کہ دو سال اس میں صرف ہو گئے اور بعد کی جو صورتحال یہ بتا رہے ہیں تو وہ تو پھر یقینی تھی کہ ایسا ہی ہونا تھا۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب والا! صرف یہی ایک پروجیکٹ نہیں ہے، اسی طرح تو کئی پروجیکٹ ہیں جو آج اگر منظور ہوتے ہیں تو قابل عمل نہ ہونے کی وجہ سے نہیں لگتے یہاں پر تو یہ ہے کہ .....

رانا ثناء اللہ خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔ وزیر موصوف اس بات کو غلط طرف لے جا رہے ہیں۔ میں نے کسی دوسرے منصوبے کے متعلق نہیں پوچھا۔

وزیر صنعت۔ اس میں جناب والا میں یہی عرض کر سکوں گا کہ سب سے بڑی کمپنی Back out کر گئی ہے۔ اس نے Finance کرنا تھا لیکن اس نے جواب دے دیا۔

جناب فرید احمد پراچہ۔ جناب والا ! گزارش یہ ہے کہ یہ درست ہے کہ بڑی پارٹی Back out کر گئی اور اس کی وجہ سے ہی یہ منصوبہ معرض التواء میں پڑگیا۔ لیکن معاملہ یہی پوچھنے کا ہے کہ اس کی ذمہ داری کس پر آتی ہے ؟ اتنی تاخیر کیوں ہوئی، اس دوران خرچ بھی بے پناہ ہوا ہو گا۔ اس سارے معاملے کو آگے بڑھانے پر جو اخراجات ہوئے اور اس کے بعد اس طوالت کی وجہ سے وہ پارٹی بھی Back out کر گئی اور سارا معاملہ معرض التواء میں پڑ گیا۔ اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے اور اس کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں ؟

وزیر صنعت۔ جناب والا ! اس کی ذمداری تو میرے خیال میں متعلقہ فنانس کارپوریشن کی ہے حکومت پر اس کی ذمداری عائد نہیں ہوتی۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب والا ! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ منصوبہ 1983ء میں شروع ہوا ہے اور 1990ء میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ یہ منصوبہ قابل عمل نہیں ہے۔ اس میں صدر مملکت نے سنگ بنیاد بھی رکھا ہے۔ سات سال گزرے ہیں اس میں گورنمنٹ کے فنڈز بھی خرچ ہوئے ہیں۔ جناب والا ! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ ان سات سالوں میں حکومت کا کتنا پیسہ اس پر خرچ ہوا ہے ؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب والا ! میں یہ پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ لگ بھگ ایک کروڑ روپے feasibility رپورٹ پر خرچ ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر۔ اس بارے میں، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اب ہم نے سوال پر مزید ضمنی سوال entertain نہیں کرنے ہیں۔ اس میں ایک چیز میں آپ کو بتانا چاہوں گا، آپ سب معزز اراکین کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہوں گا اور شاید یہ بات آپ کے فائدے میں ہو۔ رول 52 سید چراغ اکبر شاہ صاحب اور باقی صاحبان دیکھ سکتے ہیں رول 52 میں واضح طور پر یہ کہا گیا ہے کہ ۔

52. On every Sunday the Speaker may, on the two clear days. notice being given by a member. allot one hour for disscussion on a matter of sufficient public importance which has during the last week been the subject of a

question starred or unstarred.
Provided that the Speaker may extend the time of sitting for that days by an hour.

لہذا اگر کوئی سوال پچھلے ہفتے بہت اہمیت کا حامل ہو جاتا ہے تو اگلے ہفتے کے ابتدائی دنوں میں آپ اس کو زیر بحث لانے کے لئے ایک تحریک پیش کر سکتے ہیں۔ اور وہ سوال جو بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ اتوار کے روز ایک گھنٹہ اس کو زیر بحث لانے کے لئے مخصوص کیا جا سکتا ہے۔ سپیکر اگر چاہے تو اس دورانیہ میں مزید ایک گھنٹے کا اضافہ کر سکتا ہے۔ لیکن اس میں یہ شرط ہے کہ وہ سوال نہایت ہی اہمیت کا حامل ہو اور بڑا عوامی اہمیت کا مسئلہ ہو۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ضمنی سوالات محدود ہوں اور اگر آپ اس پر تفصیلی بحث کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے آپ کے پاس ایک ذریعہ موجود ہے۔

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب والا! وزیر موصوف نے اب تک جو جوابات دیے ہیں، اس کے مطابق انہوں نے اس کی ذمہ داری مالیاتی ادارے پر ڈالی ہے کہ مالیاتی ادارے کے back out ہونے کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے۔ براہ مہربانی یہ بتا دیں کہ مالیاتی ادارہ نے کس سال اور تاریخ کو back out کیا یا انہیں اس کی اطلاع ملی؟ اس سے ساری صورت حال واضح ہو جائے گی۔

جناب سپیکر۔ کیا فرما رہے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب والا! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ وزیر موصوف نے تقریباً ہر سوال کے جواب میں ایک ہی ارشاد فرمایا ہے کہ مالیاتی ادارے کے Back out ہونے کی وجہ سے سارا مسئلہ خراب ہوا ہے۔ یہ صرف اتنا بتا دیں کہ وہ مالیاتی ادارہ کس سال مہینے اور تاریخ کو Back out ہوا ہے۔ اس سے یہ سارا مسئلہ واضح ہو جائے گا کہ آیا واقعی یہ ساری ذمہ داری اس مالیاتی ادارے پر پڑتی ہے۔ اگر تو اسی پر پڑتی ہے پھر تو ٹھیک ہے یہ بھی مجبور ہیں، ہمیں بھی یہ سوچنا پڑے گا کہ حکومت واقعی بے قصور ہے .....

جناب سپیکر۔ یہ آخری ضمنی سوال ہے۔ وہ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ نیشنل انڈسٹریل ڈویلپمنٹ فنانس کارپوریشن نے اس منصوبے کو کونسی تاریخ کو back out کیا؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ غالباً 1985ء کے بعد Back out کیا۔
جناب سپیکر۔ 1985ء کے بعد یعنی 1985ء میں back out کیا یا اس کے بعد ؟ کیا آپ سال بتا سکیں گے کے کونسے سال میں back out کیا؟
وزیر صنعت ۔ جناب والا ! اس کے لئے پھر نئے سوال کی ضرورت ہو گی۔
جناب سپیکر۔ آپ اس سوال کا جواب ایوان کی میز پر رکھ سکتے ہیں ؟
وزیر صنعت۔ جی ٹھیک ہے۔
جناب سپیکر۔ رانا صاحب ! اس سوال کا جواب میں Table کروا دیتا ہوں کہ کس سال میں Back out کیا۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر ! جیسا کہ رول 52 میں پوائنٹ آوٹ کیا ہے۔ ہو سکتا ہے اگلے اتوار تک اجلاس نہ ہو۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ مہربانی فرما کر رولز معطل کر کے اس سوال کو Table کرنے کے لئے کوئی دن مقرر کر دیں کیونکہ اس کے لئے دو دن کے نوٹس کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب آپ اس کو باقاعدہ پیش کریں، لکھ کر دیں۔
حاجی غلام ربانی۔ جناب والا ! کیا وزیر موصوف اس بات کی وضاحت فرمائیں گے کہ نئی شوگر ملوں کے لئے صوبائی حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟
وزیر صنعت۔ جناب والا، یہ ضمنی سوال تو نہیں بنتا۔
جناب سپیکر۔ یہ درست بات ہے ضمنی سوال نہیں بنتا۔ اگلا سوال چودھری محمد اسلم کائرہ !

کھاریاں میں صنعتوں کا قیام

*237۔ چودھری محمد اسلم کائرہ۔ کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ .....
(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ جی ٹی روڈ پر کھاریاں کے نزدیک کافی رقبہ ناہموار اور بیکار پڑا ہے۔
(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ اس رقبہ کو ہموار کر کے حکومت وہاں صنعتیں قائم کرنے کا

منصوبہ بناء رہی ہے۔
(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ اس علاقہ میں کوئی صنعتی کارخانہ نہیں ہے اور اس رقبہ کو ہموار کرکے صنعتیں قائم کرنے سے عوام اور ملک کو بہت فائدہ ہو گا۔
(د) اگر جزحائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک اس صنعتی منصوبہ پر عملدرآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ (مہر اختر عباس بھروانہ)
(الف) یہ درست ہے کہ جی ٹی روڈ پر کھاریاں شہر سے راولپنڈی کی طرف جاتے ہوئے تقریباً تمام رقبہ ناہموار اور بیکار پڑا ہے۔
(ب) موجودہ حکومت چونکہ نجی صنعتی ترقی-(Privatization) کی پالیسی پر عمل پیرا ہے اس لئے حکومت کا سرکاری شعبہ میں صنعتیں قائم کرنے کا کوئی منصوبہ نہیں ہے لیکن موجودہ حکومت نجی شعبہ کو صنعتیں لگانے کے لئے ہر ممکن امداد فراہم کرے گی۔
(ج) اس علاقے میں کوئی بڑا کارخانہ موجود نہیں بلکہ یہاں پر کچھ چھوٹے کارخانے لگے ہوئے ہیں اس ناہموار جگہ کو ہموار کر کے صنعتیں قائم کرنے سے ملک کو فائدہ ہو سکتا ہے۔
(د) جیسا کہ جز" ب " بالا میں ذکر کیا گیا ہے۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر! وزیر موصوف نے سوال کے جواب میں جز" ج " میں بتایا ہے کہ اس علاقے میں کوئی بڑا کارخانہ موجود نہیں ہے بلکہ یہاں پر کچھ چھوٹے کارخانے لگے ہوئے ہیں اس ناہموار جگہ کو ہموار کر کے صنعتیں قائم کرنے سے ملک کو فائدہ ہو سکتا ہے
جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت پنجاب ضلع گجرات میں سمال انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب آپ اپنا سوال دھرائیے گا۔
چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر! جناب وزیر موصوف نے جواب کے ذریعے بتایا ہے کہ اس علاقے میں کوئی بڑا کارخانہ موجود نہیں ہے اور اگر یہاں پر کوئی نیا کارخانہ لگے تو اس سے ملک کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ جزو (ب) میں کہا گیا ہے کہ حکومت کا نجی شعبے میں

صنعتیں دینے کے بعد سرکاری شعبہ میں صنعتیں قائم کرنے کا کوئی منصوبہ نہیں ہے میں یہ چاہتا ہوں،

جناب سپیکر ! اس علاقہ میں صنعتیں لگانے سے ملک کو فائدہ پہنچ سکتا ہے تو آیا Small Industrial Estate قائم کر کے اس ناہموار کو ہموار رقبے پر ضلع گجرات اور ملک کے عوام کو پنجاب حکومت فائدہ پہنچانا چاہتی ہے۔؟

جناب سپیکر۔ چودھری فاروق صاحب سوال کو لمبا کر دیتے ہیں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب والا ! اس سلسلہ میں میں یہ عرض کروں گا کہ ضلع گجرات میں پہلے ہی Industrial Estate موجود ہے۔ اگر کوئی دوسری Industrial Estate بھی قائم کرنا پڑی تو انشاء اللہ کریں گے۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر ! بات اس لئے لمبی ہو گئی۔ وزیر موصوف سے قبل ازیں بات ہوئی تھی اور بعد میں ان کی ایک Statement بھی آئی تھی کہ حکومت پنجاب ضلع گجرات میں ایک Industrial Estate قائم کرنا چاہتی ہے۔ اور جب انہوں نے جواب دیا ہے کہ یہاں پر صنعتیں لگانے سے ملک کو فائدہ پہنچ سکتا ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پنجاب حکومت جو دوسری Small Industrial Estate ضلع گجرات میں قائم کرنا چاہتی ہے تو کیا وہ Industrial Estate اس ناہموار جگہ پہ قائم کی جا سکتی ہے ؟

جناب سپیکر۔ وزیر صنعت۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب والا ! Industrial Estate کیوں نہیں قائم کی جا سکتی۔ اس کے لئے ہماری یہ پالیسی ہے کہ Incustrial Estate کے قیام کے لئے صنعتکاروں سے پچاس فیصد رقم لیتے ہیں۔ یہ رقم infrastucture سڑکوں اور بجلی وغیرہ کے لئے لی جاتی ہے۔ اگر صنعتکار چاہیں گے کہ اس جگہ پر Industrial Estate قائم کی جائے تو ضرور کی جائے گی۔

جناب سپیکر۔ سید چراغ اکبر صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب والا ! انہوں نے جواب میں بتایا ہے کہ موجودہ حکومت صنعتی ترقی کے پروگرام پر عمل پیرا ہے تو جناب والا میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں

گا کہ ان چار ماہ میں جبکہ یہ حکومت قائم ہوئی ہے ایسے کتنے بڑے منصوبے ہیں جو پرائیویٹ سیکٹر میں حکومت نے منظور کیئے ہیں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب والا! میرے خیال کے مطابق کوئی منصوبہ نہیں ہے کہ جس کی منظوری دی گئی ہو۔

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہو گا کہ اس کے جزو (د) کا جواب نہیں دیا گیا۔ تو کیا وزیر موصوف واضح طور پر بیان فرمائیں گے کیونکہ چودھری فاروق صاحب نے بھی تقریباً اسی بات کی نشاندہی کی ہے کہ اگر جزوحائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک اس صنعتی منصوبہ پر عملدرآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اس کا جواب انہوں نے دیا ہے کہ جیسا کہ جزو (ب) بالا میں ذکر کیا گیا ہے۔ جبکہ جزو (ب) میں اس بات کا بالکل ذکر نہیں ہے کہ کب تک ارادہ رکھتی ہے۔ تو وزیر موصوف یہ بات واضح طور پر فرمائیں گے کہ اس منصوبہ میں حکومت کا کیا ارادہ ہے۔؟ عمل کرنا ہے یا نہیں کرنا ہے واضح طور پر جواب دیں؟

جناب سپیکر۔ کیا کوئی اور ضمنی سوال ہے۔

چودھری محمد فاروق۔ حکومت پنجاب اس جگہ Small Industrial Estate کے قیام کے لیے کن کن لوازمات اور عوامل کو مناسب خیال کرتی ہے۔

جناب سپیکر۔ وزیر صنعت۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب والا! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ہم نے جو معیار رکھا ہے کہ اس کے قیام کے لئے پچاس فیصد رقم صنعتکار ادا کریں گے۔ اگر صنعتکار اکٹھے ہو جائیں اور وہ سمجھیں کہ جہاں پر Industrial Estate قائم کرنی ہے اور وہ پچاس فیصد رقم دے دیں تو جہاں بھی وہ کہیں Small Industrial Estate قائم کر دی جائے گی۔ ہماری طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب والا! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ جہاں بھی وہ حکم دیں۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کون حکم دیں؟

جناب سپیکر۔ کوئی اور ضمنی سوال ہے؟ کوئی نہیں۔ اگلا سوال نمبر 366 رانا اکرام ربانی۔

صوبہ میں نئے صنعتی یونٹوں کا قیام

*366۔ رانا اکرام ربانی۔ کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے صوبہ میں بیروزگاری پر قابو پانے کے لئے پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ قائم کیا تھا۔ جس کو صوبے میں زیادہ سے زیادہ (پبلک سیکٹر) صنعتی یونٹ قائم کر کے روزگار کے مواقع فراہم کرنا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 1977ء سے لے کر آج تک متذکرہ بورڈ نے کوئی نیا یونٹ قائم نہیں کیا اور نہ ہی روزگار کے مواقع فراہم کئے گئے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نئے صنعتی یونٹ متذکرہ بورڈ کے تحت قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اسکی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی (مہر اختر عباس بھروانہ)۔

(الف) صوبائی حکومت نے پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ ایکٹ 1973ء کے تحت پنجاب صنعتی ترقیاتی بورڈ کو قائم کیا تاکہ وہ پبلک سیکٹر میں صنعتیں لگائے۔ ان کا انتظام کرے اور ان کو تجارتی بنیادوں پر چلائے اور نجی شعبہ میں منتقلی کرے۔ جس سے ظاہر ہے کہ روزگار کی فراہمی میں مدد ملتی ہے۔

(ب) درست نہ ہے 1977ء سے لے کر آج تک پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ نے جو صنعتی یونٹ قائم کئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار صنعتی یونٹ کا نام	تکمیل کا سال	پیداواری صلاحیت	ملازمتوں کی تعداد
1۔ پارس ٹیکسٹائل ملز بہاولپور	1977ء	25000 تکلے	1117
2۔ پتوکی شوگر ملز پتوکی	1978ء	1500 ٹن روزانہ گنا پیلنے کی صلاحیت۔	1277 12 مارچ 1991ء تک

3۔ پسرور شوگر ملز پسرور	1979ء	ایضاً	965
4۔ غازی ٹیکسٹائل ملز	1979ء	25296	2200
ڈیرہ غازی خان	،	تکلے 250	،
،	،	پاور لومز	،
5۔ کمالیہ شوگر ملز	1980ء	200 ٹن	931
،	،	روزانہ گنا	12 مارچ
،	،	پیلنے کی	1991ء تک
،	،	صلاحیت	،
6۔ گوجرہ سمندری	1980ء	ایضاً	906
شوگر ملز گوجرہ	،	،	،
7۔ ہڑپہ ٹیکسٹائل ملز	1981ء	12500	1730
ساہیوال	،	تکلے	،
،	،	روٹر 3600	،
،	،	پاور لومز 365	،
8۔ توسیع پتوکی	1982ء	1500 ٹن	1277
،	،	روزانہ گنا	12 مارچ
،	،	پیلنے کی	1991ء تک
،	،	صلاحیت	،
9۔ توسیع کمالیہ	1988ء	ایضاً	931
شوگر ملز	،	،	12 مارچ
،	،	،	1991ء تک

(ج) موجودہ صنعتی پالیسی کی حدود میں رہتے ہوئے انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ مندرجہ ذیل نئے صنعتی یونٹ لگانے پر غور کر رہی ہے۔

نمبر شمار صنعتی منصوبے کا نام	مقام ،	تکمیل کا متوقع سال	سالانہ پیداوری

			صلاحیت
1۔ فیرائٹ مینوفیکچرنگ	تحصیل تا	1992ء	300000
پراجیکٹ	گنگ		اجزائے
			ترکیبی
2۔ بجلی کے میٹر	چونیاں	1992ء	250000
کارخانہ			گھریلو
			صارفین کے میٹر
3۔ کمالیہ پیپر ملز	کمالیہ		66000
			ٹن کاغذ

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کے جواب میں یہ بتایا گیا ہے Punjab Industrial Development Board نے 1977ء میں اپنے قیام سے لے کر آج تک 15 سالوں میں سات منصوبوں کی منظوری دی ہے۔ جو بورڈ تیرہ سال میں صرف سات منصوبے منظور کرتا ہے تو کیا وزیر موصوف یہ سمجھتے ہیں کہ اس کے متبادل کوئی بورڈ قائم کیا جائے۔ اور اس بورڈ کو ہی ختم کر دیا جائے۔

جناب سپیکر۔ وزیر صنعت!

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب والا! میرے خیال میں میرے فاضل دوست سمجھ نہیں سکے کہ ان میں سے بیشتر منصوبے Dispose of ہو چکے ہیں۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب والا! یہ تیرہ سال میں صرف سات منصوبے بنے ہیں۔

اور یہ منصوبے جو زیر غور ہیں ان کی فہرست شامل نہیں ہے۔ وزیر موصوف یہ فرمائیں کہ کتنے منصوبے زیر غور ہیں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب والا! تین منصوبے زیر غور ہیں۔

جناب سپیکر۔ ایس اے حمید ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ایس اے حمید۔ جناب سپیکر! وزیر موصوف سے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ موجودہ حکومت

کی Privatization کی جو پالیسی ہے تو اس کے بعد جو جواب جزو "ج" میں دیا گیا ہے کہ موجودہ صنعتی پالیسی کی حدود میں رہتے ہوئے انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ مندرجہ ذیل تین نئے صنعتی منصوبے لگانے پر غور کر رہی ہے۔ کیا اس کا جواز باقی رہ جاتا ہے؟ کہ جب پہلے ہی صنعتی Units کو Private sector میں دیا جا رہا ہے تو کیا پنجاب حکومت دوبارہ Public Sector میں Units بنائے گی۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب والا! میں عرض کروں گا کہ ہماری پالیسی یہ ہے کہ صنعتی یونٹ بنا کر ان کو پرائیویٹ سیکٹر میں دے دیں۔ جواب کے جزو "ب" میں یہی میں نے عرض کیا ہے۔

جناب ایس اے حمید۔ جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ سرکاری شعبے میں جتنے بھی صنعتی یونٹ بنتے ہیں وہ عام طور پر Feasible نہیں ہوتے۔ جیسا کہ پہلے سوال میں کہا گیا تھا کہ چھ سو کروڑ روپے اب تک صرف ہو چکے ہیں۔ تو کیا یہ یونٹ Viable ہوتے ہیں۔ جب Viable نہیں ہوتے تو پھر پالیسی میں بنیادی تبدیلیاں نہیں آنی چاہیں۔ جبکہ موجودہ حکومت اپنے سامنے ترجیحات رکھے ہوئے ہے۔

جناب سپیکر۔ ایس اے حمید صاحب! آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

جناب ایس اے حمید۔ جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر یہ پالیسی بنائی گئی ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر کو Discretion دی جائے گی تو اب اس کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے۔؟

جناب سپیکر۔ آپ کا ضمنی سوال غالباً یہ ہے کہ کیا حکومت پبلک سیکٹر میں Industrialization کی پالیسی کو Discourage کر کے پرائیویٹ سیکٹر میں کرنے یا ترجیح دینے کے لئے تیار ہے؟ کیا یہی آپ کا سوال ہے؟

...جی وزیر صنعت۔

وزیر صنعت۔ جناب والا! مجھے ان کا سوال تھوڑا سمجھ آیا ہے جواب بھی تھوڑا دوں گا۔....
سر میں نے عرض کیا ہے کہ ہماری یہ پالیسی ہے کہ ہم ایک یونٹ لگاتے ہیں اس کے بعد اس کو چلا کے پھر ہم اسے نجی شعبے کو Dispose of کرتے ہیں۔ یہ تو جناب والا میں پہلے عرض کر چکا

ہوں۔

جناب سپیکر۔ ان کا یہ سوال نہیں ہے۔ ان کا سوال یہ ہے کہ کیا حکومت اپنی موجودہ پالیسی کو تبدیل کرنے کے لئے تیار ہے کہ جس میں Industrialization کو پرائیویٹ سیکٹر میں ترجیحی بنیادوں پر کیا جائے؟ یہ تو گورنمنٹ کی موجودہ پالیسی ہے۔

وزیر صنعت۔ جی ہاں یہی تو حکومت کی موجودہ پالیسی ہے۔

جناب سپیکر۔ محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ ضمنی سوال.....

محترمہ فوزیہ بہرام۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گی۔ انہوں نے جواب دیا ہے کہ صوبائی حکومت Punjab Industial Development Board act 1973 کے تحت پنجاب صنعتی ترقیاتی بورڈ کو قائم کیا کہ وہ Public Sector میں صنعتیں لگائے، اس کا انتظام کرے اور ان کو تجارتی بنیادوں پر چلائے اور نجی شعبے میں منتقل کرے۔ جس وقت یہ نجی شعبے کو منتقل ہوتی ہے تو اس کے ساتھ تمام Labours بھی منتقل ہو جاتی ہے جب تک وہ حکومت کے پاس ملازم رہے انکی ملازمت محفوظ رہی۔ کیونکہ ظاہر ہے حکومت نے صنعت ہی پرائیویٹ ادارے کو منتقل کر دینی ہے جب یہ منتقل کر دیتے ہیں تو اس کے بعد یہ ان کی ملازمت کے تحفظ کا اقدام کرتے ہیں یا صرف تجارتی بنیاد کو منتقل کرتے ہیں؟

جناب سپیکر۔ سوال کیا ہوا بیگم صاحبہ؟

محترمہ فوزیہ بہرام۔ جو Labour منتقل ہوئی صنعت کے ساتھ، ان کی جاب سیکیورٹی بھی منتقل ہوتی ہے یا وہ insecure ہی رہتے ہیں؟

جناب سپیکر۔ جی وزیر صنعت

وزیر صنعت۔ یہ تو سر محکمہ محنت سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر۔ رانا ثناء اللہ سپلمنٹری سوال

رانا ثناء اللہ خان۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پچھلے سوال کے جواب میں انہوں نے بہت واضح طور پر یہ کہا ہے کہ کمالیہ پیپر مل کا جو منصوبہ ہے یہ قابل عمل نہیں رہا۔ جبکہ یہاں جواب جزو (ج) میں لکھا ہے کہ موجودہ صنعتی پالیسی کی حدود میں رہتے ہوئے انڈسٹریل ڈویلپمنٹ

بورڈ مندرجہ ذیل نئے صنعتی یونٹ لگانے پر غور کر رہی ہے۔ اور اس میں نمبر 3 پر کمالیہ پیپر مل کا ہے۔ میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ جب ایک منصوبہ قابل عمل نہیں رہتا تو اس کے بعد بھی اس کے لگانے پر غور کیا جاتا ہے؟ یا یہ تضاد بیانی ہے۔ اور یہ جواب غلط دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر۔ جی وزیر صنعت!

وزیر صنعت۔ میں نے جناب والا یہاں بھی یہی عرض کیا ہے کہ ان پر حکومت غور کر رہی ہے۔ تو غور تو کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ نے پچھلے سوال کے جواب میں فرمایا تھا جیسا کہ رانا ثناء اللہ نے کہا National Industrial Development Board نے اس کو ناقابل عمل قرار دے دیا ہے اور وہ اس کو Finance کرنے سے Back out کر گیا ہے۔ اس سوال کے جواب میں یہ درج ہے جو انہوں نے سوال کیا ہے کہ صنعتی یونٹ لگانے پر National Industrial Development Board غور کر رہا ہے، جس میں کمالیہ پیپر مل شامل ہے۔ تو اس میں ان کا کونسا جواب درست ہوا؟

وزیر صنعت۔ میں نے اس وقت بھی یہی کہا تھا کہ غور کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر۔ اچھا غور بدستور جاری ہے۔..... مسٹر شوکت داؤد صاحب ضمنی سوال کریں گے۔

..... اس سے پہلے پوائنٹ آف آرڈر رانا ثناء اللہ!

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب والا! جس طرح آپ روزانہ کوئی نہ کوئی نصیحت فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ وزیر موصوف سے یہ کہا جائے کہ آئندہ کے لئے جب بھی ان کا وقفہ سوالات ہو تو وہ یہاں پر سنجیدگی کے ساتھ تشریف لایا کریں، کیونکہ ان کے ان جوابات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس سلسلے میں سنجیدہ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر۔ شوکت داؤد صاحب ضمنی سوال!

جناب شوکت داؤد۔ جناب والا! آدھا سوال تو انہوں نے میرا کر دیا تھا باقی یہ تھا کہ انہوں نے جو کمالیہ میں پیپر مل کا بتایا ہے میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس کا جو خام مال ہے وہ کیا ہے، اور کیا وہ وہاں کمالیہ میں دستیاب ہے؟

وزیر صنعت۔ ویسے یہ ضمنی سوال تو نہیں بنتا۔ لیکن میں عرض کروں کہ اس کے لئے خام مال گنے

کا بھوک ہے جو وہاں پر دستیاب ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب والا! محترمہ فوزیہ بہرام نے نہایت ہی اہم سوال کیا ہے کہ جو صنعتیں گورنمنٹ سیکٹر سے Privatization کے تحت پرائیویٹ اداروں کو منتقل کی جاتی ہیں۔ تو ان میں جو labour حکومت نے اس وقت بھرتی کی ہوتی ہے، کیا انہیں بھی مستقل کر دیا جاتا ہے یا ان کی Job security کا کیا انتظام ہے؟

جناب والا! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ یہ محکمہ محنت کا مسئلہ ہے۔ جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ پچھلے دنوں ایک سوال اٹھایا گیا تھا جس کا تعلق محکمہ محنت سے تھا۔ دو پارلیمانی سیکرٹریوں نے جواب دے دیا اس کے بعد بھی وزیر محنت نے یہ مناسب سمجھا کہ وہ اٹھ کر اس کا جواب دیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت اچھا ہے، یہ Policy matter ہے اس پر وزیر محنت کو کوئی نوٹس نہیں چاہیے، اس پر وہ گورنمنٹ کی پالیسی واضح کر دیں تو میرے خیال میں محترمہ فوزیہ بہرام کی اور میری تسلی ہو جائے گی۔

جناب سپیکر۔ Sorry یہ محکمہ صنعت سے متعلقہ سوالات ہیں۔ یہ محکمہ محنت سے متعلق وقفہ سوالات نہیں ہے اس لئے ہم وزیر محنت کو زحمت نہیں دے سکتے۔ ایس اے حمید صاحب ضمنی سوال!

جناب ایس اے حمید۔ جناب والا! کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ جتنے یونٹ انہوں نے پرائیویٹ سیکٹر میں فروخت کئے ہیں۔ ان سے کتنی بچت ہوئی ہے یا کوئی نقصان ہوا ہے؟ جو units انہوں نے پرائیویٹ سیکٹر میں منتقل کئے ہیں ان سے گورنمنٹ کو فائدہ پہنچا ہے یا نقصان پہنچا ہے؟

جناب سپیکر۔ جناب وزیر صنعت!

وزیر صنعت۔ ویسے تو جناب والا! یہ تازہ سوال ہے۔

جناب سپیکر۔ جو صنعتیں پرائیویٹ سیکٹر میں دی گئی ہیں Disinvest کی گئی ہیں۔ اس میں گورنمنٹ کو فائدہ ہوا ہے یا نقصان؟

وزیر صنعت۔ اس میں جناب والا! فائدہ ہوا ہے، نقصان نہیں ہوا۔

جناب سپیکر۔ اگلا سوال رانا اکرام ربانی!۔

بورڈ آف ڈائریکٹرز کی تفصیل

*367۔ رانا اکرام ربانی۔ کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.....
(الف) پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ۔ پنجاب منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن اور پنجاب سمال بزنس کارپوریشن کے بورڈ آف ڈائریکٹر کے عہدوں پر دسمبر 1988ء سے لے کر آج تک کن کن افراد یا عوامی نمائندوں کو بطور ڈائریکٹر مقرر کیا گیا ان کی مکمل تفصیلات کیا ہیں۔
(ب) متذکرہ بالا اداروں کے ڈائریکٹرز کو ماہانہ کیا مشاہرہ دیا جا رہا ہے۔ انہیں کون کونسی گاڑی فراہم کی گئی ہے اور انہیں دیگر کیا کیا مراعات حاصل ہیں مزید برآں اب تک انہیں جو مراعات حاصل ہیں ان کا مکمل گوشوارہ بمعہ دیگر اخراجات کے ایوان میں پیش کیا جائے۔
وزیر صنعت و معدنی ترقی (مہر اختر عباس بھروانہ)
(الف) پنجاب صنعتی ترقیاتی بورڈ کے ایکٹ مجریہ 1973ء کے تحت بورڈ کی تشکیل درج ذیل ہے۔

1۔ جناب وزیر اعلیٰ حکومت پنجاب	چیئرمین
2۔ وزیر صنعت و معدنی ترقیات۔ حکومت پنجاب	وائس چیئرمین
3۔ مینجنگ ڈائریکٹر پنجاب۔ صنعتی ترقیاتی بورڈ	ممبر
4۔ سیکرٹری خزانہ۔ حکومت پنجاب	=
5۔ سیکرٹری صنعت و معدنی ترقیات حکومت پنجاب	=
6۔ سیکرٹری مواصلات و تعمیرات۔ حکومت پنجاب	=
7۔ سیکرٹری محنت حکومت پنجاب	ممبر
8۔ ممبر پلاننگ۔ منصوبہ بندی۔ حکومت پنجاب	=

پنجاب معدنی ترقیاتی کارپوریشن کے ایکٹ 1975ء کے تحت بورڈ کی تشکیل مندرجہ ذیل ہے۔

1۔ وزیر صنعت و معدنی ترقی	چیئرمین
2۔ چیئرمین پلاننگ و ڈویلپمنٹ حکومت پنجاب	ممبر
3۔ سیکرٹری خزانہ ، حکومت پنجاب	=
4۔ سیکرٹری صنعت و معدنی ترقیات حکومت پنجاب	=
5۔ مینجنگ ڈائریکٹر کارپوریشن	=

پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے ایکٹ مجریہ 1973ء کے تحت بورڈ کی تشکیل درج ذیل ہے۔

1۔ وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ چیئرمین

2۔ ایڈیشنل چیف سیکرٹری / چیئرمین ۔
پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ۔ حکومت پنجاب۔ ممبر

3۔ سیکرٹری صنعت و معدنی ترقیات حکومت پنجاب =

4۔ سیکرٹری خزانہ حکومت پنجاب۔ =

5۔ آغا فصیح الدین ممبر ایگزیکٹو بورڈ۔ =
حبیب بنک لمٹیڈ لاہور۔

6۔ مسٹر کلیم اے بیگ۔ مینجنگ ڈائریکٹر مہر فوڈ۔ =

7۔ پریذیڈنٹ چیمبر آف کامرس لاہور۔ =

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ کارپوریشن کے فرائض کی بجاآوری کے سلسلہ میں نمائندگان کو بورڈ کی طرف سے کوئی خصوصی مشاہرہ یا دیگر مراعات حاصل نہیں ہیں۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب والا! اس جزو (الف) میں پنجاب انڈسٹریل بورڈ کی تشکیل بتائی گئی ہے کہ اس کے ممبران کون ہیں۔ تو جناب والا کیا وزیر موصوف ازراہ کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ پنجاب صنعتی ترقیاتی بورڈ کی 1985ء سے لیکر 1990 تک جتنی بھی Meetings ہوئی ہیں۔ اس میں یہ دیا گیا ہے کہ ایک سے آٹھ تک ممبران ہیں جس میں سر فہرست وزیر اعلیٰ پنجاب بھی ہیں۔ 1985ء سے لیکر 1990 تک پنجاب صنعتی ترقیاتی بورڈ کی کتنی Meetings ایسی ہیں جن میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے شرکت کی ہے جو کہ اس کمیٹی کے چیئرمین بھی ہیں؟

وزیر صنعت۔ جناب والا! میرا خیال ہے کہ یہ تو تازہ سوال بنے گا، کیونکہ یہ 1985ء کی بات کر رہے ہیں۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں اور میرا اندازہ ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس میں دلچسپی نہیں لی ہے۔ تب ہی اس بورڈ کی کارکردگی یہ ہے کہ تیرہ سالوں میں صرف نو صنعتی منصوبے منظور کیے گئے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ برمحل اور متعلقہ سوال ہے۔ اس کا جواب آنا چاہیے۔

جناب سپیکر۔ وزیر صنعت آپ اس کا جواب Table کر سکتے ہیں؟

وزیر صنعت۔ میں نے عرض کیا ہے کہ یہ تازہ سوال بنتا ہے۔
جناب سپیکر۔ اس تازہ سوال کا جواب ٹیبل کر سکتے ہیں؟ اور کتنا وقت لگے گا۔؟
وزیر صنعت۔ جناب والا! دو دن میں۔
جناب سپیکر۔ تین دن کے اندر آپ اس سوال کا جواب Table کر دیں۔
وزیر صنعت۔ ٹھیک ہے سر۔

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب سپیکر! میں اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر دوبارہ زور دوں گا۔ جس طرح وزیر موصوف نے آپ کے ضمنی سوال دہرانے پر بھی یہ کہا کہ غور تو ہو سکتا ہے، اور کبھی بھی ہو سکتا ہے اور جس طرح وہ Chair کی طرف دیکھ کر زیر لب مسکرائے ہیں تو پھر میرے خیال میں اس طرح تو وقفہ سوالات کی کوئی افادیت نہیں رہ جائے گی اور Chair کو چاہیے اس بات کا نوٹس لے۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب! جو ضمنی سوالات گزر جاتے ہیں ان کا پھر ذکر نہیں کیا جاتا۔
رانا ثناء اللہ خان۔ میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی تھی اور اب پھر اسی پر زور دے رہا ہوں جس کے متعلق آپ نے کوئی بات فرمائی نہیں ہے۔ اس پر کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ یہ التواء میں چلا آ رہا ہے۔

جناب سپیکر۔ بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کا نوٹس نہ لینا ہی زیادہ مفید ہوتا ہے۔ اس بارے میں کوئی ضمنی سوال ہے؟ کوئی نہیں ہے۔ تو وقفہ سوالات ابھی باقی ہے اور سوالات ختم ہو گئے ہیں۔ کسی سوال کا جواب باقی نہیں ہے جس کو Table کیا جا سکے۔

رانا ثناء اللہ خان۔ اگر وقفہ سوالات کا وقت ایک گھنٹے سے کم کر کے پندرہ بیس منٹ کر دیا جائے تو وہ بھی مناسب رہے گا کیونکہ اسی طرح کے جواب آنے ہیں۔
جناب سپیکر۔ رانا صاحب! یہ اس ہاؤس کی کارکردگی ہے کہ آج جتنے بھی صنعت کے محکمے سے متعلق سوالات تھے، سب کو نمٹایا گیا ہے۔ سب کو لیا گیا ہے۔
یہ ایک سوال ہے۔ یہ سوال نمبر 122 " صوبہ میں سکولوں، کالجوں کی تعداد" محکمہ

تعلیم کے بارے میں تھا۔ میں نے اس کا تفصیلی جواب Table کرنے کے لیے کہا تھا۔ وزیر تعلیم نے اس کو ٹیبل کر دیا ہے اور آج اس سوال کا جواب آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ وزیر تعلیم صاحب موجود ہیں۔ اس پر کوئی ضمنی سوال ہے تو ہم اس کو Entertain کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب ایس اے حمید۔ جناب سپیکر! جواب کے جز "ب" میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس وقت تقریباً 16 ہزار 9 سو 45 آسامیاں ایسی ہیں جو خالی پڑی ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان آسامیوں کو ابھی تک خالی کیوں رکھا گیا ہے؟

وزیر تعلیم۔ جناب سپیکر! نئی بھرتی پر پابندی کی وجہ سے تقرریاں نہیں ہو رہی۔ جب بھی پابندی ہٹائی جائے گی، ان آسامیوں کو پر کر لیا جائے گا۔

جناب ایس اے حمید۔ جناب سپیکر! میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ جز "ج" میں سوال کیا گیا تھا کہ کسی علاقہ میں سکول یا کالج کا اجراء کیا آبادی کے تناسب سے کیا جاتا ہے؟ اور میں سمجھتا ہوں کہ تقریباً یہی فارمولا ہے۔ لیکن اس کے جواب میں یہ لکھا گیا ہے کہ یہ کلی طور پر درست نہ ہے۔ صرف پرائمری مدارس کا اجراء آبادی کے تناسب سے موجودہ سہولیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کیا جاتا ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ گوجرانوالہ میں گجرات اور سیالکوٹ کی نسبت سکولوں اور کالجوں کی تعداد بہت کم ہے۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ گوجرانولہ میں یہ تعداد کیوں کم ہے؟ اور کیا ان کے پاس ان کو بڑھانے کے لئے کوئی پروگرام ہے؟

وزیر تعلیم۔ جناب سپیکر! معزز ممبر کو شاید اس بات کا علم نہیں ہے کہ گوجرانوالہ اور گجرات کا کوئی اتنا زیادہ فرق نہیں ہے۔ گوجرانوالہ میں اس وقت چودہ کالج ہیں اور گجرات میں پندرہ کالج ہیں۔ اس کے علاوہ گوجرانوالہ کے ایک گرلز انٹر کالج کو ڈگری کالج قرار دینے سے متعلق Feasibility report under process ہے۔ اس کے علاوہ دو سکولوں کو ہائر سیکنڈری سکول کیا جا رہا ہے۔ وہ پہلے سے ہی under process ہیں۔ تو اس صورت حال کے پیش نظر دونوں کا تناسب ایک ہی ہے، کوئی اتنا فرق نہیں ہے۔

جناب ایس اے حمید۔ جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے درخواست کروں گا کہ وہ گوجرانولہ، گجرات اور سیالکوٹ کی آبادی کا تقابلی جائزہ بتائیں؟ گوجرانوالہ کی آبادی تقریباً 35 لاکھ ہے جبکہ

سیالکوٹ اور گجرات کی کم ہے۔ اگر وہ تقابلی جائزہ بتائیں گے تو پھر ہی معلوم ہو سکے گا کہ گوجرانوالہ میں آبادی کے لحاظ سے سکول بھی کم ہیں اور کالج کم ہیں۔

جناب سپیکر۔ تو اس میں سوال کیا ہوا ایس اے حمید صاحب؟
جناب ایس اے حمید۔ کیا گوجرانوالہ میں آبادی کے لحاظ سے گجرات اور سیالکوٹ کی نسبت سکول اور کالج کم ہیں؟ اگر کم ہیں تو کیا حکومت اس سال میں انکو بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم۔ جناب سپیکر! میں نے جو جواب دیا ہے، اس میں کہا ہے کہ صرف نئے پرائمری مدارس کا اجراء آبادی کے تناسب سے موجود سہولیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کیا جاتا ہے۔ صرف آبادی ہی ایک ایسا عنصر نہیں جسے سکولوں اور کالجوں کے کھولنے کے لئے معیار مقرر کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ دوسرے عوامل بھی ہوتے ہیں لیکن میں معزز ممبر کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس وقت گوجرانوالہ میں چودہ کالج ہیں اور ملتان میں بھی اس وقت چودہ کالج ہیں جو میرے خیال میں گوجرانوالہ سے بڑا ہے۔ تو گوجرانوالہ بہر حال دوسرے شہروں کی نسبت کسی لحاظ سے کم نہیں ہے۔
جناب ایس اے حمید۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گوجرانوالہ شہر میں جو لڑکیاں حائی فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوتی ہیں انھیں بھی کالجوں میں داخلہ نہیں ملتا میں یہ چاہتا ہوں کہ جب تک وزیر موصوف سیالکوٹ اور گوجرانوالہ کے کالجوں کی تعداد آبادی کے لحاظ سے نہیں بتاتے اس وقت تک میرے سوال کا جواب نامکمل رہے گا۔ اگر آبادی کے تناسب سے سکولوں اور کالجوں کو بڑھانے کا تصور نہیں ہے پھر تو آبادی کا تصور ہی ختم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر۔ وہ اس سوال کا جواب دے چکے ہیں کہ صرف آبادی ہی معیار نہیں ہے کہ جس کی بنیاد پر سکول اور کالج قائم کیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی عوامل ہیں۔
جناب ایس اے حمید۔ اور کون سے Factors ہیں؟

جناب سپیکر۔ جو منسٹر صاحب نے جواب دیا ہے وہ میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ صرف آبادی ایک ایسا Factor نہیں ہے کہ جس کی بنیاد پر کالج اور یہ ادارے قائم کیے جاتے ہیں۔ اور میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ آبادی ہی صرف ایک ایسا Factor نہیں ہے۔ اس میں اور بھی کئی Factor آتے ہیں۔

وزیر زراعت۔ (چودھری محمد اقبال) جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ منسٹر اور فاضل ممبر دونوں کو برابر چھڑا دیا جائے تو بہتر ہے گوجرانوالہ کا معاملہ ہے۔
جناب سپیکر۔ اس معاملے کو حل کرنے کے لئے چودھری اقبال صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کر دی جائے۔ لگتا ایسے ہے کہ جیسے محکمہ تعلیم کا جو یہ سوال ہے، یہ ممبر اور منسٹر صاحب کی مرضی سے آیا ہے۔

جناب ایس اے حمید۔ جناب والا! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میرے شہر میں کالج اور سکول بہت کم ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمارے شہر کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ یہ ٹھیک ہے کہ حسن اتفاق سے وہ اس وقت منسٹر ہیں اور گوجرانوالہ سے ہی ان کا تعلق ہے۔ لیکن وہ گوجرانوالہ سے منسٹر تو آج بنے ہیں۔ گوجرانوالہ میں سکولوں اور کالجوں کی تعداد پچھلے کئی سالوں سے کم آ رہی ہے۔

جناب سپیکر۔ شکریہ ایس اے حمید صاحب! مہر سلیم صاحب! ضمنی سوال؟
مہر محمد سلیم۔ جناب والا! ایس اے حمید صاحب بتا رہے ہیں کہ ہمارے شہر میں سکول اور کالج کم ہیں۔ تو صرف ان کے حلقے میں کم ہیں، باقی شہر میں تو بہت زیادہ ہیں۔
جناب ایس اے حمید۔ تو پھر مجھے یقین دہانی کرا دی جائے کہ میرے حلقے میں پورے کر دیئے جائیں گے۔

وزیر تعلیم۔ جناب سپیکر! ان کے حلقے میں ایک کالج ہے جسے ان کے کہنے کے بغیر ہی میں نے Take up کیا ہوا ہے۔ انٹر گرلز کالج ہے اسے ڈگری کا درجہ دلوا رہا ہوں۔ اس کے علاوہ میرا بھی معزز ممبر سے ایک سوال ہے کہ انہوں نے صوبے بھر سے یہ سوالات پوچھے ہیں تو کیا یہ فرمائیں گے ان کے اپنے حلقے میں کتنے پرائمری سکول ہیں، کتنے مڈل سکول ہیں اور کتنے ہائی سکول ہیں؟
جناب ایس اے حمید۔ جناب سپیکر! یہ روایت نہیں ہے کہ منسٹر، معزز ممبر سے سوال پوچھے لیکن میں یہ عرض کرنا چاہونگا کہ میں نے یہ سوال اس لئے پوچھا ہے کہ ہمارے پنجاب میں.....
جناب سپیکر۔ وقفہ سوالات میں منسٹر، معزز رکن سے سوال دریافت نہیں کر سکتے۔
جناب ایس اے حمید۔ جناب سپیکر! میں نے یہ سوال اس لئے کیا ہے..

جناب سپیکر۔ This is the ruling of the Chair. Mr S.A Hamid. مسٹر، ممبر سے سوال دریافت نہیں کر سکتے۔جی مہر محمد سلیم!

مہر محمد سلیم۔ جناب سپیکر! جناب ایس اے حمید صاحب نے جو سوال کیا ہے اس کا لب لباب یہ نکلتا ہے کہ وہی ڈی سی صاحب والی بات کہ توپ کے لائسنس کی درخواست دی جائے تو پسٹل کا لائسنس ملتا ہے۔آخر میں انہوں نے یہی کہا ہے کہ میرے حلقے میں جو کالج ہے اسے اپ گریڈ کر دیا جائے۔

جناب ایس اے حمید۔ جناب سپیکر! میں ایک بات کی وضاحت کرنا چاہوں گا

جناب سپیکر۔ تو یہ کوئی قابل اعتراض بات ہے؟ حمید صاحب یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔

جناب ایس اے حمید۔ جناب سپیکر! میں ایک بات عرض کرنا چاہونگا

چودھری غلام سرور۔ جناب والا! یہ ملی بھگت کا نتیجہ ہے۔

جناب سپیکر۔ ایس اے حمید صاحب Personal Explanation پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری غلام سرور۔ جناب والا! میری گزارش کہ جو آبادی اور اعداد و شمار کا ذکر ہوا ہے پہلے یہ دیکھیں کہ سیالکوٹ میں پرائیویٹ کالجز کتنے تھے۔ پرائیویٹ اسکول کتنے تھے جب Nationalization ہوئی تو ان کو آسمان پر تو نہیں بھیج دینا تھا۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب! آپ تشریف رکھیے ایس اے حمید صاحب ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ایس اے حمید۔ جی ہاں جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ وزیر موصوف نے یہ بات کہی ہے تو میں نے جب یہ سوال کیا تھا تو میرے ذہن میں صرف ایک بات تھی کہ ہمارے پنجاب میں ہی نہیں بلکہ پورے ملک میں جو تعلیم کا Structure ہے وہ بالکل Up set ہو چکا ہے۔ اور آپ نے شائد اخبارات میں یہ بھی دیکھا ہو کہ پورے ملک میں صرف ڈیڑھ کروڑ آدمی پڑھے لکھے ہیں۔ تو میرے سامنے ایک بات تھی کہ جب پنجاب میں کل آٹھ لاکھ ملازمین ہیں ان میں ساڑھے چار لاکھ محکمہ تعلیم میں ہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ ہماری خواندگی کی شرح نہیں بڑھی ؟ چنانچہ میں نے یہ کوشش کی تمام اعداد و شمار جمع کر کے تعلیم کے میدان میں انقلابی تبدیلیاں لانی چاہیں

تو اس لئے میں نے یہ سوال کیا ہے کہ پنجاب میں کالجز اور سکولز کی تعداد اور تربیت یافتہ اور غیر تربیت یافتہ اساتذہ کی مقدار بتائی جائے۔
اور جناب سپیکر! آپ کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بعض سکولوں میں 12 طالب علم ہیں اور وہاں پر 25 اساتذہ ہیں۔ اور بعض جگہوں پر پانچ پانچ سو طلبا پڑھ رہے ہیں اور ان کے پاس دو اساتذہ ہیں۔ تو جو سسٹم ہے Loan Basis پر یا ویسے اس کی بنیاد پر یہ امر ضروری تھا کہ پورے پنجاب سے اس کے اعداد و شمار جمع کئے جائیں اور محکمہ تعلیم میں انقلابی تبدیلیاں لائی جائیں شکریہ۔

جناب سپیکر۔ اب تحاریک استحقاق کو Take up کرتے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے کچھ درخواست ہائے رخصت ہو جائیں۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر۔ اب اراکین اسمبلی کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

جناب ایس اے حمید

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست ایس اے حمید صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔
گزارش ہے کہ مورخہ 5 مارچ کو ایک ضروری کام کے سلسلے میں اسمبلی میں حاضر نہ ہو سکا۔ مہربانی فرما کو میری رخصت منظور کی جائے۔
جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

میرے بڑے بھائی عمر 38 سال تین روز قبل لندن میں انتقال کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون اس وجہ سے میں 91-3-10، 91-3-11 اور 91-3-12 کو اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ ان کی میت لندن سے 91-3-14 کو بہاولپور آ رہی ہے۔ تجہیز و تکفین کے سلسلہ میں، میں 91-3-17، 91-3-18، 91-3-19 اور 91-3-20 کو اجلاس میں حاضر نہ ہو سکوں گا۔

رخصت منظور فرمائی جائے۔

شکریہ۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور فرمائی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

خانزادہ تاج محمد خان صاحب

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست خانزادہ تاج محمد خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

I would proceed is home on the 17th morning on urgent work. I shall be grateful for granting leave. Thanks.

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری وجاحت حسین صاحب

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست چودھری وجاہت حسین صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

گزارش ہے کہ میں مورخہ 90-11-7 کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری وجاحت حسین صاحب

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست چودھری وجاحت حسین صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

میں بوجہ ضروری کام مورخہ 91-2-28 کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی گئی

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر۔ ارشاد حسین سیٹھی صاحب! آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ جناب والا! میں پوائنٹ آف انفارمیشن پر بات کرنا چاہتا ہوں

جناب سپیکر۔ ارشاد فرمائیے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ جناب والا! مورخہ 12 مارچ کو میں نے ایک قرارداد معزز ایوان میں دی تھی جو کہ ایجینڈے میں شامل تھی۔ اس کے لئے جناب سپیکر نے ایک کمیٹی تشکیل دی اور 14 مارچ کے لئے اس بات کو رکھا کہ کمیٹی سوچ و بچار کے بعد اس قرارداد کو ہاؤس کے سامنے لائے۔ 14 مارچ کے بارے میں جب میں نے وضاحت مانگی تو ہمارے ایک دوست میاں منظور صاحب نے کہا کہ اس کا ٹائم بڑھا دیا جائے۔ اور ٹائم بڑھا دیا گیا۔

جناب سپیکر! میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب کسی قرارداد پر کسی تحریک استحقاق پر یا کسی بھی موقع پر کوئی کمیٹی تشکیل دیتے ہیں اور باقاعدہ ان افراد کے ناموں کا اعلان کیا جاتا ہے تو کیا وہ سب کچھ زبانی ہوتا ہے یا عملاً اس بارے میں کوئی طریق کار اختیار کیا جاتا ہے؟ اگر جناب سپیکر یہ کہہ دیں کہ اس کمیٹی کے فلاں ممبران ہونگے اور فلاں آدمی کنوینر ہوگا۔ اور جناب متعدد مرتبہ جب کوئی ممبر جا کر ان سے یہ کہے کہ اس معاملے میں سوچ بچار کے لئے آپ کوئی میٹنگ بلائیں اور

جناب کنوینر اس کی میٹنگ نہ بلائے اور کوئی اطلاع ممبران کو بھی نہ کی جائے جس سے اس بات کا پتا چلے کہ کمیٹی کی فلاں تاریخ کو میٹنگ بلائی گئی ہے۔
جناب سپیکر! آپ کی طرف سے کوئی بھی رولنگ آنے کے بعد اس بات کو verbally رکھا جائے اور اس پر کسی قسم کی کارروائی یا عمل نہ کیا جائے اور ممبران کی اکثریت اگر اس قرارداد کے بارے میں یعنی کمیٹی کے افراد خود ہی اس بات کا اکثریت کے ساتھ ایک فیصلہ بھی کر دیں اور کنوینر اس بات کو نہ مانے اور اس کے بعد کوئی ایسی بات رہ جاتی ہے کہ جس سے اس chair کا استحقاق جو ہے وہ میں نہیں سمجھتا کہ مجروح نہ ہوتا ہو مجھے اس بارے میں صرف یہ اطلاع چاہیے کہ آیا زبانی کلامی کارروائی بھی اس معزز ایوان میں ہوتی ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر۔ تو یہ انفارمیشن آپ کس سے چاہتے ہیں؟
جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ جناب والا! آپ کی چیئر پر تشریف فرما سپیکر صاحب نے اس دن فیصلہ دیا اور ایک کمیٹی تشکیل دی۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اس بارے میں اور کچھ معزز ممبران کے نام اس کمیٹی میں شامل کئے گئے تو آج تک 12 اور 17 تاریخ کو تین مرتبہ چیئر سے یہ کہا گیا کہ اس بارے میں ہاؤس میں رپورٹ کی جائے۔ لیکن نہیں ہوئی ممبران کو کچھ پتا نہیں چلتا تو
جناب سپیکر۔ Who is responsible for that?
مجھے صرف اس کا جواب چاہیے۔

جناب سپیکر۔ جناب وزیر قانون اس بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں گے؟
وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا! 12 مارچ کو جناب ڈپٹی سپیکر صاحب اس وقت اجلاس کی صدارت فرما رہے تھے۔ اس دن سیٹھی صاحب کی ایک قرارداد آئی جس پر ہمارے دوستوں کی کچھ ترامیم تھیں۔ جناب عاشق گوپانگ صاحب کی، حاجی غلام مجتبیٰ دریشک صاحب کی اور ملہی صاحب کی۔ اس پر اور بھی کچھ دوستوں نے بات کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو جناب ڈپٹی سپیکر صاحب نے اس دن ایک کمیٹی بنا دی جس کا مجھے انہوں نے کنوینر مقرر فرمایا۔ اور انہوں نے یہ فرمایا کہ آپ اس طرح کریں کہ 14 تاریخ کو اس بارے میں آپ سب کی ایک متفقہ قرارداد لیکر ہاؤس میں پیش کریں اس سلسلہ میں وقفہ کے دوران سارے معزز اراکین میرے آفس میں اکٹھے ہوئے۔ جناب عاشق گوپانگ اور میاں منظور احمد موحل صاحب نے آکر مجھے بتایا کہ ہم نے متفقہ طور پر ایک قرارداد تیار کر لی ہے وہ آپ 14 مارچ کو پیش کر دیں۔

جناب والا! پانچ چھ ممبروں کے دستخط اس پر موجود تھے۔ اس کے بعد جب میں اپنے دفتر میں گیا تو اس وقت سیٹھی وہاں پر موجود تھے اس کے بعد ڈاکٹر محمد افضل اعزاز بھی آگئے تھے تو اس وقت سیٹھی صاحب نے کہا کہ اس متفقہ قرارداد کی جو عبارت ہے ان کو پسند نہیں اور انہوں نے فرمایا کہ میں جناب ڈاکٹر صاحب کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں تو اس پر میں نے ان سے کہا کہ سارے ممبر آپس میں بیٹھ جائیں اور اس کی پھر متفقہ طور پر کوئی صورت نکال لیں۔ اس کے بعد جب میں ہاؤس میں آیا تو جناب فرید احمد پراچہ صاحب تشریف لے آئے اور جن لوگوں نے اس پر دستخط کئے ہوئے تھے ان سب نے کہا کہ اس کو واپس لیتے ہیں کیونکہ ہم اس میں تھوڑی سی تبدیلی کرنا چاہتے ہیں۔ 14 مارچ کو جناب والا بھی اس ہاؤس میں تشریف فرما تھے انہوں نے سوال اٹھایا تھا اور میاں منظور احمد موہل صاحب نے اس کی وضاحت کی تھی کہ 14 تاریخ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب نے اسلئے رکھی تھی کہ شاید 14 تاریخ کو سینیٹ کے الیکشن کے بعد سیشن ختم ہو جائے اب کیونکہ سیشن 21 تاریخ تک جاری رہے گا تو اس سیشن کے دوران ہی ہم اس قرارداد کی متفقہ طور پر کوئی صورت بنا کر لے آئیں گے ابھی میاں منظور احمد موہل صاحب اور جناب سیٹھی صاحب سے بھی اس بارہ میں میری بات ہو رہی تھی کہ اس سلسلے میں آج ہی آپسمیں بیٹھ کر کوئی متفقہ قرارداد بنا لیں تو اس کو ایوان میں لے آئیں گے اگر متفقہ نہیں بن سکے گی یا پھر جو بھی صورتحال ہو گی اس سے میں جناب کے توسل سے اس ایوان کو آگاہ کر دونگا۔

جناب سپیکر۔ کیا آج کریں گے۔

وزیر قانون۔ جناب والا! اس سلسلے میں میری تو گزارش یہی ہے کہ پرسوں ہمارا غیر سرکاری ارکان کی کارکردگی کا دن ہے مقصد تو یہ ہے کہ اسی سیشن کے دوران یہ مسئلہ حل ہو جائے تو ہم اسے پرسوں Take up کر سکتے ہیں آج قانون سازی بھی ہونی ہے۔ تحاریک التواء اور تحاریک استحقاق بھی آئی ہیں تو پرسوں آپ اسے Takeup کر لیں ہم کوشش کریں گے کہ آج کل بیٹھ کر اس کا کوئی نہ کوئی راستہ نکالیں۔

جناب سپیکر۔ ویسے یہ جو سیٹھی صاحب نے Point out کیا ہے یہ Commenced ہے۔ resolution اس کو اگر لاء منسٹر صاحب اور آپ سب مل کر کل تک لے آتے ہیں تو اسے Take up کر لیں گے۔ اور اگر آپ اس کو کل تک نہیں لاتے تو پھر بہر صورت پرسوں غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کے دن نمبر ایک پر آئیگا۔

میاں منظور احمد موھل۔ جناب والا! اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ سیٹھی صاحب کا جو پوائنٹ آف آرڈر تھا وہ یہی تھا وہ چاہتے تھے کہ کمیٹی معرض وجود میں آئی ہوئی ہے اس کا کنوینر بھی اس کو call upon کرنے کے موڈ میں ہے۔ تو میں یہ گزارش کرونگا کہ پرسوں ہم نے اسے Put up کرنا ہے۔ وزیر قانون صاحب اس کے کنوینر ہیں یہ کل ہی ممبران کی ایک میٹنگ بلا لیں۔ اس میں ہم فیصلہ کر لیں گے اور پرسوں یہ put up ہو جائیگا۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر۔ یہ درست ہے۔ اگر آپ کر لیں تو بہت اچھی بات ہے ورنہ پرسوں اسے Take up کریں گے۔ اب تحاریک استحقاق کو ٹیک اپ کیا جاتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان۔ (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا! میں یہ معلوم کرنا چاہونگا کہ اس اعلیٰ جمہوری روایات کے حامل ادارے میں ایک فوجی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اور فوجی آمر کی تصویر کے متعلق میری جو تحریک استحقاق تھی اس کا کیا حشر ہوا ہے۔ آپ مجھے اسے پیش کرنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر۔ اس تحریک استحقاق کے بارے میں میں نے آپ سے عرض کی تھی کہ آپ میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں۔

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب والا! آپ نے مجھے طلب نہیں فرمایا میں تو اس سلسلے میں انتظار کرتا رہا۔

جناب سپیکر۔ میں نے یہاں ایوان میں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ رابطہ قائم کریں۔

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب والا! آپ طلب فرمائیں گے تب ہی میں وہاں آسکتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ نہیں آپ تشریف لے آئیں۔

رانا ثناء اللہ خان۔ کب جناب والا؟

جناب سپیکر۔ آج آجائیں بے شک کل آجائیں۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب والا! میری طرف سے بھی یہ تحریک تھی۔

جناب سپیکر۔ جی آپ دونوں صاحبان تشریف لے آئیں۔

جناب ایس اے حمید۔ جناب والا! میرا ایک سوال تھا۔
جناب سپیکر۔ وقفہ سوالات ختم ہو گیا۔

جناب ایس اے حمید۔ نہیں جناب والا! اس سوال کو آج کے دن کے لئے ملتوی کیا ہوا تھا۔
جناب سپیکر۔ جی۔
جناب ایس اے حمید۔ جناب والا! میرے سوال نمبر 123 کو آج کے دن کے لئے ملتوی کیا ہوا تھا۔
جناب سپیکر۔ نہیں اس کا نمبر 122 تھا۔
جناب ایس اے حمید۔ جناب والا! 123 بھی تھا۔ اور یہ پولیس کے بارے میں تھا۔
جناب سپیکر۔ میں دریافت کر رہا ہوں کہ آیا اس سوال کے لئے کوئی تاریخ مقرر کی گئی تھی یا نہیں اگر کی گئی تھی تو یہ ضرور Take up ہو گا۔

اب تحاریک استحقاق کو ٹیک اپ کیا جاتا ہے

چودھری اصغر علی گجر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نے ایک تحریک استحقاق پیش کی تھی اس کے بعد کی تحریک استحقاق لی جا چکی ہیں لیکن میری اس تحریک استحقاق کا کچھ پتہ نہیں چلا۔

جناب سپیکر۔ کونسی تحریک استحقاق تھی۔
چودھری اصغر علی گجر۔ جناب والا! وہ تحریک استحقاق نمبر 12 تھی لیکن میں نے وہ دوبارہ دی تھی۔ اس کو اب دوبارہ Take up کرنا تھا۔ اب اس کا نمبر دوبارہ لگتا تھا اس کے بعد کی جتنی بھی تحاریک تھیں وہ آ چکی ہیں۔
جناب سپیکر۔ کیا وہ وہی تو نہیں ہے کہ جب آپ اس ایوان میں موجود نہ تھے اور وہ پیش ہو گئی تھی۔

چودھری اصغر علی گجر۔ جی یہی ہے مگر میں نے اسے دوبارہ پیش کیا ہے۔
جناب سپیکر۔ یہ Lapse کر گئی تھی اور میں نے آپ سے کہا تھا کہ آپ اسے دوبارہ دے دیں۔
چودھری اصغر علی گجر۔ جی ہاں Chair کے کہنے پر میں نے اس وقت دوبارہ نوٹس دے دیا تھا۔

جناب سپیکر۔ وہ اپنی باری پر آجائے گی۔ وہ اس میں ہے۔
چودھری اصغر علی گجر۔ نہیں وہ ہے ہی نہیں۔ اگر ہے تو مجھے اس کا نمبر بتا دیجیے۔
جناب سپیکر۔ کیا اس کا نمبر نہیں لگا۔

چودھری اصغر علی گجر۔ جی نہیں لگا۔ بلکہ اس کے بعد کی آچکی ہیں۔
جناب سپیکر۔ کیا آپ نے اس کیلئے باقاعدہ Move کیا ہے۔
چودھری اصغر علی گجر۔ جی باقاعدہ Move کیا ہے۔
جناب سپیکر۔ تو میں سیکرٹری اسمبلی کو کہہ دیتا ہوں کہ وہ آپ کی تحریک استحقاق کو اس میں شامل کریں۔

جناب فرید احمد پراچہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! 24 نمبر کی ایک تحریک استحقاق تھی جو چھ ممبران نے مشترکہ طور پر دی تھی اور اسے بھی ملتوی کیا گیا تھا کہ اس بارے میں فیصلہ بعد میں کیا جائیگا مگر وہ ایجنڈے میں نہیں آسکی۔ تو گزارش ہے کہ اسے بھی Take up کیا جائے اس کے بعد کے نمبر لے لئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر۔ جی۔ یہ 24 نمبر ملتوی ہوئی ہے اس بارے میں شاہ محمود قریشی صاحب نے گورنمنٹ کی جانب سے بیان دیا تھا۔ اب اس بارے میں وزیر قانون صاحب کچھ کہنا چاہیں گے یا شاہ محمود صاحب کی تشریف آوری پر اسے Take up کریں۔

وزیر قانون۔ جناب والا! گزارش ہے کہ اسے شاہ محمود قریشی صاحب کی آمد پر ہی اسے Take up کر لیا جائے۔
جناب سپیکر۔ وہ کب تک تشریف لے آئیں گے۔
وزیر قانون۔ جناب والا! وہ مالیاتی کمیشن کی میٹنگ کے سلسلے میں باہر گئے ہوئے ہیں اور ایک دو روز میں واپس آجائیں گے۔ میں آج شام کو جناب کو صحیح تاریخ بتا دونگا۔

جناب سپیکر۔ لیکن اس بات کا خیال رہے کہ اسی اجلاس کے دوران ان کی اس بارے میں Statement ضروری ہے تاکہ اس پر کوئی فیصلہ ہو۔

وزیر قانون۔ ٹھیک ہے سجی
جناب سپیکر۔ تو تحریک استحقاق نمبر 27 بھی Pending ہے اور یہ جناب جاوید ورک صاحب کی ہے تو ورک صاحب کی جانب سے جناب چودھری اعظم چیمہ صاحب چاہتے ہیں کہ یہ ملتوی ہو اور سردار وکیل صاحب بھی بڑے مصر ہیں کہ اس کو ملتوی رکھا جائے اگرچہ اس کے محرک کبھی زحمت نہیں کرتے۔
پارلیمانی سیکرٹری امور داخلہ (ملک محمد عباس کھوکھر)۔ جناب والا۔ میں آپ کی خدمت میں گزارش کرونگا کہ اس تحریک کے محرک سے میری بات ہوئی تھی اور وہ اس کو Press نہیں کرنا چاہتے۔ اس بارے میں وزیر مال صاحب بطور انکوائری افسر مقرر ہو چکے ہیں اور ان کی تسلی کے مطابق وزیر موصوف کام کر رہے ہیں۔ اسلئے انہوں نے مجھے کہا تھا کہ وہ اسے Press نہیں کرنا چاہتے۔ لہذا آپ سے التماس ہے کہ اسے اب ملتوی نہ رکھا جائے۔
جناب سپیکر۔ نہیں۔ ملک صاحب وہ آپ سے ملے ہیں تو انہوں نے آپ سے اور بات کی ہے اور انہوں نے مجھ سے مل کر اور بات کی ہے۔ مجھے انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان کی تحریک استحقاق کو ملتوی رکھا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور داخلہ (ملک محمد عباس کھوکھر) جناب والا۔ مجھے تو انہوں نہ کہا تھا کہ میری تسلی کے مطابق انکوائری ہو رہی ہے اور میں اس سے مطمئن ہوں۔
وزیر مال۔ جناب سپیکر! بہتر یہی ہے کہ آپ اسے ملتوی فرما دیں۔ اس دوران شاید وہ انکوائری بھی ختم ہو جائے۔
جناب سپیکر۔ جی درست ہے۔ اور مجھے محرک نے بھی یہی کہا تھا کہ اسے ملتوی رکھیں۔

اگلی تحریک استحقاق جناب چودھری عبدالوکیل خانصاحب کی تھی انہوں نے ازراہ مہربانی اس کو واپس لے لیا ہے۔ اس کا نمبر 37 ہے اور میں چودھری صاحب کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اسے پیش کرنے کے لئے اصرار نہیں کیا۔ انہیں میں یہ بھی کہونگا کہ وہ آئندہ کے لئے بھی احتیاط فرمائیں کیونکہ تحریک استحقاق کے لئے ایسی زبان نہیں ہونی چاہیے یہ Circulate ہوئی ہے اور ایک ایم۔ پی۔ اے کے شان شایان نہیں ہے کہ وہ ایسی زبان میں کوئی بھی تحریر پیش کرے۔
چودھری محمد اعظم چیمہ۔ جناب والا! میری آپ سے التماس ہے کہ آپ اسے خفیہ رکھیں۔
جناب سپیکر۔ یہ خفیہ رکھ رہے ہیں آپ فکر نہ کریں۔ لیکن میں ان کی خدمت میں عرض کر رہا

ہوں کہ آئندہ ایسی زبان استعمال نہیں ہونی چاہیے۔
چودھری وکیل خانصاحب کی دوسری تحریک استحقاق ہے اور اس کا نمبر 38 ہے۔ چودھری صاحب! آپ اسے پیش کریں گے۔

چودھری عبدالوکیل خان۔ جناب والا! میری آپ سے التماس ہے کہ اسے ملتوی فرما دیا جائے۔ کیونکہ یہ مسئلہ عثمان ابراہیم صاحب سے متعلق ہے۔
جناب سپیکر۔ یہ محکمہ تعلیم کے متعلق تو نہیں ہے۔
چودھری عبدالوکیل خان۔ جناب والا! اس کا تعلق تو ایکسائز سے ہے لیکن ہمارے گوجرانوالہ کے وزیر اس مسئلے میں پڑے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر۔ کیا وہ فرماتے ہیں کہ اسے ملتوی کر دیں؟
چودھری عبدالوکیل خان۔ نہیں جی۔ میری اور ان کی آپسمیں بات ہوئی ہے کہ اسے ملتوی کر لیں۔
جناب سپیکر۔ اچھا ٹھیک ہے۔ لیکن وزیر ایکسائز صاحب کو تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔
وزیر ایکسائز و ٹیکسیشن۔ (ملک خدا بخش ٹوانہ) جناب والا! یہ کئی دنوں سے التواء میں چلی آ رہی ہے جیسے کہ محرک نے اس ایوان میں کہا ہے مجھے تو کوئی علم نہیں ہے کہ وزیر تعلیم اور محرک کی کوئی بات چل رہی ہے۔ اگر کوئی بات طے ہو جائے تو اچھا ہے۔ اگر اسے پھر دوبارہ پیش ہونا ہے تو بہتر ہے کہ اسے نمٹا لیا جائے۔

جناب سپیکر۔ تو کیا آپ کو اس کے آج ہی Take up کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے؟
ملک خدا بخش ٹوانہ۔ جناب والا! Take up کرنے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ کسی اور طریقے سے ایوان سے باہر اس کو طے کر لیں تو بھی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

امن عامہ کی صورت حال پر بحث پر اے ایس پی کا منفی رد عمل

جناب سپیکر۔ تو پھر اسے پینڈنگ کر لیں۔ چودھری شوکت داؤد صاحب!

چودھری شوکت داؤد۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے پچھلے دنوں اسمبلی میں امن عامہ کے مسئلہ پر بحث کے دوران میں نے بھی اپنے علاقہ کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنے حلقہ کی صورتحال کے متعلق بات کی۔ میری تقریر میرے حلقہ کے اے ایس پی صاحب کو ناگوار گزری اور انہوں نے ایک پریس کانفرنس کی جس میں میری بات کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس اسمبلی کا استحقاق بھی مجروح ہوا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس اہم نوعیت کے مسئلہ کو Out of turn قرار دے کر اسمبلی میں بحث کے لئے پیش کیا جائے اور فوری طور پر متعلقہ اے ایس پی کو تبدیل کر کے اس کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے۔

جناب والا میں نے اس دن بھی امن عامہ کی تقریر کے دوران یہی الفاظ کہے تھے کہ اگر ہم اپنی باتوں سے یا اس forum سے جب کوئی چیز سامنے لاتے ہیں تو اس کا کوئی مثبت اثر نہیں ہوتا اگر اس کا کوئی منفی رد عمل ہوگا تو اس سے نہ صرف اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوگا۔ ہمارا اثر زائل ہوگا بلکہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک یہی Forum ہے جہاں ہم اپنے ساتھ یا اپنے عوام کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کو سامنے لاتے ہیں اور اس سے ایک موثر کارروائی عمل میں لاتے ہیں پھر اس سے یہی ہوگا کہ یہ جو ہمارا استحقاق ہے یہ بھی ختم ہو جائے گا۔ حالانکہ میں نے اس دن اس موصوف کا کوئی نام استعمال نہیں کیا اور نہ ہی میں نے کوئی ایسی بات کی جو اس علاقہ میں وقوع پذیر نہ ہوئی ہو بلکہ میں نے حقائق سے پردہ اٹھانے کی کوشش کی کیونکہ مجھے وہ شعر یاد آتا ہے کہ.....

نالے بلبل کے سنوں اور ہمہ تن گوش رہوں
ہمنوا میں بھی کوئی گل ہوں کہ خاموش رہوں

ایک عزم لے کر ہم اس ایوان میں آئے تھے اور ہم نے اپنی انتخابی مہم کے دوران ایک نعرہ جہاد بلند کیا تھا کہ ہمیں کرپشن کے خلاف اور عوام کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کے خلاف جہاد کرنا ہے۔ آج بھی ہم اسی ارادے پر قائم ہیں کیونکہ ہمارا اس ایوان میں آنے کا مقصد یہی تھا کہ ہم عوام کو انصاف مہیا کریں۔ لیکن اس سے پہلے بھی یہ ہوا کہ جب بھی میں نے لوگوں کے ساتھ ہونے

والی زیادتیوں پر آواز اٹھائی اس موصوف کو نشاندھی کی کہ جناب والا! آپ غلط قدم اٹھا رہے ہیں تو انہوں نے ہمارے اس استحقاق کو، انہوں نے ہماری اس بات کو برا محسوس کیا۔ یا تو ہمیں آج یہ بتا دیا جائے کہ ہم بحیثیت ممبران اسمبلی سرکاری افسران کے کاموں میں جو عوام کے ساتھ منسلک ہیں ان میں دخل اندازی کرنا بند کر دیں یا ہمارا یہ استحقاق نہیں یا ہمارے اختیارات میں نہیں کہ ہم عوام کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں پر ہم آواز نہ اٹھائیں اور خاموش رہیں۔ تو آج کے بعد ہم ان کے کاموں میں دخل اندازی بند کر دیں گے لیکن اگر آپ یہ سمجھتے ہیں اور یہ ایوان سمجھتا ہے کہ ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم عوام کی خدمت کریں ان کو ان کے حقوق دلا کر رہیں تو پھر ہمارا یہ استحقاق برقرار رہے گا اور پھر اس کا جو بھی رد عمل ہو گا ہم اس رد عمل کو خندہ پیشانی سے قبول کریں گے۔ اس کا سب سے پہلا رد عمل یہ ہوا کہ میرے ہی علاقہ میں ایک باعزت آدمی جو میرا ایک Supporter تھا اور 173 یونین کونسل کا وائس چیئرمین ہے اور زمیندار ہے۔ اس کو پکڑا گیا اس کو بغیر کسی جرم کے صادق آباد سے آنکھیں بند کر کے ہتھکڑی لگا کر ایک خفیہ مقام پر پہنچایا گیا۔ اس کے بعد میں نے ایس پی صاحب سے بات کی جو یہاں لاہور آئے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ دو دن کے بعد میرا رابطہ قائم ہوا انہوں نے حکم دیا تو پھر اس کو چھوڑا گیا اور اس کو کچھ نہیں بتایا گیا بلکہ اس کو دھمکی دی گئی۔ اے ایس پی موصوف رات کے اندھیرے میں اپنا منہ دوسری طرف کر کے کھڑے ہو گئے اور اس کو Threat کیا کہ تم یہ سیاست چھوڑ دو۔ تم ان لوگوں کا ساتھ چھوڑ دو جو تمہارے ساتھ ہیں۔ وہ جو مرضی کر لیں لیکن میرے ہاتھ بہت لمبے ہیں اور میرا یہ اصول ہے کہ جس کو میں اس انداز سے لے کر آتا ہوں یا میں اس کو گولی مار دیتا ہوں یا اس کی

ٹانگیں توڑ دیتا ہوں.....

جناب سپیکر۔ شوکت داؤد صاحب! آپ اپنی تحریک استحقاق پر مختصر بیان دے سکتے ہیں لمبی تقریر نہیں کر سکتے۔

چودھری شوکت داؤد۔ جناب والا! میں مختصراً یہی عرض کروں گا کہ اس طرح کے ان کے بیان سے میرا استحقاق اس انداز میں مجروح ہوا ہے کہ ان کے بیان سے یہ ظاہر ہوا کہ جیسے میں نے کوئی جھوٹ بولا ہے یا میں نے غلط بیان دیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ پارلیمانی روایات میں ایسی کوئی روایت نہیں ہے کہ اسمبلی کی کسی کارروائی پر کوئی افسر پریس کانفرنس کرے۔ اس کو زیر بحث لائے بلکہ میں نے ان کے متعلقہ محکمہ کے ایک آدمی سے بات کی تو ان کے الفاظ یہ تھے کہ اس

اے ایس پی کو چاہیے کہ وہ استعفیٰ دے دے اور الیکشن لڑ لے اگر اس کو سیاستدان بننے کا اتنا ہی شوق ہے۔ میں نے کئی ایسی زیادتیاں جو اس نے کی ہیں ان کے متعلق بات نہیں کی کیونکہ آپ مجھے مختصر بیان کے لئے کہہ رہے ہیں۔ میں اس کے متعلق یہ عرض کروں گا کہ جو ایک 17 یا 18 گریڈ کے افسر کے متعلق یہ الفاظ استعمال کر سکتا ہے کہ اس کے مزاج کے خلاف بات کر دے تو وہ کہتا ہے کہ اس کو ھیروئن کے کیس میں پھنسا دیں۔ میں اس چیز کی شہادت دے سکتا ہوں۔
MR SPEAKER I AM SORRY.

چودھری شوکت داؤد۔ میں اپنی بات کو ختم کروں گا۔ میں جناب وزیر قانون اور اپنے ساتھیوں سے یہی درخواست کروں گا کہ اس معاملے پر سنجیدگی سے غور کریں اور جہاں میرا استحقاق مجروح ہوا ہے وہاں اس اسمبلی کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس لئے اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے شکریہ۔
جناب سپیکر۔ شکریہ۔ لاء منسٹر صاحب اس بارے میں کچھ فرمائیں گے ؟
جی ملک صاحب آپ فرمائیں گے ؟

پالیمانی سیکرٹری برائے امور داخلہ (ملک محمد عباس خان کھوکھر) جناب والا! گزارش یہ ہے کہ معزز رکن نے اپنی اس تحریک استحقاق میں کسی مخصوص مسئلہ کی نشاندھی نہیں کی ہے کہ میں نے یہ بات کی یا میں نے یہ تقریر کی اور اے ایس پی نے اس بات کی تردید کی ہے۔
یا اس کی تضحیک کی ہے یا کوئی اس قسم کا پہلو اس سے نکلتا ہو کہ ان کا اس سے استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اے ایس پی کی رپورٹ کے مطابق پریس کانفرنس ضرور بلائی گئی اور وہ صرف اس لئے بلائی گئی کہ ایک ڈکیتی کے ملزمان کی گرفتاری کو Hight Light کرنا تھا۔ ان کے متعلق جن لوگوں نے اطلاع دی تھی ان کو شاباش دینی تھی۔ ملازموں کو جنہوں نے گرفتار کیا یا مال برآمد کیا ان کو شاباش دینی تھی۔ اس کے علاوہ اس کانفرنس میں اور کوئی بات نہیں تھی۔ یہ کانفرنس تین اخباروں میں رپورٹ ہوئی ہے۔ تینوں اخباروں میں یہ جس جس میں رپورٹ ہوئی ہے کسی میں بھی کوئی ایسی بات نہیں ہے جس میں معزز رکن کا نام آتا ہو یا ان کا استحقاق مجروح ہوتا ہو ایسی کوئی نشاندھی انہوں نے اپنی اس تحریک استحقاق میں بھی نہیں کی کہ مجھے اس نے فلاں لفظ کہے ہیں۔ اے ایس پی کی رپورٹ کے مطابق اور اخباری رپورٹوں کے مطابق یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں ان کا ذکر تک بھی نہیں آیا اور نہ اس نے کوئی اس قسم کی بات کی ہے کہ جس سے ان کا استحقاق

مجروح ہوتا ہو۔
جناب سپیکر۔ یہ اخبار جو انہوں نے اس کے ساتھ لگایا ہے۔ یہ رحیم یار خان سے شائع ہوتا ہے۔ یہ شہادت اخبار ہے۔ اس کی کاپی آپ کو ملی ہے۔؟
پارلیمانی سیکرٹری برائے امور داخلہ جی کاپی ہے۔ تین اخباریں ہیں۔
جناب سپیکر۔ اس میں اے ایس پی کی پریس کانفرنس جو ہے اس میں ان کا نام واضح طور پر دیا گیا ہے کہ صوبائی اسمبلی میں شوکت داؤد کا بیان حقائق پر مبنی نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور داخلہ اس میں صرف یہ گزارش کی گئی ہے کہ انہوں نے یہاں اپنی تقریر میں کہا تھا کہ ملزمان گرفتار نہیں ہوئے۔ اس نے صرف یہ کہا ہے کہ ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں ان سے مال اور اسلحہ بھی برآمد ہو چکا ہے۔ لہذا میں گزارش کروں گا کہ یہ تحریک استحقاق قابل پذیرائی نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ انہوں نے اپنی پریس کانفرنس میں صوبائی اسمبلی کے ایک ممبر شوکت داؤد کی پنجاب اسمبلی سے امن و امان کی صورتحال کے بارے میں تقریر پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے صادق آباد میں اغواء ڈکیتی اور قتل و غارت گری کا خاص طور پر ذکر کرتے ہوئے سخت تنقید کا نشانہ بنایا ہے حالانکہ اصل حقائق اس سے مختلف ہیں۔
رکن اسمبلی صوبائی اسمبلی چک نمبر 208 (پی) کے ایک مقدمہ میں ایک شخص کے خلاف دفعہ 302 لگوانا چاہتے تھے جب کہ میں نے دفعہ 304 لگائی۔ اس سے وہ ناراض ہو گئے اور اب اسمبلی میں ان کے خلاف آواز اٹھا رہے ہیں۔

انہوں نے کہا ہے کہ وہ اپنے فرائض منصبی بغیر کسی دباؤ کے سرانجام دیتے رہیں گے۔ وہ ان کی اسمبلی میں تقریر کو زیر بحث لائے ہیں اور ان کو کسی بھی صورت میں اسمبلی میں کسی رکن کی تقریر کو زیر بحث لانا کسی بھی انداز میں زیب نہیں دیتا۔
میں اس تحریک استحقاق کو admit کرتا ہوں اور باضابطہ قرار دیتا ہوں اور اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

استحقاق کمیٹی چونکہ ابھی نہیں بنی سپیشل کمیٹی جو پہلے ہی استحقاق کے معاملات پر غور کر

رہی ہے اس کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اس سپیشل کمیٹی کے کنوینر راجہ خلیق اللہ خان صاحب ہیں۔ 30 اپریل تک اس کی رپورٹ پیش کی جائے۔

اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر31 پیٹر گل صاحب کی Pending ہے آپ نے مجھے مؤخر کرنے کے لئے کہا تھا میں نے اسے موخر کر دیا ہے۔ اب آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں ؟

جناب پیٹر گل۔ جناب والا! میری اس سلسلے میں وزیر قانون و پارلیمانی امور سے بات ہوئی ہے۔ ابھی ہماری بات چل رہی ہے۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ دو دن کے لئے مزید مؤخر کر دیا جائے۔

جناب سپیکر۔ وزیر لوکل گورنمنٹ کی تشریف آوری تک اسے مؤخر کر دیں ؟

جناب پیٹر گل۔ جناب والا 20 تاریخ تک مؤخر کر دیں۔

جناب سپیکر۔ جی ٹھیک ہے۔ اس تحریک استحقاق کو مؤخر کیا جاتا ہے۔

سردار ظہور احمد خان قیصرانی۔ جناب سپیکر۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو فوری طور پر اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ گذشتہ ماہ فروری کے درمیان میں بردہ فروش میرے گاؤں کے نزدیک آکر خیمہ زن ہوئے۔ چند دنوں کے بعد کچھ لوگ آئے۔

جناب سپیکر۔ سردار صاحب! میرے خیال میں آپ کی تحریک استحقاق کو عصر کی نماز کے بعد Take up کر لیں گے۔ 20 منٹ کے لئے عصر کی نماز کا وقفہ کر لیتے ہیں۔

(وقفہ برائے نماز)

(اس کے بعد اجلاس کی کرروائی 20 منٹ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

ایوان کی کارروائی 5 بجکر 25 منٹ پر نماز عصر کے وقفہ کے بعد زیر صدارت جناب سپیکر دوبارہ شروع ہوئی۔

جناب سپیکر۔ جی سردار ظہور احمد خان قیصرانی صاحب اپنی تحریک استحقاق پڑھ رہے تھے۔ سردار صاحب! ارشاد فرمائیے۔

سردار ظہور احمد خان قیصرانی۔ جناب سپیکر۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم

اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ جناب والا۔ معاملہ یہ ہے کہ گزشتہ ماہ کے وسط میں کچھ بردہ فروش میرے گاؤں کے نزدیک آکر خیمہ زن ہوئے۔

جناب سپیکر۔ سردار صاحب! تھوڑا سا اونچی آواز میں فرمایئے۔ آپکا مائیک on ہے؟

سردار ظہور احمد خان قیصرانی۔ جی ہاں جناب والا! کچھ معاملہ اس قسم کا ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ نے یہ پڑھ لی ہے؟ تحریک استحقاق ساری پڑھی گئی ہے؟

سردار ظہور احمد خان قیصرانی۔ جی ہاں۔

جناب سپیکر۔ میرے خیال میں نہیں پڑھی گئی۔

سردار ظہور احمد خان قیصرانی۔ جناب والا! دوبارہ پڑھ لیتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ ہاں پہلے اس کو آپ مکمل پڑھیں اس کے بعد آپ Statement دیں۔

سردار ظہور احمد خان قیصرانی۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پزید ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ گزشتہ ماہ فروری کے درمیان میں کچھ بردہ فروش میرے گاؤں کے نزدیک آکر خیمہ زن ہوئے۔ چند دنوں کے بعد مجھے اطلاع دی گئی کہ انہوں نے ایک آٹھ سالہ بچہ اغوا کیا ہوا ہے۔ تو میں فوراً ہی وہی بچہ اور ایک بردہ فروش کو پکڑ کو متعلقہ پولیس سٹیشن لے گیا۔ اور ان کو ھدایت کی کہ اس کی پوری پوری تفتیش کی جائے۔ اور ہر لمحہ مجھے اس کے متعلق مطلع کیا جائے۔ مگر پولیس نے بغیر کسی ضمانت کے اور مجھے اطلاع کیئے بغیر ان دونوں کو

کو آزاد کر دیا۔ اس کے بعد میں مذکورہ انسپکٹر کے پاس گیا جسکا رویہ کچھ بدلا ہوا تھا۔ اور انہوں نے کوئی بھی دلچسپی نہ لی۔ اسی وقت ملزم چوبیس گھنٹے کے اندر اپنے خیمے اکھاڑ کر چلے گئے۔ جب اس تمام کارروائی کا مجھے علم ہوا تو میری عدم موجودگی میں بڑا بھائی انسانی ہمدردی کے تحت اپنا فرض سمجھتے ہوئے ان کے پیچھے گیا۔ ابھی وہ ان کے نزدیک ہی گئے تھے کہ ملزمان نے کلاشنکوفوں کے ساتھ گاڑی پر اندھا دھند فائرنگ کر دی۔ جس سے ایک شخص ماسٹر فلک شیر بعمر 23 سال گولی لگنے سے موقع پر ہی ہلاک ہو گیا اور باقی زخمی ہو گئے لیکن اس کے بعد بھی پولیس نے کچھ توجہ نہ دی میں ڈی ایس پی صاحب کے پاس پہنچا۔ لیکن الٹا قانونی کارروائی یا انسانی ہمدردی کے بغیر ہی۔

وزیر مال۔ جناب والا!۔

جناب سپیکر۔ لودھی صاحب! انہیں پڑھنے کا موقع دیا جائے۔

وزیر مال۔ جناب والا! اس میں وہ نہیں ہے جو معزز رکن فرما رہے ہیں۔

جناب سپیکر۔ سردار صاحب! آپ کے پاس جو تحریک استحقاق کی کاپی ہے اس کو دیکھ کر پڑھیے۔

پولیس کا ممبر صوبائی اسمبلی سے ناروا سلوک

سردار ظہور احمد خان قیصرانی۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ گزشتہ ماہ فروری کے درمیان میں کچھ بردہ فروش میرے گاؤں کے نزدیک آکر خیمہ زن ہوئے چند دنوں کے بعد مجھے اطلاع دی گئی کہ ان بردہ فروشوں نے ایک آٹھ سالہ بچہ اغواء کیا ہوا ہے تو میں فوراً اپنے چند دوستوں کے ہمراہ موقعہ پر گیا۔ میں نے وہ بچہ اور ایک بردہ فروش پولیس اسٹیشن ریتڑہ کے انسپکٹر شیر محمد کے حوالے کیا تا کہ وہ اپنی کارروائی کریں اور مزید تفتیش بھی کریں۔ میں نے مذکورہ بالا انسپکٹر کو ہدایت کی تھی کہ تفتیش سے مجھے ہر لمحہ باخبر رکھا جائے مگر مذکورہ انسپکٹر نے اغواء کا ملزم چوبیس گھنٹے کے اندر اندر بغیر کسی ضمانت کے اور مجھے Inform کئے بغیر آزاد کر دیا۔ ملزم اپنے چند ساتھیوں سمیت خیمے اکھاڑ کر شام کے وقت فرار ہو گئے۔ میری عدم موجودگی میں میرے بھائی کو جب اس تمام کارروائی کا علم ہوا تو انہوں نے چند جوانوں کو بردہ فروشوں کا پیچھا کرنے کے لئے روانہ کئے۔ جب یہ جوان بردہ فروشوں کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا کہ آپ اپنے سردار کو لے آئیں۔ چنانچہ انسانی ہمدردی کے تحت اور اپنا فرض سمجھتے ہوئے میرا بھائی اپنے چند دوستوں کے ہمراہ 26 فروری کی رات تقریباً 9 / 8 بجے ان بردہ فروشوں کے پاس گئے ابھی میرے بھائی کی گاڑی رکی ہی نہ تھی کہ ملزمان نے گاڑی پر اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی گاڑی میں موجود ایک نوجوان ماسٹر فلک شیر بعمر 22 سال موقع پر جاں بحق ہو گیا جبکہ کچھ آدمی زخمی ہوئے اور ملزمان فرار ہو گئے ملزمان کو دو روز تک تلاش کرنے کے بعد بارڈر ملٹری پولیس نے اور بلوچ نیوی نے جو ملزمان کا تعقب کر رہی تھی چیک پوسٹ کاٹھ گڑھ پر جو تھانہ وہوا کے علاقہ میں ہے ایک بس پر ملزمان کو چڑھتے دیکھ لیا اور فی الفور دو ملزمان کو پکڑ لیا وہ بس ڈیرہ اسماعیل خان جا رہی تھی بارڈر ملٹری پولیس نے ملزمان کو اے سی تونسہ کے سامنے

پیش کیا جہاں ملزمان نے خود اے سی تونسہ آر ایم تونسہ کے روبرو اقرار کیا اور تسلیم کیا کہ تھانہ وہوا کی پولیس نے ان سے فرار ہونے کے لئے رقم لی تھی اے ایس تونسہ نے اسی وقت ملزمان کو ڈیرہ غازی خان جیل بھیج دیا۔

اس کے برعکس ڈی ایس پی تونسہ نے جھوٹا کیس بنایا کہ ملزمان کو میرا لڑکا پولیس کی حراست سے چھڑا کر لے گیا یہ جھوٹا اور غلط الزام تھانہ وہوا کی پولیس اور ڈی ایس پی تونسہ صرف اپنی نہ اہلی اور اپنی بددیانتی کو چھپانے کے لئے لگایا ہے اس طرح تھانہ ریڑھہ تھانہ وہوا اور ڈی ایس پی تونسہ نے میرا اور اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے لہذا اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے معزز اراکین کو اس اہم اور مخصوص نوعیت کے مسئلہ پر اظہار خیال کی اجازت فرمائی جائے۔
جناب سپیکر۔ لودھی صاحب! آپ اس بارے میں کچھ فرمانا پسند کریں گے۔

وزیر مال۔ جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ میرے فاضل دوست نے اس تحریک کو پڑھا ہے اور آپ نے غور کیا ہو گا کہ اس میں چار پانچ سوالات اٹھائے گئے ہیں ایک تو وہاں پر لوگوں کا اکٹھا ہونا اور ان کے پاس اغواشدہ بچے کا ہونا اور اس کو تھانے لے جانا۔ اور پھر تھانے سے وہ بھاگ گئے فرار ہو گئے پھر تونسہ چلے گئے اور دوسرے تھانہ چلے گئے پھر آخر میں ہمارے دوست نے یہ بھی کہا ہے کہ انہوں نے الٹا مقدمہ بنا دیا یا کوئی الزام لگایا تو It is nota specific matter جی۔ جناب والا! اگر میں Technically بات کروں تو میں اسے elaborate کرونگا لیکن جناب والا میں اسے مختصر کرنے کے لئے یہ گزارش کرونگا کہ میں خود اس رپورٹ سے مطمئن نہیں ہوں۔ آپ اسے ملتوی فرما دیں اور اگر میرے دوست چاہیں تو میں ان کو بلا کر کوئی فیصلہ کر دیتا ہوں یا جو ہمارے دوست اس میں چاہتے ہیں وہ میں جناب سپیکر آپ کے توسل سے گزارش کرونگا کہ وہ بتائیں یہ ان کی اپنی رپورٹ ہے بچے کے بارے میں پولیس کی اپنی رپورٹ ہے کہ وہ پیش ہوئے تھانے میں بچہ تصدیق ہوا باپ نے تصدیق کیا ملزم نے تصدیق کیا کہ وہ ان کا اغوا شدہ بچہ نہیں ہے اس کے بعد ان کے پیچھے گئے وہاں فائرنگ ہوئی موقع پر ایک شخص مارا گیا اس بارے میں پرچہ درج ہو چکا ہے تفتیش ہو رہی ہے ملزمان پکڑے گئے اور اس کے بعد الٹا الزام ہمارے دوست کے بھائی پر لگایا ہے۔ تو جناب والا! میری گزارش ہے کہ اگر میرے دوست چاہیں تو اس کو ملتوی کر کے وہاں کے ایس۔ پی کو بلا لوں اور اس کے بعد ان کو کوئی فیصلہ کروا دوں میں تو Technically اس کو ابھی Deal نہیں کرنا چاہتا کیونکہ شاید ان کی کوئی اور Problem

جو خود میری بھی سمجھ میں نہیں آئی ہے۔
جناب سپیکر۔ سردار صاحب! آپ نے ریونیو منسٹر صاحب کی Statement سن لی ہے انہوں نے یہ کہا ہے کہ اگر آپ اس کو ملتوی کر لیں تو سردار ظہور احمد خان قیصرانی سے بات سن کر متعلقہ ڈی ایس پی اور ایس پی کو یہاں بلایا جا سکتا ہے اور بلا کر اس بات کو طے کیا جا سکتا ہے۔ مجھے انہوں نے کہا ہے کہ آپ اسے ملتوی کر دیں۔
سردار ظہور احمد خان قیصرانی۔ ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر۔ آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں۔
سردار ظہور احمد خان قیصرانی۔ جی۔
جناب سپیکر۔ تو اس معاملے کو Resolve کرنے تک اس تحریک استحقاق کو ملتوی کیا جاتا ہے۔
سردار ظہور احمد خان قیصرانی۔ جی۔ مجھے اتفاق ہے مگر یہ کس تاریخ تک کے لئے ملتوی کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ لودھی صاحب! اس بارے میں قیصرانی صاحب چاہتے ہیں وقت کا تعین ہو جائے کہ کب تک یہ معاملہ طے ہو جائیگا۔
وزیر مال۔ یہ اس اسمبلی کے دفتر میں کل مجھے دس بجے مل لیں تو میں ان سے وقت کا طے کر کے ان کو بلا لونگا۔
جناب سپیکر۔ جی قیصرانی صاحب! کیا یہ ٹھیک ہے؟
سردار ظہور احمد خان قیصرانی۔ جناب والا! مجھے صحیح معلوم نہیں ہو سکا ویسے آپ وقت ابھی طے کر لیں۔

جناب سپیکر۔ قیصرانی صاحب کا خیال یہ ہے کہ آپ وقت ابھی طے کر لیں اور اس دوران آپ ان کو بلا لیں۔ تو آپ پرسوں کا وقت رکھ لیں۔
وزیر مال۔ تو پھر جناب والا! ابھی اس کے بعد کر لیتے ہیں۔
سردار ظہور احمد خان قیصرانی۔ ٹھیک ہے جی۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر۔ اب ہم تحاریک التوا کو Take up کرتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! میری بھی ایک تحریک استحقاق ہے۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب! آج ہم نے تحاریک استحقاق کو بہت وقت دیا ہے۔تو کل اسے take up کر لیں گے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر۔ جناب محمد ضرغام خان خاکوانی صاحب کی تحریک التوا ہے مگر وہ تشریف نہیں رکھتے اور یہ رول 67 کی زد میں بھی آتی ہے۔اگلی 95 بھی جناب ضرغام خانصاحب کی تحریک التوا ہے مگر وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ Lapse ہو جائیں گی۔جناب اکرام ربانی صاحب کی تحریک التوا نمبر96 ہے اس پر بھی رول 67 لاگو ہو گا۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب سپیکر! رانا صاحب آج بیمار ہیں لہذا میں استدعا کرونگا کہ اسے ملتوی کر دیا جائے۔

جناب سپیکر۔ یہ ملتوی نہیں ہو گی کیونکہ اس پر رول 67 لاگو ہوتا ہے اور امن عامہ کی Debate کو Anticipate کرتی ہے۔

اس سے اگلی تحریک 97 نمبر بھی رانا اکرام ربانی صاحب کی ہے اور اس پر رول 67 لاگو ہوتا ہے اور یہ امن عامہ میں Cover ہو گی۔

تحریک التوا نمبر98 بھی رانا اکرام ربانی صاحب کی ہے اس پر رول 67 لاگو نہیں ہوتا لہذا اسے ملتوی کر لیتے ہیں۔

تحریک التوا نمبر99 بھی قائد حزب اختلاف کی طرف سے ہے اور یہ رول 67 کی زد میں نہیں آتی لہذا اسے ملتوی کر لیا جاتا ہے۔

تحریک التوا نمبر100 بھی رانا صاحب کی ہے اسے بھی ملتوی کیا جاتا ہے۔

تحریک التوا نمبر101 بھی ملتوی کی جاتی ہے۔

تحریک نمبر102 بھی رانا اکرام ربانی صاحب کی ہے اسے بھی ملتوی کیا جاتا ہے۔

تحریک التوا نمبر103 رانا اکرام ربانی صاحب کی ہے اور یہ رول 67 کی زد میں آتی ہے۔

لہذا یہ Dispose of تصور ہوگی۔

تحریک التوا نمبر 104 سید چراغ اکبر شاہ صاحب کی ہے.....
جی شاہ صاحب آپ اسے پیش کیجیے۔

محکمہ مواصلات و تعمیرات میں بدعنوانیاں

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہونگا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "مشرق" لاہور کی مورخہ 90-12-5 کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ مک مکا کی اتنی برکت ہے کہ کوئی سڑک معیاری نہیں بن سکتی۔ کمیشن ادا کرو تو بل پاس مٹھی گرم کرو تو ناقص میٹریل بھی پاس۔ فنڈز کا بیشتر حصہ سیاسی دباؤ کی نذر ہو جاتا ہے حکام کاغذی کاروائی کے ماہر ہیں۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اور اضطراب، غم و غصہ پایا جاتا ہے متذکرہ واقع اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔
جناب سپیکر! جیسا کہ اس معزز ایوان کے سارے معزز ممبران کے علم میں ہے۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب! اس پر Short Statement دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تو آپ کی تحریک التوائے کار ہے۔ آپ نے پڑھ دی ہے۔ اس میں ساری وضاحت موجود ہے جو آپ فرمانا چاہتے ہیں۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب سپیکر! میں Short Statement دینا چاہتا تھا۔
جناب سپیکر۔ Short Statement تحریک استحقاق پر ہوتی ہے۔
سید چراغ اکبر شاہ۔ ٹھیک ہے۔
جناب سپیکر۔ جی کرنل محمد یامین خان!

کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین خان (وزیر مواصلات و تعمیرات)۔ جناب سپیکر! یہ تحریک التوا جو معزز رکن نے پیش کی ہے یہ ایک اخباری خبر کو بنیاد بنا کر پیش کی گئی ہے اور جہاں تک اس کی Admissibility کا تعلق ہے تو یہ تحریک التوائے کار کے زمرے میں کسی صورت میں بھی نہیں

آتی کیونکہ نہ تو یہ کسی مخصوص معاملہ کی طرف اشارہ ہے اور نہ ہی یہ حالیہ وقوع پذیر ہے۔ ایک اخباری خبر جو غیر مصدقہ تھی اس کے حوالے سے یہ پیش کی گئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ Technically تحریک التوا نہیں بنتی اس لئے اسے منظور کیا جائے میں اس کے ساتھ ہی یہ بھی

کہنا پسند کروں گا کہ یہ تو ایک عام سا بیان ہے جس کی طرف محرک نے اشارہ کیا ہے کوئی مخصوص بات نہیں ہے لیکن اگر ان کے ذہن میں کوئی مخصوص معاملہ اس قسم کا ہے اس کو اگر وہ میرے نوٹس میں لائیں تو اس کی محکمانہ طور پر انکوائری بھی کروائی جا سکتی ہے اور اس کے متعلق جو کارروائی قانون کے دائرے میں آتی ہے وہ بھی کی جا سکتی ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب سپیکر! وزیر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ اس میں کسی مخصوص معاملہ کی طرف اشاہ نہیں ہے یا اس میں ذکر نہیں ہے تو جناب والا اس معزز ایوان کے جتنے بھی معزز اراکین ہیں وہ پنجاب کے کونے کونے سے یہاں ایوان کی کارروائی میں شرکت کرنے کے لئے جب تشریف لا رہے تھے تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ صوبہ بھر کی سڑکوں پر ان معزز اراکین اسمبلی نے سفر کیا ہے وہ خود بتا سکتے ہیں کہ صوبہ کی سڑکوں کی حالت کیا ہے۔ جناب والا میں نہیں سمجھتا کہ اس تحریک کو Rule out کیا جائے۔ میرے خیال میں یہ تحریک نہایت ہی اہمیت رکھتی ہے۔ اسے ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر۔ تو اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے کہ وزیر مواصلات نے کہا ہے کہ اگر کوئی Specific grievances ہیں تو وہ ان کے نوٹس میں لائے جائیں وہ ان کو حل کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب والا! Specific grievances ایک نہیں کئی ہیں اس میں لاہور شیخوپورہ روڈ ہے۔ لاہور گجرات روڈ ہے۔ سارے صوبہ بھر کی سڑکوں کا حال آپ کے علم میں بھی ہے اور معزز اراکین کے سامنے ہے کہ صوبہ بھر کی سڑکوں کی کیا حالت ہے۔ جگہ جگہ گڑھے پڑے ہوئے ہیں اور سڑکوں کی اس ٹوٹی پھوٹی حالت کی وجہ سے آئے دن ٹریفک کے حادثات ہوتے رہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو زیر بحث لایا جائے تاکہ پنجاب کی جو سڑکوں کی صورتحال ہے اس پر اس ایوان کے معزز اراکین اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔

اس طرح تمام Specific grievances جن کو میں بھی پوائنٹ آؤٹ کروں گا اور باقی معزز اراکین بھی کریں گے وہ وزیر موصوف کے نوٹس میں آجائیں گے۔ اس کے بعد ہی اس پر عملدرآمد کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر۔ جی Minister C and W اگر اس تحریک التواء کو Admit کر کے اس پر دو گھنٹے کے لئے Dbate کروائی جائے اور صوبہ کی سڑکوں کی صورتحال جو ہے اس کو زیر بحث لایا جائے تو آپ کی کیا رائے ہے؟

وزیر موصلات و تعمیرات۔ جناب سپیکر! مجھے سڑکوں کی صورت حال کو زیر بحث لانے پر تو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا لیکن یہ جو تحریک التوئے کار پیش کی گئی ہے اسے قواعد و ضوابط کے تحت ہی زیر بحث لایا جا سکتا ہے۔ یہ جو بات ابھی فرما رہے ہیں کہ سڑکوں کی حالت خراب ہے تو جب محکمے کی کارکردگی زیر بحث ہوتی ہے اس وقت اس بات کو زیر بحث لایا جا سکتا ہے لیکن ایک تحریک التوائے کار کے حوالے سے اسے زیر بحث لانا میں سمجھتا ہوں کہ یہ فنی طور پر درست نہیں ہے۔ ان کی تحریک التوائے کار کا جو متن ہے اگر اس پر آپ غور فرمائیں تو اس میں سڑکوں کی حالت کی طرف تو انہوں نے اشارہ نہیں کیا بلکہ محکمے کی ایک عام سی Statement اخبار میں پڑھ کر کہ ملک مکا ہوتا ہے اور Corrupt ہیں وغیرہ وغیرہ اس کو یہ زیر بحث لانا چاہتے ہیں۔ تو جب میں نے اس کی وضاحت کی تو پھر وہ سڑکوں کی حالت کی طرف چلے گئے کہ سڑکیں عام طور پر علاقوں میں خراب ہیں۔ مجھے اس کے دفاع کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ سڑکیں خراب بھی ہیں اور اچھی بھی ہیں لیکن اسے تحریک التوائے کار کے زمرے میں لا کر زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔ جب محکمے پر Discussion ہو اور پھر اس وقت معزز رکن اسے زیر بحث لائیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ یہ ملک مکا کا نتیجہ ہی تو ہے کہ سڑکوں کی حالت یہ ہے۔ اس لئے جناب سپیکر میں گزارش کروں گا کہ یہ انتہائی اہمیت کا مسئلہ ہے اور اس میں مجھے تو ایسی کوئی بات نظر نہیں آ رہی ہے کہ کوئی حرج ہے کہ اگر اسے ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر۔ فنی طور پر اس تحریک التوائے کار کو میں entertain نہیں کر سکتا اس کو میں technically out of order قرار دیتا ہوں اس لئے کہ یہ Single specific

matter نہیں ہے یہ continuing process ہے اور یہ ایک policy matter ہے جس کو شاہ صاحب زیر بحث چاہتے ہیں۔ اس کو تحریک التواء کا subject matter نہیں بنایا جا سکتا۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ پھر رولز معطل کر کے میری تحریک التوائے کار نمبر 264 ہے 105 کی بجائے وہ Take up کر لی جائے۔

جناب سپیکر۔ تحریک التوائے کار نمبر 105۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 105 ہے اس کی بجائے 264 کو لے لیا جائے۔ میں نے کاپی آپ کو دی ہے۔

جناب سپیکر۔ جی 105 میرے پاس ہے میں اس کو take up کرتا ہوں۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ میں گزارش کر رہا ہوں کہ رولز معطل کر کے تحریک التوائے کا نمبر 264 لی جائے۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب! تحاریک التوائے کار کو Out of turn or out of way Take up کرنے کی Tendency کوئی ٹھیک نہیں ہے۔ پچھلے دنوں ہاؤس میں یہ بات ہوئی تھی اور یہ طے پایا تھا کہ اس کو عام حالت میں بغیر باری کے نہیں لینا چاہیے۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب وہ کاپی آپ دیکھیں اگر مناسب سمجھیں تو ٹھیک ہے۔ میں نے 264 کی کاپی بھجوائی ہے۔

جناب سپیکر۔ جی میں دیکھ لیتا ہوں۔ یہ شاہ صاحب آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 105 جو ہے یہ رول 67 کی زد میں آئے گی۔ اور نمبر 106 جو ہے اس کو آپ پیش نہیں کرنا چاہتے؟

سید چراغ اکبر شاہ۔ نہیں۔ اسے میں Press نہیں کرتا۔

جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے شاہ صاحب آپ اسے پیش نہیں کرنا چاہتے تو یہ With drawn تصوّر ہو گی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 107 چراغ اکبر شاہ اور غلام سرور خان کی طرف سے ہے۔

عوام کی شکایات سننے سے انکار

سید چراغ اکبر شاہ۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے

ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" لاہور کی مورخہ 90-12-14 کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ "شکایت کا یہ کونسا وقت ہے" ایم ڈی واسا نے عوام کی شکایات سننے سے انکار کر دیا۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اور اضطراب، غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر۔ جی راجہ جاوید اخلاص صاحب اس کا جواب دیں گے؟

راجہ جاوید اخلاص (پارلیمانی سیکرٹری)۔ جی سر۔

جناب سپیکر۔ جی راجہ صاحب ارشاد فرمائیے۔

راجہ جاوید اخلاص۔ جناب سپیکر! یہ مورخہ 14 دسمبر 90ء روزنامہ "جنگ" لاہور کی ایک خبر کو اس کی بنیاد بنایا گیا ہے جو قطعی طور پر حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ ایم ڈی واسا نے کبھی بھی کسی شہری کو یہ بات نہیں کہی کہ یہ شکایت کا کونسا وقت ہے بلکہ واسا کے دفتر عوام کی فلاح و بہبود کے لئے اور انکے مسائل کو سننے کے لئے چوبیس گھنٹے کھلے رہتے ہیں۔

اس سلسلے میں واسا نے شکایات سیل بھی قائم کر رکھے ہیں اور کوئی بھی شہری جس کا کوئی اجتماعی یا ذاتی مسئلہ ہو وہ ان شکایات سیل میں جا کر اپنی رپورٹ درج کروا سکتا ہے اور اس پر جب کوئی بھی رپورٹ، کوئی بھی شکایات محکمہ کے پاس پہنچتی ہے یا درج ہوتی ہے تو فوری طور پر اس پر ایکشن لیا جاتا ہے اور اس کا ازالہ کیا جاتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل من گھڑت خبر ہے۔ اس بے بنیاد خبر کی بنیاد پر اس ہاؤس کی کارروائی ملتوی نہیں کی جا سکتی اور نہ ہی اس میں کوئی ایسا مخصوص معاملہ ہے جس کی طرف نشاندہی کی گئی ہو کہ جس کے لئے یہ منظور کی جائے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ اس کو Rule out فرمایا جائے۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب سپیکر میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جو یہ بات کی ہے کہ یہ خبر من گھڑت ہے، مجھے اس سے اتفاق نہیں ہے۔ کیونکہ صرف عوام نے ہی اس کی شکایت نہیں کی بلکہ نمائندہ جنگ نے بھی ان سے بات کی ہے۔ خبر میں بات یہ ہے کہ نمائندہ "جنگ" نے ان سے بات کی ہے۔ انہوں نے اس کی بات پر بھی توجہ نہیں دی۔ غریب عوام کی بات تو وہ کیا سنیں گے؟ جناب والا یہ پریس کی بات پر بھی توجہ نہیں دے رہے۔ میں

نہیں سمجھتا کہ صحافی اتنے غیر ذمہ دار ہوں۔انہوں نے ایم ڈی واسا سے بات بھی نہ کی ہو اور کہیں کہ میں نے بات کی ہے اور کوئی بات سننے کو تیار نہیں ہے۔

راجہ جاوید اخلاص (پارلیمانی سیکرٹری)۔جناب والا! ایسی کوئی بات نوٹس میں نہیں آئی ہے کہ ہمارے کسی صحافی بھائی نے ٹیلیفون پر یا خود جا کر کوئی بات یا شکایت کی ہو۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر انہیں کسی قسم کی کوئی شکایت ہے اور وہ کوئی جائز شکایت ہے تو وہ اب بھی پیش کر سکتے ہیں اور اس کا ازالہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن محکمے کے کسی آدمی کے ساتھ ساتھ صحافی صاحبان نے یا کسی بھی آدمی نے کسی طرح کا کوئی رابطہ نہیں کیا اور نہ ہی کوئی شکایت کی ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ۔ نمائندہ " جنگ " کو تو کوئی شکایت نہ تھی وہ تو عوام کی شکایت ایم ڈی واسا تک پہنچانا چاہتے تھے اور اگر جناب والا آپ مناسب سمجھیں تو میں ساری خبر پڑھ دیتا ہوں اس کی کاپی میرے پاس اب بھی موجود ہے۔
جناب سپیکر۔ شاہ صاحب! معزز پارلیمانی سیکرٹری یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ اگر کوئی شکایت واسا کے متعلق ہے، کسی پریس کے دوست کو یا کسی عوام کے آدمی کو تو وہ بطور پارلیمانی سیکرٹری اس مسئلے کو حل کروانے کے لئے تیار ہیں۔آپ کو بھی اگر کوئی شکایت ہے تو وہ اس کو بھی حل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری نے اپنے محکمے کا کیس اچھی طرح سے پیش کیا ہے اور ایک اچھی کوشش ہے۔آپ کا کیا خیال ہے آپ اب بھی پریس کرتے ہیں ؟
سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب والا! آپ اگر انہیں رعایتی طور پر پاس کروانا چاہتے ہیں تو میں اپنی اس تحریک پر زور نہیں دیتا۔

جناب سپیکر۔ شکریہ شاہ صاحب! شاہ صاحب اپنی تحریک پر زور نہیں دیتے اس لئے کہ پارلیمانی سیکرٹری نے اپنے محکمے کا خوب دفاع کیا ہے۔
تحریک التوائے کار نمبر108 جناب غلام سرور خان ۔ یہ رول 67 کی زد میں آئے گی۔
تحریک التوائے کار نمبر109 جناب غلام سرور خان ۔ یہ رول 67 کی زد میں آئے گی۔
تحریک التوائے کار نمبر110 جناب غلام سرور خان ۔ یہ رول 67 کی زد میں آتی ہے۔
تحریک التوائے کار نمبر111 جناب غلام سرور خان تشریف نہیں رکھتے یہ بھی lapse کر جائے گی۔
تحریک التوائے کار نمبر112 جناب غلام سرور خان ۔ یہ رول 67 کی زد میں آ گئی۔

تحریک التوائے کار نمبر 113 جناب غلام سرور خان ۔ یہ رول 67 کی زد میں آ گئی۔
تحریک التوائے کار نمبر 114 جناب غلام سرور خان ۔ یہ رول 67 کی زد میں آ گئی۔
تحریک التوائے کار نمبر 115 جناب حسن رضا قاضی ۔ رول 67 کی زد میں آ گئی۔
تحریک التوائے کار نمبر 116 جناب حسن رضا قاضی تشریف نہیں رکھتے یہ بھی lapse ہو گئی۔
تحریک التوائے کار نمبر 117 علی حسن رضا قاضی ۔ یہ رول 67 زد میں آ گئی۔
تحریک التوائی کار نمبر 118 محمد اظہر خان لغاری ۔ تشریف نہیں رکھتے ۔ یہ بھی lapse ہو گئی۔
تحریک التوائے کار نمبر 119 محمد اظہر خان لغاری ۔ یہ رول 67 کی زد میں آ گئی۔
تحریک التوائے کار نمبر 120 محمد ضرغام خان خاکوانی ۔ تشریف نہیں رکھتے اس لئے lapse ہو گئی۔
تحریک التوائے کار نمبر 121 محمد ضرغام خان خاکوانی ۔ رول 67 کی زد میں آ گئی۔ تشریف نہیں رکھتے اس لئے lapse بھی کر گئی۔
تحریک التوائے کار نمبر 122 ملک اقبال احمد خان لنگڑیال ۔ یہ رول 67 کی زد میں آ گئی۔
تحریک 123 چودھری اصغر علی گجر صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔ چودھری صاحب پیش کرنا چاہیں گے؟

کالا باغ ڈیم کی تعمیر میں تاخیر

چودھری اصغر علی گجر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ کالا باغ ڈیم جس کی تعمیر کی ابتدائی تیاریوں پر قومی خزانے کا زر کثیر خرچ ہو چکا ہے۔ اور جس کی تعمیر کا وعدہ اسلامی جمہوری اتحاد نے پوری قوم سے کر رکھا ہے اور جس کی تعمیر ملک کی بقاء اور قوم کی فلاح کے لئے ناگزیر ہے۔ اب اس کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے سلسلے میں ہمارے حکمرانوں کی زبانوں پر مصلحت کے تالے پڑ چکے ہیں۔ اس کی تعمیر کے سلسلے میں عزائم وقت سے پہلے بوڑھے ہو چکے ہیں۔ ہماری قیادت کی اس وعدہ فراموشی پر پوری قوم سخت مایوس اور پریشانی کا شکار ہے۔ اتحاد کے منشور میں اسلامی نظام کے بعد دوسرا بڑا نعرہ کالا باغ ڈیم کا تھا۔ اب اس معاملے میں حکمرانوں کی چپ قول و عمل کے تشویش ناک طرز عمل کی غماز ہے۔ لہذا یہ مسئلہ اپنی اہمیت کے تمام پہلوؤں کے لحاظ سے اس

قابل ہے کہ اسمبلی کا اجلاس ملتوی کر کے بحث کی جائے۔
جناب سپیکر۔ آپ نے تحریک التوائے کار پیش کر دی ہے اب گورنمنٹ کا نقطہ نظر کون پیش کریں گے ؟ جناب وزیر قانون و پارلیمانی امور۔
سید طاہر احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ اسمبلی کا اجلاس تحریک التوائے کار کے لئے ملتوی نہیں کیا جاتا، بلکہ اسمبلی کے اجلاس کی کارروائی ملتوی کر کے تحریک التوائے کار پر غور کرنے کے لئے درخواست کی جاتی ہے۔
جناب سپیکر۔ شاہ صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر بجا فرمایا ہے۔
چودھری اصغر علی گجر۔ جناب والا! مین نے اس کی تصحیح کر دی ہے۔ شاہ صاحب نے درست فرمایا ہے۔
جناب سپیکر۔ ہاں اس کی تصحیح ہو جانی چاہیے کہ کارروائی ملتوی ہوتی ہے اس کے لئے اجلاس ملتوی نہیں ہوتا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں اپنے فاضل بھائی کی خدمت میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری موجودہ حکومت نے اس مسئلہ کو جتنی اہمیت دی ہے، اس مسئلے کے ساتھ صحیح معنوں میں انصاف کیا ہے جناب والا 12 جنوری کو C.C.I کی میٹنگ ہوئی تھی اور اس میں پانی کی تقسیم کے مسئلہ پر ایک کمیٹی بنائی گئی جس میں چاروں وزرائے اعلیٰ کو رکھا گیا۔ اس کمیٹی کی کافی meetings اس سلسلے میں ہو چکی ہیں۔ اس سلسلے میں ہمارے وزرائے کرام، وزیر آبپاشی، وزیر خزانہ، مختلف صوبوں کا دورہ کر چکے ہیں۔ مختلف وزرائے اعلیٰ صاحبان یہاں لاہور میں آئے ہیں اور اتفاق کی بات ہے کہ کل بھی اس سلسلہ میں کراچی میں Meeting تھی۔ جس میں ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب اور دوسرے صوبوں کے وزرائے اعلیٰ بھی گئے ہوئے تھے۔ حکومت اس مسئلے کو بے حد اہمیت دیتی ہے اور ہماری قیادت نے جو وعدے کئے ہیں ان وعدوں کو ایفا کرنے میں قطعی طور پر فروگزاشت کرنا نہیں چاہتی۔ جناب سپیکر یہ ایسے مسئلے ہیں جو ہماری حکومت کو وراثت میں ملے ہیں اور سال چھ مہینے نہیں بلکہ (Decades) مدتوں پرانے مسئلے چلے آ رہے ہیں۔ حکومت پاکستان نہایت سنجیدگی سے، ان مسائل کو حل کرنے کے لئے دن رات لگی ہوئی ہے اور ہمیں توقع ہے کہ انشاء اللہ العزیز یہ مسائل

جو انتہائی اہمیت کے حامل ہیں اور ہماری معیشت کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں جلد حل ہو جائیں گے۔ میں اپنے فاضل دوست کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ اپنی اس تحریک التوائے کار پر زور نہ دیں۔ کیونکہ اس سلسلہ میں حکومت کے اپنے بس میں جو کچھ بھی ہے اس میں حکومت اس مسئلے کو اولیت دے کر اپنے جتنے وسائل ہیں ان کو بروئے کار لا کر انتہائی ایمان داری کے ساتھ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے کوشاں ہیں میں صرف اس وجہ سے یہ گزارش کر رہا ہوں کہ ایک انتہائی حساس قسم کا مسئلہ ہے اس مسئلے پر پاکستان دشمن قوتوں کی بھی نظریں لگی ہوئی ہیں وہ اس مسئلے کو صوبائی عصبیت کا مسئلہ بنا کر اس کے حساس پہلو سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتی ہیں۔

جناب والا! جب بھی یہ مسئلہ حل ہونے کے قریب ہوتا ہے تو کوئی نہ کوئی اس قسم کا شوشہ چھوڑ دیتے ہیں۔ جس سے یہ مسئلہ پھر معرض التوا میں پڑ جاتا ہے۔ اس حساس مسئلے کو حکومت پاکستان حل کرنے کے لئے تندھی سے کوشاں ہے تو اس کو پریس میں زیادہ نہ اچھالا جائے اور اس قسم کی صورت حال پیدا نہ ہونے دی جس سے اس مسئلہ میں پیچیدگی پیدا ہو۔ تو ان الفاظ کے ساتھ میں اپنے بھائی کی خدمت میں نہایت ادب سے کہوں گا کہ وہ اپنی اس تحریک التوا کو پریس نہ فرمائیں۔

جناب سپیکر۔ جی چودھری اصغر علی صاحب!

چودھری اصغر علی گجر۔ جناب والا! اس میں کوئی شک نہیں کہ....

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر!

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب! آپ کس موضوع پہ بات کرنا چاہتے ہیں؟

سید طاہر احمد شاہ۔ میں منسٹر صاحب کے ارشاد کے جواب میں اسی موضوع پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ اس تحریک التوائے کار پر کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جی ہاں۔

جناب سپیکر۔ تو ابھی میں نے اس تحریک التوائے کار کو بحث کے لئے منظور نہیں کیا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! منسٹر صاحب نے اس مسئلہ کے بارے میں کہا ہے کہ یہ ایک حساس مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ کے بارے میں تو انہوں نے کچھ نہیں کہا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! میرے بارے میں انہوں نے کچھ نہیں کہا بلکہ یہ ایک قومی نوعیت کا مسئلہ ہے اور یہ I.J.I کے مین پروگرام میں شامل ہے۔ اس سے ہمیں اس بات سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہیے۔ اور اللہ کا کرم ہے کہ اس وقت پاکستان میں I.J.I کی حکومت ہے، پنجاب میں بھی I.J.I کی حکومت ہے، سرحد اور بلوچستان میں بھی I.J.I کی حکومت ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے۔ اس مسئلے کے ساتھ پاکستان کا مستقبل وابستہ ہے۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب! جب اس کو Admit کرنے کا مرحلہ آئے اور اس پر بحث ہو تو آپ اس میں ضرور حصہ لیجیے گا اور اس پر اظہار خیال فرمائے گا۔ چونکہ وزیر قانون نے کہا ہے چودھری اصغر علی گجر اس کو Press نہ کریں۔ اور اس سلسلہ میں حکومت کی کارگزاری انہوں نے دھرائی ہے اور چودھری صاحب سے انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اس کو Press نہ کریں۔ میں ان سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس کو پریس کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔

چودھری اصغر علی گجر۔ جناب سپیکر! جیسا کے وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ یہ مسئلہ ہمیں وراثت میں ملا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ مسئلہ ہمیں وراثت میں ملا ہے۔ اگر تھوڑا سا آگے دیکھا جائے تو وراثت در وراثت میں ملا ہے۔ لیکن جہاں تک اس مسئلہ کی اہمیت کا تعلق ہے۔ آپ جانتے ہیں، عوام جانتے ہیں کہ ملک صنعتی لحاظ سے بحران کا شکار ہے۔ جس کی وجہ سے ملک میں بے روزگاری ہے۔ بجلی کے بحران کا شکار ہے۔ آئے دن لوڈشیڈنگ ہوتی رہتی ہے۔ اس کے علاوہ اگر آپ خوشاب سے لے کر بہاولپور تک کے علاقے میں رہنے والوں سے پوچھیں تو گرمیوں کے موسم میں وارہ بندی سے کبھی کبھی یہ حالت ہوتی ہے کہ جانوروں کو پانی پینے تک کو نہیں ملتا۔ تو اتنے اہم مسئلہ پر اگر مجھے میرا دوست کہے کہ اسے پریس نہ کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ امانت میں خیانت ہے۔ میں اس کو پریس کرتا ہوں اور گزارش کرتا ہوں کہ جس طرح انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ ایک حساس مسئلہ ہے اس کو زیر بحث لایا جانا چاہیے تا کہ عوام کو اس کی اہمیت کا احساس ہو جائے، اس کی اہمیت اجاگر ہو کیے اور اس کے اچھے اور برے پہلو سامنے آسکیں۔ تو میں آپ سے بھی اور وزیر قانون سے بھی اور حکومت سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ اس کو بہتر طریقے سے حل کرنے کے لئے اچھا طریقہ یہ ہے کہ اسمبلی میں اس پر بحث کی اجازت دی جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر۔ میں اس مسئلہ پر آپ کو موقع دیتا ہوں کہ آپ اور وزیر قانون اس بارے میں مل کر کوئی فیصلہ کر لیں۔ چونکہ وزیر قانون نے اس کو حساس مسئلہ کہا ہے اور آپ اس کو زیر بحث لانے کے لئے زور دے رہے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اس کے حساس ہونے کی حیثیت سے موجودہ صورت حال میں اس پر بحث نہ کی جائے۔ میں آپ کو موقع دیتا ہوں کہ وزیر قانون اور آپ اس پر آپس میں غور و خوض کریں۔ اس کے بعد کل یا پرسوں جس وقت آپ مناسب سمجھیں اس پر اظہار خیال فرمائیں کہ آپ اس پر کیا چاہتے ہیں۔ میں آپ کی اس تحریک التوائے کار پر اپنے فیصلہ کو مؤخر کرتا ہوں اور شاہ صاحب سے بھی میں کہتا ہوں کہ وہ بھی ان کے سات اس بات میں شامل ہو جائیں۔ تحاریک التوائے کار کا وقت اب ختم ہوتا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ سید طاہر احمد شاہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! ابھی دو تین روز پہلے کی بات ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب کے ایک بیان کی وجہ سے پورا ایوان زرعی ٹیکس کے بارے میں تمام قواعد و ضوابط کو معطل کر کے شعلہ افشانی کر رہا تھا۔ یہ مسئلہ صوبائی مسئلہ نہیں ہے بلکہ قومی معیشت کا مسئلہ ہے۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ ملک اور قوم کے مفاد میں اس مسئلے کو حساس مسئلہ قرار نہ دیا جائے۔ آپ کی وساطت سے حکومت سے بھی استدعا ہے کہ اسے معزز ایوان میں زیر بحث لانے کے لئے گنجائش پیدا کی جائے۔ جناب سپیکر! یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے اور یہ ہماری Commitment کا مسئلہ ہے۔ ہم نے کوئی ایسی بات نہیں کی ہے۔

جناب سپیکر۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر اس تحریک التوائے کار کو مؤخر کر دیا ہے۔ اور آپ کو موقع فراہم کیا ہے۔ آپ سرکاری پارٹی کے اراکین ہیں۔ وزیر قانون سے بات کیجیے اور اس مسئلہ کو سلجھایئے۔ اگر اس کو زیر بحث لانا چاہتے ہیں تو چشم ما روشن دل ما شاد، مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ اگر آپ اس کو نہیں لانا چاہتے تو چودھری اصغر علی گجر صاحب اس کے بارے میں فرما دیں گے۔ اب جناب فرید احمد پراچہ مجلس خصوصی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں گے۔

مجلس خصوصی نمبر 2 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب فرید احمد پراچہ۔ میں مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب ادائیگی بھتا خصوصی ملازمین پنجاب

1991ء مسودہ قانون نمبر 2 بابت 1991ء کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

مسودہ قانون

جناب سپیکر۔ جناب فرید احمد پراچہ صاحب کی طرف سے مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کی گئی۔ اب ہم قانون سازی کے کام کو لیتے ہیں۔ بیت المال کا بل زیر غور ہے۔ وزیر قانون اسے پیش کریں۔

مسودہ قانون دی پنجاب بیت المال بل مصدرہ 1990ء

MR. SPEAKER: Now, we take up legislation. The Punjab Bait-ul-Mal Bill, Minister for Law please.

MINISTER FOR LAW: I beg to move.
That the Punjab Bait-ul-Mal Bill, 1990, as reported by the Special Committee No. I, be taken into consideration at once.

MR, SPEAKER: The motion moved is
That the Punjab Bait-ul-Mal Bill, 1990, as reported by the Special Committee No. I, be taken into consideration at once.

There are two amendments. The first one is by Rana Ikram Rabbani and Mr. Ali Hassan Raza Qazi. The movers are not present. Therefore, these amendments are taken as withdrawn.
Next amendment is by Rana Sana Ullah Khan, Malik Iqbal Ahmad Khan Lengrial. Please move your amendment

RANA SANA ULLAH KHAN:

Sir! I beg to move-
That the Punjab Bait-ul-Mal Bill, 1990, as

reported by the Special Committee No. 1, be referred to the Select Committee consisting of the following Members with instructions to report by 30th june, 1991 :-

1. Mr. Sohail Zia Butt.
2. Mr. Sikandar Hayat Malhi.
3. Mr. Irshad Hussain Sethi.
4. Haji Muhammad Afzal Chan.
5. Main Manzoor Ahmad Mohal.
6. Mr. Shaukat Daud.
7. Ch. Muhammad Azam Cheema.

وزیر قانون ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

MR SPEAKER: Rana sahib would you like to say some thing.

رانا ثناء اللہ خان ۔ اس میں میری گزارش یہی ہے کہ یہ مفاد عامہ متعلقہ بل ہے یہ دوست جن کے ہم نے نام سپیشل کمیٹی میں دئے ہیں، یہ بھی غور کر کے کوئی بہتر تجاویز پیش کریں تو اس سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بل اور بہتر ہو سکتا ہے اس سے اس صوبے کے عوام کا فائدہ ہو گا۔ وزیر قانون نے ہماری جو بھی ترمیم ہے اس کے متعلق انہوں نے ایک ہی موقف اختیار کیا ہوا ہے اور وہ لفظ انہوں نے گنے چنے ہوئے ہیں جو وہ ابھی دھرائیں گے۔ تو میری ان سے استدعا ہے کہ وہ اس سلسلے کو بند کرتے ہوئے یہ جو بل ہے اس کو سپیشل کمیٹی کے سپرد ہونے دیں تا کہ اس میں بہتر تجاویز آئیں اور یہ مزید بہتر ہو۔

MR SPEAKER : Minister for law would like to say something.

وزیر قانون ۔ ایک منٹ میں جناب والا! میں کچھ کہوں گا۔ ابھی میرے بھائی نے جو یہ فرمایا ہے کہ وزیر قانون مخالفت برائے مخالفت کرتے ہیں۔ میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ 24 جنوری سے یہ آرڈیننس نافذ ہو چکا ہے، جناب نواز شریف صاحب جب وزیر اعلیٰ پنجاب تھے اس وقت انہوں نے وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے بیت المال کے قیام کا فیصلہ کیا تھا تا کہ خلفائے راشدین کے دور کی پیروی میں یہ خیراتی فلاحی فنڈ غربا، ضرورت مندوں، خصوصاً یتیموں، بیواؤں کی امداد اور بحالی کے لئے مختص کیا جا سکے۔ جناب والا 90-1989 میں پنجاب حکومت نے بنیادی فنڈ 10 کروڑ روپے کا مہیا کیا۔ اس پر غیر سرکاری ارکان پر مشتمل ایک اعلیٰ اختیاری کونسل بنائی گئی جو مارچ

1990 میں تشکیل دی گئی، اس کا سربراہ امین کہلاتا ہے۔ اس کا مقصد خصوصاً غربا۔ یتیموں، بیواؤں کی بحالی غریب اور مستحق طلباء کے اخراجات، غربا کے علاج معالجہ کی ضروریات کو پورا کرنا، خیراتی مقاصد مفاد عامہ کی دیگر مدیں جن سے معاشرہ کے محروم طبقوں کا مفاد وابستہ ہوتا ہے کسی بھی ایسے کام کی منظوری پنجاب بیت المال سے حاصل کر لی گئی ہو۔ جناب والا ضلع کی سطح پر 30 بیت المال کمیٹیاں بنائی گئی ہیں ہر ضلع میں ایک ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔ یہ مفاد عامہ کا مسئلہ ہے اور یہ ایک سال سے رائج العمل ہے اور یہ پریس میں بھی آتا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے بھائی کی یہ ترمیم قابل پذیرائی نہیں ہے بلکہ اتنے اچھے آرڈیننس کو جتنی جلدی ہو سکے قانون کی شکل دی جانی چاہیے۔ تو میں ان الفاظ کے ساتھ ہی انہوں نے جو ترمیم move کی ہے اس کی مخالفت کرتا ہوں۔ شکریہ!

MR. SPEAKER: The motion moved and the question is-

That the Punjab Bait-ul-Mal Bill, 1990, as reported by the Special Committee No. 1, be referred to the Select Committee consisting of the following Members with instructions to report by 30th june, 1991 :-

1. Mr. Sohail Zia Butt.
2. Mr. Sikandar Hayat Malhi.
3. Mr. Irshad Hussain Sethi.
4. Haji Muhammad Afzal Chan.
5. Main Manzoor Ahmad Mohal.
6. Mr. Shaukat Daud.
7. Ch. Muhammad Azam Cheema.

(The motion was lost)

Now the motion moved and the question is-

That the punjab Bait-ul-Mal Bill, 1990, as reported by the special Committee No. 1, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

Clause 2

Now, we start the second reading.
Clause 2 of the Bill is under consideration.
There is no amendment.
The question is-
That clause 2 do stand part of the Bill.
(The motion was carried)
Clause 2 do stand part of the Bill.

Clause 3

Clause 3 There is no amendment.
The squestion is-
That Clause 3 do stand part of the Bill.
(The motion was carried)
Clause 3 do stand part of the Bill.

Clause 4

MR. SPEAKER: Clause 4 There is no amendment.

The squestion is-
That clause 4 do stand part of the Bill.
(The motion was carried)
clause 4 do stand part of the Bill.

Clause 5

Clause 5. There is no amendment.
The question is-
That clause 5 do stand part of the Bill.
(The motion was carried)
clause 5 do stand part of the Bill.

Clause 6

Clause 6. There is no amendment.
the questionis-
That clause 6 do stand part of the Bill.
(The motion was carried)
clause 6 do stand part of the Bill.

Clause 7

Clause 7. There is no amendment.
the questionis-
That clause 7 do stand part of the Bill.
(The motion was carried)
clause 7 do stand part of the Bill.

(Break for Maghrab Prayers for 20 minutes)

(نماز مغرب کے بعد جناب سپیکر 6-55 پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر.....
جناب سپیکر۔ جی پوائنٹ آف آرڈر سید چراغ اکبر شاہ صاحب!

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب سپیکر! میں کورم پوائنٹ آوٹ کرتے ہوئے کوئی خوشی محسوس نہیں کر رہا لیکن جیسا کہ اس دن فیصلہ ہوا تھا کہ قانون سازی کے وقت تو کم از کم کورم پورا ہونا چاہیے اور کورم کے علاوہ وزیر قانون بھی غائب ہیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر قانون لابی سے حاوس میں تشریف لے آئے)

جناب سپیکر۔ گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی)

(حاوس میں کورم نہیں تھا)

سید چراغ اکبر شاہ۔ جناب والا! میں نے پوائنٹ آوٹ کر دیا ہے۔

جناب سپیکر۔ کورم پوائنٹ آوٹ کرنے کے علاوہ بھی 7 بجے تو ویسے ہی Adjourn ہونا ہے۔ 2 بجے سے لے کر 7 بجے تک آج کی sitting کا ٹائم ہے اور 7 بجنے میں دو منٹ ہیں۔

وزیر قانون۔ جناب سپیکر وقت تو بڑھایا جا سکتا ہے۔
جناب سپیکر۔ کورم پوائنٹ آوٹ نہ بھی ہو تو بھی اس کو extend نہیں ہونا ہے۔ اس لئے میں اس کی sitting کو Extend نہیں کروں گا کیونکہ لوگوں نے تراویح کی نماز پڑھنی ہے۔

اس کے Extend کرنے کا تو آج سوال ہی نہیں ہے۔ ویسے بھی ٹائم ہوا چاہتا ہے۔ تو اجلاس کل صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی اتوار 18 مارچ 1991ء 9 بجے صبح تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

پیر 18 مارچ 1991ء

(دو شنبہ یکم رمضان المبارک' 1411ھ)

جلد 4 شمارہ 14

سرکاری رپورٹ

مندرجات

پیر 18 مارچ 1991ء

(جلد 4 بشمول شمارہ جات 1 تا 17)

	صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ ----------	1499
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ----------	1501
مسئلہ استحقاق :-	
اسمبلی کے متفقہ فیصلے کی توہین ----------	1554
ایم پی اے کو ادویات کے حصول میں پریشانی ----------	1555
تحاریک التوائے کار :-	
طالبات کے امتحانی پرچوں میں گھپلا ----------	1569
محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے وزیر کو پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے اختیارات کے بارے میں غلط اخباری اطلاع ----------	1572
مسوداتِ قانون :-	
مسودہ قانون دی پنجاب بیت المال بل' مصدرہ 1990ء (جاری) ----------	1578
مسودہ قانون (ترمیم) دی بینک آف پنجاب' مصدرہ 1990ء ----------	1580
مسودہ قانون دی پنجاب حق شفع' مصدرہ 1990ء ----------	1588

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چوتھا اجلاس

پیر ۱۸ مارچ، ۱۹۹۱ء

(دوشنبہ، یکم رمضان المبارک، ۱۴۱۱ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح ۹ بج کر ۵۶ منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَ مَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ سورۃ البقرہ آیت ۱۸۶۔ ۱۸۵۔

(روزوں کا مہینہ) رمضان کا مہینہ (ہے) جس میں قرآن (اول) نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے اور (جس میں) ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور (جو حق و باطل کو) الگ الگ کرنیوالا ہے تو جو کوئی تم میں سے اس مہینے میں موجود ہو چاہیئے کہ پورے مہینے کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں (رکھ کر) ان کا شمار پورا کر لے خدا تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا۔ اور (یہ آسانی کا حکم) اس لئے (دیا گیا ہے) کہ تم روزوں کا شمار پورا کر لو اور اس احسان کے بدلے کہ خدا نے تم کو ہدایت بخشی ہے تم اس کو بزرگی سے یاد کرو اور اس کا شکر کرو۔ اور (اے پیغمبر ﷺ) جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو (کہہ دو کہ) میں تو (تمہارے) پاس ہوں۔ جب کوئی پکارنیوالا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں تو ان کو چاہیئے کہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدائت پا سکیں۔

وما علینا الا البلاغ

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! رمضان المبارک کا مقدس مہینہ ہے اور ہم نے اس مہینے میں بھی اجلاس شروع کیا ہوا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ قانون سازی کا کام بقایا رہتا ہے جو ہم نے کرنا ہے۔ لیکن صورت حال یہ ہے کہ نو بجے کی بجائے دس بھی بج گئے ہیں اور ہمارے ہاؤس میں وزراء صاحبان کی تعداد دیکھ لیں، چھ سات ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری دیکھ لیں، وہ بھی سات آٹھ آئے ہیں۔ اور مشیروں میں سے صرف ایک صاحب بیٹھے ہیں۔ کیونکہ یہ paid لوگ ہیں، ان کو وقت پر آنا چاہیے۔ جناب والا! ہمارا کیا قصور ہے کہ ہم لوگ نو بجے آ جاتے ہیں اور یہاں انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں (نعرہ ہائے تحسین) تو یہ زیادتی ہے۔ جب ہم نے اس مقدس مہینے میں اجلاس شروع کیا ہے تو ہمیں لازماً وقت کی پابندی کا احساس کرنا چاہیے اور وقت پر آنا چاہیے۔

جناب سکندر حیات ملھی: جناب سپیکر، میں ایک appreciation ایوان کی میز پر رکھنا چاہتا ہوں۔ آج صبح یہاں پر ہمیں ایک کاغذ وصول ہوا ہے جس میں لکھا ہوا ہے:

Admission of MPAs/MLAs in Parliament House.

جناب سپیکر، میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے کوئٹہ میں زیارت کے مقام پر سپیکرز کانفرنس میں یہ نکتہ اٹھایا اور ہمیں یہ عزت بخشی کہ ہم اپنا کارڈ بطور ایم پی اے دکھا کر پارلیمنٹ ہاؤس میں داخل ہو جائیں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ appreciation ریکارڈ پر لائی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: شکریہ ملھی صاحب میاں صاحب، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر درست ہے۔ جہاں تک لفظ paid کا تعلق ہے، وہ تو آپ کے اپنے الفاظ ہیں۔ لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ رمضان المبارک میں بھی اگر اجلاس ہو رہا ہے اور قانون سازی ہونی ہے تو بلاشبہ ہمارے وزراء صاحبان! مشیران، پارلیمانی سیکرٹری صاحبان اور ممبر صاحبان، سب کی حاضری بروقت ضروری ہے۔ اب وقفہ سوالات کا آغاز ہوتا ہے۔ آج امور پرورش حیوانات، سماجی بہبود اور آبکاری و محصولات ان سب کے سوالات ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان میں سے ایک ایک سوال ہر محکمے کا باری باری آتا جائے تاکہ یہ نہ ہو کہ ایک محکمے کے سوال آ جائیں اور دوسرے محکمے کے سوال سرے سے ہی رہ جائیں۔ میں ہر ایک محکمے کا ایک ایک سوال لوں گا۔ جی ہاں، سوال تو تھوڑے ہی ہیں۔

سٹاک اسسٹنٹوں کا کام

*۸۵۔ نواب لیاقت علی خان: کیا وزیر امور پرورش حیوانات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ یونین کونسلوں میں سٹاک اسسٹنٹ تعینات ہیں اگر ایسا ہے تو ان سے کیا مفاد اٹھایا جارہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری امور پرورش حیوانات (چودھری فرزند علی صاحب)

یہ درست ہے کہ یونین کونسلوں میں قائم کردہ ویٹرنری سینٹروں پر سٹاک اسسٹنٹ (ویٹرنری اسسٹنٹ) تعینات ہیں۔ یونین کونسل کی سطح پر یہ سٹاک اسسٹنٹ مختلف جانوروں میں متعدی بیماریوں کے خلاف حفظ ماتقدم ٹیکے کرتے ہیں اور بیمار جانوروں کو طبی امداد مہیا کرتے ہیں۔ متعدی امراض پھیلنے کی صورت میں علاقہ کے ویٹرنری آفیسر کو بروقت اطلاع دیتے ہیں۔ سینٹروں میں موجود ادویات و ٹیکہ جات کا ریکارڈ رکھتے ہیں۔ علاقہ میں محکمانہ و پیشہ ورانہ توسیعی و دیگر پروگراموں میں ویٹرنری آفیسر کی مدد کرتے ہیں۔

نواب لیاقت علی خان: جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے سٹاک اسسٹنٹ کے فرائض منصبی بتائے ہیں، حقیقتاً ایسا نہیں ہوتا۔ تمام سٹاک اسسٹنٹ اپنی Private Practice کرتے ہیں۔ جو دوائیاں انہیں فراہم ہوتی ہیں وہ لوگوں سے ان کی قیمت وصول کرتے ہیں۔ یونین کونسلوں میں سٹاک اسسٹنٹس کا باقاعدہ دفتر نہیں ہے۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب ڈسٹرکٹ کونسلوں کے ہسپتال اور ڈسپنسریاں موجود ہیں تو پھر یہ متوازی نظام رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا ان کو ڈسٹرکٹ کونسل کے ساتھ ضم کرنے کا کوئی پروگرام ہے، یا ان پر کوئی مؤثر کنٹرول کرنے کا طریق کار زیر غور ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری امور پرورش حیوانات: جناب والا! جو مختلف قسم کی وبائی امراض سے بیماریاں پھیلتی ہیں، سٹاک اسسٹنٹس ان پر کام کرتے ہیں۔ معزز ممبر نے جو فرمایا ہے، وہ درست نہیں کہ یہ کوئی کام نہیں کرتے۔ وہ اپنے شعبے میں ڈیوٹی دیتے ہیں اور میرے پاس اس کی تفصیل بھی ہے۔ اگر یہ وضاحت چاہتے ہیں تو میں بتا سکتا ہوں کہ یہ کیا کرتے ہیں اور ان کی کارکردگی کیا ہے؟

نواب لیاقت علی خان: متوازی ادارے جب موجود ہیں انہیں ڈسٹرکٹ کونسلوں کے ساتھ

ضم کیوں نہیں کر دیا جاتا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انہیں ڈسٹرکٹ کونسلوں کے ساتھ ضم کرنے کا کوئی ارادہ ہے تاکہ ان پر موثر کنٹرول ہو سکے؟

جناب سپیکر: کیا سٹاک اسٹنٹوں کو ضلع کونسلوں میں ضم کرنے کا حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری امور پرورش حیوانات: ابھی تک تو ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

جناب شوکت داؤد: کیا میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ یونین کونسل کی سطح پر جو سٹاک اسٹنٹ ہیں ان کے پاس کتنی مالیت کی ادویات یونین کونسل کی سطح پر ہوتی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری امور پرورش حیوانات: تقریباً تین ہزار روپے کی ادویات ان کے پاس ہوتی ہیں۔

جہیز فنڈ کے لئے مختص رقم کی تفصیل

*۱۲۹۔ خان غلام سرور خان: کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔

(الف) ضلع راولپنڈی کے لئے ۶، اگست ۱۹۹۰ء سے ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۰ء تک جہیز فنڈ میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے۔

(ب) حلقہ نمبر این اے ۴۰ اور پی پی ۵ میں جن افراد کو چیک دیئے گئے ہیں ان کی مکمل تفصیل کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری سماجی بہبود (میاں طارق محمود)

(الف) جوابات درج ذیل ہیں۔

ضلع راولپنڈی کے لئے آبادی کی بنیاد پر ۶، اگست ۱۹۹۰ء سے ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۰ء تک مبلغ ۱/۴۰۰،۸۰۷ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

(ب) ۶، اگست ۱۹۹۰ء سے ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۰ء کے عرصہ میں مبلغ ۱/۰۰۰،۴۵،۱ روپے حلقہ این اے ۴۰ پی پی ۵ کے ۲۹ استفادہ کنندگان میں تقسیم کئے گئے ہیں استفادہ کنندگان کی تفصیل لف ہے۔

فہرست استفادہ کنندگان (جہیز فنڈ)
این اے۔ 40، پی پی 5 تحصیل ڈسکہ

نمبر شمار	درخواست دہندہ کا نام و پتہ	چیک نمبر اور تاریخ	رقم
1	محمد یوسف ولد غلام محمد گاؤں و ڈاکخانہ لوسر شرقو۔	اے۔ 100197 16-8-90	5000.00
2	زینب بی بی بیوہ محمد بنارس بنگلہ خورد ٹیکسلا۔	اے۔ 100198 16-8-90	5000.00
3	حافظ نور الٰہی ولد کرم الٰہی گاؤں غازی کومیلہ لوسر شرقو ٹیکسلا	100199 16-8-90	5000.00
4	عزیز النساء زوجہ غلام رسول ڈونگی گلی وارڈ نمبر 1، ہسپتال روڈ ٹیکسلا	100200 16-8-90	5000.00
5	سعیدہ مریم نقوی زوجہ اسحاق حسین شاہ محلہ چک مظفر آباد ٹیکسلا	100501 16-8-90	5000.00
6	بیگم نور زوجہ غلام محمد محبت آباد واہ کینٹ	100502 16-8-90	5000.00
7	ذکیہ بی بی زوجہ محمد بنارس ہاؤس نمبر 16، این/1077 پوسٹ آفس واہ کینٹ	100503 16-8-90	5000.00
8	بخت جان زوجہ ستار محمد محلہ دھبان ٹیکسلا	100505 16-8-90	5000.00
9	محمد یونس انصاری ولد شیخ احمد انصاری کوارٹر نمبر 14، جی/865 پوسٹ آفس واہ کینٹ	100506 16-8-90	5000.00

10	محمد سلطان ولد محمد اکبر گاؤں گودا تحصیل ٹیکسلا	100507۔اے 16-8-90	5000.00
11	عبدالحمید بھٹی ولد قاضی گھکرو کوارٹر نمبر 27 ایف 96 پوسٹ آفس واہ کینٹ	100508 16-8-90	5000.00
12	محمد یونس ولد غلام محمد گاؤں وڈاکخانہ لوشر شرفو تحصیل ٹیکسلا	100509۔اے 16-8-90	5000.00
13	امتیاز بیگم زوجہ عبدالمجید گاؤں غازی کولی تحصیل ٹیکسلا	100510 16-8-90	5000.00
14	فہمیدہ بیگم زوجہ غلام محی الدین بی 477 لالہ رخ واہ کینٹ۔	100511۔اے 16-8-90	5000.00
15	عبدالغنی ولد حیات محمد کوارٹر نمبر 22، ایف/196 پوسٹ آفس ایک واہ کینٹ	100512۔اے 16-8-90	5000.00
16	محمد گلزار ولد حاجی احمد 15 /جی/5323 واہ کینٹ۔	100513۔اے 16-8-90	5000.00
17	ڈاکٹر محمد جمال ملک ولد مولوی فضل دین نواب آباد واہ کینٹ	100514۔اے 16-8-90	5000.00
18	نیامت جان زوجہ شاہ محمد جی ٹی روڈ نزد یونین کونسل واہ کینٹ محلہ غریب آباد۔	100515۔اے 16-8-90	5000.00
19	سفیدہ خانم زوجہ سجاول خان موضع وڈاکخانہ غازی افغاناں تحصیل ٹیکسلا	100516۔اے 16-8-90	5000.00
20	ثریا بی بی دختر رحمت دین آسناں آباد نزد واہ کینٹ ورکس۔	100517۔اے 16-8-90	5000.00
21	رضا بیگم زوجہ محمد رفیق سکنہ بدو ٹیکسلا۔	100518۔اے 16-8-90	5000.00

22	منور جان زوجہ اسحاق حسین پوسٹ آفس غازی افغاناں ٹیکسلا۔	100519۔اے 16-8-90	5000.00
23	خان محمد ولد فتح محمد موضع بسمول ڈاکخانہ غازی افغاناں ٹیکسلا۔	100520۔اے 16-8-90	5000.00
24	غلام ظہرہ زوجہ محمد اشرف موضع گاتیہ طارق جنرل سٹور کچی آبادی جی ٹی روڈ	100521۔اے 16-8-90	5000.00
25	سکینہ جان زوجہ خداداد پوسٹ آفس حسن آباد تحصیل ٹیکسلا۔	100522۔اے 16-8-90	5000.00
26	ریشم جان زوجہ سردار خان موضع بجار پوسٹ آفس پرمیانہ ٹیکسلا۔	100523۔اے 16-8-90	5000.00
27	وزیر محمد ولد شیر محمد ایف154/4 یف ہاؤسنگ کالونی ٹیکسلا۔	100524۔اے 16-8-90	5000.00
28	خانم جان زوجہ عبدالعزیز بھٹی موضع پھالیہ ٹیکسلا۔	100525۔اے 16-8-90	5000.00
29	بی بی گل شیریں زوجہ سید خادم حسین محلہ پیاری تحصیل ٹیکسلا۔	100504۔اے 16-8-90	5000.00

میاں منظور احمد موہل: کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ فرمائیں گے کہ یہ تمام چیک ۱ تا ۲۹ مورخہ ۱۶، اگست ۹۰ء کو ہی جاری کئے گئے ہیں۔ تمام کی رقم ۹۰-۸-۱۶ دی گئی ہے حالانکہ سوال میں انہوں نے ۶، اگست ۹۰ء سے ۲۴، اکتوبر ۱۹۹۰ء تک کی تقسیم پوچھی تھی؟ کیا وجہ ہے کہ ایک ہی دن میں ایسا کیا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (سماجی بہبود): جناب سپیکر۔ ضلع کی ایک جہیز کمیٹی بنی ہوئی ہے جو جہیز تقسیم کرتی ہے اور اس کی میٹنگ ایک ہی دن ہوتی ہے۔ تمام لوگوں کی درخواستیں وہاں پر جمع ہوتی ہیں اور ان کو چیک جاری کر دیئے جاتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: کیا آپ یہ بتائیں گے کہ ۶، اگست سے ۱۴، اکتوبر تک ان پانچ ماہ میں ایک ہی میٹنگ ہوئی تھی یا زیادہ میٹنگیں ہوئی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (سماجی بہبود): جناب سپیکر۔ ایک ہی میٹنگ ہوئی تھی۔

ملک محمد ذاکر: جناب والا۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرمائیں گے کہ ضلعی سطح پر جہیز فنڈ کی تقسیم میں کتنے ممبر ہوتے ہیں اور کون کون ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ کا سوال یہ ہے ضلعی سطح پر جہیز فنڈ کی تقسیم میں کتنے ممبر ہوتے ہیں اور کون کون سے ہوتے ہیں؟

ملک محمد ذاکر: جی ہاں۔

جناب سپیکر: جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری (سماجی بہبود): جناب سپیکر! جہیز کمیٹی کی تشکیل میں ڈپٹی کمشنر چیئرمین ہوتا ہے۔ سینیٹر، ایم این اے اور ایم پی اے صاحبان بطور ممبر ہوتے ہیں۔ چیئرمین ضلعی زکواۃ کمیٹی ممبر، اسسٹنٹ کمشنر صرف ضلعی ہیڈ کوارٹر پر تعینات ممبر میئر یا چیئرمین میونسپل کارپوریشن یا کمیٹی ممبر چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل، ممبر اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر سوشل ویلفیئر ممبر ہوتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! ۹۰-۸-۱۶ کو کوئی ایم پی اے یا ایم این اے موجود تھا؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! راولپنڈی کے لئے ۶، اگست سے ۲۴ اکتوبر تک جہیز کی رقم تقسیم

کرنے کے سلسلے میں جو میٹنگ ہوئی اس میں کسی ایم این اے یا ایم پی اے نے شرکت کی؟

پارلیمانی سیکرٹری (سماجی بہبود) جناب سپیکر! یہ محکمے سے دریافت کر کے بتایا جاسکتا ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال جناب پیٹر گل!

جناب پیٹر گل: کیا وزیر موصوف یہ فرمانا پسند کریں گے کہ لاہور میں بھی ایسی کوئی کمیٹی بنی ہے؟

جناب سپیکر: جی۔ لاہور ضلع کے لئے کوئی ایسی کمیٹی بنی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (سماجی بہبود): جناب والا! ہر ضلع میں جہیز فنڈ کمیٹی بنی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جناب سکندر حیات ملہی۔

جناب سکندر حیات ملہی: جناب والا! میں جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ شادیوں کا عام طور پر ہماری سوسائٹی میں سیزن ہے۔ یہ ایک میٹنگ شادیوں کے Peck season کے عین تین ماہ کے دوران ایک مرتبہ ہوئی۔ کیا ان کے پاس پلاننگ ہے کہ Peck Season میں ایک سے زیادہ میٹنگ ہر مہینے میں کر لیا کریں؟

جناب سپیکر: جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری (سماجی بہبود): جناب سپیکر! شادی سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ لیکن جب ضرورت ہو تو نکاح کرنے سے پہلے یا بعد میں ایک ماہ ہوتا ہے۔ اور جہیز فنڈ تقسیم کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی رانا ثناء اللہ خان ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خاں: جناب سپیکر! میں جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ جہیز کا شادی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ دوسرا انہوں نے میاں منظور احمد موہل صاحب کے سوال کے جواب میں یہ کہا ہے کہ میں یہ محکمے سے پوچھ کر بتاؤں گا کہ ۱۶۔ اگست کو کوئی ایم این اے یا ایم پی اے تھا یا نہیں تھا۔ تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے ذاتی علم کے حوالے سے یہ بتادیں کہ اس وقت کوئی ایم این اے اور ایم پی اے تھا یا نہیں تھا۔ محکمے سے پوچھ کر بعد میں اس بات کی وضاحت کر دیں؟

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ خاں صاحب! اس میں سوال کیا ہوا؟

رانا ثناء اللہ خاں: جناب والا! انہوں نے محکمے سے پوچھ کر بتانا ہے کہ ۱۶۔ اگست کو کوئی ایم

این اے یا ایم پی اے وہاں موجود تھا یا نہیں تھا۔

جناب سپیکر: یہ راولپنڈی کے ضلع میں ہے؟

رانا ثناء اللہ خاں: جی ہاں۔ راولپنڈی کے ضلع میں ہے۔ جناب والا! مجھے جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے علم پر افسوس ہو رہا ہے کہ انہیں اپنے طور پر اس بات کا علم نہیں ہے یا پھر وہ بات کو چھپا رہے ہیں اور جواب دینا نہیں چاہتے۔ یا پھر یہ کہہ دیں کہ جواب نامکمل ہے اور اسے ملتوی کرا دیں۔ اگر انہیں اتنا بھی پتا نہیں کہ راولپنڈی کے ضلع میں ۱۶۔ اگست کو کوئی ایم این اے یا ایم پی اے تھا یا نہیں۔ یعنی تیاری کا یہ عالم ہے جناب سپیکر! کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبان اور وزراء صاحبان ایوان میں جواب دینے کے لئے آتے ہیں اور ان کی تیاری اور ان کی ذہنی یکسوئی کا یہ عالم ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو یہ بھی نہیں پتا کہ ۱۶۔ اگست کو کوئی ایم این اے یا ایم پی اے تھا یا نہیں تھا۔ یہ کتنی قابل افسوس بات ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر سوشل ویلفیئر اس بارے میں روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔

وزیر سماجی بہبود (ڈاکٹر محمد انوار الحق): جناب والا! ۶۔ اگست کو تو اسمبلیاں ٹوٹ چکی تھیں۔ dissolve ہو چکی تھیں۔

جناب سپیکر: جی درست ہے۔ پھر میٹنگ کیا ہوئی تھی اور ایم این اے اور ایم پی اے صاحبان نے کیا ہونا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری (سماجی بہبود): جناب سپیکر! میں ایک وضاحت کر دوں کہ جس روز یہ میٹنگ ہوئی یعنی ۱۶۔ اگست کو اس دن کے بارے میں انہوں نے پوچھا ہے کہ کون کون سے ممبر صاحبان اس میں شامل تھے۔ میں نے اس بات کا جواب دے دیا ہے کہ اس دن کی میٹنگ کا پتا لگا کر بتایا جا سکتا ہے لیکن اس وقت ایم این اے اور ایم پی اے حضرات شامل نہیں تھے۔ کیونکہ اسمبلیاں ٹوٹ چکی تھیں اور وہ لوگ وہاں پر موجود نہیں تھے۔

جناب سپیکر: جی ڈاکٹر ممتاز علی صاحب ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر ممتاز علی: جناب سپیکر! کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ جہیز فنڈ سے چیک نکاح نامے کے بغیر دیئے جا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جہیز فنڈ کے چیک؟

ڈاکٹر ممتاز علی: ہاں جی۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اپنا سوال ذرا دہرائیے گا۔

ڈاکٹر ممتاز علی: جناب والا! جہیز فنڈ کے چیک بغیر نکاح نامے کے دیئے جا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی ڈاکٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود: جناب والا! اس میں شرط ہوتی ہے کہ چیک ملنے کے ایک ماہ کے بعد تک نکاح نامہ مہیا کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: درست ہے۔ جی رانا ثناء اللہ خاں صاحب!

رانا ثناء اللہ خاں: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جن بچیوں کی شادی کے لئے اس جہیز فنڈ سے امداد مطلوب ہوتی ہے کیا ان کے کوائف دیئے جاتے ہیں یا درخواست میں ان کا صرف ذکر ہوتا ہے یا ان سے کیا پوچھا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری (سماجی بہبود): جناب سپیکر! جس کی شادی ہوتی ہے اس کے متعلق یہ ہے کہ اس کی عمر دریافت کی جاتی ہے اس کے یا تو شناختی کارڈ کی فوٹو سٹیٹ نقل ساتھ لگتی ہے یا پھر اس کا تاریخ پیدائش کا سرٹیفکیٹ ساتھ لگتا ہے۔ اور چیک لینے کے بعد ایک ماہ کے اندر اندر اسے نکاح نامہ متعلقہ محکمہ سماجی بہبود کے دفتر میں داخل کرانا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جناب سکندر حیات ملہی صاحب ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں۔

چودھری سکندر حیات ملہی: جناب سپیکر! وزیر موصوف تشریف لا چکے ہیں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کے پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے ابھی ابھی یہ کہا ہے کہ جہیز کا شادی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں اگر واقعی تعلق نہیں ہے جیسا کہ گورنمنٹ کہہ رہی ہے تو یہ فنڈز بند کریں گے یا اس کو کسی اور مد کے لئے کسی دوسری ضرورت کے لئے دیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری (سماجی بہبود): جناب سپیکر! انہوں نے شادیوں کے سیزن کے متعلق بات کی ہے۔ میں نے یہ بات کی ہے کہ شادیوں کے سیزن کے مطابق گورنمنٹ یعنی محکمہ سوشل ویلفیئر جہیز فنڈ نہیں دیتا۔ ان کی باقاعدہ میٹنگ ہوتی ہے اور جو لوگ اس وقت درخواستیں دیتے ہیں وہ وصول کی جاتی ہیں اور ان پر باقاعدہ کارروائی کی جاتی ہے اور جس دن میٹنگ ہوتی ہے

اس دن فنڈ تقسیم کیا جاتا ہے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ ملاحظہ فرمائیں گے کہ ان کا جو جواب ہے اس میں ایک سے چار نمبر تک چیک کا نمبر ۲۰۰ تک ہے پھر نمبر ۴ سے آگے چیک کا نمبر ۵۰۰ سے شروع ہو جاتا ہے تو میں جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ درمیان کے تین سو چیک کدھر چلے گئے۔ جب کہ یہ سب کے سب چیک ایک ہی تاریخ میں کاٹ رہے ہیں۔ آپ نمبر ۱ کو دیکھ لیں اس چیک کا نمبر ۱۹۷ ہے آگے ۱۹۸ ہے ۱۹۹ اور ۲۰۰ ہے پھر جمپ لگا کر یہ نمبر ۵۰۱ پر چلا گیا پھر آگے ترتیب ٹھیک ہے تو یہ تین سو چیک کدھر چلے گئے۔ اور یہ ۵۰۰ کی سیریز کیسے آ گئی؟

پارلیمانی سیکرٹری (سماجی بہبود): جناب سپیکر! یہ تو چیک بک کا مسئلہ ہے اس میں نمبر آگے پیچھے ہو سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر سماجی بہبود اس پر تھوڑی سی روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔

وزیر سماجی بہبود: جناب والا! پورے ضلع میں چیک تقسیم کئے جاتے ہیں انہوں نے پانچ چیکوں کی یہاں تفصیل دی ہے تو بیچ میں کسی اور کو بھی چیک دیا ہو گا یہ تو نہیں ہے کہ ایک ضلع میں ایک ہی سیریز کے چیک تقسیم کئے گئے ہوں بہر حال اگر آپ بیچ والوں کی تفصیل جاننا چاہتے ہیں تو میں آپ کو وہ بھی فراہم کر سکتا ہوں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ دو سو کی سیریز کے بعد تین سو کی سیریز آنی چاہیے مگر درمیان میں سے تین، چار ختم ہوا پانچ سو پر یہ سیریز چلی گئی۔

پارلیمانی سیکرٹری (سماجی بہبود): جناب سپیکر! جناب والا چیک منسوخ بھی ہو سکتے ہیں اور چیک بک تبدیل بھی ہو سکتی ہے اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ سیریز نمبر وار ضرور ہو۔ ایسی کوئی پابندی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ اس میں میاں منظور احمد موہل صاحب نے جو ضمنی سوال پوچھا ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے جو سیریل وائز چیک کے نمبر دیئے ہیں ان میں دو سو کی سیریز یکدم جمپ کر کے پانچ سو کی سیریز پر چلی جاتی ہے اور اس طرح سے تین سو کا خلاء ہے تو یہ تین سو چیک جو ایک ہی ترتیب سے ہیں وہ خراب تو نہیں ہو گئے۔ یہ سوال ان کا جائز ہے۔ اس کا جواب بھی مناسب

انداز میں ہونا چاہیے کہ یہ تین سو چیک کہاں گئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (سماجی بہبود): جناب والا! اس کے بارے میں تو عرض یہ ہے کہ ایک چیک بک ختم ہو گئی ہو گی اور اس کے بعد نئی جاری کروائی گئی ہو گی۔ اس لئے یہ فرق آسکتا ہے۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! کیا مفروضے کی بنیاد پر کوئی جواب دیا جاسکتا ہے کہ جی ایسا ہو گیا ہو گا ویسے ہو گیا ہو گا۔ جناب والا میں آپ سے اس بارے میں رولنگ چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی۔ یہ جواب واضح ہونا چاہیے۔ میاں طارق صاحب! ایسا جواب نہیں ہو سکتا کہ ایسے ہو گیا ہو گا یا ایسا ہو جانے کا امکان ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (سماجی بہبود): تو پھر جناب والا! اس بارے میں عرض یہی ہے کہ چیک بک نئی آ گئی۔

جناب سپیکر: آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ آپ اس بارے میں معلومات حاصل کر کے صحیح صورتحال سے ایوان کو مطلع کریں گے اور وہ آپ ایوان کی میز پر رکھ دیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری (سماجی بہبود): ٹھیک ہے جناب اس بارے میں دریافت کر کے ہم اگلے اجلاس میں بتلا دیں گے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ایک مہینے کے بعد نکاح نامے جمع کرنے ضروری ہوتے ہیں۔ تو کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ فرمائیں گے کہ یہ جو ۲۹ کیس کئے ہیں کیا ان کے نکاح نامے ان کے پاس موجود ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (سماجی بہبود): جناب سپیکر! موجود ہیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! کیا وہ پیش کئے جاسکتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (سماجی بہبود): جناب سپیکر! ایسی تو کوئی بات نہیں ہے اگر یہ حکم دیں تو وہ ریکارڈ بھی پیش کیا جاسکتا ہے۔ ورنہ ممبر موصوف ہمارے دفتر میں آجائیں ہم ان کی تسلی کرا دیں گے۔ اور نکاح نامے ان کو دکھا دیں گے۔

جناب سپیکر: یہ صحیح ہے۔

ملک اقبال احمد خاں لنگڑیال: جناب سپیکر.....

جناب شوکت داؤد: (پوائنٹ آف آرڈر) جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے دلہن کے کوائف کا فرمایا ہے۔ اس بارے میں ایک عام بات کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں اس میں ایک خانہ دلہن کی عمر کے سرٹیفکیٹ کا ہے۔ اور انہوں نے اس بارے میں کہا ہے کہ اس کی پیدائش کا سرٹیفکیٹ یا پھر سکول سرٹیفکیٹ ہونا چاہیئے۔ تو جناب والا میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ہماری دیہاتی آبادی زیادہ تر ان پڑھ ہے۔ میں نے پچھلے دنوں یہ دیکھا ہے کہ اکثر لوگ اسی وجہ سے امداد حاصل کرنے میں ناکام ہو جاتے ہیں کہ وہ سرٹیفکیٹ مہیا نہیں کر سکتے۔ تو میری اس بارے میں یہ درخواست ہے کہ ہمارا جہاں دیگر جگہوں پر استحقاق ہے یا ہم ان کی سفارش کرتے ہیں تو اس بارے میں بھی ہماری سفارش ہونی چاہیئے کیونکہ اگر کوئی ان پڑھ ہونے کی وجہ سے اپنی عمر کا سرٹیفکیٹ نہیں بنا سکا یا یونین کونسل میں اس کا اندراج نہیں کرا سکا تو اس بارے میں ہماری سفارش پر وہ چیز valid ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر: یہ آپ کی بات درست ہو سکتی ہے لیکن اسے پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں اٹھایا جا سکتا۔۔۔۔۔ جناب ملک اقبال احمد خان لنگڑیال صاحب کا ضمنی سوال ہے۔ جی ملک صاحب! یہ آخری ضمنی سوال ہے۔

ملک اقبال احمد خاں لنگڑیال: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس کے بارے میں کل کتنی درخواستیں موصول ہوئیں اور انہوں نے ان میں سے ۲۹ درخواستوں کو کس لحاظ سے منتخب کیا۔

وزیر سماجی بہبود: جناب والا! یہ دیکھنا پڑے گا کہ کل کتنی درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔ اس لئے ممبر موصوف اس کے بارے میں دوبارہ سوال دیں۔

ملک اقبال احمد خاں لنگڑیال: جناب والا! میرا مدعا یہ ہے کہ یہ فنڈ کتنے لوگوں کو دیا گیا اور کتنی درخواستیں بقایا رہ گئیں۔ یہ دو سو آئی ہیں، تین سو آئی ہیں یا پانچ سو آئی ہیں۔ ان کا ریکارڈ تو ہونا چاہیئے۔ اور کس استحقاق کی بناء پر ان ۲۹ درخواستوں کو قابل پذیرائی سمجھا گیا؟

جناب سپیکر: جی ڈاکٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود: جناب والا! ریکارڈ تو موجود ہو گا لیکن جناب والا جتنا سوال ہو گا جواب بھی اسی حساب سے دیا جائے گا۔ انہوں نے یہ بھی واضح نہیں کیا کہ آیا پی پی ۵ کا پوچھ رہے ہیں یا پھر

پورے ضلع کا پوچھ رہے ہیں کہ کل کتنی درخواستیں ہیں اس کے لئے تو جناب نیا سوال بنتا ہے۔

15/11/2005
Start Reading

جناب سپیکر: ان کا سوال ضلع راولپنڈی کے بارے میں ہے جو اس وقت زیر بحث ہے کہ یہ جو ۲۹ چیک مستحقین کو دیئے گئے ہیں اس بارے میں ان کا سوال ہے کہ ضلع راولپنڈی کے لئے مجموعی طور پر کتنی درخواستیں وصول ہوئیں اور کس معیار سے ان ۲۹ درخواستوں کو چنا گیا۔

وزیر سماجی بہبود: جناب والا! میرے پاس اس وقت کل درخواستوں کا ریکارڈ تو موجود نہیں ہے نیز ان میں سے انتخاب کا کام تو میرے خیال میں اس کمیٹی نے کیا گیا ہوگا جو اس مقصد کے لئے بنی ہوئی ہے پھر ان کو چیک جاری کئے گئے ہوں گے مگر جناب والا میں صرف اتنا بتا سکتا ہوں کہ ضلع راولپنڈی کے لئے رقم کل ۸،۰۷،۴۰۰ روپے خرچ کی گئی البتہ میرے پاس اس وقت تمام درخواستوں کا ریکارڈ موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے جی۔ اگلا سوال ۔۔۔۔ میاں محمود احمد صاحب!

رانا ثناء اللہ خاں: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جس طرح سے اس سوال کا جواب نامکمل ہے اس کے بعد جتنے بھی ضمنی سوالات کئے گئے ہیں ان کے جوابات بھی نہیں دیئے گئے اور جو کچھ کہا گیا وہ واضح نہیں تھا جس کا نوٹس آپ نے بھی لیا ہے تو جناب سپیکر وزراء صاحبان کا پہلے بھی یہی رویہ رہا ہے اور اب اس بات کو تھوڑا سا دوسرے انداز میں پیش کرنے کے لئے انہوں نے پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کا سہارا لینا شروع کر دیا ہے۔ تو پارلیمانی سیکرٹری صاحبان نے مبہم جواب دینے کی بات کو ادھر ادھر کرنے کی انتہا کر دی ہے تو جناب والا میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس بات کا نوٹس لیا جائے اور اس سوال کو ملتوی کیا جائے کیونکہ یہ ان کا سوال واحد سوال ہے یعنی محکمہ ایک سوال کا بھی اگر واضح جواب نہیں دے سکتا تو پھر اتنی محنت کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ جناب اس بات کا بھی نوٹس لیا جائے اور آپ اس پر رولنگ دیں اور اس کا مکمل اور واضح جواب لے کر ایوان کو دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ chair کی ذمہ داری ہے۔

جناب سپیکر: تو رانا صاحب۔ آپ یہ رولنگ دے رہے ہیں یا مجھے فرما رہے ہیں کہ میں رولنگ دوں۔

رانا ثناء اللہ خاں: جناب میری نظر میں یا میری سمجھ میں یہ بات ہے کہ یہ chair کی ذمہ داری ہے اس کے متعلق تو آپ جو فرمائیں گے حتمی بات تو وہی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی وزیر سماجی بہبود۔

وزیر سماجی بہبود: جناب والا! حزب اختلاف کے معزز ممبران نے یہ معمول بنا رکھا ہے کہ ہر روز انہوں نے ایسا بیان ضرور دینا ہوتا ہے جو اگلے دن اخباروں میں آسکے کے وزراء صاحبان تیاری کر کے نہیں آتے۔ جناب والا۔ ہم نے یہاں پر ایسا کوئی فیصلہ نہیں کیا ہوا ہے کہ اگر کسی چیز کا جواب موجود نہ ہو تو ہم اسے تسلیم ہی نہ کریں اگر ان کو کسی سوال کا جواب چاہیے تو انشاء اللہ مہیا کیا جا سکتا ہے لیکن میں آپ کے صرف گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ ہر روز ان کی طرف سے ایسے بیانات آجاتے ہیں شاید انہوں نے کوئی منصوبہ بنایا ہوا ہے یہ تو میں نہیں کہہ سکتا لیکن آپ تک یہ بات ضرور پہنچانا چاہوں گا میں نے یہ ضرور محسوس کیا ہے کہ ان کی طرف سے روزانہ ایسے بیانات ضرور آتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خاں: جناب سپیکر! اگر روزانہ اسی طرح کی صورتحال سے واسطہ ہو تو پھر ہم کیا کریں۔ یہ بیان دینا بھی بند کر دیں یا یہ بات کہنی بھی بند کر دیں۔

جناب سپیکر: وزیر سماجی بہبود فرما رہے ہیں کہ جوابات جتنے بھی جامع انداز میں دیئے جائیں اور جتنا بھی متعلقہ وزیر تیار ہو کر آئے لیکن رانا ثناء اللہ خان صاحب نے یہ بیان آخر میں ضرور دینا ہے کہ جناب سپیکر وزراء صاحبان کو ہدایت جاری کی جائے کہ یہ تیاری کر کے آئیں کیونکہ یہ بالکل تیاری کر کے نہیں آتے۔ (قہقہے)

رانا ثناء اللہ خاں: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ حزب اختلاف کے ممبران کے علاوہ حزب اقتدار کی طرف سے دو ممبران میاں منظور احمد موہل اور ملہی صاحب نے بھی ضمنی سوالات کئے ہیں وہی اٹھ کر یہ بات کہہ دیں کہ ان کے ضمنی سوالات کا حتمی جواب دیا گیا ہے اور مکمل جواب دیا گیا ہے تو ٹھیک ہے میں اپنا یہ بیان واپس لے لیتا ہوں۔ یہ صرف ہماری بات نہیں ہے۔ میاں منظور احمد موہل صاحب بھی بیٹھے ہیں اور ملہی صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ انہوں نے بھی دو سوال کئے ہیں اگر وہ یہ کہہ دیں کہ ان کا جواب حتمی تھا اور مکمل تھا۔ تو پھر ٹھیک ہے ہم یہ بات واپس لے لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس میں ایک چیز جو ہے وہ یہ ہے کہ جہاں تک وقفہ سوالات کا تعلق ہے اس میں بلاامتیاز تمام ممبران کا ایک جیسا حق ہے اور آپ ایک ہی طرح سوالات کر سکتے ہیں اس میں حزب اختلاف اور حزب اقتدار میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خاں: یہ بات تو وزیر موصوف نے کی ہے کہ ان کی طرف سے یہ بات کی جاتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر آپ ممبران کو مطمئن کر دیتے ہیں اور ان کے سوالات کے حتمی جوابات دے دیتے ہیں تو ٹھیک ہے پھر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: تو اس میں آپ کا ضمنی سوال کون سا ہے جس کا جواب نہیں دیا گیا۔ میں آپ کو جواب لے کر دیتا ہوں۔ آپ فرمائیے۔

رانا ثناء اللہ خاں: جناب سپیکر! اس پر رانا اکرام ربانی صاحب نے یہ کہا تھا کہ ایسے بھی ہو سکتا ہے۔ ایسے بھی ہو سکتا ہے۔ تو انہوں نے یہ کہا تھا کہ جناب ہمیں مکمل جواب دیں تو اس پر آپ نے بھی یہ فرمایا تھا کہ جوابات مکمل ہونے چاہئیں۔ اب جتنے بھی ضمنی سوال کئے گئے ہیں ان کا واضح جواب نہیں ملا میں صرف اپنی بات نہیں کر رہا ہوں۔ میں نے میاں صاحب کا بھی حوالہ دیا ہے، ملہی صاحب کا حوالہ بھی دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ ارشاد فرمائیے۔ آپ اپنا سوال ارشاد فرمائیے۔

رانا ثناء اللہ خاں: جتنے بھی سوالات کئے گئے ہیں ان میں سے کسی کا بھی مکمل جواب نہیں دیا گیا۔ اب یہ چیکس کا موہل صاحب نے دریافت کیا ہے تو جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ ایسے بھی ہو سکتا ہے۔ ویسے بھی ہو سکتا ہے۔ پھر بعد میں کہا کہ ان کی کاپی ختم ہو سکتی ہے۔ پہلے کہا کہ وہ گم ہو سکتے ہیں۔ تو اس کا بھی انہوں نے کوئی واضح جواب نہیں دیا۔ اس کے بعد کوائف کی بات ہوئی ہے کہ جن بچیوں کو ان کی شادی کے موقع پر جہیز فنڈ سے امداد دی جاتی ہے ان کے کوائف کی بات کی گئی ہے وہ اس جواب میں درج نہیں ہیں۔ یعنی یہ کہتے ہیں کہ ہم نکاح نامہ لیتے ہیں۔ ان کے مکمل کوائف لیتے ہیں۔ ان کے شناختی کارڈ کی نقل لیتے ہیں لیکن سوال نمبر ۱۲۹ کے جواب میں سیریل نمبر ۲۰ پر یہ درج ہے کہ "ثریا بی بی دختر رحمت دین" باقی جناب دوسرے کوائف جو ہیں ان میں کوئی منور جان ہے۔ کوئی خان محمد ولد فتح محمد ہے۔ اب یہ پتہ نہیں کہ یہ اپنی شادیاں کروا رہے تھے یا "جھر لو" فارمولا کے تحت ان کی مدد کی گئی ہے کہ وہ انتخابات میں ان

کی مدد کریں تو یہ کہاں سے پتہ چلے گا کہ کن بچیوں کی شادی کے لئے انہوں نے یہ امداد دی ہے۔ انہوں نے کن لوگوں کو فنڈ دیا ہے۔ اس کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ جہیز فنڈ بیوگان کو دیا جائے تاکہ وہ اپنی بچیوں کی شادی کر سکیں اور ان کی مدد کی جائے۔ سوال نمبر ۱۲۹ کے جواب میں صرف سیریل نمبر ۲ پر درج ہے کہ "زینب بی بی بیوہ محمد بنارس" باقی ۲۸ تک نہ کوئی بیوہ ہے اور نہ انہوں نے کسی بچی کے کوائف دیئے ہیں کہ کس کی شادی کے لئے انہوں نے امداد دی۔ آخر جب شناختی کارڈ کی نقل درخواستوں کے ساتھ لگی ہوئی ہے اور ایک مہینے بعد نکاح نامہ ان کے پاس پہنچ جاتا ہے تو پھر انہوں نے وہ کوائف کیوں نہیں دیئے؟

جناب سپیکر: کون سے کوائف دریافت کئے گئے تھے جو انہوں نے نہیں دیئے؟

رانا ثناء اللہ خاں: جناب سپیکر یہ آپ ملاحظہ فرمالیں۔ سوال کے جز (ب) میں ہے کہ "مکمل تفصیل کیا ہے"؟ تو یہ جناب مکمل تفصیل تو نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر: سوال پوچھتے وقت مکمل تفصیل میں یہ درج ہونا چاہیئے تھا کہ کون سی تفصیل ان کو چاہیئے؟

رانا ثناء اللہ خاں: جناب سپیکر! میں اس میں سے ایک مثال دیتا ہوں کہ نمبر ۹ پر درج ہے "محمد یونس انصاری ولد شیخ احمد انصاری" اب اس میں کس کی شادی کے لئے جہیز فنڈ سے اس نے یہ رقم وصول کی ہے۔ اپنی بیٹی کے لئے وصول کی ہے یا اپنی کسی عزیزہ کے لئے وصول کی ہے یا کسی محلے دار کے لئے وصول کی ہے یا کوئی غیر قانونی خدمت سرانجام دینے کے لئے یا الیکشن میں مدد کرنے کے لئے اس نے یہ رقم خود وصول کی ہے۔ آخر جب اس نے سارے کوائف دیئے ہیں۔ شناختی کارڈ ساتھ لگایا ہے۔ نکاح نامہ ساتھ لگایا ہے تو یہ اس کا اندراج بھی ساتھ ہی اگر بریکٹ میں کر دیتے تو کیا حرج تھا؟

جناب سپیکر: رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ اس میں دو چیزیں واضح نہیں ہو سکیں جو دریافت کی گئی تھیں ایک ضمنی سوال میاں منظور احمد موہل صاحب نے دریافت کیا تھا کہ اس میں چیک کا جو سیریل نمبر ہے یعنی ۲۰۰ سے ۵۰۱ تک جو آ گیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کا تسلی بخش جواب نہیں دیا گیا اور میں نے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ کہا تھا کہ آپ اس کا مکمل اور جامع جواب اسی اجلاس کے دوران ایوان کی میز پر رکھیں۔ تو انہوں نے

یہ فرمایا ہے کہ ہم اس کو ایوان کی میز پر رکھ دیں گے۔
دوسرا ضمنی سوال جو تھا وہ جناب ملک اقبال احمد لنگڑیال صاحب کا تھا کہ یہ ۲۹ چیک جو ضلع پنڈی کے مستحقین کو دیئے گئے ہیں اس میں مجموعی درخواستیں کتنی آئیں اور یہ کس معیار کے تحت منتخب ہوئی ہیں؟ اس کا جواب نہیں دیا جاسکا کہ مجموعی درخواستیں کتنی آئیں اور اس میں کیا معیار ملحوظ رکھا گیا؟
تو اس سلسلے میں، میں یہ کہوں گا کہ اس کا جواب بھی اسی اجلاس کے دوران پارلیمانی سیکرٹری صاحب ایوان کی میز پر رکھیں۔ اس کے بعد مزید اس پر کوئی Observation کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک Observation میں دینا چاہتا ہوں کہ سوالوں کے جوابات یا پارلیمانی سیکرٹری صاحب دیں گے یا منسٹر دیں گے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک ہی نشست میں ایک وقفہ سوالات میں کسی محکمے کے متعلقہ سوالات پارلیمانی سیکرٹری اور متعلقہ وزیر دونوں دیں۔ یا پارلیمانی سیکرٹری دیں گے یا وزیر دیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)
لیکن اگر وزیر موجود ہیں اور ان سے کسی چیز کو دریافت کرنے کی ضرورت ہے تو ان کی موجودگی سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے اور ان سے کوئی چیز دریافت کی جاسکتی ہے۔ لیکن جہاں تک جوابات کا تعلق ہے وہ یا تو متعلقہ وزیر دیں گے یا متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری دیں گے۔ تو اگلا سوال میاں محمود احمد صاحب!

محکمہ سوشل ویلفیئر کے تحت کام کرنے والے اداروں کی تفصیل

*۲۶۳۔ میاں محمود احمد: کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ-----
(الف) کیا یہ درست ہے کہ یہ ادارہ محکمہ سماجی بہبود کا ادارہ ہے اور اس کے پاس سماجی بہبود کے لئے فنڈز بھی ہوتے ہیں اگر ایسا ہے تو محکمہ ہذا میں اس وقت کتنے فنڈز کن کن مقاصد کی تکمیل کے لئے ہیں۔
(ب) صوبہ میں اس محکمہ کے زیر کنٹرول کون کون سے سماجی ادارے ہیں اور ان پر سالانہ کتنی رقم خرچ کی جاتی ہے۔
(ج) محکمہ ہذا کے تحت ضلع لاہور میں کون کون سے ادارے کہاں کہاں واقع ہیں ان اداروں کا کنٹرول کس کے پاس ہے اور وہاں کتنے کتنے فنڈز سالانہ مہیا کئے جاتے ہیں۔

(د) ان منصوبوں کے علاوہ حکومت کن کن مقاصد کے لئے اور کہاں کہاں فنڈز خرچ کر سکتی ہے یا کن کن مقاصد کے لئے فنڈز فراہم کئے جا سکتے ہیں۔

(ہ) کیا حکومت لاہور میں کوئی نئے منصوبے شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو ان کی تفصیل کیا ہے اور کب شروع کر رہے ہیں اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری سماجی بہبود (میاں طارق محمود)

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ محکمہ سوشل ویلفیئر ایک سماجی بہبود کا محکمہ ہے۔ اس محکمہ کو موجودہ سال کے دوران مبلغ -/۷۵۰۱-۴۹-۱۰-۲۷ روپے درج ذیل مقاصد کے لئے مہیا کئے گئے۔

۱۔ معاشرہ کے محروم لوگوں مثلاً یتامیٰ، بیوگان اور لاوارث افراد کی تربیت و بحالی۔
۲۔ معذور افراد اور کہنہ مریضوں کی تربیت و بحالی۔
۳۔ عام لوگوں خصوصاً خواتین کی معاشی اور معاشرتی ترقی۔
۴۔ قدرتی و سماوی آفات اور ہنگامی حالات میں امدادی سرگرمیاں۔
۵۔ دیہی اور شہری علاقوں میں غریب خواتین کے لئے تربیتی سہولتوں کی فراہمی تاکہ وہ اپنے کنبہ کی آمدنی میں اضافہ کر سکیں۔
۶۔ معاشرتی برائیوں کی بیخ کنی۔
۷۔ رجسٹرڈ فلاحی تنظیموں کی پیشہ ورانہ رہنمائی اور مالی امداد۔
۸۔ ترغیبی ذرائع سے حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے لوگوں میں احساس فرائض اور معاشرتی آگہی پیدا کرنا۔

(ب) صوبہ میں سماجی بہبود کے اخراجات کے لئے ۹۱-۱۹۹۰ء کے بجٹ میں مجموعی طور پر -/۷۵۰۱-۴۹-۱۰-۷ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ جس میں ۱۰ کروڑ روپے بیت المال کے اور دس کروڑ روپیہ جہیز فنڈ کے بھی شامل ہیں۔ اس مجموعی رقم میں سے -/۷۵۰۱-۴۹-۱۰-۷ روپے درج ذیل سماجی اداروں کے لئے مختص جو محکمہ سماجی بہبود نے قائم کئے ہیں اور اسی کنٹرول میں کام کر رہے ہیں۔

۱۔ ۵۰ اربن کمیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹس ان پنجاب۔
۲۔ ۱۳ رورل کمیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹس پنجاب۔

۳- ۱۶ میڈیکل سوشل سروسز پراجیکٹس، پنجاب -
۴- گورنمنٹ دارالاطفال بہاولپور-
۵- چائلڈ ویلفیئر اینڈ ان سروس ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ لاہور-
۶- ہوم فار ڈسٹی ٹیوٹ اینڈ انڈر پریولیجڈ وومن راولپنڈی -
۷- ماڈل آرفنیج لاہور-
۸- ۶ ریسیکیو ہوم پنجاب -
۹- ابینڈنڈ بیبیز اینڈ ڈیسٹیچیوٹ چلڈرن ہوم، راولپنڈی -
۱۰- ڈے کیئر سنٹر لاہور-
۱۱- ۴ ڈے کیئر سنٹر راولپنڈی، فیصل آباد، ملتان، بہاولپور-
۱۲- ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم ان پنجاب، سپروائزری سٹاف ایٹ ہیڈ کوارٹر-
۱۳- ۲۹ ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہومز پنجاب -
۱۴- ۵ مدر اینڈ چلڈرن ہومز، پنجاب -
۱۵- مدرز اینڈ چلڈرن ہوم سیالکوٹ -
۱۶- ویلفیئر ہوم فار ڈسٹیٹیوٹ اینڈ نیڈی وومن لاہور-
۱۷- ٹریٹمنٹ ٹریننگ اینڈ ری ہیبلیٹیشن سنٹر آف منٹلی ریٹارڈ چلڈرن لاہور-
۱۸- ۸ سوشل سروسز سنٹر فار لاسٹ اینڈ کڈنیپڈ چلڈرن-
۱۹- ۸ ہوسٹل برائے ورکنگ وومن-
۲۰- ۱۵ میڈیکل سوشل سروسز پراجیکٹس پنجاب-
۲۱- ۱۶ میڈیکل پراجیکٹس سوشل سروسز پراجیکٹس (تحصیل ہیڈ کوارٹر)
۲۲- ویلفیئر ہوم فار اولڈ انفارم پرسنز لاہور-
۲۳- ۵ ماڈل ڈرب ابیوز سنٹر لاہور، راولپنڈی، فیصل آباد ملتان بہاولپور-
۲۴- ویلفیئر ہوم فار آرفن ڈسٹی ٹیوٹ اینڈ نیڈی گرلز، راولپنڈی-
۲۵- سوشل سروسز پراجیکٹ فار وومن جیل ملتان-
۲۶- ڈس ایبلڈ ہوم لاہور-
۲۷- ہاف وے ہاؤس لاہور-

۲۸۔ کنوینشن ہوم ملتان۔
۲۹۔ پنجاب سوشل سروسز بورڈ۔
۳۰۔ گرانٹ ٹو وومن ڈویلپمنٹ اینڈ ویلفیئر سنٹر لاہور۔
۳۱۔ گرانٹ ٹو انڈسٹریل ہومز۔
۳۲۔ سوشل ویلفیئر ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کی عمارت کی تعمیر۔
۳۳۔ فیملی چلڈرن (یتیم) کی عمارت کی بہاولپور میں تعمیر۔
۳۴۔ دارالامان راولپنڈی عمارت کی تعمیر۔
۳۵۔ دارالامان ملتان کی عمارت کی تعمیر۔
۳۶۔ عافیت لاہور کی عمارت کی تعمیر۔
۳۷۔ کریشن آف ون پوسٹ آف فیزیو تھراپسٹ اینڈ ون پوسٹ آف سپیچ تھراپسٹ ان دی ڈائریکٹوریٹ جنرل سوشل ویلفیئر پنجاب لاہور۔
۳۸۔ ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ سیل نظامت اعلیٰ سوشل ویلفیئر لاہور۔
۳۹۔ انڈر ٹیکنگ ٹریننگ آف ٹرینرز ان صنعت زاران پنجاب۔

(ج) ضلع لاہور میں واقع سماجی اداروں کی فہرست بمعہ مہیا کردہ فنڈز درج ہے۔

نمبر شمار	نام ادارہ	کنٹرولنگ آفیسر	سالانہ مہیا کردہ فنڈز 90 - 1991
-1	اربن کمیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹ نمبر 1 62 عمر دین روڈ وسن پورہ لاہور	سوشل ویلفیئر آفیسر	1.39.330
-2	اربن کمیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹ نمبر 2 89 علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور۔	ایضاً	1.44.530
-3	اربن کمیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹ نمبر 3 غلام کالونی سمن آباد نزد پولیس سٹیشن لاہور۔	ایضاً	1.73.570
-4	اربن کمیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹ نمبر 4 مین بازار راجگڑھ لاہور۔	ایضاً	1.83.290
-5	اربن کمیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹ نمبر 5 موہنی روڈ بلال گنج لاہور۔	ایضاً	1.93.850

-6	اربن کمیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹ نمبر 6 ونڈسر پارک البیرونی روڈ اچھرہ لاہور۔	ایضاً	1.89.740
-7	اربن کمیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹ نمبر 7 کمیونٹی سنٹر درخشاں کالونی گرین ٹاؤن لاہور۔	ایضاً	1.88.510
-8	اربن کمیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹ نمبر 8 فیض پارک لال پل مغلپورہ کنال بنک لاہور۔	ایضاً	1.94.990
-9	اربن کمیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹ نمبر 9 کنگ محل گلبرگ تھرڈ لاہور۔	ایضاً	1.59.190
-10	کمیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹ گوالمنڈی لاہور۔	میڈیکل سوشل آفیسر	1.88.650
-11	سوشل سروسز پراجیکٹ (میڈیکل سینٹل ہسپتال لاہور)	ایضاً	2.10.080
-12	سوشل سروسز پراجیکٹ (میڈیکل سر گنگارام ہسپتال لاہور)	ایضاً	1.66.720
-13	سوشل سروسز پراجیکٹ (میڈیکل میو ہسپتال لاہور)	ایضاً	1.91.110
-14	ڈویژنل بلڈ ٹرانسفیوزن یونٹ لاہور۔	ایضاً	50.710
-15	ڈسٹرکٹ ٹرانسفیوزن سروسز ہسپتال لاہور۔	ایضاً	72.530

-16	سوشل سروسز پراجیکٹ (میڈیکل جنرل ہسپتال لاہور)	ایضاً	75.780
-17	سوشل سروسز پراجیکٹ (میڈیکل) گلاب دیوی ہسپتال لاہور۔	میڈیکل سوشل آفیسر	1.83.110
-18	سوشل سروسز پراجیکٹ (میڈیکل) لیڈی ولنگڈن ہسپتال لاہور۔	ایضاً	78.670
-19	سوشل سروسز پراجیکٹ (میڈیکل) شیخ زید ہسپتال لاہور۔	ایضاً	81.490
-20	سوشل سروسز پراجیکٹ (میڈیکل) فاطمہ میموریل ہسپتال لاہور۔	ایضاً	1.03.830
-21	سوشل سروسز پراجیکٹ (میڈیکل) سروسز ہسپتال لاہور۔	ایضاً	82.370
-22	ماڈل ڈرگ ابیوز سنٹر لاہور۔	ایضاً	92.700
-23	سوشل سروسز پراجیکٹ (میڈیکل) کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور۔	ایضاً	94.060
-24	سوشل سروسز پراجیکٹ (میڈیکل) انسٹی ٹیوٹ آف کمیونٹی میڈیسن لاہور۔	ایضاً	68.040
-25	سوشل ویلفیئر ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ لاہور۔	پرنسپل	10.81.510
-26	ڈس ایبلڈ ہوم لاہور۔	سپرنٹنڈنٹ	5.35.930
-27	ہاف وے ہاؤس لاہور۔	ایضاً	5.88.800
-28	مدر اینڈ چلڈرن ہوم لاہور۔	سوشل ویلفیئر آفیسر	4.08.390
-29	ہوم فار ڈسٹی ٹیوٹ اینڈ نیڈی ووسن لاہور۔	ایضاً	3.56.700

-30	ہوسٹل فار ورکنگ وومن لاہور	ایضاً	2.21.700
-31	ٹریٹمنٹ ٹریننگ اینڈ ری ہیبلی ٹیشن سنٹر آف مینٹلی ریٹائرڈ چلڈرن لاہور۔	ایضاً	3.14.910
-32	نگہبان لاہور۔	ایضاً	2.79.460
-33	ہوم فار اولڈ انفارم پرسنز لاہور	ایضاً	2.68.620
-34	ڈسٹرکٹ اینڈ سٹریل ہومز لاہور۔	مینجر	4.80.580
-35	ڈے کیئر سنٹر لاہور۔	سپرنٹنڈنٹ	1.77.020
-36	ماڈل آرفنیز لاہور۔	ایضاً	2.18.600
-37	وومن ڈویلپمنٹ اینڈ ویلفیئر سنٹر لاہور۔	اسسٹنٹ ڈائریکٹر	5.14.320

(د) محکمہ سماجی بہبود جزب میں درج سکیموں کے ذریعے مقررہ مقاصد کے حصول کے لئے کوشاں ہے، جب کہ ان پروگراموں کو زیادہ وسیع کرنے کی گنجائش باقی ہے، لہذا مزید فنڈز مہیا ہونے کی صورت میں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک خدمات پہنچائی جا سکتی ہیں۔

(ہ) محکمہ ہذا نے سال ۹۲-۱۹۹۱ء کے دوران ترقیاتی بجٹ کے تحت درج ذیل دو نئے منصوبے شروع کرنے کے لئے تجاویز محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ حکومت پنجاب لاہور کو بھجوائی ہوئی ہیں۔

نمبر شمار	نام منصوبہ	تخمینہ لاگت
1-	اسٹیبلشمنٹ آف سکول سوشل ورک پراجیکٹ ان پنجاب۔	13,84,000
2-	اسٹیبلشمنٹ آف پراجیکٹ فار دی ویلفیئر اینڈ ڈویلپمنٹ آف پریزنرز اینڈ دیئر فیملز ان پنجاب۔	9.47.000

مندرجہ بالا منصوبہ جات کی منظوری اور فنڈز کے مہیا ہونے کی صورت میں ایک ایک یونٹ لاہور میں قائم کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اس کا جواب کافی لمبا ہے۔ یہ پڑھا گیا تصور ہو گا۔ تو اس پر کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں محمود احمد: جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ ضلع لاہور میں اس سال جو فنڈز مہیا کئے گئے ہیں ان کی کل رقم کیا ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دے رہے ہیں اور ان ہی سے یہ سوال کیا گیا ہے کہ لاہور کے لئے اس سال کتنے فنڈز مختص کئے گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری سماجی بہبود: جناب سپیکر! اس کے لئے تازہ سوال درکار ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! یہ جو سوال ہے اس کے جز (ج) پر آ جائیے تو اصل سوال میں بھی یہی بات دریافت کی گئی ہے جو میاں محمود احمد صاحب نے ضمنی سوال میں دریافت کی ہے یعنی "محکمہ ہذا کے تحت ضلع لاہور میں کون کون سے ادارے کہاں کہاں واقع ہیں ان اداروں کا کنٹرول کس کے پاس ہے اور وہاں کتنے کتنے فنڈز سالانہ مہیا کئے جاتے ہیں؟"
اس سوال پر انہوں نے دریافت کیا ہے کہ لاہور میں کتنے فنڈز مختص کئے گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (سماجی بہبود) اس کی تفصیل جواب میں موجود ہے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب تحریری شکل میں موجود ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (سماجی بہبود) جناب سپیکر! جواب موجود ہے۔

میاں محمود احمد: جناب والا! اگر موجود ہے تو یہ پڑھ کر سنا دیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! اس کا لمبا جواب ہے۔ اس کو پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے اور یہ بات بھی اپنی جگہ پر درست ہے کہ جواب کے (ج) جزو میں محکمے نے پوری تفصیل دے دی ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! میاں محمود احمد اپنا پہلے سے پوچھا ہوا سوال دوبارہ پوچھ سکتے ہیں؟ کیونکہ ایک سوال یہ پہلے پوچھ چکے ہیں اور اس کا جواب بھی دیا جا چکا ہے اب اسے دوبارہ ضمنی سوال میں پوچھنے کا حق رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: بعینہ اسی صورت میں انہوں نے نہیں پوچھا، تھوڑا سا مختلف طریقے سے پوچھا ہے۔

میاں محمود احمد: اب میں نے مجموعی رقم پوچھی ہے۔ پہلے انہوں نے الگ الگ بتایا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی اور ضمنی سوال؟

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ محکمہ سماجی بہبود کے آٹھ مقاصد بیان کئے گئے ہیں اور محکمے کے لئے جو فنڈز مختص کئے گئے ہیں وہ صرف ۷ لاکھ اور ۱۰ ہزار روپے ہیں۔ باقی بیت المال اور جہیز فنڈ کے لئے ہے۔ باقی مقاصد اتنے قلیل فنڈ میں سے کس طرح سے پورے ہوتے ہیں۔ اس بارے میں ذرا وضاحت فرمائیں۔

جناب سپیکر: فرید احمد پراچہ صاحب اپنا سوال دہرائیے۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! محکمے کے آٹھ مقاصد ہیں اور یہ بڑے طویل مقاصد ہیں ان کے تحت بہت بڑے بڑے پراجیکٹ چل سکتے ہیں۔ مدعا یہ ہے کہ فنڈز صرف ۲۷ کروڑ روپے ہیں جس میں سے دس کروڑ جہیز فنڈز کے لئے ہیں اور دس کروڑ بیت المال کے لئے ہیں اور باقی صرف ۷ کروڑ روپے محکمے کے پاس ہیں اور پراجیکٹ اس کے مقابلے میں بہت زیادہ دیئے ہوئے ہیں۔ یہ کس طرح سے ممکن ہے کہیں یہ ساری کارروائی فرضی تو نہیں ہے۔ کوئی کام بھی نہیں ہو

رہا اور فنڈز صرف افسروں کی تنخواہوں پر صرف ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: فرید احمد پراچہ صاحب یہ آپ کا ضمنی سوال نہیں ہے۔ یہ آپ کی تجویز ہو سکتی ہے لیکن ضمنی سوال نہیں ہے۔

میاں محمود احمد: جناب والا! وزیر موصوف نے اپنے جواب کے (ہ) جزو میں فرمایا ہے کہ دو نئے منصوبے شروع کرنے کے لئے تجاویز محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات حکومت پنجاب لاہور کی بھجوائی ہوئی ہیں۔ ان میں تخمینہ بھی بتایا ہوا ہے۔ کیا یہ بتا سکیں گے کہ یہ پراجیکٹ کہاں کہاں پر قائم کرنے کا ارادہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (سماجی بہبود): جناب سپیکر! یہ منصوبے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو بھیج دیئے گئے ہیں فنڈز ملنے پر ان پر عمل درآمد ہو گا۔

رانا ثناء اللہ خاں: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ سے یہ گزارش ہے اور ایسا لگتا ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ سمجھے ہیں کہ وزیر موصوف جواب دیں گے اور وزیر موصوف یہ سمجھے ہیں کہ پارلیمانی سیکرٹری جواب دیں گے۔ اس لئے دونوں کی تیاری نہیں ہے۔ میرا یہ خیال ہے کہ اس محکمے کے سوالات کو کسی اور دن کے لئے مؤخر کر دیا جائے۔

ملک اقبال احمد خاں لنگڑیال: جناب والا! میری یہ تجویز ہے کہ ان سے کوئی ضمنی سوال نہ پوچھا جائے تاکہ یہ جلدی جلدی فارغ ہو جائیں۔

جناب سپیکر: چودھری محمد فاروق صاحب!

چودھری محمد فاروق: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ سماجی بہبود کے فنڈز ۲۷ کروڑ ۱۰ لاکھ ۴۹ ہزار ۷۵۰ روپے ہیں۔ اس کی تقسیم آبادی کے لحاظ سے ہوتی ہے ڈویژن کے حساب سے ہوتی ہے یا پھر ضلع وار ہوتی ہے؟ اس کی تقسیم کا طریقِ کار کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (سماجی بہبود): جناب سپیکر! اس کی تقسیم آبادی کے لحاظ سے ہوتی ہے۔

میاں محمود احمد: جناب والا! میرے ضمنی سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب آپ اپنے سوال کو دہرائیے گا۔

میاں محمود احمد: جناب والا! وزیر موصوف نے اپنے جواب کے جزو (ہ) میں فرمایا ہے کہ دو نئے

منصوبے شروع کرنے کے لئے تجاویز محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات حکومت پنجاب لاہور کو بھجوا دی ہیں۔ انہوں نے ان نئے منصوبوں کو کہاں کہاں پر قائم کرنے کے لئے تجاویز بھجوائی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (سماجی بہبود): جناب سپیکر! اس کی تفصیل نیچے دی گئی ہے دوسری بات یہ ہے کہ فنڈز ملنے پر ہر ضلع میں ایک ایک پراجیکٹ لگانے کا پروگرام ہے۔

رانا اکرام ربانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! کیا یہ بات آپ کے نوٹس میں ہے کہ راجہ خالد صاحب پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو بوٹیاں مہیا کر رہے ہیں۔ کیا اس کی ہاؤس میں اجازت ہے؟

(قہقہے)

جناب سپیکر: اگلا سوال ڈاکٹر خاور علی شاہ صاحب۔

جہیز فنڈ کے تحت تقسیم ہونے والی رقم کی تفصیل

*۳۵۰۔ ڈاکٹر خاور علی شاہ: کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔۔

۱۹۸۵ء سے لے کر آج تک جہیز فنڈز کے تحت کتنی رقم ضلع خانیوال میں تقسیم کی گئی یہ فنڈز حاصل کرنے والے افراد کے نام اور پتہ جات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (میاں طارق محمود):

جہیز فنڈ کی تقسیم سال ۸۹-۱۹۸۸ء میں شروع ہوئی۔ ضلع خانیوال میں جہیز فنڈ کے آغاز سے اب تک کل مبلغ -/۱۶،۸۸،۰۰۰ (سولہ لاکھ اٹھاسی ہزار) روپے کی رقم تقسیم کی گئی۔ یہ فنڈ حاصل کرنے والے افراد کے نام و پتہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ کل ۴۲۴ افراد کو جہیز فنڈ دیا گیا۔

تفصیل تتمہ "الف" پر لف ہے۔

تتمہ "الف"

فہرست مستحقین ضلع خانیوال (تحصیل خانیوال، کبیر والا اور میاں چنوں) جنہیں جہیز فنڈ سے مبلغ ۳۰۰۰/- روپے رقم دی گئی۔ مورخہ ۸۸-۱۱-۲

نمبر شمار نام درخواست دہندہ بمعہ ولدیت و مکمل پتہ جنہیں چیک دیا گیا۔

1 اسمان بیگم زوجہ حسن دین چک ۱۰/۸۷ آر تحصیل خانیوال۔
2 محمد الیاس ولد شبراتی سونت نگر خانیوال۔
3 حاکم دین ولد کرم دین چک ۱۰/۱۱۳ آر تحصیل خانیوال۔
4 محمد صوبہ ولد کرم دین چک نمبر ۱۰/۱۴۸ آر تحصیل خانیوال
5 محمد صدیق ولد خدا بخش چک ۱۰/۱۱۳ آر تحصیل خانیوال۔
6 صفیہ بیگم زوجہ نذیر احمد چک ۱۰/۱۱۳ آر تحصیل خانیوال۔
7 غلام ولد وعیسداد چک ۱۰/۱۱۳ آر تحصیل خانیوال۔
8 مائی ستو زوجہ شیرن خان چک ۱۰/۱۱۵ آر تحصیل خانیوال۔
9 نذیراں بی بی زوجہ محمد شفیع چک ۱۰/۱۱۵ آر تحصیل خانیوال۔
10 محمد دین ولد خدا بخش محلہ پرانی چکی کمہاراں والی خانیوال
11 سکینہ بی بی زوجہ شیخ غلام محمد مکان نمبر ۱۴ خانیوال
12 کنیز فاطمہ زوجہ نور محمد چک ۱۰/۸۴ آر
13 رونق علی ولد خورشید علی چک ۱۰/۱۳۹ آر
14 لعل دین عرف طوطا ولد جمال دین چک ۱۰/۱۳۷ آر
15 بھاگن بی بی زوجہ محمد مراد چک ۱۰/۸۷ آر
16 عمر دین ولد جھنڈا چک ۱۰/۱۲۱ آر
17 غلام سرور ولد محمد بخش چک ۱۰/۱۲۱ آر
18 محمد صادق ولد نیک محمد چک ۱۰/۱۲۱ آر
19 غلام قادر ولد محمد بخش چک ۱۰/۱۲۱ آر
20 وزیراں بی بی بیوہ غلام نبی چک نمبر ۱۰/۱۲۱ آر
21 نذیر احمد ولد نبی بخش چک نمبر ۱۰/۱۲۲ آر

22 جعفری زوجہ فرزند علی چک نمبر ۱۲۲/۱۰ آر خانیوال۔
23 منصب علی ولد امیر علی خان چک نمبر ۱۲۲/۱۰ آر خانیوال۔
24 عبدالمجید ولد خوشی محمد چک ۱۲۲/۱۰ آر خانیوال۔
25 محمد دین ولد جلال دین چک نمبر ۱۲۲/۱۰ آر خانیوال۔

26 تاج دین ولد خوشی محمد چک نمبر ۱۳۷/۱۰ آر خانیوال۔
27 محمد ولایت ولد مہر دین چکنمبر غریب آباد کالونی۔
28 محمد ولایت ولد مہر دین چکنمبر غریب آباد کالونی۔
29 نورجہاں عرف نوراں بیگم بیوہ محمد شاہ مکان نمبر ۳۳۳ جسونت نگر خانیوال۔
30 اکبر علی ولد فتح محمد مکان نمبر ۲۲۳ ریڈر کاونی خانیوال۔
31 خضراں بیگم بیوہ خالد حسین بلاک نمبر ۱۰ خانیوال۔
32 حاجی غلام رسول ولد میاں عبداللہ بکر منڈی عرض پورہ جہانیاں۔
33 کریم بی زوجہ رحیم بخش کوارٹر جہانیاں منڈی تحصیل و ضلع خانیوال۔
34 رشیداں بی بی زوجہ محمد صدیق مکان نمبر ۳۶۲ بلاک نمبر ۶ گلی نمبر ۱ جہانیاں۔
35 بشیراں بی بی زوجہ امیر بخش چک نمبر ۱۱/۱۰ آر جہانیاں منڈی۔
36 سرداراں بی بی زوجہ غلام محمد چک نمبر ۱۱۱/۱۰ آر مرید آباد جہانیاں منڈی۔
37 جمیلہ خاتون زوجہ امام دین گلی نمبر ۱ کالونی نمبر ۲ خانیوال۔
38 محمد یامین ولد علی شیر کالونی نمبر ۲، خانیوال۔
39 صدیقاں بی بی بیوہ ممتاز احمد کالونی نمبر ۲ خانیوال۔
40 دین محمد ولد فیض محمد کالونی نمبر ۲ مکان نمبر ۱۲۸ گلی نمبر ۵ خانیوال۔
41 زیب النساء زوجہ فضل محمد کالونی محمد چک نمبر ۸۸/۱۰ آر۔
42 عنائیت بی بی بیوہ محمد شفیع کالونی نمبر ۲ خانیوال۔
43 چاند خان ولد شہاب دین کالونی نمبر ۲ خانیوال۔
44 عبدالرشید ولد بندو بستی کوٹ، خانیوال۔
45 بلقیس بیگم زوجہ خلیل احمد بستی کوٹ، خانیوال۔

46 شادی خان ولد دین محمد بستی کوٹ خانیوال۔
47 زبیدہ بیگم بیوہ اللہ دتہ ۱۲۳/ خانیوال۔
48 محمد صدیق ولد سردار علی چکنمبر ۱۱۳/۱۰ آر خانیوال۔
49 خوشی محمد ولد خدا بخش چک نمبر ۱۱۳/۱۰ آر خانیوال۔
50 محمد یاسین ولد بندو خان بستی کوٹ بیر بل خانیوال۔
51 حکیم بی بی اسلم ولد میاں اللہ دتہ بمقام چاہ درکھاں موضع بہاولپور خانیوال۔
52 ایضاً
53 محمد اسیر ولد غلام محمد چک نمبر ۴۴/۱۰ آر خانیوال۔
54 نذیراں بیگم بیوہ محمد عبداللہ مکان نمبر ۳۲۲ بلاک نمبر ۶ جہانیاں ضلع خانیوال۔
55 سکینہ بی بی بیوہ غلام محمد لکڑمنڈی جہانیاں ضلع خانیوال
56 محمد رفیق ولد محمد بخش محلہ عرض پورہ جہانیاں
57 غلام قادر ولد احمد بخش اللہ داد کوارٹر جہانیاں منڈی
58 رحیم بخش ولد برخوردار اللہ دتہ کوارٹر جہانیاں منڈی
59 مائی نوراں بیوہ اللہ یار چک نمبر ۱۱۱/۱۰ آر
60 غلام سرور ولد محمد رمضان بستی طبور آباد نزد چونگی نمبر ۷ خانیوال۔
61 گل محمد ولد اللہ داد چک نمبر ۷۶ اے ۲/۱۵-۲/۷۹ ڈاکخانہ ۱۵-۲/۷۹ ضلع خانیوال
62 واحد بخش ولد میاں ندیم چک نمبر ۱۱۸/۱۰ آر
63 محمد عارف ولد سردار محمد چک نمبر ۱۰۱/۱۰ آر
64 محمد شفیع ولد عمر دین چک نمبر ۱۱۸/۱۰ آر
56 سراج دین ولد مولیٰ بخش چک نمبر ۱۱۸/۱۰ آر
66 محمد صدیق ولد عمر دین چک نمبر ۱۱۸/۱۰ آر
67 مقصود احمد ولد محمد علی چک نمبر ۱۱۸/۱۰ آر
68 فقیر حسین ولد محمد منشی خان چک نمبر ۱۱۸/۱۰ آر
69 عاشق محمد ولد بہاول بخش چک نمبر ۱۱۸/۱۰ آر
70 رضو مائی بیوہ امیر شاہ چک نمبر ۱۱۹/۱۰ آر

71 محمد یوسف ولد محمد اسماعیل چک نمبر ۱۱۹/۱۰ آر
72 فضل دین ولد نظام دین چک نمبر ۱۱۳/۱۰ آر
73 محمد یوسف ولد محمد اسماعیل چک نمبر ۱۱۹/۱۰ آر
74 شیخ نثار احمد ولد حاجی محمد احسان خانیوال۔
75 ایضاً
76 فرزنداں بی بی زوجہ برکت علی چک نمبر ۱۲۲/۱۰ آر۔
77 محمد شفیع ولد دین محمد مکان نمبر ۳۲۸ ارشاد کالونی جہانیاں ضلع خانیوال۔
78 علی محمد ولد پیراں دتہ چک نمبر ۱۱۱/۱۰ آر ضلع خانیوال۔
79 گامے شاہ ولد خدا بخش چک نمبر ۴۴/۱۰ آر۔
80 منظوراں بیوہ زوار حسین معرفت حاجی نذیر احمد کلاتھ مرچنٹ جہانیاں۔
81 ایضاً
82 خوشی محمد ولد کمال دین موضع جمیل آباد تحصیل کبیروالہ۔
83 نذر محمد ولد وپعداد چک نمبر ۲۲ گھہ ۹ تحصیل کبیروالہ۔
84 خادم حسین ولد اللہ یار سکنہ ۱۲ گھہ تحصیل کبیروالہ۔
85 نور محمد ولد ہدایت سکنہ ۱۲ گھہ تحصیل کبیروالہ۔
86 غلام فرید ولد وہاب سکنہ ۱۲ گھہ تحصیل کبیروالہ۔
87 وارث علی ولد سوداگر علی موضع کرم پور جوتہ تحصیل کبیروالہ۔
88 واحد بخش ولد احمد بخش موضع حسن پور تحصیل کبیروالہ۔
89 بشیر احمد ولد حسین بخش موضع حسن پور تحصیل کبیروالہ۔
90 مہامند ولد سلطان موضع حسن پور تحصیل کبیروالہ۔
91 ایضاً
92 مہوت محمود ولد عبدالقادر موضع حسن پور تحصیل کبیروالہ۔
93 منظور حسین ولد ولیداد چک نمبر ۱۲ گھہ تحصیل کبیروالہ۔
94 احمد یار خاکی ولد غلام حبیب کبیروالہ۔
95 احسان بی بی بیوہ محمد بخش وار نمبر ۱۰ عبدالحکیم تحصیل کبیروالہ۔

96 راتن بی بی بیوہ نور محمد محلہ شیخا نوالہ عبدالحکیم۔
97 غلام سکینہ بی بی بیوہ محمد نواز محلہ پیر مبارک شاہ عبدالحکیم۔
98 فاروق احمد ولد میاں غلام رسول نزد مسجد مبارک شاہ عبدالحکیم۔
99 طالب حسین ولد منظور حسین موضع شیر گڑھ کبیر والا۔
100 طالب حسین ولد میاں سلطان محلہ شیتی نوالہ عبدالحکیم۔
101 بشیر احمد ولد میاں کرم چک نمبر ڈی ۸/ درکھانہ تحصیل کبیر والہ
102 غلام محمد ولد سردار بخش موضع خان والا کبیر والا۔
103 محمد حسین ولد غلام قادر موضع دین پور کبیر والا۔
104 محمد نواز ولد قادر خان موضع دین پور کبیر والا۔
105 محمد رمضان ولد خدا بخش محلہ شیخا نوالہ عبدالحکیم۔
106 غلام محمد ولد ناصر موضع اوکا نوالہ کبیر والا۔
107 محمد رمضان ولد غلام حسین موضع سکندر پور کبیر والا۔
108 ایضاً
109 آمنہ بی بی بیوہ منیر الدین عبدالحکیم محمدی محلہ تحصیل کبیر والا۔
110 غلام محمد ولد تراب چک نمبر دی ۸/ تحصیل کبیر والا۔
111 رانا علی محمد ولد رانا عبداللہ سکنہ ریل بازار عبدالحکیم۔
112 نذر حسین ولد خادم حسین نئی آبادی عبدالحکیم۔
113 عاشق حسین ولد میاں سلمان وارڈ نمبر ۱۰ نزد دربار مبارک شاہ عبدالحکیم۔
114 محمد شفیع ولد میاں غلام رسول محلہ شیخا نوالہ عبدالحکیم۔
115 کرم بخش ولد مہانسد دربار معصوم شاہ عبدالحکیم۔
116 نور بی بی بیوہ حاجی محمد حسین وارڈ نمبر ۷ عبدالحکیم۔
117 غلام حسین ولد سلامت چک نمبر حیدر شاہ نواں شہر کبیر والا۔
118 حافظ مظہر علی ولد علی محمد بستی ۱۲ قطعہ نواں داخلی کبیر والا۔
119 جانن بی بی بیوہ غلام فرید جناح کالونی عبدالحکیم۔
120 سردول ولد عبدالرشید موضع علی چپہ جنوبی تحصیل کبیر والہ۔

121 محمد شفیع ولد علی محمد موضع علی چپہ جنوبی تحصیل کبیر والا۔
122 محمد نواز ولد غلام فرید موضع علی چپہ جنوبی تحصیل کبیر والا۔
123 احمد دین ولد میاں جھنڈا نزد پولیس چوکی ریل بازار عبدالحکیم تحصیل کبیر والا۔
124 نور بی بی بیوہ غلام محمد محلہ شیخانوالہ عبدالحکیم، تحصیل کبیر والا۔
125 اللہ دتہ ولد میاں گھنہ بستی مبارک آباد عبدالحکیم۔
126 صالح محمد ولد عبداللہ بستی مبارک آباد عبدالحکیم۔
127 نذیر فاطمہ بیوہ خادم حسین موضع محسن آباد کبیر والا۔
128 خدا بخش ولد رجب علی چک سراجہ رحمانیہ پور عبدالحکیم۔
129 محمد شریف ولد میاں گھنہ بستی مبارک آباد عبدالحکیم۔
130 ستاں مائی بیوہ نواب موضع اٹاری تحصیل کبیر والا۔
131 نواب ولد ملک محمد موضع اٹاری تحصیل کبیر والا۔
132 شیر محمد ولد محمد رمضان سکنہ علی پور کبیر والا۔
133 ایضاً
134 محمد نواز ولد بکسیا وارڈ نمبر ۹ ریلوے کالونی عبدالحکیم۔
135 محمد سمیر ولد اللہ یار بستی مبارک آباد عبدالحکیم۔
136 محمد حسین شاہ ولد امیر شاہ بستی حسنین آباد سردار پور روڈ کبیر والہ۔
137 خادم حسین ولد میاں احمد سکنہ علی پور کبیر والہ۔
138 محمد بخش ولد غلام محمد سکنہ بستی سیداں عبدالحکیم۔
139 محمد رفیق ولد محمد صدیق نواں شہر عبدالحکیم۔
140 سلطان احمد ولد میاں شاہ محمد جناح کالونی عبدالحکیم۔
141 نواب احمد ولد پنوں خان موضع بودھپور کبیر والہ۔
142 محمد نواز ولد غلام محمد چکنمبر ۱۲ گگھ کبیر والا۔
143 طالب حسین ولد میاں سلطان چک نمبر ۱۲ گگھ تحصیل کبیر والا۔
144 محمد رستم ولد میاں سلطان چک نمبر ۱۲ گگھ تحصیل کبیر والا۔
145 محمد نواز ولد غلام محمد چک نمبر ۱۲ گگھ تحصیل کبیر والا۔

146 حاجی خان محمد ولد سلطان محمد چک نمبر ۱۲ گھر۔
147 محمد پہلوان ولد سلطان محمد چک نمبر ۱۲ گھر۔
148 ایضاً
149 منظور حسین ولد کریم بخش محلہ شیخانوالہ عبدالحکیم تحصیل کبیر والا۔
150 محمود ولد پہلوان چک نمبر ۱۲ گھر۔
151 محمد شیر ولد میاں گھنہ چک نمبر ۱۲ گھر۔
152 محمد شمیر ولد میاں گھنہ چک نمبر 12 گھر
153 احمد بخش ولد نور محمد " "
154 امیر احمد ولد حسن بخش محلہ عید گاہ عبدالحکیم۔
155 محمد نواز ولد پہلوان چاہ بلڑوالہ عبدالحکیم تحصیل کبیر والا۔
156 محمد رمضان ولد ولی داد چک نمبر ۱۲ گھر۔
157 محمد رمضان ولد غلام محمد چک نمبر ۱۱ گھر۔
158 اللہ یار ولد احمد چک نمبر ۱۲ گھر۔
159 ایضاً
160 حاجراں بی بی بیوہ نذر محمد چک نمبر ۱۲ گھر۔
161 کنیز فاطمہ بیوہ محمد شریف بستی نظام آباد عبدالحکیم۔
162 اللہ دتہ ولد غلام محمد موضع علی چپہ تحصیل کبیر والا۔
163 محمد نواز ولد محمد مراد راجپوت روڈ کالونی عبدالحکیم کبیر والہ۔
164 محمد نواز ولد میاں بہادر راجپوت کالونی عبدالحکیم۔
165 غلام محمد ولد محمد رمضان کچی آبادی عبدالحکیم کبیر والہ۔
166 محمد عارف ولد غلام محمد کچی آبادی عبدالحکیم کبیر والہ۔
167 فرید ولد علاول چک نمبر ۱۲ گھر تحصیل کبیر والہ۔
168 حاجی محمد ولد پیر بخش بستی نائیاں والی عبدالحکیم تحصیل کبیر والہ۔
169 بھاگن مالی بیوہ اللہ دتہ کچی آبادی عبدالحکیم۔
170 حق نواز ولد فیض بخش موضع جلیل پور تحصیل کبیر والہ۔

171 حق نواز ولد سجاد موضع شکر والہ ڈاکخانہ سرائے سدھو تحصیل کبیر والہ۔
172 زرین بیوہ محمد یار بستی پنانہ کبیر والا۔
173 گل محمد ولد دوست محمد چاہ تریلی والہ ڈاکخانہ عبدالحکیم۔
174 نذیر احمد ولد عبدالرحیم موضع جمیل آباد تحصیل کبیر والا۔
175 نور محمد ولد محمد رمضان موضع تنال پور کبیر والا۔
176 خضر حیات ولد گھرا ڈاکخانہ سرائے سدھو تحصیل کبیر والا۔
177 رحمت علی ولد جھنڈا ڈاکخانہ سرائے سدھو تحصیل کبیر والہ۔
178 حق نواز ولد تھراج ڈاکخانہ سرائے سدھو تحصیل کبیر والہ۔
179 غلام محمد ولد علی بخش ڈاکخانہ سرائے سدھو تحصیل کبیر والہ۔
180 سلیمہ بی بی بیوہ حاکم علی ڈاکخانہ سرائے سدھو تحصیل کبیر والہ۔
181 حق نواز ولد تھراج ڈاکخانہ سرائے سدھو تحصیل کبیر والہ۔
182 فیض محمد ولد حاجی اللہ بخش چک نمبر ۱۲ گھ تحصیل کبیر والہ۔
183 اللہ دتہ ولد توا وارڈ نمبر ۱۰ عبدالحکیم۔
184 محمد فاضل خان ولد احمد بخش چک نمبر ۱۲ گھ۔
185 ریاض ولد سلطان چک نمبر ۱۲ گھ۔
186 محمد مراد ولد پہلوان چک نمبر ۱۰ گھ۔
187 اللہ دتہ ولد احمد بخش سکنہ چک نمبر ۱۲ گھ۔
188 غلام محمد ولد علی بخش چک نمبر ۱۰ گھ۔
189 خادم حسن ولد غلام حسن نزد سبزی منڈی ریلوے روڈ مخدوم پور تحصیل کبیر والہ۔
190 محمد رمضان ولد علی داد چک نمبر ۱۲ گھ۔
191 نذیر احمد ولد عبدالرحیم موضع چمن آباد کبیر والہ۔
192 محمد بخش ولد میاں احمد راجپوت روڈ کالونی عبدالحکیم۔
193 منور حسین ولد سید ریاض حسین موضع اللہ آباد تحصیل کبیر والہ۔
194 فضل حسین ولد فتح محمد چک نمبر ۱۰۲/ایل۔۵ تحصیل میاں چنوں ضلع خانیوال۔
195 اللہ دتہ ولد محمد اکرم چک نمبر ۱۴/آر ۸ کچا کھوہ میاں چنوں۔

196 غلام محمد ولد عبداللہ چکنمبر ۶۷/ایل ۱۵ کچا کھوہ میاں چنوں۔
197 محمد عظیم ولد غلام محمد کچا کھوہ میاں چنوں۔
198 رمضان ولد سمنہ چک نمبر ۱۲۲/ایل ۱۵ کچا کھوہ میاں چنوں۔
199 عبدالمجید ولد رب نواز چک نمبر ۱۳۰/ایل ۱۸ کچا کھوہ میاں چنوں۔
200 اللہ دتہ ولد محمد اکرم چک نمبر ۱۴/ آر ۸ تحصیل میاں چنوں۔
201 محمد نواز ولد حاجی اللہ دتہ میاں چنوں۔
202 بشیر احمد ولد عمر دین چک نمبر ۱۵/۴۹ ایل تحصیل میاں چنوں۔
203 رحمت اللہ ولد میاں محبوب تحصیل میاں چنوں۔
204 غلام محمد ولد نواب چک نمبر ۱۵/۱۲۲ ایل تحصیل میاں چنوں۔
205 صوفی رضا محمد ولد محمد خان چک نمبر ۹/۱۹ آر۔
206 حمیدا بیوہ خورشید علی چک نمبر ۱۵/۱۰۲۔ ایل تحصیل میاں چنوں۔
207 فرزند علی ولد علی محمد چک نمبر ۸/۲۱ آر تحصیل میاں چنوں۔
208 ممتاز بیگم بیوہ محمد سلیمان گاذر تحصیل میاں چنوں۔
209 عاشق حسین ولد امام بخش اسلام پورہ کچا کھوہ۔
210 اللہ دتہ ولد محمد اکرم چک نمبر ۸/۱۴ آر۔
211 محمد سردار ولد محمد اسماعلی چک نمبر ۹/۲ آر تحصیل میاں چنوں۔
212 احمد بخش ولد محمد فاضل چک نمبر ۸/۱۲ آر میاں چنوں۔
213 نیک محمد ولد احمد بخش چک نمبر ۸/۱۰ آر ڈاکخانہ ۸/۱۰ آر ہنوان گڑھ تحصیل میاں چنوں۔
214 عبدالقادر ولد ستے خان چک نمبر ۱۵/۹۔ ایل تحصیل میاں چنوں۔
215 غلام محمد ولد امیر چک نمبر ۵۱/۶۲۔ ایل۔
216 محمد شریف ولد چراغ دین مکان نمبر ۷/۷ میاں چنوں۔

فہرست مستحقین ضلع خانیوال تحصیل خانیوال۔ کبیر والہ، میاں چنوں) جنہیں فنڈ سے مبلغ ۵۰۰۰/- روپے کی رقم مورخہ ۹۰-۵-۲۸ کو دی گئی۔

217 ظفر اقبال ولد نظام دین چک نمبر ۱۳۶/ تحصیل و ضلع خانیوال۔
218 قمر دین ولد محمد رمضان چک نمبر ۱۰/۱۳۹ آر تحصیل و ضلع خانیوال۔
219 محمد رفیق ولد واحد بخش چک نمبر ۱۰/۱۶۶ آر تحصیل و ضلع خانیوال۔
220 صادق علی ولد رحیم بخش چک نمبر ۱۰/۱۱۳ آر تحصیل و ضلع خانیوال۔
221 صوفی بشیر احمد ولد مطیع اللہ چک نمبر ۱۰/۱۱۳ آر تحصیل و ضلع خانیوال۔
222 صفیہ بی بی ولد حسن محمد چک نمبر ۱۰/۱۲۱ آر تحصیل و ضلع خانیوال۔
223 بشیراں بیگم ولد محمد نواز چک نمبر ۱۰/۱۲۷ آر تحصیل و ضلع خانیوال۔
224 بشیر احمد ولد جلال دین چک نمبر ۱۰/۱۲۱ آر تحصیل و ضلع خانیوال۔
225 بلال دین ولد شہاب دین چک نمبر ۱۰/۱۱۳ آر تحصیل و ضلع خانیوال۔
226 آمنہ بی بی بیوہ نور دین چک نمبر ۱۰/۱۱۳ آر تحصیل و ضلع خانیوال۔
227 خورشید احمد ولد محمد سلیمان دکان نمبر ۳۰ گلی نمبر ۲ بلاک نمبر جہانیاں۔
228 محمد شفیع ولد کریم بخش چک نمبر ۱۰/۱۱۵ آر۔
229 جنت بی بی بیوہ محمد شمیر پرانا خانیوال۔
230 محمد رمضان ولد غلام محمد پرانا خانیوال۔
231 بشیر احمد ولد غلام محمد کالونی نمبر ۳ مکان نمبر ۲۲۲۱ گلی مسجد خانیوال۔
232 اعظم ولد اللہ دتہ چک نمبر ۱۰/۹۳ آر تحصیل و ضلع خانیوال۔
233 نور دین ولد محی الدین چک نمبر ۱۰/۲۳ آر تحصیل و ضلع خانیوال۔
234 سلیمان ولد ولی محمد چک نمبر ۱۰/۹۲ آر تحصیل و ضلع خانیوال۔
235 دولت خان ولد ملتان خان چک نمبر ۱۰/۶۲ آر تحصیل و ضلع خانیوال۔
236 غلام محمد ولد نور محمد چک نمبر ۱۰/۷۰ آر تحصیل و ضلع خانیوال۔
237 سلطان بی بی بیوہ اللہ دتہ نزد سلیپر فیکٹری لوکو شیڈ خانیوال۔
238 ولی محمد ولد بہادر چک نمبر ۱۰/۱۲۱ آر تحصیل و ضلع خانیوال۔
239 محمد گلزار ولد محمد رمضان ریلوے خانیوال۔

240 رب نواز ولد وریام بستی ظہور آباد خانیوال۔
241 جیواں مائی بیوہ محمد نواز چک نمبر ۱۶۷/ صلع خانیوال۔
242 نور محمد ولد محمود احمد بستی نظام آباد خانیوال۔
243 واحد بخش ولد غلام محمد مرحوم چک نمبر ۱۰/۶۷ آر خانیوال۔
244 حضور بخش ولد کریم داد کالونی نمبر ۳ خانیوال۔
245 سراج دین ولد احمد خان ۱۰/۵۰ صلع خانیوال۔
246 طالب حسین ولد اللہ بخش چک نمبر ۱۰/۹۱ آر تحصیل و صلع خانیوال۔
247 مقبول احمد ولد منظور احمد ریلوے سلیپر فیکٹر خانیوال۔
248 شاہ محمد ولد عبداللہ کالا بستی خانیوال۔
249 محمد حنیف ولد نور محمد چک نمبر ۱۰/۹۹ آر خانیوال۔
250 خورشید بی بی بیوہ محمد شبیر پرانی چونگی لکڑمنڈی خانیوال۔
251 محمد اکرم ولد عبدالغنی ریلوے ایریا اولڈ کالونی خانیوال۔
252 محمد سلیمان ولد محمد دین ریلوے کالونی خانیوال۔
253 حمیداں بیوہ عبدالواحد کالونی نمبر ۱ خانیوال۔
254 انور بی بی بیوہ نور محمد ۱۰/۹۱ آر خانیوال۔
255 غلام یاسین ولد اللہ بخش چک نمبر ۱۰/۰۹۱ آر خانیوال۔
256 محمد حنیف ولد گل محمد چک نمبر ۱۰/۹۱ آر خانیوال۔
257 نذیراں بی بی بیوہ اللہ بخش غریباں آباد گلی نمبر ۵ خانیوال۔
258 محمد علی بٹ ولد عبدالکریم خان سرگانہ ہاؤس نزد اسلامیہ کالج خانیوال۔
259 رضا محمد ولد فتح محمد کالونی نمبر ۱ خانیوال۔
260 فضل بی بی بیوہ نذر محی الدین محلہ مرضی پورہ خانیوال۔
261 شمیم اختر دختر نذر محی الدین محلہ مرضی پورہ خانیوال۔
262 سکینہ بی بی بیوہ فیض بخش کالونی نمبر ۱ خانیوال۔
263 محمد رمضان ولد رحمت علی کالونی نمبر ۳ خانیوال۔
264 کریماں بی بی بیوہ محمد شریف کالونی نمبر ۱ خانیوال۔

265 اللہ وصائی بیوہ غلام محمد چک نمبر ۱۰/۴۰ آر خانیوال۔
266 محمد سعید ولد غلام محمد چک نمبر ۱۰/۴۰ آر خانیوال۔
267 بشیر احمد ولد محمد شفیع بستی چن شاہ خانیوال۔
268 سیف اللہ ولد محمد عظیم مکان نمبر ۴۲/۱۳۰ خانیوال۔
269 فیض رسول ولد غلام مرحوم چک نمبر ۱۰/۴۰ آر خانیوال۔
270 محمد نواز ولد غلام حسین مرحوم چک نمبر ۱۰/۹۱ آر خانیوال۔
271 کرم الٰہی جناح کالونی عبدالحکم ضلع خانیوال۔
272 غلام حسین موچی محلہ عبدالحکیم ضلع خانیوال۔
273 محمد نواز چاہ ہری والہ عبدالحکیم۔
274 غلام محمد چک نمبر ۲۶ گگھ ڈاکخانہ ۲۵ پل تحصیل کبیر والہ۔
275 دریام چاہ آڑھی والہ عبدالحکیم۔
276 محمد شمیر چک نمبر ۱۳ گگھ تحصیل کبیر والہ۔
277 محمد اقبال چلہ چک گگھ والہ موضع ارماہی والہ کبیر والہ۔
278 خادم حسین ولد اللہ یار چک نمبر ۹/۱۹ آر ضلع خانیوال۔
279 محمد سلیمان ولد صادق محمد موضع نقال پور کبیر والہ۔
280 ستاں مائی بیوہ محمد عبداللہ ساکن موہر والہ کبیر والہ۔
281 محمد نواز ولد حاجی حافظ سلطان محمود موضع دین پور۔
282 سکھاں بیوہ لعل چک نمبر ۱۰ گگھ کبیر والہ۔
283 غلام قادر ولد احمد بخش سنی رنگو موضع کوہی والہ۔
284 رانا محمد صدیق ولد برکت علی نواں شہر عبدالحکیم۔
285 بشیر احمد ولد بہادر خان چک نمبر ۱۰ گگھ۔
286 خادم حسین ولد غلام فرید گلی نمبر ۵ وارڈ نمبر ۲ مخدوم پور۔
287 غلام مصطفےٰ ولد محمد صدیق گلی نمبر ۱۰ مخدوم پور۔
288 عبدالرشید ولد عزیزالدین گلی نمبر ۱۳ مخدوم پور۔
289 بشیراں بی بی بیوہ فیض بخش گلی نمبر ۱۰ مخدوم پور۔

290 محمد منظور ولد غلام محمد محلہ پیر زکریا مخدوم پور۔
291 زبیداں مائی بیوہ عبدالرشید سہتی حسنین آباد سردار پور روڈ کبیروالہ۔
292 محمد وریام ولد شاہ محمد بستی چن شاہ سردار پور روڈ کبیروالہ۔
293 غلام جنت بیوہ منشی محمد موضع ماڑھی ہو تحصیل کبیر والہ ضلع خانیوال ۔
294 محمد سلیمان ولد الہی بخش نزد مسجد تحصیلدار والی وارڈ نمبر ۱۳ کبیروالہ۔
295 محمد قاسم ولد حاجی محمد عبداللہ موضع نڑھال کبیروالہ۔
296 اللہ بخش ولد محمد امیر موضع نڑھال کبیروالہ۔
297 احمد بخش ولد غلام مکان نمبر ۳۲۰/۴۰ نواں شہر کبیروالہ۔
298 حاجی محمد ولد محمد بخش گلی نمبر ۳۵ نواں شہر کبیرالہ۔
299 گاموں بیوہ ملازم حسین موضع نڑھال کبیروالہ۔
300 منظور حسین ولد اللہ ڈیوایا محمد محلہ طارق آباد کبیروالہ ۔
301 ملازم حسین ولد غلام محمد وارڈ نمبر ۱۱ گلی نمبر ۳۸ کبیروالہ۔
302 مہندی حسن ولد خان بہادر چک نمبر ۱۲/اے ایچ تحصیل کبیروالہ۔
303 محمد اسماعیل ولد محمد ابراہیم جھنگ روڈ کبیروالہ۔
304 محمد عاشق ولد نصرت موضع کوٹ عبداللہ مخدوم پور تحصیل کبیروالہ ۔
305 اختر حسین ولد مشتاق احمد چک نمبر ۱۰/۱۰۴ آر تحصیل و ضلع خانیوال ۹۰-۱۰-۲۹ کو چیک دیا گیا۔

فہرست مستحقین ضلع خانیوال (تحصیل خانیوال، کبیروالہ، میاں چنوں)
جنہیں جہیز فنڈ سے مبلغ ۵۰۰۰/- روپے کی رقم دی گئی مورخہ ۸۹-۱۰-۲۲
نمبر شمار نام ولدیت بمعہ زوجیت اور مکمل پتہ جنہیں چیک دیا گیا ہے۔
306 عبدالغفور ولد عبدالحئی چک نمبر ۲۰/۴۰ آر تحصیل خانیوال۔
307 کیسرن بی بی زوجہ بشیر احمد کالونی نمبر ۳ نزد صدیق مسجد خانیوال۔
308 محمد بشیر ولد قلندر بخش کالونی نمبر ۲ خانیوال۔
309 فضل حسن ولد نصر اللہ ریلوے کوارٹر ۲۹۸/ا لوکوشیڈ خانیوال۔

310 ممتاز علی میاں کرم علی بلاک نمبر ۵ خانیوال۔
311 مطلو بن بیوہ محمد دین ۱۰/۷۹ آر خانیوال۔
312 مسماۃ مطلو بن بیوہ محمد دین ۱۰/۷۹ آر خانیوال۔
313 مسماۃ مطلو بن بیوہ محمد دین ۱۰/۷۹ آر خانیوال۔
314 عصمت بی بی بیوہ محمد یونس ریلوے کالونی خانیوال۔
315 بخت بھری بیوہ محمد نواز چک نمبر ۱۰/۹۲ آر خانیوال۔
316 رانا عبدالرشید ولد رانا صالح محمد کالونی نمبر ۱ خانیوال۔
317 منظور بی بی زوجہ نور محمد ۱۰/۲۳ آر خانیوال۔
318 اللہ بخش ولد برخوردار چک نمبر ۱۰/۷۹ آر تحصیل خانیوال۔
319 نوروں مائی زوجہ شمیر جوئیہ چک نمبر ۱۰/۷۹ ار تحصیل و ضلع خانیوال۔
320 عبدالرشید ولد جمعہ بستی چن شاہ نزد پیلس سینما خانیوال۔
321 اسلم بی بی بیوہ محمد نواز مرحوم کوٹھی عطاء اللہ ۱۰/۱۱۳ آر
322 محمد پہلوان ولد میاں سلطان چک نمبر ۱۰/۴۳ آر تحصیل خانیوال۔
323 محمد ادریس ولد محمد اشرف (مرحوم) مکان نمبر ۵ کوٹلہ سنگھ خانیوال۔
324 زیارت ولد احمد چک نمبر ۳ تحصیل میاں چنوں۔
325 نیک محمد ولد شمیر چک نمبر ۹/۸ آر تحصیل میاں چنوں۔
326 عبدالرشید ولد اسماعیل صادق کالونی میاں چنوں۔
327 محمد عاشق ولد غلام محمد چک نمبر ۹/۱۹ آر تحصیل میاں چنوں۔
328 رضیہ بی بی زوجہ نتھا محلہ غریب آباد تحصیل میاں چنوں۔
329 عزیزاں بی بی بیوہ بہادر چک ۸/۲۰ ار تحصیل میاں چنوں۔
330 محمد رمضان ولد اللہ دتہ چک نمبر ۱۵/۴۵ ایل تحصیل میاں چنوں۔
331 اللہ بخش ولد خوشی محمد چک ۱۵/۷۸ ایل تحصیل میاں چنوں۔
332 محمد رشید ولد محمد امداد ۸/۱۳ آر مخدوم پور میاں چنوں۔
333 خدا بخش ولد میاں امداد چک نمبر ۸/۱۳ آر تحصیل میاں چنوں۔
334 شیر محمد ولد رجب چک نمبر ۱۳/ایل آر تحصیل میاں چنوں۔

335 عبدالعزیز ولد احمد بخش ۲۰/جو آر میاں چنوں۔
336 محمد لعل ولد میتھلی چک نمبر ۹/آر تحصیل خانیوال۔
337 نور محمد ولد میاں لعبار الٰہی بخش کالونی دربار میاں چنوں۔
338 سکینہ بی بی زوجہ نور محمد کچا محلہ تحصیل میاں چنوں۔
339 صغراں بیوہ غازی غلام حسین ۷/۲۴ میاں چنوں۔
340 خلیل الرحمان ولد حاجی عبداللہ محلہ اسلاآباد میاں چنوں۔
341 محمد یعقوب ولد برکت علی محلہ رحمانیہ میاں چنوں۔
342 امام بخش ولد میاں سلطان بستی حسنین آباد وارڈ نمبر ۱۴ تحصیل کبیر والہ۔
343 طالب حسین ولد خدا بخش چک نمبر ۱۴/بی تحصیل کبیر والا۔
344 دائی نورن بیوہ کبیر ۲۲۔ گگھ تحصیل کبیر والا۔
345 نیک محمد ولد امام دین ۲۱ گگھ تحصیل کبیر والا۔
346 نذر حسین ولد خادم حسین بستی حسنین اباد تحصیل کبیر والہ۔
347 مائی پٹھانی بیوہ رحیم بخش نانک پور تحصیل کبیر والہ۔
348 مہر دین ولد معراج الدین چک نمبر ۱۰ گگھ سروے سدھ کبیر والہ۔
349 راجن مائی بیوہ محمد امیر سدھ کبیر والہ۔
350 غلام رسول ولد امام بخش نواں شہر موضع مان والا تحصیل کبیر والہ۔
351 غلام محمد ولد میاں بہاول طاہر کالونی مخدوم پور تحصیل کبیر والہ۔
352 کرم ولد میاں احمد مخدوم پور تحصیل کبیر والہ۔
353 حق نواز ولد اللہ یار چاہ حاجی والا تحصیل کبیر والہ۔
354 محمد نواز ولد محمد پہلوان حشمت والی تحصیل کبیر والا۔
355 حق نواز ولد مہر محمود ڈاکخانہ حشمت والی تحصیل کبیر والہ۔
356 عطا محمد ولد عبدالوہاب مولے پور تحصیل کبیر والہ۔
357 طالب حسین ولد مداد چوکیدار ٹاؤن کمیٹی مخدوم پور تحصیل کبیر والہ۔
358 محمد رفیق ولد نور محمد موضع علی چمیہ تحصیل کبیر والا۔
359 اللہ بخش ولد محمد بخش باگڑ سرگانہ تحصیل کبیر والا۔

360 ظہور حسین ولد بہامند موضع نور پور تحصیل کبیر والا۔
361 چودھری عبدالغفار ولد حاجی عبدالستار ۲/۱۶ تحصیل کبیر والہ۔
362 عبدالشکور ولد میاں اللہ دتہ بستی احمد نگر موضع نانک پور تحصیل کبیر والہ۔
363 محمد عارف ولد غلام محمد بستی غریب آباد موضع نور پور تحصیل کبیر والہ۔
364 محمد رفیق ولد غلام حسین ریل بازار عبدالحکیم تحصیل کبیر والا۔
365 سید شاہ ولد مبارک شاہ چاہ مداد والہ تحصیل کبیر والا۔
366 منظوراں مائی بیوہ ملازم حسین موضع ماڑی سہو کبیر والہ۔
367 زینب مائی ولد غلام محمد مولے پور تحصیل کبیر والا۔
368 غلام محمد ولد شہادت چاہ کھوگھراں والہ تحصیل کبیر والا۔
369 محمد اشرف ولد رجب علی چک ۵۔اے ایچ تحصیل کبیر والا۔
370 زاہداں خاتون زوجہ نذر حسین مخدوم پور پھوراں تحصیل کبیر والا۔
371 رقیہ بی بی زوجہ غلام نبی ریلوے کوارٹر خانیوال۔
372 نواب علی ولد غلام نبی ریلوے کالونی بستی چن شاہ خانیوال۔
373 ولی محمد ولد مہر الدین چک ۱۰/۱۳۶ آر تحصیل خانیوال۔
374 محمد اسلم ولد جان محمد چک ۱۰/۱۳۸ آر تحصیل و ضلع خانیوال۔
375 ممتاز بیگم ولد عنائیت علی مرحوم کالونی نمبر ۳ خانیوال۔
376 احمد یار ولد کریم داد کالونی نمبر ۳ خانیوال۔
377 نور محمد ولد محمد رمضان چک نمبر ۱۰/۲۲ تحصیل و ضلع خانیوال۔
378 ظہور احمد ولد بختاور بستی ظہور آباد تحصیل خانیوال۔
379 محمد یونس ولد شفیع محمد چک نمبر ۱۰/۷۹ آر تحصیل خانیوال۔
380 محمد شفیع ولد محمد فاضل چک نمبر ۱۰/۸۸ آر تحصیل خانیوال۔
381 عبدالغنی ولد مبارک علی چک نمبر ۱۰/۱۴۱ آر تحصیل و ضلع خانیوال۔
382 غلام منور ولد خان زادہ چک نمبر ۱۰/۶۲ آر تحصیل خانیوال۔
383 غلام محمد گل ولد محمد بخش بستی نظام آباد خانیوال۔
384 غلام جنت زوجہ محمد حنیف بستی کوٹ حق نواز لاہور موڑ تحصیل خانیوال۔

385 حق نواز ولد مہر سلطان موضع حشمت والی تحصیل کبیر والہ۔
386 اسلام الدین ولد محمد اشرف موضع علی چیہ عبدالحکیم تحصیل کبیر والہ۔
387 کرم الٰہی ولد اللہ دتہ جناح کالونی عبدالحکیم تحصیل کبیر والا۔
388 عبداللہ ولد اللہ دتہ موضع علی پور تحصیل کبیر والا۔
389 نظام الدین ولد کریم الدین سرائے سندھو تحصیل کبیر والا۔
390 غلام محمد ولد محمد شریف سیال ڈاکخانہ دین پور تحصیل کبیر والہ۔
391 مسماۃ انور بی بی زوجہ محمد اسلم موضع سرائے سدھو تحصیل کبیر والا۔
392 بشیر احمد ولد رحمت علی مخدوم پور تحصیل کبیر والا۔
393 شوقین علی ولد خلیل احمد موضع کوٹ، مدینہ کوٹ والا تحصیل کبیر والا۔
394 اللہ دتہ ولد محمد وریام مخدوم پور تحصیل کبیر والا۔
395 جمیل احمد ولد علی محمد مخدوم پور تحصیل کبیر والا۔
396 محمد رمضان ولد ولی محمد مخدوم پور تحصیل کبیر والا۔
397 مسماۃ ظہور فاطمہ زوجہ مظہر عباس چک نمبر ۱۲/اے ایچ تحصیل کبیر والا۔
398 مولوی عبدالستار ولد عبدالحق چک نمبر تحصیل کبیر والا۔
399 وریام ولد مہر شبانہ ریل بازار عبدالحکیم تحصیل کبیر والا۔
400 حافظ مختار الدین ولد عبدالحکیم قاضی بازار مخدوم پور تحصیل کبیر والا۔
401 غلام شبیر ولد میاں گھمنہ ڈاکخانہ خاص قتال پور تحصیل کبیر والا۔
402 ملازم حسین ولد میاں اللہ بخش قتال پور تحصیل کبیر والا۔
403 مختار احمد ولد میاں پھٹانہ قتال پور تحصیل کبیر والا۔
404 جندوڈلی بیوہ پہلوان قتال پور تحصیل کبیر والا۔
405 نور محمد ولد اللہ دتہ چاہ قادر والا تحصیل کبیر والا۔
406 غلام محمد ولد محمد مداد موضع لکسن آباد تحصیل کبیر والا۔
407 حافظ مختار الدین ولد عبدالحکیم تحصیل کبیر والا۔
408 طالب حسین ولد محمد رمضان موضع نڑھال تحصیل کبیر والا۔
409 حق نواز ولد اللہ دتہ قطعہ پناہ موضع امیر پور تحصیل کبیر والا۔

410 محمد شریف ولد شاہ قطعہ پناہ موضع امیر پور تحصیل کبیر والا۔
411 محمد فاضل ولد میاں محمد نئی بستی کلا پور تحصیل کبیر والا۔
412 خورشید احمد ولد اللہ دتہ مارلیی سمو تحصیل کبیر والا۔
413 امداد ولد غلام جودھ پور ڈاکخانہ خاص تحصیل کبیر والا۔
414 تاج دین ولد عبدالغنی چک نمبر ۱۵/۸۵۔ ایل میاں چنوں۔
415 لعل ولد منو ۱۵/۴۷۔ ایل تحصیل میاں چنوں۔
416 رشیداں بی بی زوجہ نواب الدین میکان نمبر ۳۴/۲ گلی نمبر ۲ میاں چنوں۔
417 شمامند ولد کرم چک ۸/۸۱۹ ایل تحصیل میاں چنوں۔
418 نسیم بیگم ولد شیر احمد نزد چونگی نمبر ۵ محلہ اسلام آباد میاں چنوں۔
419 ارشد بی بی ولد عبداللطیف چک نمبر ۹/۱۹ آر مرضی پورہ تحصیل میاں چنوں۔
420 بھاگن مائی زوجہ غلام محمد چک نمبر ۹/۱۹ آر۔
421 محمد شفیع ولد بندو چک نمبر ۱۵-۲/۸۶ تحصیل میاں چنوں۔
422 شریفاں بی بی گلی نمبر ۸ محلہ رحمانیہ ریوریوالہ روڈ تحصیل میاں چنوں۔
423 اشرف علی ولد فضل الدین چک نمبر ۹۶-اے/۱۵۔ ایل تحصیل میاں چنوں۔
424 خدا بخش ولد غلام محمد چک نمبر ۱۰/۱۲۱ آر تحصیل و ضلع خانیوال۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ: جناب والا! سال ۹۱-۱۹۹۰ء کے بارے میں بتا دیں گے کہ کتنے لوگوں کو جہیز فنڈ دیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری (سماجی بہبود): جناب سپیکر! اس کے لئے Fresh Notice کی ضرورت ہے!

جناب سپیکر: میاں طارق صاحب کا یہ جواب تسلی بخش نہیں ہے۔ سوال پوچھا گیا ہے کہ ۱۹۸۵ء سے لیکر آج تک خانیوال ڈسٹرکٹ میں جہیز فنڈ کی رقم کتنے لوگوں میں تقسیم کی گئی اور ان کے نام اور پتہ جات کیا ہیں؟ سوال کے محرک نے یہ ضمنی سوال پوچھا ہے کہ ۹۱-۱۹۹۰ء یعنی رواں سال میں ضلع خانیوال میں کتنے لوگوں کو جہیز فنڈ دیا گیا۔ اس کی فہرست تو آپ کے پاس ہونی چاہیے اس کے لئے Fresh Notice کی ضرورت نہیں ہے بلکہ جواب آنا چاہیے۔

پارلیمانی سیکرٹری (سماجی بہبود): جناب سپیکر! یہ فہرست مہیا کر دیں گے۔ کیونکہ جہیز فنڈ کی ابھی ایک قسط تقسیم ہوئی ہے باقی ابھی تقسیم ہونی ہے۔ اس سلسلے میں فہرست ایوان کی میز پر رکھ دیں گے۔

جناب سپیکر: اس ضمنی سوال کا جواب کل ایوان میں آنا چاہیے۔

ڈاکٹر محمد انوار الحق: جناب والا! اس کا جواب موجود ہے۔ ۸۹-۱۹۸۸ء میں تو یہ شروع ہوا تھا۔ باقی کہا گیا ہے کہ ۱۶ لاکھ ۸۸ ہزار روپے کی رقم تقسیم کی گئی۔ یہ فنڈز حاصل کرنے والے افراد کے نام پتے ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں منظور احمد موہل پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! یہ پارلیمانی رواج ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری اپنے وزیر کی پچھلی نشست پر بیٹھتا ہے۔ لیکن یہاں پر صورت حال یہ ہے کہ انوار الحق صاحب ادھر بیٹھے ہیں اور پارلیمانی سیکرٹری ادھر ہیں۔ اور اس طرح وہ آپس میں مشورہ بھی نہیں کر سکتے۔ اس لیے ان کی نشست ان کے پیچھے ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر: چودھری فاروق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! آپ نے تھوڑی دیر پہلے رولنگ بھی دی تھی۔ اس سے

قبل بھی میں بات کرنا چاہتا تھا۔ لیکن وہی صورت حال ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی جواب دے رہے ہیں اور وزیر صاحب بھی۔ تو میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جب پارلیمانی سیکرٹری بھی جواب دے رہے ہوں اور وزیر صاحب بھی۔ اس میں سے کون سا جواب درست سمجھا جائے گا اور کون سا غلط؟

جناب سپیکر: اس بارے میں میں پہلے اپنی رائے کا اظہار کر چکا ہوں۔ ایک وقت میں یا پارلیمانی سیکرٹری جواب دے سکتے ہیں یا وزیر متعلقہ۔ دونوں صاحبان بیک وقت ایک ہی وقفہ سوالات میں جواب نہیں دے سکتے۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ: جناب والا! کیا پارلیمانی سیکرٹری بتائیں گے کہ فی کس کتنی رقم تقسیم کی گئی؟ انہوں نے یہ بتایا ہے کہ ۸۸ ہزار روپے تقسیم ہوئے ہیں۔ اور یہ رقم ۴۲۴ افراد میں کس طرح تقسیم کی گئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (سماجی بہبود): جناب والا! اس کا جواب دریافت کر کے بتایا جا سکتا ہے کہ ان کو کتنی کتنی رقم دی گئی ہے؟

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ ان کو فنڈز برابر تقسیم کیا گیا ہے یا فرق رکھا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری: جناب سپیکر! یہ برابر بھی تقسیم ہو سکتا ہے اور کچھ فرق بھی ہو سکتا ہے۔ جہیز کمیٹی جس کو جتنا چاہے تقسیم کر سکتی ہے۔ پانچ ہزار بھی ہو سکتا ہے اور تین ہزار بھی ہو سکتا ہے۔ اس کی تفصیل اس وقت نہیں دے سکتے۔ معلوم کر کے ایوان کی میز پر رکھ دی جائے گی۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب فرید احمد پراچہ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! یہ معاملہ ایسا ہے کہ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے، یہ فرمارہے ہیں کہ یوں بھی ہو سکتا ہے اور یوں بھی ہو سکتا ہے۔ پانچ ہزار روپے کی رقم ملے ہے اور اس حساب سے یہ رقم ۲۱ لاکھ روپے بنتی ہے۔ لیکن یہاں سولہ لاکھ روپے بتائے

گئے ہیں۔ ہر جگہ جہیز فنڈ میں پانچ ہزار روپے کی رقم ملتی ہے۔ یہ اس طرح یا اس طرح نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: یہ فرید احمد پراچہ صاحب نے صحیح فرمایا۔ ملک جلال الدین ڈھکو صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب والا! میں یہ بات بتانے والا تھا کہ یہ جو ۱۶ لاکھ ۸۸ ہزار روپے کی رقم جواب میں دی گئی ہے۔ یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ پورے پنجاب میں پانچ ہزار روپے فی کس کے حساب سے جہیز فنڈ کے لیے رقم دی جائے گی۔ اگر پانچ ہزار فی کس جہیز فنڈ کے لیے دی جائے تو وہ رقم بھی تیس لاکھ بنتی ہے۔ یہ ۱۶ لاکھ ۸۸ ہزار کی جو رقم دی گئی ہے یہ غلط ہے۔ کم از کم جواب دینے سے پہلے سوچ لیا کریں۔ مہربانی کر کے اسے ٹھیک کر لیں۔

چودھری محمد فاروق: جناب والا! میں محکمہ کو الجھانا نہیں چاہتا اور نہ ہی پارلیمانی سیکرٹری اور وزیر موصوف کو میرا الجھانے کا ارادہ ہے۔ لیکن میں صرف آپ کی اطلاع کے لیے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو فی کس کے حساب سے رقم دی گئی ہے یہ ۳۹۸۱ روپے فی کس بنتی ہے۔ اگر اس کو ۴۴۴ افراد میں تقسیم کیا جائے۔ لیکن اس کا جواب آئندہ اجلاس تک موخر کر دیا جائے اور محکمے سے یہ دریافت کر لیا جائے کہ آیا یہ جواب درست ہے کہ فی کس ۳۹۸۱ روپے دیے گئے ہیں یا پانچ ہزار کے حساب سے دیے گئے ہیں۔ اگر پانچ ہزار فی کس کے حساب سے دیے گئے ہیں تو جو رقم اس میں سے ضائع ہوئی وہ کہاں گئی۔ اس لیے اس کا درست جواب منگوا لیا جائے۔

جناب سپیکر: رانا اکرام ربانی خاں پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! میں اس مسئلے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جب چودھری فاروق صاحب بات کر رہے تھے تو اعظم چیمہ صاحب دو دفعہ ان کے آگے سے گزرے ہیں۔ اگر پنجاب حکومت کے مشیر کے علم اور آداب کا یہ عالم ہے تو عام ممبر کو اس کا کیسے پتہ چلے گا۔ آپ مہربانی کر کے ان چیزوں کا نوٹس لیں۔

یہ پنجاب حکومت کے کام تو جیسے چلاتے ہیں چلاتے ہیں، ہاؤس میں تو آپ انہیں اپنی نگرانی میں رکھیں۔ وہاں بھی "ڈنگ ٹپاؤ" کام ہو رہا ہے یہاں بھی "ڈنگ ٹپاؤ" کام ہو رہا ہے۔ کم از کم اس ایوان میں تو جواب سنجیدگی سے دینے چاہئیں۔ ضمنی سوالات کے لیے تیار ہونا چاہیے۔ ممبر ایوان

کے تقدس کا خیال رکھیں۔

جناب سپیکر: چودھری اعظم چیمہ صاحب۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب سپیکر! میں معذرت خواہ ہوں کہ میں نے بروقت نہیں دیکھا ورنہ میں قواعد و ضوابط کی پابندی کرتا ہوں۔ قائد حزب اختلاف کسی پرانی ناراضگی کا بدلہ لے رہے ہیں۔ میں ہمیشہ محتاط رہتا ہوں۔ آئندہ بھی انشاء اللہ آپ کو شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔ اگر کوئی پرانی ناراضگی ہے تو وہ بھی جانے دیں۔

جناب سپیکر: سردار عاشق حسین گوپانگ صاحب!

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ سوال نمبر ۳۵۰ پہ کوئی ضمنی سوال باقی نہیں رہا۔ اور وقت بھی تھوڑا سا باقی ہے۔ لیکن ایک اہم مسئلہ سوال نمبر ۳۲۴ کی صورت میں ابھی موجود ہے۔ تو میں چاہوں گا کہ براہ مہربانی اس سوال کو ایوان میں پیش کیا جائے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میں نے جو پوائنٹ آؤٹ کیا تھا کہ سوال کے جواب میں جو اعداد و شمار دیے گئے ہیں وہ درست نہیں ہیں۔ کم از کم انہیں موخر تو کر دیں میں ایسے سوال نہیں کرنا چاہتا جن کے جواب نہیں آ رہے۔

پارلیمانی سیکرٹری: جناب والا! اسے موخر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس میں تفصیل ہے کہ ایک نمبر سے لے کر ۲۱۶ تک تین ہزار روپے جہیز فنڈ تقسیم کیا گیا اور باقی لوگوں کو پانچ ہزار کے حساب سے دیا گیا۔

جناب سپیکر:

محکمہ سماجی بہبود کے متعلق سوالات ختم ہو رہے ہیں ان سوالات میں سوال نمبر ۳۵۰ تھا۔ اس کے بعد ایک سوال محکمہ آب کاری و محصولات کے متعلق ہے جس کو میں ملتوی کرتا ہوں اس لئے کہ اس کے پارلیمانی سیکرٹری موجود نہیں ہیں اور متعلقہ وزیر pain کی وجہ سے ہاؤس میں نہیں آ سکے، یہ ایک اصل سبب ہے۔ اس لئے میں محکمہ آب کاری و محصولات کے سوال کو ملتوی کرتا ہوں۔ اس کو کسی اگلے وقفہ سوالات میں adjust کر لیں گے۔ لیکن یہ جو سماجی بہبود کے سوالات ہیں ان کے بارے میں میں کہنا چاہتا ہوں کہ اس میں وزیر سماجی بہبود نے یہ جوابات نہیں دیئے ہیں بلکہ ان سوالات کے جواب پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے دیئے ہیں اور پارلیمانی

سیکرٹری صاحب پورا حق رکھتے ہیں کہ وہ کسی محکمے کے سوالوں کے جوابات دیں جس طرح وزیر متعلقہ جوابات دے سکتے ہیں اس طریقے سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی جواب دے سکتے ہیں۔ اور میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جو وقفہ سوالات ہے اس کو lightly نہیں لیا جا سکتا اور یہ جو وقفہ سوالات ہے اس کو casual نہیں لیا جا سکتا، یہ معزز اراکین کے سوالات ہیں، اور اراکین کے پاس سوالات پوچھنے اور حکومت و متعلقہ محکمہ کے پاس جوابات دینے کا یہی ایک Forum ہے۔ تو یہ جو جوابات ہیں اس میں ہمارے نہایت ہی محترم پارلیمانی سیکرٹری میاں طارق صاحب جو پچھلی term سے ہمارے ساتھ ہیں وہ ہمارے نہایت ہی معزز اور محترم پارلیمانی سیکرٹری ہیں لیکن میں انہیں یہ کہوں گا کہ جو سماجی بہبود کے سوالات ہیں ان سارے سوالات کو میں مؤخر کرتا ہوں (نعرہ ہائے تحسین) ••••••• اور اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب سمجھتے ہیں کہ انہوں نے ان کے جوابات دینے ہیں تو پھر میں انہیں یہ کہوں گا کہ وہ آئندہ اس کے لئے پوری تیاری کر کے آئیں۔ اگر وزیر صاحب نے ان کے سوالات کے جوابات دینے ہیں تو پھر وہ اس کی تیاری کر کے آئیں۔ تو اس وقت میں تمام سوالات مؤخر کرتا ہوں۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے••••• جی سردار صاحب•••••

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب والا آپ نے فرمایا ہے کہ محکمہ آب کاری و محصولات سے متعلق سوال کو ملتوی کیا جاتا ہے یہ کیا کل تک کے لئے ملتوی فرما رہے ہیں یا اگلے اجلاس تک کے لئے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں جو سوالات ملتوی کئے جا رہے ہیں اس میں جو محکمہ آبکاری و محصولات کا سوال ہے اس کو اگر آج مؤخر کریں گے تو اس کو متعلقہ وزیر کی ناسازیٔ طبع کی وجہ سے مؤخر کیا جا رہا ہے ان کو pain ہے۔ اب پارلیمانی سیکرٹری ہے ہی نہیں، دو چار روز اجلاس کے ہیں، امکان یہ ہے کہ اس ہفتے جمعرات تک یہ اجلاس چلے گا، تو اس وقت تک وہ ہاؤس میں آتے ہیں یا نہیں آتے اس لئے میرے خیال میں یہ سوال جو ہے یہ اگلے اجلاس میں چلا جائے گا۔

سردار عاشق حسین گوپانگ: ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر: جناب احمد خان بلوچ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ محکمہ جات سے سوالات کی دو قسم کی تحریر کیوں آتی ہے۔ سوال تو شکستہ بنا دیتے ہیں اور جواب والا حصہ اچھا تحریر کیا ہوتا ہے، کیا اس میں کوئی لاگت کا فرق آتا ہے، یہ کیا وجہ ہے۔ جناب والا جس طرح یہ جوابات اچھے انداز میں تحریر خوش خط ہوتے ہیں اگر اسی طرح سوالات بھی ہوں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے، یہ دو قسم کی تحریر کیوں آتی ہے؟ یہ تحریر صاحب ستھری ہونی چاہیئے جس طرح جواب صاحب ستھرا ہوتا ہے اسی طرح اگر سوال بھی صاف ستھرا تحریر ہو تو اس میں کوئی فرق نہیں پڑتا؟

جناب سپیکر: احمد خان صاحب یہ آپ کس کا ذکر کر رہے ہیں؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا! یہ جو ہمیں وقفہ سوالات میں فہرست سوالات فراہم کی جاتی ہے اس میں جو سوال لکھے جاتے ہیں وہ شکستہ تحریر میں لکھے جاتے ہیں اور آگے جواب اچھی تحریر میں ہوتے ہیں۔ اگر ایک ہی قسم کی تحریر ہو تو کیا بہتر نہیں؟

جناب سپیکر: یہ آپ کی بات درست ہے، سیکرٹری اسمبلی اس چیز کا نوٹس لیں کہ یہ غلط پریکٹس کیوں جاری ہے۔ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ محکمہ جات سے جواب صحیح وقت پہ موصول نہیں ہوتے۔ لیکن یہ جوابات کے موصول ہونے کا سوال نہیں ہے۔ جواب ٹھیک تحریر میں لکھے گئے ہیں مگر سوالات کی تحریر درست نہیں ہے۔

سردار عاشق حسین گوپانگ: مجھے اجازت دیں یہاں میں عرض کروں کہ یہ عربی رسم الخط ہے اور جوابات اردو رسم الخط میں ہوتے ہیں، بہتر ہو گا کہ سوال و جواب دونوں ہی اردو رسم الخط میں تحریر ہوں تو پڑھنے میں آسانی ہو گی۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: جی ٹھیک ہے۔ یہ اردو رسم الخط میں ہونے چاہئیں۔ اور سیکرٹریٹ اس کا نوٹس لے اور آئندہ اس کو Repeat نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ سوالات جو ہیں یہ بھی اردو رسم الخط میں ہوں، اور جواب بھی اردو رسم الخط میں ہونے چاہئیں۔ تحاریک استحقاق کو take up کرتے ہیں۔۔۔۔ یہ ۲۴ نمبر بقایا ہے، شاہ محمود قریشی صاحب تشریف نہیں لائے، تو وزیر قانون صاحب کیا ان کے جلد آجانے کی امید ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا وہ بتا کر گئے تھے، اس کے بعد National Finance Corporation کی میٹنگ تھی، ہماری کوشش ہو گی کہ اس اجلاس کے دوران ہی وہ حاضر ہو جائیں۔

جناب فرید احمد پراچہ: پوائنٹ آف آرڈر....

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر جناب فرید احمد پراچہ.....

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا جو معاملات ملتوی کر دیئے جاتے ہیں ان کے بارے میں کوئی سنجیدہ رویہ ہونا چاہیئے۔ اب دو یا تین چار دفعہ ایک ہی چیز ملتوی ہوتی جاتی ہے اگر متعلقہ وزیر موجود نہیں تو لاء منسٹر صاحب اس کے بارے میں جواب دیں یہ مسلسل التوا میں چلے آنا تو مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون نے commitment دی ہے کہ اسی اجلاس کے دوران وزیر خزانہ تشریف لے آئیں گے اور وہ genuine reason کی وجہ سے لاہور سے باہر ہیں، وہ آئیں گے اور اس پر اپنا بیان دیں گے اور ہم اس تحریک استحقاق کو take up کریں گے۔ تو چودھری خالد جاوید ورک صاحب تحریک استحقاق موخر کی جاتی ہے، اور چودھری محمد اعظم چیمہ صاحب کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! کل بھی انہوں نے استدعا کی تھی کہ اس کو التوا میں رکھا جائے۔ لودھی صاحب اس کے بارے میں کوئی فیصلہ دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

ملک اقبال احمد خاں لنگڑیال: جناب والا! حال ہی میں اسمبلی حدود کے اندر ایک وقوعہ ہوا ہے جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میری گزارش ہے کہ میں نے ایک تحریک استحقاق دی ہوئی ہے۔ اس کو بغیر باری کے لیا جائے۔ یہ نمبر ۴۴ ہے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ وہ تو آ جائے گی۔ اب دیر نہیں ہے۔ اس اجلاس میں اس کو لے لیا جائے گا۔ جناب پیٹر گل کی تحریک استحقاق التوا میں ہے اور غالباً وہ چاہتے ہیں کہ اس کو مزید ملتوی رکھا جائے۔ جناب پیٹر گل! آپ اپنی سیٹ پر نہیں ہیں۔ لگتا ہے کہ آپ اپنی تحریک استحقاق کو پریس نہیں کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ پریس کرنا چاہتے ہیں تو جس وقت

استحقاق کا مسئلہ ایوان میں شروع ہوا تھا آپ اپنی سیٹ پر ہوتے۔

جناب پیٹر گل: جناب سپیکر! میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ بیس تاریخ تک اس کو التوا میں رکھا جائے۔

جناب سپیکر: آپ اس کو کس تاریخ کے لئے موخر کروانا چاہتے ہیں؟

جناب پیٹر گل: میری وزیر قانون صاحب سے بات چل رہی ہے۔ انہوں نے محکمے سے رابطہ کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی وزیر قانون سے بات چل رہی ہے۔ تو آپ دونوں متفق ہیں کہ اس کو التوا میں رکھا جائے۔ ٹھیک ہے۔ چودھری عبدالوکیل خان صاحب کی تحریک استحقاق نمبر ۳۸ ہے۔ چودھری صاحب، آپ take up کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری عبدالوکیل خان: جناب، رات میرا عدنان صاحب کے ساتھ رابطہ نہیں ہو سکا۔ میں گیا بھی تھا وہ ملے نہیں۔ اسے آپ موخر کر لیں، کل فیصلہ کر لیں گے۔

جناب سپیکر: یہ درست ہے۔ فریقین رضامند ہیں کہ اس کو موخر کیا جائے۔

چودھری محمد فاروق: پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر! آپ کی اجازت کے بغیر اردو کے علاوہ کسی اور زبان میں ایوان کی کارروائی میں حصہ نہیں لیا جا سکتا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ ہمیشہ کے لیے ایک ہی مرتبہ پنجابی میں بولنے کی اجازت حاصل کر لیں۔

چودھری عبدالوکیل خان: جناب والا! چودھری فاروق صاحب اردو بولتے ہیں۔ پنجاب میں رہتے ہوئے پنجابی ہمارے لیے لازمی ہے۔ مجھے ہمیشہ کے لئے پنجابی بولنے کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: لیکن اس کی آپ اجازت حاصل کر لیں۔

چودھری عبدالوکیل خان: مہربانی جی۔

جناب سپیکر: ہاں۔

چودھری محمد فاروق: جناب والا! میں نے تو قواعد کے مطابق بات کی ہے۔ قواعد پنجاب کی

اسمبلی کے لیے ہیں۔ اور پنجابی بولنے کے لئے قواعد کی پابندی کر لیں تو اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے؟

جناب سپیکر: چودھری صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر درست ہے۔ سردار ظہور احمد خان قیصرانی صاحب کی تحریک استحقاق التوا میں ہے۔ وزیر مال اور قیصرانی صاحب اس مسئلے کو حل کریں گے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ایک انتہائی اہم مسئلے کی جانب توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ صرف میرا نہیں، پورے ایوان کا معاملہ ہے۔ جناب سپیکر، اس مسئلے پر تحریک استحقاق دینی چاہیئے، لیکن میں نے مناسب نہیں سمجھا معاملہ یہ ہے کہ ہم پنجاب اسمبلی کے ممبران ہیں۔ ہمیں Security Cards بھی دیئے جاتے ہیں۔ ہمارا شناختی کارڈ بھی ہوتا ہے۔ جب ہم پارلیمنٹ کی کارروائی سننے کے لیے قومی اسمبلی کی عمارت میں جاتے ہیں یا کسی بھی ضروری کام کے سلسلے میں ہمیں قومی اسمبلی کی عمارت میں جانا ہوتا ہے تو پنجاب اسمبلی کے ممبران کو وہاں گیٹ پر روک لیا جاتا ہے۔ ہم اپنی شناخت بھی کراتے ہیں۔ ہم اپنے کارڈ پیش کرتے ہیں۔ لیکن وہاں پر کھڑا سیکیورٹی کا عملہ کہتا ہے کہ ہمیں یہ حکم ہے کہ بے شک کوئی کسی صوبائی اسمبلی کا ممبر ہو اسے ایوان کے اندر داخل نہ ہونے دیا جائے۔ آپ پہلے پاس حاصل کریں، اس کے بعد آپ اندر جا سکتے ہیں۔ قومی اسمبلی کی عمارت میں جو پاس بنانے والا عملہ ہے اس کا بھی ایک مقررہ وقت ہوتا ہے۔ بعض اوقات اسمبلی کے اندر وزراء بیٹھے ہوتے ہیں یا کارروائی شروع ہوتی ہے لیکن پاس بنانے والے موجود نہیں ہوتے۔ جب ہمیں پاس نہیں ملتا تو ہمیں گیٹ سے واپس آنا پڑتا ہے....

جناب سپیکر: چودھری صاحب، آپ کو اس بارے میں علم نہیں ہے آپ غالباً تشریف نہیں رکھتے تھے۔ جناب سکندر حیات ملھی نے آج صبح اس معاملہ کی نشان دہی کی ہے اور انہوں نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ پنجاب اسمبلی سیکرٹریٹ کی کوشش سے کوئٹہ میں ہونے والی سپیکرز کانفرنس میں سپیکر پنجاب اسمبلی نے اس معاملے کو اٹھایا تھا اور اس کو ہم نے بہت سختی سے agitate کیا تھا۔ اس کے بعد بھی کئی مرتبہ یہ معاملہ ہمارے ہاؤس میں بھی پیش ہوا اور اس کو ذاتی سطح پر بھی میں نے سپیکر قومی اسمبلی سے take up کیا تھا اور اب یہ انہوں نے فیصلہ بھی دیا ہے کہ پنجاب اسمبلی کے ممبران کے جو اپنے پنجاب اسمبلی کے شناختی کارڈ ہیں وہ قومی

اسمبلی میں داخل ہونے کے لئے کافی ہیں۔ آپ وہاں اپنے صوبائی اسمبلی کے کارڈ دکھائیں گے تو وہ کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہیں کریں گے اور آپ کو اندر جانے دیں گے۔

چودھری محمد فاروق: بہت بہت شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق نمبر ۴۱ ہے۔ یہ ان صاحبان کی طرف سے ہے: چودھری محمد اقبال، جناب فرحت عزیز مزاری، چودھری محمد حنیف، صاحبزادہ محمد عثمان خان عباسی، سید محمد سجاد حسین بخاری، شیخ محمد طاہر رشید، میاں منظور احمد موہل، حاجی غلام ربانی، سردار حاجی غلام مجتبےٰ خان دریشک، ملک قادر بخش، حاجی غلام حیدر خان کھچی، جناب سہیل ضیاء بٹ، الحاج سعید احمد قریشی، سیٹھ محمد اسلم، جناب جانسن مائیکل، چودھری مسعود احمد، حاجی ملک گلاب خان، چودھری امجد علی وڑائچ، جناب تاج محمد خانزادہ، ڈپٹی ایس او ایم سی فخر کشمیر، محترمہ فوزیہ بہرام، میاں عبدالستار، جناب شوکت داؤد، خواجہ محمد اصغر کوریجہ، چودھری ظفر اقبال، جناب محمد ظفر علی خان۔ کون صاحب اس کو پیش کرنا چاہیں گے؟ نمبر ایک پر نام ہے چودھری محمد اقبال، نمبر دو پر ہے جناب فرحت عزیز مزاری کا، نمبر تین پر چودھری محمد حنیف کا، نمبر چار پر صاحبزادہ محمد عثمان خان عباسی کا، نمبر پانچ پر سید محمد سجاد حسین بخاری کا، نمبر چھ پر شیخ محمد رشید کا۔ کون اس کو پیش کرنا چاہیں گے؟

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: پیش کیجئے۔

وزیر قانون: یہ پی سی ایس افسران کے بارے میں ہے۔ یہ تو موخر شدہ ہے۔

جناب سپیکر: یہ علیحدہ تحریک ہے۔ میں اسے پیش کرنے کی انہیں اجازت دیتا ہوں اس کو پھر اس کے ساتھ شامل کر لیں گے۔

اسمبلی کے متفقہ فیصلے کی توہین

میاں منظور احمد موہل: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ ماہ فروری ۱۹۸۶ء پنجاب اسمبلی کے اجلاس کے دوران ہاؤس میں ایک قرارداد

کے ذریعے طے پایا کہ ایک ایسی کمیٹی قائم کی جائے جو پی سی ایس افسران کے (Grivances) کے سد باب کے لئے ضروری اقدام کرے۔ چنانچہ قاعدہ نمبر ۱۶۰ آف قواعد انضباط کار کے تحت اس ہاؤس کی طرف سے گیارہ رکنی کمیٹی سردار زادہ ظفر عباس صاحب ایم پی اے مشیر وزیر اعلیٰ پنجاب کی سربراہی میں تشکیل دی گئی اور کمیٹی نے تمام قواعد و ضوابط اور حصول عدل و انصاف کے پیش نظر سوچ بچار کے بعد اپنی رپورٹ مورخہ ۱۹/۱۱/۸۶ پیش کی۔ جس کی نقل لف ہذا ہے۔

یہ رپورٹ متفقہ طور پر مورخہ ۲۳/۱۲/۸۶ کو پنجاب اسمبلی نے منظور اور اڈاپٹ فرمائی مگر بدقسمتی سے آج تک افسر شاہی نے اس پر کوئی عمل نہ کیا۔ چونکہ افسر شاہی کی باگ ڈور مرکزی حکومت کی طرف سے مسلط کردہ افسران کے ہاتھ میں ہے اور وہ صوبہ پنجاب کے افسران کے ساتھ نہ صرف بے انصافی پر مبنی ظالمانہ رویہ قائم رکھے ہوئے ہیں بلکہ ان کی تذلیل کرتے ہوئے اسمبلی کے متفقہ فیصلہ کی توہین کر رہے ہیں اور اس طرح اسمبلی کے استحقاق کو دانستہ طور پر مجروح کرنے کے جرائم کا ارتکاب کیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر۔ یہ ایک قابل مذمت رویہ ہے کہ صرف صوبہ پنجاب کے افسران کو ایک دفعہ ۱۸۔ گریڈ میں بطور اسسٹنٹ کمشنر کئی برسوں کی ملازمت کے بعد ترقی دی جاتی ہے اور پھر برسوں اسی گریڈ میں رکھتے ہوئے دوبارہ ۱۸ گریڈ میں ترقی کے لئے کمیٹی کے سامنے کاغذات رکھے جاتے ہیں اور مرکزی حکومت کی طرف سے مسلط کردہ یہ کمیٹی صوبائی افسران کے ان معاملات کو زیر بحث ہی نہیں لاتی۔ اور ایجنڈے کے آخر میں رکھ کر ٹال مٹول سے کام لیا جاتا ہے جبکہ باقی تمام صوبوں میں صرف ایک ہی بار ۱۸ گریڈ کا افسر پنجاب میں آ کر اے سی لگایا جاتا ہے۔ اور بہانہ یہ بنایا جاتا ہے کہ اس کی تعیناتی بطور اے سی ہوتی ہے۔ جب کہ مرکز میں اے سی کے نام یا پوسٹ کا کوئی عہدہ نہ ہے اور پی سی ایس آفیسر کو برسوں کے بعد اے سی کے عہدہ پر ترقی دے کر دوبارہ اسی ۱۸ گریڈ کی ترقی کے لئے گھسیٹا جاتا ہے۔ اور وہ بے چارہ بڑھاپے کے قریب پہنچتا ہے تو اس کو دوبارہ ۱۸ گریڈ میں ترقی دینے کا بہانہ کر کے اس کی ریٹائرمنٹ کے کاغذات تیار کر لئے جاتے ہیں۔ اور اس کے مقابلہ میں مرکزی حکومت کی طرف سے اپوائنٹ کردہ ایسی ہی تعلیمی قابلیت اور عمر کے آفیسر کو گریڈ ۲۲ تک ترقی کی منزل میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ پنجاب کے علاوہ صوبہ سندھ اور صوبہ سرحد میں مرکزی نوکر شاہی کی طرف سے مسلط کردہ افسران کو اس طرح کے ظلم اور جبر کے اختیار نہ ہیں۔ جس کا نتیجہ

یہ ہے کہ ان صوبوں میں پی سی ایس افسران ۲۲ گریڈ تک ترقی کی منزلیں عدل و انصاف کے اصول کے تحت طے کرتے ہوئے صوبہ میں ایک عدل و انصاف پر مبنی انتظامی نظام قائم کئے ہوئے ہیں۔ مگر صوبہ پنجاب میں اسمبلی کی متفقہ قرارداد کے باوجود بھی ظلم و ستم کا نظام جاری و ساری ہے۔

خدارا! اسمبلی کے احترام و استحقاق کو قائم رکھنے کے لئے اسمبلی کی متفقہ قرارداد مورخہ ۲۳/۱۲/۸۶ جس کے تحت ہاؤس کی کمیٹی کی رپورٹ ۲۳/۱۲/۸۶ کو اڈاپٹ کیا گیا تھا پر فوری طور پر عملدرآمد کروایا جائے اور نوکر شاہی کے جن کل پرزوں کی بدولت اسمبلی کا استحقاق مجروح کیا گیا ہے اور مسلسل کیا جا رہا ہے۔ ان کو قرار واقعی سزا دی جائے تاکہ آئندہ نوکر شاہی جیسے عناصر کو ہاؤس کے استحقاق کو مجروح کرنے کی جرأت نہ ہو۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: یہ ایک جیسی تحریک استحقاق ہے جو پہلے ۲۴ نمبر پر پیش کی جا چکی ہے اور التوا میں ہے۔ اس لئے کہ وزیر خزانہ نے اس پر اپنا بیان دینا ہے جنہیں میں نے اس روز کہا تھا کہ آپ گورنمنٹ سے مشورہ کر کے اس پر comprehensive بیان دیں تاکہ اس بارے میں اسمبلی کوئی اقدام کرے۔ تو وہ اس پر بیان دیں گے۔ اس کو اس کے ساتھ شامل کیا جاتا ہے اور اسے اکٹھا ہی take up کریں گے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! اس کے لئے وقت طے ہو جائے۔

جناب سپیکر: اسی اجلاس کے دوران۔

میاں منظور احمد موہل: جی ہاں مہربانی۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب نے commitment دی ہے کہ اسی اجلاس کے دوران وزیر خزانہ بیان دیں گے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر ۴۲ سید طاہر احمد شاہ صاحب کی ہے۔ اس کی کاپی شاہ صاحب کو فراہم کی جائے۔

ایم پی اے کو ادویات کے حصول میں پریشانی

سید طاہر احمد شاہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ:۔

The Punjab Provincial Assembly Salaries allowances and privileges of Members Act,1974.

کی دفعہ ۸ ممبران اسمبلی اور ان کے زیر کفالت اہل خانہ افراد Indoor & Outdoor کو طبی سہولیات فراہم کرنے کا حق دیتی ہے جس کے تحت میں نے اپنے طبی معالج پروفیسر ڈاکٹر سعادت علی زیدی کی ہدایت کے مطابق چند ادویات کے حصول کے لئے اسمبلی ڈسپنسری میں ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹر کو تحریری مطالبہ ۹۱-۲-۲۸ کو دیا۔ اور اس کے بعد کئی مرتبہ متعلقہ ڈاکٹر سے رابطہ قائم کرنے کے باوجود مجھے آج تک پوری ادویات فراہم نہ کی گئی ہیں۔ آج بھی ایک ضروری دوائی Isordil جو کہ مجھے ہر روز طبی ہدایت کے مطابق دو مرتبہ استعمال کرنی پڑتی ہے فراہم نہ کی گئی۔

جناب والا! مندرجہ بالا خصوصی واقعہ سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

اس لئے استدعا ہے کہ میری تحریک استحقاق کو باضابطہ قرار دے کر اسے خصوصی کمیٹی برائے استحقاقات کے سپرد کیا جائے جو کہ اپنی رپورٹ دو ماہ کے اندر اسمبلی میں پیش کرے تاکہ آئندہ متعلقہ افسران کو کبھی بھی معزز ارکان کا استحقاق مجروح کرنے کی جرأت نہ ہو۔

جناب سپیکر! کیا مجھے مختصر بیان دینے کی اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی شاہ صاحب!

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! حصول ادویات کے لئے جب میں نے requisition سلپ متعلقہ ڈاکٹر کو دی، اس وقت سے تحریک استحقاق پیش کرنے کے دن تک میں چار پانچ مرتبہ متعلقہ ڈاکٹرز کے پاس گیا تو انہوں نے کبھی کہا کہ کنٹریکٹ ختم ہو گیا ہے۔ کبھی کہا کہ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ صاحب تبدیل ہو گئے ہیں۔ کبھی کہا کہ یہ مسئلہ حل ہو رہا ہے۔ جناب سپیکر! جب بھی میں جاتا تھا تو کئی ایک دیگر معزز اراکین اسمبلی کو بھی وہاں پر اسی طریقے سے پریشان دیکھتا تھا۔ اور جو وہاں پر سراپا احتجاج بنے ہوتے تھے۔ میں نے دو تین مرتبہ ان سے کہا کہ ادویات کا حصول ممبران اسمبلی کا قانونی استحقاق ہے اور اسی استحقاق کے تحت ہم آتے ہیں۔ تو آپ ہمارے استحقاق کو مجروح کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ ہماری مجبوریاں ہیں۔ اوپر سے ہمیں ادویات مہیا نہیں کی جاتیں۔ میں جناب سپیکر! آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ نسخہ

میرے ڈاکٹرز نے مجھے لکھ کر دیا ہے۔ اول تو میں ذیابیطیس کا مریض ہوں۔ دوسرے مجھے تھوڑی سی دل کی تکلیف بھی ہے۔ اب آپ یہ بتائیے اگر آج ایک مریض کو ایک بیمار انسان کو دوائی کی ضرورت ہے اور وہ اسے فراہم نہیں کی جاتیں۔ اور یہ تو پھر ایک قانون کے مطابق استحقاق ہے جس سے روگردانی کی جاتی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر محکمہ صحت کے اعلیٰ افسران کو، یا ڈاکٹر صاحبان کو اگر کوئی مرض لاحق ہو اور انہیں کسی دوائی کی ضرورت ہو تو کیا ان کو بھی اسی طریقے سے التوا میں رکھا جاتا ہے۔ دوسری بات جناب یہ ہے کہ اگر اس دوائی کے حاصل نہ ہونے کی وجہ سے مریض کو خدانخواستہ کوئی نقصان پہنچ جائے تو اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟ جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے نہایت افسوس کے ساتھ یہ مؤدبانہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ معزز اراکین اسمبلی کے ساتھ جو عوام کے منتخب نمائندگان ہوتے ہیں ایسا سلوک کیا جاتا ہے جیسا کہ سرکاری ہسپتالوں میں ادویات دیتے وقت شہریوں کے ساتھ۔ اس طریقے سے سلوک کیا جاتا ہے جیسے وہ بھیک مانگنے کے لئے کشکولِ گدائی لئے پھر رہے ہوں۔ یہ بہت ہی ناانصافی ہے۔ بہت سے معزز ممبران اسمبلی کے ساتھ میرے سامنے یہ سلوک ہوتا رہا ہے اس لئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جناب والا یہ استحقاق ہمیں قانون دیتا ہے اور اس کے ہم مستحق ہیں اور جناب سپیکر میں یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ ان ادویات کی بروقت فراہمی نہ ہونے کی وجہ سے میں اپنی جیب سے ادویات خریدتا رہا اور ڈاکٹر نے کہا وہ رسیدیں ہمیں لا دیں ہم قیمت دے دیں گے میں نے کہا کہ مجھے پیسے نہیں چاہئیں۔ اسمبلی کے ارکان کے استحقاق کے لئے یہ مسئلہ میں نے اسمبلی میں اٹھایا ہے اور یہ جناب والا! میرا مختصر بیان ہے۔

جناب سپیکر: جی وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب والا! اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ معزز رکن اسمبلی نے ڈاکٹر کو ادویات فراہم کرنے کے لیے کہا وہ تقریباً نو ادویات تھیں جن میں ۸ ادویات فوری طور پر ان کو مہیا کر دی گئیں اور ایک دوائی جو اس وقت موجود نہ تھی وہ ان کو فراہم نہیں کی جا سکی۔ جناب والا۔ ابھی پرانا طریق کار چل رہا ہے اور سرکاری ملازمین کی طرح اگر کوئی دوائی کسی سرکاری ہسپتال میں دستیاب نہ ہو تو وہ دوائی مقامی طور پر بازار سے حاصل کر سکتے ہیں اور اس کے بعد اس دوائی کی قیمت کی re- imburse کرا سکتے ہیں۔ کیونکہ جناب والا بعض اوقات intentionally دوائیں مہیا نہ کرنے کا مقصد نہیں ہوتا۔ ہمارا اس اسمبلی میں ڈسپنسری قائم کرنے کا بھی مقصد

یہی ہے کہ ہم اپنے معزز ممبران اسمبلی کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں مہیا کر سکیں۔ لیکن اگر دوائی کسی خاص وجہ سے دستیاب نہ ہو سکے تو اس کی قیمت re- imburse ہو سکتی۔ لیکن میرے فاضل رکن کا یہ کہنا کہ یہاں ادویات بالکل ہی نہیں ملیں یا کم ملیں بجا نہیں۔ جناب والا! اس سلسلے میں عرض ہے کہ اس وقت ان دوائیوں میں سے صرف ایک دوائی ایسی تھی جو اس وقت مہیا نہیں ہو سکی۔ میں اپنے فاضل رکن سے استدعا کروں گا کہ وہ اس تحریک کو پریس نہ کریں اور انشاء اللہ تعالے آئندہ محکمہ صحت ان کو زیادہ سے زیادہ سہولت مہیا کرے گا۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں نہایت افسوس کے ساتھ وزیر صحت سے اختلاف کرتا ہوں جو کچھ انہوں نے فرمایا وہ درست نہیں ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ جن ادویات کی requisition میں نے ڈاکٹر متعلقہ کو دی تھی وہ تمام ادویات ماسوائے ایک دوائی کے مجھے فوری طور پر دے دی گئیں۔ اس بات کا جناب سپیکر! اس اسمبلی میں ریکارڈ موجود ہے۔ اگر آپ اس ریکارڈ کو منگوا کر ابھی دیکھ لیں اور وزیر موصوف بھی منگوا کر دیکھیں کہ میں نے کس تاریخ کو یہ ادویات وصول پائیں حالانکہ وہاں پر ۲۰ تاریخ ممکن تھی مگر میں نے اسے درست کر کے ۲۸ تاریخ کو requisition بھیجی۔ ریکارڈ منگوا کر دیکھ لیں کہ واقعی فوری طور پر وہ ادویات جن میں Adalex بھی ہے دی گئیں۔ مجھے کئی بار چکر لگانے پڑے اور میں ایسا محسوس کرتا تھا کہ جیسے میں ڈاکٹر کے پاس بھیک مانگنے کے لئے جا رہا ہوں۔ اور میں عوام کا نمائندہ نہیں ہوں اور یہ میرا قانونی استحقاق نہیں ہے۔ جناب والا! انہوں نے وزیر موصوف کو بھی اس تحریک استحقاق کے جواب میں درست معلومات فراہم نہیں کیں۔ جناب والا! ریکارڈ موجود ہے اس لئے کہ میں جو دوائی حاصل کرتا ہوں اس پر رسید کے طور پر دستخط کرتا ہوں اور نیچے تاریخ ڈالتا ہوں۔ تو اس سے تو یہ ثابت ہوا کہ انہوں نے وزیر موصوف کو جن کے وہ ماتحت ہیں، غلط اطلاعات فراہم کی ہیں۔ جناب والا! اگر حکومت کا منشا یہ ہے کہ یہ جو ہمارا قانونی استحقاق ہے یہ ان کتابوں تک ہی محدود رہے یا پھر یہ صرف طفل تسلیوں کے لئے ہے تو پھر تو ہمیں یقینی طور پر اس پر پریس نہیں کرنا چاہیئے بلکہ ہمیں تحریک استحقاق کے مسئلے کو اس معزز ایوان میں اٹھانا ہی نہیں چاہیئے۔ اور اگر قواعد و ضوابط کے مطابق یہ باضابطہ تحریک استحقاق ہے اور اس سے استحقاق مجروح ہوتا ہے تو پھر میں اصولوں کی بنا پر یہ کہوں گا کیونکہ یہ میری انا کا مسئلہ نہیں ہے اور میں یہ چاہوں گا کہ اس تحریک استحقاق کو جو قواعد و ضوابط کے مطابق ہے، باضابطہ قرار دے کر اس بارے میں مکمل

چھان بین کی جائے تاکہ آئندہ وہ نہ تو غلط بیانی کر سکیں اور نہ ایسی ضروری ادویات مہیا کرنے میں جن کی ارکان اسمبلی کو فوری ضرورت ہوتی ہے لیت و لعل کر سکیں۔

جناب سپیکر: تو وزیر صحت اس سلسلے میں کیا فرماتے ہیں؟

وزیر صحت: جناب والا! میری فوری دوائیاں مہیا کرنے سے مراد یہ ہے کہ ہماری جو پریکٹس چل رہی ہے اس کے مطابق انہیں آٹھ ادویات تو بروقت مہیا کی گئیں اور باقی ایک دوائی بعد میں فراہم کی گئی۔ میں نے فاضل ممبر سے کہا ہے کہ انشاء اللہ تعالے آئندہ اس امر کو یقینی بنایا جائے گا کہ ہمارے کسی بھی فاضل ممبر کو ادویات کے حصول میں کسی قسم کی کوئی شکایت نہ ہو۔ اسی بناء پر میں نے فاضل ممبر سے استدعا کی تھی کہ وہ اسے پریس نہ کریں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! مجھے قسطوں میں ادویات فراہم کی گئیں۔ میں نے عرض کی ہے کہ ریکارڈ اسمبلی کے اندر موجود ہے۔ اسے منگوا کر ملاحظہ فرمالیں یا پھر جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میری اس ایوان کے تمام معزز ارکان سے درخواست ہے کہ اس معزز ایوان کے تمام ارکان کا جو استحقاق ہے اسے ختم کر دیا جائے تاکہ اس معزز ایوان کا قیمتی وقت ضائع نہ ہو۔

جناب والا! آپ اندازہ تو لگائیں کہ اس ایوان کی ایک ایک لمحہ کی کارروائی پر قوم کا کتنا کثیر سرمایہ خرچ ہوتا ہے اور ہم یہاں پر عوام کے مسائل کو حل کروانے کے لئے آتے ہیں ہم قواعد، قانون اور آئین کی بالادستی کو برقرار رکھنے کے لئے یہاں آتے ہیں اور ہم عوام کی نمائندگی کرنے کے لئے یہاں آتے ہیں۔ ہم نے قواعد اور قانون پر عملدرآمد کروانا ہے۔ ہم نے منصوبہ بندی کرنی ہے۔ تو جناب والا اگر ہمیں ہمارا قانونی استحقاق نہیں دیا جاتا تو میں سمجھتا ہوں کہ ان تحاریک استحقاق کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور ممبران کے استحقاق کو جناب سپیکر ویسے ہی ختم کر دینا چاہیئے تاکہ وزراء کو بھی زحمت نہ کرنی پڑے اور ارکان اسمبلی بھی بھیک منگتوں کی طرح کشکول گدائی لیکر افسران کے پیچھے نہ پھرتے رہیں تو جناب والا! میری تو استدعا ہے کہ وزیر موصوف کو یہ کہنا ہی نہیں چاہیئے تھا بلکہ حقائق جاننے کے لئے اسمبلی کے ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی ہوتی ہے۔ یہ استحقاق کا مسئلہ ہے۔ اس پر حکومت کو فراخدلی کا ثبوت دینا چاہیے اور یہ مسئلہ مجلس قائمہ یا خصوصی کمیٹی کے حوالے کر دینا چاہیئے اگر آپ کا حکم ہے اور اگر وزیر موصوف میرے اس استدلال کے بعد بھی یہ چاہتے ہیں کہ اپنے افسران کا ناجائز طور پر دفاع کیا جائے اور

ارکان اسمبلی کے استحقاق کو پامال کرنے میں نادانستہ طور پر وزیر موصوف فریق بننا چاہتے ہیں تو جناب والا مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! یہ مسئلہ میرے بھی نوٹس میں ہے اور جیسے وزیر صحت صاحب نے فرمایا ہے چونکہ یہ ڈسپنسری اسمبلی کے اندر ہے اور اس ڈسپنسری کے سٹاف کا یہ معاملہ ہے لہذا میرے علم میں بھی یہی بات ہے کہ آپ کی طرف سے جو دوائی طلب کی گئی تھی وہ نو ادویات کی ڈیمانڈ تھی اور ان نو میں آٹھ ادویات آپ کو سپلائی کر دی گئیں اور ایک موجود نہ ہونے کی وجہ سے آپ کو سپلائی نہ کی جا سکی اور اس بارے میں یہ بات بھی میرے نوٹس میں آئی ہے کہ ڈاکٹر کی prescription نہیں تھی بلکہ آپ کی طرف سے ڈاکٹر کو یہ کہا گیا تھا کہ یہ ادویات آپ کو چاہئیں بلاشبہ آپ کا یہ استحقاق ہے اور ہم اس چیز کے ضامن ہیں کہ آپ کا یہ استحقاق کسی بھی صورت مجروح نہ ہو۔ لیکن استحقاق کے بارے میں تھوڑا سا میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ Medical Treatment کے بارے میں جو ممبران کے استحقاقات ہیں وہ یہ ہیں کہ ڈاکٹر کے نسخہ کے مطابق ادویات مہیا کی جائیں۔ لیکن بہر صورت جو یہ شکائیت آپ کو پیدا ہوئی ہے اس بارے میں، میں بھی آپ کو وزیر صاحب کے ساتھ یہ یقین دلاتا ہوں کہ آپ کا یہ استحقاق ہمیں بے حد عزیز ہے اور اس میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی برداشت نہیں کی جائے گی اور آئندہ آپ کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں تو اس مسئلے کو تقریباً ختم کرنے والا تھا اور میں نے آپ کو عرض بھی کر دیا تھا اب چونکہ یہ میری integrity کی بات ہے۔ آپ کو جو اطلاع فراہم کی گئی ہے۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ ڈاکٹر کی prescription کے بغیر میں نے یہ requisition دی ہے۔

جناب سپیکر اب میں اس پر پورا insist کرتا ہوں۔ یہ میرے پاس ڈاکٹر کی prescription ہے جو ایک پروفیسر ہیں اور Heart - Specialist ہیں۔

جناب سپیکر آج اس ایوان کے فلور پر میں آپ کو یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ حسن اتفاق سے مجھے تیسری مرتبہ اس ایوان میں آنے کا موقع ملا ہے۔ سال ۱۹۵۹ء میں میرے right lung کا آپریشن ہوا جو آپریشن کے ذریعے نکال دیا گیا۔ سال ۱۹۷۴ء میں جب اس اسمبلی کا میں ممبر تھا تو مجھے infection ہوا اور میں دو ماہ تک سی ایم ایچ ہاسپٹل راولپنڈی میں زیر علاج

رہا۔ جناب والا سال ۱۹۸۸ء میں جب میں اس وقت کے وزیر اعلیٰ پنجاب کا معاون خصوصی تھا تو میں شیخ زید ہسپتال میں دل کے عارضے کی وجہ سے آئی سی یونٹ میں زیر علاج رہا.....

جناب سپیکر: شاہ صاحب اس کی ضرورت نہیں....

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میری عرض سنیں۔ انہوں نے یہ کہا کہ ڈاکٹر کا نسخہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں۔ آپ کا جو بیان ہے وہ ہر لحاظ سے معتبر ہے اور قابل اعتماد ہے۔ آپ کو اس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ آپ ارشاد فرمائیے جو آپ کہنا چاہتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میرے پاس prescription بھی ہے میں کہتا ہوں کہ پہلے میرے خلاف تحریک استحقاق آجائے۔ اس بات کی تحقیقات کی جائے کہ یہ ادویات جن کی میں نے Requisition کی تھی میرے ایک طبی معالج نے جو کہ Specialist M.R.C.P. Physician ہے۔ اس نے تجویز کی تھیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب بات آپ نے طے کر دی ہے۔ وہ بات تو ختم ہو گئی تھی۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! اب اس بات پر میں یہ کہتا ہوں کہ میری تحریک استحقاق جو ہے وہ باضابطہ ہے۔ قواعد و ضوابط کے مطابق ہے۔ میری استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو باضابطہ قرار دے کر مجلس خصوصی کے سپرد کیا جائے۔ فیصلہ آپ پر ہے۔

جناب سپیکر: اس میں بات جو ہے وہ صرف prescription کی ہے ورنہ تو بات طے ہو گئی تھی۔ اب prescription کے لئے ہم اس کو pending کر لیتے ہیں اور اس کو دیکھ لیتے ہیں کہ prescription کا جو معاملہ ہے اس کی کیا صورت حال ہے؟ میرے نوٹس میں اسمبلی سیکرٹریٹ یہ بات لایا ہے یہ بات درست ہے، یا اس کی کیا صورت حال ہے اس کو دیکھنے کے لئے ہم اس کو pending کر لیتے ہیں اور اس مسئلے کو ہم حل کر لیتے ہیں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب سپیکر! میں بھی اس مسئلے پر ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ صرف ایک منٹ کے لئے بات کرنا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! محترم شاہ صاحب نے نو دوائیوں کی Requisition لکھ کر دی تھی کہ یہ نو دوائیں مجھے مہیا فرمائی جائیں ان نو دوائیوں

میں سے آٹھ دوائیاں ان کو فراہم کر دی گئی ہیں اور ایک کے متعلق یہ کہا گیا ہے اور آپ کو اطلاع دی گئی کہ اس کی prescription دی جائے۔ وہ دوائی مہیا نہیں کی گئی۔ کیا وہ جو آٹھ دوائیاں تھیں وہ prescription کے مطابق تھیں اور ایک جو نویں دوائی تھی وہ اس میں شامل نہیں تھی۔ اس لحاظ سے بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ محکمہ کی بات جو ہے وہ غلط بیانی پر مبنی ہے کیونکہ کل نو دوائیوں کی فہرست تھی نو میں سے آٹھ فراہم کر دی گئیں اور اب نویں دوائی جو ہے اس کے متعلق یہ کہہ رہے ہیں کہ جناب یہ چونکہ prescription کے مطابق نہیں تھی اس لئے یہ فراہم نہیں کی گئی ہے اور یہ بہانہ بنایا گیا ہے بظاہر بات یہ نظر آتی ہے کہ وہ دوائی فراہم نہیں کر سکے اور اب وہ بہانے بنا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی درست ہے۔ ویسے بھی شاہ صاحب کی بات ہر لحاظ سے قابل یقین ہے اور بڑی معتبر ہے۔ اس بارے میں کوئی ابہام ہو نہیں سکتا۔ شاہ صاحب اس کو سردست ہم موخر کر لیتے ہیں اور اس مسئلے کو بیٹھ کر resolve کر لیتے ہیں۔

SYED TAHIR AHMAD SHAH: I agree with your proposal.

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: شکریہ شاہ صاحب۔ تو یہ تحریک استحقاق جو ہے یہی آج کافی ہیں۔ ٹائم بھی ان کا ختم ہو گیا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کو ٹیک اپ کر لیتے ہیں۔

چودھری محمد فاروق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر قاعدہ نمبر ۱۲۶ کے مطابق "اسمبلی کسی رکن کی طرف سے کوئی تحریک پیش کئے جانے پر کوئی بھی معاملہ یا مسئلہ متعلقہ مجلسِ قائمہ کے سپرد کر سکتی ہے جس پر وہ مجلسِ قائمہ قانون سازی کی تجاویز پیش کرنے کے نقطہ نظر سے غور کر سکتی ہے۔"

اور جناب سپیکر قاعدہ نمبر ۱۱۹ میں ہے کہ.....

"عام انتخابات کے بعد اسمبلی مندرجہ ذیل مجالس قائمہ، اسمبلی کی میعاد تک کے لئے، منتخب کرے گی۔ ہر ایک مجلس اپنے بالمقابل درج کئے گئے محکمہ جات سے متعلقہ قانون سازی کے سلسلہ میں فرائض انجام دے گی"۔

جناب سپیکر میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ہماری اسمبلی کا یہ دوسرا اجلاس چل رہا ہے اور جب انتخابات ہو جاتے ہیں تو اس کے فوراً بعد مجالس قائمہ بنا دینی چاہئیں۔ اس مرتبہ تو ایوان میں اپوزیشن کے ارکان کی تعداد انتہائی کم ہے اس لئے مجالس قائمہ کی تشکیل کرنے میں یا ان کے بنانے میں کوئی امر مانع نہیں ہے لیکن جب بھی یہ معاملہ اٹھایا جاتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ تین یا چار دن تک مجالس قائمہ بنا دی جائیں گی۔ معلوم نہیں یہ تین یا چار دن کب مکمل ہوں گے۔ جناب سپیکر میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ مجالس قائمہ ایوان کی کارروائی کے لئے ایک انتہائی اہم کردار ادا کرتی ہیں اور مجالس قائمہ ایک ایسا آئینی ادارہ ہیں جو اس ملک کے لئے اسمبلی کے ذریعہ قانون سازی اور پالیسی سازی کا کام بہتر طریقے سے کر سکتی ہیں۔ اس لئے ان میں جو مسلسل تاخیر ہے وہ مناسب نہیں ہے لہذا جناب سپیکر آپ میرے اس پوائنٹ آف آرڈر پر رولنگ دیں کہ یہ مجالس قائمہ جلد از جلد بننی چاہئیں یا یہ کب تک بن جائیں گی؟

جناب سپیکر: جناب لاء منسٹر اس بارے میں ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر میں آپ کے توسط سے معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں ہمارے اور اپوزیشن والے بھائیوں کے درمیان آپس میں افہام و تفہیم سے یہ معاملہ تقریباً آخری مرحلے پر پہنچ چکا ہے اور میری یہ کوشش ہو گی کہ انشاء اللہ اسی اجلاس کے دوران ہم مجالس قائمہ کا اعلان کر دیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: سردار صاحب یہ کوشش ہو گی یا اس بارے میں آپ واضح طور پر یہ ارشاد فرما رہے ہیں؟

وزیر قانون: جناب والا انشاء اللہ اسی اجلاس میں ہم مجالس قائمہ کا اعلان کر دیں گے۔

جناب سپیکر: جمعرات تک اجلاس جاری ہے۔ جمعرات تک تو ہے اس کے بعد کا ابھی فیصلہ ہونا ہے۔ تو جمعرات تک مجالس قائمہ کے بارے میں ہاؤس کو مطلع کیا جائے گا۔ اب ہم تحاریک التوائے کار کو لے رہے ہیں۔ جناب حاجی گلاب خان صاحب کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

حاجی گلاب خان: جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرا تعلق پی پی ۱۴ اٹک سے ہے۔ میں جناب لودھی صاحب سے متعلقہ ایک سوال عرض کرنا چاہتا ہوں۔ وہ سوال یہ ہے کہ موضع دبولہ تحصیل جنڈ میں اشتمال ہوا۔ جہاں گاؤں تعمیر شدہ ہے اسے پٹواریوں نے زمین بنا کر دکھا دیا

اور جہاں زمین خالی تھی اس کو شہر بنا کر دکھا دیا ہے۔ لوگوں سے دستخط کروا لئے گئے۔ معاملہ آخر تک پہنچا تو ہمارے نوٹس میں آیا میں نے جناب کی خدمت میں عرض کیا ہے اور آپ کی وساطت سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ موضع دبولہ میں خود تشریف لے جائیں اور ذاتی طور پر اپنے محکمہ کی زیادتیوں کا جائزہ لیں کہ وہاں پر آج کل کیا ہو رہا ہے اور یہ محکمہ کیا کر رہا ہے۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ موضع دبولہ براستہ پنڈی گھیپ جائیں اور یہ تقریباً پنڈی گھیپ سے بیس بائیس میل کا سفر ہے۔ اس گاؤں کا بچشم خود ملاحظہ فرمائیں کہ کس قدر بڑی زیادتی ہے۔ ایک پوائنٹ تو یہ تھا اور دوسرا پوائنٹ یہ عرض کئے دیتا ہوں۔ کہ ضلع اٹک جسے کبھی بہادروں کا علاقہ کہا جاتا تھا یا جرنیلوں کا ضلع کہا جاتا تھا۔ میرے خیال میں شاید اسے صوبہ سرحد کے ساتھ لگا دیا گیا ہے۔ جب وزارت کا سوال پیدا ہوا تو وہاں سے کوئی آدمی نہیں لیا گیا اور جب مشیروں کا مسئلہ اٹھا تو اس وقت بھی کسی آدمی کو نامزد نہیں کیا گیا اور جب پارلیمانی سیکرٹریوں کا مسئلہ پیدا ہوا تو بھی ۲۱ آدمی دوسرے ضلعوں سے لے لئے گئے۔ اس لئے میں جناب سے وضاحت چاہتا ہوں کہ کیا یہ ضلع صوبہ سرحد سے ملا دیا گیا ہے یا اس کا تعلق صوبہ پنجاب سے ہے؟ اگر وہ اٹک سے پشاور جاتے ہیں تو وہ فوراً کہہ دیتے ہیں "دا پختون دا پنجو باد"۔ لیکن جب پنجاب میں آتے ہیں تو لاہور والے لوگ ہمیں پٹھان کہہ دیتے ہیں۔ میں اسی لئے جناب سے یہ درخواست کروں گا کہ جناب ان دو سوالوں کا جواب اپنی زبان سے عطا فرمائیں۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب آپ یہ تحریک التوائے کار پیش کر رہے تھے؟

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا وہ جو بھی پیش کر رہے تھے وہ آپ کو پتہ ہو گا یا ان کو پتہ ہو گا۔ مگر میں خوش ہوں کہ آپ نے آج ایک بہت اچھی روایت اس ایوان میں قائم کر دی ہے کہ جو ممبر بھی چاہے، جب چاہے، جس موضوع پر چاہے وہ اٹھے اور آپ کی اجازت لئے بغیر بات کرے اور آپ پوری تسلی کے ساتھ اس کی بات سنیں۔ ہمیں تو بہت فائدہ ہو گیا جناب سپیکر! انشاء اللہ تعالیٰ ہم اسی طریقہ سے آئیں گے روزانہ مسائل کو اٹھائیں گے اور جس موضوع پر ہم چاہیں گے بات کرنا شروع کر دیں گے۔ کیونکہ آپ نے جناب سپیکر روایت قائم کر دی ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب آپ کو یہ علم ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ صرف حاجی گلاب خان کے لئے خاص رعایت ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! وہ چونکہ آپ کی کلاس کے لوگ ہیں وہ آپ کے سگے اور ہم آپ کے لئے سوتیلے ہیں، آپ کی نظر التفات ہم پر تو نہیں پڑتی جب ہم پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں، یا کسی قانونی نکتہ پر کھڑے ہوتے ہیں تو ادھر آپ کی نظر التفات کم پڑتی ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب یہ کچھ نہ جاننے کا الاؤنس ہے۔ میری کلاس تو آپ سب لوگ ہیں۔ سارا ہاؤس میری کلاس ہے۔ کیا میری کوئی خاص کلاس ہے؟

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میں نے تو یہاں پر طبقاتی کشمکش کو پورے عروج پر دیکھا ہے۔ جب ایک مخصوص طبقے کی جو اس ایوان میں اکثریت کے ساتھ ہے کی بات آتی ہے تو تمام ایوان اکٹھا ہو جاتا ہے۔ جب ہم جیسے کسی چھوٹے طبقے کے لوگوں کی یا ایک اقلیتی طبقے کے لوگوں کی بات ہوتی ہے تو کوئی ہماری بات اور فریاد بھی نہیں سنتا۔

میاں محمود احمد: جناب والا اگر آپ مجھے اجازت دیں تو.....

جناب سپیکر: میاں صاحب آپ کی کوئی تحریک التوائے کار ہے؟

میاں محمود احمد: جی تحریک التوائے کار ہے۔

جناب سپیکر: تحاریک التوائے کار کو ہم take up کر رہے ہیں۔

ملک اقبال احمد خاں لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ابھی شاہ صاحب فرما رہے تھے کہ یہاں پر طبقاتی کشمکش ہے طبقات کی بنیاد پر بات کی جاتی ہے۔ میں جناب کے توسط سے ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہاں پر تمام ممبران برابر ہیں۔ نہ تو کوئی طبقہ ہے اور نہ ہی کوئی اور بات ہے۔ یہاں اپوزیشن والے بھی بیٹھے ہیں اور دوسرے دوست بھی بیٹھے ہیں۔ تو یہاں پر کوئی طبقہ نہیں ہے بلکہ تمام ممبران کا استحقاق برابر ہے، ان کے حقوق بھی برابر ہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: یہ درست بات ہے یہاں پر کوئی طبقاتی کشمکش ایوان میں نہیں ہے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر ۹۷۔ نمبر ۹۸۔ نمبر ۹۹۔ نمبر ۱۰۰۔ نمبر ۱۰۱۔ نمبر ۱۰۲ رانا اکرام ربانی صاحب کی ہیں۔ وہ تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ نمبر ۲۶۳

میاں محمود الرشید صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔

میاں محمود احمد: جناب والا میری بھی ایک تحریک التوائے کار نمبر ۱۲۴ بھی ہے؟

میاں محمود الرشید: جناب سپیکر میں نے اس دن بھی آپ سے استدعا کی تھی کہ قواعد معطل کر کے میری تحریک التوائے کار Out of turn لینے کی اجازت دی جائے۔ کیونکہ یہ مسئلہ نہایت اہم نوعیت کا ہے اور اس سے ہزاروں طلباء و طالبات کا مستقبل تباہ ہو سکتا ہے اگر اس مسئلے پر فوری توجہ نہ دی گئی.....

جناب سپیکر: جی! میاں صاحب اس کو take up کرتے ہیں۔ آپ پڑھیں۔

طالبات کے امتحانی پرچوں میں گھپلا

میاں محمود الرشید: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ آج کے یعنی ۷ مارچ کے روزنامہ پاکستان میں جلی حروف سے یہ بات صفحہ اول پر شائع کی گئی ہے کہ آپ کا پرچہ ہمارے پاس ہے۔ پاس ہونا ہے تو ملیں۔ کئی طالبات بتائے ہوئے ایڈریس پر پہنچ گئیں۔ اکثر طالبات رو رہی ہیں۔ یہ معاملہ بہت ہی اہم ہے اسے زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: تحریک التوائے کا طریق کار یہی ہے کہ آپ نے اسے پیش کر دیا اسے تھوڑا سا جامع بنانے کی کوشش کریں۔ کیونکہ اس میں مختصر بیان کی اجازت نہیں ہے۔ اس کو اس وقت زیر بحث لا سکتے ہیں کہ جب یہ تحریک التوائے کار admit ہو جائے۔ اور اس پر بحث کے لیے اجازت دے دی جائے۔ تو میں وزیر متعلقہ سے کہوں گا کہ وہ اس بارے میں اپنا موقف پیش کریں۔

وزیر تعلیم: جناب والا! میں اس سلسلہ میں عرض کروں گا کہ یہ جو تحریک التوائے کار پیش کی گئی ہے اس کی بنیاد اخباری خبر ہے اور جناب والا کی یہ رولنگ بھی ہے کہ محض اخباری خبر پہ تحریک التوائے کار پیش نہیں کی جا سکتی۔ یہ بالکل بے بنیاد خبر ہے۔ میں نے اس کی باقاعدہ تحقیق کروائی۔ میں نے باقاعدہ تین ممبر کی ایک کمیٹی تشکیل دی جس میں ایک ڈپٹی کنٹرولر،

ایک اسسٹنٹ کنٹرولر اور ایک سپرنٹنڈنٹ تھے۔ خبر کے مطابق جس بک ڈپو کا حوالہ دیا گیا تھا وہاں پر تینوں ممبران پہنچے اور اس کے مالک عبدالرحمان سے بھی ملے۔ اور اس نے صاف الفاظ میں انکار کیا کہ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے اور کسی نے میرے بک ڈپو کی شہرت کو نقصان پہنچانے کی خاطر اس کا حوالہ دیا ہے۔ اس کے بعد جس ماسٹر وحید کا ذکر کیا گیا تھا۔ انہوں نے معلوم کیا تو ماسٹر عبدالوحید کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ بک ڈپو کے مالک نے یہ بھی بتایا کہ میرے پاس کوئی لڑکی یا لڑکی کا کوئی رشتہ دار کسی بھی پرچے کے متعلق پوچھنے نہیں آیا۔ آپ پہلے آدمی آئے ہیں کہ جس نے پوچھا ہے۔ ہم نے ریکارڈ بھی چیک کیا ہے۔ اس کے بعد ہم نے اپنے آدمی روزنامہ "پاکستان" بھیجے۔ تو انہوں نے بتایا کہ جس رپورٹر نے یہ خبر بھیجی ہے وہ آج بیمار ہے۔ آپ کل آ جائیں۔ طاہر مجید اس کا نام تھا۔ اگلے روز گئے تو انہوں نے کہا کہ وہ ایک ہفتے کی چھٹی پر ہے۔ اور آج تک طاہر مجید ہمارے سیکنڈری بورڈ کے عملہ سے ملنے سے گریزاں ہے۔ آج تک اس خبر کی کوئی تصدیق نہیں ہو سکی اور نہ ہی کسی اور ذریعے سے ہمیں پتا چلا ہے اور نہ ہی کسی نے رابطہ کیا ہے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ ان وجوہات کی بناء پر اس تحریک التوائے کار کو خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔ کہ یہ محض ایک اخباری خبر ہے اور ایک کہانی ہے جس کی کوئی تصدیق نہیں ہو سکی۔

میاں محمود الرشید: جناب والا! مسئلہ یہ ہے کہ یہ صرف خلاف ضابطہ والی بات نہیں۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے۔ میرے حلقہ کی تقریباً "دس طالبات ہیں جن کے پتوں پر نہ صرف یہ کہ انہیں خطوط موصول ہوئے بلکہ پارٹیاں گروپس کی شکل میں ان کے والدین تک پہنچی ہیں اور ان سے ساز باز کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اگر آپ نے نمبر لگوانے ہیں تو ہمارے ساتھ رابطہ کیجیے۔ اور اگر آپ ریکارڈ چاہیں تو وہ بھی میں فراہم کر سکتا ہوں۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ یہ معاملہ پورے امتحانی نظام کا ہے۔ پورا امتحانی نظام مشکوک ہو کر رہ گیا ہے۔ اور پچھلے چند ماہ میں اس قسم کی خبریں ہم اخبارات میں پڑھتے آئے ہیں کہ امتحانی سینٹروں کی خرید فروخت ہو رہی ہے۔ قبضہ گروپ کی بات ہم سنتے ہیں، مرغا سکینڈل کی بات سنتے ہیں۔ پہلے صرف پریکٹیکلز کی بات ہوتی تھی اب پورا امتحان کا نظام تباہ و برباد ہو گیا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ معمولی معاملہ نہیں ہے ہم اراکین اسمبلی اسی بات کے لیے اسمبلی کے اندر موجود ہیں۔ یہ انتہائی اہم معاملہ

ہے۔ ایک نظام پر بات چل رہی ہے۔ اس لیے میری اس تحریک التوائے کار کو بحث کے لئے منظور کریں۔

جناب سپیکر: جناب وزیر تعلیم! آپ کا کیا خیال ہے؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں معزز رکن سے اس سے قبل ذاتی طور پر بھی ملا تھا۔ میں نے ان سے بات کی تھی کہ ہم نے ہر جگہ کوشش کی ہے لیکن کوئی ثبوت نہیں ملا۔ اخبار میں جو لکھا تھا اس میں یہ دیا گیا تھا کہ "عبدالرحمان بک ڈپو سے رابطہ قائم کریں" میں نے ان سے گزارش کی تھی کہ میں نے انکوائری کروائی ہے۔ عبدالرحمان بک ڈپو کے مالک نے اس سے لاعلمی کا اظہار کیا ہے، ماسٹر وحید ہمیں نہیں مل رہا۔ اور روزنامہ پاکستان ہمیں اصل خط یا کوئی اور ذریعہ بتانے سے گریزاں ہے۔ اگر آپ کے پاس کوئی مراسلہ ہے تو ہمیں دیں۔ ہم اس کی انکوائری کرتے ہیں۔ اگر کوئی واقعی ایسا سنگین مسئلہ ہے تو ہم اس کا سد باب کریں گے لیکن انہوں نے جو بیان دیا ہے وہ ان کی تحریک التوائے کار سے مطابقت نہیں رکھتا۔ اس وقت بھی انہوں نے مجھے نہیں بتایا کہ ان کے پاس کوئی information ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی information ہے تو ہم سننے کے لیے تیار ہیں۔ ہم اس کا سد باب کریں گے۔ ہمارا یہ مقصد نہیں ہے کہ جو لوگ امتحانی نظام کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں ان کا دفاع کریں۔ ہم نے تو پہلے بھی ایسے لوگوں کو Crush کیا تھا اور اب بھی ہم اسی عزم کا اظہار کرتے ہیں۔ میں نے سب سے زیادہ ترجیح امتحانی نظام کو صحیح کرنے کو دی ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ اس سلسلہ میں جتنی میں نے دلچسپی لی ہے کسی سابق وزیر تعلیم نے نہیں لی ہے۔ ہمیں اس نازک معاملہ کی اہمیت کا احساس ہے۔ ہم امتحانی نظام کو بہتر بنانے کے لئے مؤثر اقدامات کرنے والے ہیں۔ میری معزز رکن سے گزارش ہے کہ وہ اس کو Press نہ کریں۔ اگر ان کے پاس کوئی Information ہے تو بجائے ہاؤس میں لانے کے میرے پاس آئیں ہم مل جل کر اس کا سد باب کریں گے۔ اگر کوئی واقعی ایسا گینگ ہے تو ان کی قانون کے تحت گرفتاری کروائیں گے۔

جناب سپیکر: تو کیا میاں صاحب، آپ وزیر تعلیم کے اس بیان کے بعد بھی پریس کرتے ہیں۔

میاں محمود الرشید: جناب والا، میں نے آپ سے گزارش کی کہ اگر کسی ایک فرد کا مسئلہ ہوتا یا

Privilege کی بات ہوتی تو بات کوئی نہیں تھی۔ اس قسم کے بیانات تو ہم سال ہا سال سے سنتے آرہے ہیں، اخبارات میں پڑھتے آرہے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے میاں صاحب، ہم اس کو ملتوی کر دیتے ہیں۔ آپ کو ایک موقع دیتے ہیں کہ آپ آپس میں اس مسئلے کو حل کریں یا پھر بحث کر لئے منظور کر لیں۔ اس کو ملتوی کر دیتے ہیں۔ اب ہم تحریک التوائے کار نمبر ۱۲۴ کو لیتے ہیں یہ میاں محمود احمد صاحب کی طرف سے ہے۔

محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے وزیر کو پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے اختیارات کے بارے میں غلط اخباری اطلاع

میاں محمود احمد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی فرمائی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آج مورخہ ۳ جنوری ۱۹۹۱ء کو روزنامہ پاکستان میں ایک خبر شائع ہوئی کہ ہاؤسنگ کے وزیر کے پاس پلاٹ الاٹ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ یہ بیان محکمہ ہاؤسنگ کے وزیر کے پاس پلاٹ الاٹ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ یہ بیان محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کے ایک سیشن افسر نے صوبائی وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کی طرف سے ایک غریب اور مستحق شخص کو تین مرلہ پلاٹ ٹاؤن شپ میں الاٹ کرنے پر دیا اور کہا کہ صوبائی وزیر کے پاس اس قسم کا کوئی اختیار نہ تھا۔ حالانکہ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب تمام اختیارات وزراء کو سونپ چکے ہیں۔ اس بیان سے اور اس کارروائی سے صوبے کے عوام میں بے چینی پائی جاتی ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس پر بحث فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: چودھری نذیر احمد صاحب منسٹر ہاؤسنگ کچھ فرمانا چاہیں گے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے فاضل ممبر کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے میرے اختیارات کے بارے میں بتایا۔ میں انہیں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مجھے اپنے اختیارات کا پتا ہے اور ان کے استعمال کا بھی پتا ہے۔ اور جو میں آرڈر جاری کرتا ہوں ان پر عمل درآمد کرانا بھی مجھے آتا ہے۔ ایسا کوئی وقوعہ

نہیں ہوا کہ جس پر میرے فاضل ممبر تحریک پیش کر دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے احکامات پر عملدرآمد ہوتا ہے اور کسی افسر نے ایسا کوئی بیان جاری نہیں کیا۔

میاں محمود احمد: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ جس سیکشن افسر نے یہ بیان دیا ہے اس کے خلاف کوئی کارروائی وزیر صاحب نے کی ہے۔ یہ استحقاق تو وزیر صاحب کا بلاشبہ ہے کہ ان کو اپنے اختیارات منوانا آتے ہوں گے لیکن اس قسم کے بیانات سے سارے ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ اور عوام میں اس سے بے چینی پائی جاتی ہے کہ آج کی حکومت کے وزراء آج کے ارکان اسمبلی اتنے کمزور ہیں کہ ایک سیکشن افسر ایک وزیر کے خلاف بیان دیتا ہے۔ کیا یہ اس بات کی نفی کرتے ہیں کہ کسی سیکشن افسر نے ان کے خلاف بیان نہیں دیا۔ جناب والا، اس سیکشن افسر نے بالکل یہ بیان اخبار میں دیا ہے۔ اس لئے اس کو منظور کیا جائے اور اسمبلی میں اسے زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: جی چودھری صاحب.....

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا ایسا کوئی بیان کسی سیکشن آفیسر نے نہیں دیا، اگر کوئی اخباری خبر ہے تو یہ صرف غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ اور میں میاں صاحب سے کہوں گا کہ اگر انہیں ایسی کوئی شکایت پیدا ہوئی ہے یا کسی مسئلے کا پتہ چلا ہے تو وہ میرے ساتھ بیٹھیں ہم وہ مسئلہ حل کر لیں گے۔ اور اگر کسی سیکشن افسر نے کوئی بیان دیا ہے اور میرے اختیارات کی نفی کی ہے تو میں اس پر کارروائی کرنے کے لئے بھی تیار ہوں اور میں بااختیار وزیر ہوں اور یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ مجھے پتہ نہیں ہے کہ میں بااختیار نہیں ہوں۔

میاں محمود احمد: اس نے اخبار کے دفتر میں تحریری طور پر بیان دیا ہے اور جناب والا میں اس کی کاپی پیش کر سکتا ہوں۔ اور یہ وزیر صاحب اپنے اختیارات کی بات کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ پورے ایوان کا استحقاق ہے اور آپ اس بات کو تسلیم کریں کہ اب تک آپ نے اس کے خلاف کیا کارروائی کی ہے جبکہ میں نے ۳۱/۱/۹۱ کو تحریک التوائے کار پیش کی تھی آج تک مجھے مطمئن کرنا چاہیئے تھا پورے ہاؤس کو مطمئن کرنا چاہیئے تھا اور اس کے خلاف کوئی نہ کوئی کارروائی کی جانی چاہیئے تھی۔ اگر نہیں کی تو میں اس کی وہ تحریر پیش کر سکتا ہوں جو اس نے اخبار کے دفتر میں دی ہے کہ یہ جو وزیر صاحب ہیں ان کے پاس پلاٹ الاٹ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ تو

جناب والا اس مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے اور پورا ہاؤس اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ اس پر بحث کی جائے۔

سید طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر سر.....

جناب سپیکر: سید طاہر احمد شاہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: سر میرا پوائنٹ اف آرڈر یہ ہے چونکہ وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ متعلقہ سیکشن افسر نے بیان نہیں دیا ہے ان کے نام سے منسوب ہو گیا ہو گا۔ اگر منسوب ہو گیا ہو گا تو کیا اس عرصہ کے دوران اور اب تک اس سیکشن افسر نے اس کی تردید اخبارات میں شائع کروائی ہے۔ اگر کسی کے نام سے کوئی بیان منسوب ہو جاتا ہے اور اس نے فی الواقع وہ بیان نہیں دیا ہوتا تو اس کی باقاعدہ تردید شائع کرائی جاتی ہے۔

راجہ خلیق اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر سر.....

جناب سپیکر: راجہ خلیق اللہ خان پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کریں گے۔

راجہ خلیق اللہ خان: جناب والا ابھی ابھی یہ سوال اٹھا ہے کہ آیا وزیر صاحب ۳ مرلہ کے پلاٹ الاٹ کر سکتے ہیں یا نہیں کیا ان کے پاس یہ اختیارات ہیں اگر نہیں ہیں تو پھر اس نے درست کہا ہے اگر ہیں تو پھر غلط کہا ہے۔ میں ان سے پوچھوں گا کہ آیا ان کو پلاٹ الاٹ کرنے کا کوئی اختیار بھی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: اصل مسئلہ تو یہ ہے جس پر میاں محمود احمد صاحب کو بھی اعتراض ہے کہ جب وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنے جملہ اختیارات متعلقہ محکموں کو تفویض کر دیئے ہیں۔ اور متعلقہ وزراء کو بااختیار بنا دیا ہے تو وزیر ہاؤسنگ کے بارے میں ایک سیکشن افسر کا بیان کہ ان کے پاس پلاٹ الاٹ کرنے کے اختیارات نہیں ہیں۔ اس سے عوام میں اضطراب پایا جاتا ہے جب کہ وزیر اعلیٰ نے تو یہ اختیارات دے دئے ہیں۔ تو اس بارے میں راجہ خلیق اللہ خان نے اپنے پوائنٹ آف آرڈر میں یہ دریافت کرنا چاہا ہے کہ کیا وزیر ہاؤسنگ کے پاس ۳ مرلہ پلاٹ الاٹ کرنے کا اختیار ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! ابھی ہم نے وزیر اعلیٰ کی منظوری سے

Housing Allotment Policy بھی وضع کی ہے، الاٹمنٹ کا طریق کار ہے، جب کوئی سکیم بنتی ہے تو اس میں درخواستیں جمع کی جاتی ہیں، پھر قرعہ اندازی ہوتی ہے۔ اور جو مخصوص کوٹے ہوتے ہیں ان میں بھی طریق کار یہی ہوتا ہے۔ صوابدیدی کوٹہ صرف وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس ہوتا ہے۔ تو راجہ صاحب کے سوال کا جواب تو صرف یہی ہے لیکن جہاں تک سیکشن افسر کے بارے میں دریافت کیا گیا ہے تو میں وثوق کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ ایسا کوئی بیان جاری نہیں کیا گیا اور نہ ہی وہ ایسا کرنے کے مجاز تھے، اگر ضرورت ہوتی تو میں خود بیان دیتا یا Head of the Department (Administrative Secretary) کوئی بیان دیتے۔

جناب سپیکر: تو الاٹمنٹ کے اختیارات وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جی ہاں، جہاں تک صوابدیدی کوٹہ کی بات ہے وہ وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس ہیں۔ اس کے علاوہ Allotment Policy کے مطابق باقاعدہ درخواستیں جمع کی جاتی ہیں پھر ان پر قرعہ اندازی ہوتی ہے وہاں پبلک کے نمائندے بھی ہوتے ہیں انتظامیہ کے نمائندے بھی ہوتے ہیں اور ہمارے محکمے کے بھی ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: اور تین مرلہ پلاٹوں کے بارے میں کیا صورت حال ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: تین مرلہ کے پلاٹوں کی الاٹمنٹ کا طریق کار یہ ہے کہ ان میں ۴۰ فیصد کوٹہ کھلی قرعہ اندازی کے طور پر، ۱۰ فیصد کوٹہ reserve ہے، اور ۵۰ فیصد وزیر اعلیٰ کا کوٹہ ہے۔ وہ اپنا صوابدیدی اختیار استعمال کرتے ہیں۔ اور وہ ان لوگوں کو پلاٹ دیتے ہیں جو باقاعدہ اس کے حق دار ہوتے ہیں اور متعلقہ لوگ وہاں کے رہنے والے ان کی تصدیق کرتے ہیں کہ یہ واقعی حق دار ہیں تو پھر وہ انہیں اپنے احکامات کے تحت Allotment order جاری کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: تو اس میں پھر Confusion کیا رہا، وزیر ہاؤسنگ کے پاس تو وہ اتھارٹی ہے ہی نہیں، اگر اس پر بیان آ بھی گیا ہے تو اس میں کون سی چیز قابل اعتراض ہے؟ پلاٹوں کی الاٹمنٹ کا اختیار تو ان کے پاس نہیں ہے۔

میاں محمود احمد: جناب والا! گزارش یہ ہے اگر آپ مجھے اجازت دیں، ان کے پاس اختیار ہے

یا نہیں ہے، یہ الگ بات ہے لیکن اس بات کا اختیار سیکشن افسر کو کس نے دیا۔ کہ وہ ایک معزز وزیر کے خلاف یا ارکان اسمبلی کے خلاف اس طرح کا بیان دے؟ دراصل افسر شاہی ایک بے لگام گھوڑا ہے اور اتنا زور آور ہے کہ جناب وزیر موصوف ان کے خلاف اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بھی ڈرتے ہیں۔ کیا اس بارے میں وہ یہ بتائیں گے کہ انہوں نے اپنے دستخطوں سے اخبار کے دفتر میں جو بیان بھجوایا ہے کیا یہ اس سے بھی انکار کرتے ہیں؟ اور جناب والا آپ رولنگ دیں کہ کیا ایک سیکشن افسر کو اس بات کا اختیار ہے کہ وہ ایک وزیر کے خلاف اس طرح کا بیان دے؟

جناب سپیکر: اس بارے میں وزیر ہاؤسنگ نے یہ بتایا ہے کہ اگر اس قسم کا کوئی بیان ہے، آپ ان کو مہیا کریں، تو وہ اس سیکشن افسر کے خلاف اقدامات کریں گے کہ اس نے ایسا بیان کیوں دیا۔ لیکن جہاں تک اس تحریک التوائے کار کی admissibility کا تعلق ہے، میں سمجھتا ہوں کہ فنی اعتبار سے یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی۔ سردار صاحب یہ تو dispose of ہو گئی۔۔۔ اب آپ اس کے علاوہ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔ یا اسی بارے میں کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ: ہے تو اس بارے میں لیکن ہے دوسری بات۔

جناب سپیکر: نہیں یہ تو Dispose of ہو گئی۔

سردار عاشق حسین گوپانگ: ہو تو گئی لیکن دوسرے زاویے سے بات ہے۔

جناب سپیکر: چلیں فرمائیے۔

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ ایک معزز رکن نے اصرار کے ساتھ یہ فرمایا ہے کہ ان کے پاس دستاویزی ثبوت موجود ہے کہ ایک سیکشن افسر نے اخبار میں بیان لکھ کر دیا ہے اور اس وقت وزیر موصوف اصرار کے ساتھ یہ فرما رہے ہیں کہ میں نے تسلی کر لی ہے کہ کسی بھی سیکشن افسر نے اس طرح کا بیان نہیں دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کی تکرار اس معزز ایوان کے ارکان کو زیب نہیں دیتی کیونکہ اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ دونوں صاحبان میں سے ایک صاحب کی بات یقیناً غلط ہے۔ تو اس طرح کی تکرار اس مقدس ایوان کے تقدس کو پامال کرتی ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس طرح کا بیان دینے سے معزز ارکان

کو تھوڑا سا تحمل کا مظاہر کرنا چاہئے اور اس طرح کا بیان دینا چاہیئے کہ ایک صاحب کی بات دوسرے کے بیان سے غلط ثابت نہ ہو سکے۔ شکریہ جناب والا۔

میاں محمود احمد: میرا قطعاً ارادہ وزیر موصوف کی بے عزتی کا نہیں تھا، میرا مقصد صرف یہ تھا کہ وزراء کی عزت ہو تو ارکان اسمبلی کی بہت زیادہ عزت ہو گی تو اس طرح کے بیان جو سیکشن افسر اٹھ کر دے دیتے ہیں، ان کے خلاف کوئی نہ کوئی کارروائی ہونی چاہیئے چونکہ آپ نے اس کو خلاف ضابطہ قرار دے دیا ہے اب اس پر مزید بحث کرنا فضول ہے۔ انشاء اللہ آئندہ اس طرح کی کوئی جرأت کی گئی تو پھر اس پر تفصیلی بات کریں گے۔

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر ۱۲۵ ہے۔۔۔۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔۔

جناب سپیکر: سید طاہر احمد شاہ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: سر میرے معزز بھائی میاں محمود احمد صاحب نے یہ الفاظ استعمال کئے ہیں کہ افسر شاہی یا نوکر شاہی بے لگام گھوڑا ہے۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر گھوڑے کی بات ہے تو یہاں ہم لوگ ایسے گھوڑے ہیں جن کو لگام ڈالی ہوئی ہے یا وہ گھوڑے ہیں اور بے لگام ہیں اور ہم گدھے ہیں یہ کہتے ہیں کہ گھوڑے گدھے سب کے سب برابر ہو گئے ہیں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ اس نظام میں گھوڑے گدھے سب برابر ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب کے اس پوائنٹ آف آرڈر پہ میں اپنی کوئی رولنگ دینا پسند نہیں کرتا۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ ہم شوکت داؤد صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر ۱۲۵ کو take up کرنا چاہتے تھے مگر وقت ختم ہو گیا ہے اب اس کو اگلے روز take up کریں گے۔

مسودات قانون

مسودہ قانون دی پنجاب بیت المال بل مصدرہ ۱۹۹۰ء

----(جاری)

Clause 8

MR. SPEAKER: Now, we take up legislation.

Clause 8 of the Punjab Bait-ul-Mall Bill, 1990 is under consideration.

The question is -

That cluase 8 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 9

There is no amendment-

The question is-

That clause 9 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 10

There is no amendment-

The question is-

That clause10 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 11

There is no amendment-

The question is-

That clause 11 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause12

There is no amendment-

The question is-

That clause 12 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 13

There is no amendment-

The question is-
That clause13 do stand part of the Bill.
(The motion was carried)

Clause 14

There is an amendment by the Law Minister.
He may move it please.

MINISTER FOR LAW: I beg to move.
That for clause 14 of the Bill, as reported by the Special Committee No. I, the following be substituted:-
"14, Repeal. The Punjab Bait-ul-Mal Ordinance 1991 (III of 1991) is hereby repealed."

MR. SPEAKER: There is no opposition to the amendment.
Motion moved and the question is
That for clause 14 of the Bill, as reported by the Special Committee No.I, the following be substituted:-
"14, Repeal. The Punjab Bait-ul-Mal Ordinance 1991 (III of 1991) is hereby repealed."
(The motion was carried)
The question is-
That clause 14, as amended do stand part of the Bill.
(The motion was carried)

Clause- 1

There is an amendment by the Law Minister.
Please move it.

MINISTER FOR LAW: I beg to move-
That in sub-clause (1) of clause 1 of the Bill, as reported by the Special Committee No. I, for the figures "1990", occurring in line 2, the figures "1991" be

substituted.

MR. SPEAKER: Since the amendment has not been opposed, I will put the question.

Motion moved and the question is-

That in sub-clause (1) of clause 1 of the Bill, as reported by the Special Committee No. I, for the figures "1990", occurring in line 2, the figures "1991" be substituted.

(The motion was carried)

MR. SPEAKER: Now,

The question is -

That clause 1, as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Preamble

Since there is no amendment-

The question is-

That the Preamble do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Long Title

Since there is no amendment it becomes part of the Bill.

Now we start with the third reading.

MINISTER FOR LAW: I beg to move-

That the Punjab Bait-ul-Mal Bill, 1990, be passed.

MR. SPEAKER; Motion moved and the question is-

That the Punjab Bait-ul-Mal Bill, 1990, be passed.

(The motion was carried)

(The Punjab Bait-ul-Mal Bill, 1990, was passed)

مسودہ قانون (ترمیم) دی بینک آف پنجاب، مصدرہ ۱۹۹۰ء

MR. SPEAKER: Now, we take up the Bank of Punjab (Amendment) Bill, 1990. Minister for

Law please.

MINISTER FOR LAW: I beg to move-

That the Bank of Punjab (Amendment) Bill, 1990, as reported by the Special Committee No. II, be taken into consideration at once.

MR. SPEAKER: The motion is-

That the Bank of Punjab (Amendment) Bill, 1990, as reported by the Special Committee No. II, be taken into consideration at once.

There are two amendments. The first one is by Rana Ikram Rabbani and Sardar Muhammad Azhar Khan Leghari. As none of the movers is present it will be taken as withdrawn. Next amendment is by Mr. Ali Hassan Raza Qazi, Sardar Manzoor Ahmed Khan Leghari and Sh. Anwar-ul-Haq Piracha. Please move the amendment.

MR. ALI HASSAN RAZA QAZI: I beg to move-

That the Bank of Punjab (Amendment) Bill, 1990, as reported by the Special Committee No. II, be referred to the Select Committee consisting of the following members, with instructions to report by 30th June, 1991:-

1. **Syed Chiragh Akbar Shah.**
2. Mr. Sohail Zia Butt.
3. Mr. Sikandar Hayat Malhi.
4. Mr. Irshad Hussain Sethi.
5. Haji Muhammad Afzal Chan.
6. Sardar Muhammad Azhar Khan Leghari.
7. Mian Manzoor Ahmed Mohal.
8. Rana Sana Ullah Khan.
9. Mr. Shaukat Daud.

MR. SPEAKER: The motion is

That the Bank of Punjab (Amendment) Bill, 1990, as reported by the Special Committee No. II, be referred to the Select Committee consisting of the following members, with instructions to report by 30th June, 1991:

1. Syed Chiragh Akbar Shah.
2. Mr. Sohail Zia Butt.
3. Mr. Sikandar Hayat Malhi.
4. Mr. Irshad Hussain Sethi.
5. Haji Muhammad Afzal Chan.
6. Sardar Muhammad Azhar Khan Leghari.
7. Mian Manzoor Ahmed Mohal.
8. Rana Sana Ullah Khan.
9. Mr. Shaukat Daud.

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

جناب علی حسن رضا قاضی: جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے عرض کرتا ہوں کہ مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب بنک نہایت اہمیت کا حامل ہے اور پنجاب کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ اسی سلسلے میں کمیٹی نے پہلے بھی غور کیا ہے۔ میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ میں نے جن معزز ممبران کے نام دئے ہیں ان پر مشتمل ایک کمیٹی مرتب کر کے اس کے حوالے کیا جائے تاکہ اس میں اگر کوئی کمی بیشی رہ گئی ہے تو وہ دور ہو سکے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ آرڈیننس ۹۰-۱۰-۱۵ کو جاری کیا گیا تھا اور یہ چونکہ نیا بنک بنا تھا اس کی ورکنگ کو improve کرنے کے لئے کیا گیا تھا۔ کچھ operational problems ہو گئی تھیں۔ Stock Exchange کے ساتھ بزنس کرنے کے لئے کچھ ترامیم ضروری تھیں۔ تو بنک کی کارکردگی کی بہتر بنانے کے لئے یہ ترامیم ضروری تھیں۔ اس لئے میں گزارش یہ کروں گا کہ جو ترامیم ہم لائے ہیں ان کو بغیر کسی تبدیلی کے فوری طور پر قانونی شکل دی جائے۔ شکریہ

MR. SPEAKER: Motion moved and the question is-

That the Bank of Punjab (Amendment) Bill, 1990, as reported by the Special

Committee No. II, be referred to the Select Committee consisting of the following members, with instructions to report by 30th June, 1991:-

1. Syed Chiragh Akbar Shah.
2. Mr. Sohail Zia Butt.
3. Mr. Sikandar Hayat Malhi.
4. Mr. Irshad Hussain Sethi.
5. Haji Muhammad Afzal Chan.
6. Sardar Muhammad Azhar Khan Leghari.
7. Mian Manzoor Ahmed Mohal.
8. Rana Sana Ullah Khan.
9. Mr. Shaukat Daud.

(The motion was lost)

Now, I will put the motion moved by the Law Minister.

Motion moved and the question is-

That the Bank of Punjab (Amendment) Bill, 1990, as reported by the Special Committee No. II, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

We take up the Bill clause by clause.

Clause 2

There is no amendment.

The question is-

That clause 2 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 3

There is no amendment.

The question is-

That clause 3 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 4

There is no amendment.

The question is-

That clause 4 do stand part of the Bill.
(The motion was carried)

Clause 5

There is no amendment.
The question is-
That clause 5 do stand part of the Bill.
(The motion was carried)

Clause 6

There is an amendment by the Minister for Law.

MINISTER FOR LAW:

I beg to move-
That in the Explanation to clause 6 of the Bill, as reported by the Special Committee No. II, for the words "granting of advances on loans", occurring in lines 1-2, the words "granting of advances or loans" be substituted.

MR. SPEAKER: Since the amendment has not been opposed I will put the question.
Motion moved and the question is-
That in the Explanation to clause 6 of the Bill, as reported by the Special Committee No. II, for the words "granting of advances on loans", occurring in lines 1-2, the words "granting of advances or loans" be substituted.
(The motion was carried)
The question is-
That clause 6, as amended, do stand part of the Bill.
(The motion was carried)

Clause 7

There is no amendment.
The question is-

That clause 7 do stand part of the Bill.
(The motion was carried)

Clause 8

There is no amendment.
The question is-
That clause 8 do stand part of the Bill.
(The motion was carried)

Clause 9

There is no amendment.
The question is-
That clause 9 do stand part of the Bill.
(The motion was carried)

Clause 10

There is no amendment.
The question is-
That clause 10 do stand part of the Bill.
(The motion was carried)

Clause 11

There is no amendment.
The question is-
That clause 11 do stand part of the Bill.
(The motion was carried)

Clause 12

There is an amendment by the Law Minister.

MINISTER FOR LAW: I beg to move-

That for clause 12 of the Bill, as reported by Special Committee No. II, the following be substituted:-

"12. Repeal. The Bank of Punjab (Amendment) Ordinance, 1991 (VII of 1991) is hereby repealed.

MR. SPEAKER: There is no opposition. I will put the question.

The question is-
That for clause 12 of the Bill, as

reported by the Special Committee No. II, of the following be substituted:-
"12. Repeal. The Bank of Punjab (Amendment) Ordinance, 1991 (VII of 1991) is hereby repealed."
(The motion was carried)
Now, I will put the clause.
The question is-
That clause 12, as amended, do stand part of the Bill.
(The motion was carried)

Clause 1

Clause 1. There is an amendment by the Minister for Law.

MINISTER FOR LAW: I beg to move-
That in sub-clause (1) of clause 1 of the Bill, as reported by the Special Committee No. I, for the figures "1990", occurring in line 2, the figures "1991" be substituted.

MR. SPEAKER: The motion is not opposed. I will put the question
Motion moved and the question is.
That in sub-clause (1) of clause 1 of the Bill, as reported by the Special Committee No. I, for the figures "1990", occurring in line 2, the figures "1991" be substituted.
(The motion was carried)
The question is-
That clause 1, as amended, do stand part of the Bill.
(The motion was carried)

Preamble

There is no amendment-
The question is-
That the Preamble do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Long Title

There is no amendment.

The question is-

That the Long Title do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Now, we start the third reading.

Minister for Law please.

MINISTER FOR LAW: I beg to move-

That the Bank of Punjab (Amendment) Bill, 1990, be passed.

MR. SPEAKER: Motion moved and the question is-

That the Bank of Punjab (Amendment) Bill, 1990, be passed.

(The motion was carried)

The Bank of Punjab (Amendment) Bill, 199o was passed.

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! آج آپ کے دو بل پاس ہو گئے ہیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! پرسوں ہم لاء اینڈ آرڈر پر بھی بحث کرنا چاہتے ہیں یہ بہت بڑا بل ہے۔ اس لئے میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ ہم اس کو شروع کر دیتے ہیں اور اسے take up کر لیتے ہیں ویسے بھی اس ایوان کا وقت دو بجے تک ہے۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اسمبلی کا اصل کام تو یہی ہے۔ میں نے اور آپ نے معزز اراکین کے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے کہ ہم ان کو دو دن امن عامہ کی صورت حال پر بحث کے لئے دیں گے ۱۴ مارچ کو بھی ہم امن عامہ کی صورت حال پر بحث نہ کر سکے تھے کیونکہ حزب اختلاف والے بھائیوں نے پوائنٹ آؤٹ کر دیا تھا۔ لاء اینڈ آرڈر پر بحث والے دن جناب قائد حزب اختلاف بھی بات کرنا چاہیں گے اور جناب وزیر اعلیٰ بھی بات کرنا چاہیں گے لہذا میری آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ اسے take up کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کا اب صرف ایک بل رہ گیا ہے۔

وزیر قانون: جناب والا! یہ بہت اہم ہے۔ اور یہ Pre-emption کا بل ہے۔

جناب سپیکر: صرف یہ بل رہ گیا ہے۔ اس اجلاس میں کتنے بل پاس ہوئے ہیں۔

وزیر قانون: جناب والا کوئی آٹھ بل پاس ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: اس دفعہ اس اجلاس میں یہ اسمبلی آٹھ بل پاس کر چکی ہے یہ ساری اسمبلی کی تاریخ کا ریکارڈ ہے۔ اب صرف ایک ہی بل pending ہے۔

وزیر قانون: جناب والا! آج ہمارے پاس تھوڑا سا وقت ہے کیونکہ ایوان کا وقت دو بجے تک ہے۔ لہذا اسے شروع کر لیتے ہیں۔ کل میں نے آپ سے سات بجے کے بعد گزارش کی تھی کہ تھوڑا سا وقت بڑھا دیا جائے لیکن جناب نے نہیں بڑھایا تھا۔ جناب والا! بڑی مشکل سے کورم پورا ہوتا ہے لہذا آپ مہربانی کریں اسے take up کر لیں۔

جناب سپیکر: میں جو دیکھ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ ممبر صاحبان روزے سے ہیں اور .....

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر! میری بھی آپ سے استدعا ہے کہ آج کورم ہے لہذا آپ اسے آج ٹیک اپ کر لیں۔

وزیر قانون: جناب والا! کورم ہے آپ مہربانی کریں۔

سید چراغ اکبر شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اگر اس آخری بل کو بھی آج پاس کر لیا گیا تو ایوان میں وزراء کی دلچسپی بالکل ختم ہو جائے گی اور ساتھ ساتھ ممبر حضرات کی بھی دلچسپی ختم ہو جائے گی۔ پھر تو امن عامہ کے موضوع پر بھی بات سننے والا کوئی نہیں ہو گا۔

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ قانون شفع کے متعلق بات کر رہے ہیں اور یہ قانون عرصے سے لٹکا ہوا ہے تو اس ایوان کا وقت بھی ابھی بچتا ہے اور یہ ایوان بھی اس موڈ میں ہے کہ اسے take up کیا جائے۔ تو جناب آپ مہربانی فرمائیں کیونکہ یہ بل پنجاب کے غریب کاشتکاروں کے مفاد سے متعلقہ ہے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ یہ بل اس اجلاس میں ہر حال میں پاس ہونا چاہیئے۔

مسودہ قانون دی پنجاب حق شفع، مصدرہ ۱۹۹۰ء

MR. SPEAKER: Now, we will take up the Punjab Pre-emption Bill, 1990. Minister for Law, please.

MINISTER FOR LAW: I beg to move-

That the Punjab Pre-emption Bill, 1990, as reported by the Special Committe No. II, be taken into consideration at once.

MR. SPEAKER: The motion is-

That the Punjab Pre-emption Bill, 1990, as reported by the Special Committee No. II, be taken into consideration at once.

There are two amendments on the motion. First one is by Syed Chiragh Akbar Shah, Mr. Ali Hassan Raza Qazi and Rana Sana Ullah Khan.

SYED CHIRAGH AKBAR SHAH: I beg to move-

That the Punjab Pre-emption Bill, 1990, as reported by the Special Committee No. II, be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon by 30th June, 1991.

MR. SPEAKER: The motion is-

That the Punjab Pre-emption Bill, 1990, as reported by the Special Committee No. II, be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon by 30th June, 1991.

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب Pre-emption بل نہایت اہمیت کا حامل ہے اس سے پنجاب کی آبادی کی اکثریت جو کاشتکاروں اور زمینداروں پر مشتمل ہے متاثر ہو گی اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس پر مزید آراء لینے کے لئے ۳۰ جون تک اس پر Public openion لے لی جائے۔ میرے خیال میں اس میں حرج کوئی نہیں ہے اور بجٹ اجلاس میں اسے take up کیا جائے تاکہ اسے مکمل طور پر بحث کے بعد پاس کیا جا سکے۔ اس میں بار بار ترامیم در ترامیم نہ کرنی پڑیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ قانون بذریعہ آرڈیننس مارچ ۱۹۹۰ء سے نافذ العمل ہے اور یہ رفاع عامہ کا قانون ہے۔ فیڈرل شریعت کورٹ کے احکامات کے تابع یہ قانون بنایا جا رہا ہے۔ اس کا مسودہ اسلامی نظریاتی کونسل نے تیار کیا تھا۔ اب موجودہ حالات اور ضرورت کے مطابق ترامیم کر

کے یہ اسمبلی میں پیش کیا جارہا ہے۔ پہلے اس کی بہت Publicity ہو چکی ہے اور مارچ ۱۹۹۰ء سے نافذ العمل ہے۔ تقریباً ایک سال سے ہم اس کو ordinances کی شکل میں قانون کی شکل دے رہے ہیں تو اس پر مزید کسی قسم کی تاخیر جو ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ مفاد عامہ میں نہیں ہو گی اس لئے مہربانی کر کے اس کو اسی حالت میں فوری طور پر منظور فرمایا جائے۔ شکریہ۔

MR. SPEAKER: Motion moved and the question is-

That the Punjab Pre-emption Bill, 1990, as reported by the Special Committee No. II, be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon by 30th June, 1991.

Those who are in favour of the motion may say 'Ayes'

(voices - 'Ayes')

چودھری محمد اعظم چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر سر۔۔

جناب سپیکر: چودھری محمد اعظم چیمہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! سوال کچھ واضح نہیں تھا اسی بناء پر وزیر قانون صاحب جلدی میں "Ayes" کہہ گئے۔ تو سوال کو دوبارہ put کیا جائے سوال واضح نہیں تھا۔

وزیر قانون: جناب سپیکر اس کو دوبارہ put فرمادیں۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر، جناب وزیر قانون نے بھی "Ayes" کر دیا ہے۔ پریس نے بھی دیکھا ہے تو میرے خیال میں I think the Ayes have it.

وزیر قانون: جناب والا! آپ اس پر فیصلہ دے دیں۔ ہم اس کو question کر لیں گے۔ جس طرح آپ مناسب سمجھیں۔ دوبارہ put کر دیں یا فیصلہ دے دیں۔ کیا فرق پڑتا ہے؟

جناب سپیکر: جی راجہ خلیق اللہ خان صاحب کچھ فرمانا چاہیں گے؟

راجہ خلیق اللہ خان: جناب والا! یہ تو شک والا معاملہ ہو گیا ہے آپ اس کے بارے میں ووٹنگ کر لیں۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر! اس کے اوپر وزیر قانون صاحب نے بھی ہاتھ کھڑا کر کے Ayes کو ووٹ دے دیا ہے۔ اسی لئے میں نے گزارش کی تھی کہ بغیر سوچے سمجھے اتنے بل پاس کئے جارہے ہیں کہ اس میں ممبران کی دلچسپی ہی نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر سر۔۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ خان پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ میرے اس پوائنٹ آف آرڈر پر آپ رولنگ دیں۔

جناب سپیکر: میں نے تو پہلے ہی بات پوائنٹ آؤٹ کی تھی۔

رانا ثناء اللہ خاں: کہ وزیر قانون نے جب ہاتھ اٹھا کر Ayes کہہ دیا تو اب اس کے بعد گنتی کی یا کسی دوسری بات کی ضرورت رہ جاتی ہے یا نہیں رہ جاتی۔ اور دوسرا جناب والا اس پر وہ بات بھی واضح ہو گئی ہے جو ہم پچھلے دنوں سے کر رہے تھے کہ وزیر قانون نے تحاریک استحقاق پر تحارک التوائے کار پر اور ترامیم پر مختلف تین tapes بھری ہوئی ہیں۔ اس کا صرف وہ بٹن ہی دباتے ہیں اور آج غلطی سے ان سے وہ on Button ہو گیا ہے تو وہ بات بھی ہماری ثابت ہو گئی ہے۔ تو اب جب انہوں نے ہاتھ کھڑا کر کے Ayes کہہ دیا ہے تو اب اس میں گنتی کی ضرورت نہیں ہے۔

چودھری محمد فاروق: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: چودھری محمد فاروق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر: ایوان کی کارروائی قواعد و ضوابط کے مطابق ہوتی ہے۔ کسی وزیر کے ہاں کہنے یا نہ کہنے کا معاملہ نہیں ہے۔ اپوزیشن نے کوئی اگر ترامیم پیش کی ہے وہ کسی وزیر کی طرف سے اگر کسی غلط فہمی کی بنیاد پر ہاں یا نہ ہو گئی ہے تو وہ الگ بات ہے لیکن تحریک اس وقت carry out ہوتی ہے جب اس بارے میں اکثریت ہاں کرتی ہے اس لئے اگر یہ ترمیم پیش کی گئی اس میں کسی وزیر کی طرف سے کوئی آواز آئی یا نہیں۔ ہاتھ کھڑا ہوا یا نہیں۔ آپ ڈویژن کروالیں اور اگر اس ترمیم پر ایوان کی اکثریت اس کے حق میں نہیں ہے تو یہ ترمیم قابل قبول نہیں ہے۔ یہ پاس نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر: سردار عاشق حسین گوپانگ صاحب کوئی قانونی نکتہ بیان کرنا چاہتے ہیں؟

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب سپیکر! میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بات واضح ہے کہ جب ووٹنگ کے دوران جناب سپیکر صاحب یہ تعین کرنے میں دقت محسوس کر رہے ہوں کہ آیا اس تحریک کے حق میں زیادہ ووٹ ہیں یا اس کی مخالفت میں زیادہ ووٹ ہیں تو اس سلسلے میں واضح طور پر یہ قواعد موجود ہیں کہ اس کے لئے حتمی رائے قائم کرنے کے لئے آپ ممبرز کو بنچز پر کھڑے ہونے کے لئے بھی حکم فرما سکتے ہیں تاکہ آپ حتمی طور پر کوئی رائے قائم کر سکیں۔ تو اس سلسلے میں آپ یا تو سوال کو دوبارہ put کر سکتے ہیں یا پھر یہ ہے کہ آپ حتمی رائے کا تعین کرنے کے لئے بھی ممبرز صاحبان کو "ہاں" اور "نہ" کے سلسلے میں اپنے بنچز پر کھڑے ہونے کے لئے بھی حکم دے سکتے ہیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی وزیر قانون!

وزیر قانون: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جناب والا نے ایک ترمیم کے بارے میں ہاؤس میں سوال put کیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے ابھی یہ کہا کہ جو اس کے حق میں ہیں وہ "ہاں" کہیں۔ یہ کارروائی پوری تکمیل کو نہیں پہنچی تھی۔ ابھی آپ نے دوبارہ سوال put کرنا تھا کہ جو اس کے خلاف ہیں وہ "نہ" کہیں۔ اس کے بعد پھر کوئی سوال اٹھاتا کہ یہ فیصلہ "ہاں" یا "نہ" والوں کے حق میں ہے۔ اول تو جناب والا نے خود اس کا فیصلہ کرنا تھا۔ اس کے بعد ہاؤس سے کوئی سوال کرتا تو پھر آپ ووٹنگ کے لئے put کرتے۔ تو میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کی قواعد انضباط کار کے مطابق تکمیل کرنی ضروری ہے۔ اب اگر ہمارے معزز اراکین حزب اختلاف یہ سمجھتے ہیں کہ میرے اس طریقے سے "ہاں" یا "نہ" کرنے سے ترمیم منظور ہو جائے گی تو یہ مناسب طرز عمل نہیں ہے۔ اب اس پر بہت بحث ہو چکی۔ اب آپ اس کو دوبارہ جو اس کے خلاف ہیں اس کے لئے اس سوال کو پوچھیں اس کے بعد اگر کسی کو کوئی اعتراض ہوا تو وہ کریں گے یا میں کروں گا پھر ووٹنگ کرالیں تاکہ رولز کے مطابق یہ کارروائی جاری رہے۔ اس پر اب مزید وقت ضائع نہ کیا جائے۔ شکریہ۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر! جو رولز جناب وزیر قانون نے بتلائے ہیں مجھے ان سے اختلاف نہیں ہے۔ مجھے اس بات سے اختلاف ہے کہ صرف وزیر قانون ہی نہیں بلکہ اور ممبران

اسمبلی نے بھی اس وقت "ہاں" کہا ہے اور جناب سپیکر جب وزیر قانون ہاتھ اٹھا کر "ہاں" یا "نہ" کہتے ہیں تو اکثر فیصلہ اسی حق میں ہوتا ہے چاہے وہ "ہاں" میں ہو یا "نہ" میں ہو۔ مجھے قواعد سے اختلاف نہیں ہے۔ قواعد میں Provision ہے کہ آپ دوبارہ یہ سوال "put" کر سکتے ہیں۔ سوال مکمل کر سکتے ہیں لیکن جناب والا میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کیونکہ اس وقت ممبران کی دلچسپی اس میں نہیں ہے اور آدھے سے زیادہ ممبران کی توجہ کسی اور طرف ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے عوام کے مستقبل کے فیصلے جو ہیں وہ ایسی صورتحال میں نہیں ہونے چاہئیں۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اجلاس کو آپ Adjourn کر دیں اور اسے کسی اور وقت take up کیا جائے۔ جب سارے ممبران fresh ہوں۔

جناب سپیکر: اس ترمیم میں سوال کرنے پر کوئی confusion نہیں ہے اور نہ ہی اس کے جواب میں کوئی confusion ہے، اور نہ ہی تحریک کے منظور ہونے کا کوئی سوال ہے۔ اس میں صرف ہوا یہ ہے کہ سید چراغ اکبر شاہ کی طرف سے جو ترمیم پیش کی گئی تھی اور دیگر دو صاحبان کی طرف سے پیش کی گئی تھی سید چراغ اکبر شاہ صاحب نے اسے move کیا اور میں نے ترمیم پر question put کیا تو وزیر قانون و پارلیمانی امور نے بے خیالی میں ترمیم پر "ہاں" کہہ دیا۔ بات صرف بے خیالی کی تھی اور کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ اس ترمیم پر Ayes کہہ دینے سے کوئی فیصلہ ہو گیا ہے۔ فیصلہ نہیں ہوا۔ بلکہ اس confusion کو دور کرنے کے لئے میں اسی question کو دوبارہ put کرتا ہوں۔

MR. SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

"That the Punjab Pre-emption Bill, 1990, as reported by the Special Committee No. II, be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon by 30th June, 1991."

(The motion was lost)

سردار عاشق حسین گوپانگ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ بات کئی دفعہ اس معزز ایوان میں دیکھنے میں آئی ہے کہ خواہش تو ہوتی ہے کہ حق میں ووٹ دیا جائے۔ لیکن بعض اوقات غلط فہمی میں وہ آدمی اس کے خلاف ووٹ دے جاتا ہے اس کی وجہ جناب والا صرف یہ ہے کہ آپ جب تحریک پیش کرتے ہیں یا پڑھتے ہیں انگریزی میں پڑھتے ہیں۔ براہ مہربانی اگر آپ

اسے اردو میں پڑھیں تاکہ تمام ممبران اس کو سمجھ سکیں تاکہ کسی غلط فہمی کا احتمال ہی باقی نہ رہے۔ اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ آئندہ کے لئے جو تحریک پیش کی جائے اردو میں کی جائے۔ تمام کارروائی اگر اردو میں ہو جائے تو اس طرح کی غلط فہمی پیدا نہیں ہو گی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: سردار صاحب نے یہ جو نکتہ اٹھایا ہے۔ اس میں تھوڑا سا شرارت کا پہلو ہے۔ کیونکہ ان کو پتہ ہے کہ قانون سازی انگریزی زبان میں ہی ہو گی۔ یہ جانتے ہیں اور سردار صاحب خوب جانتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خاں: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ Notice کے Chair میں ہے کہ وزیر قانون صاحب نے ایک ہی ترمیم پر اور ایک ہی طرح کے question پر اسی ایوان میں ایک دفعہ ہاتھ کھڑا کر کے "Ayes" کہا ہے اور دوسری دفعہ ہاتھ کھڑا کر کے "Noes" کہا ہے۔ یہ جو ان کا contradictory behaviour ہے رولز کے مطابق ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر: اس میں behaviour کا کون سا مسئلہ ہے؟ رانا صاحب اس میں کوئی behaviour کا مسئلہ نہیں ہے۔

Next amendment is by Mr. Ali Hassan Raza Qazi and Rana Sana Ullah Khan. Rana Sana Ullah Khan may move his amendment.

RANA SANA ULLAH KHAN: Sir, I move:-

That the Punjab Pre-emption Bill, 1990, as reported by the Special Committee No. II, be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon by 30th June, 1991.

1. Syed Chiragh Akbar Shah.
2. Mr. Irshad Hussain Sethi.
3. Ch. Shaukat Daood.
4. Mr. Sohail Zia Butt.
5. Mr. Ghulam Sarwar Khan.
6. Mian Manzoor Ahmed Mohal.
7. Haji Muhammad Afzal Chan.
8. Mr. Farid Ahmed Piracha.

9. Mian Mahmood Ahmed.

MR. SPEAKER: The motion moved is-

"That the Punjab Pre-emption Bill, 1990, as reported by Special Committee No II, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report by 30th June, 1991:-"

1. Syed Chiragh Akbar Shah.
2. Mr. Irshad Hussain Sethi.
3. Ch. Shaukat Daood.
4. Mr. Sohail Zia Butt.
5. Mr. Ghulam Sarwar Khan.
6. Mian Manzoor Ahmed Mohal.
7. Haji Muhammad Afzal Chan.
8. Mr. Farid Ahmed Piracha.
9. Mian Mahmood Ahmed.

MINSTER FOR LAW: I oppose it.

جناب سپیکر: رانا صاحب کچھ فرمانا چاہیں گے؟

رانا ثناء اللہ خاں: جناب والا! اس میں یہ ہے کہ یہ بل جس طرح سے رپورٹ ہوا ہے اس میں کچھ دفعات ایسی ہیں جو کہ اسلام کی روح کے منافی ہیں اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسے دوبارہ غور کے لئے مجلس خصوصی کے سپرد کیا جانا چاہیئے تاکہ اس میں سے جو دفعات اسلام کے روح کے منافی ہیں انہیں حذف کیا جاسکے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون کچھ فرمانا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں پہلے بھی اس پر گزارش کر چکا ہوں کہ یہ قانون ایک سال سے نافذ العمل ہے۔ یہ ہنگامی قانون کی شکل میں موجود ہے۔ اس لئے اس پر مزید تاخیر کئے بغیر اسے منظور کیا جائے۔ معزز رکن کی ترمیم سے اس میں مزید تاخیر کا پہلو نکلتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلہ میں ہماری وکلاء برادری اور جو لوگ حق شفع سے متاثر ہوتے ہیں ان کی طرف سے متواتر اور زبردست مطالبہ ہو رہا ہے کہ اس قانون کو بغیر کسی تاخیر کے منظور کیا جائے اور اس ہنگامی قانون کو قانونی شکل دی جائے۔ میں اس وجہ سے آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ اسے مزید کسی تاخیر کے بغیر اس کو فوری طور پر قانون کی شکل دی جانا مناسب

ہے۔ اس ترمیم سے بلاجواز تاخیر کا پہلو نکلتا ہے۔ اس لئے میں اس ترمیم کی مخالفت کرتا ہوں۔ شکریہ۔

MR. SPEAKER: The amendment moved and question is:-

"That the Punjab Pre-emption Bill, 1990, as reported by the Special Committee No II, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report by 30th June, 1991:-

1. Syed Chiragh Akbar Shah.
2. Mr. Irshad Hussain Sethi.
3. Ch. Shaukat Daood.
4. Mr. Sohail Zia Butt.
5. Mr. Ghulam Sarwar Khan.
6. Mian Manzoor Ahmed Mohal.
7. Haji Muhammad Afzal Chan.
8. Mr. Farid Ahmed Piracha.
9. Mian Mahmood Ahmed.

(The motion was lost)

Now, the motion moved and the question is:-

That the Punjab Pre-emption Bill, 1990, as reported by the Special Committee No II, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

We completed the first reading of the Bill.

The House is adjourned.

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی منگل ۱۹ مارچ ۱۹۹۱ء ۹ بجے صبح تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چوتھا اجلاس

منگل 19 مارچ 1991ء

(سہ شنبہ 2 رمضان المبارک 1411ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں 10 بجکر 3 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ
عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَيَّامًا
مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ
مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ
مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا
خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

سورۃ البقرہ آیت 184 - 183

مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیز گار بنو۔ (روزوں کے دن) گنتی کے چند روز ہیں تو جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں روزوں کا شمار پورا کر لے۔ اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھیں (لیکن رکھیں نہیں) وہ روزے کے بدلے محتاج کو کھانا کھلا دیں۔ اور جو کوئی شوق سے نیکی کرے تو اس کے حق میں زیادہ اچھا ہے اور اگر سمجھو تو روزہ رکھنا ہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ وما علینا الاالبلاغ

وزیر صنعت۔(مراختر عباس بھروانہ) پوائنٹ آف آرڈر سر'.....

جناب سپیکر۔جی مہر صاحب' پوائنٹ آف آرڈر پر'.....

وزیر صنعت۔جناب والا میں آپ کی توجہ چند انگریزی اخبارات کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ جنہوں نے 17 تاریخ کے وقفہ سوالات کی خبر کو بالکل حقائق کے برعکس لکھا ہے اور دانستہ طور پر میری سیاسی شہرت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ جناب والا صحافت اور جمہوریت کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور چند صحافیوں کے غیر سنجیدہ ہونے کی وجہ سے جمہوریت کو دھچکا لگ سکتا ہے جس کا میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا ملک اس وقت متحمل نہیں۔ میں جناب والا آپ کو یہ خبر پڑھ کر سناتا ہوں اور اس کی Head Line انہوں نے دی ہے' اس سے آپ کو اندازہ ہو گا کہ یہ کس قسم کی صحافت ہے۔

"Bharwana Under fire in Punjab Assembly" یہ Head Line ہے یہ میرے خیال میں غالباً" کسی نے میرے صحافی بھائی کو لکھ کر دی ہو گی۔

جناب اقبال احمد خان لنگڑیال۔پوائنٹ آف آرڈر سر' یہ ان کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا یہ ان کی تحریک استحقاق بنتی ہے۔

وزیر صنعت۔جناب والا میں یہ خبر پڑھ کر سنا رہا ہوں جو کہ انہوں نے میرے متعلق لکھی ہے۔ یہ سپیکر صاحب فیصلہ کریں گے۔

جناب سپیکر۔بھروانہ صاحب' پوائنٹ آف آرڈر پر آپ Procedural Matter کو Takeup کر سکتے ہیں۔ اس بات کو بھی آپ Point out کر سکتے ہیں جیسے آپ کر رہے ہیں۔ لیکن اس پر اتنی لمبی بات نہیں ہو سکتی۔

وزیر صنعت۔میں لمبی بات نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر۔آپ جو کہنا چاہتے ہیں وہ فرمائیں۔

MINISTER FOR INDUSTRIES: It Says:

Minister for Industries, Mr Akhtar Abbas Bharwana came under fire during question - answer hour in the punjab Assembly. He did not answer a single question in the session.

رانا ثناء اللہ خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا' ان کے لیے بھی وہی قواعد ہیں جو ایک عام ممبر کے لیے ہیں۔

جناب سپیکر۔ وہ پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ میں نے انہیں کہہ دیا ہے کہ اختصار سے کام لیں۔

وزیر صنعت۔ جناب والا' میں یہ عرض کر رہا تھا کہ انہوں نے یہ لکھا ہے:

He did not answer a single question.

جناب والا' اس دن پانچ سوال تھے اور پانچوں سوالوں کے جوابات دیئے گئے۔ کیونکہ اس وقت جناب نے یہ کہا تھا کہ Question may be taken as read. یہ تو ان کو سمجھنا چاہئے جب کہ جوابات کی کاپیاں بھی ان کے پاس ہیں۔ جناب والا' اس کے ساتھ ساتھ ذرا زیادتی کی انتہا دیکھئے کہ ساتھ یہ لکھتے ہیں:

About the department he chose to work out

the type induction in to the Provincial Cabinet.

انتہا دیکھئے کہ میں چیف منسٹر سے بھی بڑھ کے ہوں! یہ تو فیصلہ چیف منسٹر نے کرنا ہے۔۔ یعنی میں نے یہ فیصلہ کیا' میں نے کروایا ہے! آپ اندازہ لگائیں سر' یہ انتہا ہے زیادتی کی۔

He passed one hour of the day with the opposition members

for suggestions who put supplementary questions

to 50 minutes' as the that the time for question answer

session may be reduced honourable minister has

nothing more to say.

جناب والا' جب پانچوں سوالات ہوئے اور پھر ان پر ضمنی سوالات بھی ہو گئے تو پھر اس سے بڑی زیادتی اور کیا ہو گی؟ میں تو صحافی بھائیوں کی ہمیشہ عزت کرتا ہوں اور وہ قابل احترام ہیں۔ لیکن جناب والا' یہ ایک بہت بڑی زیادتی ہے اور میں عرض کروں گا کہ آپ اس کا نوٹس لیں۔

جناب سپیکر۔ شکریہ۔ بھروانہ صاحب' اس میں آپ نے جو نشان دہی کی ہے' جہاں تک اس ہیڈ لائن کا تعلق ہے:

Mr Akhtar Abbas Bharwana was under fire in Punjab Assembly.

اور دوسری بات ہے کہ He could not answer اس میں جو بات درست نہیں ہے وہ یہی ہے کہ a single question. اس پر میں یہ کہوں گا کہ آپ نے سوالوں کے جواب دیئے اور یہ صورت نہیں تھی کہ آپ ایک سوال کا جواب بھی نہ دے سکے' یہ درست بات نہیں ہے۔ لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ He was under fire in the Punjab Assembly ایسی باتیں تو ہوتی ہی رہتی ہیں۔ Every minister would come under Fire اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ خبریں اس طریقے سے لگتی رہتی ہیں۔ اس میں قابل اعتراض بات صرف یہی ہے کہ آپ کسی سوال کا جواب نہ دے سکے جو کہ درست نہیں ہے۔ میرے خیال میں اس کی رپورٹنگ اسی انداز میں ہو جانی چاہئے کہ بھروانہ صاحب نے سوالات کے جواب دیئے۔

رانا ثناء اللہ خان۔جناب سپیکر' پوائنٹ آف آرڈر۔ میں ایک منٹ سے زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ بھروانہ صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر جو فرمایا ہے اور جس کی جناب نے قواعد relax کر کے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ قواعد کے خلاف اجازت دی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ صحافیوں کے اس خبر کو اس انداز سے رپورٹ کرنے سے جمہوریت کو دھچکا لگا ہے۔ تو جناب والا' گزارش یہ ہے کہ وزراء صاحبان جس طرح سے سوالوں کے جوابات کی تیاری کر کے آتے ہیں۔ آپ پچھلے چند دنوں کی کارروائی ملاحظہ فرمائیں کہ جناب والا کو روزانہ یہ ہدایات دینی پڑتی ہے' روزانہ یہ Advice دینی پڑتی ہے کہ تیار ہو کے آئیں۔ ابھی کل ہی کا واقعہ ہے کہ ایک محکمے کے تمام سوال پینڈنگ کر دیئے گئے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ وزراء کا یہ رویہ جمہوریت کے لئے دھچکا ہے۔ انہیں چاہئے کہ یہ خود پوری طرح تیار ہو کے آیا کریں تاکہ بعد میں اس قسم کی بات نہ کسی کو لکھنے کی ضرورت پڑے اور نہ ہی ایسی بات ہو۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر۔وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

ریسٹ ہاؤسوں کی تفصیل

☆ 72۔ **رانا اکرام ربانی**۔کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔۔۔

(الف)محکمہ اوقاف کے کل کتنے ریسٹ ہاؤس ہیں ان کی ضلع وار تفصیل کیا ہے یہ کتنی کتنی لاگت اور کس کس تاریخ کو تحریر ہوئے ان میں قیام و طعام کی کتنی گنجائش ہے اور کیا کیا

سہولتیں میسر ہیں ان ریسٹ ہاؤسوں میں کتنے ایرکنڈیشنر نصب ہیں مکمل تفصیلات ایوان میں پیش کریں؟

(ب) متذکرہ ریسٹ ہاؤسوں میں 86-1985ء سے 90-1989ء تک سال وار کتنے مہمان افسران ٹھہرے ان کے نام عہدے بمعہ تاریخ قیام مزید برآں متذکرہ عرصے کے دوران ان ریسٹ ہاؤسوں کی دیکھ بھال پر سال وار کتنے اخراجات ہوئے اور مہینہ وار بجلی ٹیلیفون کے کتنے کتنے اخراجات ہوئے مکمل تفصیلات ایوان میں پیش کریں؟

وزیر اوقاف (چودھری محمد اکرم) محکمہ اوقاف کے زیر کنٹرول ملتان زون میں دربار حضرت بابا فرید الدین گنج شکر' پاک پتن شریف اور دربار حضرت خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن سے ملحقہ دو مسافر خانے ہیں دربار خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن سے ملحقہ مسافر خانہ دربار ہذا کے ساتھ ہی 1960ء میں محکمانہ تحویل میں لیا گیا جس کی حتمی تاریخ تعمیر کے بارے میں ریکارڈ خاموش ہے جس کی وجوہ سے اس میں قیام و طعام کی گنجائش یا کوئی دیگر سہولت نہیں ہے۔ دربار حضرت بابا فرید الدین گنج شکر پاک پتن پر واقع مسافر خانہ دربار شریف کی عمارت سے ملحق ہے۔ سالانہ عرس کے موقع پر افسران و دیگر زائرین قیام کرتے ہیں۔ زائرین سے قیام کا کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا عموماً" زائرین قیام کے دوران لنگر سے کھانا کھاتے ہیں یا اپنے ذرائع سے کھانے کا بندوبست کرتے ہیں۔ ان عمارات میں کوئی ایئرکنڈیشن نصب نہیں ہے۔ اس بلڈنگ میں ریسٹ ہاؤس کی طرز پر سہولیات وغیرہ میسر نہیں ہیں جس کی وجہ سے اس کا استعمال بطور ریسٹ ہاؤس نہیں ہوتا۔ نیز پانچ' چھ ماہ پہلے اس کا ایک حصہ گر چکا ہے۔

(ب) چونکہ یہ عمارات باقاعدہ ریسٹ ہاؤس نہیں ہیں بلکہ زائرین کے قیام کے لئے مخصوص ہیں۔ لہٰذا مہمانوں افسران کے نام مع عہدہ و تاریخ کا کوئی ریکارڈ نہیں رکھا جاتا۔ جہاں تک اخراجات کا تعلق ہے چونکہ یہ عمارات' مزارات کا حصہ ہیں۔ لہٰذا ان پر مرمت کے لئے علیحدہ کوئی تخمینہ جات نہیں بنایا جاتا بلکہ جب بھی درگاہ شریف کی مرمت کی جاتی ہے تو ان کو بھی ساتھ شامل کیا جاتا ہے۔ جہاں تک بجلی اور ٹیلی فون کا تعلق ہے ان عمارات میں کوئی ٹیلیفون نصب نہیں ہے اور بجلی کے لئے میٹر نصب نہیں ہے بلکہ مزارت شریف پر لگے ہوئے میٹر سے ہی بجلی مہیا ہوتی ہے۔

رانا اکرام ربانی۔ جناب والا' جواب میں لکھا ہوا ہے۔ "سالانہ عرس کے موقع پو افسران و دیگر زائرین قیام کرتے ہیں۔ زائرین سے قیام کا کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا۔" تو کیا افسران سے وہاں قیام کا

معاوضہ لیا جاتا ہے؟

وزیر اوقاف۔ جی نہیں۔

خان احمد خاں بلوچ۔ جناب والا' اس میں کہا گیا ہے کہ چھ ماہ سے اس کا ایک حصہ گر چکا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ چھ ماہ سے جو حصہ گر چکا ہے' اسے آج تک کیوں نہیں بنایا گیا؟

وزیر اوقاف۔ یہ عمارت بہت پرانی تھی۔ اس کا جو حصہ گر چکا ہے' اس کو مسافر خانہ تعمیر کرنے کے لئے تخمینہ جات وغیرہ بنائے جا رہے ہیں۔

کرایہ میں فرق کی وجوہات

☆ 220۔ **رانا اکرام ربانی۔** کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جامع مسجد حنفیہ واقع سی بلاک اوکاڑہ میں محکمہ اوقاف کے کرایہ داران ولی محمد ولد رحیم بخش کرایہ دار یونٹ نمبر8 کمرشل یونٹ کا کرایہ 263 روپے سے 434 روپے رحمت علی ولد محمد دین کرایہ دار یونٹ نمبر2 کمرشل یونٹ کا کرایہ 420 روپے سے 418 روپے لیکن ملک حیات محمد ولد عنایت بخش کرایہ دار یونٹ نمبر17 رہائش یونٹ کا کرایہ 150 روپے سے 1173 روپیہ کر دیا گیا ہے۔

(ب) اگر جز ھائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس فرق اور زیادتی کی وجہ کیا ہے کہ کمرشل یونٹ کا کرایہ اتنا کم بڑھایا گیا ہے اور رہائش کا کرایہ اتنا زیادہ؟

وزیر اوقاف۔ (چودھری محمد اکرام)

(الف) جامع مسجد حنفیہ اوکاڑہ' محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے اور اس سے ملحقہ وقف جائیداد کے کرایہ جات میں اکتوبر 90ء سے تشخیص نو زیر کارروائی ہے' ابھی تک آفیسر مجاز نے اس کی منظوری نہیں دی ہے۔ منظوری جاری ہونے کے بعد کرایہ داران کو نوٹس جاری کئے جاتے ہیں۔ جس کے مطابق وہ اپنی اپیل آفیسر مجاز کے پاس دائر کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا درست نہیں کہ کمرشل یونٹ کا کرایہ کم اور رہائشی یونٹوں کا کرای تشخیص کیا گیا ہے۔ وہی تشخیص نو قانونی طور پر دقت ہو گی جس کی منظوری آفیسر مجاز دیں گے۔

(ب) جیسا کہ "الف" میں وضاحت کی ہے۔

رانا اکرام ربانی۔ جناب والا۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ sment کے بعد جو اس سے اوپر

والی سٹیج کے افسر ہوتے ہیں وہ اس کو چیک کرتے ہیں یا یہ محکمے کی Practice ہے کہ اس انتظار میں رہا جائے کہ اپیل دائر کی جائے ا پھر اس پر کوئی فیصلہ کیا جائے؟

وزیر اوقاف۔جناب والا۔ اس کو محکمہ کے افسران چیک کرتے ہیں لیکن جہاں تک Assessment کا تعلق ہے وہ یہ کہ محکمے کو ہر دو سال بعد Assessment کرنے کا اختیار ہے۔

رانا اکرام ربانی۔میں نے یہ نہیں پوچھا کہ آپ کو اختیار ہے یا نہیں۔ میں نے یہ پوچھا ہے کہ Assessment جب دفتر میں آتی ہے تو جو افسران بالا ہیں وہ اس کا کوئی نوٹس لیتے ہیں کہ اس میں اتنی Assessment ہوئی اس کے مطابق نوٹس بھیج دیا جائے۔ اپیل ہو اور وکیل آئیں اور اس کے بعد اس کو بڑھایا یا کم کیا جا سکے؟

وزیر اوقاف۔جناب والا۔ اس کی چیکنگ پہلے افسر مجاز کرتا ہے۔ اس کے بعد کرایہ دار اس کی اپیل کرتا ہے پھر اس کے بعد آفسر مجاز چیک کرتا ہے۔

جناب سپیکر۔لیڈر آف دی اپوزیشن اور منسٹر اوقاف ایک دوسرے کو سوال کر رہے ہیں اور ایک دوسرے کو جواب دے رہے ہیں۔

رانا اکرام ربانی۔جناب سپیکر۔ میں نے ضمنی سوال کیا تھا اور وہ میں نے آپ کی طرف دیکھ کر اور آپ کی وساطت سے کیا تھا تو وزیر صاحب نے دوبارہ پوچھا تھا کہ کیا کہا ہے؟ اور آپ کے حکم کے مطابق میں نے اس کو دھرایا تھا۔ اس پریکٹس سے بچنے کے لئے میں کوشش یہ کرتا ہوں کہ مجھے وہی نہ کہنا پڑے کہ جناب میں نے یہ کہا ہے۔

جناب سپیکر۔میں نے اس لئے کہا کہ آپ ایک دوسرے کو متوجہ ہو کر بات کر رہے ہیں۔

رانا اکرام ربانی۔جناب والا۔ آپ نے بڑی خوبصورتی سے وزراء صاحبان کی توجہ دلائی ہے کہ پہلے ہی بڑی توجہ سے سن لیا کریں کہ ضمنی سوال کرنے والے نے کیا کہا ہے۔ میرا سوال اب بھی وزیر موصوف سے یہی ہے کہ ایک Assessment Field سے ہو کر آتی ہے اور سو سو' دو دو سو گنا Assessment اس طرح بھیج دی جائے اور پھر کرایہ دار کی طرف سے اپیل آئے اور اس کے بعد اس میں تخفیف کی جا سکے۔ یا خود بخود اس قسم کی بے قاعدگی کا نوٹس لیتے ہیں۔

جناب سپیکر۔جی منسٹر اوقاف!

وزیر اوقاف۔جی اپیل پر۔

رانا ثناء اللہ خاں۔ جناب سپیکر۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہونگا کہ جواب کے جز الف میں انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ "۔۔۔ جائیداد کے کرایہ جات میں اکتوبر 90ء سے تشخیص نو زیر کارروائی ہے' ابھی تک افیسر مجاز نے اس کی منظوری نہیں دی۔۔۔" تو یہ تقریباً" چھ ماہ کا عرصہ بنتا ہے۔ تو میں وزیر موصوف سے یو پوچھنا چاہونگا کہ ابھی اس پر اور کتنے سال لگیں گے یا زیر کارروائی ہی رہے گی؟

وزیر اوقاف۔ جناب والا۔ جن کی اپیلیں ابھی تک دائر نہیں ہوئیں تو ان کی منظوری آفسر مجاز کیسے دے سکتا ہے۔ منظوری تو اپیل کرنے پر ہو گی۔

رانا ثناء اللہ خاں۔ جناب سپیکر۔ اگر یہ صورتحال ہے تو پھر انہوں نے نیچے جا کر لکھا ہے کہ جس کی منظوری افسر مجاز دیں گے۔ یعنی ایک طرف یہ کہہ رہے ہیں کہ اپیل نہیں ہوئی۔ اگر اپیل نہیں ہوئی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ افسر مجاز نے تشخیص کر دی ہوئی ہے۔ تو وہی Figures جو اوپر جواب میں ہے کہ فلاں رہائشی یونٹ کا کرایہ 150 روپے سے 1173 روپے کر دیا گیا ہے۔ تو پھر اس کے متعلق انہوں نے واضح جواب کیوں نہیں دیا۔ یہ تشخیص جو ہوئی ہے جس کے خلاف یہ اپیل کا کہہ رہے ہیں کہ اپیل ابھی تک نہیں ہوئی کہ وہ کیا ہے 1173 روپے ہے یا 150 روپے ہے۔

وزیر اوقاف۔ جناب سپیکر۔ کرائے کے بارے میں ان کو تھوڑی سی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ دکان نمبر2 کا رقبہ پیائش کے لحاظ سے 178 فٹ ہے اور اس کا کرایہ انہوں نے 420 روپے سے 618 روپے تشخیص کیا ہوا ہے جو وہاں کے علاقہ کی پرائیویٹ دکانوں سے بہت کم ہے۔ تو اس لحاظ سے ہم کرایہ کا تعین مربع فٹ کے حساب سے کرتے ہیں اور اس طرح جو رہائشی یونٹ کا کرایہ ہے اس کا رقبہ 533 مربع فٹ۔ تو اس لحاظ سے اس کا کرایہ دو روپے کچھ پیسے کے حساب سے بنتا ہے۔ تو تشخیص کر دی جاتی ہے۔ اس کے بعد جب ان کی اپیل ہوتی ہے اس کے بعد اس میں رد و بدل کر دیا جاتا ہے لیکن اس میں منظوری آنے سے پہلے ہمیں کچھ شکایات ملی تھیں چنانچہ ہم نے پورے پنجاب میں یکساں طریق کار اپنانے کے لئے اس کی دوبارہ تحقیقات کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ اس لئے ابھی تک اس کی منظوری التوا میں پڑی ہوئی ہے۔

رانا ثناء اللہ خاں۔ جناب سپیکر۔ یہ بڑی واضح بات پوچھی گئی تھی کہ ایک یونٹ کا کرایہ 263 روپے سے 434 روپے کیا گیا ہے۔ ایک یونٹ کا کرایہ 420 روپے سے 618 روپے کیا گیا ہے جس کو اب وزیر موصوف نے تسلیم بھی کیا ہے اور اس کے بعد ہے کہ ایک کا کرایہ 150 روپے سے 1173 روپے کر دیا گیا ہے اور یہی فرق پوچھا گیا ہے کہ اس آدمی کے ساتھ یہ خصوصی سلوک کیوں کیا گیا

ہے؟ تو اب اس کے متعلق وزیر موصوف جواب نہیں دے رہے کہ واقعی یہ 150روپے سے 1173 روپے کر دیا گیا ہے یا نہیں کر دیا گیا ہے اور اگر ایسا کیا گیا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے۔ یہی بات واضح طور پر اس سوال میں پوچھی گئی ہے لیکن وہ کبھی کہہ رہے ہیں کہ تشخیص ہو گئی ہے۔ کبھی کہہ رہے ہیں کہ اپیل ابھی ہونی ہے۔ تو اس میں جو صورتحال ہے وہ واضح طور پر بتائیں یا پھر وہ سوال کو موخر کروا لیں۔

جناب سپیکر -رانا صاحب اپنے ضمنی سوال میں یہی دریافت کرنا چاہتے ہیں جو اصل سوال میں دریافت کیا گیا ہے کہ کمرشل یونٹ کا کرایہ اتنی Ratio سے کم بڑھایا گیا ہے اور رہائشی یونٹ کا کرایہ 150روپے سے 1173 روپے کر دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر اوقاف -جناب والا۔ محکمانہ قانون کے مطابق اس کی Assessment فی مربع فٹ کے حساب سے کی جاتی ہے۔ تو فی مربع فٹ کے حساب سے دکان' کمرشل یونٹ کا کرایہ ہم نے یہاں ساڑھے تین روپے فی مربع فٹ کے حساب لگایا ہے اور جو رہائشی یونٹ ہے اس کا کرایہ منیجر اوقاف نے Assess کر کے بھیجا ہے اس کا رقبہ 533 مربع فٹ بنتا ہے اور اس کا کرایہ انہوں نے 1173 روپے تشخیص کیا ہے۔ وہ تقریباً" کوئی دو روپے بیس پیسے کے حساب سے بنتا ہے جو کمرشل یونٹ سے تقریباً" نصف سے تھوڑا سا زیادہ ہے۔

جناب سپیکر -کمرشل یونٹ سے کم ہے؟

وزیر اوقاف -کمرشل یونٹ سے کم ہے۔

جناب سپیکر -چودھری محمد فاروق صاحب ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد فاروق -جناب سپیکر۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر وزیر موصوف کی بات یعنی Rate & Ratio مان لی جائے کہ یہ کس طرح Per Feet کے حساب سے کرایہ تشخیص کرتے ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب کمرشل یونٹ کا کرایہ پہلی تشخیص کے مطابق 420 روپے بنایا گیا اور رہائشی یونٹ نمبر 17 کا کرایہ 150 روپے پر تشخیص کیا گیا۔ تو آیا وہ تشخیص اس Ratio کے مطابق نہیں کی گئی تھی جو Ratio یا جو سکیل اب وزیر موصوف بیان کر رہے ہیں؟

وزیر اوقاف۔جناب والا۔ پہلے کرایہ جات پیمائش کے مطابق نہیں تھے۔ اب محکمے نے اس کو پیمائش کے مطابق کرایہ جات تعین کرنے کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا ہے۔

چودھری محمد فاروق -جناب سپیکر۔ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف کے مطابق جو Assessment قانونی Ratis کے مطابق نہیں تھی آیا اس Assessment کے مطابق یہ تعین کئے گئے کرایہ جات محکمے نے وصول کئے ہیں یا نہیں کئے ہیں اور جناب والا اس کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ جن افسران نے قواعد و ضوابط کے مطابق Assessment نہیں کی ان کے خلاف محکمہ کی طرف سے کوئی کارروائی جاری ہے یا نہیں؟

رانا ثناء اللہ خان۔پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر۔ آپ نے بھی اس بات کا نوٹس لیا ہو گا اور میں یہ بات Chair کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ آج بھی وزیر موصوف نے وزیر قانون اور وزیر صنعت کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے جواب کچھ دیا ہے اور اس کے بعد جو انہوں نے ابھی اٹھ کر جو وضاحت کی ہے اس وضاحت میں انہوں نے یہ بات خود تسلیم کی ہے کہ واقعی رہائش یونٹ کا کرایہ 150روپے سے 1173 روپے کر دیا گیا اور یہ بات انہوں نے اس ایوان میں کی ہے جبکہ یہ جو لکھا ہوا جواب دیا ہے اس کو آپ ملاحظہ فرمالیں کہ انہوں نے اس بات کو جواب میں گول کیا ہے۔ سوال کے جزو (الف) میں پوچھا گیا ہے کہ کیا کرایہ 1173 روپے کر دیا گیا ہے مگر انہوں نے جواب میں اس کو گول کیا ہے اور اب یہ کہہ رہے ہیں کہ ہاں کر دیا گیا ہے۔ تو جناب والا آپ اس بات کا نوٹس لیں کہ وزراء صاحبان عوام کے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہیں۔

وزیر اوقاف۔جناب سپیکر۔ میں نے گزارش کی ہے کہ کرایہ مینجر نے تشخیص کیا ہے اب اس بارے میں مجبوری ہے۔

چودھری محمد فاروق۔جناب سپیکر۔ میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ انہوں نے 618 اور 1173 روپے والی Assessment کو منظور نہیں کیا یہ تو پہلی Assessment تھی جس میں رہائشی یونٹ کا کرایہ 150 روپے تھا اور کمرشل یونٹ کا کرایہ 420 روپے تھا جس کو وزیر موصوف نے کہا ہے کہ وہ قواعد و ضوابط نہیں تھی۔ جناب والا۔ میں نے اس بارے میں ضمنی سوال کیا ہے کہ آیا جو 420 روپے کمرشل یونٹ اور 150 روپے رہائشی یونٹ کی Assessment تھی اور جو قبل ازیں کی گئی تھی کیا وہ ان کرایہ داروں سے اور کمرشل یونٹ والوں سے وصول کی گئی یعنی اس Assessment کے مطابق کرایہ جات وصول کئے گئے یا نہ کئے گئے۔

اس کے ساتھ جناب والا۔ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ تھا کہ وزیر موصوف کے بیان کے مطابق جن

افسران نے قواعد و ضوابط کے مطابق پہلی Assessment نہیں کی کیا متعلقہ محکمہ ان افسران کے خلاف کوئی کارروائی کر رہا ہے یا نہیں کر رہا ہے۔

وزیر اوقاف۔ جناب سپیکر۔ میں نے عرض کیا ہے کہ پنجاب میں محکمہ اوقاف کے جو کرایہ جات تھے وہ فی مربع فٹ کے حساب سے نہیں تھے تو ہم نے پچھلے تین چار سالوں سے کرایہ کو یونیفارم طریقہ پر لانے کے لئے ہر ضلع میں فی مربع فٹ سے کرایہ لگانا شروع کر دیا ہے اس لحاظ سے ہم ہر دو سال سے بعد Assessment کر سکتے ہیں۔ اس طریقہ سے ہم نے کچھ اضلاع میں پچھلے سالوں میں کر دیئے ہیں ان میں سے ضلع سرگودھا اور اوکاڑہ کے ضلع سے کچھ شکایات ملی ہیں ان شکایات کے لئے ہم نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے اور وہ دوبارہ تشخیص کر رہی ہے۔ تو یہ جناب دوبارہ Assess ہو کر آئے گا اور اس کے مطابق ہم فیصلہ کریں گے۔ ہم نے ابھی تک اس کی منظوری نہیں دی۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر۔ جناب وزیر موصوف کا یہ جواب بھی میرے سوال کے مطابق نہیں۔ میں دوبارہ وزیر موصوف صاحب کے لئے آسانی پیدا کرتے ہوئے اپنے ضمنی سوال کو اور طریقے سے آپ کے سامنے لاتا ہوں میرا نیا ضمنی سوال یہ ہے کہ کمرشل یونٹ کے لئے 420 روپے کی جو Assessment ہے یہ کون سے سال میں کی گئی اور 150 روپے کی جو Assessment رہائشی یونٹ کے بارے میں ہے یہ کون سے سال میں محکمے نے کی۔ کیا وزیر موصوف کوئی سال بتا سکتے ہیں؟

جناب سپیکر۔ اگلا سوال۔

ناقص تعمیر کی تحقیقات

☆ 257- **میاں محمود احمد۔** کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ----

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسجد حضرت داتا گنج بخش کی ناقص تعمیر کے سلسلہ میں تحقیقات ہو رہی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ تحقیقاتی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے۔ نیز کیا حکومت ذمہ دار لوگوں کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر اوقاف -(چودھری محمد اکرام)

(الف) یہ درست ہے کہ اس سلسلہ میں مسجد حضرت داتا گنج بخش صاحب کی تعمیرات کے بارے میں ابتدائی تحقیقات ہو چکی ہیں۔

(ب) یہ تحقیقات جناب وزیر اعلیٰ کی معائنہ ٹیم نے کی اور اس ٹیم کے نشان دہی کردہ نقائص کو محکمہ اوقاف کے انجینئر صاحبان نے دور کر دیا ہے اس کے بعد مذکورہ ٹیم نے کام کو تسلی بخش یا بعض نکات پر چند ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے جونہی محکمانہ تحقیقات مکمل ہو گی۔ اس کے مطابق ذمہ دار افراد کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ وزیر اعلیٰ کی معائنہ ٹیم کی رپورٹ کے اقتباسات اور اس پر کی گئی محکمانہ کارروائی کی تفصیل منسلک ہے۔

16/11/2000

RELEVANT EXTRACTS OF ENQUIRY REPORT.

1. DELAY CAUSED IN THE COMPLETION OF THE PROJECT LEADING TO THE PAYMENT OF Rs, 77.50 LAC AS ESCALATED COST.

Please furnish the reasons for delay in the execution of this project and the circumstances which led to the payment of Rs. 77.50 lac as escalated cost.

ACTION TAKEN

(i) It hardly planned to execute the work when people from different walks of life demanded to re-design the project. In the meeting held under the chairmanship of Governor Punjab on 12.9.81 it was decided to re-design the project. Likewise, under the orders of the then President of Pakistan, the main entrances and minarets were also re-designed. For these reasons, Technical committee recommended additional fee of Rs. 2 lac which was approved by the Governor. For this purpose, not only the project remained suspended but change of design also put a significant financial impact on the estimated cost of the project. Interalia, additional items like stainless steel glazed screen, ceramic mosaic tiles, ornamental type of work in the basement and gold leafed cones, which were not covered in the original estimate become the reasons in increase of time span of the project. The position was also explained to the Governor/Chief Minister through Summaries from time to time.

(ii) The major cause of concern towards the timely completion of the project was its financial aspect. Auqaf Department could allocate Rs. 40 to Rs. 60 lac only from its budgetory allocation which

received in piece meal installment, whereas, the project demanded lump sum provision. As evident from the cost of the project that budgetory allocations made by Auqaf Department, were inadequate and in-sufficient to cater with the financial requirements of the project. Thus to meet the financial gap, provincial Government constituted a Fund Raising Committee headed by Finance Minister (now Prime Minister of Pakistan). Auqaf Department also made an appeal to the philanthropists and opened a donation Account, but these arrangements did not ease the financial position. This position is inconformity with the financial problem admitted by the President of Pakistan in a Directive that "So for the work has been progressing and the Mosque has reached a firmly advanced stage of completion. However, the project which is estimated to cost Rupees ten crore, has run short of funds". On President's directive and on our request ultimately Federal and Provincial Governments came to our rescue and provided financial assistance for Rs. 4.50 crore, major portion of which received in 1985 (mostly the funds were received after the proposed completion date of the Project).

(iii) The construction of main Prayer Chamber remain suspended for want of anchorage details of stainless steel glazed screen which were to be supplied by the principal suppliers from U.K. These details were received after 1984. In addition, visits of the Consultants and Project Director for giving approval of material to be used of stainless steel glazed screen from Government of Punjab, consumed a considerable time. Moreover, request of Auqaf Department in respect of grant of foreign exchange, Import Licence and exemption orders from Customs & other duties over the imported material from various Ministries of Federal Govt. were not

timely received. Such delays were beyond the limits of Auqaf Department. This position was explained to the Chief Minister in a Briefing Session dated 29. 03. 1988.

(iv) The entire area where construction work was to be commenced was not available at the time of start of the Project. The possession of the area was as under :-

Only 60 % 21. 03. 1982 to 14. 11. 1983 - 20 months

" 90 % 15.11.1983 to 01.09.1984 - 10 months

" 100 % after 02. 09. 1984

This too has been protested by the contractors M/s Conforce Limited. Interalia, the Contractor all the time has expressed its difficulties about the restricted working space, which was also realized by the Implementation Committee.

The above circumstances were beyond the limits of Auqaf Department and thus delay was invitable which was due to change in the design of the Project, increase in scope of work because of induction of new items like stainless steel glazed screen, ceramic mosaic tiles, gold leaf cones, restricted working space non-availability of the area to be undertaken for construction work and in-adeuqate funds were the main reasons of delay towards the timely completion. Under these circumstances, escalation as per terms of Agreement which comes to 7.5 % of the total cost of the Project was allowed. Despite the facts explained above, the progress of Project had been periodically monitored by a high powered committee constituted by the orders of the then President of Pakistan / Governor Punjab, who expressed all the time, his satisfaction about the progress and quality of work.

Local Audit Fund Department has conducted cent percent audit and found the accounts satisfactory / in order.

2. DELAY IN THE IMPORT OF STAINLESS STEEL GLAZED SCREEN.

The reason for delay in the importing of glazed screen may please be indicated. it may also be indicated as to whether tenders / quotations were not called for this additional work.

An Agreement for procurement of stainless Steel glazed screen was executed on 9.06.1984 but Letter of Credit could not be established by the end of 1984. Moreover, approval of visits of Consultants and Project Director to abroad for approval of specifications of the material to be used, were not approved by the Government in time. These delays were beyond the control of Auqaf Department. This position was explained to the authorities vide D. O letters.

As per terms of Agreement, more than 3 quotations were placed before the committee and the rates through negotiations were approved by the Implementation Committee comprising of 2 provincial Ministers i.e. Minister C & W ; Minister Auqaf; Secretary Finance; Secretary Auqaf and Secretary C & W.

3. USE OF DISMANTLED BRICKS FROM SHAHEED DATA MOSQUE STRUCTURES IN LATRINES.

It has been reported that dismantled bricks from the old Mosque structures, were used for construction of latrines but no deduction on this account was made by the Supervisory staff from the Contractors. Please indicate the reasons for this irregularities. Also take necessary steps for the reconstruction of these walls of latrines in which old bricks were used.

It is categorically stated that no brick from old Mosque has been used in the lavatory block. However, deduction of old bricks received from the dismantling of boundary was has been taken into account. As

regards dismantling rear wall of the lavatory block is concerned, it is submitted that lavatory block will be dismantled before the construction of 2nd phase projects is commenced, which is expected shortly and the issue will be fizzled out.

4. CONSTRUCTION OF 104 TEMPORARY SHOPS.

Defects were found in the construction of temporary shops. Sub-standard / fudge work amounting to Rs. 32,000 / - have been dissevered for which the concerned Engineering staff is responsible. All concerned to plase explain as to why disciplinary action should not be taken against them and the amount of loss may not be recovered from them.

Recovery has since been made and further action is in progress.

5. DEFECTIVE AIR CONDITIONING.

It has been reported that the Mechanical ventilation system for cooling the Prayer Hall have not control over humidity and also produces loud noise which affects public address system. This arrangement is stated to be in-efficient, absolets and gives no substantial relief to the devotees. Consultants are fully responsible for introducing such an absolete and defective system. These defects may be removed at the cost of the Consultants. The adverse impact of this cooling system upon the public address system may also be rectified.

Mechanical Ventialation System has since been replaced at war-footing and the Mosque is now air-conditioned.

6. DRAINAGE OF COURTYARD FLOORS.

The enquiry has revealed that only mild slope has been provided in the main courtyard which is inadequate for proper drainage, while in the basement, no slope at all has been provided. The drawings supplied

by the Consultants do not cater for such slopes and the Engineering staff also failed to detect this omission. The net result is that at present there is no remedy for over-coming this drainage problem. This has to be attended to and the recommendations of the Chief Minister's Inspection Team on the subject may be implemented.

Despite the Drawings prepared by the Consultants were silent about the slope even then efforts were made to provide slope. After Chief Minister's Inspection Team's previous visit, conditions were further imporived by rubbing/grinding of marble slabs. However, the drain pipes are often choked with polythenes bags filled with rice and now the staff has been appointed for close maintenance and after that in the recent rains, difficulty of stagnate water has been removed.

7. DISPOSAL OF SEWER.

It has been suggested that the out-fall sewer of the Mosque may be connected with the main Sewer of WASA. Needful has been done.

8. EXTERNAL GATE OF MOSQUE.

It has been proposed that the originally proposed teak wood doors should be installed at the entrance of the Mosque on southern side as per original design, instead of the steel collapseable door.

The Contractor has been asked to fix the teak wood gates.

9. FIXING OF GOLD LEAF CONES.

In the original design, the Consultants did not specify final finishing for the upper portion of the Minarets. The project Director failed to notice it. This was a serious lapse and both the project Director and Consultants are responsible for it. After the decision for fization of gold leafed cones on the upper portion of the Minarets was taken on 2.2.1987, lot of time was wasted on opening of L/C and importing of

Gold Leaf Cones, which resulted in increase of cost by Rs. 21 lacs. This should be explained and also clarified why the tenders were not called for purchase of these gold leaf cones.

The design of the Minarets were originally conceived in Persian style which do not go along the architecture of the other structures. Under the orders of the President of Pakistan, design was reshaped in the present format. The Consultants, author of the project, did not specify any treatment which was confessed that it was a pioneering effort in the sub-continent's history of Architecture and for such finished and materials had to be carefully studied from all angles before their applications. As such, the aspect of suggesting any sort of treatment by project Director holding degree in Civil Technology, does not fall within the purview of its assignments. Moreover, gold leaf treatment was suggested by the then Governor/Chief Minister Punjab while visiting the project on 19.1.87 and in the briefing session dated 2.2.1987. The Governor Punjab was of the opinion that such gold leafing had carried out at the Minatets of Blue Mosque, Turkey and on some domes built in Middle East countries. As regards, time consumed to establish letter of credit, it is again pointed out that Federal Government was reluctant to issue import Licence, grant of foreign exchange, exemption of duties. As a last resort, the matter was brought to the notice of the Chief Minister in the Briefing Session dated 29.3.88. The Minister Auqaf explained that the new MOSQUE is almost complete except fization of imported Ceramic tiles at some portion and Gold Leaf Minarets Cene. Tiles have already reached Lahore Dry port and golden Cones have been prepared by the Manufacturers and are ready for inspection. Further progress has been halted because the Central Board of Revenue has so far refused to grant exemption of customs/sales and other duties contrary to the previously adopted practice regarding import of much items for Data Darbar New Mosque, shah Faisal Mosque, Islamabad.

Auqaf Department made all out efforts and even Minister Auqaf wrote D.O letters to Federal Minister of Finance Department requesting him for the early establishment of Letter of Credit and exemption of custom etc

duties. The financial implication of these two items, was of Rs. 40.00 lac. This issue was beyond the limits of Auqaf Department. However, increase has not been incurred due to any lape of Department.

Necessary quotations were obtained and Minister Auqaf on his tour to U.K approved the bid of M/s turath Limited through negotiations. The decision of the Minister was also confirmed by the Implementation Committee. This position was explained to the Chief Minister Punjab through a Summary.

10. LEAKAGE.

It has been complained on a number of occasions that the main Hall as well as the courtyard of the Mosque has leaked from various parts like expansion joints etc. The responsibility for this leakage may also be fixed upon the Contractors as well as the supervisory Engineering staff.

It is agreed that leakage appeared when water proofing treatment was not applied and the project was in progress. After applying the treatment, the leadkage/seepage was stopped and the Chief Minister's Inspection Team also visited the Project during the raining time and found that there was no ledge. During the execution of the project, responsibility cannot be fixed. As Chief Minister's Inspection Team again inspected the project on 21-03-1990 and found no leakage or seepage at any place of the project. Thereafter, matter ends.

NO. IEO - 4 - 21 / 76
GOVERNMENT OF THE PUNJAB
SERVICLS GENERAL ADMINISTRATION AND
INFORMATION DEPARTMENT.
(ESTATE, OFFICE)

SUBJECT : - REVISION OF POLICY GOVERNING THE GRANT OF GOVERNMENT SUBSIDY IN RESPECT OF HOUSES REQUISITIONED FOR RESIDENTIAL PURPOSES.

The policy Governing the grant of subsidy in respect of houses requisitioned for residential purposes has been revised and it has been decided that in supersession of the instructions contained in Services & General administration Department's circular letter No. IEO-6-1/75, dated the 18th January, 1979 and all other previous instructions on the above subject, the following criteria should be followed in the matter of houses requisitioned for allotment to Government servants at Lahore and Rawalpindi :-

(i) In principle the Government has no legal responsibility for providing residential accommodation to Government Servants.

(ii) The number of houses to be requisitoned should be restricted in such a manner that the rent of such houses remains within the amount provided for payment of subsidy in a financial year.

(iii) The maximum limit of subsidy shall be restricted to 45 % of basic pay of the allottee. The Government Servants concerned shall pay rent at the rate of 5 percent of their pay. The rent of the house at the above mentioned rates as well as the balance, if any, after

taking into account the amout of subsidy admissible shall also be paid by the allottee.

(iv) Where the rent of the requisitioned house exceeds Rs. 2,000/- per mensem the case should be referred to the Estate Office for obtaining clearance of the Finance Department.

(v) These instructions will take effect from 1-12-1981.

ADDITIONAL CHIEF SECRETARY

GOVERNMENT OF THE PUNJAB

SERVICES GENERAL ADMINISTRATION AND INFORMATION DEPARTMENT.

NO. IEO -4-21/76 Dated Lahore, the Ist December, 1981.

A copy is forwarded to the Accountant General, Punjab, Lahore for information and necessary action.

UNDER SECRETARY SR-I

GOVERNMENT OF THE PUNJAB

FINANCE DEPARTMENT.

NO. IEO-4-21/76 Dated Lahore, the Ist December, 1981.

A copy is forwarded to :-

1. All Administrative Secretaries to Government of the Punjab.
2. All Heads of the Attached Departments in the Punjab.

(MUHAMMAD ATIQUE)

DEPUTY SECRETARY (WELFARE)

NO & DATE EVEN.

A copy is forwarded to :-

1. The Commissioner, Rawalpindi Division Rawalpindi for information and necessary action.
2. The Commissioner, Lahore Division, Lahore.

(MUHAMMAD ATIQUE)

DEPUTY SECTETARY (WELFARE)

NO & DATE EVEN

A copy is forwarded to the Executive Engineer, Ist Medical Provincial Building Division, Mcleod Road, Lahore for effecting revovery from the officers concerned accordingly.

(MUHAMMAD ATIQUE)

DEPUTY SECRETARY (WELFARE)

NO & DATE EVEN.

A copy is forwarded for information to the Under Sectetary SR-I , Government of the Punjab, Finance Department will reference to his U.O.NO. FD.SRI-9-15/75, dated 3-10-1981.

(MUHAMMAD ATIQUE)

DEPUTY SECTETARY (WELFARE)

میاں محمود احمد۔جناب سپیکر۔ وزیر موصوف نے جواب کے جزو (ب) میں فرمایا ہے.....

رانا اکرام ربانی -(پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا۔ وزیر موصوف نے جواب کے جزو (ب) میں فرمایا ہے کہ "وزیر اعلیٰ کی معائنہ ٹیم کی رپورٹ کے اعتسابات اور اس پر کئی گئی محکمانہ کارروائی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تو میں جناب کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ کیا اعتسابات کا لفظ صحیح استعمال کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر -"اعتسابات" صحیح لفظ نہیں ہے۔ "وزیر اعلیٰ کی معائنہ ٹیم کی رپورٹ کے "اعتسابات نہیں بلکہ اقتباسات اس میں پرنٹنگ کی غلطی ہے۔

وزیر محنت۔جناب والا۔ یہ اسمبلی سیکرٹریٹ کی غلطی ہے۔

جناب سپیکر۔یہ جو جواب لکھا ہوتا ہے یہ محکمے کی طرف سے لکھا ہوتا ہے اور اسمبلی سیکرٹریٹ اس کو من و عن پرنٹنگ کے لئے بھیج دیتا ہے۔ اس میں اسمبلی سیکرٹریٹ کی کوئی غلطی نہیں ہے۔ اس میں کچھ غلطی ہو سکتی ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

میاں محمود احمد۔جناب والا۔ کیا وزیر موصوف ارشاد فرمائیں گے کہ انکوائری کے یہ احکامات کب اور کس نے جاری کئے؟ یعنی یہ انکوائری کس کے حکم پر اور کونسی تاریخ سے شروع ہوئی؟

جناب سپیکر۔کیا آپ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ چیف منسٹر انسپکشن ٹیم کی انکوائری کس کے حکم سے ہوئی اور کس تاریخ کو ہوئی؟

وزیر اوقاف -جناب والا۔ یہ وزیر اعلیٰ کے حکم سے ہوئی۔

میاں محمود احمد۔جناب والا۔ وزیر موصوف حتمی تاریخ کا بھی تو بتائیں۔

وزیر اوقاف۔جناب والا۔ میں آپ کی وساطت سے ممبر موصوف سے عرض کروں گا کہ تاریخ کا ابھی مجھے علم نہیں اگر فاضل ممبر چاہیں تو میں ان کو بعد میں بتا دوں گا۔

میاں محمود احمد۔جناب والا۔ وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ ابھی تک ہم نے کوئی ایکشن تجویز نہیں کیا تو میں جناب والا کی وساطت سے وزیر موصوف سے دریافت کرنا چاہونگا کہ اس انکوائری کو شروع ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا ہے اور کب اس کی انکوائری مکمل کی گئی اور اس پر کیا ایکشن تجویز ہوا

ہے؟

وزیر اوقاف۔جناب والا۔ اس کی انکوائری کے احکامات 1988ء میں ہوئے تھے اور اس انکوائری کی رپورٹ بھی مکمل ہو گئی ہے اور اس رپورٹ کے مطابق عملدرآمد بھی تقریباً" ہو چکا ہے اور جو رپورٹ میں نقائص وغیرہ بتائے تھے اور دوسری جن چیزوں کو ٹھیک کرنے کا کہا تھا وہ سب کچھ کر دیا گیا ہے۔

میاں محمود احمد۔جناب سپیکر۔ کیا وزیر موصوف یہ ارشاد فرمائیں گے کہ وزیر اعلیٰ انسپکشن ٹیم نے کن کن لوگوں کو اس سلسلے میں ذمہ دار ٹھہرایا۔

وزیر اوقاف -جناب والا۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ چیف منسٹر صاحب کی جو انکوائری ٹیم تھی اس نے یہ نشاندھی کی تھی کہ یہ چیزیں معیار کے مطابق نہیں بنیں۔ لہٰذا وہ چیزیں دوبارہ بنا لی گئی ہیں اور میں اس بارے میں تھوڑی سی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ جو تمام پروجیکٹ بنا ہے وہ پورا کا پورا آڈٹ ہو چکا ہے اور اس میں صرف 151 روپے کا فرق تھا۔

چودھری سکندر حیات ملہی۔جناب سپیکر۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مسجد کے جتنے بھی نقائص معائنہ ٹیم نے نکالے ان نقائص کی وجہ سے محکمہ اوقاف کو اندازاً" کتنا نقصان اٹھانا پڑا اور ان نقائص کو دور کرنے کے لئے کتنے پیسے وہاں پر لگے۔ کل رقم بتائیں؟

جناب وزیر اوقاف۔جناب والا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اس مسجد میں تھوڑے بہت نقائص تھے اور جن نقائص کی نشاندھی کی گئی تھی ان نقائص کو اس ٹھیکیدار سے پہلی ہی پے منٹ سے دور کروایا گیا۔

جناب سپیکر۔ڈاکٹر محمد افضل اعزاز صاحب ضمنی سوال۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز۔شکریہ۔ جناب سپیکر میرا سوال یہ ہے کہ اس سوال کے جواب جز (ب) میں کچھ تضاد پایا جاتا ہے۔ اس میں یہ لکھا ہے کہ....

> "اس ٹیم کے نشان دھی کردہ نقائص کو محکمہ
> اوقاف کے انجینئر صاحبان نے دور کر دیا ہے اور اس
> کے بعد مذکورہ ٹیم نے کام کو تسلی بخش پایا۔"

اس کے بعد آگے لکھا ہے کہ.....

"بعض نکات پر چند ملازمین کے خلاف محکمانہ
کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔"

ایک طرف تو یہ فرمایا جا رہا ہے کہ کام تسلی بخش پایا گیا اور اس کے بعد پھر یہ کہا گیا کہ بعض نکات پر چند ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔ وہ ملازمین کون ہیں اور وہ چند نکات کیا ہیں جس کو تسلی بخش پانے کے بعد بھی ابھی تک وہ کام تسلی بخش نہیں ہے جس کے خلاف ابھی تک کارروائی ہو رہی ہے اور یہ کارروائی کب تک ہوگی اور ان ملازمین کے نام کیا ہیں؟ جن کے خلاف ابھی تک کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔

وزیر اوقاف۔ جناب سپیکر یہ نیا سوال بنتا ہے۔

جناب سپیکر۔ ڈاکٹر صاحب سوال مختصر ہونا چاہئے اور ایک سوال ہونا چاہئے ایک سوال میں کئی سوال نہیں ہونے چاہئیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز۔ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ "نشاندھی کرنے کے بعد نقائص دور کر دیئے گئے اور معائنہ ٹیم نے یہ کہا کہ کام تسلی بخش ہے۔" دوسرے فقرے میں یہ فرما رہے ہیں کہ "بعض نکات ہرچند ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔"

یہ تضاد ہے۔ ایک طرف تو کام تسلی بخش پایا گیا اور دوسری طرف بعض نکات پر بعض ملازمین کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔

میرا کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ وہ ملازمین کون ہیں؟ اور وہ چند نکات کیا ہیں جن کے بارے میں ابھی تک کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے؟

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب اس مین وہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ وہ کون سے ملازمین ہیں کہ جن کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے اور کس مسئلے پر ان کو مورد الزام ٹھہرایا گیا ہے۔

جناب وزیر اوقاف۔ جناب سپیکر مسئلہ صرف یہ تھا کہ معائنہ ٹیم نے کچھ بلڈنگ میں نقائص بتائے تھے وہ تو محکمہ نے جس فرم کو ٹھیکہ دیا تھا اس نے ٹھیک کر دیئے اور محکمانہ افسران جو تھے ان کے خلاف ایک یہ بات تھی کہ پے منٹ میں کچھ Irregularity ہوئی تھی اس بارے میں جو محکمانہ ایکشن بنتا ہے وہ لیا جا رہا ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز۔جناب سپیکر اگر پے منٹ میں Irregularity ہوئی تھی تو ان حضرات کے نام بتائے جائیں اور وہ کتنی Irregularity ہوئی اس کی مقدار بتائی جائے۔

جناب وزیر اوقاف۔جناب سپیکر یہ تازہ سوال بنتا ہے لیکن وہ ایک 32 ہزار روپے کی رقم تھی جو کہ بعد میں ٹھیکیدار سے وضع کر لی گئی ہے۔ اس لئے وہ مسئلہ بھی تقریباً" ختم ہو گیا تھا۔

جناب سپیکر۔ڈاکٹر ممتاز علی صاحب ضمنی سوال۔

ڈاکٹر ممتاز علی۔جناب سپیکر میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کا ٹھیکہ ہوا تھا یا صرف انجینئر صاحب نے اس کو مکمل کیا ہے۔

وزیر اوقاف۔اس مسجد کا ٹھیکہ ٹھیکیدار کو دیا گیا تھا اور اس کی حتمی منظوری صدر پاکستان نے دی تھی۔

جناب سپیکر۔چودھری ریاض احمد صاحب ضمنی سوال۔

چودھری ریاض احمد۔جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ اتنا بڑا منصوبہ تھا کیا حکومت پنجاب کے محکمہ اوقاف کے علاوہ اس کی نگرانی کے لئے کوئی اور بھی کمیٹی تشکیل دی گئی تھی؟

وزیر اوقاف۔جی اس کے لئے اور بھی کمیٹی تشکیل دی گئی تھی۔

چودھری ریاض احمد۔اگر کوئی کمیٹی تشکیل دی گئی تھی تو ان احباب کا نام بتایا جائے۔

وزیر اوقاف۔جناب سپیکر اس میں گورنمنٹ آف پنجاب نے اپنے دو صوبائی وزراء ایک وزیر محکمہ اوقاف اور دوسرا وزیر سی اینڈ ڈبلیو کو شامل کیا۔ ان کو شامل کر کے سیکرٹری مواصلات' چیف انجینئر بلڈنگز' ایک ممبر پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ تھا اور سیکرٹری اوقاف تھا۔ ایک ٹھیکیدار اور ایک ہمارے اوقاف کا پراجیکٹ ڈائریکٹر تھا۔ یہ سب اس کمیٹی میں شامل تھے۔

جناب سپیکر۔رانا ثناء اللہ خان ضمنی سوال۔

رانا ثناء اللہ خان۔جناب سپیکر میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے اس سوال کے جز (ب) کا جو تحریری جواب دیا ہے اس میں یہ ہے کہ "نشان دھی کردہ نقائص کو محکمہ اوقاف کے انجینئر صاحبان نے دور کر دیا"۔ جبکہ انہوں نے اب یہاں پر وضاحت کی ہے کہ اس ٹھیکیدار سے اس بلڈنگ کے نقائص کو دور کروا لیا گیا تھا جس نے اس کی پہلے تعمیر کی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے کہا

ہے کہ "بعض نکات پر چند ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔"

یہ تحریری جواب ہے۔ اب یہاں پر انہوں نے اٹھ کر وضاحت کی ہے کہ وہ صرف پے منٹ کا جھگڑا تھا اور وہ ٹھیکیدار سے ہی ہم نے پے منٹ پوری کر لی تھی اس لئے وہ معاملہ بھی ختم ہو گیا ہے۔

تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جو انہوں نے تحریری جواب دیا ہے وہ درست ہے یا جو یہاں پر وہ ایوان میں فرما رہے ہیں وہ درست ہے؟

جناب سپیکر۔اس میں کوئی خاص تضاد نہیں ہے.....

چودھری محمد فاروق۔جناب سپیکر ملازمین کے جو نام ہیں وہ صیغہ راز میں کیوں رکھے جا رہے ہیں۔ ملازمین کا نام پوچھنا تازہ سوال نہیں بنتا۔ ڈاکٹر محمد افضل اعزاز صاحب نے بھی پوچھا میں بھی وہی ضمنی سوال دھراتا ہوں کہ وہ ملازمین جن کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے وزیر موصوف ان کے نام صیغہ راز میں رکھنے کی بجائے یہاں پر بیان فرمائیں کہ ان کے نام کیا ہیں؟

جناب سپیکر۔جی منسٹر اوقاف۔

وزیر اوقاف -جناب سپیکر ابھی تک پے منٹ وغیرہ میں جو تھوڑا بہت تضاد پایا گیا تھا اس بارے میں تحقیقات ہو رہی ہے اور جب تحقیقات مکمل ہو گی تو اس کے بعد صحیح پوزیشن سامنے آئے گی پھر اس کا جو صحیح جواب ہو گا وہ ایوان میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر۔ملازمین کے خلاف اگر کوئی تحقیقات ہو رہی ہے تو ان ملازمین کے نام چودھری فاروق صاحب پوچھنا چاہتے ہیں۔ اگر کوئی تحقیقات ہو رہی ہے تو ان کے نام بتا دیئے جائیں۔

وزیر اوقاف۔جناب سپیکر وہی جو پراجیکٹ میں شامل محکمے کے افسران ہوتے ہیں انہیں کے خلاف ہوتی ہے۔ یعنی جو پراجیکٹ ڈائریکٹر ہے یا دوسرے صاحبان ہیں۔ ان کے بارے میں ہے۔

جناب سپیکر۔ان کے نام آپ ٹیبل کر سکتے ہیں اگر اس وقت آپ نہیں بتا سکتے۔

وزیر اوقاف۔جی کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر۔تو کب تک کر دیں گے۔ اس اجلاس کے دوران ایوان کی میز پر رکھ دیئے جائیں گے جن ملازمین کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے۔

وزیر اوقاف۔جب آپ حکم دیں گے وہ ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر۔اس اجلاس کے دوران ان ملازمین کے نام جن کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے ایوان کی میز پر رکھ دیئے جائیں۔

وزیر اوقاف۔رکھ دیئے جائیں گے۔

میاں محمود احمد۔جناب سپیکر آخری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ انکوائری جو ہے یا یہ حسب ضابطہ کارروائی جو ہے یہ کب تک عمل میں لائی جائے گی۔ یہ انہوں نے لکھا ہے کہ "اس کے مطابق ذمہ دار افراد کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔" تو یہ کارروائی کب تک عمل میں لائی جائے گی؟

جناب سپیکر۔ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کب تک عمل میں لائی جائے گی۔ منسٹر اوقاف پلیز۔

وزیر اوقاف۔جناب سپیکر جتنی جلدی ہو سکا تحقیقات مکمل ہونے کے فوراً بعد عمل میں لائی جائے گی۔

جناب سپیکر۔معزز اراکین یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کب تک اندازاً" یہ کارروائی مکمل ہو جائے گی۔

جناب وزیر اوقاف۔اندازاً" دو تین ماہ میں مکمل ہو جائے گی۔

جناب سپیکر۔تین ماہ میں کارروائی مکمل ہو جائے گی؟

وزیر اوقاف۔جی ہاں' انشاء اللہ۔

جناب سپیکر۔جی تین ماہ میں مکمل ہو جائے گی۔

میاں منظور احمد موہل۔پوائنٹ آف آرڈر .....

جناب سپیکر۔پوائنٹ آف آرڈر میاں منظور احمد موہل صاحب۔

میاں منظور احمد موہل۔جناب والا اس میں لکھا گیا ہے کہ "محکمانہ کارروائی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے"۔ میں نے وہ کارروائی دیکھی ہے۔ جناب والا وہ کاغذات جو ایوان کی میز پر رکھے جائیں اس کے لئے ایک طریق کار ہے یعنی اس پر متعلقہ منسٹر یا پارلیمانی سیکرٹری کے دستخط ہونے چاہئیں۔ یعنی رول نمبر205 کہتا ہے کہ .....

(1) A paper or document to be laid on the Table shall be duly authenticated by the member or Minister or Parliamentary Secretary laying it.

لیکن جناب والا اس پر کسی کے کوئی دستخط نہیں ہیں۔ اس کاغذ کی کیا وقعت رہ جائے گی جب اس پر دستخط ہی نہ ہوں۔ تو اس کی تو دستخطوں کے بغیر کوئی حیثیت نہیں رہتی تو جناب والا میں نے اکثر دیکھا ہے کہ کاغذات ٹیبل پر رکھ دیئے جاتے ہیں لیکن ان پر دستخط نہیں ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر۔یہ پوائنٹ آف آرڈر درست ہے۔ اس میں کوئی Confusion نہیں ہونا چاہئے کہ جو بھی Item اور جو بھی Documents ایوان کی میز پر رکھے جائیں متعلقہ وزیر کے یا پارلیمانی سیکرٹری کی طرف سے دستخط شدہ ہونے چاہیں۔ ان کاغذات پر بھی وزیر متعلقہ دستخط کریں اور دستخط کرنے کے بعد ایوان کی میز پر رکھیں۔

جناب بادشاہ شاہ میر خان آفریدی۔جناب والا کیا وزیر موصوف بتانا پسند کریں گے کہ یہ 25 ہزار روپے کی جو بے ضابطگی پائی گئی اور اس کی ادائیگی ٹھیکیدار نے کی ہے اس کی نوعیت کیا تھی؟ اور یہ بے ضابطگی کسی نوعیت کی تھی؟

جناب سپیکر۔اس سوال پر یہ آخری ضمنی سوال ہے۔ نہیں نہیں یہ آخری ضمنی سوال نہیں ہے اس کے بعد جناب احمد خان بلوچ ضمنی سوال کریں گے۔ وزیر اوقاف۔

وزیر اوقاف۔جناب والا جب ادائیگی کی جاتی ہے تو اس میں سے کچھ Percentage کاٹ لی جاتی ہے۔ لیکن وہ ادائیگی تھوڑی سی زائد ہو گئی تھی۔ لہٰذا دوبارہ اس میں سے منہا کر دی گئی۔

جناب احمد خان بلوچ۔جناب والا جواب میں کہا گیا ہے کہ وزیر اعلیٰ ٹیم نے جب معائنہ کیا اور انہوں نے جب نشاندھی کی تو پھر محکمہ اوقاف کے انجینئروں نے وہ نقائص دور کئے۔ محکمہ اوقاف کے انجینئروں نے پہلے اس نقص کی نشاندھی کیوں نہیں کی۔ کیا وہ ٹھیکیدار سے ملے ہوئے تھے؟

جناب سپیکر۔آپ اپنا سوال دھرائیے گا۔

جناب احمد خان بلوچ۔جناب والا جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ وزیر اعلیٰ کی معائنہ ٹیم نے تعمیر میں نقائص بتائے۔ اس کے بعد محکمہ اوقاف کے انجینئروں نے جو کہ پہلے بھی محکمہ میں موجود تھے۔ یہ نقائص دور کئے میں صرف یہ پوچھنا چاہوں گا کہ محکمہ اوقاف کے انجینئر جو پہلے بھی اس منصوبے کو چیک کر رہے تھے۔ انہوں نے پہلے یہ نقائص کیوں نہیں بتائے۔ کیا وہ پہلے ٹھیکیدار سے ملے ہوئے تھے؟ معائنہ ٹیم کی نشاندھی کے بعد انہوں نے وہ نقائص دور کئے' پہلے ٹھیکیدار سے یہ کیوں نہیں کہا کہ آپ یہ غلط تعمیر کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر۔وزیر اوقاف۔

وزیر اوقاف۔جناب والا وزیر اعلیٰ کی معائنہ ٹیم نے جو نقائص بتائے وہ تھوڑے بہت تھے۔ اتنے بڑے پراجیکٹ میں کچھ نہ کچھ نقائص تو رہ جاتے ہیں۔ ان چھوٹے موٹے نقائص کے بارے میں بھی انہوں نے کہا کہ اسے ایسے نہیں ایسے کر دو۔ ان کو بھی ویسے ہی کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ بہت معمولی قسم کے نقائص تھے۔ ان کی کوئی خاص اہمیت نہیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی۔جناب والا 32 ہزار روپے کی رقم جو ٹھیکیداروں نے واپس کی کیا اس کی نشاندھی وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم نے کی تھی۔

جناب سپیکر۔جناب بادشاہ خان آفریدی یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ جن 32 ہزار روپے کا آپ نے ذکر کیا ہے۔ اس کی نشاندھی وزیر اعلیٰ کی انسپکشن ٹیم نے کی تھی۔

وزیر اوقاف۔جی ان کے بھی نوٹس میں آئی تھی۔

جناب سپیکر۔اگلا سوال؟

چودھری محمد فاروق۔جناب والا وزیر موصوف نے تفصیلی رپورٹ جو ایوان کی میز پر رکھی ہے۔ اس کے صفحہ نمبر1 پر جو معائنہ ٹیم کی رپورٹ ہے اس میں .....

Relevant extract of the inquiry report

Dalay caused in the completion of the project leading to

the payment of Rs. 77.50 lacs as estimated cost.....

اس پراجیکٹ کی ادائیگی میں جو 77.50 لاکھ روپے کی Delay وغیرہ ہوئی اور اس میں آگے انہوں نے لکھا ہے کہ .....

.... Please furnish the reasons for delay in the execution

of this project and the circumstances leading to the

payment of Rs. 77.50 lacs as escalated cost.

77.50لاکھ کی جو ادائیگی ہے اس کے Circumstances کیا تھے؟ اور اس کی Delay کے جو ذمہ دار افراد تھے۔ ان کے خلاف کیا کارروائی ہو رہی ہے۔ اس کی تفصیل بھی جناب وزیر موصوف بیان کر دیں۔

جناب سپیکر۔جناب وزیر اوقاف اس آخری ضمنی سوال کا جواب دیں یہ تحریر چونکہ چودھری صاحب کے ہاتھ میں اب آئی ہے۔ اس لئے میں اس ضمنی سوال کی اجازت دیتا ہوں۔

وزیر اوقاف۔جناب والا جب اس کا معاہدہ ہوا تھا اس وقت پونڈ کی قیمت 19 روپے تھی اور جب اس کی منظوری ملی اور ہمارا لیٹر آف کریڈیٹ کھلا ہے' کیونکہ کچھ چیزیں باہر سے منگوانی تھیں۔ فیڈرل گورنمنٹ نے ہمیں کافی پریشان کیا۔ اس پراجیکٹ کو مکمل کرنے میں ہمیں بہت ساری دشواری آئی۔ کیونکہ انہوں نے ہمیں لیٹر آف کریڈیٹ نہیں دیا تھا۔ پونڈ کی قیمت اس وقت 19روپے تھی اور جس وقت ایل - سی کھلی اس وقت پونڈ کی قیمت 32 روپے ہو گئی تھی۔ اس لئے Cost بڑھ گئی۔ اس دوران مزدوری کے ریٹ میں بھی کافی فرق پڑ چکا تھا۔

جناب سپیکر۔اگلا سوال میاں محمود احمد صاحب۔

چودھری محمد فاروق۔جناب والا یہ معاملہ گول کیا جا رہا ہے۔ مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ بات کہنا پڑتی ہے کہ ہر روز گول مول جواب آتے ہیں۔ یا آپ کو ان کے جواب موخر کرنے پڑتے ہیں۔ وزیر موصوف بے بس ہو جاتے ہیں۔ جناب سپیکر 77.5 لاکھ روپے کی جو رقم ہے یہ عوام کے خون پسینے کی کمائی کی رقم ہے۔ 77.5 لاکھ روپے کی رقم جو وزیر موصوف اب مان رہے ہیں کہ وقت کے گزرنے کے ساتھ پونڈ کی یا ڈالر کی قیمت بڑھ گئی۔ جناب سپیکر جو لوگ اس بات کے ذمہ دار ہیں' کیونکہ 77.5 لاکھ روپے قومی سرمایہ ہے جو لوگ اس کے ضیاع کے ذمہ دار ہیں وہ لوگ کون ہیں اور ان کے خلاف اس محکمے نے اب تک کیا کارروائی کی ہے؟

جناب سپیکر۔چودھری فاروق صاحب اس سوال کا جواب آ چکا ہے۔

جناب ارشاد حسین سیکھی۔پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر چار مرتبہ آپ نے آخری سوال' آخری سوال کہا۔ اس کے بعد بھی معزز اراکین نے چار سوالات ایوان میں پیش کئے ہیں۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کیا ہر ختم ہونے والے سوال پر اسی طرح آئندہ بھی موقع دیا جائے گا؟ اور اگر اس طرح موقع دیا جاتا رہا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ معزز اراکین آپ کے حکم کی بجا آوری میں تھوڑا سا محتاط انداز میں کام لیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کی کارروائی کو اچھے انداز میں چلانے کے لئے یہ چیز قابل اعتراض ہے۔ اس سے اجتناب کیا جانا چاہئے۔

جناب راجہ خلیق اللہ خان۔جناب سپیکر میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ ایک سوال پر ضمنی سوالات کتنے ہو سکتے ہیں؟ پارلیمانی روایات کے مطابق اس میں تو تین سوالات ہو سکتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ پانچ سوالات ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہاں تو جناب سوالوں کی قطاریں لگی ہوئی ہیں۔

اس لئے آپ اس بات کا تعین کریں کہ کتنے ضمنی سوالات ہو سکتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

رانا ثناء اللہ خان پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ راجہ خلیق اللہ خان اور جناب ارشاد حسین سیکھی صاحب نے جو بات کی ہے۔ جناب والا میری گزارش یہ ہے کہ ٹیلیویژن پر کسوٹی نام کا ایک پروگرام چلا کرتا تھا۔ وہاں پر ایک اشارہ دیا جاتا تھا پھر دس سوالات کر کے اس مطلوبہ چیز پر جس کے متعلق پوچھا جاتا تھا اس کی نشاندھی کرنا ہوتی تھی۔ اب یہ جوابات اتنے گول ہوتے ہیں کہ جب ہم محنت کر کے سوالات کرتے کرتے جب نشاندھی تک پہنچتے ہیں جب نوواں سوال ہوتا ہے تو جناب سپیکر آپ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ "اگلا سوال" اور دسواں سوال کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اس طرح سے جناب والا وقفہ سوالات میں جو مقاصد مطلوب ہیں' حکومت کی کارکردگی کی نشان دہی وہ حاصل نہیں ہو رہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کسی چیز کی نشاندھی ہو رہی ہو۔ جو حکومت عوام کے مفاد کے خلاف کر رہی ہو۔ اس پر اگر 15 سوال بھی ہو جائیں تو اس پر کوئی پابندی نہیں ہونی چاہئے اور اگر کوئی فضول سوال ہو اور اس کا کوئی فائدہ نہ ہو تو پھر ٹھیک ہے۔

دو تین سوالات کے بعد بات ختم ہو جانی چاہئے آپ نے دیکھا ہو گا کہ اس سے پہلے بھی اس محکمہ کے سوال تھے اور وزیر موصوف نے ان کے جوابات دیئے تھے۔ لیکن اس سوال کے جواب کے بعد صرف ایک ایک ضمنی سوال کیا گیا ہے۔ جہاں کہیں نشاندھی کی بات آئے تو اس جواب کے بعد اگر زیادہ بھی ضمنی سوال کیے جائیں تو پھر ان پر اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ میری یہ گزارش ہے کہ جب نوواں سوال آ جائے اور دسواں سوال نشاندھی سے متعلق ہو تو اس وقت آخری یا اگلے سوال کی بات نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر۔ ایک پوائنٹ آف آرڈر راجہ خلیق اللہ خاں نے اٹھایا ہے اور اس پوائنٹ آف آرڈر پہ چیئر کی رولنگ آنی چاہئے تھی۔ لیکن اس قسم کا پوائنٹ آف آرڈر رانا ثناء اللہ خان صاحب نے بھی اٹھایا ہے۔ میں ان دونوں کو ایک ہی دفعہ نپٹانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے ضمنی سوالات کے بارے میں کہ کتنے ضمنی سوالات ہو سکتے ہیں۔ تو میں یہ کہوں گا ضمنی سوالات کے لئے کوئی سخت قواعد نہیں ہیں۔ لیکن یہ سوال کی اہمیت کے پیش نظر ہے کہ کوئی سوال کتنی اہمیت کا حامل ہے اور ممبران اسمبلی اس کو کتنا کھنگالنا چاہتے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ مثلاً اگر آج ہمارے پاس وقفہ سوالات میں سوالات

بہت کم ہیں تو اس وقفہ سوالات میں ہم زیادہ ضمنی سوالات کو Entertain کر سکتے ہیں۔ اگر سوالات زیادہ ہوں تو اس میں نسبتاً کم ضمنی سوالات کو Entertain کیا جاتا ہے۔ تاکہ زیادہ سوالات کے جوابات آ سکیں۔ پھر جو معزز اراکین چاہتے ہیں کہ ان کے سوالات کا لامتناہی سلسلہ جاری رہے تو ان سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سوالات کے لیے اور بھی قواعد ہیں۔ جس میں کسی سوال کو جو کہ پچھلے ہفتہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل رہا ہو اس پر اگر آپ کوئی بحث کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے قواعد موجود ہیں۔ آپ باقاعدہ تحریک پیش کریں۔ جو سوال بہت ہی اہمیت کا حامل ہو اس کو سیپ کر اگلے اتوار لا سکتے ہیں اور اس پر آپ بحث کر سکتے ہیں۔ دوسرا یہ ہے کہ اگر کسی سوال کا جواب غلط دیا جا رہا ہے تو اس پہ تحریک استحقاق پیش ہو سکتی ہے۔ آپ کے لئے بہت سے راستے کھلے ہیں کہ جن کے ذریعے آپ سوالات کے جوابات لے سکتے ہیں اور اس پر آپ اقدامات اٹھا سکتے ہیں۔ تو میاں محمود احمد صاحب کا سوال ہے۔

میاں محمود احمد۔ سوال نمبر 278۔

جناب سپیکر۔ چودھری محمد فاروق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر' میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ سوالات کے وقفہ کے دوران اگر کسی پراجیکٹ میں 77.50 لاکھ کا خورد برد یا تاخیر سامنے آئے تو اس کی وضاحت طلب کرنے کے لئے ضمنی سوال کرنا ممبر کا استحقاق ہے اور ایسا معاملہ اور ایسا پراجیکٹ کہ جس میں 77.50 لاکھ روپے کی خورد برد پائی گئی ہو' اس کی وضاحت لازمی ہے۔ یہ کوئی معمولی سی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ وزیر صاحب نے جو وضاحت کی ہے کیا آپ اس سے مطمئن نہیں ہیں۔

چودھری محمد فاروق۔ نہیں' جناب سپیکر۔ میں نے یہ بات کہی تھی کہ جو لوگ اس کے ذمہ دار ہیں ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے اور ان کے نام بتائے جائیں۔ پہلے سوال کی طرح یہ بھی صیغہ راز میں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وزیر اوقاف کا کوئی رشتہ داران میں شامل نہیں ہے کہ جس کے لئے ان کے نام صیغہ راز میں رکھے جا رہے ہیں۔ مجھے اس کا یقین ہے۔

جناب سپیکر۔ وزیر اوقاف اپنا جواب دھرائیں۔

جناب وزیر اوقاف۔ جناب سپیکر' میں نے گزارش کی ہے کہ اس پراجیکٹ میں تاخیر اس وجہ سے ہوئی کہ صوبائی حکومت پنجاب نے مرکزی حکومت سے درخواست کی تھی کہ Agreement سے لے کر جب تک ہمیں لیٹر آف کریڈٹ ملا ہے باہر سے چیزیں منگوانے کے لئے تو اس وقت سے لے کر

لیٹر آف کریڈٹ کھلنے تک پونڈ کی قیمت میں 19 روپے سے لے کر 32 روپے کا فرق آیا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس پراجیکٹ میں تہہ خانہ میں دوکانات شامل کی گئی تھیں۔ دوکانات کی دیواریں فرش دروازے وغیرہ بہت سادے سے ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں علماء کرام نے کہا کہ مسجد کے ساتھ پلازہ تعمیر نہ کیا جائے۔ پورے پاکستان کے علمائے کرام نے اس پر احتجاج کیا اور صدر پاکستان نے اس کا دوبارہ جائزہ لیا تو اس طرح پلازہ کی جگہ نیچے بھی مسجد کی تعمیر شروع ہو گئی اور تہہ خانہ بھی مسجد میں شامل کر دیا گیا ہے۔ تو اس پر تقریباً" ساٹھ فیصد ڈیزائن تبدیل ہو گیا۔ جس پر نصف کروڑ روپے کے اخراجات زیادہ آئے۔ اس لئے جو رقم میں فرق آیا ہے وہ بھی اس وجہ سے آیا ہے۔ اس بارے میں کئی دفعہ کافی لمبی چوڑی انکوائریاں ہو چکی ہیں۔ اس کی انکوائری ہونے کے اسباب کچھ اور بھی تھے۔ دربار کے ساتھ مسجد کی جگہ بہت تھوڑی سی تھی۔ تو اس کی توسیع کرنے کے لئے ہمیں دو سو دوکانیں اور ایک سو گھروں کو مسمار کرنا پڑا۔ اس لحاظ سے یہ مسئلہ بڑی اہم نوعیت کا ہو گیا۔ اس کی تقریباً" ایک ایک چیز پر انکواری ہو چکی ہے اور یہ اس لحاظ سے ایک بہترین اور مثالی پراجیکٹ ہے اور اس میں کوئی نقص نہیں ہے۔ لیکن زیادہ حساس ہونے کی وجہ سے اس کو محسوس کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر۔اس میں جو 77.50 روپے کا فرق چودھری فاروق صاحب نے ظاہر کیا ہے۔ اس کے ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ آپ رکھتے ہیں؟

جناب وزیر اوقاف۔جناب سپیکر' ذمہ داری کسی پر نہیں آتی بلکہ صدر پاکستان نے اس کی دوبارہ منظوری دے دی تھی۔ ڈیزائن کو تبدیل کرنے میں یہ رقم زائد خرچ ہوئی۔

راجہ محمد بشارت۔جناب سپیکر' میں یہ بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ جب اس سوال کا جواب جو پہلے دیا گیا تھا تو صرف ایک بات پر ہی انحصار کیا گیا تھا کہ پونڈ کی قیمت میں فرق آنے کی وجہ سے 77.50 لاکھ روپے کا فرق آیا ہے۔ لیکن اب جو جواب دیا گیا ہے وہ ڈیزائن کو بنیاد بنا کر دیا گیا ہے۔ پھر بھی وزیر موصوف نے جواب دیتے وقت اسی بات کو بنیاد بنایا تھا پونڈ کی قیمت میں اضافہ کی وجہ سے اس پر لاگت زیادہ آئی ہے۔ جو جواب آپ کے سامنے موجود ہے اس پورے جواب میں کہیں بھی پونڈ کا ذکر تک نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔جی' وزیر اوقاف۔

جناب وزیر اوقاف۔جناب سپیکر' آدھے کروڑ کا فرق تو اس کا ڈیزائن تبدیل ہونے میں آ گیا۔ باقی فرق Foreign Exchange میں زیادتی کی وجہ سے ہوا۔ جناب سپیکر' اس میں اور بھی کئی چیزیں

ہیں۔ مثلاً Cones جو کہ ہم نے میناروں پر لگائی ہیں اس بارے میں بھی اس وقت کے گورنر صاحب نے کہا تھا کہ وہ باہر کسی ملک میں دیکھ کر آئے ہیں وہاں میناروں پر کونز لگی ہوئی تھیں۔ ان پر کونز چڑھانے کے لئے بھی کافی خرچ آیا۔

جناب سپیکر۔ اگلا سوال میاں محمود احمد صاحب۔

سیلاب سے متاثرین کے لئے امداد

* 278- **میاں محمود احمد۔** کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شاہدرہ میں سیلاب سے متاثر لوگوں کو تین ہزار روپے فی گھر دینے کے لئے فہرستیں تیار کیں اور کچھ آبادیوں میں رقم تقسیم بھی کی جا چکی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جن آبادیوں میں نقد رقم نہیں دی گئی ان میں غریب لوگوں کو تین ہزار کے چیک بھی تقسیم کئے تھے اگر ایسا ہے تو امدادی رقوم حاصل کرنے والے متاثرین چیک حاصل کرنے والے متاثرین کے نام اور پتے آبادی وار فراہم کئے جائیں۔ نیز کیا حکومت بقایا لوگوں کو رقم دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان کریں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر۔ (چودھری محمد اکرام)

(الف) جزوی طور پر درست ہے۔ 1988ء میں شاہدرہ کے سیلاب سے متاثرہ علاقہ کے مستحقین زکواۃ کی مدد کے لئے مقامی زکوٰۃ و عشر کمیٹیوں نے زکوٰۃ فنڈ سے مدد کے لئے فہرستیں تیار کیں اور مقامی زکوٰۃ فنڈ سے رقم تقسیم کیں۔ جو کہ زیادہ سے زیادہ تین ہزار روپے فی سربراہ خاندان تھی۔

(ب) جزوی طور پر درست ہے۔ زکواۃ و عشر آرڈی ننس مجریہ 1980ء اور اس کے تحت مرتب کردہ قواعد و ضوابط کے مطابق زکواۃ فنڈ سے براہ راست مدد کے لئے مستحق افراد اور رقم کا تعین' وہ مقامی زکوٰۃ کمیٹی کرتی ہے' جس کے علاقہ میں متعلقہ افراد عموماً" رہائش پذیر ہوتے ہیں۔ شاہدرہ کے علاقہ کی مقامی زکواۃ کمیٹیوں نے متاثرین سیلاب میں سے صرف مستحقین زکواۃ کو چیک کی صورت میں رقم تقسیم کی۔ تاہم متذکرہ فہرستوں کی صحت کے بارے میں شکایات موصول ہونے پر ان فہرستوں کی دوبارہ پڑتال کے بعد رقم تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ لیکن مرکزی حکومت کی ہدایت پر زکواۃ فنڈ سے رقم کی تقسیم کی پابندی کے پیش نظر یہ رقم تقسیم نہ ہو

سکی۔

35 مقامی زکواۃ کمیٹیوں نے جن افراد میں چیک تقسیم کئے' ان کی تعداد ہزاروں میں سے ہے۔ جن کے پتے اور نام درج کرنا دشوار ہے۔ صوبائی زکواۃ کونسل نے ہنگامی حالات سے نبٹنے کے لئے 1988ء میں صوبائی زکواۃ فنڈ سے دیگر مقاصد کے لئے مختص شدہ رقم میں سے دو کروڑ 70 لاکھ 39 ہزار روپے مستحقین متاثرین سیلاب کے لئے منتقل کی تھی۔ صوبائی زکواۃ کونسل نے اصولی طور پر' فہرستوں کی دوبارہ جانچ پڑتال کے بعد ضلع زکواۃ کمیٹی' لاہور تصدیق اور سفارش پر صرف مستحقین زکواۃ کی مد کے لئے صوبائی زکواۃ فنڈ سے سابقہ منظور شدہ رقم جاری کرنے کی منظوری دے دی ہے۔ تاہم مرکزی حکومت کی طرف سے اس مقصد کے لئے رقم کی وصولی کا انتظار ہے اور رقم دستیاب ہونے پر فوری طور پر صوبائی زکواۃ کونسل کی منظوری سے رقم متعلقہ مقامی زکواۃ کمیٹیوں کو تقسیم کرنے کے لئے فراہم کر دی جائے گی۔

میاں محمود احمد۔ کیا وزیر موصوف ازراہ کرم یہ فرمائیں گے کہ صوبائی زکواۃ کونسل نے کونسی تاریخ کو اس کی منظوری دی؟

جناب سپیکر۔ میاں صاحب اپنا سوال دھرایئے۔

میاں محمود احمد۔ جناب والا وزیر اوقاف نے یہ فرمایا ہے کہ صوبائی زکواۃ کونسل نے اصولی طور پر فہرستوں کی دوبارہ جانچ پڑتال کے بعد ضلعی زکواۃ کمیٹی لاہور کی تصدیق اور سفارش پر صرف مستحقین زکواۃ کی مدد کے لئے صوبائی زکواۃ فنڈ سے سابقہ منظور شدہ رقم سے جاری کرنے کی منظوری دے دی ہے۔ میں تاریخ پوچھنا چاہتا ہوں اور صوبائی زکواۃ کمیٹی میں کون کون سے ممبران تھے؟ اور کونسے چیئرمین شامل ہیں؟

جناب وزیر اوقاف۔ صوبائی زکواۃ کونسل جسٹس سجاد صاحب کی سربراہی میں تشکیل دی گئی ہے میرے خیال میں 1990ء میں انہوں نے اس کی دوبارہ منظوری دی ہے۔

میاں منظور احمد موہل۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا.....

جناب سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر میاں منظور احمد موہل.....

میاں منظور احمد موھل۔ انہوں نے جناب والا جزو (ب) میں لکھا ہے دوسرے پیرے میں' کہ 35 مقامی زکواۃ کمیٹیوں نے جن افراد میں چیک تقسیم کئے' ان کی تعداد ہزاروں میں ہے جن کے پتے اور نام درج کرنا دشوار ہے۔ تو جناب والا آج تک نہیں ہوا ہے۔

جناب سپیکر۔ کیا؟

میاں منظور احمد موھل۔ یہ کہتے ہیں کہ ان کے پتے اور نام درج کرنا دشوار ہے یہ ایک سوال پوچھا گیا ہے جس میں 35 زکواۃ کمیٹیاں ہیں جنہوں نے چیک تقسیم کئے ہیں۔ ان کے نام اور پتے پوچھے ہیں یہ کہتے ہیں ان کی تعداد ہزاروں میں ہے اس لئے ان کا جواب دینا دشوار ہے۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ وزیر اوقاف کہیں کہ ان کے نام درج کرنے ہمارے لئے دشوار ہیں۔

جناب سپیکر۔ یہ کون سے جزو پہ ہے؟

میاں منظور احمد موھل۔ یہ جناب والا جزو (ب) پر ہے اور دوسرا پیرا ہے۔ جہاں سے 35 شروع ہوتا ہے کہ 35 مقامی زکواۃ کمیٹیوں نے جن افراد میں چیک تقسیم کئے ان کی تعداد ہزاروں میں ہے ان کے پتے اور نام درج کرنا دشوار ہے۔

جناب سپیکر۔ جی اس بارے میں منسٹر اوقاف کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

جناب وزیر اوقاف۔ زکواۃ کمیٹیوں نے مستحقین میں چیک تقسیم کئے تھے' ان کی تعداد 9 ہزار 8 سو 36 بنتی ہے۔ اور معزز رکن جس کمیٹی کا کہیں میں ان کو اس کا ریکارڈ فراہم کر دیتا ہوں۔ بہت لمبا جواب ہے سر' یہ کتاب پوری بنے گی تو جس کمیٹی کا بھی چاہتے ہیں میں اس کا ریکارڈ ان کو دینے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر۔ وہ درست ہے لیکن ان کا اعتراض یہ ہے کہ یہاں جو جواب درج کیا گیا یہ قابل اعتراض ہے کہ ان زکواۃ کمیٹیوں نے جو چیک تقسیم کئے گئے ہیں ان کے نام اور ایڈریس نہیں دیئے جا سکتے اس لئے کہ یہ ہزاروں میں ہیں۔ یہ جواب جو ہے اس بارے میں ان کو اعتراض ہے کہ یہ درست نہیں ہے یہ ایسے نہیں ہونا چاہئے تھا۔ یہی آپ فرما رہے تھے نا' تو میں بھی یہی کہوں گا کہ یہ جواب اس انداز میں نہیں آنا چاہئے کہ ان کے نام درج کرنے دشوار ہیں کیونکہ جن لوگوں کو چیک تقسیم کئے گئے ہیں ان کے نام اور ایڈریس جو ہیں یہ کوئی مسئلہ نہیں ہونا چاہئے۔ تو یہ آپ ان کے نام اور پتہ جات دے سکتے ہیں؟

جناب وزیر اوقاف۔ جی ہاں سر' دے سکتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ تو منسٹر اوقاف یہ آپ نام اور پتہ جات اس اجلاس میں ٹیبل کریں۔

جناب وزیر اوقاف۔ جناب والا یہ 9836 بنتے ہیں کیا سبھی کے ٹیبل کروں۔

جناب سپیکر۔ جی سبھی کے ٹیبل کر دیں۔

جناب وزیر اوقاف۔ ٹھیک ہے سر'۔

جناب سعید احمد ظفر۔ ضمنی سوال سر' .....

جناب سپیکر۔ سعید احمد ظفر صاحب ضمنی سوال کریں گے۔.....

جناب سعید احمد ظفر۔ جناب والا وزیر موصوف نے یہ جو زکواۃ کے چیکس فرمائے ہیں' ان کے بارے میں میں تھوڑی سی اضافی معلومات لینا چاہتا ہوں کہ کیا ان لوگوں کو بھی زکواۃ کے چیکس فراہم کر دیئے گئے ہیں کہ جن علاقوں میں سیلاب آیا تھا؟ میری اطلاع یہ ہے کہ ابھی تک ان چیکس کو ریلیز نہیں کیا جا رہا اور کئی لوگوں کو خواہ مخواہ پریشان کیا جا رہا ہے۔ وزیر موصوف ازراہ کرم فرمائیں گے کہ وہ ان چیکس کو کب تک فراہمی کے قابل بنا دیں گے؟

جناب سپیکر۔ جی منسٹر اوقاف۔.....

جناب وزیر اوقاف۔ جناب والا زکواۃ فنڈ سے متاثرین سیلاب کو امداد نہیں دی جا سکتی۔ امداد صرف انہیں کو دی جا سکتی ہے۔ امداد صرف انہیں کو دی جا سکتی ہے جو صرف زکواۃ کے حق دار ہیں اور جسے مقامی زکواۃ کمیٹی حق دار تصور کرتی ہے اس کی سفارش کرتی ہے اور ضلع اس کی تصدیق کرتا ہے اس کے بعد وہ صوبائی کونسل میں پیش ہوتا ہے وہ اس کی منظوری دیتی ہے۔

جناب سعید احمد ظفر۔ جناب والا میں بھی مستحقین کی بات کر رہا تھا اور جیسے وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ جن لوگوں کی لوکل زکواۃ کمیٹیوں نے سفارش کی میں بھی ان ہی کی بات کر رہا ہوں اور وزیر موصوف سے میرا سوال یہ تھا کہ ان چیکس کو کیونکہ لوگوں کے حوالے تو نہیں کیا گیا کہ وزیر موصوف صاحب کونسی تاریخ تک اس بات کا بندوبست کریں گے کہ جو مستحق اور غریب لوگ ہیں اور جو زکواۃ کے مستحق ہیں اور جن کے گھر بار سیلاب کی وجہ سے منہدم ہو گئے تھے ان کو کب تک یہ چیکس دے دیں گے؟

جناب سپیکر۔ جی منسٹر اوقاف۔

جناب وزیر اوقاف۔ جناب والا جو مستحق ہیں مقامی زکواۃ کمیٹی اس کی سفارش کرے ہم اب بھی انہیں دینے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر۔ جی ٹھیک ہے' ..... وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے.....

جناب عرفان احمد ڈاھا(پارلیمانی سیکرٹری)۔جناب والا میں آپ کی اجازت سے محکمہ خزانہ کے سوالات ایوان کی میز رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ محکمہ خزانہ سے متعلقہ سوالات کے جوابات پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے ایوان کی میز پر رکھ دیئے ہیں۔ ..... آرڈر پلیز' .....

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سرکاری ملازمین کے لئے رہائشی سہولت

* 327- **سردار محمد اظہر خاں لغاری**۔کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ------

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت صوبائی سرکاری ملازمین کو ہاؤس رینٹ کے عوض پرائیویٹ مکان کرایہ پر مہیا نہیں کرتی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ وفاقی حکومت دارالخلافہ میں اگر ملازمین کو رہائش فراہم نہیں کرتی تو ان کو ان کے گریڈ کے مطابق پرائیویٹ مکان کرائے پر لینے کی سہولت دیتی ہے۔ جس کا کرایہ حکومت ادا کرتی ہے۔

(ج) اگر جز ھائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا صوبائی حکومت بھی اپنے صوبائی دارالحکومت میں ایسے ملازمین کو جن کے پاس سرکاری رہائش گاہ نہیں تو ان کو ان کے گریڈ کے مطابق پرائیویٹ مکان کرائے پر لینے کی سہولت دینے کو تیار ہے جس کا کرایہ حکومت ادا کرے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر خزانہ(مخدوم زادہ شاہ محمود حسین قریشی)

(الف) یہ مکمل طور پر درست نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صرف لاہور اور راولپنڈی کے مقامات پر تعینات سرکاری ملازمین کے لئے بمطابق سرکلر لیٹر نمبر 1EO-4-21/76 مورخہ 1-12-1981 (کاپی لف ہے) کرایہ پر مکان مہیا کرنے کی سہولت موجود ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) مکان کرایہ پر فراہم کرنے کی سہولت صوبائی دارالحکومت میں بھی موجود ہے لہٰذا کوئی مزید احکام جاری کرنے کی ضرورت نہیں۔

خصوصی الاؤنس کی ادائیگی

* 328- **سردار محمد اظہر خاں لغاری**۔کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ------

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 90-1989ء میں حکومت نے پانچ فیصد خصوصی الاؤنس دیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے تقریباً" گیارہ ماہ تک مذکورہ الاؤنس اس وجہ سے نہیں دیا تھا کہ وفاقی حکومت نے ان کو فنڈ نہیں دیئے تھے۔

(ج) اس وقت جبکہ وفاقی اور صوبائی حکومتیں آئی جے آئی کی ہیں اور ان کو فنڈ ملنے میں کوئی دشواری نہیں ہے تو کیا حکومت ان غریب سرکاری ملازمین کو ان کا پانچ فیصد جو 90-1989ء تھا ان کے بقایا جات ادا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر خزانہ -(مخدوم زادہ شاہ محمود حسین قریشی)

(الف) یہ اس حد تک درست ہے کہ 90-1989ء میں وفاقی حکومت نے پانچ فیصد خصوصی الاؤنس اپنے ملازمین کو دیا تھا۔

(ب) جی ہاں

(ج) حکومت پنجاب نے یہ الاؤنس اپنے ملازمین کو یکم جون 1990ء سے دینا منظور کیا تھا۔ حکومت پنجاب یہ الاؤنس کسی پچھلی تاریخ سے دینے کا ارادہ نہیں رکھتی۔ کیونکہ حکومت پنجاب کے وسائل اس بات کی اجازت نہیں دیتےاور حکومت پاکستان نے اس الاؤنس کی ادائیگی کے لئے کسی بھی صوبہ کو رقوم مہیا نہیں کیں اس لئے صوبہ پنجاب کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک کرنا وفاقی حکومت کے لئے ممکن نہ ہو گا۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

زکواۃ کی رقم کے خرچ کی تفصیل

33- **میاں محمود احمد**۔کیا وزیر زکواۃ و عشر از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -----

کیا یہ درست ہے کہ زکواۃ مختلف کاموں اور حق دار لوگوں کے لئے امداد کا کام دیتی ہے اگر ایسا ہے تو زکواۃ کہاں کہاں اور کتنی کتنی خرچ کی جا رہی ہے۔ پوری تفصیل فراہم کریں۔

زکواۃ کی کل رقم کتنی ہے اور جن جن کاموں پر خرچ کی جاتی ہے اس کا طریق کار کیا ہے؟

وزیر زکواۃ و عشر۔(چودھری محمد اکرم)

جی ہاں' زکواۃ و عشر آرڈی ننس مجریہ 1980ء کے تحت مرکزی زکواۃ کونسل نے مستحقین کی مدد و بحالی کے لئے رقم کی تقسیم کے لئے درج ذیل شرح مقرر کی ہے۔

موصول شدہ رقم مندرجہ ذیل شرح سے تقسیم کی جاتی ہے:

1- مقامی زکواۃ کمیٹیوں کی معرفت مستحقین زکواۃ کی امداد کے لئے = 60%
2- رفاہی ادارہ جات کی معرفت ادویات کے لئے مستحق افراد کے لئے
3- ہسپتالوں کی معرفت ادویات کے لئے مستحق مریضوں کے لئے = 4%
4- تعلیمی ادارہ جات کی معرفت مستحق طلباء کے لئے = 20%
5- دینی مدارس کی معرفت مستحق طلباء کے لئے = 8%
6- متفرق کاموں کے لئے مثلاً درخواست فارم کی فیس اور حساب کتاب کے رجسٹروں وغیرہ کے لئے = 4%

= 100%

مرکزی زکواۃ فنڈ سے ششماہی بنیاد پر صوبائی زکواۃ فنڈ سے پنجاب کو قسط جاری کی جاتی ہے اور ایک قسط کی رقم 413 ملین روپے ہے۔

میاں محمود احمد پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں محمود احمد۔جناب والا یہ جو آپ نے ٹیبل کرنے کے لئے فرمایا ہے اس میں زکواۃ کمیٹی کے حوالے سے الگ الگ ہو گا۔ کہ فلاں فلاں زکواۃ کمیٹی نے اتنے Recommend کئے تھے اور ہر زکواۃ کمیٹی کے حساب سے یہ الگ الگ ٹیبل ہوں گے۔

جناب سپیکر۔جی ہاں الگ الگ ہی ہوں گے۔

جناب فرید احمد پراچہ۔جناب والا میں ہاؤس اور آپ کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پریس گیلری سے ہمارے صحافی حضرات آج کے ایک واقعہ پر واک آؤٹ کر گئے ہیں جس کی انہوں نے اطلاع دی کہ کراچی میں بی بی سی کے نمائندہ اور اس کے اہل خانہ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا اور ان کو اخبارات کی ترسیل سے روکا گیا اور اس بارے میں انہوں نے بطور احتجاج یہاں سے واک آؤٹ کیا ہےاور اس بارے میں انہوں نے آج بطور احتجاج ایوان سےWalk out کیا ہے۔ اس سلسلے میں گزارش ہے کہ ہمارے صحافی بھائیوں سے بھی کوئی غلطی ہوتی

ہے تو اس پر ایوان توجہ دلاتا ہے۔ اسی طرح اگر ان کے ساتھ کہیں زیادتی ہو تو اس بارے میں بھی اس ایوان کو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے اور یہ حقیقت ہے کہ اس طرح کے واقعات اگر کسی بھی جگہ ہوتے ہیں جہاں صحافی کو اس کی پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کی ادائیگی میں روکا جاتا ہے یا اس کی پاداش میں اس پر قاتلانہ حملہ ہوتا ہے تو یہ صحافت پر ایک زیادتی بھی ہے اور اس ضمن میں ہمیں نہ صرف ان کے Walk out کو ختم کرانے کے لئے کوشش کرنی چاہئے بلکہ ان کی تائید میں اس ایوان کو اپنے الفاظ بھی دینے چاہئیں۔

رانا اکرام ربانی۔ جناب سپیکر' میں بھی اس سلسلے میں کچھ معروضات پیش کرنا چاہتا تھا۔ یہ جو کراچی میں واقعہ ہوا اور سینئر صحافی کے ساتھ زیادتی کی گئی ہے۔ سیاسی اختلاف رائے رکھنا' یا اس کا اظہار یا اس کی رپورٹنگ بنیادی حقوق میں شامل ہے۔ اس سے روکنے کی کوشش اور وہ بھی غنڈہ گردی کے ذریعے نہایت ہی قابل مذمت ہے اور میں پراچہ صاحب کی بات کی تائید کرتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں ان عناصر کی مذمت کرتے ہوئے صحافیوں کے ساتھ اپنی ہمدردیوں کا ثبوت دیتے ہوئے انہیں واپس ایوان میں لانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب' آپ تجویز کیا فرما رہے ہیں؟

رانا اکرام ربانی۔ انہیں اپنی حمایت کا یقین دلاتے ہوئے انہیں واپس ایوان میں لانا چاہئے۔

جناب سپیکر۔ اس بارے میں وزیر اطلاعات کیا ارشاد فرمائیں گے؟۔۔۔ جناب فرید احمد پراچہ صاحب نے یہ نشان دھی کی ہے اور رانا اکرام ربانی خان نے اس کی تائید کی ہے کہ کراچی میں جو بی بی سی کے رپورٹر ہیں ان پر قاتلانہ حملہ کیا گیا ہے اور وہاں کچھ اور صحافیوں کو دھمکیاں دی گئی ہیں۔ اس سلسلے میں ہماری پریس گیلری کے دوستوں نے علامتی واک آؤٹ کیا ہے۔ وہ اس بات کی نشان دھی کر رہے ہیں کہ ہمیں جہاں صحافیوں کو ان کی صحافتی ذمہ داریوں کا احساس دلانا ہے وہاں ہمیں ان کی ذمہ داریاں نبھانے کے لئے ان کے ساتھ یکجہتی اور ان کی معاونت کے لئے بھی اظہار کرنا چاہئے۔ رانا صاحب نے یہ تجویز کی ہے کہ ہمیں پریس گیلری میں اپنے صحافی دوستوں سے اظہار ہمدردی کرنا چاہئے اور انہیں یہاں واپس لانے کے لئے اقدام کرنا چاہئے۔

جناب وزیر اطلاعات۔ جناب سپیکر' مجھے بھی اس بات سے اتفاق ہے۔ صحافی ہمارے قابل عزت بھائی ہیں۔ ہمیں ان کی عزت سے انکار نہیں کرنا چاہئے۔ ہمیں اس کے ساتھ اتفاق ہے

اور جہاں تک پنجاب اسمبلی کا تعلق ہے ہمیشہ ہم نے صحافی بھائیوں کی عزت افزائی فرمائی ہے اور ان کے ساتھ ہمارا تعلق بھائیوں جیسا رہا ہے۔ میں اس بات سے بھی اتفاق کرتا ہوں کہ ہمیں پرانی روایات کو برقرار رکھنا چاہئے اور ہمارے تعلقات صحافی حضرات کے ساتھ برادرانہ ہونے چاہئیں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ۔جناب سپیکر' میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میری تجویز یہ ہے کہ چند معزز ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو کہ اس سلسلے میں ایک قرار داد مرتب کرے اور اس واقعے کی مذمت کرے۔ بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز۔جناب والا' اس سلسلے میں میری بھی تجویز ہے۔ حکومت پنجاب نے اگر ایسی کوئی پابندی عائد کی ہے کہ ان غنڈہ عناصر کی پردہ پوشی کی جائے یا ان کے نام خفیہ رکھے جائیں تو اس کو ختم کیا جائے اور جن عناصر نے بی بی سی کے نمائندے پر قاتلانہ حملہ کیا ہے ان کو بے نقاب کیا جائے اور کل اخبارات میں حکومت پنجاب کی طرف سے انہیں بتایا جائے کہ وہ کون سے عناصر ہیں جنہوں نے یہ حرکت کی ہے۔

چودھری سکندر حیات ملہی۔جناب سپیکر' میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے خیال میں وزیر اطلاعات نے جو وضاحت کی ہے وہ کافی ہے۔ کوئی صاحب بھی پریس والوں کے پاس جائیں اور انہیں واپس لے آئیں۔ جہاں تک قرار داد کا تعلق ہے' قواعد و ضوابط کے مطابق بعد میں قرار داد پیش کی جا سکتی ہے۔ یہ مسئلہ ایوان میں زیر بحث لانے کے لئے ابھی صرف ایک ہی ہے کہ کون جائے اور صحافیوں کو منا کے لے آئے۔ یہ بعد کی بات ہے۔ جو قرار داد پیش کرنا چاہتے ہیں وہ صحیح طریقے سے دیں۔ ہمیں پورا اتفاق ہے کہ معزز وزیر نے انہیں یقین دھانی دلائی ہے انہیں اس پر متفق ہو جانا چاہئے۔

جناب سپیکر۔لیکن جیسا کہ یہاں اظہار خیال کیا گیا ہے اور اس پر ہمارے معزز اراکین نے بھی اظہار خیال کیا ہے اور وزیر اطلاعات نے حکومت پنجاب کا نقطہ نظر پیش کیا ہے۔ ہم سب لوگ صحافی بھائیوں سے ان کے حقوق کے لئے' آزادی صحافت کے لئے مکمل یکجہتی کا اظہار کرتے ہیں اور آزادی صحافت کے راستے میں کسی قسم کی دھونس اور دھاندلی کو بڑی تشویش کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ پنجاب اسمبلی اپنے صحافی بھائیوں سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے اور اس معاملے میں ان کے ساتھ مکمل طور پر شریک ہے۔ میں یہ تجویز کروں گا کہ ہم میں سے کچھ دوست جس میں ڈاکٹر محمد شفیق صاحب'

چودھری محمد فاروق صاحب، فرید احمد پراچہ صاحب شریک ہو سکتے ہیں۔ یہ تینوں صاحبان ہماری پریس گیلری کے احباب سے بات کریں اور انہیں واپس تشریف لانے کے لئے کہیں۔ اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔

(اس مرحلے پر بیگم فوزیہ بہرام کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئیں)

میاں منظور احمد موھل۔جناب والا۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جب sitting سپیکر اپنی مسند کو چھوڑتا ہے تو آنے والا سپیکر اس کی opposite side سے اس وقت اس کو occupy کرتا ہے نہ کہ وہ چلا جاتا ہے کیونکہ مسند کسی لمحے خالی نہیں رہ سکتی جب ہاؤس جاری ہو۔ in order ہو۔ اس طرف سے سپیکر اترے اور آپ نے بھی ان کا انتظار کیا کہ وہ نکل جائیں پھر آپ Choir پر آئیں۔ تو ان لمحات میں کرسی کو خالی نہیں ہونا چاہئے۔ آپ کو اس side سے آنا چاہئے تھا تاکہ وہ جونہی جاتے آپ occupy کرتیں۔ تو یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

محترمہ چیئرمین(محترمہ بیگم فوزیہ بہرام)۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بالکل ٹھیک ہے کیونکہ میرا بطور سپیکر کوئی تجربہ نہیں ہے۔ لہٰذا آئندہ میں احتیاط کروں گی۔

سوال نمبر 123 محکمہ ہوم کے متعلق ہے۔ اس کا جواب آ چکا ہے اور ٹیبل کر دیا گیا ہے۔

صوبہ میں پولیس کی تعداد

4/12/2000
نشان

* 123- **جناب ایس اے حمید**۔کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ------

(الف) صوبہ میں پولیس کی کل تعداد کیٹیگری وار کیا ہے ہر ضلع کی علیحدہ علیحدہ تعداد بتائی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ہر ضلع میں آبادی کے تناسب سے پولیس کی تعداد مقرر کی جاتی ہے۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو 1970ء میں پولیس کی تعداد کیا تھی اور 1990ء میں کیا ہے کیٹیگری وار اور ضلع وار تفصیلات فراہم کی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری۔(ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) صوبہ پنجاب میں پولیس کی موجودہ تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

آئی جی ایڈیشنل آئی جی ڈی آئی جی

1	2	13
اے - آئی - جی	ایس ایس پی/ایس پی اے۔ایس پی/ڈی ایس پی	
6	105	392
انسپکٹر	سب انسپکٹر	اے ایس آئی
1256	3567	6563
ہیڈ کانسٹیبل	کانسٹیبل	
9730	64,490	(ضلع وار تفصیل لف ہذا ہے)

(ب) ہر ضلع میں پولیس کی تعداد آبادی۔ کرائم و دیگر عوامل۔ ٹریفک اور امن و امان واچ اینڈ وارڈ تفتیشی عملہ ریز رو ہائے ٹریفک ڈیوٹی و دیگر ڈیوٹیوں پر مشتمل ہوتی ہے جو کہ ازروئے پولیس رولز 2ء2 مندرجہ ذیل فارمولے سے مقرر کی جاتی ہے۔

1- **واچ اینڈ وارڈ**۔یہ نفری شہری تھانہ جات جو کہ شہروں و قصبوں اور چھاؤنیوں جن کی آبادی تیس ہزار(30,000) افراد پر مشتمل ہوتی ہے مندرجہ ذیل فارمولے کے تحت متعین کی جاتی ہے۔

(i) چار سو پچاس کی آبادی پر ایک کانسٹیبل

(ii) دس کانسٹیبلان پر ایک ہیڈ کانسٹیبل

(iii) پانچ ہیڈ کانسٹیبلان پر ایک اے ایس آئی۔

(iv) ایک سو کانسٹیبلان پر ایک سب انسپکٹر۔

2- برائے تفتیشی عملہ مقدمات کی تفتیش کیلئے نفری متعین کرتے وقت مندرجہ ذیل فارمولے کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

(i) ہر پچاس مقدمات کے لئے ایک ماتحت اعلیٰ یعنی سب انسپکٹر/ اے ایس آئی اسی طرح دو سو (200) عام جرائم پر ایک ایس آئی مقرر کیا جاتا ہے۔ ہر تفتیشی افسر کے ساتھ دو کانسٹیبلان متعین کئے جاتے ہیں۔

3-اس کے علاوہ ریزرو ہائے اور ٹریفک ڈیوٹیاں آبادی و امن و امان کی مجموعی صورتحال اور ٹریفک لوڈ کو مدنظر رکھتے ہوئے مقرر کی جاتی ہے۔

(ج) تعداد نفری 1970ء

آئی جی	ایڈیشنل آئی جی	ڈی آئی جی	
1	1	7	
اے آئی جی	ایس پی/اے ایس پی	ڈی ایس پی	
6	32	119	
انسپکٹر	سب انسپکٹر	اے ایس آئی	ہیڈ کانسٹیبلان
248	1307	1961	35,11
کانسٹیبلان	23,640		

تعداد نفری 1990ء

آئی جی	ایڈیشنل آئی جی	ڈی آئی جی	اے آئی جی
1	2	18	6
ایس پی	اے ایس پی/ڈی ایس پی	انسپکٹر	سب انسپکٹر
105	392	1256	3567
اے ایس آئی	ہیڈ کانسٹیبلان	کانسٹیبلان	(ضلع وار تفصیل
6563	9730	64,490	لف ہے)

جناب سپیکر کے حکم کی تعمیل میں، سوال نمبر123 جس کا جواب ایوان میں مورخہ 12-3-91 کو دیا گیا تھا کے سلسلہ میں ضمنی مواد ایوان کی میز پر رکھا جا رہا ہے۔

نام ضلع	آبادی ضلع بمطابق مردم شماری 1981 جس کے مطابق حلقہ بندی کی گئی	سالانہ جرائم ضلع 1989	سالانہ جرائم ضلع 1990	نفری میں اضافہ شہر 1989	نفری میں اضافہ شہر 1990	فیصل آباد شہر کیلئے واچ اینڈ وارڈ کی علیحدہ نفری کی تفصیل 1989	فیصل آباد شہر کیلئے واچ اینڈ وارڈ کی علیحدہ نفری کی تفصیل 1990
1-فیصل آباد	35,61,909	11959	13247	5335	5558	ضمیمہ الف پر لف ہے	ضمیمہ الف پر لف ہے
2-گوجرانوالہ	26,75,937	12117	10764	4342	3522	ضمیمہ الف پر لف ہے	

نوٹ۔ ہر دو اضلاع کی آبادی اور جرائم کے اعداد و شمار کے تقابل سے ظاہر ہے کہ فیصل آباد ضلع کی آبادی ضلع گوجرانوالہ سے زیادہ ہے۔ اس طرح جرائم کی تعداد بھی زیادہ ہے۔ اس لئے وہاں منظور شدہ نفری کی تعداد زیادہ ہے۔ علاوہ ازیں تجرباتی طور پر فیصل آباد میں واچ اینڈ وارڈ کو علیحدہ کر کے وہاں علیحدہ نفری بمطابق ضمیمہ "الف" مہیا کی گئی جو کسی اور ضلع بشمول گوجرانوالہ کو نہ دی گئی۔ یہ امر وہی قابل ذکر ہے کہ 1989ء میں گوجرانوالہ ضلع کی نفری میں اضافہ بمطابق ضمیمہ "الف" کیا گیا مگر فیصل آباد ضلع کی نفری میں کوئی اضافہ نہ کیا گیا۔ 1990ء میں ہر دو اضلاع کی نفری میں اضافہ کیا گیا جو کہ تقریباً" برابر ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ گوجرانوالہ ضلع کو ترجیحی بنیادوں پر مرحلہ وار اضافہ شدہ نفری مہیا کی جا رہی ہے۔

ضمیمہ الف

فہرست بابت بڑھتی ہوئی نفری ضلع فیصل آباد اور گوجرانوالہ

سال 1989-7-1 اور سال 1990-7-1

نمبر شمار	ایس پی	اے ایس پی/ڈی ایس پی	انسپکٹر/سارجنٹ	سب انسپکٹر	اے ایس آئی	ہیڈ کانسٹیبل	کانسٹیبل
1-7-1989-1							
ضلع گوجرانوالہ	-	-	-	-	-	-	150
ضلع فیصل آباد	-	-	-	-	-	-	-

1-7-1990-2																		
ضلع گوجرانوالہ	1	1											11	15	47	40	512	
ضلع فیصل آباد	1	2											7	15	56	40	512	
3- فیصل آباد شہر کے لئے واچ اینڈ وارڈ کی علیحدہ نفری کی تفصیل	-												12	22	59	154	1478	

پنجاب کی کل نفری	ایڈیشنل آئی جی	ڈی آئی جی	ایس پی	ایس پی ڈی ایس پی	انسپکٹر	سب انسپکٹر	اے ایس آئی	ہیڈ کانسٹیبل	کانسٹیبل
سینٹرل پولیس آفس پنجاب	1	1	2	6	1	2	2	-	3
دفتر ڈی آئی جی لاہور رینج	-	-	1	-	1	-	2	-	4
دفتر ڈی آئی جی گوجرانوالہ رینج	-	-	1	-	1	-	2	-	5
دفتر ڈی آئی جی راولپنڈی رینج	-	-	1	-	1	-	2	-	5
دفتر ڈی آئی جی ملتان رینج	-	-	1	-	1	-	2	-	5
دفتر ڈی آئی جی ڈیرہ غازیخاں رینج	-	-	1	-	1	-	2	-	5
دفتر ڈی آئی جی سرگودھا رینج	-	-	1	-	1	-	2	-	5
دفتر ڈی آئی جی بہاولپور رینج	-		1	-	1	-	2	-	5

اضلاع										
لاہور	-	-	-	-	9	25	131	496	1067	1479	12070
قصور	-	-	-	-	1	5	21	59	130	126	950
شیخوپورہ	-	-	-	-	1	7	32	100	232	194	1569
اوکاڑہ	-	-	-	-	1	5	23	70	129	101	838
لاہور رینج ریزرو	-	-	-	-	-	1	1	6	-	27	205
گوجرانوالہ	-	-	-	-	3	10	49	142	202	235	2032
سیالکوٹ	-	-	-	-	1	9	49	100	263	240	1942
گجرات	-	-	-	-	1	8	35	99	191	190	1574
گوجرانوالہ رینج ریزرو	-	-	-	-	-	-	-	1	3	10	200
راولپنڈی	-	-	-	-	4	18	60	246	395	673	4523
چکوال	-	-	-	-	1	6	17	35	48	94	632
اٹک	-	-	-	-	1	7	20	29	68	110	803
جہلم	-	-	-	-	1	7	18	26	51	122	785

راولپنڈی ریزرو	-	-	-	-	-	-	-	5	-	20	200
ملتان	-	-	-	3	11	51	135	253	294		2424
خانیوال	-	-	-	1	6	19	54	120	110		830
ساہیوال	-	-	-	2	6	28	85	166	157		1185
پاکپتن	-	-	-	1	3	7	19	50	73		319
وہاڑی	-	-	-	1	6	21	55	116	91		838
ملتان رینج ریزرو	-	-	-	-	-	-	2	-	8		80
ڈیرہ غازیخاں	-	-	-	2	4	20	49	55	121		788
راجن پور	-	-	-	1	6	18	36	70	71		606
مظفر گڑھ	-	-	-	1	6	18	47	74	120		861
لیہ	-	-	-	1	6	13	37	65	74		478
ڈیرہ ماڑیخاں رینج ریزرو	-	-	-	-	-	-	2	-	8		80
سرگودھا	-	-	-	3	6	33	84	186	165		1341
خوشاب	-	-	-	1	5	13	38	61	73		545
میانوالی	-	-	-	1	6	15	44	87	113		823

بھکر	-	-	-	-	-	1	6	12	36	59	72	524
سرگودھا رینج ریزو	-	-	-	-	-	-	-	-	2	-	8	80
فیصل آباد	-	-	-	-	-	4	11	50	199	342	446	3960
ٹوبہ ٹیک سنگھ	-	-	-	-	-	1	6	17	41	89	95	729
جھنگ	-	-	-	-	-	1	6	22	76	126	148	1195
فیصل آباد رینج ریزو	-	-	-	-	-	-	-	-	2	-	8	80
بہاولپور	-	-	-	-	-	3	5	29	52	98	159	1234
بہاولنگر	-	-	-	-	-	1	7	26	49	92	130	948
رحیم یار خان	-	-	-	-	-	1	7	31	71	141	156	1311
بہاولپور رینج ریزو	-	-	-	-	-	-	-	-	2	-	8	80
اے ایس پی ٹریننگ ریزو	-	-	-	-	-	-	15	-	-	-	-	-
ٹیلی کمیونیکیشن	-	-	1	-	-	2	7	22	92	114	828	2413
موٹر ٹرانسپورٹ ورکشاپ	-	-	-	-	-	1	1	6	22	107	129	532
وزیراعظم ہاؤس اسکرٹریٹ	-	-	-	-	-	4	5	2	34	9	173	487
پنجاب کانسٹیبلری	-	-	1	-	-	6	27	90	294	841	1149	9679
سپیشل برانچ	-	1	3	-	-	15	41	78	224	253	370	835
کرائم برانچ	-	-	1	-	-	5	17	15	65	35	64	109
پولیس قومی رضاکار	-	-	-	-	-	-	1	1	6	36	108	34
پنجاب پولیس ٹریننگ	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	
کالج/سکول/سنٹر	-	-	1	-	-	1	18	41	145	299	452	460
ہائی وے ٹریفک	-	-	1	-	-	8	13	99	46	4	111	297
یکم جنوری 1991 کو پنجاب کی تمام نفری	1	2	18	6	105	392	1256	3567	6563	9730	64490

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر۔اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری

سیکرٹری اسمبلی۔مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر محمد شفیق چودھری صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں بیماری کے باعث بروز اتوار 17-3-91 اسمبلی کی کارروائی میں شرکت نہیں کر سکا۔ مہربانی فرما کر ایک یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظوری کی گئی)

میاں زاہد یاسین صاحب

سیکرٹری اسمبلی۔مندرجہ ذیل درخواست میاں زاہد یاسین صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

گزارش ہے میں اپنی ذاتی مصروفیات کی وجوہ سے رواں اجلاس اسمبلی مورخہ 17 مارچ 1991ء سے حاضر ہونے سے قاصر ہوں۔

لہٰذا میری رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز صاحب

سیکرٹری اسمبلی۔مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر محمد افضل اعزاز صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

Unable to attend assembly Session on 17th and 18th March

owing to temprature, grant leave on these two days.

جناب سپیکر۔اب سوال یہ ہے۔ کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

محترمہ چیئرمین۔اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر43 جناب غلام سرور خاں صاحب کی ہے۔ جی۔

نشان زدہ سوال نمبر88 کے غلط جواب کی فراہمی

جناب غلام سرور خاں۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری داخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ 10 مارچ 1991ء کو محکمہ تعلیم سے متعلق میرے نشان زدہ سوال نمبر88 جس کا جواب وزیر تعلیم نے ایوان میں دیا تھا۔ سوال کے جزو (ب) کا جواب غلط - گمراہ کن اور جان بوجھ کر حقائق کو پوشیدہ رکھا گیا۔ جیسا کہ میں نے سوال جزو (ب) میں قوانین میں نرمی اور ترمیم کر کے تعینات شدہ اساتذہ کی تعداد اور تعلیمی استعداد دریافت کی تھی وزیر تعلیم نے جزو (ب) کے جواب میں صرف ایک شخص محمد بشیر کی تعیناتی کا اظہار کیا جب کہ یہ تعداد بالکل غلط۔ گمراہ کن ہے۔ کیونکہ اصل تعداد ایک سو سے بھی زائد ہے۔۔۔۔

چودھری محمد فاروق۔پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ چیئرمین۔آپ کس پوائنٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد فاروق۔جناب والا۔ جناب سپیکر نے ہمیں صحافیوں کے واک آؤٹ کی وجہ سے پریس گیلری کے صحافیوں سے ملاقات کے لئے بھیجا تھا کہ وہ واک آؤٹ ختم کر دیں۔ تو میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ایوان کے اندر ممبران نے اور جناب وزیر اطلاعات نے اور اس کے علاوہ جناب سپیکر نے صحافیوں سے جس یکجہتی کا اظہار کیا اور پورے ایوان کی جانب سے یہ کہا گیا کہ صحافیوں کیساتھ کراچی میں جو زیادتی ہوئی اس کی یہ پورا ایوان مذمت کرتا ہے اس بنیاد پر صحافیوں نے

ہماری ملاقات کے نتیجے میں اپنا بائیکاٹ ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ آپ کے نوٹس میں میں یہ بات لانا چاہتا تھا اور ان سے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ معاہدہ کے مطابق اب پریس گیلری میں واپس تشریف لے آئیں اور ایوان کی کارروائی میں شامل ہوں۔ شکریہ۔

محترمہ چیئرمین۔ جی آپ پڑھیں۔

جناب غلام سرور خان۔ ___ کیونکہ اصل تعداد ایک سو سے بھی زائد ہے جس کا محکمے کے علاوہ وزیر تعلیم کو علم بھی ہے۔ اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب کے ڈائریکٹو Dated 17-10-1989

Directive No. us II/cms/AA 40/89/21033

اور دوسرا Directive No. us II/cms/AA 40/89/21033

اس چیز کا واضح ثبوت ہے کہ مذکورہ بالا تقریباً" سو سے اوپر افراد کی تعیناتی وزیر اعلیٰ صاحب کے خصوصی حکم سے قواعد میں نرمی کر کے کی گئی تھی۔ جیسا کہ یہ بات جناب والا کے علم میں بھی ہے کہ میرے بار بار اصرار کے باوجود وزیر تعلیم غلط جواب پر اڑے رہے اور اپنے محکمہ کا دفاع کرتے رہے۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا میری تحریک استحقاق منظور کر کے استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔

جناب سپیکر۔ میں مختصر بیان دینا چاہتا ہوں۔

محترمہ چیرمین۔ جی فرمائیں۔

جناب غلام سرور خاں۔ جناب سپیکر۔ میرے 10 مارچ کے سوال کے جواب جزو (ب) میں ایک غلط جواب دیا گیا تھا۔ میں وہ جواب بھی یہاں پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں۔ میرا سوال تھا" جز (الف) کی روشنی میں ایسے اساتذہ کی تعداد کتنی ہے جن کو قوانین میں نرمی کر کے تعینات کیا گیا اور ان کی تعلیمی استعداد کیا ہے؟ "سوال کا (ج) جز ہے" 1988ء سے 1990ء تک ایسے امیدواروں کی تعداد کیا ہے جنہیں Waiting List میں رکھا گیا ہے اور ان کی تعلیمی استعداد کیا ہے؟ "جبکہ میرے سوال کے جز (ب) کے جواب میں انہوں نے صرف ایک شخص محمد بشیر کی تعیناتی کے بارے میں بتایا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ان کی تعلیمی استعداد کو بھی پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے جبکہ سوال کے جز (ج) کے جواب میں جن لوگوں کو Waiting List میں رکھا گیا تھا ان کی تعلیمی استعداد ایوان کی میز پر رکھ دی گئی تھی۔ اس پر میں نے تحریک استحقاق پیش کی۔ یہ اصل میں ایک تیر سے دو شکار کئے گئے۔ میری

تحصیل ٹیکسلا کے تمام نئے سکولوں کے ٹیچرز جن کا الحاق حکومتی جماعت سے نہ تھا ان کے تبادلے وزیراعلیٰ کے خصوصی احکامات پر تحصیل سے باہر اور ضلع سے باہر کر دیئے گئے اور ان کی جگہ نئی تقرریاں کی گئیں اور وہ نئی تقرریاں قواعد میں نرمی کر کے کی گئیں۔ نئی تقرریاں کرنے کے بعد اگر میرے سوال کا جواب ٹھیک طریقے سے اس ایوان میں دے دیا جاتا تو میں ہرگز یہ تحریک استحقاق پیش نہ کرتا۔ وزیر موصوف نے اپنے محکمہ کی ان بے قاعدگیوں کو چھپانے کے لئے غلط جواب دیا ہے۔ جس پر میں نے تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ تحریک استحقاق منظور کر کے استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں گی۔

محترمہ چیئرمین۔ وزیر تعلیم صاحب!

وزیر تعلیم۔ جناب سپیکر۔ معزز ممبر جناب غلام سرور خاں صاحب نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ سوال کے جز (ب) کا جواب غلط' گمراہ کن اور جان بوجھ کر حقائق کو پوشیدہ رکھنے کے لئے دیا گیا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ میں اسے درست تسلیم نہیں کرتا کیونکہ جناب سپیکر قواعد میں نرمی کرنے کا اختیار وزیراعلیٰ کے پاس ہے اگر واقعی وہ تقرریاں قواعد میں نرمی کر کے کی گئی تھیں تو ہمیں ایوان کو بتانے میں کوئی عار نہیں تھا کہ یہ تقرریاں قواعد میں نرمی کر کے کی گئی تھیں۔ کیونکہ وہ جو تقرریاں کی گئی تھیں اس کے متعلق میں بعد میں بتاؤنگا۔ کسی چیز کا غلط جواب اسلئے دیا جاتا ہے یا حقائق کو اس لئے چھپایا جاتا ہے کوئی چیز آپ نے غیر قانونی کی ہو۔ اگر کوئی چیز غیر قانونی کی ہی نہیں گئی تو اس میں محکمہ کو غلط جواب دینے کی ضرورت ہے نہ ہی حقائق کو چھپانے کی ضرورت ہے۔

اب میں جناب سوال کے جزو (ب) پر آتا ہوں۔ ان کا سوال یہ تھا کہ ایسے اساتذہ کی تعداد کتنی ہے جن کو قواعد میں نرمی کر کے تعینات کیا گیا اور ان کی تعلیمی استعداد کیا ہے۔ تو جناب چیئرمین صاحبہ ان کا مقصد یہ تھا اور یہ جاننا چاہتے تھے کہ جن لوگوں کی قواعد میں نرمی کر کے تقرریاں کی گئی ہیں ان کی تعلیمی استعداد کیا ہے اور ان کی تعداد کتنی ہے جہاں تک تعلیمی استعداد کا تعلق ہے تو قواعد میں نرمی کر کے اس کے تحت ایک تعیناتی کی گئی ہے۔ دوسرے جو میرے فاضل رکن فرما رہے ہیں اس میں تعلیمی استعداد بالکل relax نہیں کی گئی۔ دوسرے معنوں میں رولز Relax نہیں کئے گئے۔ رولز سے میری مراد recruitment rules ہیں اور پنجاب ایجوکیشن کے رولز ہیں ان کا شیڈول میرے پاس ہے جن میں appointing authority درج ہے یا qualification درج ہے۔ تو جناب

والا جس میں تعلیمی استعداد relax کی گئی تھی وہ صرف ایک تھی۔ دوسرے جن تقرریوں کا ذکر میرے دوست فرما رہے ہیں وہ Procedure کو relax کر کے کی گئی ہیں۔ اور جناب سپیکر۔ رولز اور پروسیجر میں بڑا فرق ہے رولز قوانین ہوتے ہیں۔ اور انہوں نے قوانین کا ہی لفظ استعمال کیا ہے یا پھر قواعد کا کیا ہے۔ یہ رولز کے زمرے میں آتے ہیں البتہ پروسیجر وہ ہوتا ہے جو رولز کے تحت طریق کار ہوتا ہے اور ضابطہ کار ہوتا ہے وہ اس میں آتا ہے۔ اور رولز کے تحت Procedure بعد میں بنتے ہیں اور پروسیجر کو relax کرنا ایک علیحدہ چیز ہے اور رولز کو relax کرنا ایک علیحدہ چیز ہے۔ وہ جو 120 یا 146 یا جتنی بھی تقرریاں کی گئی ہیں وہ پروسیجر کو relax کر کے کی گئی ہیں اور ان کیلئے بھی وزیراعلیٰ صاحب کا directive موجود ہے اور وزیراعلیٰ صاحب نے اپنے ڈائریکٹو میں بالکل واضح طور پر لکھا کہ پروسیجر کو relax کر کے یہ تقرریاں کی جا رہی ہیں۔ تو اس سلسلے میں ہم نے رولز کو relax نہیں کیا ان کی تعلیم پوری ہے وہ پی۔ٹی۔سی ہیں اور ٹرینڈ ہیں اور ان میں کوئی بھی untrained ٹیچر نہیں لگی تو اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ ان کی یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی محکمہ نے بالکل صحیح جواب دیا تھا اس لئے اس تحریک استحقاق کو rule out کر دیا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ محترمہ سپیکر صاحبہ۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھونگا کہ انہوں نے جو ٹیکنیکل انداز میں بات کی ہے کہ رولز relax نہیں کئے۔ بلکہ Procedure کو Relax کیا ہے تو وہ بتائیں کہ رولز اور پروسیجر میں کیا فرق ہے؟ کیونکہ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ رولز پر عمل کرنے کا نام ہی پروسیجر ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ایک میں ہم نے Rule - اور بقیہ میں ہم نے پروسیجر relax کیا۔

جناب چیئرمین صاحبہ۔ اچھا آپ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ رولز اور پروسیجر میں کیا فرق ہے یہ تو آپ وقفہ سوالات میں پوچھئے گا۔

رانا ثناء اللہ خان۔ ایک تو یہ بات ہے دوسرے میں یہ عرض کرنا چاہونگا کہ چاہے بات ایک ہو یا سو ہو اگر یہ غلط ہے تو ایک بھی غلط ہے اور اسی طرح سے سو بھی غلط ہیں۔ یہ وزیر موصوف نے خود تسلیم کیا ہے کہ ہم نے رولز relax کر کے ایک تقرری کی ہے۔ اور بقیہ تقرریاں ہم نے پروسیجر adopt کر کے کی ہیں۔ ان کے اس اقرار کے بعد یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ معزز رکن کے سوال کا جواب ایوان میں غلط دیا گیا اس سے ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

محترمہ چیئرمین صاحبہ۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے بلکہ یہ آپ کا

سوال ہے۔ آپ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ رولز اور پروسیجر میں کیا فرق ہے۔ یہ آپ وقفہ سوالات کے دوران پوچھ سکتے ہیں۔ مگر تحاریک استحقاق کے دوران آپ یہ نہیں پوچھ سکتے۔

جناب غلام سرور خان۔جناب چیئرمین۔ میں نے بڑے واضح لفظوں میں دو directives کا نمبر quote کیا تھا اور یہ Directive جناب وزیراعلیٰ صاحب نے 31-8-89 - 17-10-89کو جاری کئے ہیں۔ میں یہ پڑھ دیتا ہوں۔

محترمہ چیئرمین صاحبہ۔یہ آپ نے اپنی تحریک استحقاق میں لکھا ہوا ہے اور یہ میرے پاس ہے۔

جناب غلام سرور خان۔

The Chief Minister has been further pleased to direct that the female candidates may be accommodated against the seats which become available as a result of the above said transfer orders on the recommendations of the local M.N.As.

اسے مزید Clarify کیا گیا ہے۔ بعد میں چیف منسٹر کے ڈائریکٹو میں جعلسازی کی گئی ہے اور یہ اس میں Clarify کیا گیا تھا کہ رولز اینڈ پروسیجر کو relax کردیں کہ آپ نے یہ تقرریاں کرنی ہیں اور میرا سوال بھی یہی تھا کہ قواعد و ضوابط میں نرمی پیدا کر کے کتنے لوگوں کی بھرتی کی گئی ہے اور ایسے لوگوں کی تعداد بتائی جائے اور ساتھ ہی تعلیمی استعداد بتائی جائے۔

محترمہ چیئرمین صاحبہ۔آپ نے اپنی Short Statement میں بھی یہ تمام باتیں واضح کر دی ہیں۔

جناب ایم لطیف مغل۔پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر۔ انہوں نے تحریک استحقاق پیش کی اور منسٹر صاحب نے جواب دے دیا اب دوبارہ ان کا کیا حق بنتا ہے کہ وہ بولیں آپ ruling دیں۔

محترمہ چیئرمین صاحبہ۔اگر ممبر اپنی تسلی کیلئے تھوڑی سی اور بات کرنا چاہے اور وہ اپنے استحقاق کے بارے میں بات کرنا چاہے تو میں نہیں سمجھتی کہ ایسا کوئی hard and fast rule ہے۔

جناب ایم لطیف مغل۔یہ تو آپ نے سوالات کا وقفہ ہی سمجھ لیا ہے کہ ایک ممبر بول رہے ہیں پھر دوسرا بول رہا ہے۔

محترمہ چیئرمین صاحبہ۔اب آپ مجھ سے بحث کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ایم لطیف مغل۔جناب انہوں نے ایک تحریک پیش کی اور اس کا انہیں جواب دے دیا گیا

ہے۔

محترمہ چیئرمین صاحبہ -ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب غلام سرور خان۔جناب چیئرمین۔ ان کی اطلاع کیلئے میں یہ عرض کر دوں .....

محترمہ چیئرمین صاحبہ۔میری آپ سے استدعا ہے کہ آپ آپس میں Cross-examination نہ کریں۔ آپ بیٹھ جائیں۔

رانا ثناء اللہ خاں۔پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین یہ جو پارلیمانی سیکرٹری نے اٹھ کر Chair کے ساتھ Debait شروع کردی ہے کہ یہ نہیں ہو سکتا وہ نہیں ہو سکتا میں چاہونگا کہ آپ اس پر اپنی رولنگ دیں۔

محترمہ چیئرمین صاحبہ۔یہ تحریک استحقاق جناب سرور خان صاحب کی طرف سے پیش کی گئی اور وزیر تعلیم نے حکومت کا موقف بیان کیا یہ واقعہ مورخہ 11 مارچ 1991ء کو پیش آیا اور جو موشن ہے۔

It has been given notice by the mover on 12-3-1991.

لہٰذا رول نمبر(iii)B5 کے تحت یہ Recent Occurrence کا معاملہ نہیں بنتا۔ دوسرے اس میں ایک اور غلطی ہے جیسا کہ وزیر صاحب نے بیان کیا کہ پروسیجر میں تبدیلی کی گئی رولز میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی اور تعلیمی استعداد میں کوئی نرمی نہیں کی گئی۔ اگر یہ اپنی تحریک استحقاق بروقت پیش کر دیتے تو اسے Take up کیا جا سکتا تھا لیکن رول نمبر(iii)55 کے تحت یہ Recent occurrence کا معاملہ نہیں رہتا اور وزیر تعلیم کے وضاحتی بیان کے بعد یہ admissible نہیں ہے لہٰذا میں اسے Ruled out کرتی ہوں۔

جناب غلام سرور خان۔جناب سپیکر۔ میں سمجھتا ہوں کہ سپیکر کی Ruling کے بعد کسی بات کا کوئی جواز نہیں رہتا۔ لیکن جناب سپیکر وزیر تعلیم نے مورخہ 11 مارچ 91ء کو میری تحریک استحقاق کا جواب دیا تھا اور میں نے 12 مارچ کو ہی نوٹس دے دیا تھا یہ بہت بڑی Irregularity کی گئی ہے تقریباً" ڈیڑھ سو خاندانوں کا معاشی قتل عام کیا گیا ہے اور قوانین میں نرمی پیدا کر کے غیر قانونی طور پر 150 کے قریب تعیناتیاں کی گئی ہیں میری تحریک استحقاق ہر لحاظ سے باضابطہ بنتی ہے لہٰذا میں واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے تمام ارکان واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

میاں منظور احمد موہل۔جناب سپیکر۔ یہ خود ہی کہتے ہیں کہ سپیکر کی رولنگ کے خلاف نہیں بولا جا سکتا مگر یہ سپیکر ہی کی رولنگ کے خلاف واک آؤٹ کر گئے ہیں۔

محترمہ چیئرمین صاحبہ۔میں سمجھتی ہوں کہ آپ میں سے کوئی جائے اوران کو منا کر ایوان میں لے آئے۔

وزیر تعلیم۔جناب سپیکر۔ میں خود ہی جا کر ان کو لے آتا ہوں۔

محترمہ چیئرمین صاحب۔اب ہم اگلی تحریک استحقاق نمبر 44 ملک اقبال احمد خان لنگڑیال کو لیتے ہیں۔

(فاضل رکن ایوان میں تشریف فرما نہ تھے۔)

محترمہ چیئرمین صاحب۔اسے ملتوی کر لیتے ہیں۔ اس سے اگلی تحریک چودھری اصغر علی گجر صاحب کی ہے۔ میرے خیال میں وہ بھی ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ لہٰذا اسے بھی ملتوی کرتے ہیں۔

اس سے اگلی تحریک استحقاق جناب بادشاہ میر خان آفریدی صاحب کی ہے اور انہوں نے اسے واپس لے لیا ہے۔ اس کے بعد تو اور کوئی نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری(امور داخلہ) -جناب سپیکر۔ اصغر علی گجر صاحب کی جو تحریک استحقاق ہے یہ پہلے بھی ملتوی کی گئی تھی اور ان کی غیر حاضری کی وجہ سے یہ ختم ہوئی تھی آج پھر وہ غیر حاضر ہیں اگر آج ان کی کوئی استدعا آئی ہے تو پھر اسے ملتوی کیا جائے ورنہ غیر حاضری پر Dispose of ہو گی یہ ملتوی نہیں ہو سکتی۔

تحاریک التوائے کار۔

محترمہ چیئرمین۔اچھا اس بارے میں بات کرتے ہیں اب ہم تحاریک التوا کو لیتے ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن(بیگم فوزیہ بہرام)۔یہ رانا اکرام ربانی صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 97 ہے۔ وہ واک آؤٹ پر ہیں۔ اگلی تحریک التواء کار نمبر 98 بھی رانا اکرام ربانی صاحب کی ہے۔

راجہ اشفاق سرور خان۔ایک منٹ تک آ جاتے ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن۔ہاؤس کی کارروائی تو التواء میں نہیں رکھی جا سکتی۔ تحریک التوائے کار نمبر 99 بھی

رانا اکرام ربانی صاحب کی ہے۔ یہ تمام تحاریک التوائے کار رانا اکرام ربانی صاحب کی ہیں۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر۔ان کو آ لینے دیں۔

محترمہ چیئرپرسن۔یہ تحریک التوائے کار نمبر263 میاں محمود الرشید صاحب کی ہے۔

(معزز ممبر ہاؤس میں موجود نہیں تھے)

وہ بھی نہیں ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر123 چودھری اصغر علی گجر صاحب کی ہے۔

(معزز ممبر ہاؤس میں موجود نہیں تھے)

یہ بھی بڑے دنوں سے التواء میں چلی آ رہی ہے۔ تحریک التواء کار نمبر125 جناب شوکت داؤد صاحب کی ہے۔

(معزز ممبر ہاؤس میں موجود نہیں تھے)

وہ بھی نہیں ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر126 بھی شوکت داؤد صاحب کی ہے۔ وہ نہیں موجود۔ تحریک التوائے کار نمبر127 بھی رانا اکرام ربانی صاحب کی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر128 سید چراغ اکبر شاہ صاحب کی ہے۔

وزیر قانون۔میڈم سپیکر جو حاضر نہیں ہیں ان کا کیا کر رہے ہیں؟ ذرا ہمیں پتہ لگتا جائے کیونکہ ہمیں پھر جواب دینے ہوتے ہیں اس لئے اس کے مطابق ہم نوٹ کر لیں۔ وہ Dispose of ہو گئی ہیں یا زیر التواء ہوئی ہیں یا کیا کر رہے ہیں؟

محترمہ چیئرپرسن۔یہ ختم ہو لینے دیں۔

جناب واجد علی خان۔پوائنٹ آف آرڈر.....

محترمہ چیئرپرسن۔جی فرمایئے۔

جناب واجد علی خان۔جناب سپیکر صاحبہ میں ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف اس ہاؤس کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اس کی اہمیت یہ ہے کہ اگر اس پر غور نہ کیا گیا تو لاکھوں لوگوں کے رزق کا مسئلہ ہے وہ تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ تقریباً 70/80 دیہات ہیں جو اس سے متاثر ہوئے ہیں۔ میری تحریک التواء یہ ہے۔

محترمہ چیئرپرسن۔آپ نے پہلے یہ تحریک التواء دی ہے؟

جناب واجد علی خان۔اگر اس پر غور نہ کیا گیا تو پھر اس کی اہمیت ختم ہو جائے گی۔

محترمہ چیئرپرسن۔اس کا نمبر کیا ہے؟

جناب واجد علی خان۔اس کا نمبر268 ہے۔

محترمہ چیئرپرسن۔یہ آپ نے کب دی ہے؟

جناب واجد علی خان۔یہ میں نے 10-3-91 کو دی ہے۔

محترمہ چیئرپرسن۔اسمبلی سیکرٹریٹ کو دے دی ہے؟

جناب واجد علی خان۔جی ہاں اس کا 268 نمبر ہے۔ نمبر بھی لگ گیا ہے۔

محترمہ چیئرپرسن۔ابھی کچھ روز پہلے ہاؤس میں فیصلہ ہوا تھا ویسے تو تمام تحاریک انتہائی اہمیت کی حامل ہوتی ہیں لیکن یہ متفقہ فیصلہ ہو گیا تھا کہ کوئی تحریک بھی ہم Out of turn نہیں لیں گے تو اس لئے میں عرض کرتی ہوں کہ آپ اس کو اپنی باری پر لائیں۔

جناب واجد علی خان۔جناب فیصلہ کیا ہوا تھا؟

(اس مرحلہ پر معزز اراکین اپوزیشن ہاؤس میں تشریف لے آئے)

محترمہ چیئرپرسن۔رانا صاحب تشریف لے آئے ہیں۔

جناب واجد علی خان۔جناب فیصلہ کیا ہوا تھا؟

محترمہ چیئرپرسن۔یہی فیصلہ ہوا تھا کہ کوئی بھی تحریک ہم out of turn نہیں لیں گے۔ یہ تمام تحریکیں ہی اہمیت کی حامل ہیں اور تمام ممبران جو ہیں وہ اہمیت کی حامل باتیں کرتے ہیں تو آپ کی جب باری آئے گی تو پھر اس کو Take up کریں گے۔

جناب واجد علی خان۔یہ کون سا نمبر جا رہا ہے؟

محترمہ چیئرپرسن۔نمبر97۔

جناب واجد علی خان۔یہ جناب آپ نے 263 بھی بولا تھا۔

محترمہ چیئرپرسن۔وہ بیچ میں سے کچھ ہو جاتی ہیں۔

جناب واجد علی خان۔ہاں جی۔ وہ 263 جو آ گیا۔ تو میں تو مطمئن تھا کہ شاید میری باری بھی آ

جائے گی۔

محترمہ چیئرپرسن۔ آپ مطمئن رہیں۔ آپ کی باری انشاء اللہ ضرور آئے گی۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر97 رانا اکرام ربانی صاحب کی لیتے ہیں۔

وزیر تعلیم۔ سپیکر صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر.....

محترمہ چیئرپرسن۔ جی۔

وزیر تعلیم۔ یہ ہمارے دوست واپس تشریف لے آئے ہیں اور ہم نے باہرلابی میں یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ فاضل ممبر ایک اور سوال دریافت کریں گے جس میں پوچھیں گے کہ پروسیجر کو Relax کر کے کتنی تقرریاں کی گئی ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن۔ آپ پھر ایک دفعہ مجھے بتائیں گے؟ منسٹر ایجوکیشن صاحب۔

وزیر تعلیم۔ میں نے عرض کیا ہے کہ ہمارے معزز ممبران اپوزیشن واپس تشریف لے آئے ہیں اور ہمارے معزز رکن جن کا استحقاق مجروح ہوا تھا وہ دوبارہ ایک سوال دریافت کریں گے جس میں وہ پوچھیں گے کہ پروسیجر کو Relax کر کے کتنی تقرریاں کی گئی ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن۔ اس سوال کا جواب تو پھر آپ وقفہ سوالات کے درمیان دیں گے۔

وزیر تعلیم۔ جی اس کا جواب بعد میں دیا جائے گا۔

محترمہ چیئرپرسن۔ ٹھیک ہے۔

رانا ثناء اللہ خان۔ محترمہ سپیکر صاحبہ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ کی رولنگ پر ہمیں اعتراض کرنے کا تو کوئی اختیار نہیں ہے لیکن آپ نے اپنی رولنگ میں ایک لفظ استعمال کیا ہے کہ یہ معاملہ Recent occuirrence کا نہیں تھا۔ یعنی 11 تاریخ کی بات اگر 12 تاریخ کو کی جائے تو اس کے متعلق بھی آپ نے رولنگ دے دی ہے کہ یہ Recent occurrence کے زمرہ میں نہیں آتا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ Recent لفظ سے بڑی زیادتی ہے۔ اس کے مفہوم سے بڑی زیادتی ہے۔ آپ نے Reject تو اسے کرنا ہے اور کر دیا ہے لیکن اس لفظ کو معاف کر دیں اور اسے بیچ میں سے نکال دیں۔

محترمہ چیئرپرسن۔ یہ Recent occurrence واقعہ سوال کے متعلق تھا۔ سوال جو تھا اس کا جواب غلط آیا تھا۔

رانا ثناء اللہ خان۔وہی میں عرض کر رہا ہوں کہ سوال 11 تاریخ کا تھا اور نوٹس 12 تاریخ کو دے دیا گیا تھا۔ with in 24 hours

رانا اکرام ربانی۔ محترمہ سپیکر صاحبہ میں اس سلسلے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کی Ruling آ گئی اس پر ہم نے اپنا حق استعمال کیا۔ پھر عثمان ابراہیم صاحب نے صورتحال واضح کر دی۔ اب میرا خیال ہے کہ اس معاملے پر آپ اس Sitting کے بعد سپیکر صاحب کے ساتھ بات کر لیں تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ اسٹاف بعض اوقات ایسے مشورے نہیں دے سکتا جس کے مطابق ہاؤس کی کارروائی اچھے طریقے سے چل رہی ہو۔ یہ سوال کس تاریخ کا بھی تھا لیکن چونکہ 11 تاریخ کو اس کا جواب یہاں پر پڑھا گیا ہے اور 12 تاریخ کو اس کا نوٹس دے دیا گیا۔

محترمہ چیئرپرسن۔یہ رولنگ میں نے اسٹاف کے مشورے پر نہیں بلکہ پروسیجر نمبر 55 (ii) کے تحت دی۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اس پر سپیکر صاحب سے بات کی جائے اور منسٹر ایجوکیشن صاحب بھی ایسا سمجھتے ہیں تو اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ ٹھیک ہے ہاؤس کے بعد آپ ان سے اس موضوع پر بات کر لیں۔

رانا اکرام ربانی۔شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان۔ محترمہ سپیکر صاحبہ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ Recent جو لفظ ہے اس کے ڈکشنری سے معنی بھی دیکھ لئے جائیں۔ ڈکشنری بھی Consult کر لی جائے۔

محترمہ چیئرپرسن۔جب ان کے Chamber میں بیٹھیں گے تو پھر Recent کا ہم مطلب بھی دیکھ لیں گے۔ آپ تشریف رکھئے۔

رانا ثناء اللہ خان۔ڈکشنری Consult کر لی جائے لائبریری میں موجود ہے۔

محترمہ چیئرپرسن۔میرا خیال ہے اب ہم رانا اکرام ربانی صاحب کی تحریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

جناب غلام سرور خان۔ سپیکر صاحبہ جس طرح ابھی قائد حزب اختلاف نے اٹھ کر Recent occurrence کے بارے میں بات کی ہے اور ساتھ ہی آپ نے بھی فرمادیا ہے کہ ٹھیک ہے اگر آپ یا وزیر تعلیم یہ چاہتے ہیں تو سپیکر صاحب سے اس معاملے کو Take up کر لیا جائے تو میں اس کا یہ مطلب لوں کہ یہ تحریک استحقاق پینڈنگ کر دی گئی ہے اور وزیر تعلیم اور قائد حزب اختلاف کی

ملاقات کے بعد اس پر کوئی فیصلہ ہونا ہے؟

محترمہ چیئرپرسن۔ تحریک تو پینڈنگ نہیں ہوئی۔ اس پر تو رولنگ آ گئی ہے۔ البتہ اس کے معنی کسی صورت میں کس انداز میں آپ لینا چاہیں گے اور وہ آپ کو سمجھانا چاہیں گے۔ یہ فیصلہ Pending ہو گا۔ اب ہم رانا صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر97 لیتے ہیں۔

جناب ریاض فتیانہ۔ محترمہ سپیکر صاحبہ اجازت ہے اگر میں رانا صاحب کے بارے میں تھوڑی سی بات کر لوں؟

محترمہ چیئرپرسن۔ آپ کس موضوع پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب ریاض فتیانہ۔ جو ابھی اپوزیشن نے یہاں سے بائیکاٹ کیا تھا۔

محترمہ چیئرپرسن۔ میں سمجھتی ہوں کہ اب بائیکاٹ ختم ہو گیا ہے ہمیں کارروائی کو آگے بڑھانا چاہئے۔

جناب ریاض فتیانہ۔ میں اس پر صرف دو منٹ بات کرنا چاہتا ہوں۔

محترمہ چیئرپرسن۔ کس پوائنٹ پر .....

جناب ریاض فتیانہ۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں.....

محترمہ چیئرپرسن۔ ریاض فتیانہ صاحب آپ کس پوائنٹ پر بات کرنا چاہیں گے؟

جناب ریاض فتیانہ۔ جی میں انہیں خوش آمدید کہنا چاہتا ہوں کہ وہ واپس ایوان میں تشریف لے آئے ہیں اور اسی موقع پر میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اتنی اچھی اپوزیشن ہے میں انہیں خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اتنی شریف' اتنی سادہ' اور اتنی اچھی اپوزیشن شاید ہی کسی اسمبلی کو میسر ہو' یا کسی حکومت کو میسر ہو' انہوں نے آج تک حکومت کو پریشان نہیں کیا اور نہ ہی ہاؤس کو کبھی پریشان کیا ہے۔ بلکہ ان کی غیر معمولی شرافت کی بناء پر بعض اوقات سرکاری بنچوں میں بڑی بوریت محسوس ہونے لگتی ہے اور اس بوریت کو دور کرنے کے لئے سرکاری بنچوں سے بعض اوقات ہمیں کچھ بولنا پڑتا ہے' میں یہ سمجھتا ہوں کہ اتنی معصوم بھولی بھالی اپوزیشن یہاں موجود ہے۔ اس لئے ہمیں قطعاً ایسا موقع نہیں دینا چاہئے کہ وہ ہم سے چند لمحوں کے لئے بھی ناراض ہو۔

محترمہ چیئرپرسن۔ جناب رانا اکرام ربانی صاحب۔

رانا اکرام ربانی۔جناب سپیکر میں اپنی تحریک پڑھنے سے پہلے' میرے فاضل دوست نے جو ریمارکس دیئے ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن۔ آپ کو خوش آمدید کہا ہے.....

رانا اکرام ربانی۔میں چاہوں گا اس کو.....

محترمہ چیئرپرسن۔ آپ کو شریف کہا ہے شریف کہنے پر کوئی اعتراض ہو گیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان۔جناب سپیکر ان کے جو الفاظ تھے وہ بدنیتی پر مبنی لگتے ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن۔نہیں میرا خیال ہے ایسا نہیں ہے.....

رانا ثناء اللہ خان۔اور انہوں نے جو بھولی بھالی کا لفظ استعمال کیا ہے' وہ شاید آپ کے لئے کیا ہے اور وہ منسوب ہم سے کر دیا ہے۔

محترمہ چیئرپرسن۔رانا اکرام ربانی صاحب آپ اپنی تحریک التوائے کار پیش کریں۔

سید چراغ اکبر شاہ۔جناب سپیکر میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جناب ریاض فتیانہ صاحب نے جو ریمارکس دیئے ہیں وہ بے جا ہیں اپوزیشن شریف ضرور ہے لیکن پہلے دن بھی جس دن جناب قائد ایوان کا انتخاب ہوا تھا اس دن بھی میں نے یہ گزارش کی تھی کہ چاہے یہ ننھی منی سی اپوزیشن ہے لیکن ہم ممبران اسمبلی اور پنجاب کے عوام کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اپنا تعمیری کردار بھرپور انداز میں ادا کریں گے اور پچھلے دنوں کی کارروائی اس بات کی گواہ ہے کہ پنجاب کی اپوزیشن نے اپنا تعمیری کردار بجا طور پر ادا کیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب نہیں ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن۔رانا اکرام ربانی صاحب میں آپ سے درخواست کروں گی کہ آپ اپنی .....

رانا ثناء اللہ خان۔ فتیانہ صاحب جو اس قسم کی اکھڑی اکھڑی باتیں کرتے ہیں' اس کے پیش نظر یہ سفارش کی جائے کہ انہیں بھی کوئی پارلیمانی سیکرٹری شپ' مشیر یا وزارت کا عہدہ دے دیا جائے تاکہ وہ بھی مطمئن ہو جائیں تاکہ وہ درست طور پر ایوان کی کارروائی میں حصہ لے سکیں۔

محترمہ چیئرپرسن۔میرا خیال ہے کہ اب فضول باتوں میں ایوان کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ رانا اکرام ربانی صاحب آپ اپنی تحریک التوائے کار پیش کریں۔

جناب ریاض فتیانہ۔جناب والا میری بات کا غلط مطلب لیا گیا ہے۔ میرا مطلب خدانخواستہ

شرارت نہیں تھا.....

محترمہ چیئرپرسن۔ خیانہ صاحب آپ کو براہ راست جواب دینے کا اختیار نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

امتحانی مراکز میں رشوت کا دور دورہ

رانا اکرام ربانی (قائد حزب اختلاف)۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "مشرق" لاہور کی مورخہ 90-12-4 کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ رشوت نے غریب بچوں سے حصول علم کا حق چھین لیا ہے۔ امتحانی مرکز میں رشوت کے بغیر بیٹھنا ناممکن بنا دیا ہے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اور اضطراب غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

میاں منظور احمد موھل۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا قائد حزب اختلاف نے اپنی تحریک التوائے کار میں یہ کہا ہے کہ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ اس کے لئے آپ نے ان کو اجازت دی نہیں ہے اور انہوں نے اپنی تحریک پیش کر دی ہے۔ یعنی فنی طور پر یہ بات غلط ہے۔ انہوں نے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ میں اجازت چاہوں گا۔

محترمہ چیئرپرسن۔ میں ان کو پہلے ہی تحریک التوائے کار پڑھنے کی اجازت دے چکی ہوں۔

میاں منظور احمد موھل۔ میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ تحریک التوائے کار کی یہ Wording نہیں ہوتی۔ ان کو Wording درست کر لینی چاہئے۔ "اجازت چاہوں گا" نہیں ہے۔ یہ تو آپ نے مہربانی کی کہ اجازت دے دی۔

محترمہ چیئرپرسن۔ آپ کسی روز ان کو ہاؤس سے باہر بیٹھ کر ان کو Wording سکھائیں

12/12/2010

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد موھل صاحب جس طرح رولز کا متعدد بار حوالہ دیتے ہیں۔ ان کا Role ایک معزز رکن سے زیادہ اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کا لگتا ہے۔ میری ان سے یہ گزارش ہے کہ وہ ایک معزز ممبر کی حیثیت سے اپنا Role ادا کریں۔ گورنمنٹ کے اسسٹنٹ

ایڈووکیٹ جنرل کی حیثیت سے وہ رولز کا حوالہ نہ دیا کریں۔

جناب سکندر حیات ملہی۔جناب سپیکر میاں منظور احمد موحل اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل سے کہیں زیادہ قابل ہو سکتے ہیں۔ ہمیں یہ نہیں پتہ کہ اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کون ہیں؟ اور کونسے اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کا انہوں نے ریفرنس دیا ہے۔ جناب والا انہوں نے ہمارے معزز رکن کی لیاقت پر براہ راست حملہ کیا ہے.....

محترمہ چیئرپرسن۔انہوں نے Chair سے بات کی ہے اس کا جواب آپ دینا زیادہ مناسب سمجھتے ہیں؟ وزیر قانون و پارلیمانی امور۔

وزیر تعلیم۔اگر اجازت دیں تو اس کا جواب میں خود دوں۔

محترمہ چیئرپرسن۔وزیر تعلیم جواب دینا چاہیں گے۔ ٹھیک ہے۔

وزیر تعلیم۔جناب سپیکر! معزز قائد حزب اختلاف نے جس خبر کا حوالہ دیا ہے' یہ خبر روزنامہ "مشرق" میں 4 دسمبر کو شائع ہوئی تھی۔ عمر حیات ایک شخص ہے جس کے بھائی کے متعلق یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ اس نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں ایک درخواست دی تھی جس کا عنوان تھا " درخواست برائے مناسب انکوائری و تحفظ" اس میں یہی شکایت کی گئی تھی کہ میرا بھائی امتحان دے رہا تھا اور اسکول میں سپرنٹنڈنٹ نے اس پر تشدد کیا اور اس سے پیسے مانگے' چونکہ وہ نقل کے لئے 200 روپے دینے سے قاصر تھا۔ اس وجہ سے اس پر تشدد کیا گیا تھا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے علاقہ مجسٹریٹ کو خاص طور پر انکوائری کے لئے مامور کیا اور اس سے کہا گیا تھا کہ وہ اپنی انکوائری رپورٹ پیش کرے۔ علاقہ مجسٹریٹ نے تمام فریقین کے بیان لئے جس میں سپرنٹنڈنٹ بھی شامل تھا۔ جس لڑکے پر تشدد کیا گیا وہ بھی اس میں شامل تھا اور اس کے بعد اس نے اس کی رپورٹ اے سی کو پیش کی تھی۔ اے سی (سٹی) نے وہ رپورٹ ڈی سی کو پیش کی۔ اے سی (سٹی) کی فائنل رپورٹ میں آپ کے سامنے پڑھ دیتا ہوں۔ جس میں یہ سب کچھ واضح کیا گیا ہے.....

Will the DC Lahore may kindly peruse the order dated 4 Dec, 90 on the paper under consideration as directed a detailed inquiry in to the matter has been conducted by Ilaqa magistrate, the same may be perused, (Flag A)

I agree with the opinion of the learned magistrate the personcomplained against did beat the boy examince but it was because of objectionable behavior during the examination, rest of the story has been concocted only to harass the staff posted deputed in the examination centre. May file the Petition.

اس سلسلہ میں جناب واقعہ یہ ہوا تھا کہ وہ لڑکا امتحان دینے کے بعد امتحان کے سنٹر کے باہر کھڑا تھا۔ وہ اپنے دوسرے ساتھیوں کی مدد کے لئے جو امتحان کے سنٹر میں موجود تھے وہاں کھڑا تھا۔ سپرنٹنڈنٹ نے ان کو روکا کہ آپ نے امتحان دے دیا ہے آپ یہاں سے چلے جائیں آپ یہاں کھڑے نہیں ہو سکتے۔ اس نے اس سلسلے میں مزاحمت کی اور وہاں سے جانے سے انکار کیا۔ اس پر سپرنٹنڈنٹ نے اس لڑکے کی پٹائی کی لیکن اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ وہاں سے جانا نہیں چاہتا تھا۔ یہ وجہ نہیں تھی کہ وہ اسے پیسے نہیں دے رہا تھا ویسے بھی جناب والا جب ایک لڑکا امتحان دے کر چلا گیا تو اس کے بعد نقل کا کوئی جواز ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اس انکوائری رپورٹ کے سلسلے میں جس میں باقاعدہ جوڈیشل انکوائری ہوئی ہے اس پر اے سی نے بھی اپنی finding دے دی ہے کہ یہ من گھڑت کہانی ہے۔ پٹائی اس کی ضرور ہوئی ہے لیکن اس سے کسی نے پیسے نہیں مانگے۔ اس لئے اس کی درخواست کو فائل کر دیا گیا ہے۔ اس لئے جناب والا میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ اس تحریک التوائے کار کو rule out کر دیا جائے۔

CH SIKANDAR HAYAT MALHI :- Point of order

If you allow me, I seek your permission to speak in english.

CHAIRPERSON Yes. are allowed to speak in English.

CH SIKANDAR HAYAT MALHI :- you are the first chairperson who allowed me to talk in English. I rise to raise this point that normal practice should be followed as the questions are raised and answers given by the honourable Ministers, and actually that

portion of answers, which comes from the civil bureaucracy is read out here in English, my request is that each and every member should also be allowed to speak in English. My second point is it is said that English is not understood the members of this House then how can government give reply in English. I think these answers are well understood by the members.

محترمہ چیئرپرسن۔میں سمجھتی ہوں کہ ملک صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر ٹھیک ہے۔ Chair سے اجازت لینی ضروری ہے اگر آپ نے انگریزی میں بات کرنی ہے اور یہی پریکٹس رہی ہے اور میرے خیال میں ایوان کے اراکین انگریزی سمجھتے ہیں جبھی تو آپ نے English میں بات کی ہے۔

وزیر تعلیم۔محترمہ چیئرپرسن' آپ کو یاد ہو گا کہ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں انگریزی لکھی ہوئی رپورٹ پڑھ دوں۔

محترمہ چیئرپرسن۔میں نے رپورٹ پڑھنے کی اجازت دی تھی۔ انگریزی میں بات کرنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ رانا اکرام ربانی صاحب نے وزیر تعلیم کا نقطہ نظر سنا ہو گا۔ میں نے بھی سنا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ اگر قانونی طور پر انکوائری ہوئی ہے اور یہ قانونی طور پر یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ .....

رانا اکرام ربانی۔محترمہ چیئرپرسن' اگر میری تھوڑی سی گزارش سن لیں تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہم نے 4 دسمبر کو یہ تحریک التوائے کار پیش کی تھی۔ ان تحاریک التوائے کار کے حوالے سے مختلف محکموں میں جو بدعنوانیاں پائی جاتی ہیں یا ان محکموں کی وجہ سے عوام میں بے چینی پائی جاتی ہے ان کا حکومت کے سامنے لایا جانا مقصود ہوتا ہے۔ مجھے اس بات سے اختلاف ہے کہ جس کی بنیاد پر میں نے یہ تحریک التوائے کار پیش کی تھی۔ اس پر Routine میں یہ رپورٹ آگئی اور پھر رپورٹ کو صحیح سمجھتے ہوئے.....

محترمہ چیئرپرسن۔وزیر تعلیم پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر تعلیم۔یہ تحریک التوائے کار 4 دسمبر کو نہیں دی گئی تھی۔ بلکہ 22 دسمبر کو دی گئی تھی۔ 4 دسمبر کو وقوعہ ہوا تھا۔

رانا اکرام ربانی۔میں نے 4 دسمبر کو ہونے والے واقعے کے حوالے سے بات کی تھی۔ اگر ان رپورٹوں پر انحصار کرنے کی بجائے حقائق کی طرف توجہ دی جائے اور ان کی اصلاح کرنے کی نیت ہو' ابھی جناب والا' چونکہ وہ معاملہ عدالت میں ہے۔ اس کے متعلق میں کوئی ریمارکس نہیں دینا چاہتا۔ لیکن بعد میں جو امتحانی مراکز پر واقعات ہوئے ہیں' ان سے بچا جاسکتا تھا۔

محترمہ چیئرپرسن۔رانا صاحب' جیسے ابھی آپ نے بتایا کہ یہ معاملہ Subjudice ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ 4 تاریخ کا واقعہ ہے لیکن انہوں نے یہ تحریک التوائے کار 22 دسمبر کو دی تھی۔ انہی بنیادوں پر میں سمجھتی ہوں کہ یہ تحریک قابل پذیرائی نہیں ہے۔ اس لئے میں اسے خلاف ضابطہ قرار دیتی ہوں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر98 رانا اکرام ربانی صاحب کی ہے۔

وزیر تعلیم۔ کیا ایک معزز رکن کی ایک سے زیادہ تحاریک التوائے کار پیش ہو سکتی ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن۔ اس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ تحاریک استحقاق پر پابندی ہے کہ وہ ایک سے زیادہ ایک ممبر کی طرف سے پیش نہیں ہو سکتی۔ رانا صاحب اپنی تحریک التوائے کار نمبر98 پیش کریں۔

رانا اکرام ربانی۔ جناب سپیکر' میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نیشن" لاہور مورخہ 8 دسمبر 1990ء کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ Legislature misconception یہ خبر انگریزی میں چھپی ہے۔ کیا مجھے انگریزی میں پڑھنے کی اجازت ہے۔

محترمہ چیئرپرسن۔ اجازت ہے۔

Reportedly under pressure from the provincial legislators the Multan Education Deprartment has with held the salaries of teachers. As the story goes the local MPAs from the reling party in Multan have recruited teachers in the Education Department and would like them posted in Multan Educational Institutions.

اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اور اضطراب' غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

وزیر تعلیم - جناب سپیکر' یہ جو خبر اخبار "نیشن" میں چھپی تھی۔ اس پر معزز قائد حزب اختلاف نے 22 دسمبر 1990ء کو پیش کی تھی۔ اس سے پیشتر یہ خبر روزنامہ نوائے وقت مورخہ 5 دسمبر کو شائع ہوئی تھی۔ میں نے از خود اس کا نوٹس لیا تھا۔ اور فوری طور پر اس کے متعلق رپورٹ منگوائی۔ اس کی رپورٹ ہمیں فوری طور پر ملی تھی اور 7 تاریخ کو متعلقہ ڈائریکٹر نے "جنگ اخبار" میں جو تردیدی بیان جاری کیا جو میں پڑھ دیتا ہوں۔ اس نے باقاعدہ اس کی تردید کی تھی کہ میں نے اس قسم کا کوئی بیان نہیں دیا۔ یہ خبر بالکل بے بنیاد ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ پڑھ دیتا ہوں۔ روزنامہ "جنگ" مورخہ 7 دسمبر 1990ء کو یہ شائع ہوئی تھی۔ کالم نمبر1 تھا اور صفحہ نمبر2 تھا۔ کسی ٹیچر کی تنخواہ نہیں روکی گئی۔ ڈائریکٹر تعلیمات سکولز ملتان _ ڈائریکٹر تعلیمات سکول ملتان نصیر احمد ملکانی نے کہا ہے کہ نہ تو اساتذہ کی تنخواہ روکی گئی ہے اور نہ ہی اساتذہ سے یہ کہا گیا ہے کہ وہ ارکان اسمبلی سے عدم اعتراض کا سرٹیفکیٹ لائیں نصیر احمد ملکانی نے کہا کہ اس سلسلہ میں خبر بے بنیاد اور غلط ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ محکمہ تعلیم ضلع ملتان سے دو ارکان اسمبلی کی ہدایت پر اساتذہ کو ماہ نومبر 1990ء کی تنخواہوں کی ادائیگی روک دی گئی ہے۔ جناب سپیکر' معزز قائد حزب اختلاف نے جس خبر کو اپنی تحریک التوائے کار کا موضوع بنایا ہے وہ آٹھ دسمبر کو شائع ہوئی ہے جب کہ اس سے پہلے 7 دسمبر کو اپنی خبر کی تردید شائع ہو چکی ہے۔ یہ خبر بے بنیاد تھی۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ اس تحریک التوائے کار کو خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔

محترمہ چیئرپرسن۔ یہ تحریک التوائے رانا اکرام ربانی صاحب نے پیش کی۔ وزیر تعلیم کا آپ نے جواب بھی سنا۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ خبر ہی بے بنیاد ہے اس کی تردید آچکی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ معاملہ روز مرہ کے انتظامی معاملات سے متعلق ہے۔ یہ اہمیت عامہ کا معاملہ نہیں ہے پھر یہ معاملہ Class of government servants سے خالصتاً" متعلقہ ہے۔ پھر سب سے بڑھی بات یہ ہے کہ جب انہوں نے تردید ہی کردی کہ یہ خبر ہی بے بنیاد ہے تو پھر اس کے لئے میں سمجھتی ہوں کہ رانا اکرام ربانی صاحب مطمئن ہو گئے ہوں گے۔ یہ تحریک التوائے کار ناقابل پذیرائی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار پیش کی جائے۔

رانا ثناء اللہ خاں - محترمہ سپیکر صاحب' آپ ہر رولنگ میں کوئی نہ کوئی ایسی بات شامل کر دیتی ہیں جو بعد میں بڑی الجھن کا باعث بنے گی۔ آپ نے یہ کہا ہے کہ یہ ایڈمنسٹریٹر معاملہ ہے اور Public Importance کا نہیں ہے تو کیا اس سے یہ سمجھا جائے کہ Administrative point کا جو معاملہ ہے وہ Public Importance کا معاملہ ہو ہی نہیں سکتا۔

محترمہ چیئرپرسن - نہیں' میں نے ایسا نہیں کہا۔

وزیر زراعت۔ سپیکر کے Conduct کو ایوان میں آئینی طور پر زیر بحث نہیں لایا جاسکتا۔ اور نہ ہی اس پر کوئی بحث ہو سکتی ہے۔ فاضل ممبر کا پوائنٹ آف آرڈر جائز نہیں ہے اس کو خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔

محترمہ چیئرپرسن - شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خاں - آپ نے میرے پوائنٹ آف آرڈر کا جو اب شروع کیا تھا اور منسٹر صاحب نے اس میں مداخلت کی ہے جو کہ ضابطہ کے خلاف ہے۔ آپ نے جواب شروع کیا تھا میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اپنا جواب مکمل کریں۔

محترمہ چیئرپرسن - منسٹر صاحب نے مداخلت نہیں کی بلکہ انہوں نے میری راہنمائی کی ہے۔

رانا ثناء اللہ خاں - رولز سے مطابق جب تک Chair guidance نہ مانگے۔ کسی معزز ممبر کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ راہنمائی کرے۔

محترمہ چیئرپرسن - لیکن اگر کوئی عین وقت پر گائیڈ کرنا چاہیے تو اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خاں۔ اس کے لئے سپیکر کی اجازت لینا پڑتی ہے۔

محترمہ چیئرپرسن - میں نے ان کو اجازت دی تھی۔

رانا ثناء اللہ خاں۔ آپ نے انہیں اجازت نہیں دی تھی۔

چودھری سکندر حیات ملہی۔ جب میاں منظور احمد بولتے ہیں تو میرے معزز ساتھی کو کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔ جب منسٹر بول بیٹھے تو ان پر اعتراض آگیا۔

وزیر زراعت(چوہدری محمد اقبال) - جناب سپیکر ہم نے اس ایوان کو قواعد و انضباط کار کے مطابق

چلانا ہے۔ جب بھی کبھی قواعد انضباط کار کے خلاف بات ہو گی' آپ کی اجازت سے ہر ممبر کو ہر منسٹر کو اس بات کے اوپر بات کرنے کا حق پہنچتا ہے۔

محترمہ چیئرپرسن - جی ٹھیک ہے۔

وزیر زراعت - میں نے جناب والا کو صحیح نشان دہی کی ہے کہ سپیکر کے Conduct کو کبھی اس معزز ایوان کے اندر زیر بحث نہیں لایا گیا۔ میرا نکتہ صرف اتنا ہے جناب والا اس پر رولنگ دے دیں۔

محترمہ چیئرپرسن - ٹھیک ہے سپیکر یا اس Chair کا جو conduct ہے اس کو زیر بحث نہیں لایا جاسکتا۔ اور Ruling کے بعد اس پہ بحث بھی نہیں کی جاسکتی۔

میاں منظور احمد موہل - پوائنٹ آف آرڈر .....

محترمہ چیئرپرسن - جی .....

میاں منظور احمد موہل - منسٹر نے آپ سے اجازت نہیں مانگی بلکہ انہوں نے اپنی وزارت کے زعم میں بات کردی ہے۔ پہلے ان کو کہنا چاہیے تھا کہ پوائنٹ آف آرڈر' جب آپ اجازت دیتے۔ تو پھر یہ بات کرتے۔ انہوں نے بغیر اجازت حاصل کئے بغیر کوئی نقطہ اٹھائے یکدم بات کردی ہے۔

محترمہ چیئرپرسن - اس کا جواب میں دوں گی یا منسٹر صاحب دیں گے؟ میں سمجھتی ہوں کہ یہ Chair کسی کے زیر اثر نہیں ہے' کسی منسٹری کے زیر اثر سپیکر کی Chair نہیں ہے اور منظور موہل صاحب کو اس بات کی پوری تسلی رکھنی چاہیے کہ سپیکر کی chair کبھی بھی کسی منسٹر کے کسی عہدے کے زیر اثر نہیں ہو سکتی۔ جب یہ کھڑے ہوئے' تو سپیکر ان کی بات سننے لگے تو یہ خود بخود ہی انہیں اجازت ہو گئی۔ ضروری نہیں کہ کوئی ممبر کھڑا ہو پہلے اس کو کہا جائے کہ آپ کو بولنے کی اجازت ہے اس کے بعد وہ بولے۔ جب میں نے خاموشی سے ان کا نقطہ نظر سنا تو اس کا مطلب یہی تھا کہ ان کو اجازت ہے۔

میاں منظور احمد موہل - جناب والا آپ نے کہا ہے کہ منظور موہل نے کہا ہے کہ یہ کرسی کسی کے زیر اثر نہیں ہے۔ میں نے یہ نہیں کہا اور نہ ہی میرے کسی وہم میں ہے کہ یہ کسی اثر کے تابع ہے۔ میں نے تو کہا ہے کہ انہوں نے اپنی وزارت کے زعم میں بات کی' میں نے کرسی کو اثر کے ساتھ

نہیں جوڑا۔

محترمہ چیئرپرسن - میرے خیال میں وہ بھی وزارت کے زعم کے لئے بات تھی۔

رانا ثناء اللہ خان -جناب سپیکر صاحب میں یہ گزارش کروں گا کہ اس ہاؤس کی روایت ہے کہ جب بھی کوئی معزز ممبر اٹھ کر chair کو مخاطب کرتا ہے تو وہ انتہائی سنجیدگی کے ساتھ بات کرتا ہے۔ جبکہ مجھے اس بات پر اعتراض ہے وزیر موصوف دو دفعہ اٹھے ہیں اور میں حلفاً" یہ کہتا ہوں کہ میں ان کی طرف دیکھ رہا تھا وہ انتہائی مسکرا مسکرا کے بات کر رہے تھے یہ غلط بات ہے۔ تو Chair کو مخاطب کرتے وقت معزز ممبر کو سنجیدگی اختیار کرنی چاہیے۔

محترمہ چیئرپرسن۔ سنجیدگی اختیار کرنی چاہیے یہ درست بات ہے لیکن اگر خوشگوار ماحول میں ہاؤس چلتا رہے تو بھی اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔ آپ بھی مجھے کوئی اتنے سنجیدہ نہیں لگ رہے لگاتار مسکرا رہے ہیں۔

وزیر زراعت - جناب والا ہم اس ہاؤس میں مسکرانے کے لئے آئے ہیں یا رونے کیلئے؟

محترمہ چیئرپرسن۔ رانا اکرام ربانی صاحب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 99 ہے۔ میرا خیال ہے رانا صاحب آپ اس کو پیش کریں' تاکہ ہاؤس اب سنجیدگی سے آپ کی بات سنے۔

نئی ہیلتھ پالیسی کی وجہ سے ڈاکٹروں میں مایوسی

رانا اکرام ربانی۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "پاکستان ٹائمز" لاہور کی مورخہ 21 / 2 / 1990 کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ مصائب کو کم کرنے کے لئے نئی ہیلتھ پالیسی کے عنوان سے نوکریوں کے مواقع نہ ہونے کے باعث 40 فی صد ڈاکٹر اپنے پیشہ کو خیرباد کہہ دینے پر مجبور ہو گئے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اور اضطراب، غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقع اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔"

محترمہ چیئرپرسن۔ ابھی ٹائم ہے' جناب ہیلتھ منسٹر صاحب .....

وزیر صحت۔ جناب والا اس ضمن میں یہ عرض ہے کہ محکمہ صحت نے حال ہی میں پبلک سروس

کمیشن کی سفارشات پر مزید 500 مرد ڈاکٹروں اور 200 لیڈی ڈاکٹروں کی تعیناتی کی ہے اور مزید آسامیوں کی سفارشات کے لئے پبلک سروس کمیشن کو کہا جارہا ہے۔ نئی ہیلتھ پالیسی مرکزی حکومت کے زیر غور ہے جس کی روشنی میں مزید آسامیاں پیدا کی جائیں گی۔ حکومت ڈاکٹروں کے مسائل سے بخوبی آگاہ ہے اور حال ہی میں دیہاتوں میں کام کرنے والے ڈاکٹروں کے لئے یکم جنوری 1991ء سے مرد ڈاکٹروں کے لئے - / 1000 روپیہ اور لیڈی ڈاکٹروں کے لئے - / 1200 روپے کے الاؤنس کی منظوری دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ دیہی اور بنیادی مرکز صحت ڈاکٹروں کی رہائش کے لئے مکانات تعمیر کئے گئے ہیں اور ڈاکٹروں کو پرائیویٹ ہسپتال اور کلینک بنانے کے لئے حکومت قرضے فراہم کر رہی ہے۔ بہر حال نئی ہیلتھ پالیسی کے اعلان کے بعد ڈاکٹروں کے مسائل کافی حد تک حل ہو جائیں گے۔ جناب والا اس سلسلے میں میں گزارش کروں گا کہ ہماری حکومت کی ترجیحات میں اولین ترجیح ہیلتھ پالیسی ہے اور رورل ہیلتھ پالیسی کے تحت یہ اقدامات کئے گئے اور اس سے کافی ڈاکٹروں کو ریلیف ملا ہے اور میں نے یہ جو اعداد و شمار بتائیں ہیں وہ پبلک سروس کمیشن کے منتخب کردہ ڈاکٹر صاحبان تھے جن کی ہم کو وہاں سے سفارشات ملیں ہم نے ان کو اس کے اوپر میرٹ پر تعینات کیا اور اس کے ساتھ ساتھ ہم نے ایڈھاک تقرریاں بھی کی ہیں۔ اس سے بھی کافی ڈاکٹروں کی کھپت ہو گئی ہیں۔ چونکہ مرکز میں یہ مسئلہ ابھی زیر غور ہے اور ہیلتھ پالیسی بن رہی ہے مجھے امید ہے کہ اب جو نئی ہیلتھ پالیسی آرہی ہے وہ ڈاکٹروں کے لئے مزید سہولتیں مہیا کرے گی تو میں قائد حزب اختلاف سے درخواست کروں گا کہ وہ اس تحریک پر اصرار نہ کریں کیونکہ اس سے پہلے بھی ہم نے ڈاکٹروں کے لئے کافی کام کیا ہے۔

محترمہ چیئرپرسن۔ جی رانا اکرام ربانی صاحب .....

رانا اکرام ربانی - یہ بات کسی عام آدمی نے کی ہوتی تو شاید اتنی سنجیدگی سے نہ لی جاتی کیونکہ گورنر صاحب نے خود اس پہ تشویش ظاہر کی تھی۔ وزیر موصوف کے جواب کے بعد میں اس کو پریس نہیں کرتا۔

مسودات قانون

محترمہ چیئرمین - اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ ..... ریاض فتیانہ صاحب بیٹھے

ہیں؟ آپ کا یہ پرائیویٹ ممبر بل ہے' کیا آپ پیش کرنا چاہتے ہیں؟

مسودہ قانون' فوری تصفیہ زیر التوا سرکاری مقدمات مصدرہ 1991ء

MR. RIAZ FATTIANA : Sir I move-

That the speedy disposal of pending Government cases

Bill, 1990, be considred at once.

MR CHAIRPERSON : Motion moved is :-

That the speedy Disposal of pending Government Cases

Bill, be considred atonce.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS : I oppose it.

محترمہ چیئرپرسن۔ لاء منسٹر صاحب .....

وزیر قانون و پارلیمانی امور - میں جناب والا اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

محترمہ چیئرپرسن - آپ اس کی مخالفت کرتے ہیں ..... ریاض فتیانہ صاحب .....

جناب ریاض فتیانہ - جناب والا میں اس پر اپنا مختصر بیان دینا چاہوں گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان اور پنجاب کے عوام کا سب سے بڑا مسئلہ ان کے مسائل کا حل ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ پاکستان آزاد ہوئے اتنا عرصہ ہو چکا لیکن عوام کو ان کے حقوق جتنی جلدی ملنے چاہئیں وہ نہیں ملتے۔ اور آج بھی آزادی کے اتنے سال گزرنے کے بعد پوری قوم Red tapism کا شکار ہے اور عوام کے مسائل خواہ وہ فائل کی شکل میں ہوں۔خواہ وہ درخواست کی شکل میں ہوں۔ جب بھی کسی محکمے میں سائل جاتا ہے اور اس کی ساری زندگی در بدر ہی گزر جاتی ہے اور اس کو اس کا حق بغیر رشوت یا سفارش کے میسر نہیں آتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج بھی اصولی طور پر آزادی کے اور جمہوریت کے ثمرات صرف محدود پیمانے پر مراعات یافتہ طبقہ کو ہی حاصل ہیں۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

عوام کی بڑی اکثریت جو کمزور اور غریب طبقات پر مشتمل ہے انہیں وہ حقوق حاصل نہیں جو انہیں ہونے چاہئیں۔ جناب سپیکر' بدعنوانی صرف رشوت یا سفارش ہی کا نام نہیں بلکہ اگر کوئی

سرکاری افسر یا ملازم اپنی ڈیوٹی کے آٹھ گھنٹے کے دوران اپنی سیٹ پر نہیں بیٹھتا یا ان اوقات کار میں اپنے دوستوں یا رشتہ داروں سے گپ شپ کرتا رہتا ہے تو یہ بھی بدعنوانی کے زمرے میں آتا ہے اور میں یہ بات پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ سرکاری محکموں میں اگر درخواست یا فائل بھجوائی جائے تو جب تک ایک بہت لمبے عرصے تک اس کے پیچھے بھاگ دوڑ نہ کی جائے' اس کے لئے سفارش نہ ڈھونڈی جائے' اس کے لئے رشوت پیش نہ کی جائے' یا کچھ نہ کچھ نہ کیا جائے تو آپ کی درخواست یا فائل آگے حرکت ہی نہیں کرتی اور اس پر کوئی فیصلہ نہیں ہوتا۔ آج میں نے یہاں بل پیش کرنے کی جو اجازت چاہی ہے اس کا بنیادی مقصد یہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز _____ میں رانا ثناء اللہ خان صاحب سے درخواست کروں گا کہ جب قائد حزب اختلاف کھڑے ہوں تو آپ کا بھی یہ فرض ہے کہ اپنے لیڈر کا احترام کریں۔ جی' رانا صاحب۔

رانا اکرام ربانی: میں آپ کی توجہ اسی جانب مبذول کرانا چاہتا تھا کہ ایک معزز رکن بات کر رہے ہیں اور ھاؤس میں کس قسم کی کیفیت ہے؟ آپ کے آنے کے بعد ہی ایسا شروع ہو جاتا ہے۔ سختی سے نوٹس لیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کچھ نہ کچھ تو فرق ہوتا ہے نا۔ جی فیانہ صاحب' آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب ریاض فیانہ - میں رانا صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس بات کی نشان دہی کی۔ جو بل میں آج یہاں پیش کرنا چاہتا ہوں اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ جب بھی کسی سرکاری دفتر میں کوئی فائل پہنچے یا کوئی درخواست وہاں پیش ہو تو متعلقہ محکمہ اور متعلقہ آفیسر اس کو باقاعدہ رجسٹر کرے' اس کی باقاعدہ رسید جاری کرے۔

Mr. Deputy Speaker: Order Please:

میاں شہباز احمد: یہ کیا ہو رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب' کچھ ممبر آرہے ہیں' کچھ ممبر جارہے ہیں۔ سپیکر انہیں روک تو نہیں سکتا۔ یہ آپ کا کام ہے۔

جناب ریاض فیانہ۔ تو میں متعلقہ دفتر کو' متعلقہ آفیسر کو اس بل کے ذریعے پابند کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ایک خاص مدت کے اندر اس پر منفی یا مثبت کوئی فیصلہ کرے۔ یہ نہ ہو کہ وہ فائل یا درخواست مہینوں یا برسوں تک اسی طرح التواء میں پڑی رہے جس کی بناء پر عدل و انصاف کے تقاضے

پورے نہ ہوں۔ جناب والا' میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ وہ بل ہے جسے آج سے بہت عرصہ پہلے پیش ہونا چاہیے تھا۔ عوامی مسائل پر اس سے بہتر اور کیا خدمت ہو سکتی ہے۔ میں موجودہ حکومت سے بھی یہ گزارش کروں گا۔ اس کا بنیادی مقصد عوامی مسائل حل کرنا ہے لہٰذا میں درخواست کروں گا کہ اس بل کو پاس کیا جائے تاکہ عوام کے مسائل تیزی سے حل کئے جاسکیں۔

میاں منظور احمد موہل - پوائنٹ آف آرڈر _ جناب والا' جب کوئی بل پیش کیا جائے تو اس کے لئے ایک طریق کار ہے۔ میں آپ کی توجہ قاعدہ 77 کی طرف دلاؤں گا۔ اس کے تحت جب بل پیش کیا جاتا ہے تو سپیکر اس کو کسی سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس بھیجتا ہے تاوقتیکہ بل کا محرک یہ درخواست نہ کرے کہ قواعد کی مقتضیات ختم کردی جائیں اور پھر اس کے بعد ترامیم وغیرہ کا مرحلہ آتا ہے۔ اس طرح نہیں کہ محرک پہلے ہی اس پر تقریر شروع کردے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ آپ رول 77 دیکھ لیں:

Rule 77.

Upon introduction, a Bill other than the Finance Bill shall be referred by the speaker to the approproate Standing Committee with directions to submit its report by a date fixed by him in this behalf :

آگے پھر آتا ہے:

Provided that the member-in-charge may move that the requirements of this rule may be dispensed with .....

جب وہ یہ تحریک پیش کریں گے اس کے بعد پھر اور طریقہ ہے اس میں بھی یہ نہیں ہے کہ وہ اپنی تقریر کا آغاز کردیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: موہل صاحب' آپ قاعدہ 74 پڑھیں۔ 77 تو سرکاری بلوں کے بارے میں ہے۔ 74 کا (3) بھی پڑھ لیں۔ ملہی صاحب' آپ کا پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں ہے۔

چودھری سکندر حیات ملہی۔ میاں منظور احمد موہل صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کی توجہ مبذول کروائی ہے۔ انہوں نے رول 77 کی طرف توجہ دلوائی اور آپ نے قاعدہ 74 کا کہا اور 74 (3) کا کہا۔ جو بات میاں صاحب نے قاعدہ 77 کے تحت کہی وہ اس میں Cover نہیں ہوتی جو آپ نے

کہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملھی صاحب' میں آپ سے درخواست کروں گا کہ انہوں نے یہی پوائنٹ آؤٹ کیا ہوا ہے اور وہ خود ہی اس سلسلے میں کوئی بات کریں گے۔

چودھری سکندر حیات ملھی - میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر پر جو بات کہی ہے وہ بالکل صحیح کہی ہے۔

میاں منظور احمد موہل -آپ نے 74 (3) کا حوالہ دیا ہے میرا سوال یہی تھا کہ وہ تقریر نہیں کرسکتے۔ اس میں بھی یہی ہے:

RULE 74 (3) : If a motion for leave to introduce a Bill is opposed, the Speaker , after permitting, if he so thinks fit, a brief explanatory statement by the member seeking leave and by the member or the Minister opposing it, may without further debat put the question.

جناب' اس میں ڈبیٹ نہیں ہوتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی ڈبیٹ تو نہیں ہو رہی وہ تو Statement ہی دے رہے ہیں۔ ابھی ڈبیٹ کے لئے اس کو Open نہیں کیا۔ میں فتیانہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی بات جاری رکھیں۔ موہل صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر غیر متعلقہ ہے۔

جناب ریاض فتیانہ - مجھے توقع تھی کہ موہل صاحب بہت پرانا پارلیمانی تجربہ رکھتے ہیں لیکن شاید وہ بات کو سمجھ نہیں سکے۔ بہرحال' میں شارٹ سٹیٹمنٹ دے رہا ہوں' یہ بحث نہیں ہو رہی۔ میں بات کر رہا تھا کہ جو بل پیش کرنے کی میں نے یہاں اجازت چاہی ہے' اصولی طور پر یہ عوام کے مسائل کو فوری حل کرنے کی جانب ایک مثبت پیش رفت ہے۔ اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ سرخ فیتے کا خاتمہ کیا جائے۔ آج تک ایسا کوئی قانون یا ضابطہ منظور نہیں کیا گیا جو کہ بہت پہلے منظور ہونا چاہیے تھا۔ اور کوئی ایسا چیک Bureaucracy پر' افسران شاہی پر نہیں ہے کہ وہ عوام کے مسائل فوراً" حل کرنے کے پابند ہوں۔ بنیادی طور پر یہ عوام کی فلاح و بہبود کا بل ہے اور اس کا مقصد یہی ہے کہ ایک خاص قانون' خاص ضابطہ بنایا جائے کہ اگر عوام کی زیر التواء درخواستوں یا فائلوں پر ایک مخصوص مدت کے اندر فیصلہ نہ کیا جاسکے' ان کو نمٹایا نہ جاسکے تو متعلقہ ذمہ دار افسر یا اہل کار کے

خلاف قانون کی' ضابطے کی کارروائی عمل میں لائی جائے جس کی پہلے کوئی مثال موجود نہیں۔ یہ بنیادی طور پر عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ہے۔ یہ حکومت چونکہ عوام کے ووٹوں سے منتخب ہو کر آئی ہے اور یقیناً" عوام کی فلاح و بہبود ہی اس کے پیش نظر ہے' اس لئے میں توقع رکھتا ہوں کہ اس پر حکومتی بنچوں اور معزز وزیر قانون کا رویہ مثبت ہو گا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب سپیکر۔ میرے فاضل بھائی جناب ریاض فتیانہ صاحب نے جو بل پیش کیا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ گورنمنٹ کو جو مختلف لوگوں سے درخواستیں موصول ہوتی ہیں ان پر ایک ہفتہ کے اندر فیصلہ کیا جائے۔ جناب والا! اس حقیقت سے انکار نہیں ہے کہ عوامی مسائل جلد سے جلد حل کئے جائیں اور اس سلسلے میں گورنمنٹ نے پہلے ہی ہدایات جاری کی ہوئی ہیں اور مختلف کیسوں کے معاملات کے متعلق مختلف مدت مقرر بھی کی ہوئی ہے۔ لیکن میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس میں لوگوں کو مسائل پیش آتے ہیں اور ہمیں جلد از جلد مسائل کو حل کرنے کے لئے اس قسم کی تجاویز کو خوش آمدید کرنا چاہیے۔ لیکن اس کے لئے ایسا کوئی قانون بنانا کہ ہفتے میں ہر درخواست پر فیصلہ ہو جائے گا شاید یہ ممکن نہ ہو سکے۔ کیونکہ ہر درخواست کی ہر کیس کی اپنی اپنی علیحدہ نوعیت ہوتی ہے۔ حکومت اس بل کے مقاصد کو حل کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دے رہی ہے جس میں متعلقہ محکموں کو بھی شامل کیا جائے گا انشاء اللہ اور معزز رکن کو بھی اس کمیٹی میں شامل کیا جائے گا اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے حکومت کی طرف سے انشاء اللہ العزیز ایک بامقصد قسم کا بل جس میں محرک کی سفارشات کو بھی مدنظر رکھا جائے گا ہم لے آئیں گے۔ تو ان حالات کے پیش نظر میں اپنے فاضل بھائی کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنا بل واپس لے لیں۔ شکریہ۔

ڈاکٹر محمد شفیق۔پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر محمد شفیق۔جناب سپیکر میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ وزیر قانون صاحب نے جو فرمایا ہے کہ وہ بھی جلد از جلد لوگوں کو انصاف دینا چاہتے ہیں لیکن وہ اس بل کی مخالفت بھی کر رہے ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ جتنی دیر میں کمیٹی بنے گی' کمیٹی کی معروضات آئیں گی۔ ان پر غور و فکر ہو گا اس

وقت تک بہت سارا پانی پلوں کے نیچے سے بہہ چکا ہو گا۔ میری آپ کے توسط سے وزیر قانون صاحب سے گزارش ہے کہ خدا کے لئے وہ اس بل کی مخالفت نہ کریں کیونکہ اگر ہم نے لوگوں کو انصاف نہ دیا تو یہ حکومت' یہ اسمبلی بھی گزشتہ اسمبلیوں کی طرح اپنی مدت پوری نہ کرپائے گی لہٰذا اس بل کو ہر حال میں ھاؤس کے سامنے آنا چاہیے اس کے اندر جو خرابیاں ہیں وہ دور ہونی چاہیں۔ اور اگر وزیر قانون صاحب یہ فرماتے ہیں کہ ایک ہفتہ میں مسئلہ حل نہیں ہو سکتا تو اسے دو ہفتے کی مہلت دی جا سکتی ہے۔ اس کے اندر ایسی لچک رکھی جا سکتی ہیں کہ کم از کم ایک مہینے میں کچھ تو مدت کا تعین ہو سکے۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ڈاکٹر صاحب تشریف رکھیں۔

اب سوال یہ ہے کہ مسودہ قانون فوری تصفیہ زیر التوا سرکاری مقدمات پنجاب مصدرہ 1991ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا وہ اپنا بل واپس لینا چاہ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی آپ Withdraw کریں گے؟

جناب ریاض فتیانہ۔ جناب سپیکر۔ معزز وزیر قانون و پارلیمانی امور نے ھاؤس میں یہ یقین دہانی کروائی ہے کہ انہیں اس سنگین مسئلہ کی سنگینی کا احساس ہے اور حکومت اس بل کو پیش کرنے کے بعد سنجیدگی سے غور کر رہی ہے کہ آئندہ ھاؤس میں آئندہ سیشن میں حکومت کی جانب سے اس بل کو بہتر شکل میں پیش کیا جائے گا۔ چونکہ وہ ایک معزز وزیر ہیں لہٰذا میں ان کی اس یقین دھانی پر اعتماد کرتے ہوئے کہ عوام کی فلاح و بہبود کے اچھے مقصد کے لئے حکومت یقیناً" آئندہ سیشن میں بل پیش کرے گی تو اس یقین دہانی کو تسلیم کرتے ہوئے اور ان کی بات پر اعتماد کرتے ہوئے میں اپنا بل Withdraw کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

رانا ثناء اللہ خاں۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ ایس اے حمید کا مسودہ قانون ہے لیکن اس سے پہلے رانا ثناء اللہ خاں صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خاں۔ جناب سپیکر۔ یہ ابھی معزز رکن ریاض فتیانہ صاحب نے ایک بل پیش کیا تھا

اور اس کا جواب لاء منسٹر صاحب نے دیا۔ سپیکر صاحب کی اجازت کے بعد ریاض فتیانہ صاحب نے اس پر اپنی سٹیٹمنٹ دی اور بالکل نہ ھاؤس میں بیٹھے کسی معزز ممبر کو یہ تاثر ملا اور نہ ہی جناب سپیکر کو یہ تاثر ملا کہ وہ withdraw کرنے کی طرف جارہے ہیں اور انہوں نے question put کرنا شروع کیا تو لاء منسٹر صاحب نے نیچے سے بیٹھے بیٹھے یہ کہا کہ جناب وہ withdraw کر رہے ہیں اور اس کے بعد پھر یہی ہوا کہ معزز رکن نے اپنا بل withdraw کرلیا اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ لاء منسٹر صاحب نے باہر ہی معاملات طے کرنے شروع کردیئے ہیں اور یہ بات ھاؤس کے تقدس کے خلاف جاتی ہے اور اس طرح سے نہیں ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب! اس میں آپ کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟

رانا ثناء اللہ خاں -جناب والا _ اعتراض یہ ہے کہ لاء منسٹر صاحب کو چاہیے کہ وہ معاملات باہر طے کر کے تو ھاؤس میں آکر پھر face saving والی بات نہیں ہونی چاہیے اگر ان کا یہ معاملہ طے ہو گیا تھا کہ اس بل کو واپس لے لینا ہے تو پھر ٹھیک ہے for the first time اسے withdraw کرلیا جاتا _ وہ انتہائی اہمیت کا حامل بل تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ پورے ھاؤس کی یہ منشاء تھی کہ وہ پیش ہوتا اور اسے پاس کیا جاتا لیکن لاء منسٹر صاحب نے ھاؤس سے باہر ہی معاملہ طے کر لیا اور اسے ھاؤس میں پیش نہیں ہونے دیا۔ لاء منسٹر صاحب کو بیٹھے بیٹھے کیسے پتا چل گیا کہ وہ withdraw کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر۔ آرڈر آرڈر پلیز _ رانا صاحب! میں نے آپ کی بات سن لی ہے لیکن میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی قابل اعتراض بات ہے کہ لاء منسٹر صاحب کے کہنے پر کوئی معزز رکن اپنا بل واپس لے لیں تو اس میں کوئی ٹیکنیکلی یا ٹریڈیشن کے لحاظ سے یا رولز کے لحاظ سے ممانعت نہیں ہے۔

میاں منظور احمد موہل - پوائنٹ آف آرڈر _

جناب سپیکر۔ میاں منظور احمد موہل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موھل - جناب والا _ رانا صاحب کے بارے میں تو آپ نے رولنگ دے دی ہے وہ بجا ہے لیکن اس سلسلہ میں میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جب بھی کوئی بل واپس لیا جاتا ہے تو اسمبلی کی اجازت ہونی چاہیے۔ اس سلسلہ میں رول 171 پڑھوں گا جو موشن واپس لینے کے متعلق ہے۔

RULE 171 : At any time after the question on a motion has ben proposed and herofe the voting has taken place, the motion may, with the leave of the Assembly, be withdrawn by the member who moved it:-

جناب والا! ابھی وہ مسئلہ زیر بحث تھا کہ جناب تشریف لے آئے۔ پہلے سپیکر صاحب چیئر چھوڑ گئے آپ آگئے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ legalize کرنے کے لئے آپ کو اسمبلی کی اجازت لینا بھی ضروری ہے تاکہ پھر وہ موشن withdraw سمجھی جائے۔

جناب سپیکر۔یہ پوائنٹ آف آرڈر میاں منظور احمد موہل صاحب کا بڑا جائز ہے اور to the point ہے اس کو withdraw ہوتے وقت اسمبلی کی consent ضروری ہے۔ اس لئے کہ یہ اسمبلی کی property بن گئی ہے تو leave of the Assembly is essential. تو اس میں ھاؤس کی اجازت نہیں لی گئی؟

آوازیں۔ اجازت نہیں لی گئی۔

جناب سپیکر۔ فیانہ صاحب کا بل واپس لیتے وقت ھاؤس کی اجازت نہیں لی گئی؟

آوازیں۔ اجازت نہیں لی گئی۔

جناب سپیکر۔فیانہ صاحب آپ نے move کیا ہے کہ اس بل کو آپ واپس لینے کے لئے تیار ہیں؟

جناب ریاض فیانہ۔ جناب والا! میں نے یہ بل پیش کیا تھا کہ عوامی مسائل کے فوری حل کے لئے کوئی قانون' ضابطہ بنایا جائے تاکہ بیورو کریسی اس پر غیر معمولی تاخیر نہ کرے۔ لیکن معزز وزیر قانون و پارلیمانی امور نے یہاں ھاؤس میں یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ چونکہ یہ بہت عوامی مفاد کا مسئلہ ہے اور اس پر حکومت سنجیدگی سے غور کر رہی ہے اور آئندہ سیشن میں حکومت کی جانب سے یہی بل پیش کیا جائے گا تاکہ بہتر شکل میں قانون بنایا جاسکے اور معزز وزیر قانون و پارلیمانی امور کی اس یقین دہانی کے بعد کہ اگر میں اپنا یہ بل واپس لے لوں جو پرائیویٹ بل ہے تو آئندہ سیشن میں حکومت اس موضوع پر اپنا بل پیش کردے گی اور قانون بنانے کی کوشش کرے گی تو اس یقین دہانی پر اعتماد کرتے ہوئے میں نے اپنا بل واپس لینے کی بات کی ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ۔(پوائنٹ آف آرڈر)۔ معزز محرک نے یہ بات کئی مرتبہ یہاں دھرائی ہے

کہ وزیر قانون صاحب نے یہ یقین دہانی کرائی کہ آئندہ سیشن میں اس طرح کا ایک بل لائیں گے جبکہ یہاں اس پورے ایوان نے ان کی گفتگو سنی ہے اور انہوں نے آئندہ سیشن کا لفظ استعمال نہیں کیا اس لئے گزارش ہے کہ اس بات کو واضح کیا جائے کیونکہ اس میں پورے ایوان کی دلچسپی ہے کہ یہ معاملہ اس ایوان میں آئے اور اسے حل کیا جائے اور وہ اسے اور زیادہ واضح کریں کہ وہ آئندہ سیشن میں اسے لے آئیں گے انہوں نے پہلے ایسی کوئی یقین دہانی نہیں کرائی۔

جناب سپیکر۔جی۔ وزیر قانون صاحب اس سلسلے میں کچھ ارشاد فرمائیں گے۔

وزیر قانون۔ جناب سپیکر میں نے جو کچھ کہا ہے اور جو کچھ میرے بھائی نے کہا ہے وہ اس ایوان میں کہا اور میری موجودگی میں کہا ہے اور اس کو میں نے Contradict نہیں کیا میں نے یہی گزارش کی تھی کہ ہم اس بل کو بہتر طریقے سے اور بہتر انداز میں اس ایوان میں لائیں گے اور جو متعلقہ محکمہ ہے وہ اس کی چھان بین کرے گا اور معزز رکن کو بھی ہم اس میں شامل کریں گے اور ہماری پوری کوشش ہو گی کہ ہمارا جو اگلا سیشن ہے اس میں ہم اسے لے آئیں۔ شکریہ۔

جناب سعید احمد ظفر۔ جناب سپیکر۔ اس بل کے بارے میں میرے بھائی اس بل کے محرک اور جناب وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ اس قسم کا بل ہونا چاہیے جس سے یہ بات واضح طور پر عیاں ہوتی ہے کہ اس بل کی واقعی ہمیں ضرورت ہے اور اس ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے میری رائے یہ ہو گی کہ اس بل کو take up کر کے ایک Select committee بنائی جائے جس میں گورنمنٹ کا بھی نقطہ نظر ہو اور پرائیویٹ بل پیش کرنے والے کا بھی نقطہ نظر ہو اور پھر اس بل کو ایک concensus form میں اگلے سیشن میں لایا جائے چہ جائیکہ آج اس بل کو واپس کیا جائے اور پھر آئندہ کے لئے پتہ نہیں کہ یہ بل کب آئے گا اور کب نہیں آئے گا۔

It is in the interest of the general public.

اور یہ ہمارے صوبے کے مفاد میں ہے تو جناب والا اس بارے میں گزارش ہو گی کہ اس بل کو ٹیک اپ کر کے سیلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جائے جس میں گورنمنٹ کا بھی نمائندہ ہو اور کوئی پرائیویٹ ممبر بھی ہو شکریہ۔

(اس مرحلہ پر جناب وزیر اعلیٰ ایوان میں تشریف لائے۔)

چودھری محمد فاروق۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر- جی _ چودھری صاحب-

چودھری محمد فاروق -جناب سپیکر _ میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں آج غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن ہے جب ایک بل پرائیویٹ ممبر کی طرف سے پیش کیا گیا ہو اور یہ بل فلاح عامہ کے لئے ہو اور وزیر قانون اس بل کی مخالفت نہیں کرتے ہیں اور وہ بھی اسے فلاح عامہ کے لئے قبول کرتے ہیں تو جناب سپیکر جب یہ بل پرائیویٹ ممبرز کی طرف سے آیا ہے اور حکومت اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ یہ بل فلاح عامہ کے لئے ہے اور اس میں کوئی برائی نہیں ہے تو پھر اس بل کو کیوں ملتوی کیا جاتا ہے میرا نقطہ نظر یہ ہے اور اس پر میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں کہ اگر کوئی بل مفاد عامہ کے لئے ہو اور جس پر حکومت کی طرف سے کوئی مخالفت بھی نہ کی جائے تو جناب سپیکر اس بل کو ملتوی نہیں کیا جانا چاہیے بلکہ اسے takeup کیا جانا چاہیے اور اسے سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جانا چاہیے- اس لئے کہ اگر اس طریقے سے صحیح بل کا بھی گلہ گھونٹ دیا جائے تو پھر پرائیویٹ ممبرز کی حوصلہ افزائی نہیں ہو گی- جناب والا فلاح عامہ کے لئے پرائیویٹ ممبر کا بل اگر ایوان میں ختم کردیا جائے اور اس انداز سے ختم کردیا جائے جبکہ ایوان کی اکثریت بھی یہ چاہتی ہو کہ اسے take up کیا جائے تو پھر تو جناب سپیکر پرائیویٹ ممبر کی کوئی حوصلہ افزائی نہیں ہوگی- لہٰذا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ فلاح عامہ کے لئے پرائیویٹ ممبر کی طرف سے پیش کیا گیا بل جس میں کوئی قانونی رکاوٹ بھی نہ ہو اور حکومت بھی اسے درست خیال کرتی ہو تو جناب سپیکر اسے ختم نہیں کیا جانا چاہیے اسے take up کرنا چاہیے اور اسے سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جانا چاہیے-

سردار عاشق حسین گوپانگ - جناب سپیکر _ پوائنٹ آف آرڈر _

جناب سپیکر- میرے خیال میں اس پر کافی بات ہو چکی ہے-

سردار عاشق حسین گوپانگ - جناب والا! میں ایک مختصر سی بات کرنا چاہتا ہوں-

جناب سپیکر- جی _ سردار عاشق حسین گوپانگ صاحب _

سردار عاشق حسین گوپانگ - جناب سپیکر _ قاعدہ نمبر 88 میں یہ واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ جب ایک ممبر اپنا بل واپس لیتا ہے اور اسے واپس لینے میں کوئی قباحت نہیں ہے اور وہ بل واپس تصور کیا جاتا ہے-

RULE 88 : The member-in-charge of a Bill may, at any

stage of the Bill, move for leave to withdraw the Bill, and if such leave is granted the Bill shall stand withdraw and no further motion shall be made with reference to the Bill.

جناب سپیکر- ابھی اس بارے میں Leave grant نہیں ہوئی۔

یہی پوائنٹ آف آرڈر میاں منظور احمد صاحب نے اٹھایا تھا اسی کے مطابق ابھی ایوان کی leave grant نہیں ہوئی جس پر یہ بات کی گئی ہے اور اس بارے میں میں وزیر قانون کے خیالات سننا چاہوں گا کہ اس بل کے بارے میں یہ جو تیسری رائے آئی ہے کہ حکومت بھی یہ سمجھتی ہے کہ یہ بل مفاد عامہ میں ہے اس کو واپس کرنے کی بجائے کیوں نہ اس پر ایک سلیکٹ کمیٹی بنائی جائے اور وہ سلیکٹ کمیٹی اس پر غور کرے اور اس پر اپنی comprehensive انداز میں رپورٹ بنا کر اگلے اجلاس میں لائے۔ یہ ایک تجویز آئی ہے اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

چودھری محمد اعظم چیمہ -(پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا _ ایک تحریک غیر سرکاری ارکان کی جانب سے پیش ہوئی اور اس تحریک کو پیش کرنے کی اجازت دی گئی اور جب تحریک پیش ہوئی تو جناب وزیر قانون نے اس کی مخالفت کی۔ اس کی مخالفت کرنے کے بعد فاضل محرک کو مختصر بیان دینے کا حکم صادر ہوا۔ مختصر بیان دینے کے بعد سپیکر صاحب سوال پیش کرنے والے تھے مگر اس وقت سپیکر صاحب کے نوٹس میں یہ بات لائی گئی کہ ممبر موصوف اپنا بل لینا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد محرک نے بیان کیا کہ وہ بل واپس لینا چاہتے ہیں۔ لہٰذا جناب سپیکر نے اس کی اجازت دی اور محرک نے اپنا بل واپس لے لیا۔ یعنی سپیکر صاحب کا final decision ان کے ارشاد کے مطابق صادر ہو گیا۔ جب صادر ہوا تو بل واپس ہوا پھر جناب والا پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا گیا اس میں ایک بات یہ تھی کہ آیا فاضل سپیکر کا فیصلہ چیلنج ہو سکتا ہے کہ نہیں یا وہ باتیں قانون اور رولز کے مطابق ہیں یا نہیں۔ میرے فاضل رکن جناب موبل صاحب نے جو Point out کیا ہے اس سلسلے میں میں جناب کی توجہ رول 171 کی طرف مبذول کراتا ہوں۔

RULE 171 : At any time after the question on a motion has been proposed and before the voting has taken place, the motion may, with the leave of the Assembly, be witndrawn by the member who moved it.

یعنی روایت بھی یہی رہی ہے جناب والا _ عام طور پر جب بل پیش کیا جاتا ہے اگر کسی کی طرف

سے قاعدے کے مطابق اس کی مخالفت نہیں کی جاتی _ جب مسودہ قانون oppose ہو جائے تو مسودہ قانون مجلس قائمہ کی طرف reffer ہوتا ہے۔

جب بل oppose ہو جائے تو اس پر مختصر بیان کی اجازت دی جاتی ہے۔ مختصر بیان کے بعد اس پر سپیکر کی رضامندی کے بعد اگر وہ واپس لیا جاتا ہے تو اس میں کسی قسم کا کوئی ابہام نہیں ہے اور باقاعدہ ڈپٹی سپیکر ہو یا سپیکر یا کوئی آدمی جس کو سپیکر کے اختیارات ہیں وہ فیصلہ صادر کردے تو وہ کسی صورت میں بھی undo نہیں ہو سکتا۔ میری رائے یہ ہے کہ قواعد کے مطابق سپیکر کے فرمان کے مطابق بل واپس ہوا جو قاعدے کے مطابق ہے۔ وہ undo نہیں ہو سکتا اور پھر فیصلہ وہی consider ہو گا جو جناب والا کی طرف سے بطور سپیکر ہو گا۔ اس سے پہلے ووٹنگ کا حکم نہیں ہوا تھا۔ اس سے پہلے محرک کو بل لینے کا کلی طور پر اختیار تھا۔

جناب سپیکر - اب اس پر میں جناب ڈپٹی سپیکر سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ آپ نے اس میں ہاؤس کی consent لی تھی؟

جناب ڈپٹی سپیکر - ابھی یہ مسئلہ زیر بحث نہیں آیا تھا۔ میں نے محرک سے پوچھا تھا کہ آپ اس کو واپس لینا چاہتے ہیں تو انہوں نے کہا تھا کہ میں واپس لینا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد آپ تشریف لے آئے۔

جناب سپیکر - اس پر فیصلہ تو نہیں ہوا؟

جناب ڈپٹی سپیکر - نہیں، ابھی فیصلہ نہیں ہوا۔

میاں منظور احمد موہل - آپ نے سوال put کرنا ہے کیونکہ اس وقت کرسی بدلی گئی تھی اور اس پر مزید بحث نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر - تو اس میں ایک تو یہ ہے کہ کارروائی کو قواعد کے مطابق چلانا ہے تو اس کو Legalize کرنا ہے اور دوسرے ڈپٹی سپیکر صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ انہوں نے سوال put نہیں کیا تھا اور نہ ہی اس پر فیصلہ دیا تھا۔ تو اس کو withdraw کرنے کے بارے میں فیصلہ باقی ہے اب اس کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ آپ اس کا کوئی via media نکال لیں _ ہاؤس کی جو رائے ہے اس سے لاء منسٹر صاحب بھی آگاہ معلوم ہوتے ہیں۔ مجھے بھی اس کی جو صورت نظر آرہی ہے کہ ممبرز کی اکثریت چاہتی ہے کہ یہ بل مفاد عامہ میں ہے اس لئے اس کو take up کیا جانا چاہیے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

لیکن اگر اس کو محرک withdraw کرنا چاہے اور حاؤس کی اجازت ہو تو اس پر withdraw کرنے میں مجھے کیا اعتراض ہے یا وزیر قانون کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے لیکن اس میں یہ ہے کہ اس کو سوال کے ذریعے put کرنا ہو گا اور حاؤس کی رائے لینی ہو گی۔ حاؤس نے اس پر ووٹنگ کے ذریعے اپنی رائے کا اظہار کرنا ہوگا۔ یا تو اب صورت یہ ہے کہ میں سوال put کروں۔ دوسری صورت اس میں یہ ہے کہ جو تجویز سعید احمد ظفر صاحب نے پیش کی ہے کہ آپ اس کو withdraw نہ کریں۔ حاؤس اس پر ایک سلیکٹ کمیٹی بنا دے جس کے حوالے یہ بل کردیا جائے اور وہ اس پر consideration کے بعد اس کو ایک comprehensive صورت میں اگلے اجلاس میں پیش کرے۔ اب میں اس بارے میں لاء منسٹر صاحب کی رائے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

وزیر قانون - جناب سپیکر اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ جناب ریاض فتیانہ صاحب نے یہ بل پیش کیا ہے ان کے ساتھ تفصیل سے میری بات ہو چکی تھی کہ اس سلسلے میں ہم متعلقہ محکمے کی ایک کمیٹی بنائیں گے جس میں ان کو بھی شامل کیا جائے گا اور ہم اس بل کو بڑا comprenhensive بنا کر کوشش کریں گے کہ اگلے اجلاس تک اس کو لے آئیں۔ اس کے بعد انہوں نے اپنا مختصر بیان دیا۔ اس پر میں نے پہلے oppose کیا اور پھر معزز رکن نے اپنا بل withdraw کرنے کے لئے chair سے گزارش کی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ حکومت یہ نہیں کرنا چاہتی۔ حکومت تو یہ چاہتی ہے کہ اس کا comprehensive bill ہم لے آئیں گے جس میں معزز رکن کی رائے شامل ہو گی اور ان کو اس میں پورا حصہ ملے گا۔ ان کی رائے کا پورا احترام کیا جائے گا تو اس صورت میں جب کہ وہ withdraw کر چکے ہیں۔ اب سوال جو put ہونا ہے وہ یہ ہونا ہے کہ کیا ریاض فتیانہ صاحب نے جو اپنا بل withdraw کیا ہے حاؤس ان کو اجازت دیتا ہے تو آپ withdraw کرالیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ایسی کوئی حرج والی بات نہیں ہے کہ ریاض فتیانہ صاحب نے اپنا بل واپس لینا چاہا ہے اور حاؤس سے ایک Formality ہے یہ آپ پوری کرلیں۔

جناب سپیکر - جی ریاض فتیانہ صاحب آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں؟

جناب ریاض فتیانہ - جناب سپیکر جیسا کہ میں نے یہاں مفاد عامہ میں ایک بل پیش کیا اور حاؤس کی اکثریت بھی یہ چاہتی ہے اور خود معزز منسٹر صاحب بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ بل مفاد عامہ میں

ہے تو سعید ظفر صاحب کی جو تجویز آئی تھی کہ اسے سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تو اگر میرا یہ غیر سرکاری بل سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کردیا جائے تو مجھے اعتراض نہیں ہوگا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میاں منظور احمد موہل - جناب والا اس میں اگر وہ یہ کہتے ہیں تو پھر بھی اسمبلی سے Leave Grant کرتے ہیں تو پھر وہ مجلس قائمہ کو جائے گا ورنہ نہیں۔

جناب سپیکر - جی ظاہر ہے وہ تو اسمبلی کی Leave کے بغیر نہیں جاسکتا۔ تو اب اس میں وزیر قانون صاحب ایک نئی صورت سامنے آئی ہے کہ محرک جو ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ اس کو مفاد عامہ کے تحت withdraw نہ کیا جائے اور اسے کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تاکہ وہ اسے ایک comprehensive صورت میں اگلے اجلاس میں لائے تو آپ اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

میاں منظور احمد موہل - پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر - پوائنٹ آف آرڈر میاں منظور احمد موہل صاحب۔

میاں منظور احمد موہل - میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس معزز ایوان میں اگر چند لمحات پہلے ایک فاضل ممبر دو دفعہ کہتا ہے کہ میں اپنا بل واپس لیتا ہوں تو کیا وہ پھر تیسرے لمحے یہ کہہ سکتا ہے کہ اس کو مجلس قائمہ کے سپرد کردیا جائے۔ یہ ممکن نہیں ہو سکتا اور پھر ڈپٹی سپیکر سوال کرنے والے تھے جو کہ بطور سپیکر بیٹھے ہوئے تھے اگر اس لمحے آپ نہ آتے تو بات طے ہو جاتی لیکن ابھی under consideration بات تھی کہ chair تبدیل ہو گئی وہ صرف سوال ہی put ہونا تھا اور فاضل ممبر مطمئن تھے۔ اب پتہ نہیں ان کو کیا ہو گیا ہے تو پھر بھی Leave اسمبلی نے ہی دینی ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر - آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

چودھری محمد فاروق - پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر - جی چودھری محمد فاروق صاحب۔

چودھری محمد فاروق - جناب سپیکر! فاضل محرک کے بارے میں تو میاں منظور احمد موہل صاحب کا بہرحال اپنا موقف ہے لیکن میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جب یہ بل پیش کیا گیا تو وزیر قانون نے

اس کو Oppose کیا۔ اس کے بعد محرک کے بیان کے بعد جناب وزیر قانون نے اسے مفاد عامہ کا بل قرار دیا اور اس کے بعد یہ بھی یقین دھانی کرائی کہ اس بل کو دوبارہ حکومت کی طرف سے پیش کیا جائے گا۔

جناب سپیکر۔ یہ ساری بات ہو چکی ہے۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر یہ بھی تو دو موقف ہو گئے۔ اس لئے میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وزیر قانون بھی تو بیک وقت ایک بل کے بارے میں دو طریقے سے اپنا نقطہ نظر سامنے نہیں لاسکتے۔ ایک دفعہ oppose کریں اور پھر دوسری دفعہ اسے فلاح عامہ کا بل قرار نہیں دے سکتے۔ جناب سپیکر آپ اس پر رولنگ دیں۔

جناب سپیکر۔ جس انداز میں وزیر قانون نے اس کو oppose کیا ہے اور جس انداز میں انہوں نے مفاد عامہ کا بل اسے کہا ہے اس میں فیانہ صاحب کو شامل کر کے ٹھیک طریقے سے اس کی چھان بین کر کے اگلے اجلاس میں اس کو لایا جائے گا اس صورت میں لاء منسٹر صاحب کا اس کو مفاد عامہ کا بل قرار دینا اور اس کو oppose کرنا اس میں کوئی خاص تضاد نہیں ہے تو اب لاء منسٹر صاحب یہ ارشاد فرمائیں کہ اب اسے ووٹ کے لئے put کیا جائے یا اس پر ایک کمیٹی بنا دی جائے جو اس کی چھان بین کرنے کے بعد' جو کام آپ اس کو withdraw کرنے کی صورت میں کرنا چاہتے ہیں اس کو withdraw نہ کر کے اس کو take up کر لیا جائے کہ ایک کمیٹی بنا دی جائے جو اس کی چھان بین کرلے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ۔ جناب والا! آج ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب آئے ہوئے ہیں غیر ضروری وقت ان کو دے دیا جائے۔

جناب سپیکر۔ فیانہ صاحب آپ اپنی پوزیشن پہلے واضح کریں کہ آپ اس بل کو واپس لینا چاہتے ہیں یا اس بل کو take up کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ریاض فیانہ۔ جناب سپیکر چونکہ یہ ایک مفاد عامہ کا بل ہے.....

جناب سپیکر۔ یہ اب آپ نے واضح پوزیشن اختیار کرنی ہے۔

جناب ریاض فیانہ۔ جناب والا چونکہ یہ مفادِ عامہ کا مسئلہ ہے۔ ہم اصولی طور پر عوام کے حقوق

کی حفاظت کے لئے اس ہاؤس میں آئے ہیں لہٰذا میں اس کے حق میں ہوں کہ اسے سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر۔ یہ بل ابھی پہلی سٹیج پر ہے' وزیر قانون صاحب آپ ذرا توجہ فرمائیں یہ بل پہلی سٹیج پر ہے۔ سپیکر صاحب نے اسے repeat کر دیا ہے۔ اس مرحلہ پر وزیر قانون اس کی مخالفت کر چکے ہیں اور اس پر فیانہ صاحب کا بیان آ چکا ہے' وزیر صاحب کا بیان بھی آ چکا ہے۔ اب میں اس بل کو پیش کرنے کی اجازت کے لئے ہاؤس کے سامنے put کرتا ہوں کیونکہ فیانہ صاحب اب اسے واپس نہیں لینا چاہتے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ۔ جناب والا فیانہ صاحب نے اپنا بیان یہاں ریکارڈ کروایا ہے آپ بے شک ٹیپ چلوا لیں فیانہ صاحب نے بل کو واپس لے لیا ہے۔ لیکن پھر ہم مصلحتوں میں آ گئے ہیں۔ قواعد اس بات کی اجازت نہیں دیتے فیانہ صاحب نے پھر کہا ہے کہ جناب وہ secondary بات کمیٹی والی دیکھی جائے .....

جناب سپیکر۔ آپ کی اپنی پوزیشن یہ ہے کہ گورنمنٹ اس بارے میں کوئی واضح stand نہیں لے رہی کہ وہ کیا چاہتی ہے۔ آپ اپنی بات کریں کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟ آپ چاہتے ہیں کہ اس بل کو take up کیا جائے یا نہ کیا جائے؟ مصلحت کی اس میں کونسی بات ہے؟ اب اس کی واضح پوزیشن یہ ہے کہ متعلقہ ممبر اسے واپس نہیں لینا چاہتے۔ اب اس بل کو ووٹنگ کیلئے پیش کرنا ہے۔ اب آپ اس کی حمایت کرتے ہیں یا مخالفت کرتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب والا یہ بڑی معمولی سی بات تھی۔ جس کو بلا وجہ اتنا طول دے دیا گیا۔ جناب منظور موہل نے اجلاس کی کارروائی کو حسب ضابطہ بنانے کیلئے جناب والا کی توجہ اس بات پر مبذول کروائی کہ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب نے ریاض فیانہ صاحب کے بل کو withdrawl کروانے کے بعد ہاؤس کی رائے نہیں لی تھی اس کو regularize کروانے کیلئے آپ ہاؤس کی رائے لے لیں۔ بات تو صرف اتنی سی تھی۔ پھر بات سے بات بڑھتی ہے۔ میں نے خود ریاض فیانہ صاحب سے ایک مرتبہ نہیں کئی مرتبہ بات کی تھی۔ وہ اگر اس بات پر متفق نہ ہوئے کہ میں اپنا بل واپس لے لوں گا تو ہم اپنی حکمت عملی شاید مختلف رکھتے۔ ان کے ساتھ میری بات ہوئی انہوں نے کہا کہ آپ مجھے بل پیش کرنے دیں' میں مختصر بیان دوں گا آپ کہیں گے کہ آپ بل واپس لے لیں۔ آپ

ایک محکمانہ کمیٹی بنا لیں اس میں مجھے شامل کر لیں اور اس طرح سے ہم بہتر انداز میں بل لے کر آئیں گے اور اگلے اجلاس تک کوشش کریں گے لیکن جناب سپیکر اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ہمارے بھائی اپنے موقف سے ہٹ گئے ہیں اور وہ اپنا بل واپس لینے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ میرے ایک دوست مہر سعید احمد ظفر نے ایک تجویز پیش کی ہے کہ اس بل کو سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تاکہ وہ تفصیل سے اس پر غور کر لے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس بل کو سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیں تاکہ اس پر غور و خوض کر سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر۔ اس میں پہلے یہ ہو گا کہ پہلے اس بل کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے گی اور جب اس کو پیش کرنے کی ہاؤس اجازت دے دیتا ہے تو پھر اس کے بعد اسے کمیٹی کے سپرد کیا جائے گا۔ اب ریاض فتیانہ صاحب تحریک پیش کریں کہ اس بل کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ریاض فتیانہ۔ جناب سپیکر میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:۔

"مسودہ قانون فوری تصفیہ زیر التواء سرکاری مقدمات بابت 1990ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ

"مسودہ قانون فوری تصفیہ زیر التواء سرکاری مقدمات بابت 1990ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ریاض فتیانہ۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ بڑا افسوس ناک لمحہ ہے کہ ہمارے ایک معزز وزیر قانون و پارلیمانی امور نے پورے ہاؤس کے سامنے کھڑے ہو کر کہا کہ اس بل کو سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے اور اس بیان کے بعد انہوں نے میرے اس پرائیویٹ بل کو جو کہ مفاد عامہ میں تھا اور اس سے کوئی ذاتی مفاد حاصل کرنے کا معاملہ نہیں تھا۔ پنجاب کے عوام آج اسمبلی کی راہ تک رہے ہیں کہ ان کے مسائل حل کرنے کے لئے اسمبلی ان کے لئے کیا قانون سازی کرتی ہے۔ اس فیصلے پر میں احتجاجاً" واک آؤٹ کرتا ہوں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ جناب سپیکر' یہ بڑی افسوس ناک بات ہے کہ فاضل رکن نے اپنی شکست کے بعد بغیر اجازت کے تقریر شروع کر دی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ براہ مہربانی ممبران کو ہدایت فرمائیں گے کہ آئندہ وہ اس طرح کے کام نہ کریں بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب سہیل ضیاء بٹ۔جناب والا' فاضل رکن کو کوئی شکست نہیں ہوئی۔ ان کی یہ رائے تھی کچھ دوستوں نے حق میں دی اور کچھ نے مخالفت میں قیانہ صاحب ہمارے معزز اور قابل احترام دوست ہیں اس لئے ان کو شکست کسی مقام پر بھی نہیں ہو سکتی۔ یہ تو اسمبلی کے اندر ہے۔ اسمبلی کے باہر بھی اگر ضرورت پڑی تو ہم سب ممبران کی حمایت میں کھڑے ہوں گے۔

مسودہ قانون' امتناع نوشتہ دیواری پنجاب' مصدرہ 1991ء

جناب سپیکر۔اگلا مسودہ قانون جناب ایس اے حمید کی طرف سے ہے۔

جناب ایس اے حمید۔جناب سپیکر' میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ مسودہ قانون امتناع نوشتہ دیواری پنجاب مصدرہ 1991ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ۔جناب سپیکر' میں آپ سے اجازت چاہوں گا کہ میں ریاض قیانہ صاحب کو راضی کر کے اندر لاؤں۔ ہمارے قابل احترام دوست ہیں۔

جناب سپیکر۔بٹ صاحب' آپ جا سکتے ہیں۔ رانا ثناء اللہ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خاں۔جناب سپیکر' میں اس افسوس ناک لمحے میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہوں گا کہ جب آپ نے سوال پیش کیا تو ہمارے معزز وزیر قانون نے ہاں کے وقت "ہاں" اور جب "ناں" بھی کہا۔ اس کے بعد جب آپ نے بنچوں پر کھڑے ہونے کے لئے کہا تو وزیر قانون نے باقاعدہ اشارے کر کے بیٹھنے کو کہا اور ہماری معزز رکن فوزیہ بہرام صاحبہ پہلے کھڑی تھیں لیکن پھر بیٹھ گئیں۔ اس قسم کی پریکٹس ایوان میں نہیں ہونی چاہئے۔ یہ افسوسناک ہے۔

جناب سپیکر۔آرڈر پلیز۔

محترمہ فوزیہ بہرام۔جناب والا' یہ بالکل درست ہے کہ میں پہلے کھڑی تھی پھر بیٹھ گئی۔ میں نے آج اسمبلی میں پہلی دفعہ دیکھا ہے کہ جتنا برا حشر اس بل کا ہوا ہے۔ کچھ سمجھ نہیں آتی تھی کہ ممبران کیا چاہتے ہیں اور حکومت کا واضح موقف کیا ہے۔ نہ ہی حکومت نے کوئی واضح موقف اختیار کیا اور نہ ہی ریاض قیانہ صاحب نے کبھی بل کو واپس لیا اور پھر اس پر Stand لے لیا۔ میں اپنے تمام معزز

ممبران سے یہ کہوں گی کہ وہ بل پیش کرنے سے پہلے ایک واضح موقف رکھیں۔ گورنمنٹ اس کی مخالفت کرے یا حمایت کرے لیکن کم از کم ہمارا موقف واضح ہونا چاہئے۔ اس Cofusion کی وجہ سے میں ضرور کھڑی بھی ہوئی اور بیٹھی بھی۔ میں سمجھتی ہوں کہ پورا ایوان اس معاملے میں Confused تھا۔ آدھے لوگ تو بالکل غیر جانبدار رہے۔ وہ نہ کھڑے ہوئے اور نہ بیٹھے۔

جناب سپیکر۔ میرے خیال میں اب اس Chapter کو بند ہونا چاہئے۔ ایس اے حمید صاحب۔

جناب ایس اے حمید۔ جناب سپیکر' میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ مسودہ قانون امتناع نوشتہ دیواری پنجاب مصدرہ 1991ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ مسودہ قانون امتناع نوشتہ دیواری پنجاب مصدرہ 1991ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ وزیر قانونؒ نے اس کی مخالفت کی ہے۔ ایس اے حمید صاحب کچھ فرمانا چاہیں گے؟

جناب ایس اے حمید۔ جناب سپیکر' میں نے جو مسودہ قانون نوشتہ دیواری آج ایوان میں پرائیویٹ بل کے طور پر پیش کیا ہے اس کے پس منظر میں صرف ایک ہی بات ہے کہ تمام دوستوں کو قانون سازی میں اپنا کردار ادا کرنا چاہئے اور پورے طور پر قانون سازی کے عمل میں شریک ہونا چاہئے۔ لیکن اس سے پیشتر جو غیر سرکاری بل کا حشر ہوا ہے اس سے میں سمجھتا ہوں کہ غیر سرکاری بل کے یہاں پاس ہونے کے مواقع بہت کم ہیں۔ بل پیش کرنے سے پہلے میری وزیر قانون سے بات بھی ہوئی اور میں نے ان سے یہ عرض کی تھی کہ اگر آپ غیر سرکاری ارکان کے بلوں کی اس طرح حوصلہ شکنی کرتے رہے تو کوئی آدمی بھی پورے طور پر محنت نہیں کر سکے گا۔ قانون سازی کے عمل میں شریک نہیں ہو سکے گا۔ اس طرح ان کی دل شکنی ہو گی۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں جو یہ غیر سرکاری مسودہ قانون پیش کرنا چاہتا ہوں یہ نہایت ہی مفاد عامہ کا بل ہے۔ جس میں امتناع نوشتہ دیواری کی بات کی گئی ہے۔ نوشتہ دیواری اس معاشرے میں ایک ناسور کی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔ نہ صرف پرائیویٹ بلکہ سرکاری عمارات بھی اس سے محفوظ نہیں ہیں اور ان پر فحش قسم کی تحریریں لکھی جاتی ہیں۔ جس وجہ سے نہ صرف ہمارا ماحول خراب ہو رہا ہے بلکہ ہماری عمارات تباہ و برباد ہو رہی ہیں۔ ان میں فلموں کے بارے میں اور کچھ نجومی حضرات کے بارے میں اشتہارات ہوتے ہیں۔ اس کے

علاوہ پوشیدہ امراض کے ماہرین کے اشتہارات ہوتے ہیں۔ نفرت پھیلانے کے لئے مختلف مذہبی تنظیمیں اپنے نعرے لکھتی ہیں جس سے مفاد عامہ پر زد پڑتی ہے اور آپس میں نفرت پیدا ہوتی ہے۔ جناب والا' سب سے ضروری بات جو میرے ذہن میں آئی وہ اس طرح ہے کہ آج سے تقریباً" ایک سال قبل' ابھی انتخابات شروع نہیں ہوئے تھے اور حکومت پاکستان کی طرف سے کہا گیا تھا کہ ایسی تجویز پر غور ہو رہا ہے کہ ہر قسم کے بینرز اور Wall Chaking پر پابندی عائد کر دی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے نہ صرف لاکھوں روپے کا نقصان ہوتا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ بہت سی اور جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔ ایک امیدوار اپنی طرف سے دیواریں لکھواتا ہے تو دوسرا امیدوار ان کی تحریریں مٹاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں بہت سے جھگڑے اور پیدا ہوتی ہیں۔ تو یہ چند ایک وجوہات تھیں کہ جن کی بناء پر میں یہ بل پیش کرنا چاہتا تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ حکومت مہربانی فرمائے اور وزیر قانون مفاد عامہ کے پیش نظر اس بل کو اپنائیں گے اور پیش کرنے کی اجازت دیں گے تاکہ اس سے پوری قوم کو فائدہ پہنچ سکے۔

جناب سپیکر۔ جی جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون۔ جناب سپیکر' اس میں کوئی شک نہیں کہ دیواروں پر لکھنے کا رجحان بہت بڑھ چکا ہے اور اس کے سدباب کے لئے موثر اقدامات کرنا ضروری ہیں۔ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت بلا اجازت دیواروں پر اشتہار لگانا جرم ہے۔ اس آرڈیننس کے سیکشن 161 کے شیڈول سوم کے حصہ 1 کے ضمن 6 کے مطابق اگر فحش قسم کے اشتہارات لگائے جائیں گے تو اس کے لئے چھ ماہ تک سزائے قید یا ایک ہزار روپے کا جرمانہ ہے یا دونوں۔ مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ 162 میں دیا گیا ہے کہ جرم اگر جاری رہے تو سو روپے روزانہ جرمانہ عائد ہو سکتا ہے۔ دیواروں پر دوسری قسم کی تحریروں پر مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ 161 کے شیڈول سوم کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس کے تحت یہ عمل ایک جرم ہے اور اس کی سزا پانچ سو روپے تک جرمانہ ہے اور اگر جرم جاری رہے تو پچاس روپے مزید۔ جناب والا' اس قانون کو موثر بنانے کی گنجائش موجود ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ محرک اس بل پر زور نہ دیں۔ حکومت فوری طور پر ایک کمیٹی تشکیل دے گی۔ جس میں محرک کو بھی شامل کیا جائے گا۔ تاکہ بہتر اور زیادہ موثر بل ایوان میں لایا جائے۔

جناب سپیکر۔ جناب ایس اے حمید کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ۔جناب والا' وزیر موصوف نے کہا ہے کہ ایک ہزار روپے جرمانہ مقرر کیا گیا ہے۔ تو میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک دیوار لکھنے کا ہے۔ بعض اوقات ہم نے دیکھا ہے کہ ایک اشتہار ہزار دیواروں پر لکھا ہوتا ہے۔ اس کی مختلف جگہوں پر لکھنے پر جرمانے کی کیا صورت حال ہے؟

جناب ایس اے حمید۔جناب سپیکر' میں سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون کی تجویز اس حساب سے مناسب ہے کہ وہ اس قانون میں مزید ترمیم کرنا چاہتے ہیں کہ جو ان کے پاس ہے۔ لیکن میری یہ استدعا ہو گی کہ اس کے لئے واضح طور پر وزیر قانون کچھ فرمائیں کہ کیا وہ اس کو اگلے اجلاس میں پیش کر دیں گے تاکہ اس مفاد عامہ کے بل پر فوری طور پر عملدرآمد ہو سکے؟

وزیر قانون۔میری یہ کوشش ہو گی جناب والا کہ بغیر وقت کے ضیاع کے اس بل کو پیش کیا جائے اور کوشش ہو گی کہ اگلے اجلاس میں اس کو پیش کر دیا جائے فرض کریں کہ اگر کوئی ناگزیر صورتحال ہو جاتی ہے تو محرک اس کمیٹی میں خود شامل ہوں گے اور پھر بل اگلے سے اگلے اجلاس میں پیش ہو گا اس سے Late نہیں ہو گا۔ یہ میں صرف Unavoidable Circumstances کی صورت میں بتا رہا ہوں۔ اس معزز ایوان میں جو Commitment ہو اس کا Honour ہونا ضروری ہوتا ہے اور اس کے لئے ہمیں بھی ایسی کوئی بات نہیں کرنی چاہئے۔ میں ساتھ ہی یہ کہہ رہا ہوں کہ کوئی ایسی مجبوری ہو جاتی ہے جس کے باعث تاخیر ہو جاتی ہے جو ناگزیر Unavoidable ہو تو ہو سکتا ہے تاخیر ہو جائے ورنہ ہماری پورش کوشش ہو گی کہ اگلے اجلاس میں اس کو لے آئیں۔ شکریہ!

جناب سپیکر۔جی جناب ایس اے حمید'.....

جناب ایس اے حمید۔جناب والا میرا اس بل پیش کرنے کا مقصد یہ تھا کہ عوام میں جو پریشانی ہے اور ان کے جو مسائل ہیں ان کو ختم کرنا ہے۔ اگر وزیر قانون یہ فرماتے ہیں کہ وہ اس کو مثبت طور پر پیش کریں گے تو یہ میں اپنا بل واپس لے لیتا ہوں۔

جناب سپیکر۔جی ایس اے حمید صاحب اس بل کو پیش کرنے کی وہ اپنی تحریک واپس لینا چاہتے ہیں اور جو صاحبان اس حق میں ہیں کہ وہ اپنی تحریک کو واپس لے لیں تو وہ "ہاں" کہیں جو اس کے مخالف ہیں کہ تحریک کو واپس "نہ" لیا جائے وہ "ناں" کہیں۔ (ایوان کی آواز "ہاں")۔ (تحریک منظور ہوئی)

تو ایس اے حمید کی تحریک کو واپس لینے کے لئے اسمبلی کی منظوری ہو گئی ہے۔ لہٰذا یہ

تحریک Withdrawn تصور ہو گی۔

حاجی محمد افضل چن۔جناب والا آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ جب قرار داد Take up کریں گے' تو وزیر اعلیٰ صاحب بھی ہاؤس میں موجود ہیں اور اس کا فیصلہ کیا جائے۔

قرار دادیں

جناب سپیکر۔جی حاجی محمد افضل چن صاحب اور متعدد دوسرے ممبران کی جو قرار داد یہاں پیش ہوئی تھی اور جو چیف منسٹر کی عدم موجودگی میں ایگریکلچر پر Cess لگانے کے بارے میں یہاں پیش ہوئی تھی اس کو میں نے چیف منسٹر صاحب کی عدم موجودگی کی وجہ سے موخر کر دیا تھا کہ وہ ان سے متعلقہ ہے اور ان کی ہاؤس میں تشریف آوری ضروری ہے اور اس پر ان کا اظہار خیال کرنا اور ہاؤس کو اپنی آراء سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔ تو آج وہ تشریف لائے ہیں خاص طور پر وہ اس قرار داد کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں جناب چیف منسٹر کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اس پر اظہار خیال فرمائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) _.....

وزیر اعلیٰ پنجاب۔شکریہ جناب سپیکر'.....

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔پوائنٹ آف آرڈر سر'.....

جناب سپیکر۔ سیٹھی صاحب یہ روایت نہیں ہے کہ قائد ایوان کو Disturb (مخل) کیا جائے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔جناب والا یہ ایک نقطہ اعتراض اٹھانا چاہتا ہوں آپ نے خود اس پر رولنگ دی ہے اس تحریک کے لئے تو آپ نے موخر کا لفظ استعمال کیا تھا ایک قرار داد میں نے 12 تاریخ کو شریعت بل کے بارے میں ہاؤس میں پیش کی تھی آپ نے اس پر پرسوں رولنگ دی تھی کہ اس کو پرسوں 19 تاریخ کو غیر سرکاری ارکان کی کارروائی والے دن Take up کیا جائے گا۔ جناب والا اس پر اعتراض نہیں ہے کہ جو آپ نے ہاؤس میں وضاحت فرما دی چیف منسٹر صاحب موجود ہیں' یہ اولیت کا اور اہمیت کا معاملہ ہے جس کو آپ نے Take up کرنا ہے۔ میں تو صرف یہ یقین دھانی چاہتا ہوں کہ آپ یہ بتا دیں کہ کیا اس کے بعد اس کے لئے ٹائم دیا جائے گا۔

جناب سپیکر۔اگر آپ یہ بات نہ بھی کرتے تو بھی اسے ٹائم دیا جانا تھا۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔شکریہ جناب والا!

جناب سپیکر۔ یہ ایک بات ہو چکی تھی اسے وقت دیا جانا تھا اس میں کوئی Confusion نہیں تھا آپ کو نہیں چاہئے تھا کہ میں نے وزیر اعلیٰ کو دعوت دی ہے اور آپ اس کو Interrupt کرتے۔ ..... جناب چیف منسٹر

وزیر اعلیٰ پنجاب۔ شکریہ جناب سپیکر' جناب والا میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ یہ قرار داد اس ایوان میں پیش ہوئی' اس کا متن میں نے دیکھا اور اس قرار داد کے بارے میں آپ نے میرے بطور قائد ایوان اس پر اظہار خیال کے لئے اس کو ملتوی کیا اور آج مجھے اس قرار داد کے ضمن میں بات کرنے کے لئے موقع عنایت فرمایا۔ جناب والا میں نے اس قرار داد پر اپنے فاضل اراکین اسمبلی کے جذبات کو سنا ہے اور اس قرار داد کے پس منظر میں اسے زرعی ٹیکس کے ساتھ وابستہ کرنے یا اسے زرعی ٹیکس کا حصہ قرار دینے کے متعلق بعض خدشات کا یہاں پر ذکر کیا گیا۔ میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایوان پہلے ہی زرعی ٹیکس کے متعلق اپنا فیصلہ متفقہ طور پر صادر کر چکا ہے۔ آئین کے مطابق زرعی ٹیکس کی تجویز وفاقی حکومت کی طرف سے اٹھی تھی۔ وہاں پر ہم نے ہی کہا تھا کہ یہ وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں نہیں آتا اور آئینی طور پر زرعی ٹیکس جو ہے یہ ایک صوبائی معاملہ ہے اور صوبائی اسمبلی ہی اس کی مجاز ہے کہ اس پر غور کرے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ پنجاب کی صوبائی اسمبلی نے متفقہ طور پر یہ بات طے کر چھوڑی ہوئی ہے کہ پنجاب میں زرعی ٹیکس عائد نہیں کیا جائے گا۔ اس لئے یہ اس معزز ایوان کا ایک متفقہ فیصلہ ہے اور میں نے ایک سے زائد بار' جب بھی اخبارات میں اس معاملے میں بات کی ہے انہیں دو ٹوک الفاظ میں بتا دیا ہے کہ اس کے متعلق پنجاب کا قانون ساز ادارہ اپنی رائے دے چکا ہے اور اس میں مزید کسی بحث کی کوئی گنجائش موجود نہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) مجھے جناب والا اس بات کا بھی اعتراف ہے کہ پنجاب پاکستان میں سب سے بڑا زرعی علاقہ ہے اس زرعی علاقہ کے پس منظر میں ہماری خواہش' ہماری تمنا اور آرزو یہ ہے کہ ہم کم از کم پنجاب میں زرعی انقلاب لانے کا آغاز کریں۔ اس سلسلے میں پنجاب کی حکومت اور میں خود وفاقی حکومت سے بڑی سنجیدگی کے ساتھ تبادلہ خیالات اور مذاکرات میں مصروف ہوں اور یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہم اس بات کو بڑی شدت سے محسوس کرتے ہیں کہ زراعت ایک ایسا پیشہ ہے جس میں حکومت کی طرف سے مزید مراعات کی اشد ضرورت ہے (نعرہ ہائے تحسین) ..... اور زراعت ہی ہمارا وہ پیشہ ہے جس میں ہمارا کاشتکار آج کی اقتصادی اور معاشی دباؤ کا زبردست شکار ہے اور یہ بات ہم نے وفاقی حکومت سے دو ٹوک الفاظ میں عرض کی ہے کہ پیداوار اور زراعت کے حوالے سے پنجاب دوہرے

دباؤ کا شکار ہے۔ ایک یہ کہ اس کی ساری In Puts تمام ادویات جس میں Pesticides ہیں' ان کے نرخوں کا تمام کنٹرول وفاقی حکومت کے پاس ہے اور جب بھی Pesficides کے نرخوں سے گاہے بہ گاہے اندرون ملک کے حالات کی وجہ سے یا بیرونی حالات کی وجہ سے اضافہ ہوتا ہے تو اس کا سب سے زیادہ اثر پاکستان کے علاقے پنجاب پر پڑتا ہے جو کہ زرعی پیشے میں سب سے زیادہ آگے ہے اور دوسرے یہ کہ زرعی اجناس کے نرخ مقرر کرنے کے اختیارات بھی وفاقی حکومت کے پاس ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پنجاب کے کاشتکار کو ہی نہیں بلکہ پاکستان کے کاشتکار کو زرعی پیداوار کی وہ قیمت نہیں مل رہی جس کا وہ مستحق ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) ..... اور اس پس منظر میں بھی پنجاب کے زراعت پیشہ کاشتکار پر دوبارہ بوجھ پڑتا ہے وہ اس لئے کہ یہ پاکستان میں زرعی پیشے میں سب سے زیادہ زرعی پیداوار کو حاصل کرنے میں حصہ دار ہوتا ہے اور جب اس پیداوار کی خاطر خواہ قیمت نہیں ملتی تو اس کا بھی معاشی اور اقتصادی طور پر سب سے زیادہ اثر پنجاب کے کاشتکار پر پڑتا ہے۔

یہ جو دوہرا اقتصادی اور معاشی دباؤ ہے' پنجاب کا کاشتکار اس کا زیادہ عرصے تک متحمل نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ہم نے وفاقی حکومت سے بات کی گزارش کی ہے اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ اس سلسلے میں پاکستان کا کاشتکار بالعموم اور پنجاب کا کاشتکار بالخصوص اچھی خوش خبری سنے گا (نعرہ ہائے تحسین)

یہ بات تو میں زراعت اور زرعی ٹیکس کے متعلق عرض کر رہا ہوں۔ لیکن جو قرار داد یہاں پیش ہوئی ہے اور جس کے متعلق یہ تاثر لیا گیا ہے اس کا پس منظر یہ ہے کہ حال ہی میں پنجاب میں Local Bodies کے زیر اہتمام پنجاب کی لوکل کونسلوں کے چیئرمین حضرات کا ایک Convention ہوا اس میں معاملہ یونین کونسلوں کے لئے آمدنی کے ذرائع سے متعلق پیش ہوا تھا اور میں نے وہاں پر پنجاب کی یونین کونسلوں کو آمدن کے ذرائع فراہم کرنے سے متعلق بلاشبہ یہ بات کی ہے کہ ہم گرانٹ کے ساتھ ساتھ ان کو آمدنی کے مزید ذرائع فراہم کریں گے۔ میں نے وہاں وضاحت کی تھی کہ ہماری کپاس' ہمارا گنا' ہمارا چاول اور باسمتی یہ وہ چار اہم اشیاء ہیں جہاں سے ہم آمدن کے ذرائع کسی احسن انداز سے یونین کونسلوں کو فراہم کر کے دیہاتی اور زرعی علاقے کو اس سے مستفید کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کا تاثر جو یہ لیا گیا کہ ہم اس سے پنجاب کے کاشتکار پر کوئی پر کوئی براہ راست ٹیکس لگانا چاہتے ہیں اس کے متعلق میں وضاحت کرنی چاہتا ہوں کہ:

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر' بڑے عرصے سے پنجاب کا کاشتکار ہی نہیں پاکستان کا کاشتکار وفاقی حکومت سے یہ مطالبہ کرتا چلا آ رہا ہے کہ کپاس کی بیرونی منڈیوں میں نرخوں کے حوالے سے' باسمتی کی برآمد کی آمدن کے حوالے سے' چاول کی برآمد کی آمدنی کے حوالے سے وفاقی حکومت جو منافع کماتی ہے اس میں کاشتکار کو بھی حصہ دار بنایا جائے اور ایک جائز مطالبہ ہے اور میں اس مطالبے کا بڑا سختی کے ساتھ حامی ہوں (نعرہ ہائے تحسین) اس سلسلے میں وفاقی حکومت کو جلد یا بدیر فیصلہ بھی کرنا پڑے گا۔ یونین کونسلوں کے ذرائع آمدن بڑھانے کے پس منظر میں میرے ذہن میں جو بات ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے زمیندار کی گانٹھوں کے دو خریدار ہیں۔ Cotton Export Corporation اور پاکستان ایپٹما (Aptma) association اپٹما والے' یہ ٹیکسٹائل ملوں والے۔ آل پاکستان ٹیکسٹائل ملز ایسوسی ایشن۔ کپاس کی گانٹھوں کی خریداری کے بعد اس پر یہ کروڑوں نہیں' اللہ کے فضل سے اربوں روپے کماتے ہیں اور ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ اس میں سے کچھ حصہ کاشتکار کو بھی دیا جائے۔ میں تو ان اپٹما والوں' ملوں والوں اور Cotton Export Corporation والوں کی اس کروڑوں اور اربوں روپوں کی آمدن میں سے اس کا شاید ہزاروں یا ہزاروں سے بھی کم حصہ ان سے وصول کر کے دیہاتی علاقے کی یونین کونسلوں اور ان کے ذریعے دیہاتی علاقے کی بہبود پر خرچ کرنے کا اپنے ذہن میں خاکہ رکھتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور اس سے مراد ہرگز زرعی پیداوار فروخت کرنے والوں پر کوئی ٹیکس لگانا نہیں ہے' بلکہ جو زرعی پیداوار کے خریدار ہیں اور اس کی خرید کے بعد کروڑوں نہیں' اربوں روپے کماتے ہیں ان سے کچھ رقم وصول کر کے زرعی اور دیہاتی علاقوں کی بہبود پر خرچ کرنے کی سوچ و فکر کی جائے۔ میری ایک بات تو یہ تھی۔ میری دوسری بات یہ ہے کہ گنے پر Cess پہلے ہی لگ رہا ہے اور گنے پر Cess کی آمدن سے ترقیاتی اخراجات کے بارے میں کمشنر کے زیر صدارت Projects بنتے ہیں۔ شوگر ملوں کا جو Cess اکٹھا ہوتا ہے' جو آمدن اکٹھی ہوتی ہے جو کہ پہلے ہی وصول ہو رہی ہے اور وہ بھی لاکھوں میں نہیں' کروڑوں روپے میں ہے۔ میرے ذہن میں یہ ہے کہ ہم اس شوگر Cess کی آمدن میں سے اس کا کچھ حصہ جو ہے اس کے منصوبوں میں یونین کونسلوں کو شامل کر کے ہم ان کی آمدن میں شامل کریں۔ ذہن میں یہ بات ہے اور Rice کی Export میں Rice Export Corporation جو باسمتی کی فروخت کر کے کروڑوں نہیں اربوں روپے کماتی ہے اور ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اس کے منافع میں سے بھی کاشتکار کو حصہ دیا جائے۔ میرے ذہن میں وہاں بھی یہ بات

ہے کہ Cotton Export Corporation جب باسمتی برآمد کرتی ہے تو اس سے حاصل آمدنی سے ہزاروں یا کچھ حصہ وصول کر کے ہم یونین کونسلوں کی وساطت سے دیہی بہبود پر خرچ کرنے کا کوئی راستہ نکالیں۔ ہاں' البتہ یہ بات بھی میں نے کی تھی اور یہ بات میرے ذہن میں تھی کہ جو دیہاتوں میں بجلی خرچ ہوتی ہے اور جو شہروں میں بجلی خرچ ہوتی ہے اس پر ایک پیسہ اضافہ وصول کر کے دیہاتی آمدن دیہاتوں پر اور شہری آمدن شہروں پرDeveloment Funds کے لئے دے دی جائے تو یہ تجویز بھی زیر غور آ سکتی ہے۔ لیکن ان ساری باتوں سے ہٹ کر میں اس معزز ایوان سے یہ بات عرض کرنی چاہتا ہوں کہ کوئی بات جس کا تعلق پنجاب کے عوام سے ہو' اس کے منتخب نمائندوں سے اس میں رہنمائی حاصل کرنا ان سے مشاورت کرنا جمہوری روایات کا حصہ ہے۔ میں اس سلسلے میں یہ بات عرض کرنی چاہتا ہوں کہ بحیثیت ایک سیاسی کارکن سیاسی روایات کو جلا بخشنے کے حوالے سے میری سوچ یہ ہے کہ جنت ایک بہت حسین تصور ہے۔ اس کے متعلق ہمارا ایمان بھی ہے اور دنیا میں جنت کے حسین ہونے کے حوالے سے بہت سی باتیں کی جاتی ہیں۔ میری سوچ تو یہ ہے کہ اس ایوان کے قائد ہونے کی حیثیت سے اگر مجھے جنت سے سوگنا حسین تر چیز بھی کوئی مل رہی ہو تو جناب سپیکر' میں اپنی پارلیمانی پارٹی کے اراکین سے مشورہ کر کے اور ان سے منظوری لئے بغیر میں وہ جنت بھی قبول نہیں کروں گا (نعرہ ہائے تحسین) چہ جائیکہ یہ خیال کر لیا جائے کہ میں اس معاملے میں کوئی ایسا اقدام کروں جس کو میں پارلیمانی پارٹی کے معزز اراکین کی خدمت میں پیش نہ کروں لوکل کونسلز کے مالیات کو بڑھانے کے سلسلے میں' میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں جب میں اس کا کوئی Working Paper تیار کر لونگا بے شک ہم نے اس کے لئے مالی وسائل کسی اور سے وصول کرنے ہیں لیکن اس میں کاشتکار پر کسی قسم کا بوجھ نہیں پڑے گا۔ تو وہ بھی میں اپنے پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں پیش کرونگا اور اگر یہ خیال کیا جائے کہ یہ بات بھی قابل قبول نہیں ہے تو میں اپنے پارلیمانی پارٹی کے فیصلے کی حکم کی تعمیل کرونگا۔ (نعرہ ہائے تحسین) یہ بات تو میرے خیال میں کہنے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ البتہ اس بات کے لئے اگر کچھ خیال کیا گیا ہے تو میں نے اس کی وضاحت کر دی ہے کہ پارلیمانی نظام میں تو بالاخر ہر چیز اس ایوان میں آنی ہے لیکن یہ بھی پارلیمانی روایات کا حصہ ہے برسر اقتدار جماعت اس سلسلے میں تمام امور کو پہلے اپنے پارلیمانی فورم میں Discuss کر کے اس پر کوئی فیصلہ کرتی ہے۔ میرے خیال میں تو اس کے بعد اب کسی وضاحت کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ گئی۔ البتہ ایک بات باقی رہ گئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہ پاکستان کا سب سے بڑا پارلیمانی نظام کا معزز ایوان ہے

اور میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کی جو روایات ہیں ان روایات کی پاکستان کی دوسری اسمبلیاں بھی پیروی کریں گی۔ ضروری نہیں ہے۔ لیکن میری خواہش اور تمنا یہ ہے اور اس بارے میں میری سوچ یہ ہے اور میں اس ایوان کے ان روایات پر اتنا یقین رکھتا ہوں کہ میرے خیال کے مطابق اس معزز ایوان کے معزز اراکین جو یہاں پر روایات قائم کریں گے انشاء اللہ وہ پاکستان کی جمہوری تاریخ کا ایک شاندار باب بنے گا اور میں اس بارے میں یہ تصور رکھتا ہوں جناب سپیکر! کہ صہ

جو ابر یہاں سے اٹھے گا وہ سارے جہاں پر برسے گا
ہر جوئے رواں پر برسے گا ہر کوہ گراں پر برسے گا

میری تو اس ایوان کے جمہوری روایات کے متعلق سوچ یہ ہے اور انشاء اللہ آپ خدا کے فضل و کرم سے اچھی روایات کا آغاز کر رہے ہیں۔ میں عرض یہ کرنی چاہتا ہوں جمہوری روایات کے حوالے سے یہ ایوان ہر معاملے میں فیصلہ کرنے کا مقتدر ادارہ ہے۔ لیکن اسی جمہوری روایات کا ایک یہ بھی حصہ ہے کہ معزز اراکین اسمبلی خواہ ان کا تعلق حزب اقتدار سے ہو یا حزب اختلاف سے جب کوئی بات اس ایوان میں لانا چاہیں' قانونی طور پر ان کو کوئی نہیں روکتا۔ لیکن جمہوری روایات کا تقاضا یہ ہے کہ کوئی بات لانے سے پیشتر اپنے پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں اس پر غور و فکر کریں۔ اس پر بحث و تمحیص کریں۔ اس پر کوئی فیصلہ کریں اور اس فیصلے کی روشنی میں پھر ان معاملات کو اگر ایوان میں لائیں تو اس سے اس ایوان کی بہتر روایات میں بھی اضافہ ہو گا اور اس جمہوری نظام میں بھی آپ اچھی اور درخشاں روایات کا اضافہ کرنے کا بھی موجب بنیں گے۔ میری رائے کے مطابق میرے ان دوستوں' کرم فرماؤں کو جن کو اس معاملے میں اگر کوئی ابہام تھا یا انہوں نے مجھے غلط سمجھا ہے یا میں نے ان کو درست بات نہیں پہنچائی۔ تو میں ماضی کو چھوڑ کر مستقبل کے لئے جمہوری روایات کو ایک درخشاں مستقبل فراہم کرنے کے حوالے سے عرض کرونگا کہ اور یہ بات حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں سے گزارش کرونگا کہ ہم کوئی بھی معاملہ ہو خواہ کتنا خوشگوار ہو خواہ کتنا تلخ ہو ہم اسے اپنے پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں لائیں۔ اس پر Discuss کریں اور Discuss کر کے جو فیصلہ بھی ہو اس فیصلے کو آگے لائیں۔ میرے خیال کے مطابق نہایت خلوص کے ساتھ اس قرار داد کے محرکین نے اسے اس ایوان میں پیش کیا ہو گا۔ مجھے ان کے خلوص پر بھرپور اعتماد ہے لیکن میں یہ خیال کرتا ہوں کہ یہ قرار داد جب اخبارات میں گئی اور اخبارات کا عنوان بنی تو اس عنوان کے نتیجے میں جو بات سامنے آئی اس نے پنجاب کی برسر اقتدار جماعت کے پارلیمانی اراکین کے

مقام' ان کی عزت و وقار میں اضافہ کیا یا اس میں کوئی سوالیہ نشان پیدا کیا؟ یہ بات میں خود عرض نہیں کرتا میں اپنے انہی معزز اراکین کی سوچ و فکر کے لئے ان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور ان سے استدعا کرتا ہوں کہ ہم نے جمہوریت کے لئے درخشاں روایات کو بڑھانا ہے حال ہی میں جناب سپیکر! ہم نے دیکھا کہ پاکستان میں آئینی طور پر سینیٹ کے ایوان بالا کا انتخاب ہوا اور میں اس ایوان کے حزب اقتدار اور حزب اختلاف میں بیٹھے ہوئے تمام اراکین کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ پنجاب کی تاریخ میں پہلا غالباً" موقع ہے اور یہ پہلا معزز ادارہ ہے جس کے سو فیصدی اراکین نے اپنے ووٹ کا استعمال کیا ہے۔ ماسوائے دو اراکین کے جو بیماری کی وجہ سے نہیں آ سکے۔ ایک ملک سے باہر تھا اور ایک رکن بیماری کی وجہ سے اسلام آباد میں ہسپتال میں تھا۔ باقی تمام اراکین نے جن کا تعلق خواہ حزب اقتدار سے ہے یا حزب اختلاف سے ہے انہوں نے اپنے ووٹ کا استعمال کر کے بہت بڑی تعداد میں اپنی پارٹی کے فیصلوں کے تقدس کا بھرم رکھا ہے اور میں اس شاندار کارکردگی پر حزب اقتدار اور حزب اختلاف میں بیٹھے ہوئے تمام اراکین کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور میں امید کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں انشاء اللہ ہم مستقبل میں مزید بہتر روایات کا اضافہ کریں گے۔ کیونکہ اسی سے جمہوری اور پارلیمانی نظام کو تقویت حاصل ہو گی اور استحکام حاصل ہو گا۔ ہم نے جناب سپیکر یہ دیکھا ہے کہ موسم بہار کے اس اجلاس میں پنجاب اسمبلی نے نہایت سنجیدگی کے ساتھ آٹھ بلوں کی قانون سازی کی ہے اور قانون سازی کے معاملے میں یہ پیش رفت ایک نہایت حوصلہ افزا اور شائد پاکستان کی تمام صوبائی اسمبلیوں میں سب سے زیادہ اور بہتر کارکردگی کی ترجمان ہے اور میں اس شاندار کارکردگی پر بھی پنجاب اسمبلی کے حزب اقتدار اور حزب اختلاف میں بیٹھے ہوئے تمام اراکین کی اس حسین دلچسپی پر ان کو سلام کہتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ یہ درخشاں روایات اور بھی آگے بڑھیں گی۔ کیونکہ اگر ہم قانون سازی کرتے ہیں تو اس کا مقصد ہے کہ پنجاب کے عوام کے حقوق کے تحفظ کے لئے ہم ان کو قانونی حدود و قیود فراہم کرتے ہیں اور اس سے پنجاب ایک درخشاں مستقبل کی طرف رواں دواں ہو گا۔

MR. SPEAKER : Time is extended for half an hour.

وزیر اعلیٰ۔ شکریہ۔

جناب سپیکر۔ میں اپنی بات کو ختم کر رہا ہوں اور یہ عرض کر رہا ہوں کہ انشاء اللہ پنجاب کے زرعی میدان میں ہمارے زراعت پیشہ کاشتکار پر ہمارے ذہن میں Directly or Indirectly کوئی

ٹیکس لگانے کا کوئی تصور نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں نے جو بات اس حوالے سے کی ہے وہ بھی میں عرض کر رہا ہوں۔ جناب سپیکر وہ بات یہ تھی کہ جس وقت ہمارے پاس اس کی رپورٹ آئے گی اس وقت ہماری آئی۔ جے _ آئی کی پارلیمانی پارٹی اس پر غور کریگی ظاہر ہے اگر وہ اس پر رضا مند ہونگے تو پھر یہ معاملہ آگے چلے گا۔ اگر آپ پارلیمانی پارٹی میں اس کو نہیں لائیں گے تو پھر اس کے آگے آنے کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ تاہم مجھے امید ہے کہ اس معاملے میں اگر میرے فاضل بھائیوں کو کوئی غلط فہمی تھی تو وہ دور ہو چکی ہو گی۔ لیکن جناب سپیکر میں اس حوالے سے آج یہ گزارش بھی کر رہا ہوں کہ اس قسم کے معاملات آئندہ بھی آئیں گے اور یہ ایوان قانون سازی اور دیگر تمام مسائل پر بحث کرنے کا مکمل حق رکھتا ہے لیکن جمہوری روایات کا یہی تقاضا ہے کہ ہم ایسے معاملات کو پہلے پارلیمانی طریق کار کے مطابق اپنے اجلاس میں Discuss کیا کریں یہ ایک بہتر' باوقار اور نتیجہ خیز طرز عمل ہے اور میں اس معزز ایوان کے پارلیمانی پارٹی اور آئی جے آئی کے ارکان سے ایسے معاملات میں بہتر پیش رفت کی توقع رکھتا ہوں۔

میں جناب سپیکر آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ میں نے اس سلسلے میں وقت لیا اور آپ کو وقت بھی بڑھانا پڑا۔ بہت بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر۔ میں جناب حاجی افضل چن صاحب سے دریافت کرونگا کہ وہ وزیر اعلیٰ کے اس بیان کے بعد اپنی قرار داد کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

حاجی محمد افضل چن۔ جناب والا۔ ہم وزیر اعلیٰ صاحب کے بے حد مشکور ہیں۔ یہ تو جناب اخبارات نے ہمیں تاثر دیا تھا ورنہ اس سے پہلے ہمارے ذہن میں نہ کوئی چیز تھی اور نہ ہی اب ہے جہاں تک ہمارے حقوق کی بات ہے وہ بات جب بھی ہو گی ہم انشاء اللہ تعالیٰ اسے جمہوری طریقے سے طے کریں گے جیسے کہ پہلے بھی ہم نے کیا ہے۔ حالانکہ میں نے قرار داد وزیر اعلیٰ سے ملاقات کرنے کے بعد دی تھی لیکن اس پر میں نے دستخط بعد میں کروائے تھے۔ چونکہ وزیر اعلیٰ صاحب بھی جمہوریت پسند ہیں اور وہ جمہوریت چاہتے ہیں لیکن اس سے پہلے جو رسم رہی ہے وہ یہ رہی ہے کہ ہر آنے والا یہی کہتا ہے کہ میں جمہوریت چاہتا ہوں لیکن جناب والا جمہوریت کا آج تک گلا دبایا جاتا رہا ہے۔ یہ تو تاریخ گواہ ہے یہ میرے کہنے والی بات نہیں ہے لیکن جناب غلام حیدر وائیں صاحب نہایت دیانتدار اور نہایت اچھے انسان ہیں اس لئے میں ان کی اس بات کو بالکل تسلیم کرتا ہوں کیونکہ پہلے انہوں نے اپنی تقریر میں کچھ ابہام رکھا تھا انہوں نے ایک لفظ بولا تھا کہ براہ راست ٹیکس نہیں

لگایا جائیگا تو میرے دل میں تھا کہ یہ Indirectly ہو سکتا ہے لیکن جناب والا۔ اب میں ان کا بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے Indirectly کہہ کر ہمارا یہ ابہام بھی دور کر دیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

تو جناب والا جیسا وائیں صاحب نے کہا ہے وائیں صاحب بھی پانچ سال سے ہمیں جانتے ہیں ہمارا صرف اتنا ہی قصور ہے۔

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

جناب والا ۔ یہ میری فطرت ہے کہ میں نہ جھوٹی بات کہنے کا اور نہ سننے کا قائل ہوں اور نہ ہی میں نے کبھی جھوٹ کا ساتھ دیا ہے سچی بات ہمیشہ کرتا ہوں کرتا جاؤنگا اور کرتا رہونگا۔ میں ساتھی بھی ان کا ہوں عدم اعتماد والی بات نہ پہلے تھی نہ اب ہے لیکن براہ مہربانی جب بھی کبھی ایسے فیصلے کئے جائیں تو پارلیمانی گروپ کی میٹنگ بلا کر کئے جائیں اگر انہوں نے یہی فیصلہ کرنا تھا یا کوئی ٹیکس لگانا تھا تو جناب والا جمہوری روایت تو یہ تھی کہ پارلیمانی گروپ کا اجلاس بلایا جاتا اگر اس میں یہ بات منظور ہوتی تو آپ اپنا بیان دیتے۔ اگر نہ کرتے تو آپ اپنا بیان نہ دیتے۔ تو نوبت یہاں تک نہ پہنچتی۔ تو جناب والا میں ان سے یہی عرض کرونگا کہ آئندہ کوئی بھی فیصلہ کرنے سے پہلے ہم سے آپ مشورہ کر لیا کریں ہم آپ کے بھائی ہیں آپ کے ساتھی ہیں اس کے بعد پھر بیان دیا کریں۔ تو جناب سپیکر۔ میں یہ کہونگا کہ میری جو قرار داد تھی یہ سارے ایوان کی قرار داد تھی لہذا میں اب یہی کہونگا کہ چونکہ وزیر اعلیٰ صاحب نے نہایت فراخدلی کا ثبوت دیا ہے اس لئے یہ قرار داد ہمیں واپس لینی چاہئے اب میں اپنے بھائیوں سے بھی کہونگا کہ اب ہم اسے واپس لیتے ہیں۔ یا جو ان کی رائے ہو گی میں بھی اسے قبول کرونگا۔ (تالیاں)

جناب سپیکر۔ تو یہ حاجی محمد افضل چن صاحب کی قرار داد تھی اور اس پر 75 ممبروں کے دستخط تھے میرے خیال میں حاجی افضل چن صاحب کی واپسی کی تحریک میں سب شامل ہیں۔

(آوازیں۔ جی سبھی شامل ہیں)۔

جناب سپیکر۔ لہذا حاجی چن صاحب کی یہ تحریک وزیراعلیٰ کے اس بیان کے بعد with drawn تصور ہو گی اور اس پر کوئی کارروائی نہیں ہوگی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اب ہم دیگر قراردادوں کو take up کرتے ہیں۔ ان میں سب سے پہلی قرارداد 12 مارچ کو ایوان

میں پیش کی گئی تھی اس میں چار ترامیم موصول ہوئیں جس پر ایوان نے بحث و تمحیص کے بعد یہ فیصلہ کیا تھا کہ مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جائے تاکہ متفقہ قرارداد ایوان میں پیش کی جاسکے تو اس میں جناب وزیر قانون اس کے کنوینر ہیں اور اس کے ممبران وزیر سوشل ویلفیئر' رانا اکرام ربانی خان' جناب ارشاد حسین سیٹھی' جناب فرید احمد پراچہ' جناب ڈاکٹر محمد افضل اعزاز' جناب میاں منظور احمد موہل' جناب سکندر حیات ملی اور جناب عاشق حسین گوپانگ' جناب غلام مجتبیٰ دریشک' جناب محمد علی اولکھ اس کمیٹی کے ممبر ہیں۔

جناب مظہرالحسن عرف چن پیر۔ پوائنٹ آف آرڈر _ جناب سپیکر _ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر۔ میرے خیال میں نماز میں ابھی وقت ہے یہ عوامی مفاد کی چند تحاریک ہیں ان کو ہمیں آج take up کرلینا چاہیے اور ان کو dispose of کردینا چاہیے۔ ابھی تھوڑا وقت ہے۔

تو یہ قرارداد کون پیش کرنا چاہیں گے؟ جی وزیر قانون۔

وزیر قانون۔ جناب سپیکر۔ چونکہ آج غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن ہے لہٰذا میں ایوان کی اجازت سے .....

شریعت بل کی جلد از جلد منظوری

جناب سپیکر۔ ایوان کی اجازت سے آپ یہ قرارداد پیش کریں آپ اس قرارداد کے کنوینر ہیں آپ یہ قرارداد پیش کریں۔

وزیر قانون۔ جناب والا _ "یہ ایوان مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ باہمی افہام و تفہیم سے قومی اسمبلی میں شریعت بل جلد از جلد منظور کیا جائے۔"

یہ جناب والا ارشاد حسین سیٹھی صاحب' فرید احمد پراچہ صاحب' عاشق حسین گوپانگ صاحب' ملک محمد علی اولکھ صاحب' حاجی غلام مجتبیٰ دریشک صاحب' منظور احمد موہل صاحب اور میری طرف سے بطور کنوینر یہ قرارداد ہے۔

جناب سپیکر۔ تو یہ قرارداد پیش کی گئی ہے "کہ یہ ایوان مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ باہمی افہام و تفہیم سے قومی اسمبلی میں شریعت بل جلد از جلد منظور کیا جائے"

(تحریک بالاتفاق رائے منظور ہوئی)

اگلی قرارداد ملک احمد علی اولکھ صاحب کی طرف سے ہے۔ وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

بجلی، تیل اور کھاد کے نرخوں میں اضافہ کے رجحان کی روک تھام

ملک احمد علی اولکھ - بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر۔ اس ایوان کی رائے ہے۔

"کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ بجلی تیل اور کھاد کے نرخوں میں اضافہ کے رجحان کی روک تھام کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں تاکہ مظلوم کاشتکاروں کو موثر ضمانت فراہم ہو سکے نیز کھاد کے نرخوں میں حالیہ چالیس فیصد تک اضافہ واپس لیا جائے اور کاشتکاروں کو ان کی فصلوں کے مناسب دام دینے کے لئے منافع کی شرح کم کی جائے۔"

جناب سپیکر- یہ قرارداد پیش کی گئی ہے۔

"کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ بجلی، تیل اور کھاد کے نرخوں میں اضافے کے رجحان کی روک تھام کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں تاکہ مظلوم کاشتکاروں کو موثر ضمانت فراہم ہو سکے نیز کھاد کے نرخوں میں حالیہ چالس فیصد تک اضافہ واپس لیا جائے اور کاشتکاروں کو ان کی فصلوں کے مناسب دام دینے کے لئے منافع کی شرح کم کی جائے۔"

وزیر زراعت -جناب والا۔ یہ ملک احمد علی اولکھ صاحب کی بڑی اعلیٰ قرارداو ہے اور حکومت کی طرف سے ہم بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ اس میں جناب والا صرف ایک لفظ کا اضافہ کرلیا جائے۔ جناب والا یہ جو چالیس فیصد کا یہاں پر ذکر آیا ہے اس کے بارے میں عرض ہے کہ کسی کھاد میں دس فیصد، کسی میں بیس فیصد اور کسی میں 25 فیصد تک کا اضافہ ہوا ہے۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ اس قرارداد میں "40 فیصد تک" کا لفظ شامل کرلیا جائے۔

جناب سپیکر- "تک" کا لفظ اگر اس میں شامل ہو جائے تو پھر آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہے؟

وزیر زراعت- نہیں۔

جناب سپیکر-تو وزیر زراعت کی طرف سے یہ ترمیم کہ 40 فیصد کے بعد لفظ "تک" اس میں شامل کرلیا جائے اس میں کسی کو اعتراض ہے؟

آوازیں-کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب سپیکر-تو یہ جو ترمیم وزیر زراعت کی طرف سے ہے اس کو متفقہ طور پر ہاؤس adopt کرتا

ہے۔ اس کے بعد یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اس کی Amended verssion یہ ہے اور اس پر سوال یہ ہے کہ

"صوبائی حکومت' مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ بجلی' تیل اور کھاد کے نرخوں میں اضافہ کے رجحان کی روک تھام کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں تاکہ مظلوم کاشتکاروں کو موثر ضمانت فراہم ہو سکے نیز کھاد کے نرخوں میں حالیہ 40 فیصد تک اضافہ واپس لیا جائے اور کاشتکاروں کو ان کی فصلوں کے مناسب دام دینے کے لئے منافع کی شرح کم کی جائے۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر۔اگلی قرارداد ملک محمد ذاکر صاحب کی طرف سے ہے۔ جناب ملک محمد ذاکر۔

(معزز ممبر ہاؤس میں موجود نہیں تھے)

جناب سپیکر۔ملک محمد ذاکر جو محرک ہیں وہ تشریف نہیں رکھتے۔ یہ قرارداد with drawn تصور ہو گی۔ اگلی قرارداد جناب ریاض فتیانہ صاحب کی ہے۔ جناب ریاض فتیانہ صاحب۔

پارلیمانی وفود میں ارکان اسمبلی کی شمولیت

جناب ریاض فتیانہ۔جناب سپیکر اس ایوان کی رائے ہے کہ۔

"صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ غیر ممالک میں پارلیمانی وفد بھیجتے وقت ماضی کی طرح ارکان صوبائی اسمبلی پنجاب کو بھی شامل کیا جائے۔"

جناب سپیکر۔یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ

"صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ غیر ممالک میں پارلیمانی وفد بھیجتے وقت ماضی کی طرح ارکان صوبائی اسمبلی پنجاب کو بھی شامل کیا جائے۔"

اس کو کوئی oppose کرنے والا نہیں ہے لہذا یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ

"صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ غیر ممالک میں پارلیمانی وفود بھیجتے وقت ماضی کی طرح ارکان صوبائی اسمبلی پنجاب کو بھی شامل کیا جائے)"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر۔اگلی قرارداد جناب فرید احمد پراچہ صاحب کی طرف سے ہے۔ جناب فرید احمد پراچہ اپنی

قرارداد پیش کریں۔

سیلف ایمپلائمنٹ سکیم پر حصول قرضہ کے طریق کار میں آسانی

جناب فرید احمد پراچہ :جناب سپیکر اس ایوان کی رائے ہے کہ۔

"سیلف ایمپلائمنٹ سکیم پر حصول قرضہ کے طریق کار کو آسان بنایا جائے۔ اسے غیر ضروری دستاویزات کی فراہمی سے مستثنیٰ کیا جائے اور جاری کردہ رقم پر سود معاف کیا جائے نیز سروس چارجز صرف پانچ فیصد رکھے جائیں۔

جناب سپیکر :یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ۔

"سیلف ایمپلائمنٹ سکیم پر حصول قرضہ کے طریق کار کو آسان بنایا جائے۔ اسے غیر ضروری دستاویزات کی فراہمی سے مستثنیٰ کیا جائے اور جاری کردہ رقم پر سود معاف کیا جائے نیز سروس چارجز صرف پانچ فیصد رکھے جائیں۔"

MINISTER FOR INDUSTRIES : I oppose it Sir.

جناب سپیکر :وزیر صنعت اس قرارداد کو Oppose کرتے ہیں تو جناب فرید احمد پراچہ صاحب اس پر کچھ اظہار خیال کرنا چاہیں تو فرما سکتے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ - جناب والا! گزارش یہ ہے کہ سود ایک ایسی لعنت ہے جس کے بارے میں واضح طور پر قرآن و حدیث کے اندر ارشادات فرمائے گئے ہیں اور کسی بھی اسلامی ملک میں کسی سکیم میں جس کو غریبوں کے مفاد کے لئے' متوسط طبقے کے مفاد کے لئے اور سفید پوش طبقے کے مفاد کے لئے شروع کیا گیا ہو سود کو شامل کرنا عملی طور پر اس کی نفی کرنے کے مترادف ہے۔ بہت سارے ایسے افراد ہیں کہ جو صرف اس لئے اس سیلف ایمپلائمنٹ سکیم سے فائدہ اٹھانے سے قاصر ہیں کہ وہ رزق حلال چاہتے ہیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ بہتر طور پر کوئی کام کر سکیں اور اس کے لئے ان کے پاس کوئی سرمایہ نہیں ہے لیکن اس سکیم سے بھی وہ فائدہ اس لئے نہیں اٹھا رہے کہ اس کے اندر سود کی لعنت شامل ہے۔ گزارش یہ ہے کہ اگر اس پر جو سروس چارجز اصل ہوں یعنی محکمے کے' وہ سروس چارجز لے لیے جائیں اور اس کے مطابق ان سے جتنا بھی وہ بنتے ہیں چاہے وہ 5 فیصد بنیں یا 7 فیصد بنیں وہ لے لئے جائیں تاکہ لوگ آسانی کے ساتھ اسے لے سکیں اور سود کی اس لعنت سے بچ سکیں۔

جناب سپیکر - منسٹر صنعت اپنا نقطہ نظر پیش کریں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی - جناب والا جہاں تک فاضل رکن نے یہ فرمایا ہے کہ اس کے طریق کار کو آسان کیا جائے تو میں سیف ایمپلائمنٹ کے طریق کار کے متعلق یہ عرض کروں گا کہ جناب وزیراعلیٰ کی ہدایت کے مطابق میں نے ایک میٹنگ رکھی جس میں سیکرٹری انڈسٹریز' مینجنگ ڈائریکٹر پنجاب سمال انڈسٹریز' اعلیٰ افسران اور ریجنل ڈائریکٹرز نے شرکت کی اور اس میں جو بھی مشکل چیزیں تھیں ان کو ہم نے آسان کردیا مثلاً" قرضے کے لئے ہم نے پہلے بینک گارنٹی کا کہا ہوا تھا اب بینک گارنٹی ہم نے ختم کر دی۔ ریجنل ڈائریکٹر کے دفتر میں لوگ قرضے کے لئے جاتے تھے وہ ہم نے ختم کردیا کہ ریجنل ڈائریکٹر خود ڈسٹرکٹ میں جائے اور اس کے ساتھ ٹیم جائے تو وہ وہاں پر ڈسٹرکٹ میں جا کر لوگوں کو قرضہ دے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے ایک ٹیم بھی بنا دی کہ جو 45 دن کے اندر اندر قرضہ دے۔ اس میں جتنی بھی دفعات شامل تھیں جن کی وجہ سے عام آدمی کے لئے کسی قسم کی کوئی دشواری پیدا ہوتی تھیں وہ ہم نے بالکل دور کردیں۔

جناب والا باقی رہا mark up کا مسئلہ تو میں یہاں پر یہ عرض کروں گا کہ Islamic Development Bank جدہ جو ہے وہاں پر بھی یہ mark up کا system رائج وہاں سے fertilzer اور جو بھی چیزیں آتی ہیں اس کے اوپر Islamic Development Bank جدہ mark up وصول کرتا ہے میں یہ عرض کروں گا کہ اس mark up والے مسئلے کو شریعت کورٹ اور Council of Islamic Idealogy میں ہم پیش کر سکتے ہیں اور شرعی عدالت میں اگر mark up کو سود یا غیر سود قرار دیا جاتا ہے تو میرے خیال میں پھر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے جبکہ شریعت کورٹ موجود ہے میں نے اپنے محترم بھائی سے یہ عرض بھی کیا تھا کہ اس سلسلے میں اگر وہ پریس نہ کریں تو ہم آپس میں بیٹھ کر بھی کوئی بات کرسکتے ہیں کیونکہ mark up کا system نہ تو میں نے رائج کیا ہے' نہ وزیر اعلیٰ صاحب نے رائج کیا ہے اور نہ ہی وزیراعظم صاحب نے رائج کیا ہے۔ اس لئے mark up کے system پر ہم بیٹھ کر دونوں بھائی تبادلہ خیال کریں گے اور انشاء اللہ وزیراعلیٰ صاحب کے پاس جائیں گے اور ان سے بات کریں گے اور اس سلسلے میں کوئی قابل عمل طریق کار نکالنے کی کوشش کریں گے۔

دوسرا یہ بھی عرض کروں کہ یہ جو ہماری سیلف ایمپلائمنٹ سکیم ہے اور Rural Industrial جو ہمارا پروگرام ہے اس میں ہمیں قرضہ نہیں بلکہ گرانٹ دی گئی ہے اور یہ گرانٹ ہمیں ہالینڈ

گورنمنٹ نے دی ہے۔ ڈچ گورنمنٹ نے ہمیں 16 کروڑ روپے گرانٹ دی ہے اور ساتھ ہی 16 کروڑ روپے پنجاب حکومت نے matching grant رکھی ہے تو ان کی بھی چند شرائط ہیں وہ تو یہ چاہتے تھے کہ یہ 7 فیصد mark up بڑھا کر 15 فیصد کیا جائے لیکن جناب وزیراعلیٰ صاحب نے یہ بات نہیں مانی اور ہم نے ان کے اوپر زور دیا اور انہیں اس بات پر آمادہ کیا کہ یہ 7 فیصد mark up پر ہی رہنے دیا جائے۔

جناب والا ان کی بھی چند شرائط ہیں جس پر وہ بے حد خوش ہیں اور وہ انشاء اللہ اور گرانٹ بھی دینے کے لئے تیار ہیں۔ ہمیں توقع ہے کہ ڈچ گورنمنٹ سے ہمیں اور بھی گرانٹ ملے گی۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس میں چونکہ ایک اور گورنمنٹ بھی ملوث ہے اور ان کی یہ شرائط ہیں اور انہوں نے ہمیں یہ مفت گرانٹ دی ہے اس لئے میں پھر یہ گزارش کروں گا کہ جناب فرید پراچہ صاحب اسے پریس نہ کریں اور ہم مل بیٹھ کر اس پر مزید کوئی بات کرلیں گے۔

چودھری خادم حسین -پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر اس تحریک پر میں بھی کچھ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ عملی زندگی میں مجھے اس بارے میں جو تھوڑا بہت تجربہ حاصل ہوا ہے اس کی روشنی میں کچھ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

جناب سپیکر -چودھری صاحب آپ اس تحریک کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری خادم حسین - جی ھاں۔

جناب سپیکر -ابھی آپ نہ کریں۔ پہلے آپ پراچہ صاحب کی رائے سن لیں۔

جناب فرید احمد پراچہ - جناب سپیکر محترم وزیر صاحب نے سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کو آسان بنانے کے بارے میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے مجھے اس سے اتفاق ہے۔ فی الواقع اسے آسان بنایا گیا میری قرارداد کا مقصد اسے مزید آسان بنانا اور اسے غیر ضروری دستاویزات سے پاک کرنا تھا دوسرا جہاں تک تعلق ہے mark up کا اور سود کا اور Service charges کا اس بارے میں میں یہ عرض کروں گا کہ بہت سارے حکومت کے اپنے ایسے قرضے ہیں جن پر Service charges وصول کئے جاتے ہیں اور ان پر mark up نہیں ہے۔ یہ کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے جسے حل نہ کیا جاسکے۔ وزیر صنعت مجھے اس بات کی یقین دھانی کروائیں کہ وزیراعلیٰ سے مل کر اس کو mark up کی بجائے Service charges میں تبدیل کروائیں گے اور اس کے ساتھ ہی اسے سود کی اس لعنت سے پاک کریں گے تو پھر میں اپنی

اس قرارداد کو اگلے اجلاس تک کے لئے یا اس معاملے کے حل ہونے تک کے لئے موخر کرنے کے لئے گزارش کروں گا۔

وزیر صنعت - جناب والا ! میں اس وقت کوئی یقین دھانی کرانے کی پوزیشن میں تو نہیں ہوں لیکن میں فرید احمد پراچہ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ ہم انشاء اللہ مل کر اس کو کریں گے اور آپ مطمئن رہیں میں اور آپ مل کر وزیراعلیٰ صاحب سے یہ بات کریں گے اس لئے میں پھر یہ گزارش کروں گا کہ براہ مہربانی آپ اسے پریس نہ کریں لیکن اس مرحلہ پر اس وقت میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ میں کسی قسم کی کوئی یقین دہانی ایوان میں کرا سکوں۔

جناب سپیکر - پراچہ صاحب اب آپ اسے پریس نہیں کرتے؟ یا اس کو ووٹنگ کے لئے پیش کروں۔

جناب فرید احمد پراچہ - جناب والا یہ کوئی یقین دھانی نہیں ہے میں اسے پریس نہیں کروں گا میں نے پہلے ہی یہ کہا ہے کہ کم از کم کوئی یقین دھانی تو ہو کہ اس مسئلے کو حل کیا جائے گا اور یہ معاملہ میرا اور ان کا نہیں ہے جس کے لئے بار بار اظہار فرمایا جارہا ہے یہ ان کا ذاتی معاملہ ہے اور نہ ہی میرا ذاتی معاملہ ہے۔ یہ ایک شرعی معاملہ بھی ہے اور اس لئے یہ پورے ملک کے عوام کا معاملہ ہے۔ صوبے کے عوام کا معاملہ ہے اور پورے ایوان سے متعلق ہے اس لئے کوئی بات تو وہ ایسی فرمائیں کہ یہ معاملہ ہو سکتا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی ایسی مشکل بات نہیں ہے mark up اور Service charges

جناب سپیکر - پراچہ صاحب آپ اسے پریس نہیں کرتے یا پھر میں اسے ووٹنگ کے لئے پیش کروں یا پھر آپ اسے واپس لیں۔

جناب فرید احمد پراچہ -جناب والا وزیر صاحب کچھ ارشاد فرمائیں؟

جناب سپیکر - پراچہ صاحب کیا فرماتے ہیں آپ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور -جناب سپیکر میں اپنے فاضل دوست کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ اپنی قرارداد واپس لے لیں۔ اس کے بعد وہ' میں اور جناب وزیر صنعت بیٹھ کر اس سلسلے میں ان کی جو تجاویز ہیں اس بارے میں غور کرلیں گے۔ کیونکہ یہ mark up ہمارا صوبائی مسئلہ نہیں ہے مرکزی حکومت سے اس کا تعلق ہے ہم بیٹھ کر ان کی تجاویز کی روشنی میں ان کے جذبات سے مرکزی

حکومت کو ضرور آگاہ کریں گے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر۔ جی پراچہ صاحب کیا فرماتے ہیں آپ؟

جناب فرید احمد پراچہ - جناب والا میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ معاملہ جس طرح سے دوسری قرارداد پر ہوا ہے اس کے لئے بھی ایک کمیٹی بنا دی جائے جو اس پر غور کرلے اس میں وزیر قانون اور وزیر صنعت کو بھی شامل کرلیں تاکہ اس قرارداد کو کسی نتیجے پر پہنچایا جاسکے۔

جناب سپیکر۔جناب سکندر حیات ملہی صاحب کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

چودھری سکندر حیات ملہی - جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے محترم وزیر قانون صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی ابھی انہوں نے کہا ہے کہ فرید احمد پراچہ صاحب کے جو جذبات ہیں ان کو ہم وفاقی حکومت تک پہنچا دیں گے۔ جناب سپیکر مسئلہ ایک فرد اور ایک ممبر کے جذبات کا نہیں ہے یہاں جو مسئلہ اٹھایا گیا ہے وہ انتہائی ٹیکنیکل ہے اس میں جناب فرید احمد پراچہ صاحب نے جو لفظ استعمال کئے ہیں وہ یہ ہیں کہ " سود معاف کیا جائے" میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ملک میں سود کی لعنت ختم ہو چکی ہے۔According to Our Prevailing Laws لہٰذا یہ پہلے خود ہی اپنی قرارداد میں ترمیم کریں اور اس میں mark up کا لفظ استعمال کریں اگر mark up پر بھی متفق نہیں ہیں تو پھر Service charges ایک تجویز ہے جو کہ لفظوں کا ہیر پھیر ہے آگے دیکھنا یہ ہے کہ جو قرضے دیئے جائیں گے وہ واپس کس قانون کے تحت اور کس جواز کے تحت لئے جائیں گے۔ گورنمنٹ قرضہ دے رہی ہے لیکن جنہوں نے قرضہ لینا ہے انہوں نے اسے واپس کس قانون کے تحت کرنا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ اگر یہ سروس چارجز ہیں تو

They may not return those.

یہ ساری چھان بین کر کے پھر کوئی قدم اٹھائیں۔ کیونکہ یہ جو رقم ہے وہ پہلے ہی اللہ کے فضل سے بہت کم ہے۔ وزیر موصوف نے جو ابھی ذکر کیا ہے وہ چند کروڑ روپے کی رقم ہے۔ انہوں نے تیس یا بتیس کروڑ روپے کا کہا ہے۔ اس طرح تو ایک کروڑ روپیہ فی ضلع بھی شاید نہ مل سکے۔ اس میں "گنجی نے نہانا کیا اور نچوڑنا کیا" والی بات ہے اس لئے میری درخواست یہ ہے کہ فرید احمد پراچہ صاحب اپنی قرارداد کو فنی طور پر پہلے ٹھیک کرلیں میں اس میں ترمیم پیش کرتا ہوں اس کے بعد ایک کمیٹی تشکیل دے دی جائے تاکہ انہوں نے سات سے پانچ فیصد کی جو تجویز پیش کی ہے جو پاکستان میں

کہیں بھی کسی محکمے میں یا کسی بنک میں پانچ فیصد کے حساب سے اس وقت لاگو نہیں ہے اس لئے اگر یہ کہیں بھی نہ ہو تو ایک خاص چیز کے لئے کس طرح ہم سات سے پانچ فیصد کرسکتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ آپ اس میں ترمیم پیش کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری سکندر حیات ملہی۔ میں یہی ترمیم پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ پیش کیجئے۔

وزیر صنعت۔ جناب سپیکر میں اس سے پہلے ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ کیا فرمانا چاہتے ہیں؟

وزیر صنعت۔ جناب والا فاضل رکن نے یہ فرمایا ہے کہ میں نے 32 کروڑ روپے کی بات کی ہے جناب والا میں نے یہ عرض کیا ہے کہ 16 کروڑ روپے ہمیں ڈچ گورنمنٹ نے دیئے ہیں اور 16 کروڑ روپے پنجاب حکومت نے maching grant رکھی ہے اس کے علاوہ اس پروگرام میں 125 کروڑ روپے کا ہم انتظام کر رہے ہیں جو کہ ہم نے بینک سے لینے ہیں اور ہماری اس سلسلے میں بنک سے بات ہوئی ہے وہ بالکل دینے پر آمادہ ہو گئے ہیں پھر آپ اندازہ لگالیں کہ یہ 125 Revolving fund کروڑ روپے جمع 32 کروڑ روپے ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں چھوٹی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں اسے مزید آسان بنانے کے لئے' چونکہ یہ نیک مہینہ ہے مبارک مہینہ ہے اس میں ایک اعلان کروں گا؟

میں ایک اعلان کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ فارم پر ہم جو دس روپے وصول کرتے ہیں وہ فارم کے لئے دس روپے نہیں لئے جائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس کے ساتھ ساتھ اس کو مزید آسان بنانے کے لئے کیونکہ یہ وزیراعلیٰ صاحب کا پروگرام ہے اور یہ غریبوں کے لئے ہے۔

جناب سپیکر۔ مہر صاحب آپ اس پروگرام کے بارے میں اس وقت تفصیلات نہ بتائیں اور قرارداد کے بارے میں آپ بات کر چکے ہیں یہ کافی ہے ابھی وقت ختم ہونے کو ہے میں اس پر فیصلہ کرنا چاہتا ہوں۔ پراچہ صاحب آپ اس پر کچھ فرمائیں گے؟

جناب فرید احمد پراچہ۔ جناب والا میں اس بارے میں عرض کر چکا ہوں کہ آپ اسے کمیٹی کے

سپرد کردیں پہلے بھی ایک کمیٹی بنی ہے۔

جناب سپیکر-وزیر قانون صاحب آپ کو اس پر کوئی اعتراض ہے؟ اور وزیر صنعت صاحب سے بھی میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آیا اس پر کمیٹی بنا دی جائے؟

وزیر قانون -جناب سپیکر، میں نے تو گزارش کی ہے کہ اگر میرے بھائی یہ قرارداد واپس لے لیں تو وزیر صنعت، محرک اور میں بیٹھ کر بات کرلیں گے۔ جو ان کے جذبات ہیں وہ پنجاب حکومت کے ذریعے سے مرکزی حکومت کو ہم پہنچا دیں گے۔

جناب سپیکر - میرے لئے کوئی چارہ کار نہیں کہ میں اسے ووٹنگ کے لئے پیش کردوں۔ جو اس قرارداد کے حق میں ہیں وہ "ہاں" کہیں اور جو خلاف ہیں وہ "نہ" کہیں۔

(قرارداد نامنظور ہوئی)

میں وقت پانچ منٹ کے لئے بڑھاتا ہوں _ ملک جلال دین ڈھکو اپنی قرارداد پیش کرتے ہیں۔

اجناس کی قیمتوں کا از سر نو تعین

ملک جلال دین ڈھکو - جناب سپیکر "اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ پنجاب میں مستحکم معیشت کے لئے زرعی اجناس کی قیمتوں کا از سر نو تعین کیا جائے تاکہ ملک کے غریب کاشتکار اور عوام خود انحصاری کی راہ پر گامزن ہو سکیں"

جناب سپیکر-یہ قرار داد پیش کی گئی ہے۔

"کہ صوبہ پنجاب میں مستحکم معیشت کے لئے زرعی اجناس کی قیمتوں کا از سر نو تعین کیا جائے تاکہ ملک کے غریب کاشتکار اور عوام خود انحصاری کی راہ پر گامزن ہو سکیں"

(قرارداد متفقہ منظور ہوئی)

اور اجلاس کل صبح 9.00 بجے تک کے لئے ملتوی ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی بدھ 20 مارچ 1991ء نو بجے صبح تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چوتھا اجلاس

بدھ 20 مارچ 1991ء
(چہار شنبہ 3 رمضان المبارک 1411ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں 10 بجے صبح منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ

سورۃ الحدید - آیت 1 تا 5

جو مخلوق آسمانوں اور زمین میں ہے خدا کی تسبیح کرتی ہے اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے (وہی) زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ (سب سے) پہلا اور (سب سے) پچھلا اور (اپنی قدرتوں سے سب پر) ظاہر اور (اپنی ذات سے) پوشیدہ ہے اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے۔ وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھہرا۔ جو چیز زمین میں داخل ہوتی اور جو اس سے نکلتی ہے اور جو آسمان سے اترتی اور جو اسکی طرف چڑھتی ہے سب اس کو معلوم ہے اور تم جہاں کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس کو دیکھ رہا ہے۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے اور سب امور اسی کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال -جناب سپیکر' اجلاس کے لئے نو بجے کا وقت مقرر تھا۔ لیکن ہمیشہ اجلاس ایک گھنٹہ دیر سے شروع ہوتا ہے یا تو اجلاس کا وقت بدل دیا جائے اور صبح نو بجے کی بجائے دس بجے کر دیا جائے۔ تاکہ سب ممبران کو آنے میں آسانی ہو اور اگر دس بجے کا وقت رکھا جائے تو پھر جناب والا' آپ بھی وقت پر تشریف لایا کریں تاکہ وقت پر کاروائی شروع ہو جائے۔ یہ روایت بنتی جا رہی ہے کہ ہم ہمیشہ ہی اجلاس دیر سے شروع کرتے ہیں۔ یہ روایت اچھی نہیں ہے یہ ختم ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر۔ملک صاحب' آپ کیا تجویز کرتے ہیں؟

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال -جناب سپیکر' میری تجویز یہ ہے کہ یا تو صبح 10 بجے کا وقت رکھ لیا جائے تاکہ سب ممبران آسانی سے پہنچ سکیں اور جو وقت مقرر ہو اس پر آپ بھی تشریف لے آیا کریں۔ آپ کی موجودگی میں سب کو احساس ہو گا کہ جناب سپیکر تشریف لے آئے ہیں اور ہمیں دیر ہو گئی ہے۔ میرے خیال میں اس طرح اچھے طریقے سے کارروائی چل سکے گی اور ممبران کو بھی احساس ہو گا کہ جناب سپیکر وقت پر تشریف لاتے ہیں۔

ایک معزز رکن -جناب والا' ملک صاحب نے ٹھیک فرمایا ہے۔ اگر دس بجے صبح اجلاس کریں گے تو پھر گیارہ بجے تک بات پہنچ جائے گی۔ میں ممبران سے گزارش کروں گا کہ رمضان کا مہینہ ہے ناشتے وغیرہ کا انتظام نہیں کرنا ہوتا اس لئے وقت پر تشریف لے آیا کریں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر۔میں نے کوئی ساڑھے نو بجے صبح چیک کروایا ہے کہ ہاؤس میں کتنے ممبران تشریف رکھتے ہیں تاکہ میں ہاؤس میں چلا جاؤں۔ یہاں چیک کیا گیا تو مجھے بتایا گیا کہ صرف دو تین صاحبان تشریف رکھتے ہیں۔ دو تین صاحبان کی موجودگی میں کارروائی کو جاری نہیں رکھا جا سکتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ آپ خود اس پر عمل فرمائیں۔ آپ خود وقت پر آنا شروع کر دیں۔ تو سپیکر میں ہوں یا ڈپٹی سپیکر صاحب ہوں یا پینل میں سے کوئی چیئرمین وقت پر آ کر کرسی سنبھال لے گا۔ لیکن آپ کا اپنا آنا بہت ضروری ہے۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

انفارمیشن' ٹرانسپورٹ اور جیل خانہ جات کے سوالات ہیں اور پہلا سوال رانا اکرام ربانی صاحب کا ہے۔

بلا مقصد اشتہار دینے کی وجوہات

☆ 64۔ رانا اکرام ربانی۔کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ---

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ہذا کی جانب سے جاری کردہ اشتہارات لاہور سے شائع ہونے والے مون ڈائجسٹ کے شمارہ نمبر5 جلد نمبر8 میں مئی 1990ء میں بمطابق نمبر آئی پی ایل 2936 آئی پی ایل 2937' آئی پی ایل 2863' آئی پی ایل 2972 آئی پی ایل' 2868 آئی پی ایل 5002' آئی پی - ایل 2871 آئی پی ایل 5012 اور آئی پی ایل 2874 شائع ہوئے ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ہذا نے جن دیگر محکموں کے متعلق اشتہارات مون ڈائجسٹ میں جاری کئے ان کے تحت ٹینڈر نوٹس کا اخبار یا کسی جریدے میں جاری کرنے کا مقصد ٹھیکیداران فرمیں / خواہشمند حضرات اشتہارات میں دی گئی آخری تاریخ سے قبل ٹینڈر نوٹس داخل کرنے کو کہا گیا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹینڈرز میں دی گئی آخری تاریخ کے بعد نہ ہی کوئی ٹینڈر وصول کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ٹینڈر میں دی گئی آخری تاریخ کے بعد اشتہارات شائع ہونے کی کوئی افادیت رہتی ہے اور یہ شمارہ اس تاریخ کے گزرنے کے بعد شائع ہوا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ ہذا اشتہارات کی اشاعت ادائیگی نہ کرنے اور محکمہ کے ان افسران کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے جو اس بے ضابطگی کے ذمہ دار ہیں۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اطلاعات -(جناب سلیم اقبال)

(الف) جی نہیں! شمارہ مذکورہ کو چیک کیا گیا ہے' اس سوال میں دیئے گئے مذکورہ آئی پی ایل نمبرز کے اشتہارات شائع نہیں ہوئے ہیں۔

(ب) جی ہاں!

(ج) سوال کا پہلا حصہ درست ہے۔ جہاں تک شمارہ کے ٹینڈر کی تاریخ گزرنے کے بعد شائع ہونے کا سوال ہے یہ درست نہیں ہے۔

مذکورہ شمارہ میں جن دیگر محکموں کے اشتہارات شائع ہوئے ہیں وہ درست شائع ہوئے ہیں اور ٹینڈر کی آخری تاریخ گذرنے سے پہلے شائع ہوئے ہیں۔

تفصیل درج ذیل ہے۔

آئی پی ایل نمبر	نام محکمہ جس کا اشتہار شائع ہوا	ٹینڈر ریلام کی آخری تاریخ
3838	ڈویژنل فارسٹ آفیسر گجرات ڈویژن گجرات	26-5-90
3839	ایگزیکٹو انجینئر فہرست میڈیکل پراونشل بلڈنگ ڈویژن لاہور	21-5-90
3922	چیئرمین بلدیہ اوکاڑہ	28-5-90
3982	ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر شیخوپورہ	24-5-90
3983	ایگزیکٹو انجینئر پراونشل بلڈنگ ڈویژن، مظفر گڑھ	27-5-90
4040	ایگزیکٹو انجینئر پراونشل بلڈنگ ڈویژن چکوال	27-5-90
4045	چیئرمین ضلع کونسل وہاڑی	29-5-90
4084	ایگزیکٹو انجینئر سیکنڈ پراونشل بلڈنگ ڈویژن ملتان	27-5-90

(د) جز "الف" اور "ج" میں دیئے گئے جواب کے بعد اس کا کوئی جواز نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ کوئی ضمنی سوال؟ نہیں، ..... اگلا سوال میاں محمود احمد صاحب کا ہے۔

داتا نگر تک بسیں نہ چلانے کی وجوہات

☆ 202۔ **میاں محمود احمد۔** کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ کی طرف سے ایم ڈی اربن ٹرانسپورٹ کو احکامات دیئے گئے تھے کہ جو بسیں پرانا راوی پل تک آئی ہیں ان کو داتا نگر تک بڑھا دیا جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ کے احکامات کے بعد میں نے ایم ڈی سے بھی رابطہ کیا تو اس نے فرمایا کہ میں نے ماتحت عملہ کو احکامات جاری کر دیئے ہیں مگر ان احکامات کی تعمیل نہیں ہوئی۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ میرے دوبارہ رابطہ قائم کرنے پر برائے نام بسیں داتا نگر پل تک بڑھا دی گئیں مگر وہاں پر اکثر اوقات بسیں آتی ہی نہیں ہیں اور اگر آتی ہیں تو بغیر رکے واپس چلی جاتی ہیں۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت وزیر اعلیٰ کے احکامات کی تعمیل میں مستقل بنیادوں پر بسیں چلانے اور وہاں پر چیک کرنے کیلئے عملہ بٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ-(جناب سلیم اقبال)

(الف) درست نہیں ہے۔

(ب) معزز ایم پی اے کے رجوع کرنے پر کارپوریشن نے روٹ نمبر 255 از پرانا راوی پل تا داتا نگر میں مورخہ 90-9-24 سے توسیع کر دی ہے۔

(ج) اس وقت شیڈول بسوں کی تعداد 4 ہے اور داتا نگر تک یہ بسیں چلتی ہیں تاہم سبزی و فروٹ منڈی کے نزدیک ٹریفک اکثر رکی رہتی ہے اس روٹ کی بسیں ٹریفک جام میں پھنسنے کی وجہ سے اکثر لیٹ ہو جاتی ہیں۔

(د) بسیں پہلے ہی مستقل بنیادوں پر چل رہی ہیں اور ان کی آمد و روانگی چیک کرنے کے لئے وہاں پر ٹائم چیکر متعین کیا گیا ہے۔

میاں منظور احمد موھل۔ضمنی سوال'.....

جناب سپیکر۔ضمنی سوال میاں منظور احمد صاحب'.....

میاں منظور احمد موھل -کیا وزیر موصوف یہ جواب دیں گے کہ جزو (ب) میں جو کہا گیا کہ معزز ایم پی اے کے رجوع کرنے پر' کیا وہ 90-9-24 کو ایم پی اے تھے یا نہیں تھے؟ کیونکہ یہ 90-9-24 کی بات ہے یا وہ اس term 1988 والی میں ایم پی اے تھے؟

جناب سپیکر۔میاں صاحب اپنا سوال دھرائیے گا۔

میاں منظور احمد موھل۔جناب والا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جزو (ب) میں لکھا ہے: کہ معزز ایم پی اے کے رجوع کرنے پر کارپوریشن نے روٹ نمبر 225 از پرانا راوی پل تا داتا نگر میں مورخہ 90-9-24 سے توسیع کر دی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ 90-9-24 کو ممبر مذکور ایم پی اے تھے یا اس سے پہلے 1988 کی اسمبلی میں ایم پی اے تھے' کیونکہ انہوں نے اس کو معزز ایم پی اے لکھا ہے؟

جناب ایم لطیف مغل۔ایم پی اے بن گئے ہیں نا جی بعد میں وہ'.....

میاں منظور احمد موحل۔جی نہیں سمجھے نہیں آپ' سپیکر صاحب یا وزیر متعلقہ بول سکتے ہیں' یہ نہیں کہ آپ اس بارے میں جواب دیں۔

جناب سپیکر۔جی وزیر ٹرانسپورٹ۔.....

وزیر ٹرانسپورٹ۔جناب والا اس وقت ان کا ایم پی اے ہونا یا نہ ہونا اس سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے ایک عام آدمی بھی جا کر رجوع کر سکتا ہے۔

ملک محمد اقبال احمد خان لنگڑیال۔یہ خصوصی طور پر کیوں لکھا گیا کہ ایم پی اے نے رجوع کیا۔ یہاں کوئی آدمی بھی آ سکتا تھا اور کوئی بھی ہو سکتا تھا؟

راجہ خلیق اللہ خان۔یہ درست ہے اس وقت وہ ایم پی اے تھے اس لئے وہاں ایم پی اے لکھا گیا۔

وزیر ٹرانسپورٹ۔اس وقت وہ ایم پی اے ہیں اور ان کا سوال بھی ہے میرے خیال میں ایم پی اے کہہ دینا کوئی بری بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ضمنی سوال منجانب ارشاد حسین سیٹھی صاحب'.....

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔جناب والا میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ سوال کا جواب جزو (د) میں بتایا گیا ہے کہ ان کی آمد و روانگی چیک کرنے کے لئے وہاں پر ٹائم چیکر متعین کیا گیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ جناب والا کہ کیا شہر میں چلنے والے تمام روٹوں پر ٹائم چیکر مقرر ہیں۔

جناب سپیکر۔جی وزیر ٹرانسپورٹ.....

وزیر ٹرانسپورٹ۔جناب والا جن جن روٹوں پر بسیں چلائی جاتی ہیں وہاں متعین کیا جاتا ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔جناب والا میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پی پی 117 میں آج سے کوئی پانچ سات سال قبل اس روٹ پر جو بسیں چل رہی تھیں کیا وہ چل رہی ہیں اور ٹائم چیکر بھی مقرر ہے؟

جناب سپیکر۔وزیر ٹرانسپورٹ۔.....

وزیر ٹرانسپورٹ۔جناب والا انہوں نے ذکر کیا ہے دس سال پہلے کا' دس سال پہلے اور اب میں بڑا فرق ہے' اس وقت جو بسیں چل رہی تھیں شائد اب اتنی نہ چل رہی ہوں' لیکن اس روٹ پر بسیں چل رہی ہیں۔

جناب سپیکر۔شوکت داؤد صاحب ضمنی سوال' .....

جناب شوکت داؤد۔جناب والا کی اجازت سے کیا میں وزیر موصوف سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ عام طور پر دیکھا گیا ہے جو بس اسٹینڈ ہیں اور پرائیوٹ جگہوں پر ایسے چیکر ہوتے ہیں جنہیں جگا ٹیکس کہا جاتا ہے کیا ان کی روک تھام کے لئے حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے؟ کیونکہ وہ لوگوں کو کنٹرول کرتے ہیں اور ٹائم چیکنگ جگا ٹیکس لیتے ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ۔جگا ٹیکس والی جناب والا کوئی ایسی بات نہیں ہے اور نہ ہی اس قسم کی کوئی دھاندلی ہو رہی ہے۔ میرے خیال میں میرے دوست کو غلط اطلاع فراہم کی گئی ہے۔

جناب سپیکر۔ملک اقبال احمد خان ضمنی سوال' .....

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال -جناب والا یہ جزو (د) میں' بسیں پہلے ہی مستقل بنیادوں پر چل رہی ہیں میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کتنی بسیں چل رہی ہیں اور یہاں پر جو ہجوم ہوتا ہے اس لحاظ سے کتنی بسوں کی ضرورت ہے اور وہ اب کتنی چلا رہے ہیں؟

جناب سپیکر۔جی وزیر ٹرانسپورٹ' .....

وزیر ٹرانسپورٹ -چار (4) بسیں چل رہی ہیں۔

جناب سپیکر۔میاں محمود احمد صاحب تشریف لے آئے ہیں جن کا سوال ہے اور میں ان کو ضمنی سوال کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔

میاں محمود احمد -جناب والا وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ اکثر ٹریفک جام ہونے کی وجہ سے بسیں لیٹ ہو جاتی ہیں' میری گزارش ہے کہ بجائے سبزی منڈی اور فروٹ منڈی کے راستے داتا نگر جانے کے یہ لاری اڈے کے راستے سے جو مینار پاکستان کی طرف سے ہے یہ اس کو زیادہ بہتر سمجھتے ہیں یا فروٹ منڈی والے کو بہتر سمجھتے ہیں کہ اس روٹ سے چلائی جائیں؟

جناب سپیکر۔جی وزیر ٹرانسپورٹ۔

وزیر ٹرانسپورٹ -جی بالکل وہ بھی Examine کیا جا سکتا ہے اور کریں گے اور اگر وہ روٹ بھی کامیاب ہوا تو اس پر بھی بسیں چلا دی جائیں گی اور یہاں سے بھی بسیں چلتی رہیں گی۔

میاں محمود احمد۔آخر میں اس کو Wind up کرتے ہوئے میں وزیر موصوف کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ جناب والا یہاں پر چار (4) بسیں درج کر دی گئیں ہیں ویسے ایک چلتی ہے۔ جو ایمانداری کی بات ہے۔ تو اگر واقعی چار چلتی ہیں تو اس کو چار کروا دیجئے۔ مزید ضمنی سوال ہم نہیں کرتے۔

جناب سپیکر-ج وزیر ٹرانسپورٹ' .....

وزیر ٹرانسپورٹ -جناب والا اس سوال کاجواب دینے سے پہلے میں نے خود چیک کیا ہے اور اطمینان کیا ہے کہ آیا چار بسیں چلتی ہیں یا نہیں چلتیں' اور مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ وہاں پر باقاعدگی سے چار بسیں چلتی ہیں۔ اگر میرے کسی دوست کو اس قسم کی کوئی شکایت ہے تو میں اس کو دوبارہ دیکھ لوں گا۔

جناب سپیکر۔جی ارشاد حسین سیٹھی۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔جناب والا آپ کی وساطت سے میں معزز وزیر کی خدمت میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ جو میں نے ضمنی سوال کیا تھا اس کا وزیر صاحب نے یہ جواب دیا ہے کہ پی پی 117 شاد باغ روڈ پر بسیں چل رہی ہیں۔ جناب والا میں انتہائی معذرت کے ساتھ معزز وزیر کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت اس پر نہ تو کوئی بس چل رہی ہے اور نہ ہی کوئی ٹائم چیکر مقرر ہے جبکہ محترم وزیر نے یہ کہا ہے کہ وہاں بسیں چل رہی ہیں اور ٹائم چیکر بھی مقرر ہے؟

بسیں چلانے کیلئے اقدام

☆ 233۔ **میاں محمود احمد**۔کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1985ء میں میری درخواست پر علاقے کے لوگوں کی سہولت کے لئے جیا موسیٰ سے اربن ٹرانسپورٹ کی بسیں چلائی گئیں اور جب تک میں ایم پی اے رہا یہ چلتی رہیں مگر بعدازاں ان کو بند کر دیا گیا۔

اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت دوبارہ وہاں سے بسیں چلانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجہ؟

وزیر ٹرانسپورٹ۔(جناب سلیم اقبال)

(الف) درست ہے کہ سیون اپ گلبرگ تا جیا موسیٰ نیا روٹ نمبر 254 ماہ جولائی 1984ء میں متعارف کیا گیا چونکہ جیا موسیٰ پر نہ تو کوئی پارکنگ کیلئے مناسب جگہ تھی اور نہ ہی مسافروں کی مطلوبہ تعداد موجود ہوئی جس کی وجہ سے اس کو کوٹ عبدالمالک تک بڑھا دیا گیا۔ تاہم بند نہ کیا گیا۔

(ب) چونکہ سڑک زیر تعمیر ہے لہٰذا وہاں سے فی الحال اس روٹ کو چلانے کا کوئی پروگرام نہیں ہے تاہم جیا موسیٰ کے مکین روٹ نمبر254 سے مستفید ہو رہے ہیں۔

میاں محمود احمد۔جناب سپیکر' کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ جو بس جیا موسیٰ تک چلائی گئی تھی اس کا روٹ نمبر کیا تھا اور جو آج کل کوٹ عبدالمالک تک چل رہی ہے اس کا روٹ نمبر کیا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ -لوہاری تا کوٹ عبدالمالک براستہ شاہدرہ جو بس چل رہی ہے اس کا روٹ نمبر7 ہے۔ جو لاہور ریلوے سٹیشن سے براستہ شاہدرہ' جیا موسیٰ شیخوپورہ کو جاتی ہے۔ اس کا روٹ نمبر8 ہے اور جو ریلوے سٹیشن سے شرق پور جڑانوالہ براستہ شاہدرہ جیا موسیٰ جاتی ہے اس کا روٹ نمبر314 ہے۔

میاں محمود احمد۔پوائنٹ آف آرڈر۔ میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ آپ پوری تفصیل بیان فرمائیں۔ جیا موسیٰ تک جو بس چلائی گئی تھی' اس کو بڑھا کر کوٹ عبدالمالک تک کر دیا گیا تو پھر روٹ وہی ہونا چاہئے تھا۔ وہ روڈ کون سا تھا جو کوٹ عبدالمالک تک جاتا ہے وہ روٹ کون سا ہے؟ ---- میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ کوٹ عبدالمالک تک پہلے ہی بسیں چلتی تھیں۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ جیا موسے کے بجائے کوٹ عبدالمالک تک اس روٹ کو بڑھا دیا گیا ہے۔ تو اس کا روٹ نمبر کیا تھا جو جیا موسیٰ تک چلتی تھی اور جو کوٹ عبدالمالک تک چلتی ہے اس کا روٹ نمبر کیا ہے؟ اس سے فرق کا پتا چل جائے گا۔

وزیر ٹرانسپورٹ۔جناب والا' روٹ نمبر بتانے کے لئے مجھے فریش نوٹس چاہئے۔

جناب سپیکر - جو کوٹ عبدالمالک کو بس جاتی ہے اس کا روٹ نمبر تو آپ نے ابھی بتایا ہے۔ جیا موسیٰ کے لئے روٹ نمبر آپ کے جواب میں موجود ہے اور کوٹ عبدالمالک تک جو بڑھایا گیا ہے اس

کا نمبر ابھی آپ نے بتایا ہے۔

وزیر ٹرانسپورٹ -جو روٹ میں نے ابھی بتائے ہیں یہ جیا موسیٰ کے مکینوں کے لئے اضافی سہولتیں ہیں۔

میاں محمود احمد۔جناب سپیکر' میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ روٹ نمبر254 جو جیا موسیٰ تک چلایا گیا تھا' کیا اسی روٹ کو بڑھا یا گیا ہے؟ اس وقت روٹ نمبر254 کوٹ عبدالمالک تک چل رہا ہے یا نہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ۔روٹ نمبر254 متعارف کیا گیا تھا۔ جیا موسیٰ پر نہ تو کوئی پارکنگ کے لئے مناسب جگہ تھی اور نہ ہی مسافروں کی مطلوبہ تعداد موجود تھی جس کی وجہ سے اس کو کوٹ عبدالمالک تک بڑھا دیا گیا ہے اور یہ اضافی سہولت ہے۔

میاں محمود احمد -جناب والا' وزیر موصوف کو درست اطلاع نہیں دی گئی۔ میں ضمنی سوال نہیں کرتا۔ میں بیٹھ کر انہیں پوری تفصیل بتا دوں گا اور امید کرتا ہوں کہ اس پر Action بھی لیا جائے گا۔

میاں منظور احمد موھل۔پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا' محکمے نے جواب درست نہیں دیا ہے۔ میں پڑھتا ہو۔ سوال یہ ہے (الف) کیا یہ درست ہے' تو جواب میں ہے کہ "درست ہے" کیا پوچھا گیا ہے جو درست ہے؟ "کہ 1985ء پر میری درخواست پر علاقے کے لوگوں کی سہولت کے لئے جیا موسے سے ارین ٹرانسپورٹ کی بسیں چلائی گئیں اور جب تک میں ایم پی اے رہا یہ چلتی رہیں مگر بعدازاں ان کو بند کر دیا گیا۔" انہوں نے جواب دیا ہے: "درست ہے"۔ انہوں نے پوچھا' "کیا یہ درست ہے"' انہوں نے جواب دیا' "درست ہے"۔ لیکن آگے کہانی اور شروع کر دی۔ "کہ سیون اپ گلبرگ تا جیا موسیٰ نیا روٹ نمبر254 ماہ جولائی 1984ء میں متعارف کیا گیا" وہ تو 1985ء کی بات پوچھ رہے ہیں۔ جناب والا' محکمے نے جواب قطعاً" درست نہیں دیا۔ آپ اس کو بغور پڑھ لیں۔ سوال گندم جواب چنا۔

جناب سپیکر۔اس میں کوئی خاص تضاد نہیں ہے۔

میاں منظور احمد موھل۔تضاد تو ہے۔ پہلے وہ کہتے ہیں' درست ہے۔ جواب سے سمجھ تو آتی نہیں ہے ہم پڑھنے والے قاری ہیں ہمیں پتا تو چلتا کہ کیا جواب دیا جا رہا ہے قطعاً" کوئی پتا نہیں چلتا۔ جتنا بھی غور کریں صورتحال کوئی واضح نہیں ہوتی۔

وزیر ٹرانسپورٹ -جناب والا' میں تھوڑی وضاحت کر دوں۔ جواب میں ہے کہ درست ہے کہ سیون اپ گلبرگ تا جیا موسیٰ نیا روٹ نمبر 254 جولائی 1984ء میں متعارف کرایا گیا تھا۔ اس میں تو کوئی غلط بات نہیں ہے۔ اس میں کوئی ابہام نہیں ہے اور اس وقت بھی دو بسیں وہاں چل رہی ہیں۔

جناب ارشاد حسین سیکھی۔جناب سپیکر' معزز رکن میاں منظور احمد موھل صاحب نے جو بات کی ہے' اس کے جواب میں وزیر موصوف نے پھر فرمایا ہے کہ جواب درست ہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ معزز رکن نے جو بات کہی ہے وہ بھی درست ہے۔ سوال کا اور جواب کا آپس میں کوئی تعلق نظر نہیں آ رہا۔ الفاظ کی ادائیگی میں زبانی کلامی کوئی بات کہہ دی جائے تو اس پر تو آدمی کہتا ہے کہ یہ ہو سکتا ہے۔ مگر یہ بالکل سامنے ایک تحریر موجود ہے۔ اس کے باوجود اپنی بات پر اصرار کئے جانا اور غلطی کو تسلیم نہ کرنا۔۔۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو یہاں بیان کیا جا رہا ہے وہ درست نہیں ہے۔ معزز وزیر سے آپ یہ فرما دیں کہ اس کا جواب ملتوی کر لیں اور آئندہ اس کا جواب درست طور پر لے کر آئیں۔ جناب سپیکر' یہ بالکل واضح ہے کہ معزز رکن نے درخواست 1985ء میں کی ہے اور انہوں نے بتایا ہے کہ 1984ء سے ایک روٹ پہلے ہی وہاں چل رہا۔ انہوں نے کہا کہ جب انہوں نے یہ درخواست کی تھی تو وہ ایم پی اے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تحریر میں اچھی خاصی تضاد ہے جواب درست نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔اس میں تضاد صرف اتنا ہو سکتا ہے کہ جو انہوں نے جواب میں لکھا ہے' "درست ہے" یہ قابل اعتراض ہو سکتا ہے۔ کیونکہ سوال یہ ہے کہ 1985ء میں جب میاں محمود احمد ایم پی اے تھے تو وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے منظور کرایا اور جب تک وہ ایم پی اے رہے' بسیں چلتی رہیں اور جب وہ ایم پی اے نہ رہے' بسیں بند کر دی گئیں۔ تو اس پر جواب لکھا ہے' "درست ہے" اور آگے جو اس کی وضاحت دی گئی ہے' اس میں کہا گیا ہے کہ نیا روٹ 254 ماہ جولائی 1984ء میں متعارف کیا گیا۔ 1984ء میں تو میاں محمود احمد صاحب ایم پی اے نہیں تھے۔ یہ تو 1985ء میں ایم پی اے بنے۔ اس لئے اس سوال کا جواب یہ ہونا چاہئے تھا کہ : "یہ درست نہ ہے کہ میاں محمود احمد صاحب جب ایم پی اے تھے 1985ء میں تو انہوں نے اس روٹ پر کوشش کی اور اس کی وجہ سے یہ بسیں چلیں۔" یا پھر اس کو اس کے مطابق ہونا چاہئے کہ 1985ء میں ان کی کوشش سے چلیں۔ تو اس میں اس حد تک تضاد موجود ہے۔ وزیر ٹرانسپورٹ اپنے محکمے کو یہ ہدایت جاری کریں کہ وہ اس طرح کے سوالات کے جوابات پوری طرح دیکھ کر دیا کریں۔

کرایوں میں اضافہ کی تفصیل

☆ 307۔ **ملک محمد ذاکر**۔کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ جون 1990ء میں لاہور میں بسوں اور ویگنوں کے کرایوں میں اضافہ کیا گیا تھا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کس شرح سے کرایوں میں اضافہ کیا گیا تھا اور موجودہ کرایہ کس شرح سے وصول کیا جا رہا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ -(جناب سلیم اقبال)

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) آخری مرتبہ اپریل 1985ء میں شرح کرایہ میں اضافہ کیا گیا تھا۔ 5 سال کے عرصہ میں پٹرول' ڈیزل' سپیئر پارٹس' ورکشاپ اخراجات اور عملہ کی تنخواہوں میں متواتر اور بتدریج اضافہ ہوتا رہا لہٰذا ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے اور ٹرانسپورٹروں کے شدید مطالبہ کے پیش نظر جون 1990ء میں مروجہ شرح کرایہ پر نظرثانی کرتے ہوئے قانون و قواعد کے تحت شرح کرایہ میں اضافہ کیا گیا جو تقریباً" 18 فیصد تھا۔

لیکن بعدازاں خلیج کی جنگ کی صورت حال کی وجہ سے تیل کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ ہوجانے کے باعث جو 41.5فیصد تھا سابقہ شرح کرایہ پر نظرثانی کرنی پڑی۔ لہٰذا محکمہ ٹرانسپورٹ پنجاب نے بین الاضلاعی اور شہروں میں چلنے والی بسوں اور ویگنوں کے کرایوں پر نظرثانی کرتے ہوئے قواعد کے مطابق مورخہ 91-1-14 کو دوبارہ اضافہ کیا۔ جو تقریباً" 16% بنتا ہے۔ تاہم شہروں میں چلنے والی ویگنوں کے کرایوں کی شرح پر نظرثانی کرتے ہوئے مروجہ کرایہ میں جس کا نفاذ 91-1-14 سے ہوا تھا۔ مزید رعایت دیتے ہوئے کم از کم کرایہ 1.25 روپے رکھا گیا۔ جس کی مسافت تین کلو میٹر مقرر کی گئی ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ شرح کرایہ 5 روپے مقرر کی گئی ہے۔ جو 21 کلو میٹر یا اس سے زائد فاصلہ کیلئے مقرر کی گئی ہے۔ اس امر کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے کہ ٹرانسپورٹر مسافروں سے کرایہ صرف حکومت کی مقررہ کردہ شرح کی مطابق ہی وصول کریں اور کرایہ نامہ اپنی گاڑیوں میں نمایاں جگہ پر آویزاں کریں۔ تصدیق شدہ کرایہ نامہ آویزاں نہ کرنے یا مسافروں سے مقررہ شرح سے

زائد کرایہ وصول کرنے والے ٹرانسپورٹروں کے خلاف حسب ضابطہ قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

جناب سپیکر۔ کوئی ضمنی سوال ہے؟ ملک محمد ذاکر صاحب! آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

ملک محمد ذاکر۔ جناب سپیکر۔ جز (ب) میں یہ لکھا ہے کہ خلیج کی جنگ کی وجہ سے تیل کی قیمتوں میں اضافہ کیا گیا تھا۔ اب تو تیل کی قیمت میں کمی ہو چکی ہے تو کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ اب وہ کرایوں میں کمی کرنے کے لئے تیار ہیں؟

جناب سپیکر۔ ملک صاحب! اپنا سوال دھرایئے گا۔

ملک محمد ذاکر۔ جناب والا۔ سوال کے جز (ب) کے جواب میں وزیر موصوف نے لکھا ہے کہ خلیج کی جنگ کی وجہ سے کرایوں میں اضافہ کیا گیا تھا یعنی تیل اور سپیئر پارٹس کی وجہ سے اب تیل کی قیمتوں میں کمی ہو چکی ہے اور گورنمنٹ پاکستان نے بھی کمی کر دی ہے تو کیا آپ کرایہ کم کرنے کے لئے تیار ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ۔ جناب والا۔ تیل کی قیمت میں کمی کا اعلان ہو چکا ہے اور محکمہ نے اس پر تجزیہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ کرایوں میں کمی کرنے کا ایک طریق کار ہے اور میں یقین دلاتا ہوں کہ جب ہمارے وزیر اعظم نے تیل کی قیمت میں کمی کا اعلان عام عوام پر بوجھ ہلکا کرنے کے لئے کیا تو انشاء اللہ کرایوں میں بھی کمی ضروری ہو گی۔

میاں محمود احمد۔ جناب سپیکر۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ کب تک پنجاب حکومت کرایوں میں کمی کا اعلان کر دے گی؟

وزیر ٹرانسپورٹ۔ جناب والا۔ آج ہی سے میں نے ہدایات جاری کر دی ہیں۔ اس کا ایک طریق کار ہوتا ہے۔ پہلے اس کا Gezette Notification ہو گا۔ اس کے بعد عوام سے تجاویز مانگی جائیں گی اور دس دن کی مہلت ہو گی۔ اس کے بعد ایک میٹنگ ہو گی جس میں میں بھی موجود ہونگا۔ عوام کی طرف سے بھی نمائندگان ہونگے' ٹرانسپورٹرز حضرات کی طرف سے بھی نمائندے ہونگے اور ان کی آراء سننے کے بعد ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کا حتمی فیصلہ کر کے اس کی سمری وزیر اعلیٰ کو بھجوا دینگے۔

میاں محمود احمد۔ جناب والا۔ میں نے عرض کیا ہے کہ یہ Process کتنے عرصہ میں مکمل

ہو جائے گا۔

جناب سپیکر۔میاں محمود احمد صاحب یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس پر کتنا وقت درکار ہو گا؟

وزیر ٹرانسپورٹ۔جناب والا۔ اس پر زیادہ سے زیادہ دو ہفتے لگیں گے۔

جناب سپیکر۔ سیٹھی صاحب ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔جناب سپیکر۔ میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر سے یہ پوچھنا چاہونگا کہ انہوں نے سوال کے جز (ب) کے جواب میں کہا ہے کہ جون 1990ء میں مروجہ شرح کرایہ پر نظرثانی کرتے ہوئے قانون و قواعد کے تحت شرح کرایہ میں اضافہ کیا گیا جو تقریباً" 18فیصد تھا۔ تو جناب میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جون 1990ء سے پہلے جو کرایہ کی شرح قواعد و ضوابط کے تحت مقرر تھی وہ کیا تھی اور 18 فیصد بڑھانے کے بعد وہ شرح کیا بنی؟

وزیر ٹرانسپورٹ-جناب والا۔ 11 پیسے سے 13 پیسے کا اضافہ یہ تقریباً" 18فیصد بنتا ہے۔

جناب سکندر حیات ملی۔جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ پٹرول' ڈیزل' سپیئرپارٹس' ورکشاپ اخراجات وغیرہ کی وجہ سے کرایہ بڑھانا پڑا۔ پھر انہوں نے فرمایا ہے کہ خلیج کی جنگ کی وجہ سے 41.5 فیصد کرایہ بڑھانا پڑا۔ نظرثانی کرنی پڑی۔ تو جناب والا آخر میں انہوں نے فرمایا ہے کہ جو ہم نے 16فیصدی اور 18فیصدی شرح کرایوں میں اضافہ کیا وہ 34فیصدی بنتا ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ محکمہ ٹرانسپورٹ کو بہت بڑا خسارہ ہو رہا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک سال میں انہوں نے مجموعی طور پر کتنا خسارہ برداشت کیا ہے؟

جناب سپیکر۔جی۔ اس کے لئے Fresh Notice کی ضرورت ہو گی۔

جناب سکندر حیات ملی۔جناب والا۔ انہوں نے خود 18فیصد' 16فیصد اور 41.5 فیصد اعداد دیئے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر۔اس میں جو شرح فیصد دی ہے تو آپ چاہتے ہیں کہ ایک سال کا مجموعی خسارہ بتا دیں۔

جناب سکندر حیات ملہی۔جناب والا۔ اگر بالکل ٹھیک نہیں تو اندازہ ہی بتا دیں۔

میرے حساب سے ان اعداد و شمار کے لحاظ سے محکمہ ٹرانسپورٹ کو ایک سال میں بہت زیادہ خسارہ ہوا ہے۔ اب یہ کس طرح فرما رہے ہیں کہ جناب میں کمیٹی بنا رہا ہے اور کرائے اور کم کر رہے ہیں یہ تو بڑی متضاد چیز ہے۔ محکمہ خسارے میں جا رہا ہے یا پبلک کو سہولت ہے۔

وزیر ٹرانسپورٹ -جناب والا۔ جہاں تک یہ چاہتے ہیں کہ میں خسارہ بتاؤں اس کے لئے تو Fresh Notice کی ضرورت ہے۔ لیکن جہاں تک یہ کہتے ہیں کہ تضاد ہے میرے خیال میں اس میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ خسارہ آپ PRTC کا کہہ رہے ہیں یا سارے پنجاب کے جتنے ٹرانسپورٹرز ہیں ان کے خسارے کی بات کر رہے ہیں؟

جناب سکندر حیات ملہی۔جناب والا۔ یہاں پر لکھا ہوا ہے کہ پانچ سال کے عرصہ پٹرول' ڈیزل' سپیر پارٹس ورکشاپ اخراجات میں میں متواتر اضافہ ہوتا رہا۔ اگلے دن اسی سوال کے جواب میں یہ بتایا گیا تھا کہ جو قیمتیں بڑھتی ہیں وہ محض پٹرول اور ڈیزل کی وجہ سے نہیں بڑھتیں بلکہ اور بھی عوامل ہیں۔ تو انہوں نے خود ہی فرمایا کہ سپیر پارٹس ورکشاپ اخراجات کا اضافہ تمام کی تمام ٹرانسپورٹ پر اثر انداز ہوتا ہے کیونکہ کرایوں کو گورنمنٹ کنٹرول کرتی ہے چاہے وہ پرائیویٹ ٹرانسپورٹ ہو یا گورنمنٹ کی ٹرانسپورٹ ہو۔ تو میں آپ سے خاص طور پر گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کے بارے میں پوچھ رہا ہوں کیونکہ وہ تو آپ کے کنٹرول میں ہے۔

جناب سپیکر۔جی وزیر ٹرانسپورٹ۔

وزیر ٹرانسپورٹ۔جناب والا۔ معزز ممبر گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کے خسارے کے متعلق پوچھنا چاہیں گے وہ بے شک میرے پاس تشریف لے آئیں میں انہیں بتا دونگا۔ اس وقت میں قطعی اعداد و شمار تو نہیں بتا سکتا لیکن یہ بتا سکتا ہوں کہ خسارے میں ضرور جا رہی ہے۔

جناب شوکت داؤد۔جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے جز (ب) میں شرح فیصد بتائی گئی ہے تو کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ شہری علاقے میں اور دیہی علاقے میں کرائے کی شرح فی کلو میٹر کیا ہے؟

جناب سپیکر۔اگلا سوال۔ جناب ملک محمد ذاکر صاحب۔

روٹ نمبر12،25 اور 43 کے کرایہ کی تفصیل

☆ 308۔ ملک محمد ذاکر۔کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ جون 1990ء میں اندرون لاہور ویگنوں کے کرایوں میں اضافہ کیا گیا تھا اگر ایسا ہے تو روٹ نمبر25,12 اور 43 کے موجودہ کرایہ نامہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ کرایہ بڑھانے سے پہلے روٹ نمبر 25 اور 43 اسٹیشن تا اسمبلی ہال کا کرایہ ایک روپیہ وصول کیا جاتا تھا۔ مگر اب ڈیڑھ روپیہ وصول کیا جا رہا ہے اگر ایسا ہے تو مقررہ ریٹ سے زائد کرایہ وصول کرنے کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ -(جناب سلیم اقبال)

(الف) یہ درست ہے کہ جون 1990ء میں تمام گاڑیوں کے کرایوں میں اضافہ کیا گیا تھا۔ ان کرایوں کا اطلاق لاہور شہر میں چلنے والی تمام ویگنوں پر بھی تھا۔ بعدازاں خلیج کی جنگ کے باعث تیل کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ جو 41.5% تھا کے پیش نظر حکومت پنجاب محکمہ ٹرانسپورٹ کے 14-1-91 کو قواعد و ضوابط کے مطابق متعلقہ فریقین کی سماعت کے بعد پنجاب میں چلنے والی گاڑیوں کے لئے کرایوں میں اضافہ کیا۔ شہری روٹوں پر چلنے والی گاڑیوں کے کرایہ کی کم از کم شرح 1.25روپے ہے۔ جس کے لئے فاصلہ کی حد 3 کلو میٹر مقرر کی گئی ہے۔ زیادہ سے زیادہ شرح کرایہ 5 روپے ہے جو 21 کلو میٹر یا اس سے زائد فاصلہ کیلئے مقرر کیا گیا ہے۔ نقل کرایہ نامہ جات روٹ نمبر12 نمبر25 اور نمبر43 رائج الوقت لف ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ جنوری 1991ء میں کرایوں میں اضافہ سے پہلے سٹی روٹ نمبر25 اور روٹ نمبر 43 کا کرایہ ریلوے اسٹیشن تا اسمبلی ہال تک ایک روپیہ تھا کیونکہ اس سے پہلے شرح کرایہ کم از کم ایک روپیہ مقرر تھی، لیکن موجودہ شرح کے مطابق کرایہ کی کم از کم 1.25 روپے مقرر ہے اور فاصلہ کی حد تین کلو میٹر مقرر ہے۔ نیز مقررہ شرح سے زائد کرایہ کی وصولی کی صورت میں حسب ضابطہ قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

کرایہ نامہ سٹی روٹ نمبر 15/45 ریلوے اسٹیشن تا گڈو فریٹ
بمطابق ترمیم شدہ نوٹیفکیشن SORT/2-2-/75
جاری کردہ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی لاہور
مورخہ 29-1-91 ۔ 21/91

درمیانی فاصلہ	نام اسٹیشن	کل فاصلہ										
—	ریلوے اسٹیشن		ریلوے اسٹیشن									
KM 1.4	شملہ پل	KM 1.4	1.25	شملہ پل								
1.4	الفلاح بلڈنگ	2.8	1.25	1.25	الفلاح بلڈنگ							
0.8	سرگنگا رام ہسپتال	3.6	1.25	1.25	1.25	سرگنگا رام ہسپتال						
1.3	مزنگ چونگی	4.9	2.00	1.25	1.25	1.25	مزنگ چونگی					
1.2	لاہور کالج	6.1	2.00	2.00	1.25	1.25	1.25	لاہور کالج				
0.7	سروسز ہسپتال	6.8	2.50	2.00	2.00	1.25	1.25	1.25	سروسز ہسپتال			
1.1	نہر واپل	7.9	2.50	2.00	2.00	2.00	1.25	1.25	1.25	نہر پل		
1.2	فوارہ نمبر ۱	9.1	2.50	2.50	2.50	2.00	2.00	1.25	1.25	1.25	فوارہ نمبر ۱	
1.4	مین مارکیٹ	10.5	3.00	2.50	2.50	2.00	2.00	2.00	1.25	1.25	1.25	مین مارکیٹ
2.8	فردوس مارکیٹ	13.3	3.50	3.00	2.50	2.50	2.00	2.00	2.00	1.25	1.25	فردوس مارکیٹ
0.8	سیون اپ	14.1	3.50	3.00	2.50	2.50	2.50	2.00	2.00	2.00	1.25	1.25	سیون اپ
2.2	گورو رنگٹ	16.3	4.00	3.50	3.50	3.00	3.00	3.00	2.50	2.50	2.00	1.25	1.25

1727

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

کرایہ نامہ بسٹی روٹ نمبر 25 سانده کلاں تا ریلوے اسٹیشن

بمطابق گورنمنٹ پنجاب نوٹیفکیشن SOTR:-2-2-75

برائے کردہ سیکرٹری ٹرانسپورٹ اتھارٹی لاہور

مورخہ ——— 91-1-21

فاصلہ	نام اسٹیشن	کل فاصلہ										
—	سانده کلاں	—	سانده کلاں									
KM 1.5	نیلی بار	1.5 KM	1.25	نیلی بار								
1.8	سیکرٹریٹ	3.3	1.25	1.25	سیکرٹریٹ							
0.5	ضلع کچہری	3.8	1.25	1.25	1.25	ضلع کچہری						
0.7	انارکلی	4.5	1.25	2.00	1.25	1.25	انارکلی					
0.6	جی پی او	5.1	2.00	2.00	1.25	1.25	1.25	جی پی او				
0.7	ریگل چوک	5.8	2.00	2.00	1.25	1.25	1.25	1.25	ریگل			
0.6	الفلاح	6.4	2.00	2.00	1.25	1.25	1.25	1.25	1.25	الفلاح		
1.1	ایل ڈی اے پلازہ	7.5	2.50	2.00	2.00	2.00	1.25	1.25	1.25	1.25	ایل ڈی اے پلازہ	
0.4	شمالہ جل	7.8	2.50	2.00	2.00	2.00	1.25	1.25	1.25	1.25	1.25	شمالہ جل
1.6	ریلوے اسٹیشن	9.5	2.50	2.50	2.50	2.00	2.00	2.00	2.00	1.25	1.25	1.25

روٹ نمبر 12

کرایہ نامہ بحساب 15 پیسہ فی کلومیٹر فی سواری بمطابق

حکومت پنجاب ترمیم شدہ نوٹیفکیشن نمبر SOTR1/2-2/75-VI

جنرل بس سٹینڈ بادامی باغ منیالہ لاہور۔

باری کردہ دفتر ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی لاہور۔

مورخہ 27-2-91

درمیانی فاصلہ	نام اسٹیشن	کل فاصلہ											
—	جنرل بس سٹینڈ بادامی باغ لاہور	—	جنرل بس سٹینڈ بادامی باغ لاہور										
KM 3	ریلوے اسٹیشن	KM 3	0.45	ریلوے اسٹیشن									
2	پل ریلوے کراسنگ کھوکھر شاہدرہ	5	0.75	0.30	پل ریلوے اسٹیشن کھوکھر شاہدرہ								
3	برف خانہ باغبانپورہ	8	1.20	0.75	0.45	برف خانہ باغبانپورہ							
3	ایس اے دارو غسہ والا	11	1.65	0.20	0.90	0.45	ایس اے دارو غسہ والا						
3	چونگی جی ٹی روڈ	14	2.10	1.65	0.35	0.90	0.45	چونگی جی ٹی روڈ					
3	سوتر مل	17	2.55	2.10	0.80	1.35	0.90	0.45	سوتر مل				
4	جلو موڑ	21	3.15	2.70	2.40	1.95	1.50	1.05	0.60	جلو موڑ			
4	کونسل ڈیال	25	3.75	3.30	3.00	2.55	2.10	1.65	1.20	0.60	کونسل ڈیال		
3	واہگہ	28	4.20	3.75	3.45	3.00	2.55	2.10	1.65	1.05	0.45	واہگہ	
5	تھنی پوجیاپہ	33	4.95	4.50	4.20	3.75	3.30	2.85	2.45	1.80	1.20	0.75	تھنی پوجیاپہ
5	منیالہ	38	5.70	5.25	4.05	4.50	4.05	3.60	3.15	2.55	1.95	1.50	0.75

جناب سپیکر۔ کوئی ضمنی سوال؟ ملک محمد ذاکر صاحب کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

ملک محمد ذاکر۔ نہیں جناب۔

جناب سپیکر۔ جی نہیں ہے۔ جناب ارشاد حسین سیٹھی ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ جناب سپیکر۔ آپ کی وساطت سے میں معزز وزیر سے یہ پوچھنا چاہونگا کہ سوال تھا کہ روٹ نمبر12' 25 اور 43 کے موجودہ کرایہ نامہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے۔ وہ تفصیل ہمیں مل چکی ہے جو کہ لف ہے۔ جناب والا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس تفصیل میں بات کو اس طرح واضح کیا گیا ہے کہ کرایہ نامہ بحساب 15پیسے فی کلو میٹر جبکہ میں 43,12 اور 25 نمبر کی جو بسیں چل رہی ہیں ان کے کرایہ نامہ 3 کلو میٹر اور اس کے بعد 11 کلو میٹر کے فاصلے کے حساب سے بتائے گئے ہیں۔ جناب والا اس میں واضح فرق موجود ہے۔ جو 91-1-29 کی فہرست ہے اس میں روٹ نمبر 43,15 کا جو کرایہ ہے وہ 11 کلو میٹر پر 3 روپے بتایا گیا ہے اور روٹ نمبر12 کا کرایہ 11 کلو میٹر پر ایک روپیہ 65 پیسے بنتا ہے جو کہ لکھے گئے کے مطابق درست ہے۔ تو جناب والا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ان پر چلنے والی بسوں کے لئے جو پٹرول استعمال ہوتا ہے وہ مہنگا ہے اور جو دوسری بسوں کے لئے ہے وہ سستا ہے۔ یہ شرح نامہ جو مقرر ہے اس کے باوجود یہ ڈبل ڈبل کرایہ ان روٹوں پر عوام سے کیوں لیا جا رہا ہے۔ اس کے بارے میں معزز وزیر کیا وضاحت فرمائیں گے؟

جناب سپیکر۔ سیٹھی صاحب' آپ اپنے سوال کو دھرائیے گا اور یہ بتائیے گا کہ آپ کونسے صفحے کے کرایہ نامہ کا حوالہ دے رہے ہیں؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ جناب والا پچھلے صفحے پر جو کرایہ جات کی تفصیل دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر۔ کیا جو پہلے صفحے پر ہے۔؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ جناب والا۔ یہ آخری صفحے پر شرح کرایہ نامہ میں بالکل واضح طور پر بتایا گیا ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ آخری صفحے کا کیا آپ ذکر کر رہے ہیں؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ جی' جناب والا' بالکل آخری صفحے پر۔

جناب سپیکر۔ جو روٹ نمبر12 سے متعلقہ ہے؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ جی۔ روٹ نمبر12 ہی ہے۔ اس میں بالکل واضح لکھا ہوا ہے کہ کرایہ نامہ بحساب 15 پیسے فی کلو میٹر فی سواری اور اس میں تین کلو میٹر کا 45 پیسے ہے اور گیارہ کلو میٹر کا ایک روپیہ 65 پیسے بالکل واضح ہے۔

جناب سپیکر۔ تین کلو میٹر کا45 پیسے کرایہ۔ یہ بالکل ٹھیک ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ اور گیار کلو میٹر ایک روپیہ 65 پیسے ہے۔

جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے جی۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ اب جناب اس کے اوپر روٹ نمبر 25 ہے۔ اس کا کرایہ 9.5 کلو میٹر پر 2.50 روپے ہے۔

جناب سپیکر۔ اب آپ روٹ نمبر25 کا ذکر کر رہے ہیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ جی۔ جناب والا۔ یہ اوپر کے صفحے پر ہے اور اسی طرح روٹ نمبر15 اور 43 کا کرایہ 10.5 کلو میٹر پر تین روپے لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر۔ اب روٹ نمبر15 اور 43 کا ذکر کر رہے ہیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ جی روٹ نمبر15 اور 43' اور جناب والا۔ جو اس ضمن میں سوال کیا گیا تھا وہ یہ تھا کہ روٹ نمبر25,12 اور 43 کے موجودہ کرایہ نامہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے۔ تو جناب والا۔ جواب میں انہوں نے یہ بتا دیا ہے کہ شرح کرایہ تین کلو میٹر پر 1.25 روپے مقرر کی ہے۔ اس کے بعد جناب والا۔ جیسا کہ انہوں نے تفصیل میں بتا دیا ہے کہ 1.65 روپے گیارہ کلو میٹر کا وصول کیا جا رہا ہے اور تین روپے تک لیا جا رہا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہونگا کہ یہ Urban Areas پر چلنے والی بسیں ہیں ان کے کرایوں میں اتنی بڑی کمی بیشی کس وجہ سے ہے؟ کیا ان گاڑیوں کے لئے الگ کرایہ نامہ مقرر کیا گیا ہے جبکہ دوسروں کے لئے الگ ہے؟ جبکہ جواب میں بالکل واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ ہم نے تین کلو

میٹر پر شرح کرایہ ایک روپے پچیس پیسے مقرر کر دی ہے؟ اس کے بعد اگر فاصلہ 21 کلو میٹر تک ہے تو اس کی شرح کرایہ بھی بتائی گئی ہے جو پانچ روپے مقرر کی گئی ہے۔ تو جناب گیارہ کلو میٹر پر یہ تضاد ہو گیا ہے۔ تو جناب والا میرا سوال یہی ہے کہ ان روٹوں پر سفر کرنے والوں کو یہ کس وجہ سے ان سے اتنا زیادہ کرایہ وصول کیا جا رہا ہے۔ تو جناب والا میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ یہ جو روٹوں کے کرایہ جات مقرر کئے جاتے ہیں یہ قواعد ضوابط کے مطابق نہیں ہیں یہ محکمانہ ملی بھگت ہے بعض روٹوں پر کرائے اس وقت شرح کے مطابق نہیں ہیں اور جو چل رہی ہیں انہوں نے اپنے کرایہ جات الگ مقرر کئے ہوئے ہیں۔ ٹرانسپورٹ اتھارٹی کا اور ٹرانسپورٹ منسٹری کا اس معاملے میں قطعاً" کوئی کنٹرول نہیں ہے یہ عوام کے ساتھ جناب والا بہت بڑی زیادتی ہے لہٰذا اس کا سدباب کیا جانا ضروری ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی -جناب والا۔ ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ اتنا بڑا تضاد بتایا گیا ہے کہ ایک طرف تو گیارہ کلو میٹر پر ایک روپیہ اور 65 پیسے کرایہ ہے اور دوسری طرف تین کلو میٹر پر ایک روپیہ اور 25 پیسہ کرایہ وصول کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر۔ تو آپ کا مطلب یہ ہوا کہ اس تضاد کی وجہ کیا ہے؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ جناب والا یہ جو انہوں نے جواب مہیا کیا ہے یا تو ان کا اپنا جواب غلط ہے یا پھر انہوں نے جو شرح مقرر کی ہے وہ غلط ہے۔

جناب سپیکر۔ میں آپ سے یہ پوچھ رہا ہوں کہ آپ کا ضمنی سوال یہ ہوا ـــــــ

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ جناب والا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ گیارہ کلو میٹر کے فاصلے پر تین روپے اور ایک روپیہ 65 پیسے کا تضاد کیوں ہے۔

جناب سپیکر۔ جی۔ وزیر ٹرانسپورٹ صاحب کیا اس ضمنی سوال کو سمجھ پائے ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ۔ جناب والا۔ یہ سوال بڑا لمبا ہے اور میں بھی اس وقت سے دیکھ رہا ہوں مجھے تو کوئی تضاد نظر نہیں آتا یہ جناب شہری کرائے اور بین الاضلاعی کرائے کا الگ الگ طریق کار ہوتا ہے۔ اگر جناب والا میرے دوست میرے ساتھ بیٹھ جائیں تو میں کوشش

کرونگا کہ یہ جو تضاد کے بارے میں کہہ رہے ہیں اس کودور کیا جائے گا اور میں ان کو مطمئن کر دوں کیونکہ یہ لمبا چوڑا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر۔جناب سیٹھی صاحب ملک صاحب اس سلسلے میں یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ آپ کی رائے کو Entertain کرنے کے لئے تیار ہیں اور اس سے استفادہ حاصل کرتے ہوئے اس میں مناسب تبدیلیاں کرنے کو بھی تیار ہیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ٹھیک ہے جی۔

میاں محمود الرشید۔جناب سپیکر۔ میں آپ کے توسل سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہونگا کہ جب پنجاب گورنمنٹ کی بسیں خسارے میں جا رہی ہیں تو کیا حکومت کی کوئی اس طرح کی پالیسی ہے کہ ان کو پرائیویٹ سیکٹر میں دے دیا جائے؟

وزیر ٹرانسپورٹ -جناب والا۔ فی الحال ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے کہ اگر خسارے میں یہ محکمہ جا رہا ہو تو اسے ڈی نیشنلائز کیا جائے۔ لیکن جناب والا۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ان بسوں کو اچھے راستے پر چلایا جائے اور ان بسوں میں اضافہ کیا جائے اور ہمارا جو زائد سٹاف موجود ہے اسے اس کام میں لگایا جائے۔

جناب سپیکر۔جیل خانہ جات سے متعلقہ ایک سوال ہے اور یہ سوال نمبر71 ہے اور رانا اکرام ربانی صاحب کی طرف سے ہے۔

ریسٹ ہاؤسوں کی تفصیل

☆ 71۔ **رانا اکرام ربانی**۔ کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔۔۔

(الف) محکمہ جیل خانہ جات کے کل کتنے ریسٹ ہاؤس ہیں ان کی ضلع وار تفصیل کیا ہے یہ کتنی کتنی لاگت اور کس کس تاریخ کو تعمیر ہوئے ان میں قیام و طعام کی کتنی گنجائش ہے اور کیا کیا سہولتیں میسر ہیں ان ریسٹ ہاؤس میں کتنے ایر کنڈیشنر نصب ہیں مکمل تفصیلات ایوان میں پیش کریں۔

(ب) متذکرہ ریسٹ ہاؤسوں میں 86-1985 سے 90-1989ء تک سال وار کتنے مہمان افسران

ٹھہرے ان کے نام، عہدے بمعہ تاریخ قیام مزید برآں متذکرہ عرصے کے دوران ان ریسٹ ہاؤس کی دیکھ بھال پر سال وار کتنے اخراجات ہوئے اور مہینہ وار بجلی ٹیلیفون کے کتنے اخراجات ہوئے مکمل تفصیلات ایوان میں پیش کریں؟

وزیر جیل خانہ جات -(ملک خدا بخش ٹوانہ)

(الف) محکمہ جیل خانہ جات پنجاب میں صرف ایک ریسٹ ہاؤس ہے جو کہ نیو سنٹرل جیل ملتان کے ساتھ منسلک ہے۔ مطلوبہ تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

کتنی لاگت سے تعمیر ہوا	تاریخ تعمیر	قیام وطعام کی گنجائش	تعداد ایئر کنڈیشنر
11667روپے	1931ء	ڈائننگ ہال=1	ایک عدد
		بیڈ روم=3	
		ملحقہ باتھ روم=1	
		کچن=1	
		گیراج=1	

(ب)

نام افسران/مہمان	عہدہ	تاریخ قیام 1985-86ء	اخراجات دیکھ بھال ریسٹ ہاؤس 1985-86ء	اخراجات بجلی	اخراجات ٹیلی فون
چودھری نصیر احمد	ڈی آئی جی	20-8-85	869.80	بجلی کا علیحدہ میٹر نہ ہے	اس ریسٹ ہاؤس کیلئے علیحدہ
〃 〃 〃 〃 〃 〃		20,21-2-86			ٹیلیفون نہ ہے البتہ جب کبھی کوئی
میاں شوکت محمود	آئی جی	16,17,18-4-86			افسر قیام کرے تو زنانہ جیل کے
حافظ محمد قاسم خان	ڈی آئی جی	24-4-86			اس لئے ریسٹ ہاؤس فون کی ایکسٹینشن وارڈن طور پر لیا
〃 〃 〃 〃 〃 〃		25-5-86			گیا علیحدہ بجلی کا بل کر دی جاتی ہے یہ انتظام
〃 〃 〃 〃 〃 〃		26,27-6-86			موصول نہیں ہوتا۔ نومبر 1986ء سے کیا گیا ہے۔
		1986-87	1986-87		
میاں شوکت محمود	آئی جی	17-11-86	544.80		نومبر 1986ء = 74/- روپے
حافظ محمد قاسم خان	ڈی آئی جی	10-5-87			مئی 1987ء = 212/- 〃
					جولائی 1987ء = 174/- 〃

		1987-88	1987-88	
میاں شوکت محمود	آئی جی	22-7-87	کوئی خرچ نہیں ہوا	اکتوبر 1987ء -/374 روپے
چودھری نصیر احمد	ڈی آئی جی	25-7-87	" " "	
"	"	24,25,26-10-87	" " "	نومبر 1987ء -/407 "
"	"	11,12-11-87	" " "	
حافظ فرقان قاسم خان	"	14-2-88	" " "	فروری 1988ء -/451 "

		1988-89	1988-89	
حافظ فرقان قاسم خان	"	16,17-7-88	748.50	جولائی 1988ء -/611 "
"	آئی جی	31-3-89		مارچ 1989ء -/678 "
آغا فرہاد علی	ڈی آئی جی	30-6-90	1989-90 985.65	جون 1990ء -/96 "

رانا اکرام ربانی۔جناب سپیکر۔ اس سوال کے جزو (ب) کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ 1986-87ء میں اس کی دیکھ بھال پر کچھ خرچ نہیں ہوا۔ جبکہ اس سے پہلے سالوں میں اس پر خرچ کی تفصیلات دی گئی ہیں تو جناب والا۔ کیا وزیر موصوف اس کی وجہ بتا سکیں گے؟

وزیر جیل خانہ جات۔جناب والا۔ اس سے واضح ہے کہ وہ اس سال مرمت طلب نہیں تھا لہٰذا اس پر کوئی ایسا خرچ بھی نہیں ہوا اور شاید وہاں پر کسی نے رہائش بھی اختیار نہیں کی اس لئے خرچ بھی نہیں ہوا اور نہ ہی یہ خرچ دکھایا گیا ہے۔ لیکن جناب سپیکر۔ میں آپ کی اجازت سے تھوڑی سی عرض کرنا چاہونگا۔ پہلے تو میں ایوان سے معذرت خواہ ہوں کہ اس کا جواب اس سے قبل کچھ اس طرح تھا کہ اس میں کچھ ابہام تھا اور میں اس سے مطمئن نہیں تھا اس لئے میں نے کچھ وقت لیا تھا تو آج اس کا جواب اچھے طریقے سے لکھا گیا ہے اس لئے یہاں پر ابھی تقسیم ہو رہا ہے اس سے یقیناً" اراکین اسمبلی کو ضمنی سوالات کرنے میں دقت ہوتی ہے جناب والا۔ میری تو خواہش ہے کہ اس کا جواب میں آج بھی نہ دوں اور میری خواہش پر اسے مزید ملتوی کر دیا جائے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ جو

سوال جواب کا طریق کار ہے اس میں دو بنیادی باتیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ یہاں پر بالکل صحیح اطلاع دی جاتی ہے اور اس میں کوئی چیز چھپائی نہیں جاتی۔ میں اس سے مطمئن ہوں میں اور سوالون کے متعلق تو نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ دوسرے محکمہ کے متعلق ہوتے ہیں۔ میں کم از کم اپنے محکمہ کے متعلق تو کہہ سکتا ہوں کہ میں اس جواب پر پوری طرح مطمئن نہیں ہوں دوسری بات یہ ہے کہ سوال کا مقصد خودبخود فوت ہو جاتا ہے جب صحیح حالات ہی یہاں پیش نہ ہوں تو اس کی جو روح ہے یہ خودبخود ہی فوت ہو جاتی ہے کہ جب صحیح اطلاع ہی نہ ہو تو اس کی اصلاح کیسے ہو گی مگر جو اس کا موجودہ جواب ہے میں اسے آج بھی یہاں زیر بحث لانا چاہتا ہوں اور مزید میری خواہش ہے کہ اسے ملتوی کیا جائے اور اسے دوبارہ زیر بحث لایا جائے۔۔۔ اور میں اس کا آج بھی جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔ آج اسے ضرور زیر بحث لایا جائے میں چاہوں گا کہ اس پر بحث ہو اور آئندہ بھی اس پر بحث ہو۔

جناب سپیکر۔ جی! کوئی ضمنی سوال؟

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال۔ جناب سپیکر اگر سوال ہی نہ ہو تو وزیر صاحب سے بحث کس بات کی کی جائے۔ ایک ہی تو سوال تھا۔ اس کے بعد ان کے ساتھ بحث کس بات کی کی جائے؟

جناب سپیکر۔ سوال تو ہے اور جواب انہوں نے دیا ہے۔ اس پر ضمنی سوالات کے جوابات دینے کے لئے آج بھی وہ تیار ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اس پر اگر معزز اراکین مزید ضمنی سوالات کرنا چاہتے ہیں تو اس کو موخر کر دیا جائے تاکہ وہ دوبارہ بھی اس پر ضمنی سوالات کے جواب دے سکیں۔ تو ملک صاحب کی سوالات کے بارے میں بڑی صحیح پہنچ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ He has made his point

انہوں نے اس کو صحیح انداز میں لیا ہے کہ سوالات یہاں ایوان میں جس طریقے سے کئے جاتے ہیں اور ان کی جو اصل روح ہے اور اس کے مطابق جو جوابات دیئے جاتے ہیں اس سلسلے میں وزیر جیل خانہ جات ملک خدا بخش خان نے بڑے صحیح انداز میں ان کو لیا ہے اور میں ان کی اس سوچ کو سراہتا ہوں کہ انہوں نے اس کو بہت اعلیٰ انداز میں لیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) تو اس پر کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب شوکت داؤد۔ جناب سپیکر پہلے تو میں وزیر موصوف کے حوصلے کی داد دیتا ہوں۔ انہوں نے بڑا اچھا قدم اٹھایا ہے لیکن رانا اکرام ربانی صاحب کا یہ جو سوال ہے۔ اس کا پچھلے دنوں جب ایوان کی میز پر جواب آیا تو میری نظر اس پر پڑی تھی۔ اس جواب میں بھی تضاد پایا جاتا ہے اگر غور کیا

جائے اس میں لکھا ہے کہ 1987ء سے 1988ء تک کوئی خرچ نہیں ہوا لیکن اس جواب میں آگے آپ دیکھیں کہ اخراجات ٹیلیفون لکھا ہوا ہے۔ اس میں تاریخ دیکھیں تو اس میں لکھا ہوا ہے کہ اکتوبر 1987ء میں 374 روپیہ نومبر 1987ء میں 407 روپیہ فروری 1988ء میں 451 روپیہ۔ یہ ٹیلیفون کے اخراجات لکھے ہوئے ہیں اور اس طرف لکھا ہوا ہے کہ کوئی خرچ ہی نہیں ہوا۔ یعنی جواب کی تحریر میں ہی تضاد پایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر۔تو اس میں آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

جناب شوکت داؤد۔یہ پوائنٹ آف آرڈر کہہ لیں۔ یہ غلط جواب دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر۔پوائنٹ آف آرڈر پر ذرا مجھے بھی بتایئے کہ آپ کیا Quote کر رہے ہیں؟

جناب شوکت داؤد۔جناب والا اس میں جو اخراجات دیکھ بھال ریسٹ ہاؤس کے ہیں اسی میں ٹیلیفون کے اخراجات بھی آتے ہیں۔

جناب سپیکر۔کہاں ہے؟

جناب شوکت داؤد۔یہ جو انہوں نے لکھا ہوا ہے کہ 1987ء سے 1988ء تک کوئی خرچ نہیں ہوا۔

جناب سپیکر۔ہاں 1987ء سے 1988ء تک کوئی خرچ نہیں ہوا۔

جناب شوکت داؤد۔اس عرصے میں کوئی خرچ نہیں دکھایا گیا۔ اس کے آگے ہی جو اخراجات درج ہیں۔ یہ جو ٹیلیفون کے اخراجات ہیں ان کو ریسٹ ہاؤس کے اخراجات میں ہی شمار کیا جاتا ہے کیونکہ پہلے سالوں میں سارا خرچ جو لکھا ہوا ہے لیکن وہ ان سالوں میں خرچ ہوا ہے۔ ان مہینوں میں ہی اس سال کے اندر ہی ہوا ہے لیکن ادھر نہیں دکھایا گیا ادھر لکھ دیا گیا ہے کہ کوئی خرچ نہیں ہوا۔

جناب واجد علی خان۔جناب سپیکر جو جواب دیا گیا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ دیکھ بھال پر کوئی خرچ نہیں ہوا۔ ٹیلیفون کی مد میں خرچ ہوا ہے۔

جناب سپیکر۔جی شوکت داؤد صاحب میرے خیال میں اس کو سمجھے نہیں ہیں۔ اس کے اوپر اخراجات کے Heads دیئے ہوئے ہیں۔ واجد علی خان صاحب نے ٹھیک پوائنٹ آوٹ کیا ہے۔تو اور کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں محمود احمد۔جناب سپیکر میں پورے ہاؤس کی طرف سے جناب ٹوانہ صاحب کے اس اقدام کو

خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور باقی وزراء کرام سے بھی یہ گزارش ہے کہ ان کے اس بیان کی تقلید کریں۔

راجہ خلیق اللہ خان۔جناب سپیکر ان کو کس نے یہ اختیار دیا ہے۔

جناب سپیکر۔تو وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ اس میں یہ سوال ڈسپوز آف ہو گا۔ وزیر ٹرانسپورٹ نے بھی آج ٹھیک تیاری کی ہوئی تھی انہوں نے سوالات کے ٹھیک جوابات دیئے ہیں اور مجھے خوشی ہے کہ ہمارے معزز اراکین اس میں دلچسپی لے رہے ہیں وہ اس کو Properly Thrash Out کرتے ہیں اور اس میں ہمارے کئی ایسے ممبرز ہیں جن کا میں خاص طور پر اگلے اجلاس میں ذکر کروں گا کہ جو سوالات کے سلسلے میں پوری طرح تیار ہو کر آتے ہیں۔ ضمنی سوالات کے سلسلے میں تیار ہو کر آتے ہیں اور ان کی تیاری سے ایوان کی کارروائی کو اور وقفہ سوالات کو مفید بنانے میں اور بامقصد بنانے میں بہت مدد ملتی ہے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔جناب سپیکر آپ کے حکم کے مطابق سوال نمبر25 اور سوال نمبر367 کا ضمنی مواد ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہیں۔

جناب سپیکر۔جی! شکریہ وزیر صنعت' ان کی طرف سے سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

سوال نمبر25

کس تاریخ کو این ڈی ایف سی نے کمالیہ پیپر ملز کو سرمایہ فراہم کرنے سے انکار کیا؟

این ڈی ایف سی نے 11-2-1987 کو اس منصوبے کے لئے سرمایہ فراہم کرنے سے معذوری ظاہر کی۔

سوال نمبر367

1985ء سے 1990ء کے درمیان پی آئی ڈی بی کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی کتنی میٹنگیں ہوئیں اور ان میں کتنی میٹنگوں کی صدارت چیئرمین پی آئی ڈی بی / وزیر اعلیٰ نے کی؟

پی آئی ڈی بی کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی اس عرصے کے درمیان گیارہ میٹنگیں ہوئیں جن میں سے ایک کی صدارت چیئرمین پی آئی ڈی پی / وزیر اعلیٰ پنجاب نے کی اس کے علاوہ بورڈ آف ریونیو کے بارہ عدد فیصلے بذریعہ سرکولیشن جو چیئرمین بورڈ / وزیر اعلیٰ کی منظوری سے ہوئے۔

جناب سکندر حیات ملہی۔جناب سپیکر ان پر ضمنی سوال کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر۔مہر صاحب آپ ان پر ضمنی سوالوں کے جوابات کے لئے تیار ہیں؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔جی۔

جناب سپیکر۔جی ان پر ضمنی سوال کیا جا سکتا ہے۔ کوئی ضمنی سوال ہے؟ جی ملہی صاحب ضمنی سوال ہے؟

جناب سکندر حیات ملہی۔جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے اپنے محترم وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں ....

جناب سپیکر۔ ملہی صاحب کون سے سوال پر آپ پوچھنا چاہتے ہیں؟

جناب سکندر حیات ملہی ۔یہ سوال نمبر 25 ہے۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ NDFC نے سرمایہ فراہم کرنے سے معذوری ظاہر کر دی "میرا سوال یہ ہے کہ 1987ء سے لے کر 1991ء تک گورنمنٹ نے اس کو Shelve کرنے کا فیصلہ کیوں نہیں کیا؟ وہ کیا وجوہات تھیں اور اس عرصہ میں گورنمنٹ کو اضافی کتنا خرچہ برداشت کرنا پڑا؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی ۔جناب والا یہ ضمنی سوال ہے؟

جناب سپیکر۔ ملہی صاحب سوال دھرایئے گا۔

جناب سکندر حیات ملہی۔جناب سپیکر انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ کمالیہ پیپر مل جس کا گورنمنٹ نے حال ہی میں فیصلہ کیا ہے کہ اس کو نہیں لگایا جائے گا اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ این ڈی ایف سی نے سرمایہ فراہم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ 1987ء میں NDFC نے انکار کر دیا تھا۔ اگر 1987ء میں انکار کیا اور 1991ء میں انہوں نے یہ فیصلہ Announce کیا تو میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ اس دوران اس پر کتنا انتظامی خرچہ ہوا؟ اور یہ فیصلہ تین چار سال کے بعد اگر گورنمنٹ نے کیا ہے' تو اس تاخیر کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر۔مہر صاحب سوال تو relevant ہے کہ 1987ء میں جب NDFC نے اس کو فنانس کرنے سے انکار کر دیا تھا تو 1991ء تک اس پر انتظامی اخراجات کتنے آئے؟

وزیر صنعت ۔جناب والا سوال تو صرف تاریخ کے متعلق تھا کہ کس تاریخ کو NDFC نے کمالیہ پیپر

مل کو سرمایہ فراہم کرنے سے انکار کیا۔

جناب سپیکر۔ نہیں سوال تو یہی تھا جس کا جواب لکھا ہوا آ گیا۔ اب اس پر سکندر حیات ملہی صاحب نے ضمنی سوال کیا ہے۔

وزیر صنعت۔ میرے خیال میں انہوں نے دو ضمنی سوال کئے ہیں پہلے ایک کر لیں۔

جناب سپیکر۔ ایک سوال کیا ہے۔

وزیر صنعت۔ دوبارہ ذرا دھرا دیں۔

جناب سپیکر۔ میں دھرا دیتا ہوں ان کا پہلا سوال یہ ہے۔ آپ کے سوال کے جواب میں کہا گیا ہے۔ 1987ء میں NDFC اس منصوبے کو کمالیہ پیپر مل کو فنڈ دینے سے معذوری کا اظہار کر دیا تھا لیکن اس پر آخری فیصلہ 1991ء تک یعنی ابھی تک نہیں ہوا۔ ان کے سوال کا (الف) جزو یہی ہے کہ 1987ء سے لیکر 1991ء تک اس پر ایڈمنسٹریٹو اخراجات کتنے آئے؟

رانا ثناء اللہ خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب! سپیکر میری گزارش یہ ہے کہ جب وزیر موصوف کو سوالات کے جواب دینے نہیں آتے' سوالوں کی سمجھ نہیں آتی اور چیئر کو بار بار سمجھانا پڑتا ہے تو اس میں صحافیوں کا کیا قصور ہے اگر وہ اس کی خبر دے دیں؟

وزیر صنعت۔ جناب والا 1987ء کے بعد اس پر کوئی پیسہ خرچ نہیں ہوا۔

جناب سکندر حیات ملہی۔ جناب والا میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ ایڈمنسٹریٹو اخراجات کتنے ہوئے؟ کیا وہاں پر ملازم ہی نہیں تھے سب کو انہوں نے نکال دیا تھا؟

جناب سپیکر۔ اس پر وزیر موصوف کا جواب آ چکا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اس پر کوئی ایڈمنسٹریٹو اخراجات نہیں ہوئے۔ آپ کے پاس دوسرے avenues open آپ اس کو دیکھ سکتے ہیں۔ اگر اس پر خرچ ہوا ہے تو آپ اس کو take up کر سکتے ہیں۔ سوال کا جواب انہوں نے دے دیا ہے۔ شوکت داؤد صاحب آپ کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں؟

جناب شوکت داؤد۔ جناب والا میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ حکومت کے اب کیا

ارادے ہیں؟ کیونکہ انہوں نے کہا تھا کہ اس منصوبے کو شروع کرنا قابل عمل نہیں ہے۔ اس کیلئے سرمایہ مل نہیں رہا۔ اب اس پراجیکٹ کو چلانے کا ارادہ ہے یا ختم کر دیا ہے؟

جناب سپیکر۔اب اس پر گورنمنٹ کیا فیصلہ کرنا چاہتی ہے کیونکہ 1987ء سے NDFC نے اسے سرمایہ فراہم کرنے سے معذرت کر لی ہے تو 1991ء میں گورنمنٹ اس پر کیا فیصلہ کرنا چاہتی ہے؟

وزیر صنعت۔جناب والا ہم نئی صنعتی پالیسی کا انتظار کر رہے ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ہم نے ایک مراسلہ 1990 میں وفاقی حکومت کو بھیجا ہے اس کے جواب کا ابھی انتظار ہے۔ نئی صنعتی پالیسی کو بھی دیکھ رہے ہیں کہ حکومت کیا فیصلہ کرتی ہے؟

جناب واجد علی خان۔جناب والا منصوبہ شروع ہونے سے اس کا سنگ بنیاد رکھنے تک اور اس کو ختم کرنے تک کل کتنے اخراجات ہوئے؟

جناب سپیکر۔ابھی اس منصوبے کو ختم کرنے کے بارے میں تو حکومت نے کوئی فیصلہ نہیں کیا۔

جناب واجد علی خان۔جناب والا وہ تو بڑا واضح ہے کہ اس منصوبے کو ترک کر دیا گیا ہے

جناب سپیکر۔میاں شہباز احمد صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

میاں شہباز احمد۔جناب والا 1987ء میں تقریباً" چھ سو کروڑ روپے کی رقم جو کہ کمالیہ پیپر مل کیلئے رکھی گئی تھی۔ اس وقت سے لیکر اب تک اس رقم کی سرمایہ کاری کیوں نہیں کی گئی اور اگر رقم کم تھی تو انہوں نے اس کیلئے پہلے کیوں تحریک نہیں کی؟

جناب سپیکر۔میاں صاحب آپ اپنا سوال دھرائیے گا۔

میاں شہباز احمد۔جناب والا میرا سوال یہ ہے کہ 600 کروڑ روپے کمالیہ پیپر ملز کے لئے منظور ہوئے تھے اور آج 1991ء میں یہ کہہ رہے ہیں کہ 600 کروڑ روپے NDFC والے نہیں دے رہے۔ 1987ء میں انہوں نے ان کے لئے 600 کروڑ روپے منظور کئے تھے اور 1991ء میں یہ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے اسے دینے سے انکار کر دیا ہے۔ جب 1987ء میں انہیں یہ رقم مل گئی تھی تب انہوں نے اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس پیپر مل کو کیوں مکمل نہیں کیا؟

جناب سپیکر۔وہ تو کہتے ہیں کہ 1987ء میں انہوں نے پیسے دینے سے انکار کر دیا تھا

جناب سکندر حیات ملہی۔جناب سپیکر ابھی ابھی وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ کمالیہ پیپر مل کے

بارے میں وفاقی حکومت ہمیں بتائے گی تو ہم اس کا فیصلہ کریں گے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ مرکزی حکومت کے ماتحت نہیں ہے۔ اس کے چیئرمین وزیر اعلیٰ پنجاب ہیں۔ اس قسم کے فیصلے مرکزی حکومت کے پاس کیوں بھیجے جاتے ہیں' اپنے فیصلے خود کیوں نہیں کرتے؟

وزیر صنعت۔جناب والا یہ بہت بڑا منصوبہ ہے اور اس میں finance کی involvement ہوتی ہے اس لئے وفاقی حکومت کے پاس بھیجا جاتا ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام۔جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف صاحب کو بتانا چاہوں گی کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ بڑے منصوبے ہوں تو وفاقی حکومت کو بھیج دیے جائیں۔ ایک Financial system ہے کچھ پراجیکٹ Ecnec کے تحت آتے ہیں' کچھ ایسے ہوتے ہیں جن پر فیصلے محکمے خود ہی کر سکتے ہیں اور کچھ منصوبے ایسے ہوتے ہیں جو ہماری صوبائی مالی حدود سے نکل جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہمیں وہ منصوبے مرکزی حکومت کے پاس بھیجنے پڑتے ہیں اور میں انتہائی ادب سے یہ گزارش کروں گی کہ اپنے محکمے کے متعلق آگاہی ہونا چاہیے صنعت کا محکمہ بڑا اہم محکمہ ہے اور ہم لوگ اس میں Privatization کر رہے ہیں صوبے کے عوام کو شامل کر رہے ہیں اگر وزیر موصوف کی دلچسپی کا یہی عالم رہا تو یہ محکمہ مزید فعال ہونے کی بجائے زیادہ خراب ہو جائے گا۔

وزیر صنعت -جناب والا مجھے بڑا افسوس ہوا ہے کہ .....

جناب سپیکر- مہر صاحب یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے .....

وزیر صنعت - جناب والا مجھے بڑا افسوس ہوا ہے کہ یہ ضمنی سوال بنتا نہیں ہے۔

جناب سپیکر- جی ہاں! یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔

وزیر صنعت - بیگم صاحبہ نے پچھلی بار بھی جو ضمنی سوال کیا وہ بھی ضمنی سوال نہیں بنتا تھا وہ بھی لیبر ڈیپارٹمنٹ کے متعلق تھا اور آپ نے بھی کہا کہ ٹھیک ہے۔ اب پھر یہ ضمنی سوال نہیں بنتا اور یہ کہہ رہی ہیں کہ میں تیاری کر کے نہیں آتا۔ مجھے بڑا افسوس ہوا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان - جناب سپیکر میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے جواب میں یہ لکھا ہے کہ این ڈی ایف سی نے 11-2-87 کو اس منصوبے کے لئے سرمایہ فراہم کرنے سے معذوری

ظاہر کر دی تھی میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ہر معاملے میں ہر منصوبے کے بارے میں یہ کہا جا ہے کہ پیپلز پارٹی نے فنڈز فراہم کرنے سے روک دیا تھا اس کی بھی بعد میں ذمہ داری پیپلز پارٹی پر تو نہیں ڈالی جائے گی۔ دوسرا میں ایک اور گزارش کرنا چاہوں گا کہ ابھی ابھی محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ نے کہا ہے کہ ہم Privatization کر رہے ہیں اور وزیر موصوف کی دلچسپی کا یہ عالم ہے' میں تو یہ کہوں گا کہ دراصل اسی لئے بھروانہ صاحب کو وزیر صنعت لگایا گیا ہے۔

جناب سپیکر۔ شاہد صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

MR SHAHID NAZIR : It is a supplementary question.

Mr Speaker with your permission, may I ask the Minister whether this project is a part of Kamalia Suagr Mills or it is an independent project of its own because they are situated side by side.

جناب سپیکر۔شاہد صاحب یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ پراجیکٹ کمالیہ شوگر ملز کا ایک حصہ ہے یا ایک علیحدہ منصوبہ ہے؟

رانا ثناء اللہ خان - پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر معزز رکن شاہد نذیر صاحب نے انگریزی میں ضمنی سوال کرتے وقت آپ سے باقاعدہ اجازت لی اور اس کے بعد جناب سپیکر آپ نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا۔ کیا اس سے یہ سمجھا جائے کہ بھروانہ صاحب کو انگریزی نہیں آتی۔ یا پھر یہ سمجھا جائے کہ آپ ان کی اہلیت کے متعلق اس حد تک مشکوک ہیں کہ آپ نے فوری طور پر اس کا ترجمہ کرنا شروع کردیا۔ اس پر رولنگ دی جائے۔

جناب سپیکر۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کوئی تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے' بھروانہ صاحب ایسی باتیں ایوان کی زینت بنی ہوتی ہیں۔ ان کو enjoy کرنا چاہیے ان کا برا نہیں منانا چاہیے۔

MINISTER FOR INDUSTRIES : I am enjoying.

جناب سپیکر۔وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

رانا اکرام ربانی -جناب والا' پوائنٹ آف آرڈر' کل جاتے وقت ہمیں جو ایجنڈا دیا گیا تھا آج اس

میں کچھ تبدیلی نظر آرہی ہے۔ یہ تبدیلی اسمبلی کا اجلاس ختم ہونے سے پہلے کرلی جائے تو جاتے وقت ممبران کے ذہن میں ہو کہ کل کیا کارروائی ہوگی؟

جناب سپیکر - رانا صاحب' آپ نے یہ جو فرمایا ہے کہ جو ایجنڈے میں تبدیلی ہوئی ہے اس سے آپ کو کوئی دقت پیش آئی ہے؟

رانا اکرام ربانی - جناب والا' میں نے تو اس پریکٹس کی بات کی ہے۔ اگر ایجنڈا تبدیل کیا جانا مقصود ہو تو کم از کم جس وقت ممبر یہاں سے جاتے ہیں اس وقت ان کو پتا ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر - میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ حکومت کی طرف سے ایجنڈے میں ہونے والی کوئی بھی تبدیلی کم از کم اپوزیشن کے ارکان کو اعتماد میں لئے بغیر نہیں ہونی چاہیے۔ وزیر قانون سے میں کہوں گا کہ آئندہ ایجنڈے میں کسی قسم کی تبدیلی اگر حکومت کی جانب سے ہونی مقصود ہو تو اس کی قبل از وقت اطلاع ہونی چاہیے اور اپوزیشن کو پورے اعتماد میں لے کر یہ تبدیلی ہونی چاہیے۔ رانا صاحب' آئندہ ایجنڈے میں تبدیلی آپ کو خاص طور پر اور باقی ممبر کو اعتماد میں لئے بغیر نہیں ہوگی۔ اب تحاریک استحقاق کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔

مسئلہ استحقاق

میاں منظور احمد موہل - دو تحاریک استحقاق پی سی ایس آفیسرز کے بارے میں تھیں وہ مؤخر کی گئی تھیں۔

جناب سپیکر - جی میاں صاحب' آپ کی بات درست ہے یہ دو تحاریک استحقاق مؤخر کی گئی تھیں۔ یہ نمبر 24 اور 41 ہیں۔ میں انہیں پہلے take up کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر جناب وزیر قانون کچھ فرمانا چاہیں گے؟ اس لئے کہ شاہ محمود قریشی صاحب تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ ان کی عدم موجودگی میں میں نے وزیر قانون سے کہا تھا کہ وہ اس بارے میں حکومتی موقف کی وضاحت کریں۔

وزیر قانون - جناب والا' حکومت پنجاب نے اس معزز ایوان میں جو سفارشات کی تھیں وہ بے حد اہمیت کی حامل ہیں اور خاص طور پر وہ سفارشات Provincial Civil Service کے متعلق ہیں اور ہمارے اپنے صوبے سے تعلق رکھنے والے سول افسران سے متعلقہ ہیں۔ جناب والا' اس سلسلہ میں کافی اقدامات کئے جا چکے ہیں۔ آج بھی اس سلسلہ میں جناب چیف سیکرٹری صاحب اور پی سی ایس

ایسوسی ایشن کے صدر کی آپس میں میٹنگ متوقع ہیں۔ اس سلسلہ میں جناب چیف سیکرٹری صاحب نے وزیراعلیٰ سے تفصیل سے بات کی ہے اور ان کو ہاؤس کے جذبات سے آگاہ کیا ہے میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایوان نے جو سفارشات کی تھیں' حکومت ان کو بے حد اہمیت دیتی ہے اور ان پر عملدرآمد کرنے کے لئے کوشش کر رہی ہے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ اگر جناب والا' اس سلسلہ میں کوئی خصوصی کمیٹی تشکیل دے دیں جس میں چیف سیکرٹری صاحب' ایڈیشنل چیف سیکرٹری' پی سی ایس ایسوسی ایشن کے صدر' ان کے سیکرٹری یا دو سینئر آفیسر اور ساتھ ہی ان تحاریک کے محرک صاحبان بھی شامل ہو جائیں تو اس طریقہ سے آپس میں بیٹھ کر جو سفارشات ہیں ان پر عملدرآمد کو زیادہ سے زیادہ یقینی بنانے کی کوشش کریں گے کیونکہ اس میں تھوڑی بہت رکاوٹیں

ضرور موجود ہیں۔ چند ایک معاملات ہیں کہ جن کا وفاقی حکومت سے تعلق ہے تو میں یہ نہیں کہتا کہ جیسے کہ پہلے شاہ محمود قریشی صاحب نے اس وقت کے وزیراعظم صاحب کا ایک مراسلہ پڑھ کے سنایا تھا۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ اس مسئلہ کے حل ہونے میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ آئے بلکہ آپس میں مل بیٹھ کر اس کو حل کیا جائے۔ جو مرکزی حکومت کے معاملات کے بارے میں بھی کمیٹی جائزہ لے سکتی ہے تاکہ بغیر کسی رکاوٹ کے مرکز اور صوبے میں کسی قسم کی غلط فہمی پیدا ہوئے بغیر یہ مسئلہ احسن طریقے سے حل ہو جائے۔ پنجاب اسمبلی کے جذبات کو بھی عملی شکل مل جائے اور پی سی ایس آفیسرز کی جو جائز مشکلات ہیں' ان کا بھی ازالہ ہو جائے۔ میں گزارش کروں گا کہ جناب والا' اس سلسلہ میں ایک کمیٹی تشکیل فرما دیں اور محرک صاحبان جناب فرید احمد پراچہ' میاں منظور احمد موہل اور ان تحاریک کے اور محرکین بھی ہیں ان میں سے بھی اگر مناسب سمجھیں تو شامل کرلیں۔ اس طرح جناب والا' ہماری کوشش ہوگی کہ اگلے اجلاس تک اس مسئلے کو تقدیم فائق کے تحت حل کرلیا جائے اور جو جائز مطالبات پنجاب حکومت سے متعلقہ ہیں ان کو پنجاب حکومت کی طرف سے عملی شکل دینے کے لئے کمیٹی رپورٹ پیش کردے۔

جناب سپیکر۔ شکریہ! سید چراغ اکبر صاحب اس سلسلہ میں کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید چراغ اکبر شاہ - جناب سپیکر' میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آج امن عامہ پر بحث کا دن ہے تو کیا قائد ایوان آج wind up کریں گے یا کل کریں گے تاکہ اپوزیشن کے ممبران اس کے مطابق اپنا لائحہ عمل تیار کرسکیں؟

جناب سپیکر - آج قائد حزب اختلاف بحث کا آغاز کریں گے اور وہ صاحبان جو امن عامہ کی صورت پر بحث کرنا چاہتے ہیں وہ اظہار خیال کریں گے اور قائد ایوان اس کو wind up کریں گے کل کا دن قانون سازی کے لئے رکھا گیا ہے جو ایک بل باقی ہے وہ کل کے لئے مخصوص ہے اور اگر کل وہ بل نکل جاتا ہے تو ہاؤس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی ہو سکتا ہے۔ رمضان المبارک میں سب لوگ چاہیں گے کہ اپنے اپنے گھروں میں جا کر روزے رکھیں۔

سید چراغ اکبر شاہ - جناب والا' وزیر قانون نے یقین دہانی کرائی تھی کہ امن عامہ کی صورت حال پر بحث کے لئے دو دن مخصوص کئے جائیں گے۔ انہوں نے یہ یقین دہانی ایوان میں کرائی تھی۔

وزیر قانون -اجازت ہے جناب والا؟

جناب سپیکر-جی .....

وزیر قانون -جناب والا میں نے 14 مارچ کا دن امن عامہ کی صورت حال پر بحث کے لئے مختص کروایا تھا' جناب والا موجود تھے اور جناب والا کے اصرار اور خصوصی حکم کے باوجود بھی ہمارے حزب اختلاف کے ایک بھائی نے کورم کی نشان دہی کر کے اس دن کا اجلاس نہیں ہونے دیا تھا اب چند ایک عملی مشکلات ہوتی ہیں' اس دن اگر اجلاس ہو جاتا تو بہت سارے معزز اراکین بول سکتے تھے' اس دن میں نے ان کی خدمت میں گزارش بھی کی کہ آج امن و امان پر بحث ہونی ہے تو مہربانی کر کے جس دن امن عامہ پر بحث ہو اور غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن ہو اس دن کورم پر اعتراض نہ کیا جائے اس سے تو حکومت گریز کرتی ہے کیونکہ امن و عامہ میں تو خاص طور پر حکومت پر نکتہ چینی ہوتی ہے' ہم تو اس کو (Wel Come) خوش آمدید کر رہے ہیں تو آپ اس پر کیوں اعتراض کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود انہوں نے کورم پر اعتراض کیا اس کے باوجود جناب والا نے بھی اصرار فرمایا تھا اور اس دن اجلاس کو ملتوی کرنا پڑا۔ اب صورتحال یہ ہے جناب والا کہ کل CCI کی میٹنگ ہے اور وزیر اعلیٰ نے اس ضروری میٹنگ ہے اور وزیر اعلیٰ نے اس ضروری میٹنگ میں شرکت کرنی ہے اور ان کا اس امن و امان کی بحث کو Wind Up کرنا میں سمجھتا ہوں کہ بے حد اہمیت کا حامل ہے۔ اور اس سارے ہاؤس کا وزیر اعلیٰ کے خیالات سے اس موضوع پر آگاہ ہونا ضروری ہے۔ اب رمضان المبارک کی وجہ سے معزز اراکین کی خواہش ہے کہ کل اس اجلاس کو ملتوی بھی کر دیا جائے۔ تو یہ صورتحال ہے میں نے حسب وعدہ 14تاریخ کا دن رکھا تھا اور آج یہ

دوسرا دن بھی امن و امان کیلئے رکھا ہے۔ اگر وزیر اعلیٰ صاحب کو موجودہ صورتحال میں CCI کی میٹنگ کیلئے نہ جانا پڑتا تو ہم نے یہ رکھا ہوا تھا کہ پہلے ہم آج قانون سازی کرتے پھر امن و امان کی صورت حال پر بحث کرتے' کل اور بھی ہم امن و عامہ پر بحث کر کے اسے Final Wind Up کریں گے۔ یہ صورتحال ہے میں نے جو Commitment کی تھی اس سے پھر پیچھے ہٹنے کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ میں نے 14 تاریخ کا دن بھی دیا تھا اور آج کا دن بھی ہم دے رہے ہیں۔ اور آپ کی خدمت میں بھی گزارش کرتا ہوں کہ آج کا دن جو ہے اس میں امن و عامہ پر قائد حزب اختلاف نے بھی بات کرنی ہے' جناب وزیر اعلیٰ نے بھی بات کرنی ہے اور معزز اراکین بھی بات کرنا چاہتے ہیں تو تحاریک استحقاق بھی ہیں ان پر اگر نسبتاً" کم وقت لگا دیا جائے اور تحاریک التوائے کار بھی جلدی سے نمٹا لئے جائیں اور ایسی بحث تمحیص جس سے بلاوجہ ہاؤس کا وقت ضائع ہونے کا احتمال ہو اس سے بھی اگر احتراز کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو کام ہم دو دنوں میں کر سکتے تھے وہ ہم ایک دن میں بھی کر سکتے ہیں۔ شکریہ جناب والا۔

رانا ثناء اللہ خان۔جناب والا میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جو وزیر قانون نے یہ فرمایا ہے کہ انہوں نے 14 تاریخ کے متعلق میں نے کہا تھا اور وہ دن امن و عامہ پر بحث کے لئے رکھا گیا تھا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ تمام معزز ممبران اس بات سے آگاہ ہوں گے کہ جس دن یہ بات ہوئی تھی اس دن وزیر قانون نے 14 تاریخ کا بالکل ذکر نہیں کیا تھا بلکہ صرف یہ بات ہوئی تھی کہ دو دن امن عامہ پر بحث کے لئے مخصوص کئے جائیں گے۔ امن و عامہ پر اور جہاں تک 14 تاریخ کا امن عامہ کی بحث کیلئے دستیاب نہ ہونا بنتا ہے تو اس میں جناب والا ہمارا کوئی قصور نہیں ہے۔ اس دن جو صورتحال تھی اس کی میں نے اس دن بھی وضاحت کی تھی اس میں بھی حکومت کا ہی دخل تھا کہ اس دن کورم پورا نہ ہو سکا تھا ان کی عدم دلچسپی کی وجہ سے' میں گزارش کروں گا کہ لاء منسٹر صاحب کی اس دن کی Commitment جو انہوں نے ایوان میں دی تھی اس کو آج انہوں نے دوسری طرح بیان کیا ہے جس سے Crisis of Confidence بڑھتا ہے اور میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ لاء منسٹر صاحب نے یہ غلط کہا ہے لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ اس ہاؤس کے تقدس کیلئے اور وہ جو Crisis of Confidence ہے اسے ختم کرنے کے لئے اور محترم وزیر قانون کی باتوں پر اعتماد بحال کرنے کیلئے ہر اجلاس میں ایک دن کے لئے وزیر قانون کو بطور سزا یہ حکم دیا جائے کہ وہ سچ بولا کریں اور سچ کے سوا کچھ نہ بولا کریں اور اس سچ پر سختی سے عملدرآمد کروانے کیلئے ایک کمیٹی مقرر کی جائے اور اس کا اہتمام کیا

جائے کہ وزیر قانون اجلاس کے دوران کم از کم ایک دن ضرور سچ بولا کریں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر۔ آپ کی تجویز تو رانا صاحب میری سمجھ میں نہیں آئی لیکن آپ مسلسل شرارت پر آمادہ نظر آتے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب نے یہ ٹھیک کہا ہے کہ انہوں نے 14 تاریخ کا دن امن عامہ کی صورت حال پر بحث کیلئے مخصوص کیا تھا۔ اور 14 تاریخ کو جناب نے ہی ہاؤس کی کارروائی آگے نہیں بڑھنے دی۔ کورم کو آپ نے پوائنٹ آؤٹ کیا باوجود کہ امن عامہ کی صورتحال پر بحث تھی آپ مصر رہے اور آپ نے کورم کو پوائنٹ آؤٹ کیا اور اجلاس ملتوی ہو گیا۔ تو یہ بات وزیر قانون کی درست ہے اور آج کا دوسرا دن امن عامہ صورتحال پر بحث کیلئے ہے۔ آپ کی اس بات سے میں اتنا اتفاق کرتا ہوں کہ امن عامہ کی صورتحال پر بحث کیلئے دو دن مخصوص ہونے تھے 14 کا جو دن تھا اس دن سینٹ کا الیکشن تھا اور سینٹ کے الیکشن کے دن ظاہر ہے ممبران نے تو یہاں حاضر نہیں ہونا تھا انہوں نے تو ووٹ دینے تھے اور اپنے گھروں کو چلے جانا تھا تو یہ دو Clear دن اس میں ہونے چاہئیں تھے جو اس انداز میں نہیں ہوئے بہرحال دو دن مخصوص ہوئے ایک 14 کا دن اور ایک آج کا دن اس میں قائد حزب اختلاف امن عامہ کی صورتحال پر بحث کا آغاز کریں گے۔ میں اس میں کوشش یہ کروں گا کہ جتنے بھی معزز ممبر زیادہ سے زیادہ اس پر بولنا چاہیں وہ بولیں' اور اس کے بعد قائد ایوان آج ہی اس کو Wind Up کریں گے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال۔ جناب والا میری ایک تحریک استحقاق تھی؟

جناب سپیکر۔ جی تحاریک استحقاق کو ہم Take Up کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ تحاریک استحقاق کے وقت اس پر بحث نہیں ہوئی۔ تحاریک استحقاق کا ٹائم شروع ہو چکا ہے۔

میاں منظور احمد موھل۔ جو وزیر قانون نے جو بیان دیا ہے اس پر بات کر لیتے

جناب سپیکر۔ میں اس پر بات کر رہا تھا تو درمیان میں یہ بات شروع ہو گئی۔ ملک صاحب آپ کس تحریک استحقاق کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں؟ میں دیکھتا ہوں ابھی ایک دوسری تحریک استحقاق زیر غور ہے۔ نمبر24 اور 41 جو کہ پی سی ایس آفیسرز کے بارے میں ہے یہ زیر غور ہے۔ یہ جو دو تحاریک استحقاق ہیں ان کے بارے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں ہماری وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی بات ہوئی ہے' پراچہ صاحب آپ بھی سنیں میاں صاحب آپ بھی سنیں اور باقی سارے دوست بھی سنیں کہ یہ بڑی اہمیت کی حامل ہے جس میں سے ایک پر26 معزز اراکین اسمبلی کے دستخط ہیں

اور جو دوسری تحریک استحقاق ہے وہ بھی پانچ چھ ممبروں کی طرف سے ہے تو اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی ہماری بات ہوئی ہے اور چیف سیکرٹری صاحب اور وزیر قانون صاحب سے بھی آج ہی اس سلسلے میں میری بات ہوئی ہے شاہ محمود قریشی صاحب نہیں ہیں اور ان کی موجودگی میں مثبت انداز میں اس پر کیسے پیش رفت ہو گی۔ تو وزیر قانون نے اب جو تجویز کیا ہے اس پر میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم اس مسئلے کو مثبت انداز میں سلجھانے کیلئے اور اس کو حل کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دیں' جس میں اس تحریک استحقاق کے محرکین میں سب کچھ لوگوں کو شامل کیا جائے اور لاء منسٹر صاحب اس میں شامل ہوں اور اس میں پنجاب اور پنجاب اور پی سی ایس ایسوسی ایشن کے جو دو سینئر ترین عہدے دار ہیں وہ اس میں شامل ہو جائیں اور آپ بیٹھ کر اس مسئلے کی چھان بین کریں جو پنجاب اسمبلی کی سفارشات ہیں' ان کو بھی دیکھیں' موجودہ حالات کو بھی دیکھیں' فریقین کا نقطہ نظر بھی سنیں اور اس کا آپ ایک مکمل اور جامع حل تلاش کریں اور اس اسمبلی کو اس بارے میں آپ بتائیں۔

میں اس سلسلے میں تجویز کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر قانون اس کمیٹی کے کنوینر ہو جائیں۔ جناب میاں منظور احمد موحل صاحب فرید احمد پراچہ صاحب غلام حیدر خان کھچی تاج محمد خانزادہ صاحب اس کے محرکین میں ہیں۔ ان کو اس میں شامل کر لیا جائے۔ محرکین میں سے یہ چار صاحبان ہو گئے اور پانچویں وزیر قانون معتمد اعلیٰ پنجاب اور اضافی معتمد اعلیٰ پنجاب اور دو PCS Association کے سینئر عہدے دار ایک President ہیں اور ایک سینئر عہدیدار ملک جہانگیر خان ہیں' ان کو شامل کیا جاتا ہے۔ ایک اپوزیشن کی طرف سے اس میں شامل کرنا چاہوں گا۔ آپ میں سے کون شامل ہونا چاہیں گے جو اس میں معاونت کرنا چاہیں گے؟ ---- غلام سرور خان صاحب کو اس میں شامل کر لیا جائے۔ تو یہ ایک کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے۔ یہ کمیٹی اگلے اجلاس تک ایوان میں اس کی رپورٹ پیش کرے گی۔ (تجویز منظور کی گئی)

میاں شہباز احمد۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جب میاں نواز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب تھے تو سردار نصر اللہ خان دریشک وزیر قانون تھے۔ اس وقت بھی پی سی ایس افسران کے معاملے پر ایک کمیٹی بنی تھی۔ وہ کمیٹی پانچ چھ ماہ کام کرتی رہی۔ اب تک اس کی کیا رپورٹ مرتب ہوئی اور انہوں نے کیا فیصلہ کیا۔ اس کو سامنے رکھ کر اگر آپ دیکھیں گے تو زیادہ بہتر نتائج نکلیں گے۔

جناب سپیکر۔ کوئی ایسی کمیٹی ایوان میں تو نہیں بنی تھی۔

میاں شہباز احمد۔وہ ایوان میں بنی تھی۔

جناب سپیکر۔اس انداز میں ہاؤس میں کوئی کمیٹی نہیں بنی تھی۔ اس انداز میں جو ہم کمیٹی آج بنا رہے ہیں۔ اس سطح کی کوئی کمیٹی یہاں ہاؤس میں نہیں تھی۔ جب 1985ء میں یہ بات پیش ہوئی تھی' تو سردار زادہ ظفر عباس کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنی تھی جس نے سفارشات پیش کی تھیں اور ان سفارشات کو اسمبلی نے قبول کر لیا تھا۔

میاں شہباز احمد۔تو ان سفارشات کو سامنے رکھا جائے۔

جناب سپیکر۔وہ سفارشات تو ان کے سامنے ہوں گی' وہ تو تحریر شدہ ہیں۔ اس میں کیا جھگڑا ہے؟

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال۔جناب سپیکر' کتنے افسوس کی بات ہے کہ جو کمیٹی پچھلی اسمبلی میں بنائی گئی تھی' اس کا فیصلہ اب ہو گا۔ کہیں ایسا تو نہیں ہو گا کہ جو کمیٹی اب بنائی جا رہی ہے' اس کا فیصلہ اگلی اسمبلی میں جا کر کیا جائے گا؟

جناب سپیکر۔نہیں' اس بارے میں تو واضح طور پر یہ کہہ دیا گیا ہے کہ یہ اپنی رپورٹ اگلے اجلاس میں پیش کرے۔

اب تحاریک استحقاق کر لیتے ہیں۔

جناب غلام سرور خاں۔جناب والا' میری تحریک استحقاق نمبر11 ملتوی ہو گئی تھی۔ غالباً" اجلاس ملتوی ہو جائے گا۔ اس پر جو فیصلہ کرنا ہے' آج کر دیا جائے۔

جناب سپیکر۔اس پر فیصلہ کرتے ہیں۔ ملک اقبال احمد خان لنگڑیال صاحب کی تحریک استحقاق نمبر44 ہے۔

پولیس ٹرک ڈرائیور کی لاپرواہی

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال۔میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ آج مورخہ 13 مارچ 1991ء کو میں اسمبلی کے اجلاس میں شریک تھا تقریباً" 8 بجے شب مجھے اجلاس کے دوران اطلاع ملی کہ اسمبلی حدود کے اندر ایک پولیس کا ٹرک اتنی تیزی سے داخل ہوا کہ جہاں میری گاڑی پجارو کھڑی ہے اس کے ساتھ اسمبلی کے ایک اور رکن میاں امجد

حیات جوئیہ کی گاڑی کے ساتھ ٹکرایا اور میری گاڑی کے پچھلے حصہ پر ٹکر مار دی اور اس حادثہ کے بعد ڈرائیور جلدی سے تیز رفتاری کے ساتھ ٹرک کو لے کر بھاگ گیا۔ میری گاڑی کا پچھلا حصہ بری طرح برباد ہو گیا ہے اور امجد جوئیہ صاحب کی گاڑی میں بھی ڈینٹ پڑ گئے ہیں۔ پولیس اسمبلی کی حدود میں ارکان اسمبلی کی گاڑیوں کی حفاظت کے لئے متعین کی جاتی ہے مگر پولیس کی لاپرواہی کے باعث ہماری گاڑیاں برباد کر دی گئی ہیں۔ ٹرک ڈرائیور حادثہ کے بعد اتنی تیزی سے بھاگا کہ اس کا نمبر بھی نہ پڑھا جا سکا۔ ہمارے ڈرائیور اس بات کے شاہد ہیں کہ وہ حادثہ کے بعد بھاگ گیا۔ آج ہماری گاڑیوں پر ٹرک چڑھا دیا ہے کل وہ ارکان اسمبلی پر ٹرک چڑھا دیں گے۔ یہ سب واقعہ چونکہ اسمبلی کی حدود کے اندر ہوا ہے اس لئے پولیس کی لاپرواہی کے باعث نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق بری طرح مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر' جب ہم اسمبلی حدود میں داخل ہوتے ہیں تو ہمیں یہ احساس ہوتا ہے کہ یہاں ہمیں جان و مال دونوں کا تحفظ ملے گا۔ ہم یہاں اپنی گاڑیاں اس لئے کھڑی کرتے ہیں کہ یہاں ان کی حفاظت صحیح طریقے سے کی جاتی ہے۔ اگر پولیس والے ہی اٹھ کر ہماری گاڑیوں کو نقصان پہنچائیں تو ہم کہاں جا کر یہ بتائیں گے کہ ہمارے ساتھ اسمبلی میں بھی یہ حشر ہوتا ہے۔ جناب والا' ابھی دو دن امن عامہ پر بحث کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس بحث کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے جب پولیس والے ارکان اسمبلی کا یا ان کی گاڑیوں کا تحفظ نہیں کر سکتے تو پھر ممکن ہے کہ یہ پولیس والے باہر بھی ایسے ہی تحفظ کرتے ہوں گے۔ جناب والا' ٹرک ڈرائیور کے خلاف پرچہ درج کروا دیا گیا۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ چھ سات دن گزرنے کے بعد بھی آج تک اس ٹرک ڈرائیور کا پتا نہ چل سکا اور نہ ہی ٹرک کا پتا چل سکا کہ وہ کون تھا' کہاں گیا اور کدھر سے آیا۔ وہ ٹرک ڈرائیور اتنی تیز رفتاری سے آیا کہ میرے خیال میں وہ یقیناً" ہوش میں نہ تھا یا اس نے کچھ پی رکھا تھا یا وہ اناڑی تھا جسے ٹرک چلانے کا لائسنس جاری کیا گیا۔ انہیں پتا کرنا چاہئے تھا کہ وہ ٹرک ڈرائیور کون ہے' ٹرک کہاں لے کر گیا۔ میں جب باہر نکلا تو مجھے یہ بتایا گیا کہ اس ٹرک کے بارے میں پتا ہی نہیں چلتا کہ وہ کیا تھا' کہاں گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کی اتنی لاپرواہی کے خلاف ایکشن لینا چاہئے۔ اگر Accident کر کے بھاگ جاتے ہیں تو پھر پولیس اور ایک چور میں کیا فرق رہ جاتا ہے؟ چور بھی چوری کر کے دوڑ جاتا ہے اور پولیس والے بھی Accident کر کے دوڑ جاتے ہیں تو پھر ان میں فرق کیا ہوا؟ پولیس والے ہی اتنی لاپرواہی کریں۔ ان کے چند ایک تو ٹرک ہیں۔ ان میں سے وہ

تلاش کر سکتے ہیں کہ کون سا ٹرک تھا جس نے یہ وقوعہ کیا۔ جناب والا' میری یہ استدعا ہو گی کہ میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور مکمل چھان بین کی جائے کہ یہ وقوعہ کیوں ہوا۔ شکریہ۔

ملک محمد عباس کھوکھر۔(پارلیمانی سیکرٹری) جناب سپیکر میں اس بارے میں گزارش کرونگا کہ مورخہ 14-3-91 کو ملک صاحب کی رپورٹ کے مطابق تھا قلعہ گوجر سنگھ میں مقدمہ زیر دفعہ 279, 427 درج کر کے تفتیش کی جا رہی ہے۔ جہاں تک ڈرائیور کی تلاش کا تعلق ہے میں یہ گزارش کرونگا کہ اس میں ملک صاحب نے کسی ٹرک کا کوئی نمبر نہیں دیا کہ فلاں نمبر کا ٹرک تھا تاکہ اس کے مطابق ڈرائیور کو شناخت کر لیا جاتا۔ اس پر تفتیش کی جا رہی ہے۔ ایک سب انسپکٹر تفتیش کر رہا ہے۔ جتنے پولیس ٹرک یہاں ڈیوٹی پر آئے تھے۔ ان سب کی انہوں نے پڑتال کی ہے۔ ابھی تک ان کو اس ڈرائیور کا سراغ نہیں ملا۔ جب بھی پتہ چل گیا اس کا چالان عدالت میں پیش کر دیا جائے گا۔ اور نہ ملک صاحب نے اسی کے متعلق کوئی نشان دہی کی ہے نہ ان کے ڈرائیور نے کچھ بتایا ہے کہ فلاح ٹرک ڈرائیور تھا یا فلاں نمبر ٹرک تھا کئی پولیس ٹرک یہاں ڈیوٹی پر آئے تھے پتا نہیں پولیس کا تھا یا کسی اور محکمہ کا بہرحال اس سلسلے میں مقدمہ درج کر کے تفتیش کی جا رہی ہے۔ ملک صاحب کی تسلی کے مطابق ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کو تلاش کر کے ضرور چالان کروائیں گے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال۔جناب والا۔ پولیس نے پرچہ درج کرنے میں بھی لیت و لعل کیا چونکہ یہ اسمبلی میں وقوعہ ہوا تھا اس لئے پولیس نے مجبوراً" پرچہ درج کیا۔ تو جناب والا۔ یہاں پارلیمانی سیکرٹری صاحب مجھے ملے اور انہوں نے وعدہ کیا کہ جناب ٹرک بھی مل گیا ہے اور ڈرائیور کا بھی پتا چل گیا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اگر لاء منسٹر وزیر قانون کچھ کہتے ہیں تو معذرت کے ساتھ میں کہونگا کہ وہ بھی غلط بیانی کرتے ہیں۔ اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب کوئی بات کرتے ہیں تو وہ بھی سچائی پر مبنی نہیں ہوتی۔ تو پھر جناب والا۔ یہ سچائی کہاں سے لائیں؟ یہ کچھ اور کرتے ہیں۔ اندر بات اور کرتے ہیں۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ فرمائیں گے کہ انہوں نے مجھے نہیں بتایا تھا کہ ٹرک کا بھی پتا چل گیا ہے اور ڈرائیور کا بھی پتا چل گیا ہے۔ جناب والا۔ ایسی باتیں ایوان میں ذمہ داری کے ساتھ کرنی چاہئیں اور غیر ذمہ داری کا ثبوت نہیں دینا چاہئے۔

ملک محمد عباس کھوکھر۔(پارلیمانی سیکرٹری)۔ جناب والا۔ میں نے ملک صاحب کو کسی جگہ یہ نہیں

کہا کہ ٹرک کا پتا چل گیا ہے۔ میں نے ان کو یہی کہا تھا کہ آپ نے ٹرک کا نمبر نہیں دیا۔ مقدمہ درج ہو چکا ہے۔ رپورٹ ہمارے پاس آ چکی ہے یہ معاملہ ایکسیڈنٹ کا ہے اس میں آپ کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔ اسے ہم تلاش کر رہے ہیں۔ جب بھی وہ مل جائے گا آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ آپ کو کوئی پتا ہے تو آپ نشاندھی کر دیں۔ جہاں تک پرچہ درج کرنے کا تعلق ہے کوئی لیت و لعل نہیں کیا گیا 14 تاریخ کو انہوں نے رپورٹ کی اور 14 تاریخ کو ہی تھانے میں مقدمہ درج ہو گیا۔ جہاں تک میرے کہنے کا تعلق ہے میں نے کسی وقت بھی ان سے یہ نہیں کہا کہ ٹرک کا پتا چل گیا ہے اگر ڈرائیور کا پتا چل جاتا تو ہم اس کا چالان کیوں نہ کرتے۔ باقی انہوں نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ میری گاڑی کا پچھلا حصہ تباہ ہو گیا ہے۔ میں گزارش کرونگا کہ آپ ذرا کسی معزز رکن کو مقرر کر کے پتا کرا لیں کہ وہ تباہی کتنی ہوئی ہے ایک معمولی سا ڈینٹ ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم ملک صاحب کا احترام کرتے ہیں اور ان کو تسلی دلاتے ہیں کہ جب بھی یہ آدمی ملا اس کا چالان کر دیا جائے گا۔ لیکن یہ کہہ رہے ہیں کہ مجھے پارلیمانی سیکرٹری نے باہر بتایا کہ وہ آدمی مل گیا ہے' قطعاً" اس کی تردید کرتا ہوں میں نے یہ بات نہیں کہی اور انہوں نے ہاؤس میں یہ غلط بیانی کی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ انہوں نے مجھے نہ ٹرک کا نمبر دیا اور نہ انہوں نے کچھ بتایا ہے اور اس میں ان کا استحقاق کس طرح مجروح ہوتا ہے مجھے یہ سمجھ نہیں آئی۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال۔جناب والا۔ ویسے یہ میرے بڑے بھائی ہیں ----

ملک جلال دین ڈھکو۔پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ملک جلال دین ڈھکو صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

ملک جلال دین ڈھکو۔جناب سپیکر۔☆☆☆

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆
☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆
☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆
☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

میاں محمد امجد جوئیہ۔پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔میاں محمود امجد جوئیہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں محمد امجد جوئیہ۔جناب والا۔ جیسے ملک صاحب کی گاڑی کو نقصان ہوا ہے ویسے میری گاڑی کو بھی نقصان ہوا ☆☆☆

میاں منظور احمد موھل۔پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ اس بارے میں میں سمجھتا ہوں کہ ملک اقبال خاں لنگڑیال۔ میاں محمد امجد جوئیس ملک جلال دین ڈھکو ان سب کے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے ذاتی مراسم ہیں۔ میں اس کو جانتا ہوں اور یہ محض پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے چھیڑ خانی کر رہے ہیں۔

راجہ خلیق اللہ خاں -جناب والا۔ اس میں پردہ نشینوں کے نام آتے ہیں اس لئے یہ نہیں بتا رہے۔

جناب سپیکر۔راجہ خلیق اللہ خاں صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کیا فرما رہے تھے؟

راجہ خلیق اللہ خاں۔جناب۔ ان کو علم ہے کہ کون کون سے ملزم ہیں۔ لیکن ان میں چند پردہ نشینوں کے نام آتے ہیں لہٰذا یہ وہ نام نہیں بتا رہے۔

جناب سپیکر۔میرے خیال میں ہمیں اس تحریک استحقاق کو Dispose of کرنا چاہئے اور اس پر زیادہ Debate نہیں ہونی چاہئے۔

میاں منظور احمد موھل۔پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔موھل صاحب! اس تحریک استحقاق پر کتنے پوائنٹ آف آرڈر ہونے چاہیں۔

میاں منظور احمد موھل۔جناب سپیکر! میں یہ عرض کرونگا کہ یہ بڑا معزز ایوان ہے۔ اس میں اس طرح کی باتیں نہیں ہونی چاہئیں اور کیونکہ انہوں نے غلط کہا ہے اگر یہ باتیں مذاق میں بھی ہوئی ہیں تو یہ الفاظ حذف ہونے چاہئیں آنے والی نسلیں کیا کہیں گی کہ اس ہاؤس میں ایک دوسرے کے ساتھ کس طرح مذاق کیا جاتا ہے۔ تو میری یہ آپ سے مودبانہ گزارش ہے کہ اس کو حذف کر دیا جائے۔

جناب سپیکر۔یہ تجویز جائز ہے۔ یہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے الفاظ' ملک جلال دین ڈھکو صاحب' میاں محمد امجد جوئیہ صاحب اور ملک اقبال خاں لنگڑیال صاحب ان کے آپس میں Conversation کے جو الفاظ یہاں آئے ہیں ان کو حذف کیا جاتا ہے۔

ملک سرفراز احمد۔جناب والا۔ چوھدری صداقت علی صاحب کے الفاظ بھی حذف کر دیں تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر۔جی۔ چوھدری صداقت علی صاحب کے الفاظ بھی حذف کئے جاتے ہیں۔

پراچہ صاحب! میرے خیال میں اب ہمیں آگے بڑھنا چاہئے۔

جناب فرید احمد پراچہ۔جناب والا۔ صرف اتنی گزارش ہے کہ ملک جلال دین صاحب نے یہ بتایا ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے ان کو نام بتا دیئے تھے۔ تو ان سے گزارش ہے کہ وہ ہمیں نام بتا دیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال۔جناب والا۔ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ملک صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ کہونگا کہ وہ اس مسئلے میں لاء منسٹر صاحب کے ساتھ بھی ایک میٹنگ کریں اور متعلقہ افسران سے بھی ایک میٹنگ کریں اور کل ایک جامع جواب اس کے بارے میں اس ہاؤس میں دیں۔ میں اس تحریک استحقاق کو ملتوی کرتا ہوں اور کل معزز پارلیمانی سیکرٹری اس بارے میں ایک مکمل اور جامع جواب ہاؤس میں دیں گے۔

چوھدری اصغر علی گجر۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ 8 دسمبر 1990ء کو ضلع بھکر کے تھانہ دلے والا میں ایک پرچہ کے تحت اصل ملزمان کے برعکس مقامی پولیس نے دو ایسے افراد کو گرفتار کر لیا جو ایف - آئی - آر میں ملزم نہیں تھے دونوں افراد کی رہائی کے لئے میں نے ڈی - ایس - پی ہیڈ کوارٹر بھکر سے رابطہ کیا جنہوں نے مقامی ایس - ایچ - او فرحت بھٹی اور اے - ایس۔ آئی محمد انور خان کو ہدایت کی کہ وہ حبس بے جا میں رکھے ہوئے افراد کو رہا کر دیں۔ اس کے بعد میں خود تھانہ پہنچ کر ایس - ایچ - او سے ملا۔ مگر ایس - ایچ - او نے صریحاً" غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے کہا کہ ملزم اس کے زیر حراست نہیں ہیں حالانکہ دونوں افراد ایس - ایچ - او نے ناجائز طور پر حبس بے جا میں رکھے ہوئے تھے دو دن بعد میں پھر ایس - پی بھکر سے ملا جن کے مداخلت پر حبس بے جا میں رکھے گئے افراد رہا کئے گئے اس دوران ہر دو افراد کو بے جا پولیس تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ اے - ایس - آئی انور خان اور ایس ایچ او فرحت بھٹی نے مبینہ طور پر مذکورہ افراد سے بھاری رشوت وصول کرنے کے لئے مجھ سے غلط بیانی کی اور دھوکہ کیا اور چند ہزار روپوں کی خاطر مجھے تین دن تک مسلسل پریشان رکھا جس سے میرا اور پورے ایوان

کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ میری تحریک استحقاق منظور کر کے استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔

اس میں گزارش یہ ہے کہ میں تقریباً" ایک سو میل کا سفر طے کرنے کے بعد بھکر پہنچا اور تھانہ دلے والا گیا۔ تھانیدار سے جب میں نے بات کی تو انہوں نے مجھے ان دو افراد کی وہاں پر موجودگی سے انکار کیا میں نے اسے الگ لے جا کر یہ عرض کیا کہ اگر آپ نے ان افراد کو اس خوف سے کہیں چھپا رکھا ہے کہ یہاں پر کوئی چھاپہ پڑ جائے گا یا پھر کوئی اور وجہ ہے تو مجھے بتا دیں ملزمان مجھے دے دیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ ان افراد کو میرے حوالے کر دیں۔ لیکن اس نے اس بات سے صاف انکار کر دیا کہ میرے پاس وہ افراد نہیں ہیں میں تھانے سے باہر ہی نکلا تھا کہ اس تھانے کے سامنے والے ہوٹل کا ایک شخص انہیں کھانا دے کر آیا اور جس کمرے میں میں بیٹھا ہوا تھا اس کمرے سے ملحقہ کمرے میں وہ دونوں افراد موجود تھے چنانچہ مجھے دوبارہ یہ ہمت نہ ہوئی کہ میں تھانیدار کے پاس جاؤں اور اس سے کہوں کہ وہ افراد تو وہاں پر ہی ہیں۔ چنانچہ میں ایس - پی کے پاس گیا جہاں مجھے ان کو تلاش کرنے میں کچھ دیر بھی لگی ایس - پی صاحب نے ٹیلیفون کے ذریعے ایس - ایچ - او کو کہا پھر اس نے ان دو افراد کو وہاں سے رہا کیا۔ تو اس طرح اس شخص نے انتہائی غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے میرے استحقاق کو مجروح کیا ہے حالانکہ اسے یہ نہیں کرنا چاہئے تھا مجھے بتا دینا چاہئے تھا بلکہ ان افراد کو میرے حوالے کر دینا چاہئے تھا جناب والا ان افراد کا تو ایف - آئی - آر میں نام تک نہیں تھا۔ میں نے اسے اپنا تعارف کروایا تھا بلکہ اس کے ایس - پی نے میرا تعارف کروایا تھا کہ یہ کے ایم - پی اے چوہدری اصغر علی گجر آ رہے ہیں انہیں یہ افراد دے دینا بلکہ انہوں نے تو یہ کہا تھا کہ ان افراد کو بھجوا دیا جائے۔ میں خود وہاں تھانہ پر پہنچا اس کے باوجود اس شخص نے انتہائی غلط بیانی سے کام لیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس نے بڑی ہی زیادتی کی ہے اور حماقت کی ہے اسے یہ نہیں کرنا چاہئے تھا کہ وہ اس حد تک غلط بیانی سے کام لیتا کہ وہ صرف ان دو افراد کو چھپانے کیلئے مجھ سے یہ جھوٹ بولتا۔ میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے یہ میری ذات سے متعلقہ ایک انتہائی اہم تحریک ہے۔ تھانیدار نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے اس کا یہ فرض بنتا تھا کہ وہ مجھ سے سچی بات کرتا اور ان افراد کو میرے حوالے کر دیتا۔ شکریہ۔

پارلیمانی سیکرٹری -جناب سپیکر - اس معاملے میں جو رپورٹ موصول ہوئی ہے اس کے مطابق ایک

شخص مسمی عبدالعزیز کی رپورٹ پر دو آدمیوں کے خلاف سرقہ اور حدود کا مقدمہ درج کیا گیا جس میں ان کو شامل تفتیش کیا گیا۔ چودھری صاحب وہاں تشریف لے گئے ان کے رشتہ دار بھی ان کے ساتھ تھے انہوں نے کہا کہ یہ ملزمان میرے عزیز ہیں اور انہوں نے کہا کہ ان افراد کی جو گرفتاری ہے اس کو التواء میں رکھا جائے میں ان کی صلح کرا دوں گا چنانچہ کافی دنوں کے بعد جب چودھری صاحب دوبارہ وہاں تشریف نہ لے گئے تو انہوں نے ایک ملزم کو پکڑ کر اس مقدمہ میں گرفتار کیا اور ابتدائی تفتیش کے دوران تھانے والوں نے اس سے 27 ہزار روپے بھی برآمد کئے اس کے بعد اس کا چالان عدالت میں پیش کر دیا گیا اور دوسرے ملزم کے خلاف دفعہ 88,87 کی کارروائی کر کے اس کو اشتہاری ملزم قرار دے دیا گیا چنانچہ چودھری صاحب کے کہنے کے مطابق اور اس رپورٹ کے مطابق اس تھانیدار نے کہا کہ اس نے کسی دیگر شخص کو نہ حبس بے جا میں رکھا ہے نہ کسی پر کوئی تشدد کیا ہے نہ کسی سے رشوت طلب کی ہے اگر کسی فرد سے ہم نے رشوت لی ہو تو وہ ہمارے خلاف درخواست دیکر کارروائی کر سکتے ہیں - جناب والا جہاں تک باقی ملزمان کا حبس بے جا میں رکھنے کا تعلق ہے تو میں عرض کرتا ہوں کہ مقدمہ اب عدالت میں جا چکا ہے اس میں ایک ملزم اشتہاری ہے اور اس ملزم کو اس وقت صرف چودھری صاحب کے کہنے پر گرفتار نہیں کیا گیا تھا تو جناب والا نہ چودھری صاحب نے ان آدمیوں میں کوئی صلح کروائی اور نہ ہی انہوں نے وہاں ان سے دوبارہ کوئی رابطہ کیا ایک ملزم کو پولیس نے گرفتار کیا اور دوسرا ملزم ابھی تک پیش نہیں ہوا لہذا میں یہ گزارش کروں گا کہ چونکہ مقدمہ عدالت میں زیر سماعت ہے اور اس میں ان کا کوئی استحقاق نہیں بنتا لہذا اس تحریک استحقاق کو مسترد فرمایا جائے۔

چودھری اصغر علی گجر۔جناب سپیکر۔ مجھے اس مقدمے پر نہ کوئی اعتراض ہے اور نہ ہی اس سے میرا کوئی سروکار ہے اور نہ ہی میں یہ چاہتا ہوں کہ ان ملزمان کا کیوں چالان کیا گیا ہے اور نہ میرا ملزمان سے کوئی واسطہ ہے - میں تو یہ گزارش کر رہا ہوں کہ وہ دو افراد تھانے میں موجود تھے اور ان کی موجودگی کے باوجود ایس ایچ او نے مجھ سے غلط بیانی کی کہ وہ افراد تھانے میں نہیں ہیں جبکہ وہ لوگ اس وقت تھانے میں موجود تھے اس کا فرض بنتا تھا کہ وہ میرے سامنے یہ بات نہ کہتا - میں ملزمان کی بات نہیں کر رہا ہوں ملزمان کا وہ چالان کریں یا نہ کریں انہیں جیل بھیجیں یا نہ بھیجیں - انہوں نے اصل ملزم کو پکڑنے کی بجائے ویسے ہی دو افراد کو پکڑ رکھا تھا جن کا ایف آئی آر میں نام نہیں تھا -

میں ایف آئی آر میں درج شدہ ملزمان کی بات نہیں کرتا ہوں اور نہ ہی میں ان کی گرفتاری کی بات کرتا ہوں میں تو یہ بات کرتا ہوں کہ ایس ایچ او نے ایک ایم پی اے کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ اس سے کیا بات کی اور اسے کیا بات کہی اور اس نے ان افراد کے بارے میں صحیح بات بتانے کے بجائے جھوٹ بولا غلط بیانی کی تو جناب والا اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا وہ آدمی تھانے میں موجود تھے اس وقت مجھے تھانے سے باہر نکل کر پتہ چل گیا تھا کہ جس کمرے میں میں ایس ایچ او سے بات کرتا رہا اس سے ملحقہ کمرے میں وہی دو آدمی موجود تھے میں نے اس وقت یہ مناسب نہیں سمجھا کہ میں کوئی زبردستی کروں یا تھانیدار سے کوئی ایسی بات کروں حتیٰ کہ مجھے ہیڈ آفس میں ایس پی صاحب کو بتانا پڑا کہ جناب والا وہاں پر دو آدمیوں کو ویسے ہی انہوں نے پکڑ رکھا ہے میں تو ان ملزموں کی بات ہی نہیں کرتا جن کے بارے میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے اپنا بیان دیا ہے۔ میں پھر بھی کہتا ہوں کہ واقعی جن کے خلاف مقدمہ تھا میں ان ملزموں کی بات نہیں کرتا نہ میں نے ان ملزموں کو چھوڑنے کیلئے کہا میں تو کہتا ہوں کہ جو مجھ سے برتاؤ ہوا جو مجھ سے تھانیدار کی بات ہوئی میں تو اس کی بات کر رہا ہوں اگر اس کا ان کے پاس کوئی ثبوت ہے تو پھر وہ اس کی بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری جناب سپیکر فاضل رکن نے اپنی تحریک استحقاق میں ان دو آدمیوں کا قطعاً" کوئی ذکر نہیں کیا نہ ہی ان کے نام درج ہیں نہ ہی یہ بتایا ہے کہ ان دو آدمیوں کو انہوں نے حبس بے جا میں رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے صرف اس مقدمے کے بارے میں رپورٹ کی ہے انہوں نے اپنی تحریک استحقاق میں قطعاً" کوئی ذکر نہیں کیا کہ فلاں آدمیوں کو انہوں نے حبس بے جا میں رکھا تھا۔ یہ تو محکمہ کی رپورٹ میں ہے کہ انہوں نے کسی کو حبس بے جا میں نہیں رکھا اور وہ جو ملزمان ہیں ان میں سے ایک کو گرفتار کر کے چالان کر دیا ہے۔ اس مقدمے کے سلسلے میں فاضل رکن وہاں تھانے میں تشریف لے گئے تھے اگر اس بارے میں میرے فاضل دوست مزید کوئی تسلی چاہتے ہیں تو ان کی تسلی کیلئے ہم ان کو ان کے سامنے بلا لیتے ہیں اور ایس پی صاحب کو بھی بلا لیتے ہیں۔ ایس ایچ او کو بھی بلا لیتے ہیں اور ان کی تسلی کروا دیتے ہیں۔ انہوں نے یہ جو اپنی تحریک استحقاق پیش کی ہے اس میں بھی ان کا ذکر نہیں کیا کہ فلاں فلاں آدمیوں کو انہوں نے حبس بے جا میں رکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر۔تو آپ کیا تجویز کرتے ہیں کہ اس کو ملتوی کر لیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری۔جی جناب والا۔ معزز رکن کی تسلی کیلئے ان کو بلا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر-تو آپ اس مسئلے کو حل کرنا چاہتے ہیں -

پارلیمانی سیکرٹری (ہوم) -جی جناب والا - اس مسئلے کو حل کروا دیتے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنی رپورٹ میں یہ درج نہیں فرمایا تھا کہ فلاں فلاں آدمیوں کو انہوں نے حبس بے جا میں رکھا ہوا تھا۔

جناب سپیکر-جی چودھری صاحب - کیا آپ کو اس بارے میں کوئی اعتراض ہے -

چودھری اصغر علی گجر-جناب والا معاف کرنا میں کوئی تھانیدار نہیں ہوں میں ایم پی اے ہونے کے ناطے سے یہ تحریک استحقاق پیش کر رہا ہوں میں نہیں چاہتا کہ تھانیدار مجھے منائے - میرا استحقاق مجروح ہوا اور مجھ سے جھوٹ بولا ہے بات صرف اتنی ہے کہ دو آدمیوں کو انہوں نے پکڑ کر وہاں پر رکھا ہوا تھا اور مجھ سے کہا کہ وہ وہاں پر نہیں ہیں اس وجہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے - تھانیدار کو یہاں لا کر یہ کیا منوائیں گے یہ مجھ سے کیا مک مکا کریں گے۔ جناب والا ! یہ تو میرا استحقاق مجروح ہوا ہے اور میری درخواست ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سربراہ کے سپرد کیا جائے وہاں آ کر تھانیدار یہ بتا دے کہ کیا واقعی اس نے ایسا کیا یا نہیں کیا۔

میاں منظور احمد موہل -پوائنٹ آف آرڈر سر-

جناب سپیکر-جی میاں منظور احمد موہل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں -

میاں منظور احمد موہل -جناب والا میری گزارش ہے کہ یہ ایک معزز رکن کے استحقاق کا مسئلہ ہے اور معزز اراکین VIP ہیں ہر معزز رکن کو تھانوں میں جانے کا واسطہ پڑتا ہے اگر ان کے ساتھ اس طرح غلط بیانی سے کام لیا جائے تو میرے خیال میں استحقاق مجروح ہوتا ہے کیونکہ رول 55 کا جو پورشن (3) ہے اس میں ہے کہ

55(3) The question shall relate to a specific matter

of recent occurrence;

یہ کور cover ہوتا ہے۔ یہ Recent Occurrence کا Specific Matter ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ:

The matter shall be such as require the intervention of

the Assembly.

یہ Intervention ہم اسمبلی سے ہی کروائیں گے کیونکہ اگر ایک معزز رکن کے ساتھ کسی طرح سے بھی زیادتی ہوتی ہے یا اس کے ساتھ کوئی دھوکہ کرتا ہے یا اس کی بے عزتی کرتا ہے تو جناب والا یہ

اسمبلی ہی Intervene کرے گی - تو میرے خیال میں یہ تحریک استحقاق بنتی ہے اس کو استحقاق کمیٹی کے پاس جانا چاہئے تاکہ اس کا وہاں پر مقصد پورا ہو۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر۔تو اس میں جو اراکین کے استحقاقات ہیں ان کو بھی آپ نے دیکھا ہے۔ چودھری صاحب کی یہ تحریک استحقاق جو ہے یہ اراکین کے جو استحقاقات ہیں اس زمرے میں آتی ہیں۔

میاں منظور احمد موہل -جناب والا اس میں گزارش یہ ہے کہ اگر مخصوص معاملے کے زمرے میں آئے تو پھر ضرورت ہی نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ VIP جو آدمی ہو گا اس سے ایک پولیس افسر کا تھانے میں انکار کر دینا جبکہ وہ ملزم وہاں موجود تھے ان کے بارے میں یہ کہہ دینا کہ وہ موجود نہیں میرے خیال میں یہ استحقاق بنتا ہے کیونکہ ہماری سابقہ اسمبلیوں میں بھی ایسی ہی کئی تحاریک استحقاق ہیں ایسے ہی واقعات ہیں جو کہ انہوں نے اپنی Jurisdiction Assume کی ہے تو میرے خیال میں اس مسئلہ میں بھی ہمیں Assume کرنا چاہئے وہ جو مخصوص استحقاقات ہیں ان میں یہ بات موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر -جی میں وہی بات کر رہا ہوں کہ ممبر کے جو مخصوص استحقاقات ہیں اس میں یہ بات درج نہیں ہے اب اس کو ایک Precedent بنانا ہے کہ کیا کسی معزز ممبر اسمبلی سے کسی سرکاری افسر کی غلط بیانی جو ہے یہ Breach of Privilege بنتی ہے یا نہیں بنتی؟ چودھری صاحب کی یہ بات تو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ان کے ساتھ انہوں نے غلط بیانی کی یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ چودھری اصغر علی گجر اس بارے میں کوئی غلط بیانی کریں۔ ان کی بات کو ہم سو فیصد صحیح تسلیم کرتے ہیں کہ چودھری صاحب کے ساتھ انہوں نے غلط بیانی کی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کسی معزز ممبر کے ساتھ کسی سرکاری اہل کار کی غلط بیانی جو ہے یہBreach of Privilege بنتی ہے یا نہیں بنتی؟ اور اس کو ہمیں ایک Precedent بنانا ہے یا نہیں بنانا؟ اس بارے میں میں کہوں گا کہ چودھری صاحب بھی اس پر مزید غور کر لیں۔ اس پر پارلیمانی سیکرٹری صاحب اور لا منسٹر صاحب بھی توجہ فرمائیں اور کل اس پر ہم فیصلہ کریں گے۔

چودھری اصغر علی گجر -ٹھیک ہے۔

مجلس خصوصی نمبر1 کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سپیکر۔ تحاریک استحقاقات کا وقت ختم ہوتا ہے۔

چودھری سکندر حیات ملی۔ جناب سپیکر میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ "مسودہ قانون سروسز ٹریبونل ماتحت عدلیہ پنجاب مصدرہ 1991ء مسودہ قانون نمبر1 بابت 1991ء کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 اپریل 1991ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر۔ چودھری سکندر حیات ملی صاحب کی طرف سے یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ :-

"مسودہ قانون سروسز ٹریبونل ماتحت عدلیہ پنجاب مصدرہ 1991ء مسودہ قانون نمبر1 بابت 1991ء کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 اپریل 1991ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب غلام سرور خان۔ پوائنٹ آف آرڈر سر.....

جناب سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب غلام سرور۔

جناب غلام سرور خان۔ جناب سپیکر میری بھی ایک تحریک استحقاق نمبر11 موخر تھی اور آپ نے اس پر فیصلہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔

جناب سپیکر۔ جی! کل اس کو انشاء اللہ ٹیک اپ کریں گے۔

جناب غلام سرور خان۔ جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ آج ہی اس پر کوئی فیصلہ ہونا چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ کل میں اپنی کسی ذاتی مصروفیت کی وجہ سے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکوں اس لئے میں چاہوں گا کہ اس پر آج ہی کوئی فیصلہ کیا جائے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر۔ آج تو میں اعلان کر چکا ہوں کہ اب تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہو گیا ہے یہ میں نے اعلان کر دیا ہے اب کل اس کو ٹیک اپ کریں گے۔ آپ نہ بھی

ہوئے تو تب بھی کل اس پر فیصلہ ہو جائے گا آپ ہوں گے تو آپ کی موجودگی میں فیصلہ ہو جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میں نے کل Call Attention Notice پر ایک سوال دیا تھا۔ منظور ہونے کے بعد اب اس کی طبع شدہ نقل جو مجھے ملی ہے یہ مختلف ہے اس عبارت سے اور اس سوال سے جو میں نے پوچھا تھا اس میں سے دو تین جز حذف کر دیئے گئے ہیں۔ جس سے میں سمجھتا ہوں کہ سوال کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے اور اسے حکومت کی سہولت کے مطابق بنایا گیا ہے تو اسے آپ ذرا چیک کروا لیں۔

جناب سپیکر۔ آپ اجلاس کے بعد مجھے ملیں۔ میں اس کو دیکھتا ہوں کہ یہ تبدیلی اس میں کیسے ہو گئی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان۔ شکریہ۔

☆☆ (اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ رانا اکرام ربانی صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 100 ہے۔

فوج کے میجروں کو ڈی آئی جی لگانے کے فیصلے سے ایس پی سطح کے پولیس افسران میں تشویش کی لہر

رانا اکرام ربانی۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور کی مورخہ 19 دسمبر 1990ء کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ "فوج کے 15 میجروں کو ڈی آئی جی پولیس لگانے کا فیصلہ"۔ بیشتر نئے ڈی آئی جی پنجاب میں تعینات کئے جائیں گے۔

میاں شہباز احمد۔ پوائنٹ آف آرڈر.....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی میاں صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں شہباز احمد۔ جناب سپیکر تمام دوستوں کی توجہ اس طرف مرکوز ہو گئی ہے کہ ہماری سپیکر گیلری

میں ایک خاتون بیٹھی ہیں۔ (بیگم بشریٰ رحمٰن) اور راجہ خالد خان صاحب ان کے پاس کھڑے ہیں۔ تمام دوست اس طرف دیکھ رہے ہیں اور اس سے اسمبلی کی کارروائی متاثر ہونے کا خطرہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔میاں صاحب میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ ہاؤس کے اندر بیٹھ کر جو گیلری میں لوگ بیٹھے ہوں ان کی طرف اشارہ نہیں کیا کرتے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ۔جناب سپیکر راجہ صاحب سے کہیں کہ میاں شہباز صاحب کے پاس بیٹھے جائیں تاکہ ان کی بھی تھوڑی سی حوصلہ افزائی ہو۔

راجہ خلیق اللہ خان۔پوائنٹ آف آرڈر۔ کیا گیلری میں بیٹھے ہوئے کسی شخص سے بات ہو سکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔آپ اشارہ نہیں کر سکتے تو بات بھی نہیں ہو سکتی۔

راجہ خلیق اللہ خان۔ٹھیک ہے۔

جناب غلام سرور خان۔پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔جی فرمائیے۔

جناب غلام سرور خان۔جناب سپیکر اس سے پہلے یہ روایت موجود ہے کہ جب قائد حزب اختلاف یا قائد حزب اقتدار اپنی بات کر رہے ہوں تو ان کی تقریر کے دوران مداخلت نہیں کی جاتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔جی آپ یہ درست فرما رہے ہیں۔ تو میں معزز ممبران سے یہ درخواست کروں گا کہ اس سلسلہ میں برائے کرم آپ احتیاط کیا کریں۔ اپنی شاندار روایات کو برقرار رکھیں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ۔جناب سپیکر جو تازہ بہ تازہ واقعات ہوتے ہیں ان پر بھی کسی کو اظہار کا حق ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔بٹ صاحب آپ بھی ان ہی ممبروں میں شامل ہیں۔ جی رانا صاحب آپ نے اپنی تحریک التواء پیش کر دی ہے۔

رانا اکرام ربانی۔جناب سپیکر قائد حزب اختلاف اور قائد ایوان یہ اشخاص کے نام نہیں ہیں بلکہ یہ اداروں کے نام ہیں اور اگر ان روایات کو مجروح کرنے کی اجازت دی گئی تو وزیر اعلیٰ کی تقریر کے دوران بھی ہمارے ذہن میں بے شمار خیالات آتے ہیں' ایوان میں بے شمار ایسے واقعات ہوئے ہوتے

ہیں جو کہ نوٹس میں لائے جانا ضروری ہوتے ہیں' اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس بات کا سختی سے نوٹس لیا جانا چاہئے ورنہ قائد ایوان کی تقریر کے دوران بھی اس روایت کو جو قائم کی جا رہی ہے برقرار رکھیں گے اور ان کو بھی کوئی بات پوری کرنے کا موقع بالکل نہیں دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں معزز قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ میں نے معزز ممبران سے یہ درخواست کی ہے اور پہلے بھی کئی مرتبہ ان کی خدمت میں یہ عرض کی جا چکی ہے کہ آپ قائد حزب اختلاف کی تقریر کے دوران مداخلت نہ کیا کریں۔ ان کی بات جس پوائنٹ پر بھی ہو پہلے ان کو اپنی بات مکمل کرنے دیں۔ میں معزز اراکین سے یہ گزارش کروں گا کہ براہ کرم وہ اپنی شاندار روایات کو برقرار رکھیں اور قائد حزب اختلاف کا صحیح طریقے سے احترام کریں تاکہ ان کے دل میں یہ احساس پیدا نہ ہو کہ حزب اختلاف میں ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ اس قسم کا سلوک ہوتا ہے۔ میں اب قائد حزب اختلاف سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ اپنی تحریک التوائے کار ایوان میں پیش کریں۔

جناب ایم لطیف مغل۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! کیا یہ بات قواعد میں موجود ہے کہ جب قائد حزب اختلاف تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار پیش کرے اس وقت بھی کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھایا جا سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ پہلے انہیں اپنی تحریک پیش کرنے دیں اس کے بعد اگر آپ کو کوئی اعتراض ہے تو بات کر سکتے ہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر اگر آپ اٹھانا چاہتے ہیں تو پیش کر سکتے ہیں لیکن جب وہ کوئی بات کر رہے ہوں اس وقت نہیں ہونا چاہئے۔

جناب ایم لطیف مغل۔ آپ نے یہ کہا ہے کہ یہ روایت نہیں ہے' یہ اس وقت نہیں ہے جب وہ امن عامہ کے مسئلے پر بات کر رہے ہوں تو اس وقت واقعی ان کی تقریر میں مداخلت نہیں کی جاتی تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار کے دوران .....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب پہلے آپ میری بات سن لیں۔ یا تو قائد حزب اختلاف کی بات غیر متعلقہ ہو اور آپ مداخلت کر کے اس کی نشاندہی کریں جب وہ کوئی بات کر رہے ہوں یا تحریک التوائے کار پیش کر رہے ہوں تو اس وقت ان کی تقریر میں مداخلت کرنا مناسب نہیں ہے۔ رانا اکرام ربانی صاحب۔

رانا اکرام ربانی۔ شکریہ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور کی مورخہ 19 دسمبر 1990ء کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ فوج کے 15 میجروں کو ڈی آئی جی لگانے کا فیصلہ۔ بیشتر نئے ڈی آئی جی پنجاب میں تعینات کئے جائیں گے۔ ایس پی سٹی سطح کے پولیس افسروں میں تشویش کی لہر۔ ترقی نہیں ہو سکے گی۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اور اضطراب' غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ وزیر قانون۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب سپیکر! جناب قائد حزب اختلاف نے اپنی تحریک التوائے کار کو اخباری خبر کی بنیاد پر اس ایوان میں پیش کیا ہے۔ اس سلسلہ میں میری گزارش یہ ہے کہ یہ مسئلہ مرکزی حکومت سے متعلقہ ہے اس کا پنجاب حکومت سے تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ ان کے ملازمت' تعیناتی وغیرہ کے جتنے معاملات ہیں۔ وہ مرکزی حکومت کے تابع ہیں۔ پنجاب گورنمنٹ کو ڈی آئی جی صاحبان کی اس قسم کی کوئی Services ملی ہیں نہ ہی صوبائی حکومت کو یہ معلوم ہے کہ مرکزی حکومت کے پاس ایسا کوئی معاملہ زیر غور ہے۔ جناب والا تحریک التوائے کار کیلئے جو رول 57 (سی) ہے۔ اس کے تحت صرف معاملات پر تحریک التوائے کار لائی جا سکتی ہے جو پنجاب حکومت کے دائرہ کار میں ہو اور یہ مسئلہ پنجاب حکومت کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے۔ اس وجہ سے میں اپنے بھائی فاضل قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ اپنی تحریک التوائے کار کو پریس نہ فرمائیں۔ بصورت دیگر فنی طور پر بھی یہ تحریک التوائے کار قواعد کے مطابق نہیں ہے لہٰذا میں آپ کی خدمت میں بھی یہ گزارش کروں گا کہ آپ اسے مسترد فرمائیں۔

رانا اکرام ربانی۔ جناب والا خبر میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ ان میں سے بیشتر ڈی آئی جی پنجاب میں تعینات کئے جائیں گے۔ اسی وجہ سے یہ معاملہ پنجاب حکومت سے متعلقہ ہے۔ اگر اس قسم کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے اور یہ خبر ان کے کہنے کے مطابق درست نہیں ہے تو اس صورت میں' میں اپنی تحریک پر زور نہیں دیتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ان کا نقطہ نظر یہ تھا کہ یہ مسئلہ چونکہ وفاقی حکومت سے متعلق ہے اور یہ ایک

وفاقی مسئلہ ہے' پنجاب گورنمنٹ کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی پنجاب حکومت ان کو تعینات کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔ انہوں نے پنجاب حکومت کا موقف آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔ اب اس کے بعد آپ کی کیا رائے ہو گی؟

رانا اکرام ربانی۔میں نے یہ عرض کیا ہے کہ پنجاب میں تعیناتی کا مسئلہ تو پنجاب گورنمنٹ کا مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔جی! وزیر قانون صاحب آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔جناب سپیکر میں یہ گزارش کر چکا ہوں کہ اگر براہ راست مرکزی حکومت نے میجر صاحبان کو ڈی آئی جی رکھا ہے تو اس بارے میں پنجاب حکومت کو کوئی علم نہیں ہے اور نہ ہی ان افسران کی سروسز پنجاب حکومت کی Disposal پر رکھی گئی ہیں۔ اس وقت تک تو یہ صورتحال ہے اور نہ ہی ہمیں اس کا کوئی علم ہے میں تو یہی گزارش کر سکتا ہوں اور اگر مرکزی حکومت کے زیر غور اس قسم کی کوئی تجویز ہے۔ تو اس کے بارے میں تو میں کوئی بات کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔ خبر بھی جنرل قسم کی ہے۔ کسی مخصوص آدمی کا ذکر نہیں ہے' کہ فلاں آدمی کو تعینات کیا گیا ہے اس سے فلاں آدمی کی سنیارٹی متاثر ہوئی ہے۔ اس طرح تو یہ ایک مخصوص مسئلہ بن سکتا ہے۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ نہ تو یہ کوئی مخصوص مسئلہ ہے اور نہ ہی یہ پنجاب حکومت کے دائرہ اختیار میں ہے اور اخبار کی خبر بھی یہی ہے کہ ان میجروں کو ڈی آئی جی کیا جا رہا ہے۔ اگر کیا جائے گا' وہ آفیسرز یہاں آئیں گے تو اس وقت ہم اس پوزیشن میں ہونگے کہ اس بارے میں پنجاب حکومت کا نقطہ نظر پیش کر سکیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔جناب قائد حزب اختلاف کی اب کیا رائے ہے؟

رانا اکرام ربانی۔جناب والا میں وزیر قانون کی وضاحت کے بعد اس پر زور نہیں دیتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔رانا اکرام ربانی اپنی تحریک التوائے کار پر زور نہیں دیتے۔ اب اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر101 بھی رانا اکرام ربانی صاحب کی ہے۔

ایل ڈی اے پلازہ میں میاں شہباز شریف کی آمد کی وجہ سے لوگوں کو اپنے کام کے حصول میں پریشانی کا سامنا

رانا اکرام ربانی۔میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم

اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "مساوات" لاہور کی مورخہ 13-12-1990 کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ ایل ڈی اے پلازہ میں میاں شہباز شریف صاحب کی آمد پر اپنے کام کیلئے آنے والے لوگوں کو ڈیڑھ گھنٹہ تک پریشان رہنا پڑا۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے' متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (راجہ جاوید اخلاص)

جناب سپیکر قائد حزب اختلاف نے روزنامہ مساوات کی یہ خبر جو 13-12-90 کو چھپی ہے۔ اس کو تحریک التوائے کار کی بنیاد کہا ہے۔ جناب والا یہ خبر بالکل من گھڑت ہے اور اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے کہ میاں شہباز شریف کے آنے پر ایل ڈی اے پلازہ میں لوگوں کو ڈیڑھ گھنٹہ پریشانی رہی۔ اس قسم کا بالکل کوئی واقعہ پیش نہیں آیا اور ایل ڈی اے کے دفاتر ہر وقت مفاد عامہ کیلئے کھلے رہتے ہیں اور لوگ اپنے ذاتی مسائل کیلئے اور اجتماعی مسائل کے حل کے لئے اس دفتر میں جاتے رہے ہیں اور کسی آدمی کو کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئی اور نہ ہی یہ خبر درست ہے کہ ڈیڑھ گھنٹہ لفٹ بند رہی ہے۔ یہ خبر بھی حقیقت پر مبنی نہ ہے لفٹ بھی اپنا کام کرتی رہی ہے اور اس بارے میں کسی آدمی کو کوئی شکایت نہیں تھی۔ جناب والا میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ ان واقعات کی بنیاد پر اس تحریک التوائے کار کو خارج فرمایا جائے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ۔ جناب والا میں معزز رکن جناب رانا صاحب سے یہ گزارش کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ بٹ صاحب یہ گزارش کرنے کا وقت تو نہیں ہے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ۔ گزارش ہی ہے کوئی اس قسم کا معاملہ تو نہیں ہے جسے کسی کو کوئی تکلیف پہنچی ہو یا کسی کا کوئی استحقاق مجروح ہوا ہو۔ اس لئے یہ گزارش بھی کروں گا کہ یہ مساوات کے علاوہ بھی کوئی اخبار پڑھ لیا کریں۔ تاکہ ان کو کوئی سچی خبر پڑھنے کیلئے ملے۔ مساوات اخبار ایک ایسا اخبار ہے جس نے یہ تہیہ کیا ہوا ہے' کہ اس نے ہر وہ کام کرنا ہے جس سے عوام اختلاف رکھتے ہوں۔ اس کے متعلق میں آپ کو یہ اطلاع بھی دینا چاہتا ہوں کہ ایل ڈی اے پلازہ میں ایک لفٹ

نہیں بلکہ کئی لفظ ہیں اور اس اخبار کے رپورٹر کو اپنے علم میں اضافہ کرنا چاہئے اور میں قائد حزب اختلاف سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ وہ کبھی "ڈان"، کبھی "نوائے وقت" کبھی "جنگ" اور دوسرے اخبارات کا مطالعہ بھی کر لیا کریں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ بٹ صاحب' یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب سپیکر' میں بھی بٹ صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جب وہ اسمبلی ہال آئیں تو اپنی عزیز داری پیچھے رکھ آیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی رانا صاحب' آپ کیا ارشاد فرمائیں گے؟

رانا اکرام ربانی۔ جناب والا' میں محترم پارلیمانی سیکرٹری کی یقین دھانی کے بعد کہ اس قسم کا کوئی واقعہ نہیں ہوا ہے اور اخبار کی اطلاع درست نہیں ہے۔ میں اس پر زور تو نہیں دیتا لیکن اس ضمن میں جو اور باتیں ہوئی ہیں ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہوں گا کہ میری جو تحاریک التوائے کار آتی ہیں غالباً" ان میں یہ پہلی ہے جو "مساوات" کی خبر پر میں نے پیش کی ہے اور آج ہی کی ایک اور اخبار کی طرف میں توجہ دلانا چاہوں گا کہ آج ہی کے فرنٹیر پوسٹ کے اداریہ میں دیا ہوا ہے۔ The old man in the Picture اس میں بھی میاں شہباز شریف صاحب کے حوالے سے یہ خبر ہے۔ اگر میرے دوست دوسرے اخبارات کی طرف توجہ کریں تو ان میں بھی یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ سی سی آئی کی میٹنگ میں پتا نہیں کس حیثیت میں بیٹھے تھے۔ اور خاص طور پر اسلامی جمہوری اتحاد نام رکھنے والوں کی طرف سے تو اس قسم کی سرپرستی سمجھ میں نہیں آتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ اس تحریک التوائے کار پر زور نہیں دیتے؟ تو یہ اگلی تحریک التوائے کار 102 بھی آپ ہی کی ہے۔

پنجاب حکومت کی طرف سے دو ارب روپے کا اوور ڈرافٹ

رانا اکرام ربانی۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ جنگ مورخہ 2 دسمبر 1990ء میں یہ خبر چھپی ہے کہ پنجاب حکومت نے دو ارب روپے کی Over Drafting کی ہے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے۔

متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔پارلیمانی سیکرٹری۔

جناب پارلیمانی سیکرٹری خزانہ۔(جناب عرفان احمد خاں ڈاہا) جناب سپیکر' جناب قائد حزب اختلاف نے جو اپنی تحریک التوائے کار پیش کی ہے۔ یہ فوری نوعیت کی حامل نہیں ہے۔ یہ 2 دسمبر 1990ء کو پیش کی گئی ہے۔ یہ خبر دو تین ماہ پرانی خبر ہے۔ اس بناء پر تکنیکی طور پر بھی یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی اور ویسے بھی حکومت پنجاب بلکہ دوسری حکومتیں بھی وقتاً" فوقتاً" ضرورت پڑنے پر Over Drafit لے لیتی ہیں اور جس طرح اس معزز ایوان کو معلوم ہے کہ اس ایوان نے پنجاب کا جو بجٹ منظور کیا تھا وہ خسارے کا بجٹ تھا۔ اس طرح وقتاً" فوقتاً" اگر پنجاب حکومت Over Draft لے لے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس سے صوبے کے عوام کسی طرح بھی متاثر نہیں ہوتے۔ میں اپنے محترم قائد حزب اختلاف سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی تحریک پر زور نہ دیں۔

رانا اکرام ربانی۔جناب والا میں نے اس تحریک کے بارے میں پہلے بھی عرض کیا ہے کہ یہ مسئلہ پہلے بھی اس ہاؤس میں زیر بحث آیا۔ یہاں تسلیم کیا گیا کہ 91-1990ء کا بجٹ خسارے کا بجٹ تھا۔ جناب والا' میں چیلنج کرتا ہوں کہ یہ ایک مسلسل معمول بن گیا ہے۔ 30 ستمبر 90ء تک ہماری debit balances تقریباً" 350 کروڑ روپے تک چلی گئی تھی۔ اس کے بعد سٹیٹ بنک کی طرف سے پنجاب گورنمنٹ کو وارننگ بھی دی گئی کہ جتنا ان کا سود ہوتا ہے اسی کو adjust کر کے پھر اسی کو نکلوا لیتے ہیں۔ اور اب تک یہ حد 500 کروڑ تک پہنچ چکی ہے۔ اس کی جو وجوہات ہیں جیسے میرے بعض دوستوں کو اعتراض ہوتا ہے کہ میں صرف "مساوات" پڑھتا ہوں یہ "جنگ" میں خبر لگی ہے کہ 1990ء میں شروع کیے گئے ترقیاتی منصوبوں میں سنگین بد عنوانیوں کا انکشاف

پنجاب کے بعض اضلاع میں پیپلز ورکس پروگرام کے منصوبوں کو "تعمیر وطن پروگرام" ظاہر کر کے لاکھوں روپے ہضم کر لئے گئے " جناب والا' یہ ساری خبریں اخبارات میں آنے کے بعد میری آپ سے استدعا ہے کہ اس تحریک کو منظور کر کے بحث کے لئے منظور فرمایا جائے تاکہ جن دوستوں کے علم میں یہ بات ہے وہ یہاں ایوان میں بھی آ سکے اور جو ان کے علم میں حکومت پنجاب نہیں لا سکی وہ ان کے علم میں لائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری خزانہ۔جناب سپیکر! جیسے پہلے بھی اس طرح کی تحاریک التوائے کار پیش ہوئی

ہیں اور آپ نے ان کو خلاف ضابطہ قرار دیا ہے۔ کیونکہ جو اتنی پرانی تحاریک ہیں وہ منظور نہیں کی جاتیں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس تحریک التوائے کار کو بھی خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ رانا صاحب' اس سلسلہ میں پہلے اس ہاؤس کی کئی رولنگز آ چکی ہیں کہ اخبار کی خبر تحریک التوائے کار کا موضوع نہیں بن سکتی۔ اس تحریک التوائے کار کی بنیاد بھی اخباری خبر پر ہے۔ میں اس کو خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔ تحریک التوائے کار نمبر 125 جناب شوکت داؤد صاحب کی طرف سے ہے۔

جناب غلام سرور خاں۔ جناب والا' میری تحاریک التوائے کار نمبر 110 اور 111 ہیں ان کو ٹیک اپ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ خاں صاحب' میرا خیال ہے کہ 17 مارچ کو آپ کا نام پکارا گیا تھا۔ آپ تشریف نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے وہ اب ختم ہو چکی ہیں۔

جناب غلام سرور خاں۔ میں یہ تحریری گزارش کر کے گیا تھا کہ میں 17 تاریخ کو حاضر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میری تحاریک التوائے کار اور تحاریک استحقاق کو موخر کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ خاں صاحب' آپ کی گزارش کی نہ تو کسی ممبر نے اجلاس میں نشاندھی کی اور نہ ہی اسمبلی سیکریٹریٹ کو آپ کی اس قسم کی عرضداشت کا کوئی علم تھا۔ آپ کا نام پکارا گیا۔ آپ تشریف نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے وہ ختم ہو گئیں۔

جناب غلام سرور خاں۔ رانا اکرام ربانی صاحب کی تحریک التوائے کار جن کا نمبر 101' 102 کو ٹیک اپ کیا گیا ہے تو میرے خیال میں میری تحاریک التوائے کار بھی آج ہو سکتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چونکہ ان کی عرضداشت پر یہ فیصلہ سپیکر صاحب نے کیا تھا کہ قائد حزب اختلاف تشریف نہیں رکھتے۔ ان کی عدم موجودگی میں ان کی تحاریک کو موخر کیا جاتا ہے۔ جو فیصلہ وہ کریں ان کو honour کیا جانا چاہئے۔

جناب غلام سرور خاں۔ جناب والا' تو کیا میں اس سے یہ سمجھوں کہ میری تمام کی تمام تحاریک التوائے کار اور تحاریک استحقاق ختم ہو چکی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ خاں صاحب' تحاریک التوائے کار کا ایک طریقہ کار ہے۔ آپ پرانے

پارلیمیٹرین ہیں۔ آپ کو علم ہے۔ اگر آپ اس دن تشریف نہیں لا سکتے تھے تو آپ کو چاہئے تھا کہ آپ تحریری طور پر اطلاع دیتے یا کسی ممبر کے سپرد یہ کام کرتے اور وہ نشاندھی کر دیتے۔ جب آپ کا نام پکارا گیا اس وقت آپ تشریف نہیں رکھتے تھے اور نہ ہی کسی معزز ممبر نے اس بات کی نشاندھی کی کہ اس کو موخر کیا جائے۔ ہمارے ایوان کی یہ روایات ہیں کہ اگر محرک کا نام پکارا جائے اور وہ تشریف نہ رکھتے ہوں تو انکی تحاریک ختم ہو جاتی ہیں۔ اس پر فیصلہ ہو چکا ہے۔ اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ جو آپ کی بقایا تحاریک ہیں وہ باری آنے پر ایوان میں پیش ہوں گی۔ تشریف رکھیں۔ جناب شوکت داؤد۔

جناب شوکت داؤد صاحب تحریک التوائے کار نمبر125' یہ بھی تشریف نہیں رکھتے تو یہ بھی ڈسپوز آف تصور ہو گی۔ اور 126 بھی مسٹر شوکت داؤد کی ہے' تشریف نہیں رکھتے' تو یہ بھی ڈسپوز آف تصور ہو گی۔ ... تحریک التوائے کار نمبر127 رانا اکرام ربانی صاحب کی ہے۔

جناب واجد علی خان۔ کچھ کہنے کیلئے کھڑے ہوئے

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی فرمائیے۔

جناب واجد علی خان۔ جناب والا میں آپ کی اجازت سے ایک انتہائی اہم تحریک التوائے کار پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے اور یہ پنجاب یونیورسٹی کے کنٹرولر امتحانات کی دھاندلیوں کے متعلق ہے اگر اس کو نہ کیا گیا تو جناب کئی لوگوں کا مستقبل تباہ ہو جائے گا۔ اور جو دھاندلیوں کے مرتکب ہوئے ہیں ان کی ناجوازیاں جاری رہیں گی۔ جناب والا اس کو فوری طور پر ٹیک اپ کیا جائے۔ Time Limit کا مسئلہ ہے اگر اس کو فوری طور پر نہ کیا گیا تو اس کی اہمیت ختم ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اس سلسلہ میں جناب وزیر قانون سے بات کر لیں کیونکہ اس میں ہاؤس سے بھی اجازت لینا ضروری ہو گی۔ اگر ہاؤس منظوری دے دے اور وہ منظوری دے دیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں' آپ وزیر قانون سے رابطہ کر لیں۔

آپ وزیر قانون سے رابطہ کر لیں اس میں رولز میں نرمی کرنی پڑے گی اور ہاؤس سے بھی اجازت لینی پڑے گی آپ ان سے بات کر لیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر127 رانا اکرام ربانی صاحب کی ہے۔ جی رانا اکرام ربانی صاحب .....

تھانہ بی ڈویژن گوجرانوالہ پولیس کا ہیروئن فروش اور ناجائز اسلحہ رکھنے والے ملزم کو بااثر شخصیت کی سفارش پر چھوڑنا

رانا اکرام ربانی۔ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" مورخہ 2 جنوری 1991ء میں شائع شدہ گجرات کی ڈائری میں انجمن انسداد منشیات گوجرانوالہ ڈویژن کے رکن خادم کے حوالے سے یہ واقعہ درج ہے کہ انجمن انسداد منشیات گوجرانوالہ ڈویژن کے رکن خادم علی خادم نے پولیس افسر کی موجودگی میں انکشاف کیا کہ تھانہ بی ڈویژن نے ایک منشیات فروش کو گرفتار کر کے اسے اطلاع دی اور اس کے قبضہ سے بر آمد ہونے والی ہیروئن اور اسلحہ بھی اسے دکھایا گیا لیکن دوسرے روز ہیروئن فروش تھانے میں موجود نہ تھا۔ بقول خادم علی خادم کے پولیس حکام نے یہ مجبوری ظاہر کی کہ ملزم کو ایک بار اثر شخصیت کی سفارش پر چھوڑ دیا گیا۔

یہ امر انتہائی تشویشناک ہے کہ نا جائز اسلحہ اور ہیروئین بر آمد ہونے کے باوجود ملزم کو چھوڑ دیا گیا اور ظاہر ہے کہ اسلحہ اور ہیروئن بھی خورد برد ہو گئی ہو گی اس نے قانون کی دھجیاں اڑا دی ہیں۔ اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ با اثر شخصیات کے سامنے ملکی قانون اور اخلاقیات کی کوئی حیثیت نہیں۔ حکومت پنجاب کو فوری طور پر اس کا نوٹس لینا چاہئے۔ اور ملزم کو کیفر کردار تک پہنچانے کیلئے اقدام کے علاوہ اس با اثر شخصیت کو بھی بے نقاب کرنا ضروری ہے اس اہم مسئلہ پر مزید بحث کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے میری تحریک کو زیر بحث لایا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جناب وزیر قانون اس سلسلے میں کیا کہتے ہیں؟

وزیر قانون۔ جناب والا یہ امن عامہ کے متعلق ہے اور یہ قاعدہ 67 کے تحت آتا ہے۔ آج ہی جناب قائد حزب اختلاف نے امن و امان پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہے۔ اس لئے قواعد کے مطابق اس کو ٹیک اپ نہیں کیا جا سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ قائد حزب اختلاف اس سلسلہ میں کیا ارشاد فرمائیں گے؟

رانا اکرام ربانی۔ میرا بھی یہی خیال ہے کہ جو امن عامہ کی صورت حال کیلئے ہوتی ہے اس کے مطابق تو .....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تو آپ اسے پریس نہیں کرتے؟

رانا اکرام ربانی۔ آپ نے حکم دیا ہے تو میں اس کے مطابق پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ پریس نہیں کرتے۔ ..... یہ 128 سید چراغ اکبر شاہ صاحب کی ہے ..... یہ تشریف نہیں رکھتے۔ ڈسپوز آف تصور ہو گی۔ یہ نمبر129 رانا اکرام ربانی صاحب کی اور علی حسن رضا قاضی صاحب کی ہے اور وہ بھی اس قسم کی ہے اس پر بھی امن عامہ کی صورت حال پر بحث ہو سکتی ہے۔ 130 بھی رانا اکرام ربانی صاحب اور غلام سرور خان صاحب کی ہے۔ کیا یہ بھی اس قسم کی ہے اس پر امن عامہ کی صورت حال پر بحث میں بات ہو سکے؟

جناب غلام سرور خان۔ نہیں جی یہ امن و امان کے متعلق نہیں بلکہ یہ ایل ڈی اے کے متعلق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی فرمایئے۔

ایل ڈی اے مگرمچھوں کی آماجگاہ

جناب غلام سرور خاں۔ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" ہم یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہیں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" لاہور کی مورخہ 21-1-1991 کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ ایل ڈی اے مگرمچھوں کی آماجگاہ ہے۔ کوئی شخص تمام قانونی تقاضے پورے کرنے کے باوجود کوئی سکیم منظور نہیں کرا سکتا اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اور اضطراب، غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔"

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ۔ جناب والا! روزنامہ جنگ کی اشاعت مورخہ 2-1-91 کو اس تحریک التوائے کار کی بنیاد پر بنایا گیا ہے۔ بنیادی طور پر اس میں دو محکموں کے متعلق ذکر کیا گیا ہے۔ امداد باہمی کے متعلق تو متعلقہ وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری ہی جواب دے سکتے ہیں۔ جہاں تک ایل ڈی اے کے متعلق بات ہے تو یہ خبر قطعی درست نہیں کہ ایل ڈی اے مگرمچھوں کی آماجگاہ ہے۔ یہ خبر بالکل من گھڑت ہے۔ اور آج تک وہاں پر کسی بھی حوالے سے مگرمچھوں کی موجودگی کی

نشاندھی نہیں کی گئی۔ جہاں تک ایل ڈی اے کے ملازمین کا تعلق ہے تو ان کے متعلق جو بھی شکایت موصول ہوتی ہے اس پر فوری طور پر کارروائی کی جاتی ہے اور لوگوں کی جو بھی جائز شکایات اور مشکلات ہیں ان کا ازالہ کیا جاتا ہے۔ جناب والا یہ خبر میاں محمود الرشید جو ہمارے اس ہاؤس کے معزز رکن ہیں ان کے حوالے سے شائع ہوئی ہے۔ میں آپ کے علم میں اور اس معزز ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ میاں محمود الرشید صاحب ہمارے معزز رکن ہیں اور وہ ایل ڈی اے کے دفاتر میں وقتاً" فوقتاً" اپنے مسائل کے حل کیلئے جاتے رہتے ہیں اور ان کے مسائل کو ترجیحی بنیادوں پہ حل کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ راجہ صاحب وقت ختم ہو رہا ہے ذرا اختصار فرمائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب والا میں ایک منٹ میں اپنی گزارشات ختم کرتا ہوں جہاں تک سکیموں کے مکمل ہونے پر ان کو NOC جاری کرنے کا تعلق ہے .....

جناب غلام سرور خان۔ جناب والا پارلیمانی سیکرٹری غیر متعلقہ باتیں کر رہے ہیں اس تحریک التوائے کار سے نہ تو میاں محمود الرشید صاحب کا کوئی تعلق ہے نہ امداد باہمی کا کوئی تعلق ہے اور نہ ہی ملازموں کے بارے میں کوئی شکایت کی گئی' اس میں تو مگرمچھوں کی نشاندہی کی گئی ہے اور ایل ڈی اے کے معاملات پر غالباً" یہ چھٹی یا ساتویں تحریک التوائے کار ہے۔ ایل ڈی اے میں کافی بڑی بڑی بے ضابطگیاں ہو رہی ہیں۔ لہٰذا اس معاملے کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جناب خان صاحب آپ نے اس خبر کو اپنی تحریک التوائے کار کی بنیاد بنایا ہے کہ ایل ڈی اے مگرمچھوں کی آماجگاہ ہے۔ وہ اپنے بیان میں پہلے ہی یہ بتا چکے ہیں کہ ایل ڈی اے میں مگرمچھ نہیں رہتے۔ اس بات سے میں سمجھتا ہوں کہ کوئی وجہ نہیں کہ آپ کی تسلی نہ ہو۔ تو اب آپ تشریف رکھیں۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ آپ کی تحریک التوائے کار ایک اخباری بیان پر مبنی ہے جس کے متعلق میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ اس ایوان میں کئی رولنگز آ چکی ہیں کہ اخباری خبر پر تحریک التوائے کار کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی میں اس کو رول آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ۔ دراصل اس بات کا اس سے اتنا کوئی تعلق نہیں لیکن ہمارے یہاں پر پارلیمانی سیکرٹری بیٹھے ہوئے ہیں .....

جناب ڈپٹی سپیکر۔اگر آپ تحریک التوائے کار کے سلسلے میں بات کرنا چاہتے ہیں تو وہ معاملہ تو ختم ہو چکا ہے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ۔نہیں سر وہ دوسری بات ہے' انسانیت پر مبنی بات ہے وہ آج کل رمضان شریف میں ریڑھی والوں کو پکڑ لیتے ہیں' اور پھر ان کو ایل ڈی اے کے دفتر میں کافی کافی دیر تک بٹھا رکھتے ہیں جب تک ان سے مک مکا نہیں ہوتا نہیں چھوڑتے' بعد میں ان کا چالان کر دیتے ہیں اور تین چار چار ہزار روپیہ جرمانہ کر دیتے ہیں۔ اور اگر ریڑھی والا جرمانہ نہ دے سکے تو اس کو جیل میں رکھا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ رمضان شریف میں اگر کوئی باعزت طریقے سے اپنا روزگار کرنا چاہتا ہے تو اس کو اتنی کڑی سزا نہیں دی جانی چاہیے۔ جبکہ کوئی گاڑی' سکوٹر یا بس پکڑی جائے تو اس کیلئے جرمانہ مقرر شدہ ہے۔ 50 روپے اور۔ 200 روپیہ۔ ایک ریڑھی والا 3000 روپیہ کہاں سے دے گا جب اس کی ریڑھی بھی اپنی نہیں کرائے کی ہے۔

امن عامہ کی صورت حال پر بحث

جناب ڈپٹی سپیکر-اب امن عامہ پر بحث ہو گی۔

جناب سہیل ضیاء بٹ۔وہ مگرمچھ پانی میں نہیں رہتے۔ بلکہ یہ وہ مگرمچھ ہیں جو انسانیت کے دشمن ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔مہربانی بٹ صاحب۔ جو حضرات امن عامہ پر بحث کرنا چاہتے ہیں وہ براہ کرم اپنے نام سپیکر تک پہنچا دیں۔ میں رانا اکرام ربانی صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ امن عامہ پر بحث کا آغاز فرمائیں۔ جن صاحبان نے اپنے نام پہلے دے دیئے ہوئے ہیں' انہیں دوبارہ اپنے ناموں کی چٹیں بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو مزید لوگ اس موضوع پر بات کرنا چاہیں وہ اپنے نام سپیکر تک پہنچا دیں۔ شکریہ۔

رانا اکرام ربانی۔بسم اللہ الرحمن الرحیم! جناب سپیکر' میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے ایک نہایت ہی اہم مسئلے پر اظہار خیال کی دعوت دی ہے۔ میں کچھ عرض کرنے سے پیشتر اجازت چاہوں گا کہ جہاں جہاں مجھے اپنے نوٹس دیکھنے یا کچھ تراشے پڑھنے کے لیے دوسری زبان کے استعمال کی ضرورت پڑے تو مجھے اس کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اجازت ہے۔

رانا اکرام ربانی۔ جناب سپیکر' اس ایوان سے اپنے پہلے خطاب میں معزز قائد ایوان نے قائد حزب اختلاف کے لیے جن خواہشات اور ارادوں کا ذکر کیا وہ جمہوریت کے لئے' جمہوری قدروں کی بحالی اور ترقی کے لیے یقیناً" خوش آئند بات ہے انتخابات کے دوران جو مقدمات درج کیے گئے تھے ان میں سنگین نوعیت کے مقدمات کو چھوڑ کر باقی مقدمات واپس لئے جائیں۔ میں اس ضمن میں یہ اضافہ کرنا چاہوں گا کہ اس وقت بے شمار سیاسی کارکن جنہیں غیر ضروری طور پر دفعہ 188 میں ملوث کیا گیا اس کا ذکر ہم نے پہلے بھی کیا تھا کہ اگر ان مقدمات کو بھی واپس لیا جائے جن سے ان غریب سیاسی کارکنوں کی زندگی بری طرح متاثر ہو رہی ہے تو یقیناً" اس سے سیاسی کشیدگی کو ختم کرنے اور سیاسی ماحول کو مزید خوشگوار بنانے میں مدد ملے گی۔

جناب والا' یہاں پر قائد حزب اختلاف کے لئے مراعات کی بات کی گئی۔ قائد حزب اختلاف ایک شخص کا نہیں بلکہ ایک ادارے کا نام ہے اور شخصیات کے بجائے اداروں کو مضبوط بنانے کی کوشش اور جدوجہد یقیناً" قابل تعریف ہے۔ لیکن میں یہ واضح کرنا چاہوں گا کہ حزب اختلاف کے لئے سب سے بڑی مراعات ان کے حقوق کا تحفظ ہے۔ ان کی رائے کا احترام ہے۔ ان کے لئے ایک ایسا ماحول فراہم کرنا ہے جس میں وہ اپنی نمائندگی کے فرائض بطریق احسن ادا کرسکیں۔ جناب والا' اس وقت عملی طور پر صورتحال یہ ہے کہ اقتدار سے تعلق رکھنے والے دوستوں کے لئے نائب قاصد کی سہولت بھی ایک مراعت ہے' لیکن ہماری طرف سے اپنی جان کے خطرے کی بھی بات کی جائے تو یہاں معزز وزراء کی طرف سے technicalities کا سہارا لیا جاتا ہے۔ ہم اگر تھانے میں ٹیلی فون کریں تو تھانے کا منشی بھی یہ سمجھ کر کہ یہ حزب اختلاف کے لوگ ہیں جواب دے دیتا ہے کہ ایس ایچ او صاحب تھانے میں نہیں ہیں۔

جناب والا' سب سے پہلے اس قول و فعل کے تضاد کو دور کرنا ہے۔ اس ماحول کو بنانا اور برقرار رکھنا ہے جس میں حزب اختلاف اپنے فرائض بطور حزب اختلاف اچھے طریقے سے ادا کرسکے۔ مجھے احساس ہے کہ اس ضمن میں محترم قائد ایوان کو عملی مشکلات بھی ہوں گی لیکن خدانخواستہ کبھی اس ملک میں جمہوریت کی ناکامی کی وجوہات لکھی گئیں تو کسی سرمایہ دار سے' کسی جاگیردار سے زیادہ سیاسی کارکن کو مورد الزام ٹھہرایا جائے گا۔ مجھے امید ہے کہ ہمارے صوبے کے موجودہ چیف ایگزیکٹو اس کی اہمیت سے آگاہ ہوں گے اور اس ضمن میں اپنی ذمہ داریوں کو اچھی طرح سمجھتے ہوں گے۔ جناب

سپیکر' جہاں تک امن عامہ کی بات ہے مجھے سمجھ نہیں آتی کہ دکھوں کی اس لمبی داستان کو میں کہاں سے شروع کروں۔

کہاں تک سنو گے کہاں تک سناؤں۔

جناب والا' یہ واقعات کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے۔ ایک جنگل ہے جس میں یہ سمجھ نہیں آتا کہ کس طرح اس کے سرے کو پکڑ کر بات شروع کی جائے۔ ہمارا صوبہ پنجاب جو کسی زمانے میں اپنے پیار' محبت' خلوص' اپنے خوبصورت میدانوں' خوبصورت کھلیانوں اور اپنے خوبصورت کھیتوں کے لئے مشہور تھا آج اس میں بھی ہر طرف ایک بے چینی کی فضا ہے' ایک بدامنی کی فضا ہے۔ قتل اور ڈاکے روزمرہ کا معمول بنتے جارہے ہیں اور ہم صرف بے بس ہو کر اس کا تماشا دیکھ رہے ہیں۔ جناب سپیکر' ہم یہاں اس ایوان میں بیٹھ کر لفظوں کا سہارا لیتے ہیں' قانون بناتے ہیں لیکن اس قانون کے راستے میں اتنی دشواریاں ہوتی ہیں کہ لوگ انصاف تک پہنچنے کی بجائے راستے کی بھول بھلیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جناب سپیکر' آپ کو یاد ہو گا کہ گزشتہ اسمبلی میں بھی اس طرح اس اہم مسئلے پر سیر حاصل بحث ہوئی تھی۔ بہت سی تجاویز سامنے آئیں لیکن وہ اسمبلی بھی گئی اور آج پھر نئی اسمبلی اسی مسئلے پر اسی طرح بحث کر رہی ہے اس وقت جو وزیراعلیٰ اور قائد ایوان تھے' وہ آج مرکز میں تشریف لے جا چکے ہیں لیکن اس بحث کے کافی دیر بعد قائد ایوان ہونے کے باوجود وہ خود امن عامہ کی صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے کچھ نہ کرسکے اور مجھے احساس ہے کہ نہ وہ اپنے بعد میں آنے والے موجودہ قائد ایوان کے لئے ایسی ٹھوس بنیادیں فراہم کر گئے جن پر عمل کر کے صورت حال کو بہتر بنایا جاسکتا۔

جناب والا' تجربہ یہی ہے کہ جوں جوں ہم اس مسئلے پر بحث کرتے ہیں' اسی رفتار سے بلکہ اس سے زیادہ رفتار سے اس صوبے میں امن عامہ کی صورت حال بگڑتی جا رہی ہے۔ جناب والا' یہ ایک مستقل چیز نہیں بن جانی چاہیے کہ اسمبلی آئے' اس کے اراکین امن عامہ کی صورت حال پر بحث کریں اور اس کے بعد نئی اسمبلی آئے' نئے قائد ایوان آئیں اور وہ یہ کہیں کہ جناب یہ سارا کچھ تو ہمیں ورثہ میں ملا تھا۔ یہ ہماری پیدا کی ہوئی خرابی نہیں ہے۔

جناب والا' ہمیں اس پر پوری طرح توجہ دینی ہوگی۔ اس کے لئے کچھ ٹھوس تجاویز مہیا کرنا ہوں گی تاکہ کم از کم آنے والی اسمبلی کو اس مسئلے پر دوبارہ بحث نہ کرنا پڑے اور اس وقت کے قائد ایوان کو' اس وقت کی حزب اختلاف کو پھر یہ سارے الفاظ دوبارہ دہرانے نہ پڑیں کہ یہ نظام یہ امن عامہ کی بگڑی ہوئی صورت حال ہمیں ورثے میں ملی۔ اس صورتحال کو بگاڑنے میں تھانے' پٹوار خانے'

تعلیمی ادارے' سماجی ادارے اور معاشرتی سب پہلو شامل ہیں اور بے روزگاری اس کا سب سے بڑا سبب ہے۔ ہمیں اس جانب توجہ دینی ہوگی اور جناب سپیکر۔میں یہ گزارش کروں گا کہ اس ضمن میں ہمیں سب کو اپنی اپنی ذمہ داریوں کا تعین کرنا ہوگا۔ ذمہ داریاں قبول کرنی ہوں گی۔

جناب سپیکر تشویش کا اظہار بڑا آسان کام ہے۔ یہ کہنا بہت آسان ہے کہ صورتحال تسلی بخش نہیں ہے لیکن اس کی ذمہ داری کون قبول کرے گا۔ جناب سپیکر۔ موجودہ حکومت ایک تسلسل ہے۔ ایک ذہن کا تسلسل ہے۔ ایک نظام کا تسلسل ہے بلکہ ایک حکومت کا تسلسل ہے۔ اس لئے موجودہ حکومت اپنی ذمہ داریوں سے صرف یہ کہہ کر بری الذمہ نہیں ہو سکتی کہ یہ نظام ہمیں ورثے میں ملا تھا۔ لاہور میں ایک واقعہ ہوا اس میں انتظامیہ کے دو ادارے پولیس اور پی سی ایس مجسٹریٹ وہ دونوں اس واقعہ کی ذمہ داری ایک دوسرے پر ڈال رہے ہیں عوام کو بے خبر رکھا جارہا ہے۔ اسی طرح اوکاڑہ میں ایک واقعہ ہوا۔ اس میں بھی پولیس ورسز مجسٹریسی تھی۔ جناب والا۔ ہمیشہ یہ ہوتا رہا ہے۔ خوشخبری دی جاتی رہی ہے کہ فلاں واقعہ کے پیچھے' فلاں چیز کے پیچھے غیر ملکی ہاتھ ہے۔ ہتھوڑا گروپ پکڑا گیا لیکن اس کے بعد کیا ہوا۔ اس کے بعد عوام کو بالکل لاعلم رکھا جاتا ہے۔ ہمیں یہ روایت بھی شروع کرنا ہوگی کہ اس قسم کی تمام معلومات کی رپورٹ عوام کے سامنے آئے تاکہ عوام کو پتا چلے کہ انتظامیہ کیا کر رہی ہے۔

جناب والا۔ امن و امان کی صورت حال پر ہماری بے شمار تحاریک التوا تھیں جن کو اگر ایک ایک کر کے میں پڑھنا شروع کروں تو شاید اس کے لئے دو دن بھی کافی نہیں ہوں گے لیکن کوئی نہ کوئی بنیاد تو ایسی ہونی چاہیے جس پر بحث کر کے ہم یہ دیکھ سکیں کہ اس وقت ہمارے ہاں معاشرے میں امن عامہ کی کیا صورت حال ہے۔ جناب والا۔ اس کے لئے ایک تو سیاسی رہنماؤں کی آراء کو دیکھنا پڑے گا۔ سیاسی نمائندوں کی رائے کو دیکھنا پڑے گا اور اس کے بعد media کے ذریعے جو صورت حال ہمارے سامنے آتی ہے اسے پیش نظر رکھنا پڑے گا اور اس کے بعد ہماری قابل احترام عدلیہ نے ہماری انتظامیہ کے بارے میں' ہماری پولیس کے بارے میں اس موجودہ سسٹم کے بارے میں جو ریمارکس دیئے ہیں وہ ہمارے لئے مشعل راہ بن سکتے ہیں۔ جناب والا۔ اس موجودہ اجلاس میں جو امن عامہ کی صورتحال پر بحث کے دوران جو تقاریر ہوئیں اگر ان کو دہرایا جائے تو اس کے لئے وقت نہیں ہے لیکن میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ حلف برداری کے اجلاس کے بعد وزیراعلیٰ کو مبارک باد دیتے وقت جو تقاریر ہوئیں اگر ان کا نوٹس لے لیا جاتا ان کو غور سے سنا جاتا تو بھی شاید جناب والا

صورتحال اتنی سنگین نہ ہوتی جتنی آج ہے۔ میں اس میں سے کچھ اقتباسات پڑھ کر آپ کو سناؤں گا۔ ایک معزز رکن نے کہا تھا کہ اس وقت صوبہ میں جو صورتحال ہے اس میں نیکی کرنا مشکل ہے اور بدی کرنا آسان - ایک اور معزز رکن نے کہا تھا کہ اپنے کھیتوں میں دن کو محنت مزدوری کرتے ہیں۔ رات بھر اپنے سامان کی حفاظت کرتے ہیں۔ جانوروں کی رسیاں تھام کر بیٹھے رہتے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی حادثہ' کوئی سانحہ ہو جائے اور جب انصاف مانگنے کے لئے جاتے ہیں تو اللہ کے فضل سے آئی جے آئی کے کسی ایم این اے یا ایم پی اے کا رشتے دار ڈی ایس پی یا انسپکٹر لگا ہوتا ہے اور وہ عوام کی بات نہیں سنتا۔ جناب سپیکر یہ میں نے ان تقاریر سے اقتباس لیا ہے جو ارباب اقتدار کے بنچوں پر بیٹھنے والے معزز اراکین نے کی تھیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ صورتحال اتنی خراب ہے کہ ان کے ضمیر بھی ان کو اس بات پر مجبور کرتے ہیں کہ وہ یہ کہیں کہ موجودہ انتظامیہ اپنے فرائض احسن طریقے سے انجام دینے میں ناکام ہو رہی ہے۔

اس کے بعد جناب والا - جماعت اسلامی کے ایک معزز رہنماء اسد گیلانی صاحب ہیں۔ یہ حزب اختلاف سے تعلق نہیں رکھتے۔ جماعت اسلامی اور موجودہ حکومت کا جو تعلق سیاسی طور پر ہے وہ بھی سب کے سامنے ہے۔ انہوں نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ اگر موجودہ حکومت نے اپنی موجودہ روش تبدیل نہ کی تو عوام سراپا احتجاج بن کر سڑکوں پر نکل آئیں گے جس سے صوبے میں بدامنی اور جرائم میں مزید اضافہ ہوگا اس کے بعد جناب والا - مولانا فضل الرحمان صاحب کا بیان ہے انہوں نے جنگ کے حالات خراب کرنے کی ذمہ دار پنجاب کی صوبائی حکومت کو ٹھہرایا ہے۔ معزز سیاسی رہنماؤں اور معزز اراکین اسمبلی نے جو پنجاب کی موجودہ صورتحال کے بارے میں کہا ہے اس بارے میں میں نے اشارہ کیا ہے اس کے بعد میں نے گزارش کی تھی کہ media کے ذریعے۔

جناب والا - دوسرا طریقہ ہمارے سامنے یہ ہوتا ہے کہ اس مجلس میں جو صورتحال ہے' پنجاب میں جو صورتحال ہے اس بارے میں اخبارات کیا کہتے ہیں - media کیا کہتا ہے اس سلسلہ میں "Crime rate on rise in city." یہ "نیوز" کی خبر ہے کہ لاہور میں کس طریقے سے جرائم ہیں۔ اگر ان جرائم کی تفصیل پڑھ لی جائے کہ کون کونسی جگہ پر شہر میں یہ واقعہ ہوا تو جناب والا - جتنا اجلاس ہم گزار چکے ہیں اتنا اجلاس کی میعاد اور بڑھانی پڑے گی لیکن میں صرف اپنی بات ان چیزوں تک محدود رکھوں گا جن کی بنیاد پر یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ پنجاب میں امن عامہ نام کی کوئی چیز موجود نہیں ہے اور اس کی ذمہ داری بھی کسی نہ کسی کو قبول کرنی ہوگی اس کے لئے اقدامات دیکھنا پڑیں گے کہ موجودہ

حکومت نے اس کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں جس سے ہمارا اور عوام کا اعتماد بحال ہو کہ ہاں کچھ ہو رہا ہے اور ہونا چاہیے اور اس کے لئے ہم کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ "مشرق" کا اداریہ ہے۔ ڈاکوؤں کو کھلی چھٹی - سیالکوٹ کے علاقہ میں برات پر مسلح افراد کا حملہ صوبائی حکومت اور انسپکٹر جنرل پولیس کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہونا چاہیے انہیں احساس ہونا چاہیے کہ پانی سر سے گزر رہا ہے۔ پنجاب میں عوام کی جان و مال کا تحفظ اور امن و امان روبہ زوال ہے۔ کئی بار یہ اعلان ہو چکا ہے کہ جس علاقے میں کوئی سنگین واردات ہو تو اس کے ایس ایچ او اور حلقہ کے پولیس افسر کا محاسبہ کیا جائے گا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ بیشتر تھانے داروں کو بااثر افراد کی حمایت حاصل ہے جس کے لئے وہ جائز و ناجائز کام کرتے ہیں اور وقت پڑنے پر یہ بااثر افراد جن کی اکثریت ایم پی اے اور ایم این اے پر مشتمل ہے ان کے لئے ڈھال بن جاتے ہیں چنانچہ محاسبے کا عمل نہ ہونے کے برابر ہے۔ "مسلم" اخبار لکھتا ہے "Crime on rise in Rawalpindi." پھر یہ "نوائے وقت" میں بھی اسی طرح خبر ہے۔ جناب والا - میں بعض دوستوں کی توجہ کے لئے عرض کروں گا کہ اس میں ایک بھی "مساوات" کا حوالہ نہیں ہے۔ پنجاب میں جرائم کی شرح میں 6.74 فیصد اضافہ اور اس کے آگے چل کر "فرنٹیئر پوسٹ" میں لکھا گیا ہے۔

"CRIME IN PUNJAB :" Unfortunately, the latest spourt of crime has broken through at a time when Chief Minister Ghulam Wyne appeared to be tightening his grip on some of the dark sides of his administrati on. The maintenance of peace and ty as of now must receive his top priority.

Under the British, the Police Force was designed as an instrument of coercion. Unfortunately, independence has not brought any significant change in its character, except that it has become infinitely corrupt.

پھر اسی ضمن میں پچھلے دنوں جناب سپیکر ایک واقعہ ہوا اور ایک افسوسناک پہلو ہمارے سامنے آیا کہ تعلیمی اداروں کے اندر سنٹروں پر جہاں ہمارے بچے امتحان دیتے ہیں وہ نوجوان نسل میں سے کل کا پاکستان بنے گا۔ جن میں سے کل جج بنیں گے۔ پولیس افسر بنیں گے ۔ اس معزز ایوان کے رکن بنیں گے انہیں مجبور کیا جارہا ہے۔ سسٹم ایسا ہے ۔ اس کے لئے "مسلم" اخبار میں ایک بڑی لمبی

چوڑی تفصیل آئی تھی۔

Booti Marphia earns about Rs. 100 million year.

جناب والا - ایسے لگتا ہے جیسے یہ کسی بڑے صنعتی ادارے کا بجٹ پیش کیا جارہا ہے۔

These Booti lords get the full support of the M.P.As and M.N.As of their respective political parties. The M.P.As and M.N.As provide them a cover against the police in two ways; firstly they get them released if ever they are attested; and secondly the M.P.As and M.N.As seek jobs as A.S.Is for the members of the students gang. Many A.S.Is recruited in Lahore through Legislators recommendations are booti gang members. This has established a close link between the police and the Booti Marphia.

ہر ایک مسئلہ اپنی جگہ اس بات کا متقاضی ہے کہ اس کی مکمل تحقیقات کی جائے اور ان کے نتائج Findings عوام کے سامنے لائے جائیں تاکہ عوام کو پتہ چل سکے کہ لاہور میں سیاسی سفارشات کی بنیاد سیاسی تعلقات کی بنیاد پر پولیس میں اگر بھرتی ہوئی ہے تو اس پورے محکمے کی اوور ہالنگ ہونی چاہیے۔

جناب والا - راولپنڈی سے لاہور آنے والی ریل کار میں ڈاکہ پڑا۔ جیسا کہ آئی جی صاحب نے فرمایا ہے کہ دوران سفر مسافروں کی مناسب دیکھ بھال کرنا اور ان کی حفاظت ریلوے پولیس کی ذمہ داری نہیں ہے۔ بات جناب سپیکر گھوم پھر کر پھر وہیں آتی ہے کہ ہر ادارہ ہر شخص خواہ وہ وزیر ہے یا وزیراعلیٰ ہے یا کوئی دفتر میں لگا ہوا ہے' کوئی بھی اپنی ذمہ داری تسلیم نہیں کرتا انہوں نے کہا کہ یہ ریلوے پولیس کی ذمہ داری نہیں ہے یہ تو پنجاب پولیس کی ذمہ داری ہے مگر جناب والا پنجاب پولیس کا موقف یہ ہے کہ چونکہ یہ ڈاکہ ریل کار میں پڑا ہے لہٰذا یہ ان کی ذمہ داری نہیں ہے تو جناب والا - اور بہت سی مثالیں ہیں۔ یہ "مشرق" اخبار میں فیصل آباد کی خبر ہے آپ یقین کیجئے کہ پولیس کا ایک انسپکٹر اپنے ایس ایس پی سے زیادہ بااختیار دکھائی دیتا ہے جناب والا اس امر کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ چودھری یعقوب صاحب کی پریس کانفرنس کے دوران ایس ایس پی فیصل آباد نے تھانہ سمندری میں تعینات ایک انسپکٹر کو محض اس لئے معطل کردیا تھا کہ اس نے سمندری کے دو صحافیوں

خالد محمود دانش اور شبیر احمد کسانہ کو اپنے پیشہ وارانہ فرائض کی انجام دہی کے دوران تشدد کا نشانہ بنایا۔ ایس ایس پی مہر ظفر عباس نے صحافیوں کو اس امر کا یقین دلایا کہ اسے معطل کر کے لائن حاضر کیا جارہا ہے لیکن جناب والا یہ صرف زبانی جمع خرچ تک ہی رہا کیونکہ اس پولیس انسپکٹر کو ایک بااثر سیاسی شخصیت رکن اسمبلی کی پشت پناہی حاصل ہے جناب والا یہ کل کی بات ہے کہ اسی ایوان میں سپیکر صاحب نے تمام ارکان اسمبلی اور اس معزز ایوان کی جانب سے صحافیوں کو اپنے پیشہ وارانہ فرائض کی انجام دہی کے سلسلے میں ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا تھا لیکن جناب والا فیلڈ میں یہ صورتحال ہے کہ قول و فعل کا تضاد ہے ہر قدم پر ہر روز ہر فیصلے میں آئی جی (پی) کے احکامات پر عملدرآمد نہیں ہوتا اور جناب والا یہ بڑی دلچسپ بات ہے۔

Directives of central police are nothing more than the hopes as most of them are motivated by political and social pressures- The Office Superintendents of DIG Lahore Office, DIG Traffic Office were transferred by them and these are lucrative posts....

یہ الفاظ اس ایجنسی کے بارے میں آج تک استعمال ہوتے رہے ہیں lucrative force lucrative business, اب جناب والا ہمارے دفاتر میں جو مختلف فورسز ہیں ان کو بھی ڈی گریڈ کیا جارہا ہے اور آج تک کسی نے اس چیز کا کوئی نوٹس نہیں لیا کسی نے نہیں کہا کہ یہ جو ذمہ دار پوسٹ ہیں ان کا اس لفظ سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ کماؤ پوسٹ نہیں ہیں ان کے پاس اتنا وقت ہی نہیں ہوتا کہ وہ ان چیزوں کو پڑھ سکیں اور اس کے بعد عوام کی سہولت کے لئے اس میں کوئی ترمیم کرسکے یا پھر جناب والا اس پر کوئی ایکشن لیا جاسکے۔

جناب والا - ایک اور اخبار میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اگر حکومت چاہے تو ان سنگین وارداتوں اور لوٹ مار کا مکمل خاتمہ کیا جاسکتا ہے اور موثر انداز میں سدباب چند روز میں کیا جاسکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے قانون کی حکمرانی کو صدق دل سے قبول کیا جائے اور حکومت خود بھی سیاسی اور غیر سیاسی مصلحتوں کو ترک کر دے قانون کا نفاذ کرنے والے ادارے قانون شکنی کرنے والے لوگوں کے خلاف ان کے کسی ایسے منصوبے یا مقصد کا خیال کئے بغیر قانون کے مطابق کارروائی کرنے کا خیال کریں اور حکومت وقت بعض سیاسی لوگوں کو ان کی کمزوریوں کے باعث اپنی انتقامی کارروائی کا نشانہ نہ بنائے اور اپنے مخالفوں سے انتقام کے لئے ان ایجنسیوں کو استعمال نہ کرے تو کوئی

وجہ نہیں کہ جرائم کا سدباب نہ ہو پولیس کے تحت جب عدالتوں میں رشوت ستانی کو روکنے کے لئے موثر اقدام کئے جائیں تو یہ کام ناممکن نہیں ہے مقدمات کا فیصلہ جلد کیا جائے سنگین نوعیت کے مقدمات میں ملوث ملزموں کو جلد از جلد سخت ترین سزائیں دی جائیں تاکہ نوجوان طبقے کو عبرت حاصل ہو اور حکومت خود بھی قانون کی پاسداری کرے اور بدعنوان پولیس اور سول ملازمین کے خلاف کارروائی کرے تو اس طرح سے ان تمام برائیوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ جناب سپیکر یہ پریس کی خبر ہے اور یہ تمام اخباروں کی متفقہ رائے ہے کہ اگر حکومت امن عامہ بحال رکھنے میں اور اسے بہتر بنانے میں قطعاً" ناکام رہی ہے اور جیسا کہ میں نے شروع میں عرض کیا تھا کہ اس کے بعد ہماری قابل احترام عدلیہ ہے یہ لاہور ہائی کورٹ کے بارے میں ہے ان کے فیصلے یہاں پر ہماری قانون کی کتابوں میں حوالوں کے طور پر درج ہوتے ہیں جناب والا ہماری عدلیہ کے فیصلے ان کے ریمارکس ہماری انتظامیہ کے لئے ایک Guide Line ہونے چاہیں - جناب والا یہ فیصل آباد کا ایک کیس ہے جس پر لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس شفیع الرحمان صاحب نے اپنی findings دی ہیں کہ پولیس کے ہاتھوں ہمارے بچوں کی زندگیاں قطعی طور پر غیر محفوظ ہیں من مانی کارروائی کی وجہ سے بعض لوگ ایس پی اور آئی جی جیسے افسران پر بھی اعتماد نہیں کرتے پولیس عدلیہ کے احکامات کو خاطر میں نہیں لاتی پولیس کارروائیوں کے بعد لاہور ہائی کورٹ پر مقدمات کا اضافہ بوجھ ہے لوگ ایس پی تک جانے کی جرات نہیں کرتے کیونکہ ان کی شکایات کا ازالہ نہیں ہوتا۔ یہ ریمارکس تین مہینے پہلے آئے تھے اور اس کا کسی نے بھی نوٹس نہیں لیا۔ پھر جناب والا اخباروں میں یہ ہر روز آتا ہے کہ کوئی خاتون زخمی ہو گئی کوئی خاتون اپنی جان سے گئی اس کے بھوکے بچے مانگتے رہ گئے اور اس کی cognizance ہائی کورٹ کو خود لینا پڑی۔ جناب سپیکر - ان ساری ذمہ داریوں کو آپ نے قبول کرنا ہوگا کہ یہ چیف ایگزیکٹو کی ذمہ داری ہے جس کا ہائی کورٹ نے sou - moto کے طور پر cognizance لیا ہے اور اس پر جسٹس منیر صاحب اپنے ریمارکس دیتے ہیں۔

Such kind of deaths arising from negligence and faulty manufacturing of oil stoves would have entailed ruin of the concerned manufacturer in any country and in addition would have made them liable to payment of compensation of millions of dollars to the aggrieved families.

اور جناب والا اس وقت تو حکومت بھی اسلامی جمہوری اتحاد کی ہے۔

as we claim hut such people responsible for such criminal act and negligence for manufacturing oil stoves enjoy immunity because of of inaction on the part of authority and functionaries entrusted with administration of law.

جناب والا اگر اس داستان کو اس پورے حوالے سے پیش کرنے کی کوشش کی جائے تو دن کافی نہیں ہوں گے کئی سٹینگز کرنی ہوں گی اس لئے جناب والا میں بڑے مختصر طور پر عرض کروں گا تاکہ دوسرے دوستوں کو بھی موقع مل سکے۔ پھر جناب ہماری جیلوں میں ہمارے معصوم بچوں کو گرفتار کیا جاتا ہے اور ان کو غیر انسانی سلوک کا نشانہ بنایا جاتا ہے ایک بار پھر ہماری عدلیہ مداخلت کرتی ہے اور اس کا نوٹس لیتی ہے۔ لاہور ہائی کورٹ آرڈرز میڈیکل ایگزامینیشن آف چائلڈ بزنس' اس کے اوپر اداریے لکھے جاتے ہیں۔ Child abusing jail, Child in Mates اور پھر ایک اور بہت خوبصورت ریمارکس کی بات' سیاسی مقدمات میں یہاں پر ایڈووکیٹ جنرل کا دفاع کرنا چاہوں گا کیونکہ ان کے پاس اتنا وقت ہی نہیں ہوتا۔

Punjab Acvocate General not assisting properly the honourable Chief Justice Lahore High Court.

The Lahore Hight Court has taken serious notice of the slackness of the officers and they remarked in the open court that the Advocate General Punjab was not assisting the court properly in connection with the detention of children confined in different jails of the province.

جناب سپیکر! مجھے بہت خوشی ہوتی کہ اگر یہ اقدامات ہمارے صوبے کی انتظامیہ کرتی اور ان سیاسی کارکنوں کے سر فخر سے اونچے ہوتے جو یہ سمجھتے ہیں جیسا کہ میں نے پہلے بھی یہ گزارش کی تھی کہ اگر اس ملک میں کبھی خدانخواستہ جمہوریت کی ناکامی کی وجوہات لکھی گئیں تو سرمایہ داروں کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔ جاگیردار اور چیف منسٹر کو کچھ نہیں کہا جائے گا لیکن سیاسی کارکنوں کو سب سے زیادہ مورد الزام ٹھہرایا جائے گا اور میں آج پھر یہ بات اس یقین کے ساتھ دہراؤں گا کہ ہمارے چیف ایگزیکٹو کو اس بات کا احساس ہونا چاہیے اور غالباً" ہے۔

جناب سپیکر پولیس کے متعلق جو کورٹ کے ریمارکس ہیں اس میں تھوڑے دنوں پہلے ایک واقعہ ہوا اس کے متعلق عزت ماب جسٹس احسان الحق صاحب کے ریمارکس ہیں۔

Respectable citizens often narrate how they were treated, when they went to a police station to find out why their servants or friends were detained. Some of them get locked up just for inquiry, let the matter be brought to the notice of the high ups. A fictitious FIR alleging all kinds of frauds prepared in a matter of minutes against the persons who complained maltreatment.

جناب والا! یہ ان دکھوں کی لمبی داستان تھی جو میں نے مختصر طور پر اپنی گزارشات میں پیش کی ہے۔ ایک چیز جس پر دو رائے نہیں ہو سکتیں وہ یہ ہے کہ چاہے حزب اقتدار ہو یا حزب اختلاف ہو ہمیں بدامنی اور لاقانونیت کو اپنا مشترکہ دشمن سمجھنا ہوگا۔ اس کے لئے دیانتداری کے ساتھ مسلسل جدوجہد کرنی ہوگی اور اس منزل تک پہنچنا ہوگا جو بلاشبہ ہر پاکستانی کی' محب وطن کی منزل ہونی چاہیے کہ انصاف کا حصول اور خوشحالی۔

جناب سپیکر میں اس ضمن میں فنانس کمپنیوں کے سکینڈلز کے حوالے سے بھی بات کرنی چاہوں گا اور میں جناب معزز قائد ایوان کے نوٹس میں یہ لاؤں گا کہ فنانس کمپنیوں کے سکینڈلز کے بعد آج پھر اخبارات میں خبر یہ ہے کہ کوآپریٹو سوسائٹیوں کا سکینڈل' لاکھوں گھرانوں کی اتنی درد بھری کہانیاں ہیں کہ کبھی آپ کو یا اس معزز ایوان کے کسی رکن کو ان سے ملنے کا موقع ملا ہو تو ان کو احساس ہوگا کہ بیوہ عورتیں' ریٹائرڈ سرکاری ملازم اپنی بچی کھچی پونجی ان کوآپریٹو سوسائٹیوں کے سپرد کرتے ہیں اور ان کوآپریٹو سوسائٹیوں کے سرمائے سے لوگ شہزادوں اور لارڈ کی طرح سے زندگی گزار رہے ہیں۔ میں اس بات کو political expolitation کا سبب نہیں بنانا چاہتا لیکن جناب والا ان کوآپریٹو سوسائٹیز کے حوالے سے ایسے معزز اراکین کے نام بھی آئے ہیں کہ جن کے بارے میں یہ سنا گیا ہے کہ ان کو اس لئے کچھ نہیں کہا جاتا کہ انہوں نے کروڑوں روپے آئی جے آئی کی compaign کے لئے وقف کئے ہوئے ہیں۔ اب جناب میں اس پر شاید اظہار خیال کر سکتا ہوں یا نہیں کر سکتا کہ سینٹ میں بھی اس سلسلے میں ایک تحریک التوائے کار بحث کے لئے قبول فرمائی جا چکی ہے اگر یہ میری سینٹ کے معاملات میں دخل اندازی ہے تو جناب والا میں اس کے لئے آپ کے توسط سے معافی چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ اس کا ریفرنس دے سکتے ہیں۔

رانا اکرام ربانی - جناب والا ان باقی چیزوں کا نوٹس لینے کے ساتھ ساتھ 1985ء ہی کے بعد ایک دن یہ معزز قائد ایوان سے غالباً" ایم ایس ایف کی کسی میٹنگ میں دیئے تھے تو اس کے حوالے سے اسلامی جمعیت طلباء والوں نے اس پر احتجاج کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ یہ جو سلسلہ ہے یہ اس وقت سے چل رہا ہے جس وقت آج جو ہمارے وزیراعلیٰ ہیں وہ وزیر تعلیم تھے تو میں بھی اسی حوالے سے بات کرنا چاہوں گا کہ یہ پنجاب کی ہی حکومت کا تسلسل ہے اور مجھے خوشی ہو گی کہ اس ضمن میں اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ اس کا احساس کرنے کے ساتھ ساتھ' اسے قبول کرنے کے ساتھ ساتھ اس سلسلے میں کچھ actions جو ہیں وہ لئے جائیں گے۔

جناب سپیکر سب سے پہلے تھانوں میں جو ایف آئی آر درج کرنے والی ایجنسیز ہیں میری معزز قائد ایوان سے تجویز یہی ہے کہ وہ تفتیش کرنے والی ایجنسیز سے علیحدہ ہوں تاکہ دونوں ایجنسیز Independent ہوں وہی ایف آئی آر درج کرنے والے ہیں وہی تفتیش کرنے والے ہیں اور ان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ جھوٹی ایف آئی آر درج کی جائے۔ اول تو ایف آئی آر درج ہی کم مکا کے ذریعے ہوتی ہے اگر صحیح ہو بھی جائے تو یہ احساس ہونے کے باوجود کہ یہ غلط ہے اس کو درست ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے نیز پولیس کے ملازمین کی سہولتوں میں اضافہ ہونا چاہیے۔ ہم جہاں پولیس پر اتنی ذمہ داریاں ڈالتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ اس بات کا احساس بھی اس ایوان کو ہونا چاہیے کہ انہیں رہائش اور ان کے بچوں کو تعلیم وغیرہ کی سہولتیں دی جائیں تاکہ کم از کم انہیں اپنی بنیادی ضروریات تو حاصل ہوں تاکہ وہ اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکیں اور اس سے بالاتر ہو کر وہ صحیح معنوں میں اس معاشرے کی انتظامیہ کا ایک مفید حصہ بن سکیں۔ اس کے بعد ایک اور اہم بات جس کے لئے میں اگر آئی جی صاحب کا حوالہ دوں تو بے جا نہ ہو گا۔ انہوں نے خود بھی یہ تسلیم کیا ہے کہ پولیس ایکٹ جو 1861ء کا ہے اس میں فوری طور پر تبدیلیاں کی جانی چاہیں۔ میں ان کے اپنے الفاظ دہراتا ہوں۔

Police Act, 1861 require sentire change to turn the police into community serving force in the prevalent changed democratic set up, as it was enforced by the British imperialism under its colonial order concept as a symbol of possession to prolong their rule over the subcontinent. It was the dire need of the time to bring revolutionary changes in the

Police Act for converting order concept into service concept.

جناب سپیکر! میری قائد ایوان سے یہ درخواست ہو گی کہ فوری طور پر پولیس ایکٹ کو تبدیل کرنے کے لئے جو ضروری اقدامات ہیں وہ کئے جائیں۔ پھر عدالتوں کے طریقہ کار میں تبدیلی بڑی ضروری ہے کہ انصاف کے متعلق یہ آپ نے ایک بہت مشہور مثال سنی ہوگی کہ .....

اور ہمارے ملک میں جناب والا تاخیر Justice delayed is Juctice denied تو کیا دوسری تیسری پشت بعض اوقات آجاتی ہے اور اس وقت تک مقدمات کے فیصلے نہیں ہوتے۔ اخبارات کے اداریے اور اس کے بعد ہماری معزز عدالتوں کے ریمارکس اور عوامی نمائندوں کی رائے اور انہی کے حوالے سے میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ سب سے بڑھ کر یہ کہ انتظامیہ کو سیاسی مقاصد کے لئے استعمال نہ کیا جائے جس سے ساری خرابیوں کا دروازہ کھلتا ہے۔ میں آپ کا اور اس معزز ایوان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے اپنی بات کرنے کا موقع دیا۔ میں اس بات کے ساتھ اپنی گزارشات کو ختم کروں گا کہ ہمیں ہر ایک کو بطور مسلمان اس بات کا احساس ہونا چاہیے کہ جتنی بڑی ذمہ داری ہم پر پڑے گی سب سے بڑی عدالت میں اس کا احتساب بھی اتنا شدید ہوگا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔رانا ثناء اللہ خان صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر امن و امان کی صورت حال پر بحث کرتے ہوئے اب تک جتنے بھی معزز اراکین نے اظہار خیال کیا ہے ان میں سے اکثریت حزب اقتدار سے تھی اور سب کی یہ متفقہ رائے تھی کہ امن عامہ کی صورت حال انتہائی تشویش ناک ہے بلکہ حزب اقتدار کے ایک معزز رکن افضل اعزاز صاحب نے یہاں تک کہا کہ صورت حال اس حد تک خراب ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں رانا صاحب کی تقریر میں مداخلت کر رہا ہوں۔ ہاؤس کے سامنے ایک تجویز ہے کہ ابھی تک کافی لوگ ہیں جنہوں نے امن عامہ پر تقریر کرنی ہے۔ وقت بھی تھوڑا ہے اور جناب قائد ایوان بھی اس بحث کو wind up کریں گے اس سلسلے میں آپ کی رائے معلوم کرنا چاہوں گا کہ اب مقرر کے لئے وقت کی حد بندی کرلی جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس میں حصہ بھی لے لیں اور وقت کی بھی تھوڑی سی بچت ہو جائے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ وزیر قانون صاحب ٹھیک ہے۔ وقت مقرر کرلیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور - ٹھیک ہے۔

میاں منظور احمد موہل - جناب والا میں اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ امن عامہ پر بہت سی تقریریں ہو چکی ہیں۔ قائد ایوان بھی موجود ہیں۔ دو بجے ایوان کی کارروائی کا وقت ختم ہو جائے گا۔ ماہ رمضان بھی ہے' دوست روزے سے ہیں۔ اگر رانا صاحب کی تقریر کے بعد قائد ایوان کو تقریر کرنے کا موقع دیا جائے تو میرے خیال میں زیادہ مناسب ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر - جن دوستوں نے اس کے لئے اپنے نام بھیجے ہیں وہ بھی اس سے اتفاق کرتے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان - پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر میں بات شروع کر چکا ہوں اور آپ مجھے اس بات کی اجازت دے چکے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان - جناب والا ٹھیک ہے اگر آپ وقت کا تعین کرتے تو میں اپنی بات مقررہ وقت میں ختم کردوں گا لیکن اب یہ تو مناسب نہیں ہے کہ .....

جناب ڈپٹی سپیکر - نہیں آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ ایسی بات نہیں ہو گی آپ اپنی تقریر مکمل کریں۔

رانا ثناء اللہ خان - شکریہ - جناب والا میں یہ گزارش کر رہا تھا .....

جناب ڈاکٹر افضل اعزاز - جناب سپیکر میں تقریر تو کرنا نہیں چاہتا لیکن میری چند تجاویز ہیں جو میں آپ کی وساطت سے نہایت اختصار کے ساتھ جناب وزیراعلیٰ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں مجھے امید ہے کہ اس سے کافی مسائل حل ہوں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس سے خوشگوار اثرات مرتب ہوں گے۔

جناب نور محمد تارڑ - جناب والا میں نے اپنا نام اس وقت دیا تھا جب امن عامہ پر بحث شروع ہوئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر - آپ کا نام میں نے بھی کئی دفعہ پکارا ہے لیکن اتفاق سے آپ تشریف نہیں رکھتے تھے۔ بہرحال کوشش کریں گے کہ آپ کو موقع فراہم کیا جائے۔ میں معزز ممبران سے یہ استدعا کروں گا کہ انتہائی مختصر وقت میں اپنے جذبات کا اظہار فرمائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس پر بات

کر سکیں۔ قائد ایوان نے بھی اس بحث کو مکمل کرنا ہے اب زیادہ وقت اس پر ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا یہاں پر فنانس کمپنیوں کے متعلق ذکر کیا گیا ہے میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ کچھ ایسی فنانس کمپنیاں ہیں جنہوں نے اس ملک میں لوٹ مچا رکھی ہے اور خاص طور پر صوبہ پنجاب میں لوٹ مچا رکھی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ کچھ ادارے ایسے بھی ہیں جو بڑے مستحکم ہیں۔ جیسا کہ این۔ ڈی۔ ایف میں ایک ایسا مستحکم ادارہ ہے کہ جس نے پنجاب میں بے پناہ خدمات سرانجام دی ہیں۔ اس سے بہت سے لوگوں کا روزگار وابستہ ہے اور لوگوں کے سرمایہ کو تحفظ ملا ہوا ہے۔ میں اس ایوان کی وساطت سے یہ استدعا پیش کروں گا کہ اس این ڈی ایف سی ادارے کو بنک کا درجہ دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ رانا صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب سپیکر میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر بٹ صاحب کو بغیر باری آوٹ آف ٹرن اتنا وقت دیا جاسکتا ہے تو پھر مجھے اپنی بات مکمل کرنے کی اجازت دی جائے جوں ہی قائد ایوان ایوان میں تشریف لائے ہمیں تو بہت سے دوستوں نے یہ کہنا شروع کردیا ہے کہ ہمیں بھی بات کرنے کے لئے وقت دیا جائے۔ جب کہ اس سے پہلے وہ اس میں دلچسپی نہیں لے رہے تھے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ قائد ایوان .....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ رانا صاحب آپ مزید وقت ضائع کئے بغیر اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب فرحت عزیز مزاری۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا یہ امن عامہ پر نہایت اہم بحث ہے۔ جب پہلے روز بحث شروع ہوئی تھی تو میں نے بھی اپنا نام دیا تھا۔ آج جب اجلاس ختم ہونے میں ایک دن رہ گیا ہے اب جو لوگ رہ جائیں گے ان میں سے کسی کو بولنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ میرے خیال میں صوبہ کے جو منتخب ممبران ہیں ان کے ساتھ زیادتی ہے اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ بے شک وقت مقرر کریں لیکن سب ممبران کو سنیں کیونکہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے اور مختلف علاقوں سے مختلف لوگ آئے ہوئے ہیں جو اپنے اپنے علاقوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اس میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ سب کے لئے

وقت مقرر کریں۔ اگر اجلاس کے لئے ایک دن کی توسیع بھی کرنا پڑے تو توسیع کردیں لیکن وقت سب کو دیں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ - جناب والا آج چونکہ اجلاس کا آخری دن ہے .....

آوازیں - کل آخری دن ہے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ - کل آخری دن ہے۔ بہرحال ہمارے قائد ایوان آج آئے ہوئے ہیں میں جمہوریت کے وسیع تر مفاد میں رانا صاحب سے ذاتی طور پر یہ گزارش کروں گا کہ آج ہمارے قائد آئے ہوئے ہیں اور ہم سب یہاں پر موجود ہیں۔ مہربانی فرما کر ہمیں سب کو انہیں سننے کا موقع فراہم کیا جائے۔ اس کے بعد جو وقت ملے گا ہم تقریریں کرلیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر - شکریہ - رانا صاحب آپ فرمائیں -

رانا ثناء اللہ خان - جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اب تک حزب اقتدار کے جتنے بھی دوستوں نے امن و امان کی صورت حال پر بحث کی ہے ان کی حقائق پر مبنی نشاندہی سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ صوبے میں امن و امان کی صورتحال غیر تسلی بخش ہے سب سے زیادہ زور اس بات پر دیا گیا ہے کہ محکمہ پولیس کی کارکردگی ٹھیک نہیں ہے۔ اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ اگر تو پولیس ایک خود مختار ادارہ ہے کوئی ایسی کارپوریشن ہے جو اپنے معاملات میں آزاد ہے اور وہ حکومت کو جواب دہ نہیں ہے پھر تو یہ بات درست تسلیم کی جاسکتی ہے کہ محکمہ پولیس ہی ان سب خرابیوں کا ذمہ دار ہے لیکن اگر محکمہ پولیس حکومت پنجاب کے کنٹرول میں ہے اور صورتحال یہاں تک نازک ہے کہ آئی جی پولیس بھی اپنی ذمہ داریوں کو قانون کے مطابق ادا نہیں کرسکتا بلکہ اسے بھی جب ضرورت پڑتی ہے تو ایک پریس کانفرنس میں لے آیا جاتا ہے کہ جناب ہمارے سیاسی مخالفین کو بڑکیں مار کر سنائیں اس صورتحال میں محکمہ پولیس کو کس طرح سے ذمہ دار ٹھہرایا جاسکتا ہے۔ جب محکمہ پولیس میں ایک ایس ایچ او سے لے کر ایک آئی جی تک کسی آدمی کو بھی معیار کی بنیاد پر تعینات نہیں کیا گیا۔

رانا ثناء اللہ خان - جناب سپیکر' میں نے ابھی بات کو شروع ہی نہیں کیا اور بٹ صاحب نے چیخیں مارنی شروع کردی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر - بٹ صاحب' آپ ذرا صبر سے کام لیں اور میں رانا صاحب سے بھی درخواست

کروں گا کہ وہ پارلیمانی الفاظ استعمال کریں وہ ایسے الفاظ استعمال نہ کریں کہ جن سے دوسرے کی دل آزاری ہوتی ہو۔

رانا ثناء اللہ خاں - جناب سپیکر' آپ بٹ صاحب کو تلقین کریں کہ وہ ذرا صبر سے کام لیں تو جناب سپیکر' میں یہ عرض کر رہا تھا کہ محکمہ پولیس کی کارکردگی کی بات کی جاتی ہے تو محکمہ پولیس میں ایس ایچ او سے لے کر آئی جی تک کسی فرد کو بھی اس کی کارکردگی کی بنیاد پر اور اس کے سروس ریکارڈ کی بنیاد پر تعینات نہیں کیا گیا بلکہ اس کو کسی نہ کسی سیاسی وابستگی کے حوالے سے یا اس کے کسی شخصیت کے ساتھ بہتر تعلقات کے حوالے سے تعینات کیا گیا ہے تو پھر یہ امر واقع ہے کہ جس شخص کو جس net پر آپ کسی جگہ تعینات کریں گے وہ اسی net کو مضبوط کرنے کے لئے کام کرے گا جب ایک ایس ایچ او جب ایک ضلع کا یا ایک صوبے کا آئی جی صرف کسی سیاسی وابستگی کی بنیاد پر تعینات ہے پھر وہ اپنی سیاسی وابستگی کو ہی مضبوط کرے گا وہ اپنے طور پر کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے کام نہیں کرے گا۔

جناب سہیل ضیاء بٹ - جناب میں پوائنٹ آف انفرمیشن پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بھول گئے ہیں کہ آئی جے آئی کے دور میں یہ کام بند ہو چکے ہیں۔ ایسے کام پیپلزپارٹی کے دور میں ہوا کرتے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر - آپ ان کو بات کرنے دیں۔

رانا ثناء اللہ خاں - جناب سپیکر' میں نے ابھی شروع ہی کیا ہے کہ بٹ صاحب نے چیخیں مارنی شروع کر دی ہیں۔ انہیں کہیں کہ ذرا صبر سے کام لیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر - بٹ صاحب' آپ کی ہمسائیگی کا حق ادا کر رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خاں - تو پھر جناب والا' میری تقریر کا وقت آپ بڑھاتے جائیں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ - بھائی نے پھر مجھے غیر پارلیمانی الفاظ سے یاد کیا ہے۔ آپ ان سے کہیں کہ وہ اپنے یہ الفاظ واپس لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر - بٹ صاحب' جب آپ پارلیمانی روایت کی بات کرتے ہیں تو پھر وہ روایات اپنے اوپر بھی لاگو کیا کریں۔ آپ تشریف رکھیں اور رانا صاحب کو بات کرنے دیں۔

رانا ثناء اللہ خاں - جناب سپیکر' بات یہ ہے کہ اگر میں کوئی ایسی بات کر رہا ہوں جو بٹ صاحب کو

ناگوار گزری ہے تو اس کا طریق کار یہ ہے کہ بٹ صاحب بعد میں جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ رانا صاحب' آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خاں۔ جناب والا' اگر اس طرح مداخلت ہوتی رہی تو بات نہیں ہو سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ برائے مہربانی پارلیمانی آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کو اپنی بات جاری رکھنے دیں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ۔ یہ تو نہیں کہ یہ ایوان میں چیخ و پکار شروع کروا دیں۔ ان کو سمجھائیں کہ اب چیخ و پکار کا دور نہیں رہا۔ اب شرافت کا دور ہے اب چیخیں نہیں نکلیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی رانا صاحب۔

رانا ثناء اللہ خاں۔ جناب والا' میں یہ گزارش کروں گا کہ میں نے بٹ صاحب کو پہلے ہی عرض کی تھی کہ عزیز داری ایوان سے باہر رکھ کر آیا کریں تاکہ ان کو بار بار مداخلت کی ضرورت نہ پڑے اور یہ جو انہوں نے چیخوں کی بات کی ہے بات اس سے آگے بڑھ گئی ہے انہوں نے اب چلانا شروع کر دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں رانا صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اس موضوع کے مطابق بات کو جاری رکھیں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ۔ یہاں پر سب میرے بھائی اور بہنیں بیٹھی ہوئی ہیں سب میرے عزیز ہیں یہ کونسے عزیز کی بات کرتے ہیں۔ ذرا وضاحت سے بتائیں۔

رانا ثناء اللہ خاں۔ جناب سپیکر' میں اس عزیز کی بات کر رہا ہوں جس کی ابھی نشاندہی کرنے والا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ بٹ صاحب' ہم آپ کے بھائی ہیں۔ آپ بھی ہمارا خیال کریں۔ آپ ان کا بھی خیال کریں' وہ بھی آپ کے بھائی ہیں۔ آپ انہیں بات کرنے دیں۔

رانا ثناء اللہ خاں۔ جناب سپیکر' میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جیسے کہ تمام ممبران نے پولیس کی کارکردگی پر اعتراض کیا ہے دراصل پولیس کی کارکردگی ہی وہ بڑی چیز ہے جس کی وجہ سے امن و امان کی صورت حال خراب ہے تو اس سلسلہ میں نے گزارش کی ہے کہ جب اس محکمہ کی کلیدی آسامیاں

جو ہیں ان پر اگر ایسے افسران کو اس بنیاد پر تعینات نہیں کیا جاتا ہے کہ ان کی کارکردگی کیا ہے یا ان کا سروس ریکارڈ کیا ہے تو پھر ان کی کارکردگی بہتر نہیں ہو سکتی اور یہ تعیناتی اور یہ سارا کاروبار حکومت کے کنٹرول میں ہے اس لئے پولیس کی ناقص کارکردگی کا ذمہ دار پولیس کو نہیں بلکہ حکومت پنجاب کو ٹھہرایا جانا چاہیے اور جناب والا' میں اس حکومت کے ایک دو اور پہلوؤں کی جانب آپ کی توجہ دلاؤں گا۔ آپ نے یہ مشاہدہ کیا ہو گا کہ اس اجلاس میں بھی جب کبھی کسی معزز ممبر کی نشاندہی پر کسی سوال کے ضمن میں اس بات کی نشان دہی ہوئی کہ فلاں محکمے میں فلاں پراجیکٹ میں اتنا فراڈ ہوا ہے تو کوئی وزیر بھی اس بات کی نشاندہی نہیں کرسکا کہ اس فراڈ کے متعلق کوئی انکوائری کی گئی ہے یا ان کا کوئی انکوائری کروانے کا ارادہ ہے بلکہ وزراء صاحبان انتہائی فریادی نظروں سے آپ کی طرف دیکھنے لگتے ہیں اور آپ اگلا سوال یا رول 62 یا جواب ٹیبل کردیا جائے گا' کہہ کر ان کی جان چھڑا دیتے ہیں اور یہ ہے احساس ذمہ داری ان وزراء صاحبان کی جو کہ اس حکومت کا کاروبار چلانے کے ذمہ دار ٹھہرائے جا سکتے ہیں۔

اسی طرح میں ایک اور بات کی نشاندہی بھی کروں گا کہ اسی اجلاس میں جب ایک معزز رکن نے' جن کا تعلق حزب اقتدار سے تھا اس بات کی نشاندہی کی کہ ملک میں دوائیاں بلیک ہو رہی ہیں۔ تو ہیلتھ منسٹر نے بڑی بے نیازی سے اٹھ کر کہا کہ ہاں مجھے پتا ہے کہ دوائیاں بلیک ہو رہی ہیں۔ اسی طرح جب ایک اور معزز رکن نے اٹھ کر یہ کہا کہ جناب والا' کھاد بلیک ہو رہی ہے تو وزیر زراعت نے بھی بڑی بے نیازی سے اٹھ کر کہا ہاں میرے علم میں ہے کہ کھاد بلیک ہو رہی ہے۔ تو جناب والا' میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ فرد جسے کسی بات کو کنٹرول کرنے پر مامور کیا ہوتا ہے وہ اس بات کا ذمہ دار ہوتا ہے کہ وہ اسے کنٹرول کرے اور برائی ختم کرے اور اگر وہ یہ کہتا ہے کہ ہاں یہ ہو رہا ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ایسا کروایا جا رہا ہوتا ہے وہ ہو نہیں رہا ہوتا۔ یہ بات اس چیز کو ثابت کرتی ہے کہ حکومت بھی غیر موثر ہے اور حکومت کے موثر نہ ہونے کی وجہ سے امن و امان کی صورت حال خراب ہے۔

ایک معزز رکن - جناب والا' انہوں نے فرمایا ہے کہ وزیر زراعت صاحب نے فرمایا تھا کہ "ہاں کھاد بلیک ہو رہی ہے" ایسی قطعاً" کوئی بات نہیں ہوئی۔ ہم بھی سن رہے تھے۔

رانا ثناء اللہ خاں - جناب والا' میں نے یہ بات ہاؤس میں بیٹھ کے خود سنی تھی۔ اس لئے میں اس بات کو سمجھتا ہوں کہ یہ درست ہے۔

وزیر صحت - پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن جناب والا' میں نے اس ایوان میں بالکل قطعی یہ بیان نہیں دیا کہ ادویات بلیک ہو رہی ہیں بلکہ میرا بیان یہ تھا کہ جعلی ادویات صوبے میں موجود ہیں۔ اور جعلی ادویات کا کاروبار کرنے والے صوبے میں موجود ہیں۔ جس کا محکمہ صحت سختی سے نوٹس لے رہا ہے۔ اور جیسے کہ آپ کے علم میں ہو گا کہ حکومت نے دو ٹیمیں تشکیل دی ہیں اور وہ چھاپہ مار ٹیمیں بڑی مستعد ہیں اور آج کے اخبارات میں آپ نے پڑھا ہو گا کہ ایک چھوٹی فیکٹری جو کہ جعلی ادویات بنا رہی تھی اسے سیل کر دیا گیا ہے اور پورے صوبے میں مختلف جگہوں پر چھاپے مارے جا رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

میں نے یہاں بلیک کی بات نہیں کی تھی بلکہ میں نے جعلی ادویات کی بات کی تھی۔ شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خاں - جناب سپیکر' مجھے انتہائی افسوس ہے کہ قائد حزب اقتدار بھی بیٹھے ہیں اور منسٹر صاحبان بھی بیٹھے ہیں اور صورت حال یہ ہے کہ منسٹر صاحبان تک کو' یعنی کسی ایک ممبر کی بات تو کجا منسٹر صاحبان کو رولز کا پتا نہیں کہ اگر ایک رکن جو بات کر رہا ہے اگر وہ غلط ہے یا اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ غلط ہے تو اس کا جواب اس طرح سے نہیں دینا چاہیے۔ .....

جناب سپیکر - سہیل ضیاء' بٹ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ - جناب سپیکر' فاضل رکن اپنی سیٹ پر موجود نہیں ہیں اور تقریر کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ قانون اور ضابطے کے خلاف ہے۔

رانا ثناء اللہ خان - جناب سپیکر' یہ جتنی بھی کوشش کریں کہ مجھے تقریر سے روکیں یہ ممکن نہیں ہے۔ میرا مائیک خراب ہے اس لئے سپیکر صاحب نے مجھے کہا ہے کہ میں اس مائیک سے بات کروں۔ بٹ صاحب کوئی اور بات۔

جناب سہیل ضیاء بٹ - جناب والا' یہ سپیکر کا معاملہ ہے اس کے متعلق سپیکر صاحب ہی بتا سکتے ہیں اگر میرا ہوتا تو میں جواب دیتا۔

رانا ثناء اللہ خان - جناب والا میں اپنی بات کو یہاں سے شروع کروں گا کہ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ حکومت غیر موثر ہے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ جو میں نے وزراء صاحبان کے متعلق بات کی ہے ان کی نااہلی کا آپ اندازہ کریں کہ ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ جب ہاؤس میں کوئی رکن بات کر رہا ہو تو اس کے صحیح یا غلط ہونے سے متعلق اپنا موقف بیان کرنے کے لئے کیا طریقہ کار ہے' یہ انتہائی افسوسناک بات ہے تو جناب والا میں اپنی بات کو یہاں سے شروع کروں گا کہ حکومت غیر موثر ہے۔ اور جب تک حکومت کو Effective نہیں کیا جاتا' موثر نہیں کیا جاتا اس وقت تک امن و امان کی صورت بہتر نہیں ہو سکتی۔ اس سلسلے میں جناب والا میں یہ گزارش کروں گا اور میری یہ رائے ہے کہ حکومت کو Effective کرنے کے لئے سب سے پہلے ہمیں مرکز کی طرف دیکھنا پڑے گا۔ کیونکہ ہم اپنے آپ کو مرکز سے علیحدہ نہیں رکھ سکتے۔ میں صرف ایک دو حوالوں میں اپنی بات کو واضح کروں گا کہ اجلال حیدر زیدی صاحب جو دفاع کے مشیر تھے ان کے متعلق آج سے چند روز پہلے یہ بیان چھپا' اخبار کی ہیڈ لائن تھی کہ جناب انہوں نے استعفیٰ دے دیا ہے ساتھ ہی یہ چھپا کہ انہوں نے کروڑوں روپے کی دھاندلی کی تھی اور خورد برد کیا تھا اس سے دوسرے روز چھپا کہ غالباً" استعفیٰ نہیں دیا گیا اور وہ بیان بھی صدر صاحب کا تھا' اس سے اگلے روز یعنی کل یہ خبر تھی کہ جناب والا چائنا کے چیف آف سٹاف آئے ہوئے ہیں وہ ان سے ملاقات کر رہے ہیں آج یہ خبر ہے کہ جناب ان کا جو استعفیٰ ہے وہ منظور ہو گیا ہے۔ اب کل جو خبر آئے گی اس کے متعلق نہیں کہا جاسکتا کہ وہ خبر کیا ہوگی اور اس طرح سے جب قومی اسمبلی میں سپیکر کا انتخاب ہوا تھا اس وقت بھی حکومت کے غیر موثر ہونے کا ثبوت ملا تھا۔ پہلے ایک اور صاحب کے متعلق کہا گیا۔

جناب سپیکر - رانا صاحب یہ آپ آج پنجاب کے امن عامہ پر بات کر رہے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان - میں اس حوالے سے بات کر رہا ہوں اور یہ بات متعلقہ ہوگی۔

جناب سپیکر - یہ آپ قومی اسمبلی کے سپیکر کے انتخاب کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان - جناب والا اگر یہ بات متعلقہ نہ ہوئی تو پھر.....

جناب سپیکر - رانا صاحب آپ to the point بات کیجئے۔

رانا ثناء اللہ خان - ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جناب سپیکر - یہ وزیراعظم کے بارے میں آپ بات کر رہے ہیں؟

جناب سہیل ضیاء بٹ - جناب والا وزیراعظم پاکستان کے متعلق یہ جس قسم کی بحث اسمبلی میں

☆☆☆ (بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے)

کھڑے ہو کر کر رہے ہیں میرے خیال میں اس کا کوئی بھی واسطہ پنجاب کے امن عامہ سے نہیں ہے۔ یہ ان کی عادات ہیں' یہ چاہتے ہیں پیپلز پارٹی والوں کا ہمیشہ کردار یہ رہا ہے میں آج کی بات بتاتا ہوں کہ یہ اپنے کارکنوں کو پیسے دے کر پنجاب میں بدامنی پھیلانا چاہتے ہیں ہو سکتا ہے کہ دوائیوں کی بلیک مارکیٹنگ میں بھی ان ہی کا ہاتھ ہو اور جتنی Illegal practices پنجاب میں ہو رہی ہیں یہ سب اس میں ان کی شرکت ہے اس لئے کہ یہ ہماری حکومت کو فیل ہوتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں۔ ورنہ اجلال حیدر زیدی کی خبر کے ساتھ ان کا کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ اپنا لب و لہجہ بھی درست کریں' اپنا کردار بھی درست کریں اور اپنے آپ کو بھی درست کریں۔ بہت شکریہ!

رانا ثناء اللہ خان - یہ اب اس بات سے متعلقہ ہے اور اگر یہی کچھ ہونا ہے تو پھر ہمیں بات کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ بٹ صاحب کو اس بات کا وہم ہوگا کہ وہ ہمیں کس بات سے روک سکتے ہیں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ - جناب والا ان کو کوئی نہیں روک سکتا' یہ بے لگام ہیں۔

جناب سپیکر - بٹ صاحب تشریف رکھیں' (شور .....) آرڈر پلیز' .....

NO comments , No cross talk please

رانا اکرام ربانی -جناب والا ایک گزارش کرنی تھی کہ امن عامہ کی صورت حال ہو یا بجٹ پر بحث ہو یہ روایات ہیں اور مجھے اس پر ماضی کا تجربہ ہے کہ اس پر بڑی سختی سے عملدرآمد کی کوشش کرتے ہیں کہ جس وقت کسی فاضل رکن کی تقریر کے بعد حزب اقتدار یا حزب اختلاف کے پاس مواقع موجود ہوں کہ اس بات کی تصدیق یا تردید کی جاسکتی ہو' آپ نے ہمیشہ اس معزز رکن کو اس بات کی تلقین کی ہے کہ جب آپ کے بعد کسی دوسرے معزز رکن کی باری ہے تو یہی چیزیں آپ اسے لکھ کر دے سکتے ہیں جناب والا میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آج بھی اس روایت پر عمل کرتے ہوئے اس چیز کو ملحوظ خاطر رکھیں کہ اگر کسی رکن کو کسی بات پر اعتراض ہے تو اپنی باری پہ یا اپنے کسی دوست کو اس بارے میں مطلع کر کے یہ بات ہاؤس میں لائی جاسکتی ہے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ - پوائنٹ آف آرڈر .....

جناب سپیکر - پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا' تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں' انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے مجھے اس پوائنٹ آف آرڈر کو ڈسپوز آف کرنا ہے آپ کو نہیں کرنا۔ تو رانا صاحب take your seat اس میں پہلی بات تو یہ ہے کہ جو معزز رکن speach کر رہے ہیں ان کو اپنی speach کے دائرہ کار میں رہنا ہوگا اور اس کا دائرہ کار یہ ہے کہ جو

پنجاب کی امن عامہ کی صورتحال ہے یہ زیر بحث ہے' سپیکر نیشنل اسمبلی کا الیکشن زیر بحث نہیں ہے اور پرائم منسٹر آف پاکستان کے بارے میں یہ الفاظ کہنے کہ ان کو ملازم رکھا گیا ہے یہ نہایت نازیبا اور نہایت نامناسب الفاظ ہیں ... (نعرہ ہائے تحسین)..... ان کو میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں اور رانا ثناء اللہ صاحب سے یہ کہتا ہوں کہ آئندہ الفاظ کے استعمال میں احتیاط سے کام لیا جائے اور دوسری بات یہ ہے کہ کوئی بھی معزز رکن اگر تقریر کر رہے ہوں تو ان کی تقریر کے بارے میں آپ میں سے کوئی صاحبان یہ سمجھتے ہوں کہ یہ قواعد کے مطابق نہیں ہے یہ روایت کے مطابق نہیں ہے اس میں ان کے دائرہ کار سے تجاوز کیا جارہا ہے سپیکر کو مخاطب کر کے صرف پوائنٹ آؤٹ کرسکتے ہیں کہ سپیکر صاحب یہ معزز رکن اپنی تقریر میں تجاوز کر رہے ہیں اور یہ اس کے دائرہ کار سے آگے بڑھ رہے ہیں ان کو روکا جائے۔ آپ وہیں اپنا مافی الضمیر بیان نہیں کرسکتے کہ آپ ان کو روک دیں اور آپ اپنا مافی الضمیر بیان کرنا شروع کردیں اور ان کی بات کی تردید کرنا شروع کردیں' اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دی جاسکتی اور پوائنٹ آف آرڈر جو ہے وہ پوائنٹ آف آرڈر ہی ہے' پوائنٹ آف آرڈر کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس پر اٹھ کر آپ جو بات بھی جی میں آئے کہنا شروع کردیں۔ تو رانا ثناء اللہ کو میں اجازت دیتا ہوں کہ وہ اپنی بات کو جاری رکھیں لیکن اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے جاری رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان - جناب والا اس مرحلہ پر میں گزارش کروں گا کہ بٹ صاحب نے جو فرمایا ہے

جناب سپیکر - آپ اس بات کو بھول جائیے اور اپنی بات کیجئے۔

رانا ثناء اللہ خان - ٹھیک ہے جناب والا جب میں نے اپنی بات کی بنیاد ہی اس بات پر رکھی ہے کہ امن و امان کی جو صورتحال خراب ہے اس کی وجہ حکومت کا غیر موثر ہونا ہے تو جناب والا جب میں حکومتی معاملات میں ان کے غیر موثر رہنے کا حوالہ نہیں دوں گا تو پھر میں اپنی بات کو کیسے واضح کرسکوں گا تو ٹھیک ہے پنجاب کے حوالے سے بات کرلیتے ہیں اور مرکز کے حوالے سے بات نہیں کرتے۔ جناب والا پنجاب میں بھی یہی صورتحال ہے۔ یہ درست ہے کہ پنجاب کے جو وزیراعلیٰ صاحب ہیں وہ بہت شریف ہیں' درویش ہیں' لیکن یہاں پر صورتحال ایسی ہے کہ ان کے سر پر بھی ایک اور درویش بٹھا دیا گیا ہے تو جناب والا جس طرح دو مولویوں میں مرغی حرام ہوتی ہے اسی طرح سے دو درویشوں میں پنجاب کی امن عامہ کی صورتحال برباد ہو رہی ہے خراب ہو رہی ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ پنجاب میں بھی پنجاب کی حکومت کو غیر موثر نہ رہنے دیا جائے اس کو موثر

بنایا جائے جب پنجاب کی حکومت اور پنجاب کے وزیراعلیٰ موثر ہوں گے تو وہ اپنے فیصلے اپنی مرضی سے کریں گے اور ان کے سر پر ایک اور درویش نہیں بیٹھا ہوگا کہ کوئی بات بھی ان سے پوچھے بغیر نہیں ہو سکتی تو میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب میں بھی جو امن عامہ کی صورتحال ہے وہ بہتر ہو سکتی ہے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ -پوائنٹ آف آرڈر- جناب سپیکر؛

آپ خود اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

بات بدامنی کی ہو رہی ہے' پنجاب میں امن و امان کی صورتحال کی ہو رہی ہے یہ درویشوں کے اوپر درویش بٹھا رہے ہیں - سر' انہیں سمجھانا چاہیے کہ یہ انتظامی امور پر بات کر رہے ہیں یا بدامنی پر کر رہے ہیں؟ جو کچھ بھی کہہ رہے ہیں ذرا وضاحت سے بتایا کریں اور اپنے موقف میں اپنا لب و لہجہ صحیح استعمال کریں اور صحیح طریقے سے بیان کریں پھر یہ کہتے ہیں کہ سہیل ضیاء بٹ مجھے تقریر کے دوران interrupt کرتا ہے۔

جناب سپیکر - بٹ صاحب مجھے افسوس ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خاں - جناب والا' میں تو مرکز سے صوبے اور صوبے سے اپنے ضلع کی طرف جارہا تھا بٹ صاحب نے دوبارہ کہا ہے کہ میں وضاحت کروں تو پھر کیا میں درویش کے حوالے سے وضاحت کروں کیونکہ بٹ صاحب کو یہ بات اچھی طرح سے سمجھ نہیں آئی؟

جناب سپیکر - رانا صاحب' آپ اپنی بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان - جناب والا' میں اپنے ضلع فیصل آباد کے حوالے سے بات کروں گا۔ جہاں تک فیصل آباد کی صورتحال کا تعلق ہے چونکہ جھنگ کا ضلع ساتھ لگتا ہے اور اس کے اثرات فیصل آباد پر پڑ رہے ہیں اس کے متعلق میں نے Call Attention Notice دیا ہے اور وہ Admit ہو کر صبح کے لئے Fix ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ میں اس پر زیادہ بات نہ کروں ایک اور کیس کے حوالے سے میں بات کرنا چاہوں گا اور اس میں ان تمام باتوں کا جواب بھی آجائے گا جس پر بہت سے معزز رکن اور خاص طور پر بٹ صاحب بہت اعتراض کرتے ہیں۔ جناب والا' جب فیصل آباد میں ضمنی انتخاب ہوا اس میں میں نے حصہ لیا اور جب انتخاب والے دن پولنگ ٹائم تک وہ تمام طریقے جو کہ.....

جناب سہیل ضیاء بٹ - جناب والا' مجھے خطرہ ہے کہ وہ واک آؤٹ نہ کرجائیں ورنہ میں ان کو جواب ضرور دوں۔ (قطع کلامیاں)

رانا ثناء اللہ خان - جناب والا' بٹ صاحب جو کہہ رہے ہیں کہ انہیں خطرہ ہے ہم واک آؤٹ نہ کرجائیں تو میں بٹ صاحب سے گزارش کروں گا کہ ہم واک آؤٹ کرنے والے نہیں ہیں ہم آپ کو آپ کی باتوں کا جواب فلور پر دیں گے۔ ہم نے گیارہ سال تک اس بھی مقابلہ کیا تھا جس کے آپ سیاسی وارث ہیں۔ وہ ہمیں نہیں بھگا سکا تھا' آپ تو اتنی طاقت ہی نہیں رکھتے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز---- آپ میں سے ہر معزز رکن chair کو ایڈریس کرے talk No Cross --- بٹ صاحب مجھے آپ کی سیٹ تبدیل کرنی پڑے گی۔ بڑی خطرناک ہے آپ کی سیٹ۔

جناب سہیل ضیاء بٹ - آپ کی مہربانی جناب - وزیراعلیٰ کے ساتھ سیٹ خالی ہے (قہقہے)

رانا ثناء اللہ خان - جناب سپیکر' ہماری گزارش ہے کہ بٹ صاحب کو ہمارے ساتھ بٹھائیں۔

جناب سپیکر - رانا صاحب کی تقریر بغیر کسی مداخلت کے جاری رہے گی کوئی مداخلت نہیں ہوگی۔ بٹ صاحب کو خاص طور پر کوئی اجازت نہیں کہ وہ مداخلت کریں۔

رانا ثناء اللہ خان - شکریہ - جناب سپیکر میں فیصل آباد میں ہونے والے ضمنی انتخاب کا حوالہ دے رہا تھا کہ اس دن پولنگ ٹائم تک جب انتخاب ہوتا رہا اور وہ تمام مروجہ طریقے جو وہاں سے عوامی mandate برآمد کرنے کے تھے وہ کامیاب نہ ہو سکے تو پھر جب گنتی ہو رہی تھی تو اس وقت وہ جو آخری فارمولا ہے۔ "جھرلو فارمولا" اس کو چلایا گیا اور اس کے تحت میرے مخالف کے ایک پولنگ سٹیشن پر 165 ووٹ تھے اس کو 765 کردیا گیا۔ پولنگ سٹیشن کو پکڑ کر چھ سو ووٹ مہریں لگا کر ڈالے گئے۔ ہم چونکہ وہاں پر موجود تھے جب رزلٹ بن رہا تھا تو ہم نے وہ جھرلو فارمولا جس کی بٹ صاحب بات کر رہے ہیں وہ پکڑ لیا اور اس پر مقدمہ درج ہوا۔ وہ ایف آئی آر کی کاپی میرے پاس موجود ہے اس کا نمبر 9 ہے تھانہ فیکٹری ایریا ہے اور یہ جرم ہے۔ 420, 468, 471 اور 171 ت پ اور اس میں ایک نائب تحصیلدار نامزد ملزم ہے جو اس پریذائیڈنگ آفیسر کو manoeuver کرتے ہوئے لے کر گیا۔ جناب سپیکر' اگر ہم وہاں موجود نہ ہوتے تو اس جھرلو فارمولے کے تحت تین چار اور پولنگ سٹیشنوں پر رزلٹ کو تبدیل کرتے تو ہماری کامیابی شکست میں تبدیل ہو سکتی تھی جس طرح کہ چوبیس اور ستائیس تاریخ کو اعلان کردیا گیا۔ اس ثبوت کے بعد میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ یہ صورتحال ہے دس

تاریخ کو یہی حکومت صوبے میں تھی - یہ واقعہ ہوا۔ اس واقعے کے بعد پرچہ درج ہوا اور وہ اتنا سنجیدہ مسئلہ تھا کیونکہ ایک عوامی mandate کو بدلنے کی کوشش کی گئی لیکن مجھے بتایا جائے کہ اس پر کیا کارروائی ہوئی؟ کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ وہ نائب تحصیل دار سمندری میں تعینات ہے۔ ہارنے والے امیدوار کا وہ عزیز ہے۔ اب بھی وہ تعینات ہے اور اس کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا گیا اور وہ آگے سے یہ کہتے ہیں کہ جناب' ہمارے خلاف کوئی ایکشن نہیں ہوسکتا۔ اگر ہمارے خلاف جھرلو فارمولے کا ایکشن لیا گیا تو پھر ہم ان سب کے نام بتائیں گے جنہوں نے جھرلو فارمولے کے تحت کام کیا اور وہ کامیاب ہوئے۔ جناب والا' اس صورت حال میں جب حکومت کی کارکردگی یہ ہو تو پھر نہ صرف یہ کہ امن و امان قائم نہیں ہو سکتا۔ یہاں پر آپ نے ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ حزب اختلاف کا کردار ادا کرنا کتنا مشکل ہے۔ ایوان میں حزب اقتدار کے تقریباً" دو سو ممبران بیٹھے ہیں لیکن وہ بات برداشت نہیں کرسکتے۔ انہیں اتنا سلیقہ نہیں ہے کہ ہم بات کر رہے ہیں تو وہ ہماری بات کو سنیں اور اس کے بعد اس کا جواب دیں۔ اگر صرف ایک بٹ صاحب کی بات ہوتی تو ہم درگزر کر دیتے کیونکہ بٹ صاحب اتنے پڑھے لکھے سمجھدار اور تعلیم یافتہ نہیں ہیں لیکن یہاں پر تو وزراء کا یہ حال ہے کہ انہیں کچھ پتا نہیں کہ انہیں قواعد کے مطابق کس بات کا کس وقت جواب دینا ہے۔ جناب والا' میں اس طرز عمل کے خلاف بطور احتجاج واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی۔ پوائنٹ آف آرڈر ، معزز رکن نے ابھی جو الفاظ استعمال کئے ہیں کہ ایوان میں بیٹھے ہوئے ارکان کو سلیقہ نہیں ہے' یہ پورے ایوان کی توہین ہے اور انہیں یہ الفاظ واپس لینے چاہیں۔

وزیر قانون - جناب سپیکر' وقت بڑھا دیں۔

جناب سپیکر - وقت ختم ہوا چاہتا ہے لیکن میرے پاس بہت سے معزز اراکین کے نام ہیں جو ابھی امن عامہ پر بات کرنا چاہتے ہیں مجھے بتایا گیا ہے کہ میاں منظور احمد موہل صاحب کی تحریک پر اب اس موضوع پر ٹریژری بنچوں کے ارکان حصہ نہ لیں اور چیف منسٹر صاحب کو اس ڈیبیٹ کو وائنڈ اپ کرنے دیا جائے۔ مجھے پتا چلا ہے کہ سب صاحبان نے اتفاق کرلیا ہے ماسوائے ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب کے کہ انہوں نے کہا ہے کہ مجھے دو منٹ دیئے جائیں کیونکہ وہ اپنی تجاویز دینا چاہتے ہیں اور جناب فرحت عزیز مزاری صاحب چاہتے ہیں کہ انہیں کوئی پانچ منٹ دیئے جائیں ان کے علاوہ سب

نے اتفاق کیا ہے۔ چودھری حنیف صاحب بڑے مصر ہیں کہ انہیں دو چار منٹ ضرور دیئے جائیں باقی صاحبان نے اتفاق کرلیا ہے۔ میرے خیال میں یہ بات درست ہے؟ درست ہے۔ اب اپوزیشن کو لینے کے لئے کون جائے گا۔

بٹ صاحب کو بھیجنا مناسب نہیں ہوگا۔ بٹ صاحب تشریف رکھیں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ - جناب والا - اگر آپ مجھے بھیجیں گے تو میں ضرور لے کر آؤں گا۔

جناب سپیکر - چودھری نذیر صاحب اور راجہ اشفاق سرور صاحب تشریف لے جائیں۔ وقت آدھے گھنٹے کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب دو منٹ میں آپ جو تجاویز دینا چاہتے ہیں وہ آپ فرمالیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز - جناب سپیکر' میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے باوجود وقت کی قلت اور کمی کے مجھے موقع دیا ہے کہ میں اپنی تجاویز آپ کے سامنے رکھ سکوں اور آپ کی وساطت سے وزیراعلیٰ صاحب کے سامنے پیش کرسکوں۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں بغیر کسی تمہید اور بغیر کسی ابتدائی کلمات کے کہ اس وقت ہمارے ہاں جو بھی مسئلہ ہے امن و امان کی بہتری کے لئے اس امن و امان کی بہتری کو ہم اس صورت میں بطریق احسن سرانجام دے سکتے ہیں جب ہم کوشش کریں کہ دو اصول جو بڑی اہمیت کے حامل ہیں ان پر عمل کیا جائے جب بھی کبھی کسی مسئلے پر ہم اصلاح کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو اس کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ ہم مکمل معلومات رکھیں اس بارے میں علم رکھتے ہوں اور اس کے بعد واضح حکمت عملی اور ٹھوس تجاویز اور اس کے بعد ہم عملدرآمد کرنے کے لئے باقاعدہ نیت' ارادہ اور خواہش رکھتے ہوں میں آپ سے صرف یہی کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہمارے ہاں جو پہلی چیز ہے وہ بالکل پوری طرح پائی جاتی ہے اور اس کی خواہش اور نیت کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ وزیراعلیٰ میں نے محسوس کیا ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں امن و امان کی حالت نظم و نسق کی حالت بہتر ہو اور اس کے بعد اس کی اصلاح ہو سکے اور ہونی چاہیے لیکن جہاں ہمیں مشکل اور دقت پیش آتی ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں جو Enforcement Agencies ہیں' وہ عملدرآمد کرنے کے جو ادارے ہیں وہ ان تمام تجاویز پر اور ان تمام عوامل پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم پالیسی ساز ادارہ ہیں ہم صرف تجاویز دیتے ہیں۔ پالیسی بناتے ہیں قانون سازی کرتے ہیں اور اس کے بعد ان تمام تجاویز کو ہم انتظامیہ اور

پولیس کے حوالے کرتے ہیں تاکہ وہ ان پر عملدرآمد کر سکے لیکن وہاں عملدرآمد نہیں ہوتا بلکہ وہ ردی کی ٹوکری میں جا کر پڑ جاتے ہیں۔ میں صرف آپ سے اختصار کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پنجاب میں اس وقت آٹھ ڈویژن ہیں اور ان آٹھ ڈویژن میں اگر ہم کوشش کریں کہ ہم ایک کمشنر' ڈپٹی کمشنر اور اے سی تین انتظامیہ کے افراد جو بڑے اچھے خاصے اختیارات رکھتے ہیں ان کو اور پولیس کی طرف سے ہم ڈی آئی جی' ایس ایس پی اور ایس پی کو ہر ڈویژن میں بدل دیں اور اس کے بعد ہم کوشش کریں کہ ان کا احتساب کیا جائے اور ان کو ایک ٹارگیٹ دیا جائے اور ہم دیانت دار' اہل اور اس کے بعد فرض شناس اور خدمت کے جذبے سے کام کرنے والے افراد کو متعین کریں اور ان کی ہر تین مہینے کے بعد باقاعدہ چیکنگ ہو کہ آپ کے ڈویژن میں آپ کے ضلع میں اگر جرائم کی کثرت ہو رہی ہے' جرائم کی تعداد بڑھ رہی اور امن عامہ کے مسائل پیدا ہو رہے ہیں تو اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ آپ ذمہ دار ہیں اور آپ ذمہ داری کو پوری طرح سرانجام نہیں دے رہے۔ میں نہایت اختصار کے ساتھ چھوٹی سی مثال سے اپنی بات واضح کرنے کے لئے کہنا چاہوں گا وہ یہ کہ اس وقت میں آپ کو پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے ہاں کمشنر' ڈی' سی' اے' سی اور اس کے بعد ڈی آئی جی' ایس ایس پی اور ایس پی صاحبان کا فرض یہ ہے کہ وہ جب وزیراعلیٰ صاحب یا کوئی وزیر جاتا ہے تو ان کے دروازے کھولتے ہیں ان کی آؤ بھگت کرتے ہیں۔ ان کا استقبال کرتے ہیں اور جب تک وزیراعلیٰ اس ڈویژن میں یا اس ضلع میں یا اس شہر میں موجود رہتے ہیں وہ ان کے ساتھ پوری طرح ان کی حفاظت کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں لیکن اس میں یہ کوئی نہیں دیکھتا کہ اگر کسی شہر میں چوری ہوئی' ڈاکہ ڈالا گیا ہو' اغوا ہوا ہو' قتل و غارت ہوئی ہو یا اس کے بعد کوئی تخریب کاری ہوئی ہو تو وہ اپنے فرائض میں کوتاہی کرتے ہوئے صرف وزیراعلیٰ کی خوشنودی کے لئے ان کو یہ تاثر دینے کے لئے کہ ہم آپ کے تابعدار ہیں' ہم آپ کے ساتھ پوری طرح تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں اور وہ لوگ ان کے ساتھ چمٹے رہتے ہیں اور اس کے بعد عوام کو کوئی وقت نہیں دیا جاتا۔ اب اگر ایک شہر میں کسی بیوہ کا جواں بچہ قتل کردیا جائے تو وہ ڈی آئی جی کو نہیں مل سکتی۔ ڈی سی کو نہیں مل سکتی اور ایس ایس پی کے پاس اس کی رسائی نہیں ہوسکتی اور ایس پی تک اس کو کبھی پہنچنے کے ذرائع حاصل نہیں ہوتے اور وہ بیوہ جس کی بچی اغوا کرلی جائے وہ اگر سارا دن اور ساری رات کئی کئی مہینے چیختی چلاتی رہے اپنے آنسو اور سسکیاں اور آہیں لیکر پھرتی رہے اس کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک تو آپ ان تمام ڈویژن میں جو لوگ اپنے فرائض

میں کوتاہی کر رہے ہیں اور پوری طرح ڈیوٹی سرانجام نہیں دے رہے ان کو بدلا جائے ایسے فرض شناس آفیسرز سے' دیانتدار آفیسرز کے ساتھ جو واقعی اپنے کام کو اپنے فرائض منصبی کو سمجھتے ہوں اور اس کے مطابق عمل کرنے کی خواہش رکھتے ہوں۔ اگر ہم یہ کر پائیں تو میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ باوجود اس معاشرے کے اس سامراجی نظام کے اس کی کزری انتظامیہ اور نظم و نسق کے میں توقع رکھتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ہم ان تمام افسروں کو بدلنے کے بعد ان کا احتساب کریں ان سے باقاعدہ تین مہینے کے بعد رپورٹ طلب کریں اور یہ کہیں کہ اگر اس ڈویژن میں اس ضلع میں جرائم کی تعداد بڑھ رہی ہے تو وہ کیوں بڑھ رہی ہے۔ اس کی براہ راست ذمہ داری ان پر عائد ہو اور اس کے بعد ان سے جواب طلبی کی جائے۔

اور دوسری میری تجویز یہ ہے کہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ لوگ دور دراز سے سیکرٹریٹ میں' دفاتر میں اور دوسری جگہوں سے چل کر آتے ہیں لیکن یہاں ہوتا یہ ہے کہ میٹنگ' میٹنگ اور میٹنگ ہوتی ہے۔ آپ کسی دفتر میں جا کر دیکھیں میں خود پھرا ہوں اور مارا مارا پھرا ہوں کہ کسی سیکرٹری صاحب سے ملاقات ہو جائے۔ کسی ڈی سی سے ملاقات ہو جائے کسی کمشنر کے ہاں میں اپنی بات کرسکوں لیکن آپ یقین جانیں کہ نہ آپ کو دفتر میں ڈی سی ملتے ہیں' نہ کمشنر ملتے ہیں' نہ ڈی آئی جی ملتے ہیں اور ان کا صرف یہی جواب ہوتا ہے کہ میٹنگ میں مصروف ہے۔ میری دوسری تجویز یہ ہے کہ آپ ان تمام آفیسرز صاحبان کا وقت مقرر کیجئے تاکہ وہ ہر روز ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے عوامی مشکلات کو حل کرنے کے لئے ان کی پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے اپنے دفاتر میں بیٹھیں اور اس کے بعد عوام کے ساتھ رابطہ رکھیں اور ان کی مشکلات کا ازالہ کریں۔

اور تیسری میری تجویز یہ ہے کہ یہ جو آپ نے تمام افسران بالا کو کھلی چھٹی دے دی ہے کہ وہ جو چاہیں کریں۔ جس طرح چاہیں کریں اور اس کو کوئی پوچھنے والا نہ ہو اور ان سے کوئی جواب طلبی کرنے والا نہ ہو۔ ان کا کوئی احتساب نہ ہو سکے۔ ان کا احتساب کیا جائے۔ اگر یہ تین تجاویز پر عمل ہو تو میں آپ سے یہ وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ آج کل کے دور میں بھی اس سامراجی نظام کے ہوتے ہوئے بھی اور ان تمام خرابیوں کے ہوتے ہوئے بھی ہم یہ خواہش کرتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں اور پوری طرح یہ توقع رکھتے ہیں کہ ان معاملات پر بہتری کے آثار ہوں گے اور انشاء اللہ معاملات بہتر ہوں گے۔ اچھے اور خوشگوار نتائج نکلیں گے اور لوگوں کی جو مشکلات ہیں ان کی جو پریشانیاں ہیں وہ ختم ہوں گی میں آپ سے یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ پبلک کے نمائندے جب ان تمام حضرات سے

ملنے کی کوشش کرتے ہیں تو ناکام رہتے ہیں وہ لوگ ہمارے پاس آتے ہیں جو ووٹ دیکر ہمیں برسر اقتدار لائے ہیں اور اس کے بعد ہم سے یہ کہا گیا ہے کہ ہم ان کے مصائب اور مشکلات کو دور کریں گے لیکن میں یہ بڑے دکھ سے کہنا چاہتا ہوں کہ ان کی تمام پریشانیاں اس طرح ہیں اور ان کی وہ تمام مشکلات جو ہیں ان کا کوئی ازالہ نہیں ہوا اور نہ ہی اس کی طرف کوشش اور توجہ دی گئی ہے میری یہ تین تجاویز ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ ہمارے ہاں دیانتدار افسران کی کمی نہیں ہے میں آپ کو یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہاں اس ملک میں اس پنجاب میں اچھے اچھے دیانتدار لوگ بیٹھے ہیں لیکن وہ اس لئے ترقی نہیں کر پاتے اس لئے اچھے کلیدی عہدں پر فائز نہیں ہوسکتے کہ ان کے پاس کوئی سفارش نہیں ہے۔ ان کو وہ طریقہ کار نہیں آتے اور اس کے بعد وہ جو ترقی کرنے کے سارے طریقے ہیں ان کو نظرانداز کردیا جاتا ہے اور اس کے بعد وہ کام پوری طرح سرانجام نہیں پا سکتا۔ بس یہی میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ان تین تجاویز پر عمل کیا جائے تو اس کے بہتر نتائج نکلیں گے۔

چودھری محمد حنیف - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - جناب سپیکر - میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ وقت کی کمی کے باعث بھی آپ نے مجھے امن عامہ کی تازہ صورتحال پر گفتگو کرنے کا موقع دیا۔ جناب والا! یہ حقیقت ہے کہ آج ہمارے ملک میں جو امن عامہ کی صورتحال ہے یہ نازک دور میں داخل ہو چکی ہے اور سب سے زیادہ شکایات اس وقت پولیس سے لوگوں کو ہے اور سبھی لوگ اس بارے میں اپنی اپنی رائے دے چکے ہیں۔ واقعات اور حالات بیان کر چکے ہیں اس وقت میں ان واقعات کو دہرانا نہیں چاہتا میں اختصار کے ساتھ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ راولپنڈی میں جو ڈکیتیاں ہوئیں یا چوریاں ہوئیں اور دوسرے اس قسم کے واقعات ہوئے .....

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے ارکان ایوان میں تشریف لے آئے)۔

چودھری نذیر احمد - جناب والا! میں آپ کے حکم کے تحت باہر گیا تھا اور اپوزیشن کے ارکان اور میرے بھائی مان گئے ہیں اور ایوان میں تشریف لے آئے ہیں لیکن ہم نے ان کو یہ یقین دلایا ہے کہ ان کی تقریر کے دوران بے جا مداخلت نہیں کی جائے گی۔

جناب سپیکر - آپ نے یہ ٹھیک بات کی ہے۔ جی چودھری محمد حنیف صاحب۔

چودھری محمد حنیف -جناب والا حال ہی میں راولپنڈی میں شراب پینے سے کئی افراد مر گئے-تو

جناب والا اس وقت ہماری انتظامیہ کا کردار کیا رہا؟ جناب والا اس وقت امن عامہ کی جو بھی صورتحال ہے اس بارے میں میں سمجھتا ہوں کہ اس میں سب سے بڑا دخل غربت کا ہے کہ جس وجہ سے لوگ جرائم پیشہ بن چکے ہیں اور اس کے بعد سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس وطن میں اور اس معاشرے میں وہ ماحول ہے وہ تعلیمی نظام ہے کہ جو اس معاشرے کو صحیح راستے پر لانے میں ابھی تک ناکام رہا ہے ابھی تک لارڈ میکالے کا بنا ہوا یہ نظام تعلیم ہے اور نہ پولیس کو نہ قوم کو نہ ملک کے اس اہلاتے ہوئے چمن کو وہ تربیت نہیں دی جارہی جس کی وجہ سے قیادت کرنے والے بہترین لوگ سامنے آسکیں۔

جناب والا میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج تو ہیروئن اس معاشرے میں بک رہی اس کی روک تھام کے لئے اگر پولیس یہ تہیہ کرلے' علاقہ کا ایس ایچ او یہ تہیہ کرلے کہ میرے علاقے میں ہیروئن' شراب اور دیگر جرائم رک سکتے ہیں تو میں آپ کو دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ اس علاقے میں جرائم نہیں ہوں گے۔

جناب والا آج اسلامی جمہوری اتحاد کو جو mandate ملا ہے یہ سب سے پہلے اس بنیاد پر ملا ہے کہ ہم نے غریب کے دروازے تک انصاف پہنچانا ہے یہ اس بات پر ملا ہے کہ یہ وطن اس لئے حاصل کیا تھا کہ اس میں اسلامی نظام کو نافذ کیا جائے گا اور ان عدالتوں کا نظام ان کچہریوں کا نظام اسلام کے مطابق ہوگا جناب والا آج ہم اگر یہ چیز پوری کردیتے ہیں تو آپ یقین کیجئے کہ امن عامہ مکمل طور پر آپ کے کنٹرول میں ہو گی اور پھر وہی دور آجائے گا جس دور میں ایک عورت لدے پھندے زیوروں کے ساتھ میلوں کا سفر کیا کرتی تھی اور کوئی انگلی اٹھانے والا نہیں ہوتا تھا کوئی اس سے پوچھنے والا نہیں ہوتا تھا اگر جناب والا آج بھی وہی نظام صحیح معنوں میں یہاں پر نافذ ہو جائے تو یقین کیجئے کہ امن عامہ آپ کے کنٹرول میں ہوگی اس ملک میں ہر شخص سکون کے ساتھ سانس لے سکے گا۔

جناب سپیکر میں اپنی بات مختصر کرتے ہوئے صرف اتنا ہی کہوں گا کہ اب یہ وقت ہے کہ جب قوم نے ہم پر اعتماد کیا ہے تو ہم اپنے آپ کو اور اپنے رویوں کو درست کریں میں اپنے قائد ایوان سے بھی یہی بات کہوں گا کہ ان کی ذمہ داری بہت بڑی ہے وہ واقعات میں نہیں دہراؤں گا جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے واقعات ہیں وہ ان مثالوں کو اپنے سامنے رکھیں کہ وہ رات دن گشت کیا کرتے تھے اور پھرا کرتے تھے اور ان کو اس بات کا خیال ہوتا تھا کہ کہیں میرے علاقے میں کوئی کتا

ہی بھوکا نہ مرجائے تو جناب سپیکر - میں اس پر اکتفا کرتے ہوئے اتنا عرض کروں گا کہ انشاء اللہ ہم جس عزم کے ساتھ چلے ہیں اور جو تجاویز آج آپ کے سامنے آئی ہیں ہم ان پر عمل کرتے ہوئے انشاء اللہ اس معاشرے کو سدھاریں گے اور مجھے یقین ہے کہ یہ شعر ہے۔

یقیناً" اب عوامی عدل کی زنجیر چھنکے گی
یہ بہتر ہے کہ مجرم خود بھی جرموں کی سزا چن لیں۔

جناب سپیکر- جناب سردار فرحت عزیز مزاری صاحب -

جناب فرحت عزیز مزاری - شکریہ جناب سپیکر - جناب والا - امن عامہ ہر حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہوتی ہے اور پھر بہتر جمہوری دور میں تو حکومت کی ذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے کیونکہ وہ عوام کا mandate لے کر اس ایوان میں آتے ہیں اور حکومت نہ صرف عوام کو جواب دہ ہوتی ہے بلکہ عوام کے منتخب نمائندوں کے سامنے بھی وہ ہر وقت جواب دہ ہوتی ہے یہ بڑی ہی خوش آئند بات ہے کہ اسلامی جمہوری اتحاد کی منتخب حکومت پہلے ہی باضابطہ اجلاس میں امن عامہ کو زیر بحث لے آئی جناب والا۔ امن عامہ کے مسئلے پر پہلے ہی بہت تقریریں ہوئیں میں اس ضمن میں مختصراً" یہ عرض کروں گا جیسے ابھی میرے فاضل دوست نے کہا کہ امن عامہ کا مسئلہ بھی معاشی مسئلے سے منسلک ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ دیگر عوامل کا بھی اس میں حصہ ہوتا ہے لیکن بنیادی نکتہ جو ہے وہ معاشی مسئلے کا ہے اس سلسلے میں ہماری حکومت جو پالیسیاں بنا رہی ہے اور جو Employment سے متعلقہ ہے یہ بھی خوش آئند بات ہے اور مجھے یقین ہے کہ جیسا کہ اس پالیسی کے بارے میں دعوے کئے جارہے ہیں اگر اس پر عمل کیا گیا تو اس سے امن عامہ پر بھی اثر پڑے گا اور اس کا نتیجہ بھی بہتر نکلے گا اور ملک کے معاشی حالات بھی بہتر ہوں گے۔

جناب والا جیسا کہ اس ایوان میں پولیس کے بارے میں کہا جا رہا ہے تو میں اس بارے میں عرض کروں گا کہ صرف ایک محکمے ہی کو مورد الزام ٹھہرانا انصاف کے مطابق نہیں ہے پولیس بھی اس معاشرے کا ایک حصہ ہے جس کا ہم حصہ ہیں اور میں جناب وزیراعلیٰ کو یہ گزارش کروں گا اور مبارک باد بھی دوں گا کہ انہوں نے اس کی ابتداء کی ہے مرکزی حکومت نے بھی اس سلسلے میں ابتداء کی ہے کہ corrupt element کے خلاف اقدام کیا جائے میں گزارش کروں گا کہ ایک تو اس کا دائرہ کار وسیع کریں اس کو نہ صرف صوبہ کی سطح تک رکھا جائے' اس کو ہر ضلع میں پھیلایا جائے بلکہ ہر ڈویژن میں بھی اس کو پھیلایا جائے کرپشن کے خلاف بھرپور مہم چلانی چاہیے جو اشرافیہ کرپشن میں

ملوث ہوں ان کے خلاف ٹھوس اقدام کئے جائیں تاکہ دوسرے corrupt حضرات کو بھی عبرت ہو میرے فاضل دوست جناب فرید احمد پراچہ صاحب جو لاہور سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے فرمایا تھا کہ کئی تھانوں میں غنڈوں اور بدمعاشوں کا راج ہے جناب والا یہ بھی حقیقت ہے کئی علاقوں میں اس طرح ہوتا ہے اس بارے میں ہمیں اس کے پس منظر میں جانے کی ضرورت ہوگی جس تھانے سے جس علاقے سے یہ شکایت ہے کہ وہاں پر تھانے میں بدمعاشوں' چوروں اور لٹیروں کا راج ہے تو پھر دو باتیں اس میں ہوں گی یا اس علاقے کا ایس ایچ او یا اس علاقے کا ڈی ایس پی یا اس ضلع کا ایس پی بدقماش ہے' بددیانت ہے یا پھر وہ افسر جس کے حلقے میں دھاندلیاں' ناجائز حرکات ہو رہی ہیں وہ نالائق ہے اگر نالائق ہے تب بھی وہ قابل مواخذہ ہے اگر سخت ہے تب بھی وہ قابل مواخذہ ہے حکومت کے پاس جناب والا بہتر ایجنسیاں ہیں بہتر ذرائع ہیں میرے خیال میں اگر ایک بات سارے ضلع میں مشہور ہوتی ہے سارے سب ڈویژن میں مشہور ہوتی ہے کہ فلاں افسر corrupt ہے بے ایمان ہے تھانے بکے ہوئے ہیں تو میرے خیال میں ایسی کوئی بات نہیں کہ حکومت اس بات سے باخبر نہیں ہوتی۔ اگر حکومت باخبر ہے تو ان افراد کے خلاف کارروائی کرنی چاہیے۔ جناب والا ہر محکمے میں ایماندار افسر موجود ہیں ان ایماندار افسروں کو فیلڈ میں بھیجا جائے ان کی خدمات کو سامنے لایا جائے تاکہ اس برائی کا سدباب ہوسکے۔

جناب والا - ہمارے ضلع راجن پور اور ڈیرہ غازی خان میں دو نظائم رائج ہیں ایک میدانی علاقہ ہے اور اس میں امن عامہ کے لئے پولیس کا نظام ہے جبکہ پہاڑی علاقہ میں بارڈر ملٹری کا ہی راج ہے کیا آپ یقین کریں گے کہ جناب انگریز کے وقت میں جو بارڈر پولیس کی چوکیاں تھیں اس وقت وہ گر چکی ہیں بارڈر پولیس کے جوانوں اور افسروں کے پاس رہائی کے لئے جگہ نہیں ہے وہ دھوپ میں بیٹھتے ہیں یا پھر کسی درخت کی تلاش میں پھر کر دن گزارتے ہیں اگر آپ ان قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں کو جن کے ذمے آپ نے امن عامہ کا کام لگایا ہوا ہے کہ امن عامہ بحال رکھیں تو اگر آپ انہیں یہ رعایت نہیں دیں تو جناب والا صوبے میں امن عامہ کیسے قائم ہو سکتا ہے تو جناب والا میں یہ گزارش کروں گا کہ پولیس کے محکمے میں اور بارڈر پولیس کے محکمے میں یا جو دیگر قانون نافذ کرنے والی ایجنسیاں ہیں ان کو پوری سہولتیں دی جانی چاہئیں ان کی تنخواہوں میں اضافہ ہونا چاہیے۔ ان کی نفری میں اضافہ ہو جیسا کہ ایک اخباری خبر ہے کہ پولیس کی نفری اس صوبے میں تقریباً 34 ہزار کم ہے اگر پولیس کی 34 ہزار کی نفری کم ہو گی تو امن عامہ ضرور متاثر ہوگی۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر بھرتی

پر پابندی بھی ہے تو اس پابندی کو اٹھائیں۔ کم از کم پولیس کی حد تک' بارڈر ملٹری پولیس کی حد تک' قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں کی حد تک اس پابندی کو اٹھا کر ان میں بھرتی کی جائے تاکہ امن عامہ پر آپ کا کنٹرول ہو اور گرفت مضبوط ہو سکے۔

جناب والا میں اپنی تقریر کو مختصر کرتے ہوئے آخر میں چند ایک تجویز رکھوں گا جیسا کہ میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ بدعنوان ملازمین کے خلاف آپ کی جو مختلف ایجنسیاں ہیں وہ رپورٹ کریں۔ ان کے خلاف مجھے یقین ہے کہ موجودہ حکومت ضرور کارروائی کرے گی پھر آپ نے ڈی سنٹرلائزیشن پالیسی اختیار کی ہے اس کے نیچے آپ نے احتساب کمیٹیاں قائم کی ہیں اس احتساب کمیٹیوں کو بااختیار بنائیں تاکہ وہ بدعنوان عناصر کی نشاندہی کریں اور ان کے خلاف کارروائی کریں۔

کسی وقت ایک طریقہ کار رائج تھا کہ ضلع میں ڈپٹی کمشنر پولیس کی سالانہ خفیہ رپورٹ لکھا کرتا تھا جناب یہ ایک اچھا طریقہ تھا۔ پولیس کے اوپر ضلعی انتظامیہ کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا ایک چیک ہوتا تھا اس نظام کو ہم نے ختم کر کے پولیس کو اتنا طاقتور کر دیا ہے کہ اب ان کے اوپر اضلاع میں کوئی چیک نہیں ہے میں یہ گزارش کروں گا کہ وہی نظام رائج کیا جائے اور کم از کم ڈپٹی کمشنر کو ایس پی' ڈی ایس پی تک کی سالانہ خفیہ رپورٹ لکھنے کی اجازت دی جائے تاکہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا پولیس کے اوپر چیک رہے دیگر ایسے عناصر جو کہ corruption کے سلسلے میں' ڈاکہ زنی کے سلسلے میں عوام میں سے ہوتے ہیں وہ اکثر بااثر بھی ہوتے ہیں ان کے خلاف بھی بغیر کسی حیل و حجت کے بغیر کسی رعایت کے مناسب کارروائی کی جانی چاہیے اور یہ نہ ہو کہ کارروائی لمبی ہوتی رہے ان کے خلاف بھی فوری اور ٹھوس اقدام اٹھانا چاہیے ان گزارشات کے ساتھ میں یہ درخواست بھی کروں گا کہ امن کی بحث پر جتنے بھی دوستوں نے اپنی آراء اور تجاویز دی ہیں ان کو زیر غور لا کر ایک اچھی پالیسی مرتب کی جائے تاکہ پنجاب جو کہ پہلے بھی امن عامہ کے سلسلے میں ایک مثالی صوبہ تھا ویسے ہی اس کا image قائم رہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر - اب قائد ایوان کو دعوت دینے سے پہلے میرے پاس ایک معزز رکن کا نام ہے۔ پیر احمد شاہ کھگہ صاحب تشریف رکھتے ہیں جی پیر احمد شاہ کھگہ صاحب۔

پیر احمد شاہ کھگہ - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم' بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' الحمد للہ رب العالمین۔

جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے وقت کی کمی میں تھوڑی سی مہربانی کرتے ہوئے میری درخواست یا جو میں نے آپ کو چٹ بھجوائی تھی اس کو قبول کر کے وقت دیا۔ امن عامہ پر بے

شمار تقاریر پہلے بھی ہوئی ہیں اور ہر سال ہوتی رہتی ہیں لیکن امن عامہ کے متعلق یہ تجویز کس نے نہ دی کہ امن کو کس طرح قائم رکھا جائے اور وہ کیا طریقہ ہے کہ جس سے ملک میں امن قائم ہو اور لوگ آرام سے رہیں وہ طریقہ یہ ہے کہ حضورؐ کے زمانے میں ایک لڑکی فاطمہ نے چوری کی جس کے متعلق حضورؐ کو شکایت پیش ہوئی تو حضورؐ کے سامنے وہ قبیلہ حاضر ہوا کہ جناب یہ لڑکی کنواری ہے اور اس لڑکی کی شادی نہیں ہوگی اگر اس کو بازو کاٹنے کی سزا دی گئی جو آپ نے تجویز فرمائی ہوئی ہے اور جو قرآن میں اللہ کی طرف سے آئی ہے اگر اس کا بازو کاٹا گیا تو اس کی شادی نہیں ہو سکے گی اور ہم نے آپ کے لئے بھی قربانیاں دیں ہیں لہٰذا اس لڑکی کو معاف کردیا جائے یا اس لڑکی کو جرمانہ کردیا جائے یا کوئی اور سزا تجویز کردی جائے تو حضورؐ نے فرمایا کہ عزیزو! اگر میری فاطمہ بھی ہوتی تو اس کا بھی لحاظ نہ کیا جاتا اس لئے آپ کی فاطمہ کا اس چوری کے معاملے میں لحاظ نہیں ہوگا آج کل جو میزائل چل رہے ہیں اور جو جنگوں میں استعمال ہوتے ہیں تو اس کے لئے بھی انہوں نے ایک میزائل ایسا تیار کیا ہے کہ اگر میزائل چلایا جائے تو وہ اسے درمیان میں ہی روک لیتا ہے اور وہ میزائل دوسری جگہ نہیں گرتا تو ہماری یہ سوسائٹی جو ہے یہ اس طرح کی تجویز کیوں نہیں بنا سکتی کہ ایسے جرائم جو ہیں' یہ ڈکیتیاں اور چوریاں جو ہیں یا جو بدعنوانیاں ہیں ان کو کیسے روکا جائے اگر اس بارے میں اچھے دانشور آدمی خیال فرمائیں تو ان کو روکا جاسکتا ہے میری اس پر ایک چھوٹی سی تجویز ہے وہ یہ ہے کہ انگریز کے زمانہ میں ایک detective ہوتا تھا۔ ایک سپاہی detective ہوتا تھا جس کو ذیل دار تھانوں میں بھیجا جاتا تھا جو ڈائری دیتا تھا کہ فلاں آدمی قتل کرنا چاہتے ہیں' فلاں آدمی ڈکیتی کرنا چاہتے ہیں' فلاں کی برائی کرنا چاہتے ہیں' اسے گاؤں میں پھرنے سے خبر مل جاتی تھی تو اس طرح سب انسپکٹر کے پاس وہ رپورٹ ہوتی تھی اور اس کے مطابق وہ ان لوگوں کی نگرانی کرتا تھا۔ وہ حفظ ماتقدم ہوتا تھا تو اس سے بھی کچھ تدارک ہوتا تھا لیکن اگر ہمارے افسران اپنے محکموں میں کم از کم روپے میں بارہ آنے دیانتدار آدمی تیار کریں جس صورت میں بھی ہو کوئی جہاں سے بھی ملے تو میرا خیال ہے کہ یہ انصاف بھی ہوگا اور یہ چوریاں' ڈکیتیاں بھی جاتی رہیں گی۔ جب ہم اس قسم کا کوئی خیال نہیں کرتے یا جو جرائم کرتا ہے اسے معاف کردیا جاتا ہے۔ جس نے کوئی رشوت لی اور اس پر کوئی کیس بنا بھی تو چار مہینے' چھ مہینے بعد وہ بھی بچ گیا۔ تو یہ ایک صورتحال ہے جو انصاف کے مطابق نہیں ہے جب بھی میں اپنے علاقہ میں جاتا ہوں یہاں جب آپ دو دن بعد' ہفتہ کی چھٹی دیتے ہیں تو جب میں وہاں پہنچتا ہوں تو مجھے پتہ چلتا ہے کہ دو ڈکیتیاں تھانہ گورائی والا میں ہو گئیں ہیں میرا وہ حلقہ ہے' دو ڈکیتیاں

اس میں ہو گئی ہیں۔ کبھی میں سنتا ہوں کہ نور شاہ میں دو ڈکیتیاں ہو گئی ہیں۔ ان دنوں میں جن دنوں میں یہ اجلاس چل رہا ہے تو میرا خیال ہے کہ آج تک کسی کو کسی نے گرفتار نہیں کیا اور کسی کی کوئی ڈکیتی برآمد نہیں ہوئی اور کوئی ڈکیتی برآمد کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا ہم جب بھی جاتے ہیں تو یہی سنتے ہیں کہ فلاں جگہ ڈکیتی ہو گئی' فلاں جگہ قتل ہو گیا تو اس کا کچھ نہ کچھ بندوبست جو پولیس کے ذمے ہے وہ ہونا چاہیے اگر ہمارے آئی جی صاحب بھی تشریف فرما ہیں تو جناب سپیکر صاحب میرا تو آپ کے سامنے یہ مسئلہ ہے تو اگر کوئی نصف کے قریب دیانتدار آدمی تیار ہو جائیں اور دیانتدار آدمیوں کو اکٹھا کرلیا جائے اور ضلعے ان کے سپرد کردیئے جائیں تو وہ انتظام ہو سکتا ہے۔ انگریز کے زمانے میں پولیس اور دوسرے محکموں میں ایک شرط تھی کہ جس کی شہرت خراب ہوگی وہ ملازمت نہیں کرسکتا تو تمام افسران جو بالا اور درمیانے بھی تھے وہ یہ کوشش کرتے۔ تھانیدار سے لے کر ایس پی تک اور نائب تحصیلدار سے لے کر ڈی سی تک کہ بھئی اگر ہماری شہرت دیانتداری والی نہ ہوئی تو پھر ہمیں تو نکال دیا جائے گا اس لئے ہم دیانتداری کو اپنائیں اور ان کی دیانتداری اس شکل میں ہی ہو سکتی ہے کہ ان کی شہرت اچھی ہو اور ان کی شہرت جب اچھی ہو سکتی ہے کہ وہ دیانت دار ہوں ورنہ شہرت اچھی نہیں ہو سکتی۔

جناب والا! میری عرض یہ ہے کہ اس کے متعلق دانشوروں کو اکٹھا کر کے یہ تجویز ان کے سامنے رکھی جائے کہ بھئی یہ جو اسمبلیوں میں لوگ بحثیں کرتے کرتے تھک گئے ہیں۔ امن عامہ کس طرح قائم کیا جاسکتا ہے تو اگر ہم نے ایسے اقدامات نہ کئے تو پھر یہ ہماری تقریریں تو قوالی کی صورت اختیار کریں گی جس طرح ایک قوال قوالی کر کے کچھ پیسے لے کر چلا جاتا ہے اس طرح ہم یہ باتیں کر کے بھتہ لے کر واپس گھر کو چلے جائیں گے تو پھر ان اسمبلیوں کا اور ان واقعات کا تو فائدہ کوئی نہیں ہے تو میرا خیال ہے کہ جناب وزیراعلیٰ صاحب بھی تشریف فرما ہیں تو اس قسم کی کوئی کمیٹی تجویز کی جائے جس طرح کہ میزائل کو میزائل رستے میں ہی روک لیتا ہے وہ اس جگہ پر نہیں گرنے دیتا تو اس طرح کوئی ایسی صورت ہو کہ ان کو پتہ لگ جائے کہ فلاں جگہ چوری ہونے والی ہے اور فلاں جگہ ڈکیتی ہونے والی ہے ان کا اس طرح بروقت بندوبست کیا جائے۔

جناب والا یہ عوامی حکومت جو ہے یہ تو برادری کی حکومت ہے اور اگر برادریوں [illegible] میں نے بھی قوم کا خیال نہ رکھا جبکہ انگریز تو باہر سے آیا ہوا تھا وہ خیال رکھتا تھا تو یہ ہماری برادری کی اور ہمارے بھائی چارے کی حکومت بھی لوگوں کو امن [illegible] سکون نہ دلا سکی تو پھر کوئی فائدہ نہیں۔

جناب سپیکر صاحب میں نے وقت زیادہ لے لیا ہے آپ کی بڑی مہربانی - امید ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب کوئی تدبیر کر کے یہ مسئلہ درست کرائیں گے۔

آوازیں - جاری رکھیں - تقریر جاری رکھیں۔

جناب سپیکر - ویسے ڈیمانڈ تو ہاؤس کی یہ ہے کہ پیر صاحب اپنی تقریر جاری رکھیں۔

ملک احمد علی اولکھ - پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر -جی ملک احمد علی اولکھ صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

ملک احمد علی اولکھ -پوائنٹ آف آرڈر -

جناب سپیکر! پیر احمد شاہ کھگہ صاحب نے اسلامی تاریخ کا ایک واقعہ بیان کیا ہے وہ واقعہ دراصل اس طرح ہے ابن مکتوم قبیلہ کی ایک خاتون عورت ہے چوری کا جرم سرزد ہوا۔ جس کا نام فاطمہ تھا۔ وہ قبیلہ نیا نیا مسلمان ہوا تھا اور انہوں نے سوچا کہ ابھی ہم نے اسلام قبول کیا ہے ابھی ہماری بچی کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ اس سے مسلمانوں میں بڑی پریشانی پیدا ہوئی کہ کہیں یہ قبیلہ اسلام سے منحرف نہ ہو جائے۔ انہوں نے حضرت اسامہ بن زید سے کہا۔ حضرت اسامہ بن زید حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہیتے صحابی تھے انہوں نے سوچا کہ شاید ان کی وساطت سے ہماری کوئی امداد ہو سکے۔

حضرت اسامہ بن زید نے سوچا کہ میں کس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس جرم کے بارے میں سفارش کروں میرے لئے یہ ناممکن ہے۔ تاہم حضرت اسامہ بن زید حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ڈرتے ڈرتے استدعا کی کہ یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ قبیلہ ابن مکتوم قبیلہ نیا نیا مسلمان ہوا ہے۔ ازراہ مہربانی اگر ممکن ہو سکے تو اس کے جرم میں تخفیف کر دی جائے۔

جناب سپیکر - وقت میں پندرہ منٹ کے لئے توسیع کی جاتی ہے۔

میاں منظور احمد موہل - جناب والا یہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات ہو رہی ہے؟

ملک احمد علی اولکھ - میں اپنی بات ختم کر رہا ہوں۔

میاں منظور احمد موہل - جناب والا! قرآن مجید یا حدیث کا نام لیکر ایک آدمی شروع ہو جائے .....

جناب سپیکر - ملک صاحب آپ اختصار فرمائیں۔

ملک احمد علی اولکھ - جناب میں اپنی بات ختم کر رہا ہوں۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا .....

پیر احمد شاہ کھگہ - پوائنٹ آف آرڈر - (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر - آرڈر پلیز - آرڈر پلیز - ملک احمد علی اولکھ صاحب اپنی بات کو ختم کریں۔ پیر صاحب آپ تشریف رکھیں۔

ملک احمد علی اولکھ - حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسامہ بن زید آپ کو معلوم ہے کہ ہم سے پہلے قومیں کیوں تباہ ہوئیں۔ اس لئے کہ کمزور پر قانون نافذ کیا جاتا تھا اور طاقتور کو چھوڑ دیا جاتا تھا۔ خدا کی قسم اگر یہ جرم میری بیٹی فاطمہ بھی کرتی تو اس کے لئے بھی یہی سزا ہوتی اور اس کا ہاتھ کاٹا جاتا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر - پیر احمد شاہ کھگہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

پیر احمد شاہ کھگہ - جناب سپیکر! میں نے بھی یہی عرض کیا تھا کہ حضورؐ نے فرمایا کہ اگر میری فاطمہ بھی ہوتی تو اس کا بازو بھی کاٹا جاتا اور آپ کی لڑکی کا بازو بھی کاٹا جائے گا پھر اس کے بعد تیرہ سال حضور کی بقایا زندگی تھی۔ اس کے بعد عرب کے اس خطے میں ایک چوری بھی نہیں ہوئی یہ ہے اصل انصاف کا تقاضا - اگر ہمارے وزیراعلیٰ صاحب اس کے لئے کوئی کمیٹی تشکیل کردیں اور وہ اس قسم کی اچھی تجاویز پیش کرے اور ہماری ان ڈکیتیوں سے جان چھوٹ جائے۔ وہ کوئی ایسا میزائل تیار کروا دیں جس سے یہ شتونگری قسم کے میزائل ختم ہو جائیں اور اگر باتوں باتوں میں ہی سب کچھ ہوتا رہا تو پھر یہ ہماری قوالی ہے۔ آپ قوالی سنتے رہیں اور ہمیں ہمارا بھتہ دیکر ہمیں واپس بھجواتے رہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب عرفان احمد خان ڈاھا -(پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ) - جناب والا میرا بھی اس سلسلے میں ایک مشورہ ہے کہ شاہ صاحب نے جس طرح سے اپنے علاقہ کے متعلق بتایا ہے کہ وہاں چوریاں اور ڈکیتیاں بہت ہوتی ہیں اور ساتھ ہی میزائلوں کے متعلق تجویز بھی پیش کی ہے ہم اپنے سہیل ضیاء بٹ صاحب سے گزارش کریں گے کہ وہ یہاں سے استعفیٰ دیکر شاہ صاحب کے حلقے میں جو تھانے ہیں ان کے انچارج لگ جائیں اور ان کے میزائل کا کام کریں۔

(قہقہے)

جناب سپیکر۔ امن عامہ پر جو بحث ہو رہی ہے اس کو wind up کرنے کیلئے

جناب سہیل ضیاء بٹ۔ جناب والا میرا استحقاق مجروح ہوا ہے مجھے بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر۔ سہیل ضیاء بٹ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سہیل ضیاء بٹ۔ جناب والا یہ تو استحقاق کی بات ہے۔ یہ تو میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آپ ذاتی نکتہ وضاحت پر بات کر سکتے ہیں کہ آپ کے بارے میں بات کی گئی ہے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ۔ جناب والا بات دراصل یہ ہے کہ میں اب یہ نہیں کہتا کہ ان کو کس کی سفارش پر پارلیمانی سیکرٹری بنا دیا گیا ہے۔ یہ ایوان میں بیٹھے میرے استعفے کی بات کرتے ہیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے جو رائے دی ہے مجھے اس پر جواب نہیں دینا چاہیے لیکن ان کو شاید یہ معلوم نہیں کہ سہیل ضیاء بٹ ایک شخص کا نام نہیں بلکہ اب ایک تحریک کا نام ہے۔ جو کہ غریبوں کیلئے اٹھی ہے۔ (نعرہ ھائے تحسین)

اور اس ایوان میں آئی ہے اور اس ایوان میں آنے کا مقصد وہ خواب جو میں نے اپنی عوام کو دکھائے تھے اس ایوان میں ایک ایسی تاریخ رقم کروں گا۔ اپنے اس بازو کو آپ کے **ڈیسکوں** کو بجا بجا کر ان کے حقوق کیلئے ان غریبوں کی تعلیم کیلئے' ان نادار اور بیواؤں کے حقوق کیلئے اور ان کے حقوق کی ترجمانی کیلئے انشاء اللہ تعالیٰ سہیل ضیاء بٹ کے یہ ہاتھ اتنے زور زور سے **ڈیسکوں** پر بجا کریں گے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہاں پر میرے خون اور جسم کے چیتھڑے بھی پھیلا کریں گے۔ (نعرہ ھائے تحسین)

میں اپنے فاضل پارلیمانی دوست اور بھائی سے یہ کہوں گا کہ آپ نے یہ بات تو کر دی ہے لیکن اس سے میرے علاقے کی عوام جو کل اس خبر کو پڑھیں گے۔ اس سے ان کو بھاری صدمہ پہنچے گا۔ اسلئے جناب سپیکر میں یہ استدعا کروں گا کہ ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جائے اور ان کی تعلیم کیلئے بھی کوئی بندوبست کیا جائے کہ یہ دو معنی باتیں ایوان میں نہ کیا کریں جن کا عوام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ جناب قائد ایوان بھی بیٹھے ہیں وہ بھی اس بات کا ضرور نوٹس لیں گے کہ انہوں نے جو تجویز مجھے دی ہے اس کے بعد وہ ان کیلئے کیا تجویز پیش کرتے ہیں۔ بہت بہت شکریہ۔

خواجہ محمد اصغر کوریجہ۔ جناب سپیکر میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی تقریر کو بھی اور سہیل ضیاء بٹ صاحب کی تقریر کو بھی دونوں کو حذف کیا جائے۔ تاکہ اخبار میں کوئی ایسی خبر نہ آجائے جس سے ابہام پیدا ہو۔

جناب سپیکر۔ اس میں کوئی ایسی غیر پارلیمانی چیز نہیں ہے جس کو حذف کیا جائے

رانا اکرام ربانی۔ جناب والا صحیح سنا یا سمجھا نہیں گیا انہوں نے کہا ہے کہ ان دونوں کو حذف کیا جائے۔ یہ کارروائی کے الفاظ کیلئے نہیں کہا۔ (قہقہے)

جناب سپیکر۔ اب میں جناب قائد ایوان کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ امن عامہ کی صورت حال پر اس بحث کو wind up فرمائیں۔ (نعرہ ھائے تحسین)

وزیر اعلیٰ پنجاب (جناب غلام حیدر وائیں)۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آج امن و امان کے مسئلے پر آپ نے مجھے اظہار خیال کا موقع عنایت فرمایا۔

اس اہم موضوع پر' اس موسم بہار کے اجلاس میں اراکین نے کوئی ایک ہفتہ اپنے خیالات کا اظہار کیا اور وہ تمام معزز اراکین جن کا تعلق حزب اقتدار سے تھا یا حزب اختلاف سے۔ انہوں نے امن امان کے مسئلے پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے نہایت سنجیدگی کے ساتھ مختلف تجاویز کا بھی اپنے خیالات می اظہار فرما ہے۔ بعض معزز اراکین نے اپنے اپنے علاقے کی امن و امان کی صورت حال کی بھی نشاندھی کی۔ بعض محترم اراکین نے اپنے اظہار خیال کے وقت انفرادی معاملات کو بھی یہاں زیر بحث لا کر ان کی طرف حکومت کی توجہ مبذول کروانے کی کوشش کی ہے۔ بعض معزز اراکین نے اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے' اپنے طرز خطاب میں تیکھا پن بھی رکھا' کہیں کہیں تلخیوں کا انداز بھی ظاہر ہو رہا تھا اور کہیں کہیں جذبات میں اشتعال بھی تھا۔ میں نے اس اہم موضوع پر اپنے تمام معزز اراکین کے ان محترم خیالات کو کچھ عرصہ اسمبلی کے اندر بیٹھ کر اور بیشتر عرصہ اپنے چیمبرز میں بیٹھ کر سنا ہے اور جس جس انداز میں اس موضوع پر اظہار خیال کیا گیا ہے میں ان کے ان تمام اظہار خیال کے جذبوں کا احترام کرتے ہوئے ان سب معزز اراکین کی خدمت میں ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے .....

جناب والا کی وساطت سے ان کی خدمت میں عرض کرتی چاہتا ہوں کہ

فقط اس شوق سے پوچھی ہیں ہزاروں باتیں
میں تیرا سن تیرے حسن بیاں تک دیکھوں

(نعرہ ھائے تحسین) یقینی طور پر امن و امان کا مسئلہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ اور کسی بھی منتخب حکومت کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کو امن و امان کی فراہمی کے سلسلہ میں' اس کی چادر اور چار دیواری کی حفاظت کے لیے اور اس کی جان و مال کی حفاظت کے لیے اپنی بنیادی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کا فریضہ سرانجام دے۔ یقینی طور پر پنجاب میں امن و امان کی صورت حال کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ اس میں کسی شبے کی گنجائش نہیں ہے اور میں یہ خیال کرتا ہوں کہ اس معاملے میں منتخب حکومت نے اپنی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد پورے خلوص کے ساتھ کس Reservation کے بغیر امن و امان کی صورت حال کو بہتر بنانے کا تہیہ کیا ہوا ہے۔ اور انشاء اللہ اس سلسلہ میں ہم اس ایوان میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے معزز اراکین کو اعتماد میں لے کر مستقبل میں اپنے عمل سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کریں گے کہ یہ مسئلہ محض حزب اقتدار کا مسئلہ نہیں' یہ مسئلہ حزب اختلاف کا مسئلہ نہیں' یہ مسئلہ محض پولیس اور محض حکومت کا ہی مسئلہ نہیں بلکہ یہ مسئلہ ہم سب کا اجتماعی مسئلہ ہے۔ یہ مسئلہ ہماری سوسائٹی' ہمارے سماج اور معاشرے کا مشترکہ مسئلہ ہے۔ اور اگر کسی جگہ پر گولی چلتی ہے تو وہ چلتی ہوئی گولی یہ نہیں دیکھتی کہ اس گولی کا زاویہ کس طرف جا رہا ہے۔ اس طرف چلنے والا ایک معصوم راہ گیر اس کا تعلق حزب اقتدار سے ہے یا حزب اختلاف سے ہے' اس کا تعلق شہری آبادی سے ہے یا دیہاتی سے اور وہ گولی جب اس سمت اس کے سینے میں پیوست ہوتی ہے تو اس گولی کی آنکھ بالکل اندھی ہوتی ہے۔ اس گولی کا کان بھی کچھ نہیں سنتا اور اسے یہ پتا نہیں ہوتا کہ اس گولی کا نشانہ ہونے والا بالکل معصوم ہے اور اس کے ساتھ جو سلوک کیا گیا اس کا وہ نہ روادار تھا اور نہ اس کا مستحق تھا۔

جناب سپیکر! میں محسوس کرتا ہوں کہ عام طور پر ہمارے ملک میں انتخابات کی تلخیوں کے بعد کا ابتدائی دور امن و امان کے حوالے سے انتقامی کاروائیوں کے دور کی نشاندھی کرتا رہا ہے میں نہایت عجز و انکساری کے ساتھ پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ انتخابات کی گہما گہمیوں کے دوران "پاکستان کی 43 سالہ تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ پنجاب کی بر سر اقتدار جماعت نے اپنی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد سیاسی طور پر انتقامی کاروائیوں کا آغاز نہیں کیا جب کہ بد قسمتی سے ماضی میں چشم فلک نے دیکھا۔ اس بات کا اقرار کرتے ہوئے جیسے کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ امن و امان کے مسئلے میں ابھی بہت کمزوریاں موجود ہیں۔ اور اس سلسلہ میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی

طرف سے جو تجاویز کی گئی ہیں ان میں بڑا وزن ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ ہم صرف باتوں کو سنیں ہی نہیں بلکہ ان پر سنجیدگی سے غور کر کے صورت احوال کی اصلاح کے لیے کوششیں کریں۔ میں ان سب باتوں کو تسلیم کرتا ہوں اور جناب سپیکر' آپ کی وساطت سے اور اس معزز ایوان کی وساطت سے پنجاب کے تمام دیہاتی اور شہری باشندوں کو یقین دلاتا ہوں کہ ہماری یہ خلوص کے ساتھ انتہائی کوشش ہو گی کہ امن و امان کے معاملے میں ہم انصاف کی ذمہ داریاں پوری کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کریں گے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس پر میرے خیال میں دو آراء نہیں ہو سکتیں۔ اور جناب سپیکر' یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ جسے ماضی میں سیاسی جماعتوں نے جتنا مدہم انداز سے استعمال کرنے کی کوشش کی اتنا ہی ان جماعتوں کا اقتدار زوال کی طرف رواں دواں ہونا شروع ہو گیا اور اتنا ہی ان سیاسی جماعتوں کی شہرت اور ان کی ساکھ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ ہمیں ماضی کی ان تلخیوں سے بھی سبق حاصل کرنا ہے اور یہ سبق اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ امن و امان کے سلسلہ میں اگر ہم Reservations کو اپنی پالیسیوں کا اپنی نیتوں کا حصہ بنائیں گے تو اس سے شاید ہم وقتی طور پر سب کچھ تو حاصل کر سکیں۔ امن و امان کے تقاضوں کو پورا کرنے کی ذمہ داریوں کو ہم پوری طرح سے سرانجام نہیں دے سکتے۔ اس لئے میری یہ رائے ہے کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جسے ہم اسی کے پس منظر میں رکھ کر اس کی حکمت عملی بنانی ہوگی۔ اس کے لئے ہمیں مستقبل کی راہیں تلاش کرنا ہوں گی اور خوب سے خوب تر کی تلاش میں سرگرداں رہنا ہوگا۔

جناب سپیکر۔ پندرہ منٹ کے لئے وقت میں توسیع کی جاتی ہے۔

جناب وزیراعلیٰ۔ ہمیں ایسا راستہ اختیار کرنا ہوگا جو فلاح کا راستہ ہو اور جو امن و امان کے تقاضوں کو پورا کرنے کا راستہ ہو۔ ان تمام باتوں کو تسلیم کرتے ہوئے میں اس ایوان کے تمام اراکین کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اور میری حکومت میرے وزراء اور ہماری تمام مشینری اس سلسلے میں ایک ایسا طرز عمل اختیار کرنا چاہتی ہے جس سے امن و امان پر عوام کا اعتماد بحال ہو اور پولیس کی کارکردگی پر عوام پہلے سے زیادہ پراعتماد ہو کر تھانوں کی طرف رجوع کریں اور جب وہ تھانے سے واپس آئیں تو ان کی مایوسیوں میں کمی آتی محسوس ہو۔ جناب والا' امن و امان کی صورت حال اگرچہ ماضی کی وجوہات کو سامنے رکھ کر اور محض اس کو وجہ بنا کر ہم اس سے بری الذمہ نہیں ہو سکتے۔ اور صرف یہ بات کہنے سے کہ ماضی میں چونکہ ایسا ہوتا رہا ہے لہٰذا یہ اس کا پرتو ہے اس سے یقینی طور پر یہ بات مسئلے کا حل نہیں بن جاتی۔ مگر ہمیں اس بات کا بھی اعتراف کرنا ہوگا کہ امن و امان کی صورتحال کا جب ہم

پنجاب کے حوالے سے جائزہ لیتے ہیں تو اس میں بہت سے تلخ حقائق بھی ہمارے سامنے آتے ہیں۔ جن کو بالکل نظرانداز کرنا بھی شاید حقیقت پسندی نہ ہو' پنجاب کے گرد و پیش میں جو ہمارے صوبائی یونٹس ہیں وہاں کی ارتعاش انگیز امن و امان کی صورتحال بھی پنجاب کی امن و امان کی صورتحال پر اثر انداز ہوتی رہی ہے' انتخابات کی تلخیاں بھی اس کے فوراً" بعد کے وقت پر اثر انداز ہوتی رہی ہیں' امن و امان کی صورتحال کے سلسلے میں ماضی کی حکومتوں کی سیاسی جماعتوں کی آپس میں محاذ آرائی خاص طور پر وفاق اور صوبوں کی بدقسمتی سے آپس میں محاذ آرائی اور بھی صوبے کے امن و امان کی صورت کو متاثر کرتی رہی ہے۔ ماضی میں سیاسی جماعتوں کا آپس میں ایک ایسے ماحول میں رہنا جس سے محسوس ہو جیسے کہ سیاسی محاذ پر جنگ مسلسل جاری و ساری ہے اس بات نے بھی صوبے میں امن و امان کی صورتحال کو بہتر نہیں ہونے دیا اور جناب والا مجھے یہ تلخ حقیقت بھی عرض کرنے کی اجازت دیجئے کہ ماضی میں اس ملک میں جمہوریت کے نام پر یا سیاسی سرگرمیوں کے نام پر بعض سیاسی جماعتوں نے تشدد آمیز سرگرمیوں اور ایسی دیگر سرگرمیوں کو بھی اپنا وطیرہ بنایا جنہوں نے امن و امان کی صورتحال کی کوئی خدمت نہیں کی اور ہمیں یہ بات بھی تسلیم کرلینی چاہیے کہ ماضی قریب کے سیاسی حالات میں جماعتوں کے عروج و زوال کی وجہ سے' جب کسی سیاسی جماعت کو اقتدار کا موقع ملا تو انہوں نے اپنی سوچ و فکر کے مطابق ان جرائم پیشہ سینکڑوں لوگوں کو جو کہ بہت ہی سنگین قسم کے جرائم میں ملوث تھے۔ یک قلم جیلوں سے رہا کر کے کھلا چھوڑ دیا تو میں خیال کرتا ہوں کہ اس بات نے بھی شاید بہت سی اور چیزوں کی خدمت تو کی ہو گی لیکن امن و امان کی صورتحال کی اس سے کوئی خدمت نہ ہوئی ہو۔

جناب والا امن و امان کی صورتحال کی کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے میں یہ بات نہایت عجز و انکساری کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ملک میں سیاسی تلخیوں کو تسلیم کرتے ہوئے اگر کوئی سیاسی جماعت یا اس کا کوئی شعبہ از خود اپنے ہی وطن کے جہازوں کے ہائی جیک کرنے کا کارنامہ سرانجام دے اور اس میں تشدد آمیز واقعات بھی سرزد ہوں اس کو سینے پر ہاتھ مار کر قبول بھی کرلیا جائے تو یہ ایک ایسا طرز عمل ہے جس سے میرے خیال میں جناب والا شاید بہت سے جذبوں کی تو تسکین ہو مگر اس سے امن و امان کے مسئلے کی کوئی خدمت نہیں ہوتی۔

جناب والا! ہمارے ملک میں اس بات کو بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ نوجوانوں خاص طور پر ہماری درس گاہوں اور طلباء کی تنظیموں میں بھی بدقسمتی سے ایسے حالات رونما ہوئے جن پر اتنی سنجیدگی سے توجہ

نہ دی گئی جس کے کہ وہ حالات متقاضی تھے۔ یہ مجھے ایک ایسا حمام دکھائی دیتا ہے جس میں مجھے سبھی کم و بیش شاید ننگے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ بھی ایسی صورت بھی کہ طلباء جیسی نوجوان پود کو ان کی درسگاہوں میں' ان کی تنظیمی سرگرمیوں کے نام پر جس قسم کے واقعات گاہے بگاہے سننے دیکھنے میں آئے انہوں نے بھی ہماری امن و امان کی صورتحال کو صراط مستقیم پر رکھنے میں کوئی مدد نہیں کی اور اس مسئلے میں جو بھی حکومت آئی وہ کم و بیش ان ہی مسائل سے دوچار رہی اور آج یہ حکومت بھی اپنے ورثے میں ماضی کے ان معاملات کو اپنے پاس دیکھ رہی ہے لیکن ان تمام واقعات کو الزام تراشی کے نقطہ نگاہ سے نہیں بلکہ میں اسے اس نگاہ سے دیکھ رہا ہوں کہ ماضی میں یہ جو باتیں ہوئی ہیں اگر انہوں نے امن و امان کی صورتحال کی کوئی خدمت نہیں کی تو جناب والا میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان اور اس ایوان کے معزز اراکین کی وساطت سے تمام صوبے کے دیہی اور شہری اپنے محب وطن پاکستانیوں کو عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ماضی کے ان تلخ حالات کو ہم طعنہ زنی کا ذریعہ نہیں بنانا چاہتے بلکہ ان تلخ حالات کو سامنے رکھ کر ہم اپنی اصلاح کا طرز عمل اختیار کرنا چاہتے ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ماضی کے ان واقعات نے امن و امان کی صورتحال کو خراب کرنے کا موجب بنی تو پھر ہمیں ایسے حالات سے اجتناب کرنا ہوگا اور خاص طور پر جناب والا بدقسمتی سے ایسے ماحول میں جبکہ ہمارے وطن میں اور اس وطن کے حوالے سے اس صوبے میں دہشت گردی کی ملک دشمن سرگرمیوں کی زد سے بھی ہماری سوسائٹی اور ہمارا معاشرہ ہمارا صوبہ اور ہمارا وطن بالکل محفوظ نہیں اور یہ بات بلا تردید کہی جاسکتی ہے کہ ان تمام ایسی سرگرمیوں میں وطن دشمن سرگرمیوں کا بھی ہاتھ ہے' دہشت گردی کی سرگرمیوں نے بھی ماضی میں ہمارے وطن میں جنم لیا ہے اور آج بھی گاہے بگاہے ہمارا صوبہ ان سرگرمیوں کی زد سے ابھی تک محفوظ نہیں ہے۔ یہ صورتحال ہی نہیں بلکہ جناب والا! اگر اس کا تھوڑا سا اور جائزہ لیا جائے تو یہ بات اور بھی آگے بڑھ جاتی ہے لیکن میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ان سب معاملات سے سبق حاصل کرتے ہوئے ہم نے امن و امان کی صورتحال کو بہتر بنانا ہے اس وطن میں بدقسمتی سے اس صوبے میں اور اس ملک میں ڈرگ مافیا نے بھی امن و امان کی صورتحال کی کوئی خدمت نہیں کی اور ایک ایسے معاشرے میں جس میں بدقسمتی سے ڈرگ مافیا ہماری سوسائٹی پر اثر انداز ہو رہا ہو اور وہ ڈرگ مافیا جو خاص طور پر ہماری نوجوان نسل کو متاثر کر رہا ہو' یہ بھی ایسے حالات ہیں جنہوں نے امن و امان کی صورتحال کی اصلاح کے لئے کوئی بہتر مقام پیدا نہیں ہونے دیا اور جناب والا! آیئے ہم اس بات کو بھی تسلیم کریں کہ ماضی میں چشم فلک نے ایسے حالات

بھی دیکھے جس میں برسراقتدار آنے کے بعد یا بعض اوقات اقتدار میں نہ بھی ہوں تو پھر بھی ہماری سیاسی سرگرمیوں میں ہمارے سیاسی طرز عمل میں جو عدم توازن پیدا ہوا ہم نے جہاں جہاں بھی اعتدال کا دامن ہاتھ سے چھوڑا وہ بھی ان وجوہات میں سے ایک وجہ ہے جس سے امن و امان کی صورتحال کی اصلاح کی بجائے اس میں کمزوریاں پیدا ہوئیں۔ جناب سپیکر' یہ وہ ماضی ہے جو ہر برسراقتدار آنے والی جماعت کو یہاں ورثے میں ملتا ہے اس ماحول میں روشنی کی کرن کی تلاش کرنی ہے۔ اس ماحول میں ہم نے شر میں سے خیر ڈھونڈنی ہے اور میں یہ بات پوری ذمہ داری کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت ماضی کی ان تمام تلخیوں کو سامنے رکھتے ہوئے اس سے سبق حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے ہم پنجاب میں امن و امان کی صورت حال کی اصلاح کے لئے ہر قسم کے مثبت اقدامات کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے۔ .....

جناب سپیکر -چیف منسٹر صاحب' آپ کتنا وقت اور لیں گے۔ تاکہ میں اس کے مطابق وقت بڑھا دوں۔ مجھے کچھ چٹیں ملی ہیں کہ ظہر کی نماز قضا ہو رہی ہے۔

وزیر اعلیٰ - دس منٹ بڑھا لیں۔

جناب سپیکر - ٹھیک ہے۔ وقت میں مزید دس منٹ کی توسیع کی جاتی ہے۔

وزیر اعلیٰ - جناب سپیکر' میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ تین ماہ کے عرصے میں میں یہ نہیں کہتا کہ امن و امان کی صورت حال میں ہم نے اصلاح کے تمام پہلوؤں کو سر کرلیا ہے لیکن یہ بات میں پوری ذمہ داری کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے اس طرف حوصلہ افزا آغاز ضرور کیا ہے اور میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنی چاہوں گا۔

ان میں لہو جلا ہو ہمارا کہ جان و دل
محفل میں کچھ چراغ فروزاں ہوئے تو ہیں

محکمہ پولیس کی طرف ہماری پوری توجہ ہے کہ اس کی اصلاح ہو اور یہ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرے۔ ہم نے اس سلسلے میں ڈی سنٹرلائزیشن آف پاور کے تحت ہر ضلع میں اکاؤ ٹیبلٹی کا جو ایک ضلعی مشاورتی بورڈ قائم کیا ہے انہیں جو ذمہ داریاں ہم نے سونپی ہیں ان میں پولیس' محکمہ مال' کرائم کنٹرول اور نارکوٹکس یہ وہ اہم اور سنگین ہمارے سماج کے مسائل ہیں جو ان کے ذمے ہم نے کیے ہیں۔ ہم ضلع کے ساتھ ساتھ صوبے کی سطح پر بھی اینٹی کرائم کنٹرول کمیٹیوں کی تشکیل عمل میں لا

رہے ہیں اور میں انشاء اللہ اس سلسلے میں بہت جلد اینٹی کرائم کنٹرول کمیٹیوں کو ایک ایسا نظام بھی فراہم کر رہا ہوں جس سے جہاں بھی کوئی سنگین واقعہ ہوا ہو وہاں کی پولیس جو تفتیش کر رہی ہو اس سے over and above جا کر بھی پتا کرے کہ اس کیس کی سنگینی کے بارے میں کیا کچھ ہو رہا ہے اور اس پر پولیس کی کارکردگی کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر' میں اس سلسلے میں قائد حزب اختلاف سے بھی گزارش کر رہا ہوں اور یہ تجویز دے رہا ہوں کہ میں اور قائد حزب اختلاف مہینے میں کم از کم ایک بار آپس میں امن و امان کے مسئلے پر ضرور ملا کریں اور میں قائد حزب اختلاف سے استدعا کروں گا کہ اس موضوع پر تبادلہ خیالات کے لئے جب بھی انہیں وقت ہوگا مجھے یاد فرمائیں گے اور میں دو چار روز میں اس سلسلے میں مہینے میں ان سے ایک بار رابطہ قائم کر کے ملاقات کیا کروں گا۔ کیونکہ یہ کسی ایک کا مسئلہ نہیں یہ ہم سب کا اجتماعی مسئلہ ہے اور میں اس سلسلے میں نہ صرف یہ خیال کرتا ہوں کہ ہمیں اجتماعی طور پر اس ایوان کے اندر بھی اور اس ایوان کے باہر بھی اس مسئلے کو حل کرنا ہوگا بلکہ میں یہ بھی گزارش کر رہا ہوں اور اپیل کر رہا ہوں' پنجاب میں تمام سیاسی جماعتوں کے سربراہوں سے ان کا تعلق خواہ اسلامی جمہوری اتحاد کے حلیف جماعتوں سے ہو یا حزب اختلاف سے ہو کہ وہ بھی اس سلسلے میں اپنا مثبت اور تعمیری کردار ادا کرنے کے لئے ہماری رہنمائی کریں میں ان کا شکر گزار ہوں گا۔ جناب سپیکر' میں اس سلسلے میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام حلقے' سماجی اور سیاسی حلقے' دینی حلقے بھی ہماری اس سلسلے میں مدد کر سکتے ہیں۔ میں ان سے بھی استدعا کر رہا ہوں کہ وہ اس اہم مسئلے میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔ میں اخبارات سے اپنے Press Media سے بھی ان کے احترام' ان کے تقدس کے بھرپور جذبوں کے ساتھ ان سے امید رکھتا ہوں کہ امن و امان کی صورت حال کے سلسلے میں رہنمائی فرمائیں۔ میں اخبارات سے' اپنے press media سے بھی ان کے احترام' ان کے تقدس کے بھرپور جذبوں کے ساتھ ان سے امید رکھتا ہوں کہ امن و امان کی صورت حال کے سلسلے میں ان کی رہ نمائی بھی ہمارے لیے مسرت کا باعث ہو گی اور مجھے امید ہے کہ بعض اوقات جو بہت شہ سرخیوں کے ساتھ سنسنی خیز قسم کے عنوانات اخبارات میں عوام کے پاس جاتے ہیں اس سے بعض اوقات سنسنی خیز ماحول میں ارتعاش پیدا ہوتا ہے۔ میں امید رکھتا ہوں اپنے قومی پریس اور press media سے کہ وہ اس سلسلے میں ہماری رہ نمائی فرمائیں گے۔ جناب سپیکر' اس سہ روزہ امن و امان کے موضوع پر جن معزز

اراکین نے' جن کا تعلق خواہ کسی طرف سے بھی تھا' انہوں نے تجاویز دی ہیں' جو انہوں نے انفرادی معاملات پیش کیے ہیں' جو انہوں نے اپنے علاقائی معاملات پیش کیے ہیں' جو انہوں نے اپنے علاقائی معاملات پیش کیے ہیں' میں اپنے ہوم سیکرٹری اور پولیس کو یہ ہدایات دے رہا ہوں کہ وہ اس کے ایک ایک موضوع پر فوری طور پر سنجیدگی سے توجہ دے کر مجھے ایک ہفتے کے اندر تمام باتوں سے آگاہ کریں (نعرہ ھائے تحسین)

اور اس سلسلے میں اگر مجھے مزید رہ نمائی کی ضرورت ہو گی' آپ میں سے کسی کی' تو میں بلا جھجک آپ سے رہ نمائی حاصل کروں گا۔ آپ نے اس موضوع پر جو جو بھی تجاویز دی ہیں میں اس پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ امن و امان کے مسئلے میں حکومت اپنی ذمہ داریوں کو نظر انداز نہیں کرے گی اور انشاء اللہ ہم مستقبل میں اس سلسلے میں بہتر چراغ جلا کر اس صوبے اور اس صوبے کے عوام کی خدمت کر سکیں گے۔ میں آپ سب حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور جناب سپیکر' آپ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔ بہت بہت شکریہ۔ (نعرہ ھائے تحسین)

جناب سپیکر۔ کل صبح نو بجے تک کے لیے اجلاس ملتوی ہوتا ہے۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی جمعرات 21 مارچ 1991ء نو بجے صبح تک کے لیے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چوتھا اجلاس

بدھ 21 مارچ 1991ء
(پنج شنبہ 4 رمضان المبارک 1411ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں 10 بج کر 22 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوتِ قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۚ اَحْصٰهُ
اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ
اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ
مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ
وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ
وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ
بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

سورۃ المجادلہ آیت 6، 7

جس دن خدا ان سب کو جلا اٹھائے گا تو جو کام وہ کرتے رہے ان کو جتائے گا۔ خدا کو وہ سب (کام) یاد ہیں اور یہ ان کو بھول گئے ہیں اور خدا ہر چیز سے واقف ہے ○ کیا تم کو معلوم نہیں کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے خدا کو سب معلوم ہے۔ (کسی جگہ) تین (شخصوں) کا (مجمع اور) کانوں میں صلاح و مشورہ نہیں ہوتا مگر وہ انہیں چوتھا ہوتا ہی اور نہ کہیں پانچ کا مگر وہ ان میں چھٹا ہوتا ہے اور نہ اس سے کم یا زیادہ مگر وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے خواہ وہ کہیں ہوں پھر جو جو کام یہ کرتے رہے ہیں قیامت کے دن وہ (ایک ایک) ان کو بتائے گا۔ بیشک خدا ہر چیز سے واقف ہے۔

وما علینا الا البلاغ

چودھری ممتاز علی۔ پوائنٹ آف آرڈر سر.....

جناب سپیکر۔ جی چودھری ممتاز علی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری ممتاز علی۔ جناب والا اس پوائنٹ آف آرڈر کے ساتھ میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ کل کے اجلاس کے فیصلے کے مطابق پی سی ایس افسروں کے بارے میں اس معزز ایوان کی رپورٹ پر عمل درآمد کیلئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی۔ اس رپورٹ کے مطابق پی سی ایس کے ساتھ ساتھ PSS یعنی سیکرٹریٹ سروس کو بھی سینٹر پوسٹ میں حصہ دیا جائے گا۔ تاہم کل جو کمیٹی تشکیل دی گئی ہے اس میں سابقہ PCS اور PSS کو نمائندگی نہیں دی گئی۔ جناب والا' اس ایوان کی اجازت سے سابقہ PSS کا بھی کوئی نمائندہ کمیٹی میں نامزد فرمایا جائے۔

جناب سپیکر۔ یہ بات درست ہے تو اس میں سیکرٹریٹ سروس کا بھی ایک نمائندہ شامل ہو جانا چاہئے تاکہ ان کا موقف بھی اس میں واضح انداز میں آسکے۔ میرے خیال میں آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا کہ جو کمیٹی بنی ہے اس میں سیکرٹریٹ کا بھی ایک نمائندہ شامل ہو جانا چاہئے۔ تو یہ فیصلہ ہوا کہ ان کا بھی ایک نمائندہ اس میں شامل کیا جاتا ہے۔ لیکن ان سے مشورے کے ساتھ کہ کس نمائندے کو شامل کیا جائے۔ ان کے مشورے سے ایک نمائندہ شامل کر دوں گا۔ یہ کچھ سوالات ایوان کی میز پر رکھے تھے۔ شاہ صاحب میں ان سوالات کے بارے میں بات کر لوں۔ یہ ایک سوال نمبر 278 اوقاف کا ہے کہ Flood affected لوگ جو ہیں ان کے اسمائے گرامی یہاں دیئے گئے ہیں۔ دوسرا سوال نمبر 257 ہے دونوں محکمہ اوقاف سے متعلقہ سوالات ہیں۔ ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔ آج چونکہ ان کا دن نہیں ہے اس لئے ان پر ضمنی سوالات تو نہیں ہو سکتے۔ ضمنی سوالات کیلئے اگلے اجلاس میں اجازت ہو گی اگر آپ چاہیں تو اس پر ضمنی سوالات کر سکتے ہیں جن سوالات کے جوابات ٹیبل کئے گئے ان کو یہاں آنا چاہئے پھر اس کے بعد Call Attentiol Notice والا حصہ آئیگا Call Attention Notice کے سلسلے میں آج رانا ثناء اللہ خان اور غلام سرور خان صاحب کی طرف سے دو سوالات موصول ہوئے ہیں۔ ان کو میں نے admit کیا تھا اور ان کو Circulate کر دیا گیا ہے۔ لیکن آج وزیراعلیٰ پنجاب ایک نہایت ہی اہم میٹنگ کے سلسلہ میں اسلام آباد میں ہیں اور CCI کی میٹنگ ہے' اس میں اس کو کسی صورت بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس لئے میں نے ان سوالات کے محرکین سے بھی بات کر لی ہے رانا ثناء اللہ خان اور غلام سرور خان صاحب سے میں نے کہا ہے کہ ان کے Call

Attention Notice کے سوالات تھے ہم ان کو موخر کر لیتے ہیں' اور موخر کر کے اگلے اجلاس میں ان کو مناسب موقع پر Take up کریں گے۔.....

میاں منظور احمد موہل۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا' Call Attention Notice کے لئے 48 گھنٹوں کا Clear cut Notice ضروری ہے۔ یہ 19 مارچ کو آیا ہے تو 48 گھنٹے نہیں بنتے۔ اگر 18 مارچ کو نوٹس دیتے پھر تو ٹھیک تھا۔ پھر یہ admit ہونا چاہئے تھا۔ آپ نے جو قواعد بنائے ہیں' یہ صریحاً" اس کی خلاف ورزی ہے۔ 48 گھنٹے نہیں ہوئے ہیں۔ جس روز زیر بحث آنا ہو اور جس روز نوٹس آتا ہے ان کے درمیان 48 گھنٹے کا پیریڈ ہونا چاہئے۔ اس میں جناب والا کی رولنگ کیا ہے؟

جناب سپیکر۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ 48 گھنٹوں کا نوٹس تھا اس لئے میں نے ان کو admit کیا ہے۔ اس پر فیصلہ ہو چکا ہے اور ان کو ملتوی کیا جا چکا ہے۔ کیونکہ وزیراعلیٰ صاحب تشریف نہیں رکھتے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

257- **میاں محمود احمد۔** کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست کہ مسجد حضرت داتا گنج بخش کی ناقص تعمیر کے سلسلہ میں تحقیقات ہو رہی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ تحقیقات رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے نیز کیا حکومت ذمہ دار لوگوں کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر اوقاف۔ (چودھری محمد اکرم)

(الف) یہ درست ہے کہ اس سلسلہ میں مسجد حضرت داتا گنج بخش کی تعمیرات کے بارے میں ابتدائی تحقیقات ہو چکی ہیں۔

(ب) یہ تحقیقات جناب وزیر اعلیٰ کی معائنہ ٹیم نے کی اور اس ٹیم کے نشاندہی کردہ نقائص کو محکمہ اوقاف کے انجینئر صاحبان نے دور کر دیا ہے اس کے بعد مذکورہ ٹیم نے کام کو تسلی بخش پایا۔ بعض نکات پر چند ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے جونہی محکمانہ تحقیقات مکمل ہوں گی اس کے مطابق ذمہ دار افراد کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی وزیراعلیٰ کی معائنہ ٹیم کی رپورٹ کے اقتباسات اور اس پر کی گئی محکمانہ کارروائی کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

RELEVANT EXTRACTS OF ENQUIRY REPORT.

1. DELAY CAUSED IN THE COMPLETION OF THE PROJECT LEADING TO THE PAYMENT OF Rs. 77.50 LAC AS ESCALATED COST.

Please furnish the reasons for delay in the execution of this project and the circumstances which led to the payment of Rs. 77.50 lac as escalated cost.

ACTION TAKEN

(i) It hardly planned to execute the work when people from different walks of life demanded to re-design the project. In the meeting held under the chairmanship of Governor Punjab on 12.9.81 it was decided to re-design the project. Likewise, under the orders of the then President of Pakistan, the main entrances and minarets were also re-designed. For these reasons, Technical committee recommended additional fee of Rs. 2 lac which was approved by the Governor. For this purpose, not only the project remained suspended but change of design also put a significant financial impact on the estimated cost of the project. Interalia, additional items like stainless steel glazed screen, ceramic mosaic tiles, ornamental type of work in the basement and gold leafed cones, which were not covered in the original estimate become the reasons in increase of time span of the project. The position was also explained to the Governor/Chief Minister through Summaries from time to time.

(ii) The major cause of concern towards the timely completion of the project was its financial aspect. Auqaf Department could allocate Rs. 40 to Rs. 60 lac only from its budgetary allocation which

received in piece meal installment, whereas, the project demanded lump sum provision. As evident from the cost of the project that budgetory allocations made by Auqaf Department, were inadequate and in-sufficient to cater with the financial requirements of the project. Thus to meet the financial gap, provincial Government constituted a Fund Raising Committee headed by Finance Minister (now Prime Minister of Pakistan). Auqaf Department also made an appeal to the philanthropists and opened a donation Account, but these arrangements did not ease the financial position. This position is inconformity with the financial problem admitted by the President of Pakistan in a Directive that "So for the work has been progressing and the Mosque has reached a firmly advanced stage of completion. However, the project which is estimated to cost Rupees ten crore, has run short of funds". On President's directive and on our request ultimately Federal and Provincial Governments came to our rescue and provided financial assistance for Rs. 4.50 crore, major portion of which received in 1985 (mostly the funds were received after the proposed completion date of the Project).

(iii) The construction of main Prayer Chamber remain suspended for want of anchorage details of stainless steel glazed screen which were to be supplied by the principal suppliers from U.K. These details were received after 1984. In addition, visits of the Consultants and Project Director for giving approval of material to be used of stainless steel glazed screen from Government of Punjab, consumed a considerable time. Moreover, request of Auqaf Department in respect of grant of foreign exchange, Import Licence and exemption orders from Customs & other duties over the imported material from various Ministries of Federal Govt. were not

timely received. Such delays were beyond the limits of Auqaf Department. This position was explained to the Chief Minister in a Briefing Session dated 29. 03. 1988.

(iv) The entire area where construction work was to be commenced was not available at the time of start of the Project. The possession of the area was as under :-

Only 60 % 21. 03. 1982 to 14. 11. 1983 - 20 months

" 90 % 15.11.1983 to 01.09.1984 - 10 months

" 100 % after 02. 09. 1984

This too has been protested by the contractors M/s Conforce Limited. Interalia, the Contractor all the time has expressed its difficulties about the restricted working space, which was also realized by the Implementation Committee.

The above circumstances were beyond the limits of Auqaf Department and thus delay was invitable which was due to change in the design of the Project, increase in scope of work because of induction of new items like stainless steel glazed screen, ceramic mosaic tiles, gold leaf cones, restricted working space non-availability of the area to be undertaken for construction work and in-adeuqate funds were the main reasons of delay towards the timely completion. Under these circumstances, escalation as per terms of Agreement which comes to 7.5 % of the total cost of the Project was allowed. Despite the facts explained above, the progress of Project had been periodically monitored by a high powered committee constituted by the orders of the then President of Pakistan / Governor Punjab, who expressed all the time, his satisfaction about the progress and quality of work.

Local Audit Fund Department has conducted cent percent audit and found the accounts satisfactory / in order.

2. DELAY IN THE IMPORT OF STAINLESS STEEL GLAZED SCREEN.

The reason for delay in the importing of glazed screen may please be indicated. it may also be indicated as to whether tenders / quotations were not called for this additional work.

An Agreement for procurement of stainless Steel glazed screen was executed on 9.06.1984 but Letter of Credit could not be established by the end of 1984. Moreover, approval of visits of Consultants and Project Director to abroad for approval of specifications of the material to be used, were not approved by the Government in time. These delays were beyond the control of Auqaf Department. This position was explained to the authorities vide D. O letters.

As per terms of Agreement, more than 3 quotations were placed before the committee and the rates through negotiations were approved by the Implementation Committee comprising of 2 provincial Ministers i.e. Minister C & W ; Minister Auqaf; Secretary Finance; Secretary Auqaf and Secretary C & W.

3. USE OF DISMANTLED BRICKS FROM SHAHEED DATA MOSQUE STRUCTURES IN LATRINES.

It has been reported that dismantled bricks from the old Mosque structures, were used for construction of latrines but no deduction on this account was made by the Supervisory staff from the Contractors. Please indicate the reasons for this irregularities. Also take necessary steps for the reconstruction of these walls of latrines in which old bricks were used.

It is categorically stated that no brick from old Mosque has been used in the lavatory block. However, deduction of old bricks received from the dismantling of boundary was has been taken into account. As

regards dismantling rear wall of the lavatory block is concerned, it is submitted that lavatory block will be dismantled before the construction of 2nd phase projects is commenced, which is expected shortly and the issue will be fizzled out.

4. CONSTRUCTION OF 104 TEMPORARY SHOPS.

Defects were found in the construction of temporary shops. Sub-standard / fudge work amounting to Rs. 32,000 / - have been dissevered for which the concerned Engineering staff is responsible. All concerned to plase explain as to why disciplinary action should not be taken against them and the amount of loss may not be recovered from them.

Recovery has since been made and further action is in progress.

5. DEFECTIVE AIR CONDITIONING.

It has been reported that the Mechanical ventilation system for cooling the Prayer Hall have not control over humidity and also produces loud noise which affects public address system. This arrangement is stated to be in-efficient, absolets and gives no substantial relief to the devotees. Consultants are fully responsible for introducing such an absolete and defective system. These defects may be removed at the cost of the Consultants. The adverse impact of this cooling system upon the public address system may also be rectified.

Mechanical Ventialation System has since been replaced at war-footing and the Mosque is now air-conditioned.

6. DRAINAGE OF COURTYARD FLOORS.

The enquiry has revealed that only mild slope has been provided in the main courtyard which is inadequate for proper drainage, while in the basement, no slope at all has been provided. The drawings supplied

by the Consultants do not cater for such slopes and the Engineering staff also failed to detect this omission. The net result is that at present there is no remedy for over-coming this drainage problem. This has to be attended to and the recommendations of the Chief Minister's Inspection Team on the subject may be implemented.

Despite the Drawings prepared by the Consultants were silent about the slope even then efforts were made to provide slope. After Chief Minister's Inspection Team's previous visit, conditions were further improved by rubbing/grinding of marble slabs. However, the drain pipes are often choked with polythenes bags filled with rice and now the staff has been appointed for close maintenance and after that in the recent rains, difficulty of stagnate water has been removed.

7. DISPOSAL OF SEWER.

It has been suggested that the out-fall sewer of the Mosque may be connected with the main Sewer of WASA. Needful has been done.

8. EXTERNAL GATE OF MOSQUE.

It has been proposed that the originally proposed teak wood doors should be installed at the entrance of the Mosque on southern side as per original design, instead of the steel collapseable door.

The Contractor has been asked to fix the teak wood gates.

9. FIXING OF GOLD LEAF CONES.

In the original design, the Consultants did not specify final finishing for the upper portion of the Minarets. The project Director failed to notice it. This was a serious lapse and both the project Director and Consultants are responsible for it. After the decision for fization of gold leafed cones on the upper portion of the Minarets was taken on 2.2.1987, lot of time was wasted on opening of L/C and importing of

Gold Leaf Cones, which resulted in increase of cost by Rs. 21 lacs. This should be explained and also clarified why the tenders were not called for purchase of these gold leaf cones.

The design of the Minarets were originally conceived in Persian style which do not go along the architecture of the other structures. Under the orders of the President of Pakistan, design was reshaped in the present format. The Consultants, author of the project, did not specify any treatment which was confessed that it was a pioneering effort in the sub-continent's history of Architecture and for such finished and materials had to be carefully studied from all angles before their applications. As such, the aspect of suggesting any sort of treatment by project Director holding degree in Civil Technology, does not fall within the purview of its assignments. Moreover, gold leaf treatment was suggested by the then Governor/Chief Minister Punjab while visiting the project on 19.1.87 and in the briefing session dated 2.2.1987. The Governor Punjab was of the opinion that such gold leafing had carried out at the Minatets of Blue Mosque, Turkey and on some domes built in Middle East countries. As regards, time consumed to establish letter of credit, it is again pointed out that Federal Government was reluctant to issue import Licence, grant of foreign exchange, exemption of duties. As a last resort, the matter was brought to the notice of the Chief Minister in the Briefing Session dated 29.3.88. The Minister Auqaf explained that the new MOSQUE is almost complete except fization of imported Ceramic tiles at some portion and Gold Leaf Minarets Cene. Tiles have already reached Lahore Dry port and golden Cones have been prepared by the Manufacturers and are ready for inspection. Further progress has been halted because the Central Board of Revenue has so far refused to grant exemption of customs/sales and other duties contrary to the previously adopted practice regarding import of much items for Data Darbar New Mosque, shah Faisal Mosque, Islamabad.

Auqaf Department made all out efforts and even Minister Auqaf wrote D.O letters to Federal Minister of Finance Department requesting him for the early establishment of Letter of Credit and exemption of custom etc

duties. The financial implication of these two items, was of Rs. 40.00 lac. This issue was beyond the limits of Auqaf Department. However, increase has not been incurred due to any lape of Department.

Necessary quotations were obtained and Minister Auqaf on his tour to U.K approved the bid of M/s turath Limited through negotiations. The decision of the Minister was also confirmed by the Implementation Committee. This position was explained to the Chief Minister Punjab through a Summary.

10. LEAKAGE.

It has been complained on a number of occasions that the main Hall as well as the courtyard of the Mosque has leaked from various parts like expansion joints etc. The responsibility for this leakage may also be fixed upon the Contractors as well as the supervisory Engineering staff.

It is agreed that leakage appeared when water proofing treatment was not applied and the project was in progress. After applying the treatment, the leadkage/seepage was stopped and the Chief Minister's Inspection Team also visited the Project during the raining time and found that there was no ledge. During the execution of the project, responsibility cannot be fixed. As Chief Minister's Inspection Team again inspected the project on 21-03-1990 and found no leakage or seepage at any place of the project. Thereafter, matter ends.

☆ 278۔ میاں محمود احمد ۔۔ کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شاہدرہ میں سیلاب سے متاثر لوگوں کو تین ہزار روپے فی گھر دینے کیلئے لسٹیں تیار کیں اور کچھ آبادیوں میں رقوم تقسیم بھی کی جا چکی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جن آبادیوں میں نقد رقم نہیں دی گئی ان میں غریب لوگوں کو تین تین ہزار روپے کے چیک بھی تقسیم کئے تھے۔ اگر ایسا ہے تو امدادی رقوم حاصل کرنے والے متاثرین' چیک حاصل کرنے والے متاثرین کے نام اور پتے آبادی وار فراہم کئے جائیں۔ نیز کیا حکومت بقایا لوگوں کو رقم دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو وجہ بیان کریں؟

وزیر اوقاف (چودھری محمد اکرم)۔

(الف) جزوی طور پر درست ہے۔ 1988ء میں شاہدرہ کے سیلاب سے متاثرہ علاقہ کے مستحقین زکوٰۃ وعشر کمیٹیوں نے زکوٰۃ فنڈ سے مدد کیلئے فہرستیں تیار کیں اور مقامی زکوٰۃ فنڈ سے رقم تقسیم کی۔ جو کہ زیادہ سے زیادہ تین ہزار روپے فی سربراہ خاندان تھی۔

(ب) جزوی طور پر درست ہے۔ زکوٰۃ و عشر آرڈیننس مجریہ 1980ء اور اس کے تحت مرتب کردہ قواعد و ضوابط کے مطابق زکوٰۃ سے براہ راست مدد کیلئے مستحق افراد اور رقم کا تعین' وہ مقامی زکوٰۃ کمیٹی کرتی ہے' جس کے علاقہ میں متعلقہ افراد عموماً" رہائش پذیر ہوتے ہیں۔ شاہدرہ کے علاقہ کی مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں نے متاثرین سیلاب میں سے صرف مستحقین زکوٰۃ کو چیک کی صورت میں رقم تقسیم کی۔ تاہم متذکورہ فہرستوں کی صحت کے بارے میں شکایات موصول ہونے پر ان فہرستوں کی دوبارہ پڑتال کے بعد رقم تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ لیکن مرکزی حکومت کی ہدایت پر زکوٰۃ فنڈ سے رقم کی تقسیم کی پابندی کے پیش نظر یہ رقم تقسیم نہ ہو سکی۔

35 مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں نے جن افراد میں چیک تقسیم کئے' ان کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ جن کے پتے اور نام درج کرنا دشوار ہے۔ صوبائی زکوٰۃ کونسل نے ہنگامی حالات سے نمٹنے کیلئے 1988ء میں صوبائی زکوٰۃ فنڈ سے دیگر مقاصد کیلئے مختص شدہ رقم میں سے 2 کروڑ 70 لاکھ 39 ہزار مستحق متاثرین سیلاب کیلئے منتقل کی تھی۔ صوبائی زکوٰۃ کونسل نے اصولی طور پر' فہرستوں کی دوبارہ جانچ پڑتال کے بعد ضلع زکوٰۃ کمیٹی' لاہور کی تصدیق اور سفارش پر صرف مستحقین زکوٰۃ کی مدد کیلئے صوبائی زکوٰۃ فنڈ سے سابقہ منظور شدہ رقم جاری کرنے کی منظوری دے دی ہے۔ تاہم مرکزی حکومت کی طرف سے اس مقصد کیلئے رقم کی وصولی کا انتظار ہے اور رقم دستیاب ہونے پر فوری طور پر صوبائی زکوٰۃ کونسل کی منظوری سے رقم متعلقہ مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کو تقسیم کرنے کیلئے فراہم کر دی جائے گی۔

LIST OF FLOOD AFFECTED LOCAL ZAKATCOMMITTEES (SHAHDARA TOWN)

S.No.	Name of Local Zakat Committee	Code No.	No. of Mustahqeen	Amount Relased.
1.	Rasool Park shadara.	1011666	107	321,000/-
2.	Unit No.2 Halqa No.4 Shahdara.	1011603	139	390,000/-
3.	Islam Nagar Gulzar Colony. Ittfaq Colony Shadara.	1011288	174	523,000/-
4.	Kot Shahbuddin Sharqi .	1011639	147	449,200/-
5.	Nain Sukh.	1011358	249	590,500/-
6.	Committee No. 3 Beg-um kot Shahdara.	1011065	446	1323,500/-
7.	Barkat Twon Shahdara.	1011246	734	2076,700/-
8.	Begum Kot No. 1	1011064	192	576,000/-
9.	Unit No. 14,15, Shahdara.	1011070	73	216,000/-
10.	Muslim Colony Kot Majar. (Kot Mahebo Moslim Colony)	1011253	301	839,500/-
11.	Chah Rorianwala.	1011602	50	150,000/-
12.	Pari Muhallah Unit No.16	1011658	47	141,000/-
13.	Makhan Pura.	1011316	36	108,000/-
14.	Rustam Park.	1011604	178	471,000/-
15.	Maqbarah Mor.	1011317	387	1161,000/-
16.	Halqa Lajpat Nagar Shahdara.	1011645	374	1116,000/-
17.	Sardaran Street.	1011479	179	537,000/-
18.	Rasool Nagar Windiala Road.	1011668	337	1010,000/-
19.	Unit No.5 Jia Musa.	1011213	187	508,800/-
20.	Shams Abad Shahdara.	1011635	366	1671,000/-
21.	Kot Shahbuddin Gharbi.	1011254	15	45,000/-
22.	Taraghar Shams Abad.	1011541	65	195,000/-
23.	Qazi Park Shahdara.	1011646	64	192,000/-
24.	Rustam Sohrab Cycle Factory.	1011599	386	1095,700/-
25.	Kuchi Line Ilum Din. Colony.	1011219	517	1540,000/-
26.	Begum Kot Unit No.2	1011000	167	501,000/-

27. Mahallah Eidgah.	1011087	226	745,000/-
28. Eidgah No. 2	1011623	143	429,000/-
29. Saeed Park Shahdara.	1011670	147	426,000/-
30. Unit No. 14,15 Gali No. 17	1011137	73	216,000/-
31. Majeed Park Shahdara.	1011313	483	31,14,200/-
32. Mauza Dheer.	1011621	66	198,000/-
33. Ameen Park.	1011027	255	514,800/-
34. Begum Kot Nai Abadi Jia Musa.	1011651	371	1070,100/-
35. Islam Pura Matches Factory.	1011361	1475	2274,000/-
	Total	9836	2,70,39,400/-

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر۔..... اب تحاریک استحقاق کو take up کرتے ہیں۔ چودھری خالد جاوید ورک صاحب کی تحریک استحقاق باقی ہے۔ آج اس کو نمٹانا ہے۔ ورک صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ وہ اس میں زیادہ دلچسپی بھی نہیں لے رہے۔ ان کا Revenue Minister سے معاملہ طے ہو چکا ہے۔؟

وزیر مال۔جناب والا' پہلے بھی آپ سے گزارش کی تھی کہ یہ معاملہ مکمل ہو چکا ہے' طے ہو چکا ہے۔ جو بھی اس کا ہونا ہے وہ تو وزیراعلیٰ صاحب نے کرنا ہے۔

جناب سپیکر۔وہ تشریف نہیں رکھتے۔ یہ Laps کر جائے گی۔

سید طاہر احمد شاہ۔جناب سپیکر' میں قاعدہ 54 الف کے تحت آپ کی خصوصی اجازت سے ایک نہایت ہی اہم مسئلے پر نکتہ استحقاق اٹھانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔شاہ صاحب' آپ مجھے لکھ کر دیں جو نکتہ استحقاق آپ اٹھانا چاہتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔جناب والا' اگر آپ اجازت دیں تو اس مسئلے کی وضاحت کر دوں۔ آج ایک خبر چھپی ہے جو ایک رکن اسمبلی کے متعلق ہے۔ میں اس کی وضاحت چاہتا ہوں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو مہربانی فرما دیں۔

جناب سپیکر۔مناسب ہو گا کہ میں تحاریک استحقاق کو نمٹا لوں' اس کے بعد آپ پیش فرمائیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر۔ پیٹر گل صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ اور یہ مسلسل التوا میں جا رہی ہے۔ میں اس کو نمٹانا چاہتا ہوں اس لئے کہ آج آخری دن ہے اور یہ باقی نہیں رہنی چاہئے۔ پیٹر گل صاحب تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ یہ مسئلہ ان کا ویسے بھی گورنمنٹ سے چل رہا ہے اس لئے ان کی یہ تحریک استحقاق laps کر جائے گی۔ سردار ظہور احمد خان قیصرانی تشریف رکھتے ہیں۔ یہ بھی موخر ہے۔ سردار صاحب' آپ کی تحریک استحقاق آپ کے کہنے اور وزیر مال کے کہنے پر ملتوی ہو گئی تھی۔ وزیر مال کے کہنے کے مطابق اب آپ اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

سردار ظہور احمد خان قیصرانی۔ جناب والا' اس سلسلے میں بات ہو رہی ہے۔ اس کو موخر کر دیا جائے۔

جناب سپیکر۔ بات تو آپ کی باہر ہو گی۔ آج اس کو Dispose of کرنا ہے۔

وزیر قانون۔ جناب والا' اس سلسلے میں متعلقہ ایس پی صاحب کو بلایا ہوا ہے۔ سردار صاحب کی ایک میٹنگ ان کے ساتھ ہو گئی ہے۔ ہم ایک میٹنگ اور کریں گے۔ انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے اور یہ مسئلہ باہمی افہام و تفہیم سے حل ہو جائے گا۔ سردار صاحب سے میری بات ہو گئی ہے۔ وہ اس کو پریس نہیں کرتے۔ سردار صاحب اس کو واپس لیتے ہیں۔ میں سردار صاحب سے گزارش کروں گا کہ یہ مؤخر نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر۔ اسے موخر کریں تو کب تک کے لئے؟ آج تو یہ اجلاس ملتوی ہو جائے گا۔

سردار ظہور احمد خان قیصرانی۔ اگلے اجلاس تک۔

جناب سپیکر۔ لاء منسٹر صاحب نے آپ کو یقین دہانی کرا دی ہے کہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ تو آپ پریس نہیں کرتے؟

سردار ظہور احمد خان قیصرانی۔ ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر۔ سردار ظہور احمد خان قیصرانی صاحب پریس نہیں کرتے۔ ملک اقبال احمد خان لنگڑیال کی تحریک استحقاق ہے۔ ملک صاحب تشریف نہیں رکھتے؟

سید چراغ اکبر شاہ۔ وہ ابھی آ جائیں گے۔ ان کے آنے تک مؤخر کر دیں۔

جناب سپیکر۔ ہم تحریک استحقاق کے وقفے تک اس کر مؤخر کر لیتے ہیں۔ چودھری اصغر علی گجر صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اس کو تحریک استحقاق کے وقفے تک پینڈنگ

رکھتے ہیں۔ اس دوران نہ آئے تو lapse کر جائے گی۔ میاں محمود احمد صاحب کی تحریک استحقاق نمبر47 ہے۔

نشان زدہ سوال نمبر205 کے غلط جواب کی فراہمی

میاں محمود احمد -میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے کیلئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے سوال نمبر205 کے جواب میں وزیر موصوف نے محکمہ کے ایماء پر یہ جواب دیا کہ ابھی تک محکمہ اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ عارضی ملازمین کو مستقل کیا جائے۔

جناب والا افسر شاہی کی بے نیازی کا یہ عالم ہے کہ سوال کے جواب میں اپنے ہی محکمہ کے وزیر صاحب سے غلط جواب دلانے کے بعد ڈائریکٹر جنرل ایل ڈی اے نے ایک جلسہ میں 1400 عارضی ملازمین کو مستقل کر دیا۔ ملازمین کو کنفرم کرنے کی اس تقریب سے ایل ڈی اے ایمپلائز یونین کے عہدیداروں نے بھی خطاب کیا اور یہ خبر آج مورخہ 91-3-18 کو روزنامہ "جنگ" میں شائع کی ہے۔

جناب والا اسمبلی کو غلط جواب فراہم کرنے سے اور ڈی جی ایل ڈی اے کو اپنی ذاتی حیثیت میں عارضی ملازمین کو کنفرم کرنے سے جبکہ ابھی اسمبلی کا اجلاس بھی ختم نہیں ہوا۔ میرا اور تمام ارکان اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسے منظور کر کے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب والا۔ اس سلسلے میں میرا بڑا مختصر سا بیان ہے کہ جناب وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ نے مورخہ 91-3-4 کو اپنا بیان اسمبلی کے اندر دیا اور اسمبلی کی کارروائی کی کاپی میرے پاس ہے۔ اس میں وزیر موصوف نے صفحہ نمبر4 پر یہ فرمایا ہے کہ جناب والا۔ فاضل ممبر فرما رہے ہیں کہ تقریباً" چار ہزار ملازمین عارضی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ہونگے لیکن صحیح اعداد و شمار نہیں بتا سکتے۔ نہ میں بتا سکتا ہوں اور نہ ہی سوال میں یہ بات پوچھی گئی ہے جہاں تک عارضی ملازمین کو مستقل کرنے کا تعلق ہے اب تک میں نے کسی ایک آدمی کو بھی مستقل نہیں کیا۔ اور نہ ہی میری وزارت کے دوران ہمارے محکمے کے کسی افسر نے کسی ملازم کو مستقل کیا ہے۔ کیونکہ ابھی پابندی ہے۔ کسی ملازم کو مستقل نہیں کیا جا سکتا ہے۔ نہ تعیناتی ہو سکتی ہے اور نہ ہی کسی ملازم کو مستقل کیا جا سکتا۔ جناب والا۔ یہ یہاں بیان وزیر ہاؤسنگ کا ہے جو انہوں نے اسمبلی کے اندر دیا ہے۔ اسمبلی کے اندر یہ بیان دینے کے بعد' میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی ملازم کو اگر مستقل کرنا مقصود تھا تو جب انہوں نے اسمبلی کے اندر سوال کا جواب دیا تو اس میں یہ بتاتے کہ ہم ان کو چند دنوں تک مستقل کر رہے ہیں یا ہمارا ارادہ ہے۔ یہاں

پر تو مکمل انکار کیا گیا اور ابھی اسمبلی کا اجلاس ختم بھی نہیں ہوا کہ چودہ سو ملازمین کو مستقبل کے احکامات صادر کر دیئے گئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرا اور پوری اسمبلی کا اس سے استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب! یہ آپ کا کون سا سوال تھا؟

میاں محمود احمد۔ جناب والا' سوال نمبر 205 تھا۔

جناب سپیکر۔ سوال نمبر 205؟

میاں محمود احمد۔ ہاں جی۔

جناب سپیکر۔ اس کا جواب کدھر ہے؟

میاں محمود احمد۔ جناب والا' میرے پاس اس کی کاپی ہے جو میں آپ کو بھجوا رہا ہوں۔

جناب سپیکر۔ میرے پاس کاپی ہے۔

میاں محمود احمد۔ جناب والا' میں وزیر صاحب کا جو بیان ہے اس کا ذکر کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر۔ جی منسٹر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد)۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر۔ میرے فاضل دوست نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے اس سلسلے میں پہلے بھی کافی بحث و تمحیص ہو چکی ہے۔ تو میں اجازت چاہوں گا کہ میرے پاس جو اس سلسلے میں کوائف ہیں وہ میں پڑھ سکوں اور اس کا باقاعدہ جواب دے سکوں۔ جناب والا' جس خبر کو بنیاد بنا کر یہ تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے وہ 18 مارچ کو "پاکستان" اور "نوائے وقت" دونوں اخباروں میں چھپی ہے۔ جس کے مطابق یہ تھا کہ ڈی جی ایل ڈی اے نے مزدوروں کے ایک کنونشن میں اعلان کیا ہے کہ ایل ڈی اے میں 14 سو ورک چارج ملازمین کو مستقل کیا جاتا ہے۔ جناب والا' یہ بہتر ہو گا کہ میں وہ جواب جو ایوان میں پیش کیا گیا تھا اور وہ خبر جو چھپی ہے دوبارہ ایوان کے سامنے پڑھ دوں۔ تاکہ میرے معزز دوست اس غلط فہمی کو دور کر لیں جس کی وجہ سے یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔ جناب سپیکر' آپ کو یاد ہو گا کہ سوال نمبر 205 میں پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے کے شعبہ Harticulture میں بے شمار مالی رکھے گئے ہیں۔ اس پر میں نے جواب دیا تھا کہ یہ درست نہیں ہے کہ بے شمار مالی رکھے گئے ہیں بلکہ وہ شمار کئے جا سکتے ہیں۔ بعد ازاں جناب سپیکر آپ کی ہدایت کے مطابق محکمہ نے 10 مارچ کو دوبارہ

سوال مع تفصیل کے اس معزز ایوان کی میز پر رکھ دیا تھا۔ اس کا متعلقہ پیراگراف میں پڑھ دیتا ہوں۔ اتنے مالیوں کے لئے ایل ڈی اے کے بجٹ میں مستقل آسامیاں موجود نہیں ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ حتمی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تمام پارک وغیرہ مستقلاً" ایل ڈی اے کو دے دیئے جائیں گے جونہی کوئی گنجائش نکلتی ہے اور بجٹ میں مستقل آسامیاں نکلتی ہیں تو استحقاق کے مطابق مناسب کارروائی کی جاتی ہے۔

اس کے بعد ضمنی سوالات میں بھی میں نے یہ بات دھرائی تھی کہ ایل ڈی اے کے لئے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ اس تمام عارضی مالیوں کو جن کی تعداد 2567 ہے' مستقل کر سکیں۔ تاہم جب بھی ہمیں فنڈز مہیا کئے گئے تو مناسب کارروائی کی جائے گی۔

اب جناب والا میں وہ خبر پڑھتا ہوں جو اخبار میں آئی ہے۔ "ایل ڈی اے نے 1400 ورک چارج ملازمین کو مستقل کر دیا۔ ورک چارج ملازمین کی مستقلی سے محکمہ کی کارکردگی بہتر ہو گی۔ ڈائریکٹر جنرل ایل ڈی اے نے گزشتہ پندرہ برسوں میں ایک ہزار چار سو ورک چارج ملازمین کو مستقل کر دیا ہے۔ گزشتہ روز ملازمین کو مراسلہ ہائے مستقلی کی تقسیم کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ڈائریکٹر جنرل ایل ڈی اے شیخ عبدالرشید نے کہا کہ ورک چارج ملازمین کو مستقل کرنے سے محکمہ کی کارکردگی بہتر ہو گی۔ تقریب سے ایل ڈی اے کے ایمپلائز یونین کے صدر طارق ملک اور سیکرٹری راشد بیگ نے بھی خطاب کرتے ہوئے یونین کے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔" جناب والا آپ نے ملاحظہ کیا ہو گا کہ اس ساری خبر میں کہیں بھی یہ ذکر نہیں ہے کہ 1400 ملازمین جو کہ ورک چارج بنیادوں پر کام کر رہے تھے اور جن کو مستقل کرنے کے فیصلہ کا ذکر کیا گیا ہے وہ مالی تھے۔ ہاں اگر یہ خبر ہوتی کہ ڈائریکٹر جنرل ایل ڈی اے نے 2567 عارضی مالیوں کو مستقل کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور وہ خبر بعد میں صحیح نکلتی تو یقیناً" تحریک استحقاق کے لئے بہترین جواز مہیا کرتی۔ اب صحیح صورتحال یہ ہے LDA نے تقریباً" 102 ملازمین کو' جناب والا' یہ چودہ سو ملازمین نہیں صرف 102 ملازمین کو جو کہ اس کے مختلف شعبہ جات سے تعلق رکھتے تھے اور ورک چارج بنیادوں پر کام کر رہے تھے۔ ان کی ملازمت کو عارضی آسامیوں کے against ریگولر کیا ہے۔ واضح رہے کہ یہ مستقل نہ کئے گئے ہیں بلکہ عارضی آسامیوں کے against انہیں adjust کیا گ ۔ ان کی ملازمت کو مستقل بنیادوں پر نہیں رکھا گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگلے بجٹ میں ا ں اسامیوں کی منظوری ہو گئی تو یہ لوگ مستقل بنیادوں پر کام کریں گے۔ اور اگر اگلے بجٹ میں ان کی منظوری نہ ہوئی تو پھر یہ لوگ ورک چارج بنیادوں پر ہی کام کریں گے۔ تو جناب والا' انہیں مستقل نہیں کیا گیا بلکہ مستقل کرنے کی طرف ایک قدم ہے۔ کہ کس

طرح انہیں آہستہ آہستہ مستقل کر سکتے ہیں اور یہ بھی ہے کہ اس سلسلے میں جناب وزیراعلیٰ کے پاس بہت پرانی ایک سمری چلی آرہی تھی جس میں انہوں نے یہ احکامات جاری کئے تھے کہ فلاں فلاں ملازمین کو مستقل کر دیا جائے میرے معزز دوست نے ابھی تحریک استحقاق میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ڈائریکٹر جنرل ایل ڈی اے نے یہ فیصلہ اپنی مرضی سے کیا ہے۔ تو جناب والا' میں اس ضمن میں عرض کرونگا کہ ڈائریکٹر جنرل ایل ڈی اے اپنی مرضی سے فیصلہ کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔ بلکہ نہ تو سیکرٹری ہاؤسنگ فیصلہ کر سکتے ہیں نہ میں کر سکتا ہوں۔ نہ وزیراعلیٰ کر سکتے ہیں۔ یہ قواعد و ضوابط ہیں جن کے تحت ملازمین کو مستقل کیا جاتا ہے۔ تو یہ بھی فاضل ممبر کی بات درست نہیں ہے۔ تو جناب والا' میں اس سلسلے میں عرض کرونگا کہ اخبارات کی چھوٹی چھوٹی خبروں کو بنیاد بنا کر تحریک استحقاق پیش کر دینا یا تحریک التوا پیش کر دینا یہ ایک Routine بن گئی ہے۔ اس سلسلے میں بھی فاضل ممبران سے گزارش کروں گا کہ اچھے طریقے سے سوچ سمجھ کر دیکھ کر کہ اس خبر کی کوئی validity بنتی ہے تو اس کے مطابق کوئی تحریک استحقاق یا تحریک التوا دینی چاہئے۔ تو میرا خیال ہے اس اجلاس میں میرے ہی محکمے کے خلاف جتنی تحاریک التوا یا تحاریک استحقاق آئی ہیں ان میں کسی ایک نے بھی carry نہیں کیا۔ کوئی بھی تحریک استحقاق کسی کمیٹی کے سپرد نہیں ہوئی۔ جہاں تک اس تحریک کا تعلق ہے فاضل ممبر نے چودہ سو کی اخباری خبر کو دیکھ کر تحریک استحقاق پیش کر دی ہے۔ تو یہاں صرف 102 ملازمین کو عارضی آسامیوں کے against ریگولر کیا گیا ہے۔ اور یہ میں پھر وضاحت کردوں کہ صرف اور صرف اس مالی سال کے لئے ہیں۔ انہیں مستقل نہیں کیا گیا صرف عارضی آسامیوں کے against ریگولر کیا گیا ہے۔ اگر اگلے بجٹ میں یہ آسامیاں نہیں آئیں گی تو یہ یقیناً" پھر ورک چارج بنیادوں پر ہی کام کریں گے۔ لیکن یہ میں وضاحت کر دوں کہ یہ وہ ملازمین تھے جن کی Services essential تھیں۔ اور اس سلسلے میں جناب والا' میں بتاؤں گا کہ جناب میاں صاحب کے سوال میں صرف مالیوں کا ذکر تھا۔ ان مستقبل ہونے والے لوگوں میں کلینر ہیں۔ ڈرائیور ہیں۔ سپروائزر ہیں۔ جونیئر کلرک ہیں۔ دس مالی بھی ہیں اور اسسٹنٹ وغیرہ وغیرہ۔ مراسلہ مستقلی کی نقل بھی میرے پاس ہے۔ اس میں بھی یہی کہا گیا ہے کہ عارضی آسامیوں کے against انہیں رکھا گیا ہے نہ کہ مستقل بنیادوں پر رکھا گیا ہے۔ تو جناب والا میں ان حالات اور اپنی اس وضاحت کی روشنی میں آپ کی وساطت سے فاضل ممبر سے یہ گزارش کرونگا کہ یہ اپنی اس تحریک پر زور نہ دیں اور اس محکمے کے کام کو چلنے دیں۔ مہربانی۔

یوسف الرشید۔ جناب والا' وزیر موصوف نے کہا ہے کہ انہیں ریگولر کیا گیا ہے مستقل نہیں کیا گیا۔ تو کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ مستقل اور ریگولر میں کیا فرق ہے؟

جناب سپیکر-یہ وقفہ سوالات نہیں ہے۔ تو اب وزیر ہاؤسنگ کے بیان کے بعد میاں محمود احمد آپ کو اطمینان ہو گیا ہے؟

میاں محمود احمد-جناب والا' ریگولر اور مستقل میں تو فرق بڑا واضح ہونا چاہئے اور یہ فرق اگر اسمبلی کے پلیٹ فارم پر بتا سکیں تو زیادہ بہتر ہو گا ویسے جناب والا اگر آپ کا حکم ہے تو میں اسے پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر-ویسے اس تحریک استحقاق کی پوزیشن کافی سنجیدہ ہے اور وزیر ہاؤسنگ کا بیان کافی واضح ہے اور اس کے بعد ایل ڈی اے کے ملازمین کو جو مستقل کرنا ہے یہ آپ کے اس ایوان میں بیان کی خلاف ہے اس بارے میں متعلقہ محکمہ جات کو بہت احتیاط سے کام لینا چاہئے کہ وزیر متعلقہ ایوان میں بیان دیتے ہیں اور اسی محکمہ کے ذمہ دار افسران عملی طور پر اس بیان کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو یہ کچھ مناسب نہیں ہے لیکن چونکہ میاں صاحب اسے پریس نہیں کرتے ہیں اسلئے یہ withdrawn تصور ہو گی۔

سید طاہر احمد شاہ-پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا یہ تحریک استحقاق تو نمٹ گئی ہے لیکن جناب والا' میرا اعتراض یہ ہے گو کہ ہم اس بات کے حق میں ہیں کہ چھوٹے ملازمین کو مستقل کر دیا جائے مگر سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ورک چارج ملازمین کو مستقل کرنے سے حکومت وقت کی پالیسی کی نفی نہیں کی گئی ہے کیونکہ حکومت پنجاب نے نئی بھرتی پر پابندی عائد کر رکھی ہے۔

جناب سپیکر-شاہ صاحب مجھے آپ کے اس پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی observation نہیں دینا ہے۔ اس لئے کہ یہ گورنمنٹ کی پالیسی کے بارے میں ہے اور اسے آپ دوسرے انداز میں agitate کر سکتے ہیں۔ مجھے اس پر کوئی observation نہیں دینا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ-جناب سپیکر! یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے وزیر موصوف تو اس کی وضاحت فرما سکتے ہیں جب وزیر صاحب بھی ملازمین کو مستقل نہیں کر سکتے اور وزیراعلیٰ بھی نہیں کر سکتے تو سرکاری افسران جب چاہیں حکومت وقت کی پالیسی کی خلاف ورزی کر کے ملازمین کو مستقل کر دیں اور وہ جو چاہیں کر دیں۔

جناب سپیکر-میرے خیال میں یہ وقفہ سوالات نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ-تو کیا وزیر موصوف اس کی وضاحت فرمائیں گے۔؟

جناب سپیکر۔نہیں، شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر وزیر موصوف .....

سید طاہر احمد شاہ۔جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ یہ حکومت کی یا کابینہ کی یا کسی بھی رکن کی غیر ذمہ داری ہوتی ہے۔

میاں منظور احمد موہل۔جناب سپیکر، میں آپ کی وساطت سے فاضل ممبر کی توجہ اس طرف دلاؤنگا کہ جو پوائنٹ آف آرڈر ہوتا ہے اس بارے میں رول 184(اے) ہے اور یہ ہے کہ

184(8)(A) The member shall not raise the point of order to ask information.

تو جناب انفارمیشن لینے کیلئے کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھایا جا سکتا۔

جناب سپیکر۔جی۔ نہیں اٹھایا جا سکتا ہے۔

اگلی تحریک استحقاق ملک احمد علی اولکھ صاحب کی ہے لیکن یہ اتنی لمبی تحریک استحقاق ہے کہ جس کی کوئی نظیر ہی نہیں ہے کہ اتنی لمبی تحریک استحقاق پیش کی گئی ہو۔

ملک احمد علی اولکھ۔جناب والا، میں اسے اختصار کے ساتھ پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر۔آپ اسے پڑھنے کیلئے کم از کم پندرہ منٹ لے لیں گے۔

ملک احمد علی اولکھ۔نہیں جناب والا، میں جلدی پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر۔اچھا جی پڑھیئے۔

روزنامہ جنگ اور نوائے وقت کے ادارتی Notes میں جاگیردار ارکان اسمبلی کی بدنامی

ملک احمد علی اولکھ۔بسم اللہ الرحمان الرحیم۔میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کی لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 15 مارچ 1991 کے روزنامہ "جنگ" اور روزنامہ "نوائے وقت" نے اپنے ادارتی نوٹ میں یہ تحریر کیا ہے کہ سیاست پر جاگیردار کا تسلط ہے اور وہ زرعی ٹیکس کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ روزنامہ "جنگ" کے ادارتی نوٹ کے الفاظ ہیں "اس قرارداد سے یہ تاثر تقویت پکڑتا ہے کہ جاگیردار کوئی زرعی ٹیکس عائد کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ حالانکہ متعدد ماہرین

اقتصادیات اس کے حق میں ہیں۔ کہ بڑے بڑے جاگیرداروں پر زرعی ٹیکس عائد کر کے سرکاری آمدنی میں اضافہ کیا جائے۔ لیکن سیاست پر جاگیردارانہ گرفت اس راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے" روزنامہ "نوائے وقت" اپنی دوسری اداریتی اشاعت مورخہ 18 مارچ میں لکھتا ہے۔ "اور حد تو یہ ہے کہ جو لوگ صنعتی شعبہ سے وابستہ ہونے کی وجہ سے زرعی ٹیکس کی تجویز کے محرک تھے اب اسمبلیوں پر چھائے ہوئے جاگیرداروں اور زمینداروں کی حمایت تائید اور خوشنودی کی خاطر ٹال مٹول سے کام لے رہے ہیں۔ آگے چل کر اس کالم میں اخبار لکھتا ہے کہ "سیاست میں بدعنوانی اور رشوت کے جو جراثیم سرائیت کر چکے ہیں اس کی ذمہ داری بھی بیشتر صورتوں میں اسی طبقے پر عائد ہوتی ہے لاکھوں اور کروڑوں روپے انتخابات پر خرچ کرنے والے یہ خاندان قومی خزانے میں چند ہزار روپے سالانہ دینے پر آمادہ نہیں اور تعلیم اور صحت کے شعبوں میں رضاکارانہ طور پر کچھ خرچ کرنے کو بھی یہ غیر ضروری خیال کرتے ہیں۔ چونکہ سیاست اور حکومت کے ایوانوں پر بھی اسی طبقے کا قبضہ و اجارہ داری ہے اس لئے یہ حکومت اور قومی خزانے سے اپنا حصہ رسدی وصول کرنے کے باوجود ٹیکس دینے سے انکاری ہے۔"

جناب سپیکر! اس کالم میں زرعی ٹیکس۔ وائیں صاحب کی پسپائی کے عنوان سے کافی کچھ تحریر کیا گیا ہے۔ طوالت کے اندیشہ سے تمام کالم بیان نہیں کیا۔ ہمیں جناب وزیراعلیٰ صاحب پر اعتماد ہے اور انہیں ہم پر۔

جناب سپیکر! ملک میں صحافت مکمل آزاد ہے اور یہ اللہ کا لاکھ شکر ہے کہ اخبارات کو مکمل آزادی ہے اور اس کا معاشرے کے بناؤ اور بگاڑ میں خاصا عمل دخل ہوتا ہے خصوصی طور پر مذکورہ ہر دو اخبارات "جنگ" اور "نوائے وقت" کا ملکی تاریخ میں اہم مقام اور ملک کی تعمیر میں مثبت کردار رہا ہے۔ ہم سب انہیں نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

لیکن جناب سپیکر! ان متذکرہ اداریتی اشاعتوں سے یہ تاثر ملتا ہے کہ یہ معزز ایوان جاگیرداروں کا ادارہ ہے اور ارکان اسمبلی جاگیردار ہیں اور خود کو زرعی ٹیکس سے بچانا چاہتے ہیں اور سیاست پر اجارہ داری کی وجہ سے حکومت کی سہولتوں سے استفادہ تو کرتے ہیں اور قومی خزانے میں کوئی حصہ شامل نہیں کرنا چاہتے اور ٹیکس دینے سے انکاری طبقہ کی نمائندگی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! متذکرہ اخباری اشاعتوں میں بہت ساری باتیں حقائق کے برعکس ہیں اور غلط فہمیوں پر مبنی ہیں چونکہ سابقہ پنجاب اسمبلی زرعی انکم ٹیکس کے نفاذ کے خلاف کثرت رائے سے قرار داد منظور

کر کے اسے مسترد کر چکی ہے اس وقت کی اسمبلی میں بھی میں رکن اسمبلی کی حیثیت سے شامل تھا۔ اب دوبارہ فصلات پر سیس ٹیکس کے نفاذ کی تجویز پر ارکان اسمبلی کے نے ردعمل ظاہر کیا ہے جن میں میں بھی شامل تھا۔

جناب سپیکر! آپ کی توسط سے میں فلور آف دی ہاؤس پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ نہ تو میں جاگیردار ہوں نہ ہی جاگیرداروں کا آلہ کار اور نہ ہی لاکھوں کروڑوں کے خرچ سے رکن منتخب ہوا ہوں۔ نہ ہی کسی قسم کی حکومتی سہولت سے آج تک کوئی ذاتی فائدہ حاصل کیا ہے۔ بلکہ بطور کاشتکار نہ صرف حکومت کو زراعت پر متعدد لاگو ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ بلکہ فلاحی کاموں کے لئے اپنا پیٹ کاٹ کر لوگوں کی خدمت کی ہے۔ اور یہ کسی پر احسان نہیں۔

جناب سپیکر! اب بھی عام کاشتکار فصلات پر ٹیکس نہیں چاہتے اور ان کے ووٹوں سے منتخب کردہ ارکان کی بھی یہی رائے ہے۔ کیونکہ اس ایوان کی اکثریت کاشتکار دیہی آبادی سے تعلق رکھتی ہے اور اس نے ان کے مسائل حل کرنے کی سعی کرنی ہوتی ہے اور ان کے جذبات کی عکاسی کرتی ہے' میری پھر گزارش ہے کہ ہم کسی جاگیردار کے نہ آلہ کار ہیں اور نہ ہی ایوان کی اکثریت جاگیرداروں پر مشتمل ہے۔

جناب سپیکر ان ادارتی اشاعتوں سے میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ جناب سپیکر! پاکستان کے زراعت پیشہ طبقہ کی ملک کے لئے بیش بہا اور نا قابل فراموش خدمات ہیں۔ زراعت پاکستان کی معاشیات میں سب سے بڑا commodity producing سیکٹر رہا ہے۔ حکومتوں کی بے توجہی کے نتیجے میں زراعت پیشہ لوگوں کی خستہ حالی اور زراعت کی ناگفتہ بہ حالت کی وجہ سے مجموعی قومی آمدنی میں زراعت کا حصہ جی ڈی پی گر کر اب 24 فیصد رہ گیا ہے۔ لیکن اب بھی یہ بہت بڑا contribution ہے۔ جبکہ 1977ء میں یہ 32 فیصد 60-1959ء میں 78.53 فیصد اور 49-1948 میں جی ڈی پی 64 فیصد تھا۔ اسی طرح زراعت میں افرادی قوت کی کھپت 50.52 فیصد ہے۔

زراعت صرف فصلوں کی کاشت کا نام نہیں۔ زراعت کار طبقہ قوم کو خوراک و ملک کے لئے کارخانوں کو خام مال فراہم کرنے کے علاوہ ملکی ضروریات کے لئے لائیو سٹاک' فشریز اور فاریسٹری بھی فراہم کرتا ہے۔ جس سے گوشت' دودھ' شہد' سوختنی' لکڑی اور عمارتی لکڑی فراہم ہوتی ہے جن میں وقت کے ساتھ ساتھ قلت کی طرف رجحان ہے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ اعداد و شمار سے ظاہر ہے کہ بڑے زمینداروں کا تناسب کیا ہے:۔

ایک ایکڑ سے کم فارمرز کا تناسب	%1	ہے
ایک ایکڑ سے 2.5 ایکڑ تک کا تناسب	%8	ہے
2.5 ایکڑ سے 5 ایکڑ تک کا تناسب	%17	ہے
5 ایکڑ سے 12.5 ایکڑ تک کا تناسب	%51	ہے
12.5 ایکڑ سے 25 ایکڑ تک فارمرز کی تعداد	%17	ہے
25 ایکڑ سے 50 ایکڑ تک	%5	ہے
50 ایکڑ سے 150 ایکڑ فارمرز کی تعداد	%2	ہے

150 ایکڑ سے اوپر مالکان اراضی تقریباً 2300 کے قریب ہونگے۔ قانون وراثت کے تحت ملکیتی اراضی کی تقسیم در تقسیم کے بعد یہ Holdings (ملکیتیں) مزید تیزی سے کم ہو رہی ہیں۔ اور ان سے کنبوں کی کفالت مشکل سے مشکل تر ہوتی جا رہی ہے۔ کیونکہ Inputs کی مہنگائی اور اجناس کے مناسب نرخوں کی عدم فراہمی کی وجہ سے زراعت غیر نفع بخش کاروبار بن کر رہ گیا ہے اور فی ایکڑ پیداوار کاشتکاری Investment نہ کر سکنے کی وجہ سے دیگر بیشتر ممالک سے نہایت کم ہے۔ اور کاشتکار پسماندگی کے معاشیات کی زبان میں "منحوس چکر" کا شکار ہے۔ پھر جناب سپیکر! تمام Holdings ایک جیسی زرخیزی اور پیداواری صلاحیت کی مالک نہیں ہیں۔ تحصیل تونسہ کے پانچ سو ایکڑ تک کے مالکان اراضی مزدوری کرتے پھر رہے ہیں۔ اس طرح بارانی تھل کے کاشتکار کی فصل بارشوں کی کمی سے یا تو کاشت نہیں ہو سکتیں اور کاشت ہو جائیں تو بروقت بارشیں نہ ہونے اور بیماریوں کے خدشات کا شکار رہنے کی وجہ سے بعض اوقات کاشت پر اٹھنے والے تمام اخراجات ضائع چلے جاتے ہیں۔ میرے ذاتی مشاہدے کی بات ہے کہ کاشتکاری کے گھاٹے کا کاروبار رہ جانے کی وجہ سے پچاس پچاس ایکڑ اراضی کے مالکان کے بچے ہمارے پاس درجہ چہارم کی ملازمت تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ اوسط فی ایکڑ پیداوار ملاحظہ فرمائیں۔

	1986 - 87ء	1989 - 90ء
گندم	17.90 من	20.12 من

چنا	= 5.43	= 5.27
چاول	=14.16	=12.54
گنا	=411.36	=407.83
کپاس	= 19.15	= 20.25

یہ اوسط پیداوار دیگر زرعی ممالک جیسے مصر وغیرہ کے مقابلہ میں نہایت مایوس کن ہے اور ایک پاکستان جیسے زرعی ملک کے لئے شرمساری کی بات ہے۔

ہم نے باہر سے گزشتہ سال 176 روپے فی من گندم درآمد کی ہے جبکہ پاکستانی کاشتکار کو 95 روپے فی من دینے کو تیار نہیں تھے۔

یہ فی ایکڑ اوسط پیداوار کا گوشوارہ پاکستان کے کاشتکاروں کی زبوں حالی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ہم گندم درآمد کرنے پر اربوں روپے زرمبادلہ خرچ کرنے کی بجائے کیوں نہ اپنے کاشتکاروں کی امداد کریں تاکہ زرعی انقلاب برپا ہو جبکہ امریکہ جیسا ملک بھی زراعت پر تکلیف دہ پیشہ ہونے کی وجہ سے کاشتکاروں کو رعائتیں دیتا ہے۔

جناب سپیکر! ان ادارتی اشاعتوں میں دوسرا تاثر یہ دیا گیا ہے کہ کاشتکار جن میں ارکان اسمبلی بھی شامل ہیں جو کاشتکاروں کی نمائندگی کرتے ہیں جیسے کوئی ٹیکس ادا نہیں کرتے ان کی زرعی آمدنیاں کسی قسم کے ٹیکس سے مبرا ہیں۔ اس ایوان کے کاشتکار ارکان پر یہ الزام عائد کیا گیا ہے۔ کہ گویا زراعت پر ارکان کسی قسم کا ٹیکس عائد نہیں ہونے دیتے اور کاشتکار قومی آمدنی میں کوئی حصہ شامل نہیں کر رہے۔ اس اشاعت سے ملک کی غیر کاشتکار آبادی میں ارکان اسمبلی کے بارے میں شکوک شبہات پیدا ہو رہے ہیں۔ حالانکہ حقیقت حال یہ ہے کہ 332 روپے فی ایکڑ کے حساب سے کاشتکار ادا کر رہا ہے جسے سرکاری گوشوارہ میں تسلیم کیا گیا ہے۔ کاشتکار متعدد بلکہ لاتعداد ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ کاشتکار مالیہ' آبیانہ جس میں مسلسل' 500 فیصد سے زیادہ اضافہ کیا گیا۔ عشر جو ٹیکس نہیں۔ بہرحال فصل پر ادا کیا جاتا ہے۔ چولہا ٹیکس' لوکل ریٹ' عملہ مال کا فصلانہ' اراضی کی منتقلی اور حصول نقول ریکارڈ ریونیو پر ٹیکس' تمام فصلات پر اربن لوکل کونسلز کے محصول چونگی' مارکیٹ کمیٹیوں کی زرعی اجناس' سبزیوں اور پھلوں پر فیسیں' منڈی مویشیاں کی لوکل کونسلز کے ٹیکس' ضلع کونسلوں کے زرعی اجناس پر ایکسپورٹ ٹیکس' شوگر سیس ٹیکس' تمام زرعی صنعتوں جن میں شوگر ملز' کاٹن ملز' فرٹیلائزر تیار کرنے والے

کارخانوں کی ایکسائز ڈیوٹی' زرعی اجناس اور اس کی مصنوعات ایکسپورٹ ہونے پر بالواسطہ جملہ ٹیکسیز کاشتکار نہیں تو اور کون ادا کرتا ہے۔ زرعی اجناس کی خرید و فروخت پر ٹمل مین اور بیوپاریوں کے علاوہ سرکاری ادارے پاسکو' محکمہ خوراک کے خریداری مراکز پر لوٹ کھسوٹ' سیڈ کارپوریشن کی طرف سے بیج دوگنی قیمت کی وجہ سے بھاری منافع' کاٹن ایکسپورٹ کارپوریشن' رائس ایکسپورٹ کارپوریشن کی اور ٹمل مین کی لوٹ کھسوٹ کو کس نے روکا۔ کارپوریشنوں نے اربوں روپے کمایا اور کاشتکار کو کیا ملا کسی سے مخفی نہیں۔ 90-1989ء میں کل پانچ ارب چودہ کروڑ اڑتیس لاکھ پچاس ہزار روپے مالیت کا چاول برآمد کیا گیا اور نو ارب چون کروڑ ننانوے لاکھ اٹھتر ہزار روپے کی کاٹن ایکسپورٹ ہوئی۔ جو زرمبادلہ کمایا گیا۔ یہ کاشتکار کا مرہون منت ہے۔ لیکن کاشتکار کو ان فصلات پر جو قیمت ادا کی گئی' ایکسپورٹ کی جانے والی قیمت اس سے چار گنا زیادہ ہے۔ کارپوریشنوں کے کروڑوں کے بھاری منافع میں سے کاشتکار کو محنت کا جائز حصہ کیوں نہیں دلوایا جاتا۔ اس طرح پٹواری سے ڈپٹی کمشنر اور سپاہی سے ایس پی تک سب ملازمین اور سرکاری محکمہ جات کاشتکار کی مرہون منت ہیں۔ صنعتی قرضوں پر تین فیصد اور زرعی بنکوں کے قرضوں پر 13 فیصد سود اور Interest کی زد میں بیشتر اوقات زمینداروں کو گرفتار ہونا پڑا۔ اور یہ زمینداروں کی خوشحالی کی نشاندہی نہیں کرتا۔ زیر بار زمیندار طبقہ تباہ ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر! ان حقائق کی روشنی میں کاشتکار ارکان اسمبلی کا موقف جاگیردار طبقہ کو تحفظ دینا مقصود نہیں بلکہ ملکی زرعی معیشت کو سنبھالا دینے کے لئے تحفظات فراہم کئے جانے کے لئے کوشاں ہونا ہے۔ نظام آبپاشی کو ترقی دینے کے لئے انقلابی تبدیلیاں لانے کی ضرورت تھی۔

فصلات کی آسمانی آفات اور بیماریوں کی صورت میں تباہی پر انشورنس سکیم کا نفاذ درکار تھا۔ کھاد اور کرم کش ادویات میں ملاوٹ کو روکنے اور قیمتوں کو اعتدال پر رکھنے کے لئے سنگین سزائیں مقرر کی جانی چاہیں تھیں۔ وسیع تر ملکی مفاد میں زرعی مسائل کو حل کرانے کے لئے اخبارات کو موثر انداز میں ناخواندہ بدقسمت غربت کے شکار دیہی کاشتکار کو ملک و قوم کی سب سے زیادہ خدمت کرنے پر خراج تحسین پیش کرنا چاہئے۔ کاشتکار کی حالت زار کا قریب سے عملی مشاہدہ کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میری گزارشات کے پیش نظر اخباری ادارتی اشاعتوں سے میرا اور پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ براہ مہربانی اس تحریک استحقاق کو منظور فرما کر استحقاق کمیٹی کے سپرد فرمایا

جائے۔

جناب سپیکر۔آپ اپنا مختصر بیان دے لیں میں اسے Entertain کروں گا۔

ملک احمد علی اولکھ۔جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ان اشاعتوں سے یہ تصور ملتا ہے کہ معزز ایوان جاگیرداروں کا ادارہ ہے اور ارکان اسمبلی جاگیردار ہیں اور وہ خود کو زرعی ٹیکس سے بچانا چاہتے ہیں اور سیاست پر اجارہ داری کی وجہ سے حکومت کی مہیا کردہ سہولتوں سے استفادہ تو کرتے ہیں اور قومی خزانے میں کوئی حصہ شامل نہیں کرنا چاہتے اور ٹیکس دینے سے انکاری طبقہ کی نمائندگی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! چونکہ سابقہ پنجاب اسمبلی زرعی انکم ٹیکس کے نفاذ کے خلاف کثرت رائے سے قرارداد منظور کر کے اسے مسترد کر چکی ہے اس وقت کی اسمبلی میں بھی میں رکن اسمبلی کی حیثیت سے شامل تھا اب دوبارہ فصلوں پر ٹیکس کے نفاذ کی تجویز پر ارکان اسمبلی نے رد عمل ظاہر کیا ہے جن میں میں بھی شامل تھا جناب سپیکر.....

سید طاہر احمد شاہ۔جناب سپیکر! مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہی۔

آوازیں۔جناب والا ہمیں تو اس کی کوئی سمجھ نہیں آرہی۔

جناب سپیکر۔ملک صاحب' آپ اسے پڑھنے کی بجائے اس پر اپنا مختصر بیان دے لیں جو آپ اس بارے میں محسوس کرتے ہیں وہ آپ زبانی فرمالیں۔

ملک احمد علی اولکھ۔جناب سپیکر! روزنامہ جنگ اور نوائے وقت میں ایک ادارتی نوٹ شائع ہوا ہے اور 18 مارچ نوائے وقت کے ادارتی نوٹ بعنوان "دائیں صاحب کی پسپائی زرعی ٹیکس" میں یہ کہا گیا ہے کہ سیاست پر جاگیرداروں کی اجارہ داری ہے اور ارکان اسمبلی جاگیرار ہیں اور لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کر کے اسمبلی میں پہنچتے ہیں اور یہ طبقہ ملک پر حکومت تو کر سکتا ہے لیکن حکومت کو کوئی ٹیکس نہیں دینا چاہتا۔ جناب سپیکر یہ واقعات حقائق پر مبنی نہیں ہیں۔ آپ ماشاء اللہ پڑھے لکھے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ پہلے ہی اس جمہوریت کے خلاف Bureaucrates کی ایک لابی زیر عمل ہے اس طرح ارکان اسمبلی کی بدنامی ہوئی ہے جس سے میرا اور اس پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر! میرے پاس یہاں اعداد و شمار ہیں کہ .....

(قطع کلامیاں)

Mr: speaker - Order Please, Order Please -

ملک احمد علی اولکھ -بھئی میں بہت اہم بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر اعداد و شمار پیش کر رہا ہوں کہ مجموعی قومی آمدنی میں زراعت کا حصہ جی ڈی پی سال 60-1959ء میں 78.53 فیصد تھا اور 49-1948ء میں جی ڈی پی 64 فیصد تھا۔ اور 1977ء میں یہ 32 فیصد تھا۔ اور اب یہ گر کر صرف 24 فیصد رہ گیا ہے۔ یعنی قومی آمدنی میں پہلے زراعت کا حصہ 78 فیصد تھا اور اب یہ 24 فیصد رہ گیا ہے۔ جناب والا چونکہ یہ ایوان کاشتکاروں پر مشتمل ہے اور دیہی علاقوں کی نمائندگی کرتا ہے اور یہاں کاشتکاروں کے جو مسائل ہیں ان کے فوری طور پر حل کیلئے سفارش کی گئی جس کی وجہ سے خاص رقم مختص ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر ایک' دو باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ملک میں جو فی ایکڑ اوسط پیداوار ہے وہ مندرجہ ذیل ہے اور یہ 88-1987ء کی ہے۔

گندم -	17.90 من فی ایکڑ
چنا -	5.43 من فی ایکڑ
چاول -	16.17 من فی ایکڑ
گنا -	411.36 من فی ایکڑ
کپاس -	19.15 من فی ایکڑ

جناب والا۔ ہمارے ملک میں یہ اوسط پیداوار ہے اور یہ انتہائی مایوس کن ہے اور بہت سے ایسے ممالک ہیں جہاں پر کپاس کی پیداوار 80 من فی ایکڑ ہے۔

جناب سپیکر -آرڈر پلیز' آرڈر پلیز' جی ملک صاحب۔

ملک احمد علی اولکھ -تو جناب والا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ باہر کے ملکوں میں کپاس کی فی ایکڑ پیداوار 80 من فی ایکڑ ہے تو جناب والا یہ اس چیز کو ظاہر کرتی ہے کہ کاشتکاری تو پہلے ہی زوال پذیر ہے اور ہماری زرعی معیشت ملک میں کس طرح تباہی کی طرف جا رہی ہے جناب سپیکر میں یہاں یہ

عرض کرونگا کہ ہم نے گزشتہ سال امریکہ سے گندم 176 روپے فی من کے حساب سے درآمد کی تھی جبکہ ہم اپنے ملک کے کاشتکار کو سو روپیہ بھی دینے کیلئے تیار نہیں۔ اور اس طرح اربوں روپیہ کا زرمبادلہ خرچ کر کے ہم دوسرے ملکوں سے اشیاء منگوا لیتے ہیں۔ ہمارے اپنے کاشتکار کی حالت خراب ہے جناب والا اس کے علاوہ میں آپ کی خدمت میں اعداد و شمار پیش کرنا چاہتا ہوں جس سے آپ کو یہ اندازہ ہو جائے گا کہ یہ جو کہا گیا ہے کہ زمیندار زرعی ٹیکس ادا نہیں کرتا یہ ایک اہم معاملہ ہے اور ایک لابی اسے بڑا اچھال رہی ہے جبکہ میں یہاں یہ عرض کرونگا کہ 12½ کے زمینداروں کا تناسب 71 فیصد ہے اور 12½ ایکڑ سے 25 ایکڑ تک کے زمینداروں کی تعداد 17 فیصد ہے۔ 25 ایکڑ سے پچاس ایکڑ تک 5 فیصد اور 50 ایکڑ سے 150 ایکڑ تک 2 فیصد اور اس سے اوپر جو زمیندار ہیں ان کی تعداد بہت کم ہے۔ اور میں آپ کے توسط سے اپنے ارکان اسمبلی کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ہمارے بعض علاقوں میں زمینوں کی زرخیزی اس قدر کم ہے مثلاً تحصیل تونسہ میں 500 ایکڑ زمین کے مالک ہمارے علاقوں میں مزدوری کر رہے ہیں اور تھل کے علاقہ کے کاشتکار جو ڈیڑھ سو ایکڑ کے مالک ہیں وہ میرے پاس اور ہمارے دوسرے جو ایم پی اے صاحبان ہیں ان کے پاس درجہ چہارم کی نوکری کے لئے آتے ہیں تو آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ زمیندار کس طرح خوشحال ہے اور کس طرح زرعی انکم ٹیکس کا اس سے تقاضا کیا جائے۔

جناب سپیکر اس کے علاوہ یہ جو بات کی گئی ہے کہ کاشتکار زرعی انکم ٹیکس ادا نہیں کرتا اس بارے میں' میں گزارش کروں گا کہ یہ بات بھی خلاف واقعہ ہے اور بڑی زیادتی کی بات ہے کہ کاشتکار پر الزام ہے کہ وہ ٹیکس ادا نہیں کرتا۔ سرکاری اعداد کے مطابق اس وقت کاشتکار 332 روپے فی ایکڑ ٹیکس ادا کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ آپ یہ دیکھیں کہ محصول چونگی ہے کاشتکار فصل کاشت کرتا ہے تو ٹاؤن کمیٹیاں اور میونسپل کمیٹیاں اس پر بھاری محصول عائد کرتی ہیں جس سے اربوں روپیہ وصول ہوتا ہے لیکن اس سے کاشتکار کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اس طرح ضلع کونسلیں ہیں وہ ایکسپورٹ ٹیکس وصول کرتی ہیں جو کہ کاشتکار ادا کرتا ہے۔ اس طریقے سے کاشتکار چولہا ٹیکس ادا کرتا ہے۔ کاشتکار لوکل ٹیکس ادا کرتا ہے۔ کاشتکار آبیانہ ادا کرتا ہے۔ کاشتکار مالیہ ادا کرتا ہے۔ آپ یہ دیکھیں کہ اس کو پانی فراہم نہیں ہو رہا لیکن آبیانہ کی شرح 500 فیصد بڑھا دی گئی ہے۔ میں آپ کے توسط سے اپنے ارکان اسمبلی سے یہ کہوں گا کہ میرے علاقہ تھل میں آپ دیکھیں کہ تھل کینال کا کوٹہ 7000

کیوسک تھا اور انہوں نے 16 لاکھ ایکڑ سیراب کرنا تھا۔ وہاں پر پندرہ پندرہ دن بلکہ بعض اوقات پورے ایک ماہ تک پانی نہیں ملتا لیکن ان سے پورا آبیانہ 500 فیصد جو زیادہ بڑھایا گیا ہے یعنی 500 گنا آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے اور اس کے باوجود یہ کہا جاتا ہے کہ کاشتکار ٹیکس ادا نہیں کرتا۔

جناب والا اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے ملک میں جتنی صنعتیں ہے مثلاً" آپ شوگر انڈسٹری دیکھیں اس پر کاشتکار شوگر سیس ادا کرتا ہے۔ آپ یہ دیکھیں کہ آپ کی کاٹن ایکسپورٹ کارپوریشن ہے اور رائس ایکسپورٹ کارپوریشن ہے۔ میں آپ کو یہاں ہر اعداد و شمار بتاؤں گا کہ سال 90-1989ء میں کل پانچ ارب چودہ کروڑ اڑتیس لاکھ پچاس ہزار روپے مالیت کا چاول برآمد کیا گیا اور نو ارب چون کروڑ ننانوے لاکھ اٹھتر ہزار روپے کی کپاس برآمد کی گئی جو یہ زرمبادلہ کمایا گیا ہے یہ کاشتکار کا مرہون منت ہے .....

ایک معزز ممبر-جناب سپیکر سمجھ نہیں آرہی آپ ان سے کہیں کہ یہ آہستہ بولیں تاکہ کم از کم ان کی بات کی سمجھ آسکے اور پھر اس کا جواب بھی دیا جا سکے۔ بات قطعاً" سمجھ نہیں آرہی۔

ملک احمد علی اولکھ -جناب میں وضاحت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر-ملک صاحب ایک تو آپ کا بیان مختصر بیان ہے۔ آپ ذرا اختصار سے کام لیں۔

ملک احمد علی اولکھ -میں اس کو ختم کر رہا ہوں۔

ایک معزز ممبر-آپ کم از کم ذرا آہستہ بولیں۔

ملک احمد علی اولکھ -جناب سپیکر میں عرض کرتا ہوں کہ سال 90-1989ء میں ہمارے ملک سے پانچ ارب چودہ کروڑ اڑتیس لاکھ پچاس ہزار روپے کا چاول برآمد کیا گیا اور اس طرح نو ارب چون کروڑ ننانوے لاکھ اٹھتر ہزار روپے کی کپاس برآمد کی گئی جس پر حکومت کو اربوں روپے زرمبادلہ حاصل ہوا اور اس پر جو ٹیکس وفاقی حکومت نے وصول کیا اس کی بھی کروڑوں روپے مالیت بنتی ہے۔ کاٹن ایکسپورٹ کارپوریشن اور رائس ایکسپورٹ کارپوریشن کروڑوں روپے منافع کما رہی ہیں اس میں بیشتر حصہ کاشتکار کا ہے لیکن آپ دیکھیں کہ کاشتکار کو چاول پر اور کپاس پر جو قیمت دی گئی ہے وہ انتہائی کم ہے یعنی 140 روپے من چاول پر اور 300 روپے من کپاس پر دیا گیا ہے تو یہ جو اتنا بھاری منافع ہے وہ بھی کاشتکار سے لیا گیا ہے لیکن جس طرح میں نے پہلے اپنی گزارش میں کہا ہے کہ کاشتکار غربت کا

شکار ہے۔ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ میرا اور پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے کہ یہ کہا گیا ہے کہ کاشتکار اپنا ٹیکس کا حصہ ادا نہیں کرتا۔ اسمبلیوں میں جاگیردار طبقہ مسلط ہے۔ یہ صحت اور تعلیم کے لئے بھی کوئی رقوم فراہم نہیں کر سکتے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے ارکان اسمبلی اپنے علاقوں میں بہترین فلاحی کام کر رہے ہیں۔ ان کی خدمات ہیں۔ آپ دیکھیں کہ انہوں نے اپنے حلقوں میں ترقیاتی کاموں کے لئے زبردست محنت کی ہے اور ہمارے ارکان اسمبلی کی کاوشیں قابل ستائش ہیں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔شکریہ

جناب سپیکر۔شکریہ ملک صاحب۔

وزیر زراعت' (چودھری محمد اقبال)جناب سپیکر اجازت ہے؟

Mr : Speaker yes: Minister Agriculture Please.

وزیر زراعت۔جناب والا سب سے پہلے تو مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ فاضل دوست کیا فرماتے رہے ہیں؟

اگر جناب والا کچھ سمجھ سکے ہوں تو میری رہنمائی فرما دیں تاکہ میں کچھ عرض کر سکوں گا البتہ جو مجھے سمجھ آئی ہے اس بارے میں' میں جناب والا عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر۔جی مجھے تو ان کی ایک ایک بات کی سمجھ آگئی ہے۔

وزیر زراعت۔شکریہ جناب والا ...

رانا ثناء اللہ خان۔پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔پوائنٹ آف آرڈر رانا ثناء اللہ خان۔

رانا ثناء اللہ خان۔جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ کیا وجہ ہے کہ وزراء صاحبان کو ممبران کی باتیں سمجھ نہیں آتیں

وزیر زراعت۔جناب والا! فاضل دوست ہمارے پرانے ساتھی راہی صاحب کا مقام لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں دل کی گہرائیوں سے انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے دوبارہ ان کی یاد تازہ کر دی ہے۔ جناب والا! مجھے جو سمجھ آئی ہے اس میں میرے دوست نے زرعی ٹیکس کی بات کی

ہے۔ میں پورے معزز ایوان کو جناب والا کی وساطت سے یقین دلاتا ہوں کہ زرعی ٹیکس عائد کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ زرعی ٹیکس لگانا پنجاب حکومت کا کام ہے۔ اس میں وفاقی حکومت کا کوئی دائرہ اختیار نہیں اگلے دن جناب وزیر اعلیٰ پنجاب یہاں اس ایوان میں ایک بیان دے کر گئے ہیں کہ حکومت پنجاب زمینداروں کے اوپر کسی قسم کا ٹیکس لگانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ اس وضاحت کے بعد میرے خیال میں میرے دوست کو اس تحریک استحقاق کو پیش کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

جناب والا دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے اخبارات کے اداریوں کا سہارا لیا ہے۔ جناب والا! اخبارات آزاد ہیں۔ وہ اپنے طور پر جو مرضی آئے لکھ دیتے ہیں۔ ایسا کوئی معاملہ حکومت پنجاب کے زیر غور ہی نہیں ہے اور اگر کوئی ایسی بات ہو تو وہ پارلیمانی گروپ میں پہلے آتی ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس کی وضاحت کی تھی اور جناب والا میں اپنے فاضل دوست کو پورا یقین دلاتا ہوں کہ یہ معزز ایوان سارا زمینداروں سے بھرا پڑا ہے۔ ایسی کوئی بات نہ حکومت کے زیر غور ہے اور نہ ایسے کوئی امکانات ہیں۔ آپ کا خدشہ بالکل بے بنیاد ہے۔ آپ پوری تسلی رکھیں۔ پورا یقین رکھیں اور ویسے بھی جناب والا یہ کوئی تحریک استحقاق کا مواد نہیں بنتا۔ نہ تحریک استحقاق کی کوئی وجہ ہے اور نہ یہ باضابطہ ہے۔ آپ قاعدہ 55 دیکھ لیں۔ اس میں بھی یہ نہیں آتی۔ میری اپنے دوست سے بڑے ادب سے یہ گزارش ہے کہ ان کے جذبات اپنی جگہ درست ہیں۔ ہم بھی ان کے جذبات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں لیکن یہ بات ابھی وقت سے پہلے انہوں نے شروع کر دی ہے۔ ایسا کوئی پروگرام حکومت پنجاب کے ذہن میں ہی نہیں ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر۔چودھری صاحب اس میں ملک صاحب نے اخبار کے ایک اداریہ کو موضوع بحث بنایا ہے۔ "روزنامہ نوائے وقت اور جنگ" کے اداریہ ہیں جن میں زرعی ٹیکس کے بارے میں اور زرعی پیداوار کے بارے میں بات کی گئی ہے۔ اخبارات نے اپنا نقطہ نظر دیا ہے جس کو ملک صاحب نے موضوع بحث بنایا ہے ان کا خیال یہ ہے کہ اس سے ہمارا استحقاق مجروح ہوتا ہے اور اس سلسلہ میں انہوں نے اعداد و شمار دیئے ہیں جن کی بنیاد پر انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ زمیندار طبقہ پہلے ہی کافی زرعی ٹیکس دے رہا ہے اس لئے یہ اداریہ نامناسب ہیں یہ نہیں ہونے چاہیں تھے۔ ان کو اداریہ سے ناراضگی ہے' اختلاف رائے ہے۔ تو اس میں' میں یہ سمجھتا ہوں کہ اداریہ لکھنا آزاد پریس کا حق ہے کہ وہ اپنا نقطہ نظر کسی بھی انداز میں دیں۔ وہ چاہے کسی کو اچھا لگتا ہو یا کسی کو اچھا نہ

لگتا ہو' کسی کے حق میں جاتا ہو یا کسی کی مخالفت میں جاتا ہو لیکن اخبارات کو اپنے اداریہ لکھنے کی پوری پوری آزادی ہے اور یہاں ہمارے ملک میں کسی قسم کی کوئی پابندی ہو نہیں سکتی اور اخبارات کے اداریہ کو تحریک استحقاق کا موضوع بحث نہیں بنایا جا سکتا۔ ملک صاحب آپ جو فرمانا چاہتے ہیں آپ فرمایئے میں اس کے بعد اپنی کارروائی کروں گا۔

جناب احمد علی اولکھ -جناب والا! جناب وزیر موصوف صاحب نے میری گزارش نہیں سمجھی۔ نہ تو میں نے حکومت پر تنقید کی ہے اور نہ ہی میں نے یہ کہا ہے کہ حکومت زرعی ٹیکس لگانا چاہتی ہے۔ نہ میں نے یہ کہا ہے کہ یہ صوبائی حکومت کا معاملہ ہے اور وفاقی حکومت ٹیکس لگا رہی ہے۔ ہم لوگ پریس کا احترام کرتے ہیں اور روزنامہ "جنگ اور نوائے وقت" کا پاکستان کی تاریخ میں انتہائی اہم کردار رہا ہے۔ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ پریس آزاد ہے ان کو ہر بات لکھنے کی اجازت ہے۔ میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ اس اداریہ سے چند غلط فہمیاں پیدا ہوئی ہیں۔ جب عوام پڑھیں گے تو وہ یہ سوچیں گے کہ یہ ایم پی اے صاحبان لاکھوں کروڑوں روپے کماتے ہیں اور شاید ہم ٹیکس ادا کرنا نہیں چاہتے۔ اس غلط فہمی کے ازالے کیلئے میں نے یہ گزارش کی ہے۔ میں نے حکومت کے نقطہ نظر کے خلاف بات نہیں کی ہے۔ چونکہ وزیراعلیٰ پنجاب زرعی ٹیکس کے بارے میں یہاں ایوان میں تفصیلاً وضاحت فرما دی ہے اور ہمارے اراکین اسمبلی اس وضاحت سے مطمئن ہیں۔ میں یہ چاہتا تھا کہ اداریہ میں جو باتیں شائع ہوئی ہیں' اس سے اراکین اسمبلی کے کردار پر جو حرف آتا ہے وہ مناسب نہیں ہے۔

وزیر زراعت -جناب والا! فاضل ممبر نے بڑی کوشش کر کے اور بڑی ہمت کر کے اعدادو شمار اکٹھے کئے ہیں۔ اس سلسلے میں اگر انہیں مزید اعدادو شمار چاہیں تو ہمارا محکمہ ان کی خدمت کیلئے حاضر ہے اور ہم ان کو اعدادوشمار مہیا کر دیں گے۔ فاضل رکن ایک بہترین مضمون اس پر لکھیں اور وہ بھی اخبارات میں شائع کرا دیں تاکہ یہ جو اداریے لکھے گئے ہیں ان کا جواب آسکے۔ جناب والا اس کا بہترین طریقہ تو یہی ہے۔

جناب سپیکر -میں وزیر زراعت کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ اس بارے میں آپ نے جو کوشش کی ہے وہ بہت اچھی ہے اور آپ نے خوب محنت کی ہے۔ اس سلسلے میں اگر آپ چاہتے ہیں تو اگلے

اجلاس میں اسے قرارداد کی شکل میں بھی لایا جاسکتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ کے نقطہ نظر کو متعلقہ اخبارات جگہ دے سکتے ہیں' آپ کے نقطہ نظر کی اشاعت ہو سکتی ہے۔ آپ اس کو اور جامع بنائیں اور اپنا نقطہ نظر روزنامہ "جنگ اور نوائے وقت" کو ہی دے دیں۔ وہ آپ کا نقطہ نظر بھی یقیناً" شائع کریں گے اس لئے ملک احمد علی اولکھ اپنی تحریک استحقاق پر زور نہیں دیتے۔

ملک احمد علی اولکھ -میں اپنی تحریک استحقاق کو پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر-شکریہ ملک صاحب۔

چودھری اصغر علی گجر-جناب والا میری ایک تحریک استحقاق التواء میں پڑی ہوئی ہے اسے آپ لے لیں بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر-چودھری صاحب آپ کی خاطر آپ کی عدم موجودگی میں بھی ہم نے اس تحریک استحقاق کو التواء میں رکھا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر-جناب بڑی مہربانی۔ میں آپ کا بے حد مشکور ہوں۔

جناب سپیکر-آپ نے اچھا کیا کہ آپ آگئے۔ تحریک استحقاق نمبر45 چودھری اصغر علی گجر صاحب کی ہے۔ اس بارے میں کل بڑی تفصیل کے ساتھ بات ہوئی تھی اور میں نے یہ کہا تھا کہ آپ اس بارے میں کل مزید سوچ کر آئیں۔ وزیر قانون صاحب اس بارے میں کچھ روشنی ڈالیں گے یا ملک صاحب کچھ فرمائیں گے۔

جناب والا! جیساکہ آپ نے فرمایا تھا میں نے اس کے مطابق کل چودھری صاحب سے گزارش کی تھی کہ جناب آپ آج تشریف رکھیں۔ وزیر قانون کے پاس چلتے ہیں اور ان سے بات کر لیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں کل کا کوئی وقت آپ مقرر کر لیں۔ لہٰذا آج یہ تشریف لائے ہیں وزیر قانون بھی بیٹھے ہیں اور ہم بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر-اب تازہ صورتحال کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری-کل آپ کے حکم کے مطابق میں نے ان سے گزارش کی تھی۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ آج نہیں کل پر رکھ لیں۔

جناب سپیکر-چودھری صاحب بتاتے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر-جناب والا! صورت وہی ہے جو کل اس وقت ایوان میں تھی میرے ساتھ اس معاملے میں کوئی بات نہیں ہوئی۔ انہوں نے ویسے فرمایا تھا کہ اس پر بات کریں گے۔ میں نے کہا ضرور میں بات کرنے کیلئے تیار ہوں ایسی کوئی بات نہیں۔ میں اس پر یہ گزارش کرتا ہوں کہ بات بالکل واضح ہے اور میرے خیال میں میرے بھائی پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی بات سمجھ چکے ہیں۔ ایوان بھی اور آپ بھی اس مسئلے کو اچھی طرح سے سمجھ چکے ہیں۔ میں تو یہ گزرش کروں گا کہ میں تو اسے پریس کرتا ہوں اور آپ اس مسئلے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں وہیں پر یہ فیصلہ ہو جائے گا۔ جس کا استحقاق ہے اسے مل جائے گا۔ اگر اسے relief ملنا ہو گا تو اسے مل جائے گا۔ اگر اس نے زیادتی کی ہو گی تو مجھے relief مل جائے گا۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب سپیکر-وزیر مال صاحب اپنا کوئی نقطہ نظر پیش کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر مال -جناب سپیکر! میری غیر موجودگی میں یہ تحریک استحقاق پیش ہوئی تھی میرے فاضل دوست اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ اس مسئلے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ تحریک استحقاق میری غیر موجودگی میں پیش ہوئی ہے آپ مجھے اس کیلئے وقت دیں اور اس کو پریس نہ کریں۔ میں ان کو بلا کر ان کا مسئلہ حل کروا دوں گا۔ میرے پاس اس کا جواب بھی ہے لیکن میں اسے فی طور پر deal نہیں کرنا چاہتا۔ کیونکہ ایک معزز رکن نے یہ تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ان کا معاملہ حل کروا دوں گا۔

جناب سپیکر-چودھری صاحب اب آپ کیا فرماتے ہیں

چودھری اصغر علی گجر-جناب سپیکر اگر کوئی ایسی بات ہوتی تو میں ضروری معزز وزیر مال کے کہنے پر اپنی تحریک استحقاق واپس لے لیتا۔ لیکن یہ معاملہ ایسا نہیں ورنہ میں وزیر قانون اور وزیر مال کے کہنے پر اپنی تحریک استحقاق ہر صورت میں واپس لے لیتا۔ ان کی گزارش نہیں بلکہ ان کے حکم کو بھی مان لیتا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ایک آدمی نے مجھے cheat کیا ہے' ایک آدمی نے مجھے Bluff کیا ہے ایک آدمی نے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے' ایک آدمی نے مجھ سے جھوٹ بولا ہے۔ کم از کم جب یہ بات اسمبلی میں آئی ہے تو یہ بات طے ہونی چاہئے کہ اس نے اگر ایسا کیا ہے تو اس سے اس بات کی باز

پرس ہونی چاہئے۔ کیا ہم بات پوچھنے میں بھی حق بجانب نہیں ہیں ہم یہ پوچھنے میں بھی حق بجانب نہیں ہیں کہ آپ کے تھانے میں کوئی آدمی بغیر کسی پرچے کے بیٹھا ہوا ہے یا نہیں؟ یہ ایک ایسی بات ہے کہ اخلاقی طور پر بھی وہ شخص اس بات کا پابند تھا کہ مجھے وہ سچ بات بتاتا۔ اس لئے میں تو یہی گزارش کروں گا کہ آپ مہربانی فرما کر میری تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں' اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے اور نہ ہی یہ کسی کی انا کا مسئلہ ہے۔ نہ اس میں کوئی ایسی بات ہے۔ میں تو لودھی صاحب سے بھی اور وزیر قانون سے بھی یہ گزارش کرو گا کہ یہ معاملہ کسی وقت آپ کے ساتھ بھی پیش آسکتا ہے۔ چونکہ یہ ہم سب کا معاملہ ہے اس لئے اسے ضرور حل ہونا چاہئے۔ اور احسن طریقے سے حل ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر-وزیر مال صاحب کیا فرماتے ہیں؟

وزیر مال-جناب والا اس میں تفتیش ہی کرنی ہے اس معاملے کی تہہ تک پہنچنا ہے۔ میں قانون کی تسلی کیلئے اس کی انکوائری کروا دیتا ہوں۔ اس کو بلالیتا ہوں۔ ایس پی کو بلا لیتا ہوں۔ ڈی ایس پی کو بلا لیتا ہوں۔ اگر جناب والا فنی طور پر دیکھا جائے تو اس کی تہہ میں کچھ نہیں ہے۔ لیکن میں تو آپ کی وساطت سے معزز رکن سے یہ گزارش کر رہا ہوں کہ اگر ایسا ہوا ہے تو کیوں ہوا ہے؟ اس کیلئے میں انکوائری کروانے کیلئے تیار ہوں۔ تفتیش ہو سکتی ہے اور میں معزز رکن کی تسلی کیلئے متعلقہ آدمی کو بلوا کر انشاء اللہ ان کی مرضی کے مطابق طے کروا دوں گا۔ اگر اس نے غلط بیانی کی ہے تو انشاء اللہ ہم اسے اس کی سزا دیں گے۔

چودھری اصغر علی گجر-جناب سپیکر! میں بھی دراصل یہی عرض کر رہا تھا جو کچھ انہوں نے فرمایا تھا۔ ہم بھی ان کو ہی بلانا چاہتے ہیں اور کمیٹی میں بلانا چاہتے ہیں اس میں ایس پی آئے ڈی ایس پی آئے تھانیدار آئے' جو بھی آئے معزز اراکین کی کمیٹی میں آئے۔ ہماری اور ان کی بات تقریباً" ایک ہی ہے۔

جناب سپیکر-چودھری صاحب آپ کی بات میں اور وزیر مال کی بات میں بظاہر فرق تو کوئی نہیں ہے۔ آپ بھی چاہتے ہیں کہ اس معاملے کو properly thrash out کیا جائے وہ بھی آپ کو یقین دہانی کروا رہے ہیں کہ اس کو properly thrash out کرنے کیلئے وہ آپ کے ساتھ تعاون کرنے کیلئے

تیار ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر-اس حد تک اتفاق ہے۔

جناب سپیکر-وہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کو بلا لیتے ہیں اور جس وقت تک آپ مطمئن نہیں ہونگے یہ ان کو چھوڑیں گے نہیں۔

چودھری اصغر علی گجر-جناب والا! میں بھی یہی عرض کر رہا تھا کہ صرف بلانے کا انداز الگ الگ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ انہیں وہ کمیٹی بلائے جو اس مقصد کیلئے مقرر کی گئی ہے۔ اور بس۔ تاکہ اس ایوان میں جو کارروائی ہوئی ہے اس کو ایوان کے ذریعے حل کیا جائے۔ خفیہ طریقے سے اس معاملے کو طے نہ کریں۔

جناب سپیکر-اس میں یہ بھی دیکھنا ہو گا کہ فنی طور پر یہ تحریک استحقاق بنتی ہے یا نہیں؟

چودھری اصغر علی گجر-جناب والا! اگر نہیں بنتی اور آپ اسے خلاف ضابطہ قرار دیں گے تو مجھے وہ فیصلہ بھی قابل قبول ہو گا۔ اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ تحریکیں آتی رہتی ہیں۔ خلاف ضابطہ بھی ہوتی رہتی ہیں اور استحقاق کمیٹی کے سپرد بھی ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن میں اس پر یہ گزارش کروں گا کہ یہ تحریک استحقاق بنتی ہے۔ اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا وہ شخص اخلاقی طور پر اس بات کا پابند تھا۔ اس لئے آپ اسے مہربانی فرما کر اسے منظور فرمائیں اور استحقاق کمیٹی کے سپرد فرمائیں۔

چودھری محمد فاروق-جناب والا اگر اجازت ہو تو.....

جناب سپیکر-چودھری صاحب اس سلسلے میں آپ ہماری کوئی رہنمائی کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد فاروق-جناب سپیکر! اسی معاملے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

چودھری اصغر علی گجر صاحب کا جو معاملہ ہے میرے نزدیک یہ کیس کی نوعیت کے بارے میں اتنے فکر مند نہیں ہیں۔ ان کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ جب کوئی عوامی نمائندہ کسی سرکاری ادارے میں خواہ پولیس اسٹیشن ہے اس میں جاتا ہے اور وہاں پر اس سے غلط بیانی کی جاتی ہے' اس سے جھوٹ بولا جاتا ہے' اس کے آنے کا احترام صحیح انداز میں نہیں کیا جاتا۔ جب اس عوامی نمائندے کے احترام کو ملحوظ خاطر رکھے بغیر آفس والا اپنے آفس کو بچانے کیلئے یا اپنے آفس کو زیادہ طاقتور سمجھتے ہوئے عوامی نمائندے کو حقائق سے آگاہ نہیں کرتا تو یقیناً" اس سے اس کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ جہاں تک اس

معاملے کو انہیں بلا کر طے کرنے کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس تحریک استحقاق کو خلاف ضابطہ قرار دیا جاتا ہے یا کسی طریقے سے ختم کر دیا جاتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ ہم بیورو کریسی کو اور اس صوبے کے اندر ہر سرکاری دفتر میں جو صاحب کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں ہم انہیں یہ موقع دینا چاہتے ہیں کہ جب بھی کوئی آئے آپ کو ان کے سامنے سچ بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ جھوٹ بولیں گے تو آپ کی کوئی پکڑ نہیں ہو گی۔ لہٰذا میرا یہ خیال ہے کہ اس طریقے سے اس تحریک استحقاق کو موخر کرنے یا اس کو خلاف ضابطہ قرار دینے سے یہ ہو گا کہ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ممبران اگر آئندہ اپنے وقار کو لیکر کسی دفتر میں جائیں گے اور جب واپس آئیں گے تو ان کا وقار ان کے ساتھ نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر۔اس کو موخر کب تک کیلئے کریں اجلاس تو آج غیر معینہ عرصہ کیلئے ملتوی ہو جاتا ہے۔

چودھری محمد فاروق۔جناب سپیکر' میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اسے موخر نہ کیا جائے۔ اسے منظور کیا جائے اور اسے باضابطہ قرار دے کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

سید چراغ اکبر شاہ۔جناب والا! میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ اس تحریک استحقاق پر آپ کی رولنگ ایک ایسی روایت قائم کرے گی جو آنے والی اسمبلیوں کے لئے مشعل راہ ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ اس تحریک استحقاق کو خلاف ضابطہ قرار دیتے ہیں تو پھر یہ روایت قائم ہو جائے گی کہ سرکاری ملازمین معزز اراکین کے ساتھ جھوٹ بول سکتے ہیں۔ جناب والا' میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے کو نہایت سنجیدگی سے لیا جائے۔ آپ کا مشورہ اس ایوان کے وقار کو ہمیشہ چار چاند لگاتا رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ آپ ان تمام باتوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اپنا فیصلہ دیں گے۔ میری رائے ہے کہ اسے بحث کے لئے منظور کر لینا چاہئے اور کمیٹی کے سپرد کر دینا چاہئے۔

جناب سپیکر۔وزیر قانون' کچھ فرمانا چاہیں گے؟

وزیر قانون۔جناب سپیکر! یہ واقعہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ ایک طرف ہمارے فاضل رکن کا اصرار ہے اور جو ان کے ساتھ غلط بیانی کی گئی ہے اور جس طرح سے ان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں وہ اپنی جگہ اہم ہے۔ دوسری طرف Privileges Act جو آئین نے ہمیں دیا ہے اس پر عمل کیا جائے تو آپ جس طرح سے ایوان کا موڈ ہو اس طرح سے کریں۔ آئین کا تحفظ کرنا بھی اسی ایوان کا

کام ہے۔ وہ ہم نہیں کریں گے تو اور کون کرے گا۔ اس کا Via-midia نکالا جا سکتا ہے یہی مقصد یہی مطلب ہے کہ ہمارے معزز رکن کی عزت بحال ہو۔ جن لوگوں نے زیادتی کی ہے ان کو اس کی سزا ملے۔ آئین میں ہمیں جو استحقاق ملا ہوا ہے اس سے بھی ہم ہٹ کر بات نہ کریں اور ان کا وقار بھی بحال ہو جائے۔ جناب والا ایوان کی اجازت سے اس کے دو طریقے ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ ہو سکتا ہے کہ جیسے لودھی صاحب نے فرمایا ہے کہ جناب والا' ایوان کی منظوری سے چاہیں تو اس کو ابھی نپٹا دیں اور اس کے بارے میں خصوصی رپورٹ اگلے اجلاس تک ایوان میں پیش کریں کہ ہم نے ان لوگوں کو بلایا تھا اور معزز رکن مطمئن ہو گئے ہیں۔ دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ایوان کی اجازت سے اس معاملے کو اگلے اجلاس تک کے لیے موخر بھی کر سکتے ہیں۔ اگر ان کی تسلی نہیں ہوتی تو اگلے اجلاس میں دوبارہ اسے زیر غور لایا جا سکتا ہے۔ میری آپ سے نہایت مودبانہ گزارش ہو گی کہ اگر اس کا کوئی درمیانی راستہ نکل آئے تو اس سے میں سمجھتا ہوں اسے بہتر انداز میں نمٹایا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر۔میاں محمود الرشید صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں محمود الرشید -جناب سپیکر' میری گزارش یہ ہے کہ ابھی وزیر قانون نے آئین اور قواعد و ضوابط کی بات کی ہے۔ مجھے یہ انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے اور میرا خیال ہے کہ اکثریت کے بھی یہی خیالات ہوں گے کہ جب کسی ممبر کے ذاتی استحقاق کی بات ہوتی ہے تو وزراء صاحبان کو out of the way جا کر Bureaucrates کا دفاع نہیں کرنا چاہیے۔ ابھی یہاں پر لوگوں کی بات ہوئی ہے۔ ابھی حزب اختلاف کے ایک دوست نے بھی یہاں کہا اور سرکاری بنچوں سے چودھری فاروق صاحب نے نہایت خوبصورت انداز سے بات کی ہے کہ ہم لوگ عوامی نمائندے اگر کسی تھانے میں جاتے ہیں' کسی دفتر میں جاتے ہیں تو چھوٹے سے چھوٹا افسر اٹھ کر ہم سے غلط بیانی کرتا ہے۔ اور ہم ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ یہاں اسمبلیاں کس لیے بیٹھی ہیں اور ہم نمائندے اس لئے یہاں بیٹھتے ہیں کہ اگر ہم اپنے استحقاق کی کوئی بات منظور نہیں کروا سکتے' استحقاق کی بات منوا نہیں سکتے تو میرا خیال ہے کہ ہم سب کو استعفیٰ دے کر یہاں سے چلے جانا چاہئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ لودھی صاحب کا اور سردار نصراللہ دریشک صاحب کا بھی رویہ انتہائی قابل اعتراض ہے کہ اگر ایک ایس ایچ او کی بات ہو ڈی ایس پی کی بات ہو یا ایس پی کی بات ہو تو انہیں out of the way جا کر اس ایوان میں ان کا دفاع

نہیں کرنا چاہئے۔ ایک دوست کے جو جذبات مجروح ہوئے ہیں اور ایک ایم پی اے کے ساتھ جو غلط بیانی کا رویہ اختیار کیا گیا ہم میں سے ہر ایک کے ساتھ بیورو کریسی کی طرف سے یہی رویہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر' اس لئے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ وزیر موصوف نے ضابطے کے لحاظ سے اس تحریک کا جواب نہیں دیا کہ آیا فنی اعتبار سے یہ تحریک استحقاق بنتی نہیں۔ جبکہ ہاؤس کی اکثریت کے احساسات یہی ہیں۔ اس تحریک استحقاق کو منظور ہونا چاہئے۔ یہ قابل پزیرائی ہے اور اس کے بعد یہ استحقاق کمیٹی کے سپرد ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر۔لودھی صاحب کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔؟

وزیر مال -جناب سپیکر' اس معزز ایوان میں یہ تاثر نہیں ہونا چاہئے کہ وزراء بیوروکریسی کا دفاع کرتے ہیں۔ ہم ان کا دفاع نہیں کرتے بلکہ ہم قانون اور ضابطوں کا دفاع کرتے ہیں۔ ہم آئین کا دفاع کرتے ہیں' قانون کا دفاع کرتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ ہم یہ کیسے برداشت کر سکتے ہیں کہ خدانخواستہ ایک معزز ممبر کی توہین ہو اور اس پہ کارروائی کی جائے تو پھر کسی ضابطے کے تحت ہی کی جائے۔ اگر تحریک منظور ہو جائے تو ہمیں اس پر کونسا اعتراض ہے۔ کہ وہ مجلس استحقاق میں نہ جائے۔ لیکن اس سے ہٹ کے ہم یہ چاہتے تھے کہ اس کو Tecknically deal نہ کریں۔ ہمیں اپنے دوست کی عزت اور احترام کے لئے جو بھی اقدام کرنا پڑا کریں گے۔ اگر قانون اور ضابطے کی بات کریں گے تو آخر کار تمام حکومت قانون اور ضابطے کے لئے ہے۔ ان کے لئے بھی پولیس رولز ہیں' ان کے بھی اپنے ضابطے ہیں۔ ان کے تحت ان کو چلنا ہوتا ہے۔ کوئی استحقاق کی بات ہے' تو پھر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اس کو بحث کے لئے منظور کریں لیکن اس سے ہٹ کر اپنے معزز رکن کی خاطر جو بھی اقدام کہیں گے وہ میں کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن جب قانون کی بات ہو گی تو پھر وزراء کرام قانون کی بات کریں گے' آئین کی بات کریں گے اور اس ایوان کے تقدس کی بات کریں گے۔

جناب سپیکر۔شیخ روحیل اصغر صاحب پہلی دفعہ بات کرنی چاہتے ہیں۔ میں ان کو اجازت دیتا ہوں۔

شیخ روحیل اصغر -جناب والا' شکریہ! واقعی آج پہلی دفعہ اس اسمبلی میں بات کرنے کا اتفاق ہوا ہے۔ جناب وزیر صاحب کی بات بڑی وزن رکھتی ہے۔ ہمیں ہر کام قانون اور ضابطے کے اندر رہ کر کرنا چاہئے۔ لیکن جب کبھی کسی وزیر پر کوئی افتاد آپڑتی ہے تو یہاں دیکھنے میں آیا ہے کہ تمام قانون

اور ضابطوں کو بیٹھے بیٹھے معطل کر دیا جاتا ہے۔ اور جب کبھی ہمارے معزز رکن کی بات آتی ہے تو وزیر صاحب قانون اور ضابطوں کا سہارا لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اگر یہی بات وزیر قانون کے ساتھ ہو یا وزیر مال کے ساتھ ہو تو پھر میں دیکھوں گا کہ یہ کیسے ضابطے اور قانون کی بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر' خدا نہ کرے کہ کل یہ اس کرسی پر نہ ہوں۔ یہ ہماری جگہ پر بیٹھے ہوں گے تو پھر انہیں احساس ہو گا کہ ان کی عزت کس بھاؤ بکتی ہے۔ یہ کس تھانیدار کی بات کرتے ہیں ایس پی کی بات کرتے ہیں۔ میں آج پہلی بار آپ کی اس عدالت میں زبان کھول رہا ہوں۔ [illegible] استحقاق کی بات کرتے ہیں۔ یہاں ان کے ایس پی' ایس ایس پی اور ڈی آئی جی اس قابل نہیں [illegible] ن کو کسی قسم کی آپ انکوائری دے سکیں۔ یہ کسی ممبر کی کیا عزت کروائیں گے۔ جب [illegible] ی بیورو کریٹ کے خلاف پوری کارروائی نہیں کریں گے آپ کی عزت بحال نہیں ہو گی [illegible] آپ کی وساطت سے معزز اراکین سے یہ بات کہوں گا استدعا کروں گا کہ آئندہ اگر کوئی وزیر کسی بیورو کریٹ کی پشت پناہی کرے اور اس کا دفاع کرنے کی کوشش کرے تو اس کے خلاف بھی ہمیں کارروائی کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر-چودھری محمد اقبال صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)جناب والا تھوڑا سا غلط تاثر قائم ہو گیا ہے' وزرا سب سے پہلے ایم پی اے ہیں بعد میں وہ وزیر ہیں۔ جو آدمی پہلے اپنے آپ کو ایم پی اے نہیں سمجھتا وہ بعد میں وزیر نہیں بن سکتا۔

جناب سپیکر-آرڈر پلیز۔

وزیر زراعت-تمام کی تمام کابینہ پہلے صوبائی اسمبلی کی ممبر ہے بعد میں وہ وزیر ہے اگر صوبائی اسمبلی کی عزت نہیں ہو گی تو وزیر کی کوئی عزت نہیں ہو گی۔ جناب والا! ہم تو بالکل ان کے جذبات کے ساتھ ہیں' ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ ہاؤس میں غلط تاثر قائم ہوا ہے۔ اگر یہ چاہتے ہیں کہ اس بند[illegible] ی باز پرس کرنا ہے تو میرے خیال میں اس میں کوئی اعتراض والی بات نہیں ہے۔

جنا[illegible] **سپیکر**-آپ کے خیال میں یہ cabinet vs members نہیں ہونا چاہئے۔ میں اس بحث کو ختم کرنا چاہتا ہوں Please Have seat. Shah Sahib ذرا تشریف رکھیں گے آپ' میں اس تحریک

استحقاق کو منظور کرتا ہوں۔ ..... اسے تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

چودھری اصغر گجر-جناب والا اس تحریک استحقاق پر میں آپ کا اور اس پورے ایوان کا بے حد مشکور ہوں جس میں وزراء بھی شامل ہیں' میں سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر-جی کوریجہ صاحب آپ' .....؟

خواجہ محمد اصغر کوریجہ-جناب والا میری بھی ایک تحریک استحقاق ہے۔

جناب سپیکر-کوریجہ صاحب آپ کی بھی تحریک استحقاق لائی جائے گی۔ 30 اپریل تک خصوصی کمیٹی اس بارے میں رپورٹ پیش کرے گی۔ ایک تحریک استحقاق نمبر11 غلام سرور خان صاحب کی موخر ہے خان صاحب اس پر بھی میں فیصلہ دونگا۔ اب ہم کوریجہ صاحب کی تحریک استحقاق کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔

ایم پی اے پر دہشت گرد سے تعاون کا الزام

خواجہ محمد اصغر کوریجہ-میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ "مساوات" لاہور نے 19-3-93 میں ایک سنسنی خیز خبر شائع کی ہے جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ خبر اس طرح ہے اور کاپی لف ہے۔

1- طلباء اور آئی جے آئی کو اسلحہ فروخت کرنے والے گروہ کا سرغنہ گرفتار۔

2- ملزم انجینئرنگ یونیورسٹی کے ہوسٹل سے مذہبی طلباء تنظیم کے عہدیداروں سے رقم لینے آیا تھا۔

3- مذکورہ ایم پی اے مبینہ طور پر اس کے کاروبار کی سرپرستی کرتا ہے۔

4- ناصر عظیم خان خود کو آئی جے آئی کے ایم پی اے اور صوبائی پارلیمانی سیکرٹری اوقاف کا رشتہ دار بتاتا ہے۔

5- اور یہ بھی الزام لگایا ہے کہ بہت سے ایم پی اے سیاسی شخصیات اور بااثر لوگوں کا تعاون اس کو حاصل ہے۔"

جناب والا یہ میری تحریک استحقاق تھی جو میں نے جناب والا کو روزنامہ "مساوات" کے خلاف پیش کی تھی۔ جناب والا مساوات اخبار کی یہ خبر قطعی طور پر غلط اور بے بنیاد ہے اور محض آئی جے

آئی کو بدنام کرنے کی کوشش کے مترادف ہے۔ جناب والا ملزم ناصر خان میرا رشتہ دار نہیں بلکہ اس ملزم نے مجھ پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔اور میرے ہی مقدمے میں یہ ڈیڑھ سال تک جیل میں رہا' اور یہ تو میرا مخالف رہا ہے۔ اور دوسرا ملزم جس کو میرا رشتہ دار گردانا گیا ہے' جناب والا میں تو اس کے خاندان کو بھی نہیں جانتا اور نہ میں اس کو جانتا ہوں اور نہ ہی وہ میرا رشتہ دار ہے۔ جناب والا ایک دہشت گرد کے الزام کو بغیر تحقیق کے اتنی بڑی سرخی کے ساتھ لگانا' میں سمجھتا ہوں یہ بات اخبار اور صحافت کے شان شایان نہیں ہے اس خبر کو روزنامہ "جنگ اور روزنامہ مشرق" نے بھی چھاپا ہے اس میں انہوں نے کوئی تجاوز نہیں کیا' اور صحیح خبر بھی نہیں چھاپی۔ تو جناب والا میں اس بات کی بھی تردید کرتا ہوں کہ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ اکثر پیپلز ہاؤس میں رہتا ہے' میں یہ بھی کہہ دوں کہ وہ پیپلز ہاؤس میں بھی کبھی نہیں رہتا یہ بھی بے بنیاد خبر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے الزامات ایک ایم پی اے پر لگانا مناسب نہیں جو بالکل بے بنیاد ہیں اور صحیح نہیں ہیں اور اس صورت میں لگانا' کہ ایک دہشت گرد کی زبان سے جو الفاظ نکلے ہیں ان کو اخبار کے پورے صفحے پر آویزاں کرنا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ جب کہ اس ملزم سے میرا دور کا بھی تعلق نہیں ہے' چونکہ وہ تو میرا اپنا مخالف ہے۔ اور مجھے اس کا فریق بنایا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے' اور میں چاہتا ہوں کہ میرا جو استحقاق مجروح ہوا ہے وہ واپس آجائے' میں اس میں بے گناہ ملوث ہو رہا ہوں جبکہ مجھے کسی بات کا پتہ ہی نہیں ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر -تو اس بارے میں میں یہ کہوں گا کہ خواجہ محمد اصغر کوریجہ صاحب کی یہ جو تحریک استحقاق ہے اس میں انہوں نے اس خبر کی جو روزنامہ "مساوات" میں چھپی ہے اس کی معزز پارلیمانی سیکرٹری نے تردید کر دی ہے کہ یہ بات ان سے غلط منسوب کی گئی ہے کسی بھی اور اخبار نے اس خبر کو نہیں چھاپا ہے ماسوائے "مساوات" کے اور مساوات اخبار میں یہ خبر جس انداز سے چھپی ہے وہ میں نے دیکھی ہے وہ واقعی قابل اعتراض ہے۔ اور معزز رکن اسمبلی اور ہمارے معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی شہرت کو خراب کرنے کے مترادف ہے۔ روزنامہ "مساوات" سے یہ کہوں گا کہ وہ اس خبر کی من و عن تردید شائع کرے۔ اس سے آگے میں نہیں چاہتا کہ اخبارات کے بارے میں تحاریک استحقاق کی زیادہ پیروی کی جائے۔ میں خواجہ صاحب سے کہوں گا کہ وہ اس پر زور نہ دیں اور میں "روزنامہ مساوات" سے کہوں گا کہ وہ اس کی تردید چھاپیں۔

پارلیمانی سیکرٹری اوقاف -جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ جو تحریک استحقاق میں نے پیش کی ہے

اور اس کا جناب والا نے جو حل سوچا ہے وہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنے سے زیادہ بہتر ہے' ہمارا تو مقصد صرف اتنا ہے کہ ہمیں اپنا اور اپنی جماعت کا تحفظ کرنا ہے ورنہ ہمیں کسی سے اور خاص طور پر صحافت سے کیا دشمنی ہے' میں خود اس بات پر حیران ہوں روزنامہ "مساوات" جو کہ پیپلز پارٹی کا اخبار ہے وہ ایسی من گھڑت خبریں شائع کر کے ملک میں اور خاص طور پر ہمارے حلقوں میں افراتفری پھیلانا چاہتا ہے یہ بند ہونی چاہئے۔ میں جناب والا کی اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے اپنی تحریک کو پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر -شکریہ کوریجہ صاحب' ایک تحریک استحقاق غلام سرور خان کی ملتوی ہے' اور اس پر کافی بات ہوئی ہے' میں اس تحریک استحقاق کو منظور کرتا ہوں۔ اور اسے خصوصی کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے کہ وہ 30 اپریل تک اس کی رپورٹ دے۔ تحاریک استحقاق کا ٹائم ختم ہوتا ہے اب تحاریک التوائے کار کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل -جناب والا! میں چاہتا ہوں کہ آپ نے جو 30 اپریل کی تاریخ دی ہے اس میں 17 اپریل تک تو ماہ رمضان ہو گا' پانچ چھ تحاریک اکٹھی ہو گئی ہیں' اس لئے اس کو اگر 30 مئی تک کر دیں تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر -کیا خیال ہے آپ کا؟ کہ اس کو 30 مئی تک کر دیا جائے؟ تو اس کو 30 مئی تک کیا جاتا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ -جناب سپیکر' میں نے ایک نکتہ استحقاق اٹھانے کے لئے آپ سے خصوصی اجازت چاہی تھی۔ پر آپ نے فرمایا تھا کہ اس کے بعد میں اجازت دے دوں گا۔

جناب سپیکر -شاہ صاحب ایک تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتے ہیں جس کا نوٹس انہوں نے قبل ازیں نہیں دیا تھا۔ ہاؤس کی کیا رائے ہے؟ ایوان نے اجازت دی --- شاہ صاحب' آپ کو اجازت دی جاتی ہے کہ اس کو پیش کریں۔

سید طاہر احمد شاہ -شکریہ۔ جناب سپیکر' میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور مخصوص معاملے کو جو کہ صوبائی اسمبلی پنجاب کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" کی آج کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے۔

"ایم پی اے کے خلاف مبینہ خورد برد کی تحقیقات
وزیر اعلیٰ کے حکم کی خبر جاری کر کے واپس لے لی گئی"

وزیراعلیٰ غلام حیدروائیں کی طرف سے ایک رکن صوبائی اسمبلی اور کریڈٹ کارپوریشن کے مالک کے خلاف تین ارب روپے کی مبینہ خوردبرد کی تحقیقات کے حکم کی خبر تھوڑی ہی دیر بعد واپس لے لی گئی۔ تحقیقات کے بارے میں نظامت اعلیٰ تعلقات عامہ پنجاب کی جانب سے ہینڈ آؤٹ نمبر 864 جاری کیا گیا جس میں بتایا گیا کہ وزیراعلیٰ نے ایک مقامی روزنامہ میں شائع ہونے والی خبر کے نتیجے میں تحقیقات کا حکم جاری کیا ہے تاہم اس سرکاری اعلان کی واپسی کی وجہ نہیں بتائی گئی۔

جناب والا' متذکرہ بالا خبر سے اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس لئے میری آپ سے استدعا ہے کہ میری تحریک استحقاق کو باضابطہ قرار دے کر خصوصی کمیٹی برائے استحقاقات کے سپرد کیا جائے تاکہ وہ اس معاملے کی تحقیقات کر کے اپنی رپورٹ اس معزز ایوان میں پیش کرے۔

جناب والا' میں آپ کی اجازت سے اس پر چند الفاظ میں مختصر بیان دینا چاہتا ہوں۔ نمبر ایک تو میرا اعتراض اس پر یہ ہے کہ اس میں رکن صوبائی اسمبلی کا نام نہیں دیا گیا۔ دوسرا میرا اس پر اعتراض یہ ہے کہ کیا یہ غلام حیدروائیں صاحب نے جو وزیراعلیٰ پنجاب ہیں۔ کسی رکن اسمبلی کے خلاف جو کہ ایک کریڈٹ کارپوریشن کا مالک بھی ہے تین ارب روپے کی مبینہ خورد برد کی تحقیقات کا حکم بھی دیا ہے یا نہیں۔ اور اگر جناب وزیراعلیٰ پنجاب نے کوئی ایسا حکم صادر فرمایا ہے اور اگر اس کی خبر اخبار میں چھپ گئی ہے تو محکمہ نظامت اعلیٰ تعلقات عامہ پنجاب کو ایک سرکاری ہینڈ آؤٹ جاری کرنے کی ضرورت کیوں پڑی؟ جناب والا' اس خبر سے ہر رکن اسمبلی یا چند ایسے اراکین اسمبلی کے بارے میں جن کا تعلق کریڈٹ کارپوریشنوں سے بھی ہے عوام یہ سوچیں گے کہ پتا نہیں ہمارے ایم پی اے کے خلاف تین ارب روپے کے غبن کا الزام لگایا گیا ہے۔ یہ کوئی معمولی رقم نہیں ہے اور ہم یہ جانتے ہیں کہ کریڈٹ کارپوریشنوں کے پاس مالکان یا ڈائریکٹرز کا پیسہ نہیں ہوتا ہے بلکہ اس میں غریب عوام کا' بیواؤں' یتیموں کا اور ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کا پیسہ ہوتا ہے۔ جلی سرخیوں کے ساتھ خبریں آرہی ہیں کہ یہ پیسہ ضائع ہو رہا ہے۔ جناب والا' چونکہ میں نے یہ تحریک استحقاق جناب کی اور معزز ایوان کی اجازت سے پیش کی ہے تو میں آپ کی اور معزز ایوان کی توجہ اس اہم معاملے کی طرف مبذول کرانا چاہتا تھا۔ اس پر آپ جو بھی حکم کریں گے میں اس کو تسلیم کر لوں گا۔ صرف میں یہ جاننا

چاہتا ہوں کہ کیا وزیراعلیٰ صاحب نے کسی رکن اسمبلی کے خلاف تین ارب روپے کی دھاندلی کی تحقیقات کا حکم صادر کیا ہے۔ اور اگر ایسا ہے تو اس رکن اسمبلی کا نام کیا ہے تاکہ دیگر اراکین اسمبلی کے بارے میں عوام غلط تاثر قائم نہ کریں۔

جناب سپیکر-شاہ صاحب' میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس حد تک یہ بات بہت مناسب ہے آپ نے جو تحریک استحقاق میں agitate کیا ہے کہ ایک ممبر کا ذکر کر کے اس کا نام شائع نہ کرنا' اس میں تمام اراکین اسمبلی آسکتے ہیں۔ نوائے وقت جو ایک نہایت ہی مقتدر اخبار ہے اور جس کا تحریک پاکستان میں بہت بڑا حصہ ہے' اس اخبار کے بارے میں اس تحریک استحقاق کو اس انداز میں entertain نہیں ہونا چاہئے اور میرے خیال میں نہ ہی آپ پریس کریں گے۔ لیکن یہاں "نوائے وقت" کے جو محترم رپورٹر تشریف رکھتے ہیں میں ان سے کہوں گا کہ بلاشبہ شاہ صاحب کی بات درست ہے کہ اس خبر کا کسی ایم پی اے سے منسوب ہونا اور اس ایم پی اے کا نام نہ آنا' اس میں ساری اسمبلی ملوث ہوتی ہے۔ خبروں کا یہ انداز نہیں ہونا چاہئے اور آپ اس ایم پی اے کا نام شائع کریں جس کے نام سے یہ خبر منسوب کی گئی۔ تاکہ باقی بری الذمہ ہوں۔ شاہ صاحب' میرے خیال میں آپ اس تحریک استحقاق پر زور نہ دیں۔

سید طاہر احمد شاہ-ٹھیک ہے جناب سپیکر۔ میں نے صرف معاملے کو وضاحت کے لئے یہ نکتہ اٹھایا تھا۔ آپ کے ارشاد کی تعمیل کرتا ہوں۔ مناسب بات ہے اور میں اپنی تحریک استحقاق پر زور نہیں دیتا۔

چودھری اصغر علی گجر-جناب سپیکر' میری گزارش ہے کہ میری تحریک استحقاق کی رپورٹ کی تاریخ 30 مئی تک بڑھا دی جائے تاکہ روزے نہ ہوں۔

جناب سپیکر-وہ 30 مئی تک موخر ہوگئی ہے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

تحاریک التوائے کار

بی اے' بی ایس سی کے امتحانات کے سینٹروں پر قبضہ گروپ سے لاکھوں طلباء کا مستقبل متاثر ہونے کا اندیشہ

میاں محمود الرشید-جناب سپیکر' میری ایک تحریک التواء تھی جو میں نے آپ کی اجازت سے یہاں

ایوان میں بغیر باری کے پڑھی تھی۔ میں چاہتا ہوں کہ اس تحریک التواء کو منظور کیا جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آج روزنامہ "جنگ" میں اسی موضوع پر پھر جلی حروف میں خبر شائع ہوئی ہے کہ بی اے اور بی ایس سی کے امتحانات جو ہو رہے ہیں ان کے سنٹروں پر قبضہ گروپ نے قبضہ کر لیا ہے اور آزادانہ طور پر وہاں پرچے حل ہو رہے ہیں۔ اسی سے متعلق میری تحریک التواء تھی جو دو دن پہلے میں نے آپ کی اجازت سے ایوان میں پڑھی تھی کہ مختلف پرچے چیک کرنے والے حضرات نے طلبہ سے رابطہ کر کے انہیں سودے بازی پر مجبور کیا اور بہت سے والدین ان افراد تک پہنچے جن کا میں نے ذمہ داری کے ساتھ کہا تھا کہ میرے پاس اس کا ریکارڈ موجود ہے۔

جناب والا' اس بارے میں یہاں بات کی جائے اور اس کو منظور کیا جائے۔ یہ اہمیت عامہ رکھنے والا ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ اس سے پنجاب کے لاکھوں طلبہ کا مستقبل متاثر ہونے کا اندیشہ ہے۔ جو تھرڈ ڈویژن لینے کے قابل نہیں وہ فرسٹ ڈویژن لے کر میڈیکل کالجوں اور انجینئرنگ یونیورسٹی میں جائیں گے اور چند سالوں بعد ڈاکٹر یا انجینئر بنیں گے۔

جناب والا۔ میں یہاں پر ایسی دستاویزات پیش کر سکتا ہوں اور مثالیں دے سکتا ہوں کہ کس طرح سے بعض انتہائی ذہین طلباء کا انہوں نے بیڑا غرق کیا اور ان کے پرچوں کو تبدیل کر کے انہیں فیل کر دیا گیا اور جو انتہائی نالائق قسم کے طلباء تھے انہیں انجینئرنگ یونیورسٹی اور میڈیکل کالجوں میں داخلہ مل گیا۔ تو میری جناب سے یہ گزارش ہے کہ آپ نے اجازت دی تھی۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے جو ہم سب کے لئے توجہ کے قابل ہے لہٰذا میری تحریک التواء کار منظور کی جائے جو میں دو دن پہلے پیش کر چکا ہوں۔

جناب سپیکر -یہ تحریک التوائے کار بلا شبہ بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اس پر بات ہوئی تھی اور اسے موخر کیا تھا۔ میاں صاحب! اس کا نمبر کیا ہے؟

میاں محمود الرشید -جناب والا - اس کا نمبر 263 ہے۔

جناب سپیکر -اس کا نمبر 263 ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر اس کو منظور بھی کر لیا جائے تو اس پر بحث کس وقت ہو گی کیونکہ اجلاس تو آج غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی ہو جائے گا؟

میاں محمود الرشید -جناب سپیکر' اجلاس کے غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی ہو جانے سے Business

تو Lapse ہو جائے گا۔ اجازت دے دی جائے کہ اسے میں آئندہ اجلاس میں پھر لے آؤں۔

جناب سپیکر -میاں منظور احمد موہل صاحب اس پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔ میاں صاحب! کوئی خاص طریقہ ہے کہ اسے اگلے اجلاس میں لے آئیں۔

میاں منظور احمد موہل -ہاں۔ جناب والا۔ اس میں یہی ہے کہ میرے خیال میں آج سیشن غیر معینہ مدت کیلئے ملتوی ہو ئے گا۔ اگر اسے منظور بھی کرتے ہیں تو اس پر جو دو گھنٹے کی بحث ہوتی ہے وہ نہیں ہو سکے گی۔

جناب سپیکر -ہاں! نہیں ہو سکتی۔

میاں منظور احمد موہل -اگر اس کی اہمیت کے پیش نظر آپ فرما دیں تو اس ہاؤس کی مرضی سے کہ اس کو اگلے اجلاس تک موخر کر دیا جائے میرے خیال میں یہ ہو سکتا ہے اور یہ مناسب بات ہے۔

جناب سپیکر -میاں صاحب! یہ مسئلہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں گورنمنٹ کا نقطہ نظر بھی وہی ہے جو آپ نے پچھلے دنوں ارشاد فرمایا تھا کہ آپ بھی اس کو بہت اہمیت دے رہے ہیں۔ اور معزز رکن بھی اس کو اہمیت دیتے ہیں۔ اور سارا ایوان اس کو اہمیت دیتا ہے۔ تو کیوں نہ اس کی مناسب چھان بین کی جائے اور اس کے سارے پہلوؤں پر بحث کی جائے اور اس کا ایسا طریق کار نکالا جائے جو بہت ہی جامع اور موثر ہو جس سے آپ کی اعانت ہو سکے اور آپ اس کی روشنی میں اقدامات کر سکیں۔

وزیر تعلیم (جناب خان ابراہیم) -جناب سپیکر' اس دن جب یہ تحریک التواء پیش ہوئی تھی تو میں نے واضح طور پر کہا تھا کہ ہم امتحانات کے اس نظام اور اس کے تقدس کو حالت میں برقرار رکھیں گے۔ میاں محمود الرشید صاحب سے میں نے اس وقت بھی عرض کیا تھا کہ اگر آپ کے پاس کوئی انفارمیشن ہے تو آپ ہمارے پاس آئیں۔ آپ اندازہ کریں کہ یہ تحریک التواء جس کی کاپی میرے پاس ہے اس پر تاریخ نہیں دی گئی اسے یقیناً" دس بارہ روز ہو چکے ہیں اور آج تک انہوں نے اس سلسلہ میں مجھے کوئی معلومات نہیں پہنچائیں۔ اس دن ہاؤس میں بھی آپ نے یہی فرمایا تھا کہ آپ ان سے ملیں اور یہ معلومات مجھے فراہم کریں۔ 7 مارچ کو یہ تحریک التواء پیش ہوئی ہے۔ آج اسے چودہ روز ہو چکے ہیں۔ تو مسئلہ یہ ہے کہ اگر واقعی کوئی واقعہ ہوا ہے تو اس کے سدباب کے لئے تحریک التوا تو ایک طریق کار ہے لیکن اس کو حل کرنے کے اور بھی طریق کار ہیں۔ دو دن بعد آج میاں صاحب تشریف

لائے ہیں۔ اگر یہ اسی دن مجھے ملتے تو ہم کچھ کر لیتے لیکن یہ تو اپنی تحریک التوا کے فوراً بعد ہاؤس سے چلے گئے۔ میں نے انہیں بہت تلاش کیا۔ کل بھی تلاش کیا لیکن یہ صرف آج ہی تشریف لائے ہیں۔ جہاں تک اس مسئلہ کی سنگینی کی اہمیت کا تعلق ہے ہم اسے ترجیحی بنیاد پر حل کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ اور میں نے اس سلسلہ میں اپنے نئے سیکرٹری صاحب سے بھی میٹنگ کی ہے ہم نے اس مسئلہ پر سیمینار بھی کروایا ہے۔ اس مسئلہ پر اگر گفتگو شروع کی جائے تو اس کے لئے گھنٹوں وقت درکار ہو گا۔ اس پر ہمارا سیمینار دو دن چلا تھا۔ اس کی تجاویز ہمارے پاس سمری کی شکل میں آرہی ہیں۔ اس کے بعد میرے پاس جو اور دوسری تجاویز ہیں ان پر عمل ہو رہا ہے۔ اس مسئلے کو بجائے ہاؤس میں طے کرنے کے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ ہم اس سلسلہ میں جو آئندہ میٹنگ کرنے والے ہیں اس میں میاں محمود الرشید صاحب کو بھی بلا لیا جائے گا اس کے علاوہ بھی اگر کوئی صاحب اس میں شامل ہونا چاہیں تو ہم انہیں اس میٹنگ میں شامل کر لیں گے۔ جناب والا۔ جہاں تک اخبارات کا تعلق ہے انہوں نے آج روزنامہ جنگ کا حوالہ دیا ہے۔ میں نے وہ خبر پڑھی ہے۔ اس میں بلاشبہ انہوں نے کہا ہے کہ قبضہ گروپ ایک مرتبہ پھر سرگرم عمل ہو گیا ہے۔ لیکن اس خبر کا دوسرا حصہ میرے معزز رکن نے نہیں پڑھا جس میں یہ ہے کہ پولیس نے نو آدمیوں کو گرفتار بھی کیا ہے۔ مسئلہ سنگین ضرور ہے لیکن اس کی سنگینی کے پیش نظر ہم اقدامات بھی اس طریق کار کے مطابق کر رہے ہیں اور ہم بے خبر نہیں بیٹھے اور ہم اپنے پورے وسائل بروئے کار لا رہے ہیں۔ اگر کوئی نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے یا کسی امتحانات کے سنٹر میں مداخلت کی کوشش کرتا ہے تو ہم اس کا سدباب بھی کرتے ہیں۔ اس خبر میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ قبضہ گروپ اندرون شہر ناکامی کے بعد اب وہ نواحی علاقہ میں چلا گیا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے جو اقدامات کئے ہیں اس کے اثرات ظاہر ہونا شروع ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر۔میاں صاحب! آپ خود اس کی اہمیت کو محسوس کرتے ہیں۔

وزیر تعلیم۔جی ہاں۔

جناب سپیکر۔اور آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بہت بڑا قومی مسئلہ ہے۔

وزیر تعلیم۔جی ہاں۔

جناب سپیکر۔یہ صرف لاہور کا یا کسی ایک شہر کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ بہت بڑا قومی مسئلہ ہے اور

اسے قومی مسئلہ سمجھتے ہوئے اس سے نپٹنے کی ضرورت ہے۔ اور اس میں آپ اسے اس انداز میں نہ لیں کہ تحریک التوا منظور ہو جانے سے خدانخواستہ آپ کے محکمے پر کسی قسم کا حرف آئے گا تحریک التواء کے موضوع پر یہاں اسمبلی میں جو صاحبان بھی اظہار خیال کرنا چاہتے ہوں وہ اس پر اظہار خیال کریں گے۔ اپنی طرف سے وہ اس کی نشاندہی کریں گے کہ اس میں کیا سنگینی ہے۔ وہ اس کا حل تلاش کریں گے۔ اور آپ کو بتائیں گے۔ آپ کو تجاویز دیں گے کہ اس سلسلے میں یہ اقدامات کئے جائیں تو اس کو آپ ایسے نہ لیں کہ محکمہ تعلیم پر کوئی حرف آئے گا۔ بلکہ اسے اگر اصلاح کے پہلو سے لیا جائے تو یہ آپ کا' میاں محمود الرشید صاحب کا' ہمارا' سب کا ایک مشترکہ مسئلہ ہے اور اسے ہم نے ہر حالت میں حل کرنا ہے۔

وزیر تعلیم -جناب والا۔ میں نے یہی عرض کیا تھا اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو اس مسئلہ کی جو سنگینی ہے یا اہمیت ہے اس کے لئے ہمیں بہت زیادہ وقت درکار ہو گا۔

جناب سپیکر -تو کوئی بات نہیں۔ اس پر دو گھنٹے مخصوص کئے جا سکتے ہیں لیکن بات کرنے کے لئے اس سے زیادہ ٹائم کو بڑھایا بھی جا سکتا ہے۔

وزیر تعلیم -جناب والا۔ اگر ہاؤس یہ سمجھتا ہے تو کر لیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن ہم پہلے ہی اقدامات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر -شکریہ میاں صاحب۔ یقیناً" آپ اقدامات کر رہے ہیں اور آپ کے اقدامات اخبارات میں بھی آ رہے ہیں۔ اور ہمیں اس بات کا علم ہے۔ جی میاں صاحب!

میاں محمود احمد -جناب سپیکر۔ میری اس سلسلے میں گزارش ہے کہ بلاشبہ محکمہ تعلیم میں جتنا گند ہے وزیر موصوف بہت بہتر سمجھتے ہیں۔ آپ اس تحریک التوا کو ایک خصوصی کمیٹی بنا کر اس کے سپرد کر دیا جائے نئے آئندہ اجلاس تک اس کو ملتوی کر لیا جائے اور اس پر پھر اسمبلی میں بحث ہو۔ اگر یہ ممکن ہو تو مہربانی کر کے اس کی خصوصی کمیٹی بنائی جائے۔

جناب سپیکر -چودھری فاروق صاحب کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد فاروق -جناب سپیکر۔ میں اسی موضوع پر بات کرنا چاہتا تھا کہ جب وزیر تعلیم بھی اسے اہم نوعیت کا معاملہ قرار دیتے ہیں۔ آپ بھی اسے حساس معاملہ قرار دیتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی تحریک التوائے کار کو موخر کر دینا یا ختم کر دینا معاملات کا حل نہیں ہے۔ ہم وزیر تعلیم

صاحب کے خلاف کوئی الزام عائد نہیں کر رہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ نوجوانوں کے مستقبل کا مسئلہ ہے۔ ہماری نئی نسل کے مستقبل کا مسئلہ ہے۔ چار دن پہلے میاں محمود الرشید صاحب کی تحریک التوائے کار یہاں ایوان میں پیش ہوئی۔ آج پھر اخبارات میں جب یہ بات آتی ہے کہ قبضہ گروپ سرگرم عمل ہو گیا۔ اور پولیس کا چند ملزموں کو گرفتار کرنا جناب سپیکر! اس امر کا بین ثبوت ہے کہ جو امتحانی مراکز ہیں ان پر محکمہ تعلیم کی گرفت اور انتظامیہ کی گرفت مضبوط نہیں ہے۔

جناب سپیکر-چودھر صاحب! اس کو زیر بحث لایا جا سکتا ہے اگر ہاؤس اس سے اتفاق کرے گا کہ اس کو زیر بحث لایا جائے تو پھر اس کو زیر بحث لاتے وقت آپ یہ بات کر سکتے ہیں۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آج کے روزنامہ پاکستان میں جلی حروف سے یہ بات صفحہ اول پر شائع کی گئی ہے کہ آپ کا پرچہ ہمارے پاس ہے۔ پاس ہونا ہے تو ملیں۔ کئی طالبات بتائے ہوئے پتا پر پہنچ گئیں۔ اکثر طالبات رو رہی ہیں۔ یہ معاملہ بہت ہی اہم ہے اسے زیر بحث لایا جائے۔ جو صاحبان یہ چاہتے ہیں کہ اسے زیر بحث لایا جائے وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔ (اس مرحلہ پر تمام معزز اراکین اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے) ہاؤس کی اجازت حاصل ہے لہٰذا یہ تحریک admit ہوتی ہے۔ اور آج اجلاس چونکہ غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی ہو جاتا ہے تو پھر اس کو آئندہ اجلاس میں ابتدا میں ہی take up کیا جائے گا۔ تو ہاؤس کی اجازت ہے کہ اس کو اگلے اجلاس میں take up کیا جائے۔

آوازیں-اجازت ہے۔

ایک معزز رکن-جناب والا۔ اس کے لئے ٹائم کتنا ہو گا۔

جناب سپیکر-اس کے لئے اس وقت ٹائم مخصوص کیا جائے گا۔

وزیر تعلیم-جناب سپیکر۔ اس موضوع پر اور بھی دوسری تحاریک التوا ہیں تو جناب والا میری اس سلسلے میں گزارش ہو گی کہ ان کو بھی اس وقت take up کر لیا جائے۔

جناب سپیکر-جی۔ وہ بھی اس کے ساتھ ہی شامل ہو نگی اور accordingly dispose of ہو نگی۔

وزیر تعلیم-ٹھیک ہے جی۔

سید چراغ اکبر شاہ-جناب والا میں آپ کے توسط سے اس ایوان کے معزز اراکین اور آپ کے

نوٹس میں یہ بات پھر لانا چاہتا ہوں کہ آپ نے جب اس تحریک پر ایوان کی رائے لی تو حزب اقتدار کے ارکان پھر confused تھے ان کا reaction delayed تھا کچھ بیٹھے ہوئے تھے کچھ کھڑے ہوئے تھے تو جناب والا میں یہ گزارش کرونگا کہ آج تو یہ اجلاس prorogue ہو رہا ہے مگر آئندہ اجلاس میں گورنمنٹ کی طرف سے جب بھی کسی بل یا تحریک کی support ہو یا اس کی مخالفت ہو تو انہیں positive decision لینا چاہئے confused reaction نہیں ہونا چاہئے اس سے جناب والا ابہام ہوتا ہے اور جب اخباروں میں اس بارے میں رپورٹنگ ہوتی ہے تو پنجاب کے لوگوں کے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ ہمارے نمائندے جن کے ہاتھوں میں ان کی قسمت کا فیصلہ ہے وہ کس قسم کا کردار اسمبلی کے اندر ادا کر رہے ہیں تو جناب والا۔ میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر -شکریہ شاہ صاحب۔ جناب سہیل ضیاء بٹ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ -جناب والا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب حزب اختلاف کے ہمارے معزز بھائی ان بنچوں پر آجائیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ان کی ماہرانہ صلاحیت سے ہم ضرور استفادہ حاصل کیا کریں گے۔

سید چراغ اکبر شاہ -جناب والا! پھر تو confusion اور بھی بڑھ جائے گا۔

وزیر جنگلات -جناب والا۔ میں آپ کی وساطت سے ان کی اطلاع کیلئے عرض کرتا ہوں کہ دو' چار بندوں میں co-ordination آسان ہوتی ہے جب اتنی بڑی اکثریت ہو تو اس میں co-ordination ذرا مشکل ہوتی ہے۔ یہ پہلا اجلاس ہے دوچار اجلاسوں کے بعد یہ ٹھیک ہو جائیگا ایسے فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ -جناب والا۔ آپ نے سوال بھی put کیا تھا کہ جو اراکین اس کے حق میں ہیں وہ کھڑے ہو جائیں۔

رانا ثناء اللہ خان -(پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب سپیکر۔ راجہ صاحب نے جو فرمایا ہے کہ اتنی بڑی اکثریت میں یہ confusion ہو ہی جاتا ہے اور co-ordination مشکل ہوتی ہے تو میری ان سے گزارش ہے کہ اتنی بڑی اکثریت حاصل کرنے میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔

جناب سپیکر -تو یہ غلام سرور خان صاحب کی تحریک التوائے کار اور اس کا نمبر 131 ہے۔ جی خان

صاحب۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ -پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا اس سے پہلے والی تحریک التوائے کار ایوان میں admit ہو چکی ہے۔

جناب غلام سرور خان -جناب سپیکر! آپ نے مجھے تحریک التوائے کار نمبر131 کو پڑھنے کا حکم دیا ہے تو میں اس تحریک کو پریس نہیں کرتا اور میں آپ سے اجازت چاہوں گا کہ آپ مجھے تحریک التوائے کار نمبر157 Out fo turn پڑھنے کی اجات دیں۔

جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں نے آپ سے پہلے گزارش کی ہے کہ میری تحریک التوائے کار نمبر157 انتہائی اہمیت کی حامل ہے لہٰذا آپ مجھے اسے پڑھنے کی اجازت دیجئے۔ اور میں اپنی تحریک التوائے کار نمبر131 کو پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر -اس میں ڈاکٹر صاحب کی بات ٹیکنیکلی درست ہے کہ ایک تحریک التوائے کار جب مکمل ہو جاتی ہے اور جب بحث کیلئے منظور ہو جاتی ہے تو اس کے بعد دوسری تحاریک التوا ایوان میں نہیں لائی جا سکتیں تو اس سلسلے میں ٹیکنیکلی آپ اور میں اس Trap میں آگئے ہیں۔ مجھے چاہئے تھا کہ اگر اس تحریک التوائے کار کو admit کرنا تھا اس کو مجھے بعد میں take up کرنا چاہئے تھا اور آپ لوگوں کی تحاریک التوائے کار پہلے آجانی چاہئے تھیں اور accordingly وہ dispose of ہو جاتیں۔ تو اب ابتداء ہی میں یہ تحریک التوائے کار admit ہو گئی ہے۔ تو قواعد کے مطابق دوسری تحاریک التوائے کار اب اگلے دن پر چلی جائیں گی اور چونکہ اگلا دن اب ہے نہیں اس لئے یہ ساری کی ساری Lapse کر جائیں گی۔

ڈاکٹر صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے اور اس کے مطابق اب تحاریک التوائے کار کو take up نہیں کیا جا سکتا۔

میاں منظور احمد موہل -پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میں اپنے پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اس اجلاس میں ہم شام کو اجلاس منعقد کرتے رہے ہیں اور ماہ رمضان میں صبح کارروائی ہوتی رہی ہے اور آپ کو علم ہے کہ جب شام کو میٹنگ ہوتی ہے تو اس میں اسمبلی کے اہلکاروں کو اور سٹاف کو بہت زیادہ وقت دینا پڑتا ہے اور محنت کرنی پڑتی ہے تو جناب والا۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمیں اسمبلی کے عملے کو ایک ماہ کی تنخواہ دینی چاہئے کیونکہ انہوں نے

کافی کام کیا ہے یہ آپ کے اختیار میں بھی ہے اور روایت بھی ہے کہ بجٹ سیشن میں ان کو یہ تنخواہ لازماً دی جاتی ہے اور اگر آپ چاہیں یا یہ ایوان چاہئے یا آپ کی فنانس کمیٹی چاہے تو اس صورت میں ان کو ایک اور بھی تنخواہ دی جا سکتی ہے تو میں اس پوائنٹ آف آڈر کے ذریعے آپ کی توجہ اس پر مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔میاں صاحب قانونی سازی کر لیں۔ اب قانونی سازی کی ابتداء کرتے ہیں اس کے بعد اس پر بات کر لیں گے۔ قبل اس کے کہ ہم قانون سازی کریں اراکین کی رخصت کی درخواستیں پیش کی جائیں گی۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر۔اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب

سیکرٹری اسمبلی۔مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Due to sad demise of my brother I will not be able to attend the Assembly on 21-3-1991. Leave may Please granted.

جناب سپیکر۔اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

شیخ اعجاز احمد صاحب

سیکرٹری اسمبلی۔مندرجہ ذیل درخواست شیخ اعجاز احمد صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Due to unavoidable circumstances I could not attend the current session from 17-3-91 to 19-3-91 (for three days). so, therefore, I request you to Please sanction my said leave and oblige.

DEB-18 - Page 45

جناب سپیکر۔اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسودہ قانون

مسودہ قانون حق شفع پنجاب مصدرہ 1990ء

MR. SPEAKER

Now, we take up legislative business. We have completed first reading of the Bill before the House "The Punjab Pre-emption Bill, 1990. We start with the second reading of the Bill.
We take up the Bill clause by clause. Clause 3 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is :-
That clause 3 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

clause 3 stand part of the Bill.

Clause 4

Now, clause 4 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it.
The question is:-
That clause 4 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

clause 4 stand part of the Bill.

Clause 5

Now, clause 5 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:-
That clause 5 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

clause 5 stand part of the Bill.

Clause 6

Now, clause 6 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:-

That clause 6 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

clause 6 stand part of the Bill.

Clause 7

Now, clause 7 of the Bill is under consideration. One amendment has been received in it from the Minister for Law and Parliamentary Affairs, he may move the amendment.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS:

Mr Speker Sir, I move :-

That in illustration II of clause of the Bill, as reported by the Special Committee No II, for the words "the person having right of passage of water shall have precedence over the person having right of passage of water" occurring in lines 4-6, the words "the person having right of passage shall have precedence over the person having right of passage of water" be substituted.

MR. SPEAKER

The amendment moved is :-

That in illustration II of clause 7 of the Bill, as reported by the Special Committee No II, for the words "the person having right of passage of water shall have precedence over the person having right of passage of water" occurring in lines 4-6, the words "the person having right of passage shall have precedencw over the person having right of passage of water" be substituted.

Any body can oppose this amendment. Nobody to oppose it-

The amendment moved and the question is:-

That in illustration II of clause 7 of the Bill, as reported by the Special Committee No II, for the words "the person having right of passage of water shall have precedence over the person having right of oassage of water" occurring in lines 4-6, the words "the person having right of passage shall have precedence over the person having right of passageof water" be substituted.

(The motion was carried unamiousuly).

The question is:-

That clause 7 of the Bill as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 7 of the Bill **as amended stand part of the Bill.**

clause 8

Now, clause 8 of the Bill is under consideration, since there is no

amendment in it. The question is:-

That clause 8 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 8 stand part of the Bill.

clause 9

Now, clause 9 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:-

That clause 9 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 9 stand part of the Bill.

clause 10

Now, clause 10 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:-

That clause 10 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

clause 10 stand part of the Bill.

clause 11

Now, clause 11 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:-

That clause 11 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

clause 11 stand part of the Bill.

clause 12

Now, clause 12 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:-

That clause 12 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 12 stand part of the Bill.

clause 13

Now, clause 13 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:-

That clause 13 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

Clause 13 stand part of the Bill.

clause 14

Now, clause 14 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:-

That clause 14 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 14 stand part of the Bill.

clause 15

Now, clause 15 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:-

That clause 15 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 15 stand part of the Bill.

clause 16

Now, clause 16 of the Bill is under consideration, one amendment has been received in it from Mr. Farid Ahmed Piracha. He may move his amendment.

MR FARID AHMED PIRACHA:

Sir, I move:-

That for clause 16 of the Bill, as reported by the special committee No II, the following be substituted:-

16. Where the premptor dies after making any of the demands under section 13, the right of premption shall not be transferred to his legal heirs.

MR SPEAKER:

The amendment moved is:-

That for clause 16 of the Bill, as reported by the special committee No II, the following be substituted:-

16. Where the premptor dies after making any of the demands under section 13, the right of premption shall not be transferred to his legal heirs.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS:-

Opposed.

جناب سپیکر۔جناب فرید احمد پراچہ کچھ فرمانا چاہیں گے؟

جناب فرید احمد پراچہ۔میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس مسودہ قانون کی ترویج میں یہ بات لکھی گئی ہے کہ اس کا مقصد قانون کو اسلام کے اصولوں کے مطابق بنانا ہے اور اس کے مطابق بھی بنایا گیا ہے جس کی قرآن پاک اور سنت میں تشریح کی گئی ہے گزارش یہ ہے کہ ہمارے ملک کی اکثریت فقہ حنفی کو ماننے والی ہے اور یہ ایک ایسا مسئلہ جسے ہم نے قرآن اور سنت کے مطابق دیکھنا ہے جس کی تشریح کی گئی ہے۔ اس لحاظ سے جب فقہ کی ان کتابوں کو ہم دیکھتے ہیں ان میں یہ بات لکھی گئی ہے ہدا یہ ایک مشہور کتاب ہے جس میں یہ بات ہے کہ **"اذا ماتہ شفیعہ بطلت شفعتہ"**

کہ جب شفع کرنے والا مرجاتا ہے تو اس کا شفع اس کے ساتھ ہی ختم ہو جاتا ہے۔ یہ وہ حق نہیں ہے جو آگے منتقل ہو۔ اگر ہم اس کے قانونی اور عملی پہلوؤں کو دیکھیں تو تب بھی یہ ایک ایسا ضعیف حق ہے جو صرف ایک آدمی کو اس لئے ملتا ہے کہ وہ اپنے پڑوس میں آنے سے کسی آدمی کو روک سکے۔ یہ ایسا نہیں ہے کہ مدت تک اس کے لئے مقدمہ بازیاں ہوتی رہیں اور نسل در نسل یہ معاملے چلتے رہیں اور دشمنوں کی بنیاد بنتی رہے اور اس لحاظ سے اگر اسے قرآن وسنت کے مطابق ڈھالتے ہوئے اس دفعہ کے اندر یہ ترمیم کرلیں کہ اس میں جو حق ہے وہ اس کی زندگی تک رہے جیسا کہ اس کی تشریح کرتے ہوئے علماء کرام اور فقہا نے یہ بات لکھی ہے کہ اس وقت تک وہ رہے۔ میں نے "ہدایہ" کا حوالہ بھی دیا ہے اور اس طرح "مجلنا الاحکام العدلیہ" یہ بھی ایک مشہور کتاب ہے اس کے مطابق بھی یہ حق صرف اس وقت تک ہے جب تک وہ آدمی خود زندہ ہے اس کے مرنے کے بعد یہ حق منتقل نہیں ہو سکتا۔ اس لحاظ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس میں ترمیم کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر۔وزیر قانون۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔جناب سپیکر! اس وقت قانون یہ ہے کہ اگر شفع کی تینوں طلب ہائے کرنے کے بعد شافعی فوت ہو جائے تو شفع کا حق ورثاء کو منتقل ہو جاتا ہے جناب پراچہ صاحب نے جو ترمیم پیش کی ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ انکے ورثاء کو اس حق سے محروم کر دیا جائے۔ کیونکہ طلب کرنے کے بعد شفع کا حق شافعی کو پہنچ جاتا ہے۔ لہٰذا یہ بات انتہائی قرین انصاف ہے کہ ورثاء کو یہ حق منتقل ہو جائے۔ اس سے بلاوجہ ان کے ورثاء ہیں' چھوٹے چھوٹے بچے ہوں گے ان کے لئے

مشکلات پیدا ہوں گی۔ ویسے بھی یہ شق اسلامی نظریاتی کونسل کی تجویز کردہ ہے۔ ہم جو بل پیش کر رہے ہیں اس کا ڈرافٹ ہمارا ڈرافٹ نہیں ہے بلکہ یہ اسلامی نظریاتی کونسل کا ہے انہوں نے اس کے سارے حسن و قبح کو دیکھا ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترمیم غیر ضروری ہے۔ اس وجہ سے اسے اسی حالت میں منظور فرمایا جائے۔

MR. SPEAKER

Now, the amendment moved and the question is:-

That clause 16 of the Bill as reported by the special committee No II, the following be substituted:-

16. Where the preemptor dies after making any of the demand under section 13 the right of premption shall not transfer to his legal heirs.

(The motion was lost)

Now, the question is:-

That clause 16 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

clause 16 of the Bill stand part of the Bill.

clause 17

MR SPEAKER:

Now, clause 17 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it:-

The question is :-

That clause 17 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

clause 17 stand part of the Bill.

clause 18

Now clause 18 of the Bill is under consideration, sincw there is no amendment in it:-

The question is:-

That clause 18 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried).

clause 18 stand part of the Bill.

clause 19

Now clause 19 of the Bill is under consideration, since there is no

amendment in it:-

The question is:-

That clause 19 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried).

clause 19 stand part of the Bill.

clause 20

Now clause 20 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it:-

The question is:-

That clause 20 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried).

clause 20 stand part of the Bill.

clause 21

Now clause 21 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it:-

The question is:-

That clause 21 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried).

clause 21 stand part of the Bill.

clause 22

Now clause 22 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it:-

The question is:-

That clause 22 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried).

clause 22 stand part of the Bill.

clause 23

Now clause 23 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it:-

The question is:-

That clause 23 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried).

clause 23 stand part of the Bill

clause 24

Now clause 24 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it:-

The question is:-
That clause 24 of the Bill do stand part of the Bill.
(The motion was carried).
clause 24 stand part of the Bill.

clause 25

Now, clause 25 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it:-
The question is:-
That clause 25 of the Bill do stand part of the Bill.
(The motion was carried).
clause 25 stand part of the Bill.

clause 26

Now, clause 26 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it:-
The question is:-
That clause 26 of the Bill do stand part of the Bill.
(The motion was carried).
clause 26 stand part of the Bill.

clause 27

Now, clause 27 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it:-
The question is:-
That clause 27 of the Bill do stand part of the Bill.
(The motion was carried).
clause do stand part of the Bill.

clause 28

Now, clause 28 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it:-
The question is:-
That clause 28 of the Bill do stand part of the Bill.
(The motion was carried).
clause 28 stand part of the Bill.

clause 29

MR SPEAKER:

Now, clause 29 of the Bill is under consideration, two amendments

have been received in it, Rana Sana Ullah Khan may move the first amendment.

رانا ثناء اللہ خان -جناب سپیکر اس سے پہلے کہ میں اپنی ترمیم پیش کروں۔ میں جناب کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ یہ جو مسودہ ہمیں دیا گیا ہے اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ "

The Committee consolidated the two bills and unanimously recommended to the Assembly for passage with the following amendments.

اب اس میں جناب نمبر4 پر جا کر یہ لکھا ہے کہ "

Para (c) of sub-clause (1) of Clause 23 should be deleted.

اب جناب جب کلاز 23 زیر غور تھی تو اس وقت یہ ترمیم پیش کی نہیں گئی اور ..... میرے خیال میں یہ وزیر قانون صاحب نے پیش کرنی تھی لیکن انہیں اس وقت اس کا خیال نہیں آیا۔

جناب سپیکر۔یہ کونسی ترمیم ہے اور کس صفحے پر ہے۔

رانا ثناء اللہ خان۔یہ صفحہ نمبر2 پر دی ہوئی ہے۔ اس کو آپ ملاحظہ فرمائیں جو ترامیم تجویز کی گئی ہیں۔ اس کے نمبر6 پر دیا گیا ہے۔ یہ پیرا سب کلاز (1) کلاز 23 کو حذف کر دیا جائے۔

جناب سپیکر -آپ نے صفحہ نمبر2 پر جو پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔ یہ بل اپنی شکل میں ہے جو کہ ایوان میں پیش کیا گیا تھا۔ اس کے بعد یہ سپیشل کمیٹی کے پاس گیا اور سپیشل کمیٹی نے جو اس پر سفارشات دیں اس کی روشنی میں اس کو آگے دیکھیں کہ بل جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر2 نے کلاز 23 کو خود حذف کر دیا ہے۔ اس لئے وزیر قانون کو اس ترمیم کو پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ پہلے ہی حذف ہو چکی ہے۔ اب آپ اپنی ترمیم پیش کریں۔

RANA SANA ULLAH KHAN : Sir, I move :-

That clause 29, sub clause (1) of the Bill as reported by the Special Committee No II, be dleted.

MR SPEAKER :- The amendment moved is :-

That Clause 29, sub clause (1) of the Bill as reported by the Special Committee No II, be deleted.

لاء منسٹر صاحب' کیا آپ اس ترمیم کی مخالفت کرتے ہیں؟

وزیر قانون۔جناب والا' میں اس ترمیم کی مخالفت نہیں کر رہا۔ کچھ اور دوستوں کی بھی اس قسم کی ترامیم ہیں۔ ان کو بھی ساتھ کر لیں۔

جناب سپیکر۔جناب وزیر قانون' اس میں تھوڑا فرق ہے۔ یہ جو رانا ثناء اللہ صاحب کی ترمیم ہے اس میں دیا گیا ہے کہ کلاز 29(1) کو حذف کر دیا جائے اور جب کہ دوسری ترمیم جو اعظم چیمہ صاحب اور دوسرے ساتھیوں نے دی ہیں اس میں ساری کلاز کو حذف کیا گیا ہے۔

وزیر قانون۔اس کی میں مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر۔رانا صاحب آپ پوری کلاز 29 کو حذف نہیں کرنا چاہتے۔

رانا ثناء اللہ خاں۔اس میں جو سب کلاز 1 ہے۔ جو 10 فیصد سے متعلق ہے اس بارے میں میری یہ ترمیم ہے۔

جناب سپیکر۔کیا آپ اس پہ کچھ فرمانا چاہیں گے؟

رانا ثناء اللہ خاں۔جی ہاں' یہ جو سب کلاز (1) ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ

The Preemptor shall also pay additional price at the rate of 10per cent for every year over and above the sale price finally determined by the court.

اس کے متعلق میری گزارش یہ ہے کہ جب اس قانون کو اسلامی احکامات کے مطابق بنایا جا رہا ہے تو پھر یہ بڑی زیادتی ہو گی کہ اس میں ایسی دفعات کو بھی شامل کر لیا جائے جو کہ غیر اسلامی ہیں۔ اس میں جو دس فیصد کا نظریہ دیا گیا ہے اس کی اسلام میں کہیں بھی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس قسم کے کسی سودے پر یا کسی رقم پر متعین رقم خواہ وہ دس فیصد ہو یا کچھ بھی ہو اس کو اسلام میں جائز قرار دیا گیا ہو۔ بلکہ سود کی تعریف بھی ان ہی معنوں میں آتی ہے کہ کسی رقم پر آپ متعین آمدنی وصول کریں۔ اس سلسلہ میں اس شق کی رو سے کہ 10فیصد اضافہ کر دیا جائے گا۔ جس نے وہ جگہ خریدی ہو گی۔ اس میں اس بات کو تسلیم کیا جا رہا ہے کہ ہمارا عدالتی نظام جس میں سالہا سال کسی کیس پر فیصلہ کرنے میں لگ جاتے ہیں اس سے اس کو تحفظ فراہم کیا جا رہا ہے۔ یعنی یہ بات تسلیم کی جا رہی ہے کہ شفع کا جو کیس ہے وہ پانچ سال یا دس سال چلے گا تو اس کے اتنی دیر چلتے رہنے کی وجہ سے جس

پارٹی کو نقصان پہنچتا ہے تو اسے دس فیصد دے کر تلافی کر دی جائے۔ میں سمجھتا ہوں اس سے اسلام کے بنیادی اصول کی نفی ہوتی ہے۔ جو یہ ہے کہ انصاف فوری ملنا چاہئے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت جس نے یہ بات اپنی ترجیحات میں شامل کی ہے کہ ہم لوگوں کو فوری انصاف مہیا کریں گے یہ بات اس کے بعد خلاف جاتی ہے کہ اس تاخیر کو تحفظ دینے کے لئے کوئی راستہ نکالا جائے۔ دوسرا یہ ہے کہ یہی سیکشن' سیکشن 27 سے بھی متصادم ہے۔ سیکشن 27 کی کلاز (1) میں یہ کہا گیا ہے۔

27. (1) Where the parties do not agree to the price at which the pre emptor shall exercise his right of pre emption, the court shall determine whether the price at which the sale purports to have taken place was fixed the good faith or paid, and if it finds that the price was not so fixed or paid, it shall fix the market value of the property as the price to be paid by the pre-emptor.

(2) If the Court finds that the price was fixed in good faith or paid, it shall fix such price to be paid by the pre-emptor.

اب ذرا اس میں توجہ فرمائیں۔ اگر ایک آدمی 10روپے میں ایک چیز خریدتا ہے' دوسرا آدمی شفع کر دیتا ہے اور کسی ایک شفع کے مقدمہ میں بھی وہ متفق نہیں ہوتے ایک فریق کچھ کہتا ہے اور دوسرا فریق کچھ کہتا ہے کہ قیمت اتنی نہیں اتنی ہے۔ اب اس کا فیصلہ دس سال بعد ہوتا ہے' دس سال کے بعد جب فیصلہ ہو گا تو اس زمین کی جو قیمت ہے وہ Market Value Determine ہو گی۔ اب اس کے متعلق بھی سیکشن 28 میں دیا گیا ہے:

28. For the purpose of determining the market value of a property the court may consider the following, among other matters, as evidence of such value.

(a) the price or value actually received or to be received by the vendor from the vendee:

(b) the estimated amount of the average annual net profits of the property.

(c) the value of similar property in the neighbourhood and

(d) the value of similar property as shown by previous sales made in the near past.

اب سر ان اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس جائیداد سے جو متصل جائیداد ہے اس کی قیمت کے مطابق ..... (اور اس مرحلہ پر جناب سپیکر اور لاء منسٹر کا باہمی مشورہ) ....

جناب سپیکر۔ رانا صاحب جو اس میں اس پوری کلاز کے بارے میں ترمیم ہے اس سے آگے ترامیم چیمہ صاحب نے اور کچھ دوستوں نے پیش کی ہیں اس میں فرق صرف اتنا ہے کہ آپ کی جو کلاز 29 کی Sub clause (1) جو سب کلاز I ہے صرف اس پہ ترمیم ہے جبکہ ان کی ترمیم جو ہے وہ پوری کو حذف کرنے کے بارے میں ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو ایک دم ہی کیوں نہ ٹیک اپ کر لیں۔ آپ اس کو پیش کر چکے ہیں اور اب ان سے پیش کرا دیں پھر اس کو اکٹھا ہی take up کر لیں۔

رانا ثناء اللہ خان۔ ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر۔ آپ بیچ میں شامل ہو جائیں۔ تو چودھری محمد اعظم چیمہ صاحب، ملک احمد علی اولکھ چودھری محمد فاروق، مسٹر فرید احمد پراچہ، راجہ خلیق اللہ خان، حاجی محمد افضل چن، انہوں نے اس ترمیم کو پیش کیا ہے۔ چودھری محمد اعظم چیمہ، کیا آپ اس ترمیم کو پیش کریں گے؟

CHAUDHRI MUHAMMAD AZAM CHEEMA :- Sir, I Move :-

That Clause 29 of the bill as reported by the Special

Committee No II, be deleted

MR SPEAKER :- The amendment moved is :-

That Clause 29 of the Bill as reported by the Special

Committee NO II, be deleted.

اس کی وزیر قانون مخالفت نہیں کرتے ہیں، تو رانا صاحب آپ کی ترمیم بھی اس میں شامل ہو جائے گی۔ تو یہ ساری ہی ہو جائے گی۔

MR SPEAKER

The question is:-
That clause 29 of the Bill as reported by the special committee No II, be deleted

(The motion was carried).
clause 29 stands deleted.

clause 30

Now, clause 30 of the Bill is under consideration, one amendment has been received in it from rana sanallah khan, he may move the amendment.

RANA SANA ULLAH KHAN:

Sir, I move
That clause 30 of the Bill as reported by the special committee No II, be deleted.

MR SPEAKER:

The amendment moved is:-
That clause 30 of the Bill as rrported by the special committee No II, be deleted.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS:

I oppose the amendment.

MR SPEAKER:

Minister for law has opposed the amendment.
Rana Sana Ullah Khan would you like to say some thing.

رانا ثناء اللہ خان۔میں جناب سے یہ اجازت چاہوں گا کہ اس ترمیم کو Support کرنے کے لئے میں سپریم کورٹ Federal Shariat Jurisdiction کا جو فیصلہ ہے ان کے چند Portion ہیں جن کا میں حوالہ دینا چاہوں گا اور جو Portion ہے وہ انگریزی میں ہے ان کو پڑھنے کی بھی میں آپ سے اجازت چاہوں گا۔

جناب سپیکر۔جی ارشاد فرمایئے۔

رانا ثناء اللہ خان ۔دوسرا اس میں میں یہ اجازت چاہوں گا کہ سیکشن 30 اور سیکشن 2 کی جو Clause ہے وہ ابھی Put نہیں ہوئی۔ جناب والا ان کی ایک ہی Sense بنتی ہے اس میں ان کا بھی حوالہ آئے گا۔ اس معاملے پر بات کرنے سے پہلے میں یہ گزارش کروں گا اپنے محترم وزیر قانون سے بھی اور اپنے محترم معزز اراکین بھائیوں سے بھی' کہ اس بل کا جو مسئلہ ہے اس میں صرف حزب اختلاف اور حزب اقتدار کا معاملہ ملوث نہیں ہے بلکہ اس میں جو معاملہ ملوث ہے وہ یہ ہے کہ اس بل کو ہم نے in conformity with the injunctions of holy quran and Sunnah لانا ہے جیسا کہ اس بل کے شروع میں درج کیا گیا ہے۔ تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو اس Sense میں لینا چاہئے کہ اگر کوئی بات in accordance with the injunctions of Islam ہے تو اسے تسلیم کیا جانا چاہئے اگر نہیں ہے تو اسے تسلیم نہیں کیا جانا چاہئے تو اس سلسلہ میں میں

بات کرنے سے پہلے تھوڑی سی Pre-emption Act کی جو ہسٹری ہے اس کا میں مختصر جائزہ پیش کروں گا کہ پنجاب میں The Pre-emption Act, 1913 نافذ تھا اور Rights of Pre-emption جو تھے اس کے تحت Regulate ہو رہے تھے اور اس Pre-emption Act کے تحت جن لوگوں کو Seek Pre- emption کرنے کا حق تھا ان میں یک جدی تھے' کھیوٹ دار' اور پتی دار جس میں آگے چل کر اس گاؤں تک کا مسئلہ تھا وہ اس میں Cover ہوتا تھا۔

تو اس کے بعد Land Reforms Revineu Bill, 1972 نافذ کیا گیا اس کے تحت مزارع کو اس زمین کا جس کو وہ کاشت کر رہا ہو حق شفع دیا گیا۔ اور اسی طرح Act II of 1977 کے تحت اس میں تھوڑی سی تبدیلی کی گئی۔ پھر شریعت آرڈیننس نافذ ہوا اور اس کے نفاذ کے بعد شریعت کورٹ کو یہ اختیار حاصل ہوا کہ وہ شریعت آرڈیننس میں دیئے ہوئے قوانین میں سے کسی قانون کو examine کرے کہ آیا وہ قانون اسلام کے مطابق ہے یا نہیں؟ تو اس اختیار اور اس قانون کے تحت شریعت کورٹ نے

1) Punjab Pre-emption Act 1913

2) Land Refarm Regulation 1972

3) NWFP Pre-emption Act 1972

4) NWFP Premption II Act 1933

جو تھے' ان کو Examine کیا کہ یہ اسلام کے مطابق ہیں یا نہیں۔ اور انہوں نے یہ فیصلہ دیا کہ ان کی کچھ شقیں اسلام کے نظام عدل کے خلاف ہیں۔ یہ PLD 1981 صفحہ 23 پر رپورٹ ہوا۔ اس کے بعد N W F P گورنمنٹ نے اپیل کی۔ سپریم کورٹ نے اس اپیل کو سنا۔ اس میں مسٹر افضل ظلہ صاحب چیئرمین تھے۔ مسٹر جسٹس صفی الرحمان' مسٹر جسٹس ایم ایف ایس قریشی' مسٹر جسٹس پیر کرم شاہ اور مولانا محمد تقی عثمانی ممبران تھے۔ اس فل بنچ نے فیصلہ دیا جو PLD 1986 سپریم کورٹ صفحہ 576 پر رپورٹ ہوا۔ جو اس کا Formal Last-Part تھا اور جو مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کی Judgement ہے اس کے مطابق انہوں نے پنجاب حکومت کو اور سرحد حکومت کو حکم دیا' کہ ہماری جو Observation ہیں ان کے مطابق NWFP Pre-emption Act, 1955 اور Act 1913 Punjab Pre-emption میں ترمیم کر لی جائے۔ اس کے لئے انہوں نے 31-8-86 کی تاریخ مقرر کی تھی۔ اس تاریخ کے مطابق ترمیم نہ کی جا سکی اور یہ معاملہ مختلف حوالوں سے Linger on ہوتا رہا

اور اب آگر یہ ہنگامی قانون نافذ ہو رہا ہیں دراصل یہ ہنگامی قانون سپریم کورٹ کے اس فیصلے کے احکامات کے مطابق پیش کیا جا رہا ہے تاکہ
Per-emption Act کو اسلام کے مطابق بنایا جائے۔
جناب والا' میں یہاں پر یہ عرض کروں گا کہ اسلام میں قانون کے چار ماخذ ہیں:
قرآن پاک' حدیث' قیاس اور اجتہاد۔ معاہدے کے متعلق قرآن پاک اور احادیث میں صریحاً" یہ بات آئی ہے' سورہ "المائدہ" آیت _ 1 میں ہے:
اے ایمان والو' معاہدات کو پورا کرو۔
اسی طرح سورہ "بنی اسرائیل میں آیت 34 ہے:
"اور معاہدات کو پورا کرو بلاشبہ معاہدات کے بارے میں تم سے باز پرس ہو گی"

اسی طرح ایک حدیث۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے"۔
جناب والا' حق شفع ایک ایسا قانون ہے کہ جب دو افراد آپس میں باہمی رضامندی سے کوئی بیع کرتے ہیں یا ایک معاہدہ عمل میں لاتے ہیں اور تیسرا شخص حق شفع کے قانون کے تحت ان کی رضامندی کے برعکس معاہدے کو توڑتا ہے اور اس چیز کو وہ خرید لیتا ہے۔ تو اس قسم کا قانون جو عام اصولوں سے ہٹ کر ہو اس پر آگے قیاس نہیں ہوتا۔ یعنی حق شفع کا قانون رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح احادیث سے ثابت نہ ہوتا تو یہ غیر اسلامی ہوتا۔ اب جبکہ یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح احادیث ثابت ہے' اس لئے اس پر مزید قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی مثال میں اس طرح سے واضح کروں گا کہ اسلام میں کسی انسان کے اعضاء کا کاٹنا منع کیا گیا ہے۔ اور اس کی انتہا یہاں تک ہے کہ دوران جنگ بھی جب دشمنوں کا قتل جائز ہوتا ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے اعضاء کو کاٹنے سے منع فرمایا۔ لیکن چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم قرآن پاک میں ہے۔ تو یہ حکم قرآن پاک میں واضح طور پر آیا ہے۔ اگر قرآن پاک میں واضح طور پر حکم نہ ہوتا تو عام اصولوں کے تحت یہ جائز نہ ہوتا۔ جو عام اصولوں سے ہٹ کر کوئی قانون کسی خاص نص کے ذریعے وجود میں آیا ہو یا ثابت ہو تو اس پر مزید قیاس نہیں ہو سکتا۔ یعنی اس پر یہ قیاس نہیں کیا جا سکتا کہ چونکہ چور کے ہاتھ کاٹنے کی سزا ہے اور 420 یا دھوکہ دہی بھی چوری کی ایک شکل ہے اس لئے اس میں بھی

ہاتھ کاٹیں گے۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ چونکہ قانون حق شفع بھی اسی طرح خلاف قیاس طریقے سے ثابت ہے اس لئے اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا اور جن احادیث کی وجہ سے قانون حق شفع ثابت ہے ان میں جن صورتوں میں اس کا جائز قرار دیا جانا پایا گیا ہے اس کی کسی صورت کو اس سے آگے نہیں بڑھایا جاسکتا۔ اگر اس میں ذکر مکان کا ہے' زمین کا نہیں ہے تو پھر زمین کا ذکر نہیں لایا جا سکتا۔ اگر زمین کا ذکر ہے مکان کا نہیں ہے تو پھر مکان کو نہیں لایا جا سکتا۔ اگر دونوں کا ہے تو پھر ان دونوں میں سے کسی کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح اس میں پراپرٹی کی جن صورتوں سے استثناء کیا گیا گیا ہے ان صورتوں کے علاوہ کسی مزید صورت کا استثناء بذریعہ قیاس نہیں لایا جا سکتا۔

جناب والا' اب میں اس سلسلہ میں متعلقہ فیصلے کی جانب ایوان کی توجہ مبذول کراؤں گا۔ 1986 PLD ہے' سپریم کورٹ صفحہ 575' Appellete Jurisdiction ہے۔ اس میں صفحہ 592 ہے۔ جس

طرح میں نے مختصراً" گزارش کی ہے' جج صاحب نے اس میں کافی بحث کرنے کے بعد کہا ہے کہ اس سلسلے میں سب سے واضح حدیث حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کی ہے جس کو امام بخاری ؒ نے روایت کیا ہے۔ ہم اسے بعینہ نقل کرتے ہیں۔ ترجمہ:

"امرو بن شرائح رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت سعد بن ابن وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑا تھا کہ حضرت مسرور بن مقرمہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر رکھا۔ اسی اثناء میں حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ جو حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے آئے اور کہا کہ آپ کے محلہ میں میرے جو دو کمرے ہیں (یہاں پر رہائشی کمروں کا ذکر ہے) وہ مجھ سے آپ خرید لیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا' بخدا میں نہیں خریدوں گا۔ حضرت مسرور رضی اللہ عنہ نے مداخلت کرتے ہوتے کہا کہ میں چار ہزار درہم سے زیادہ نہیں دوں گا۔ اور وہ بھی بالقسط۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے تو پانچ ہزار دینا رنقد ملتے ہیں۔ اگر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہوتا کہ پڑوس کا حق زیادہ ہے تو چار ہزار درہم میں تمہیں فروخت نہ کرتا۔ جبکہ مجھے پانچ ہزار درہم نقد مل رہے ہیں۔ پھر حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے چار ہزار دینار میں دونوں کمرے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو دے دیے"

اب جناب صفحہ 652 ہے۔ اس میں انہوں نے اس Head کو consider کیا ہے کہ شفع سے بعض زمینوں کا استثناء۔ تیسرا تنقیح طلب مسئلہ یہ تھا کہ آیا بعض خاص خاص زمینوں کو شفع کے

قانون سے مستثنیٰ کیا جا سکتا ہے؟ جیسا کہ سیکشن 30 میں اختیارات حکومت کو تفویض کروائے جا رہے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ سنت میں شفع کا حق صرف ان زمینوں پر دیا گیا ہے جو کسی انسان کی شخصی ملکیت ہوں۔ شفع سے متعلق جو احادیث اس فیصلے میں ذکر کی گئی ہیں ان میں یہ بات واضح ہے کہ وہ.....

میاں منظور احمد موہل -پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر -میاں منظور احمد موہل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل -جناب والا' میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ فاضل مقرر نے ترمیم میں ایک ترمیم پیش کی ہے۔ اب وہ تقریر کیوں کر رہے ہیں۔ وہ اس طرح کر رہے ہیں جیسے یہ reading Third ہے۔ اور وہ بل کو مجموعی طور پر زیر بحث لا رہے ہیں۔ تو ان کو relevant ہونا چاہئے۔ اسی ترمیم کے دائرے میں رہنا چاہیے۔ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ اس بل کو مجموعی طور پر زیر بحث لائیں۔ میرے خیال میں ان کی یہ تقریر ترمیم کے لحاظ سے ٹھیک نہیں ہے۔ یہ سارے بل کو زیر بحث لا رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان -جناب والا میں متعلقہ دفعہ کے مطابق ہی بات کر رہا ہوں۔ سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے اور احادیث پڑھ کر سنا رہا ہوں۔ اور مجھے افسوس ہے کہ میاں منظور احمد موہل صاحب کو حدیث سے اتنی بوریت ہے۔ بہرحال یہ انتہائی قابل افسوس بات ہے۔

جناب سپیکر -رانا صاحب! اپنی ترمیم پر بات کیجئے۔

رانا ثناء اللہ خاں -جناب والا میں اس طرف آرہا ہوں۔ تو شفع سے متعلق جو احادیث اس فیصلہ میں ذکر کی گئی ہیں ان میں یہ بات واضح ہے کہ وہ شخص ملکیتی اراضی سے متعلق ہیں۔ مثلاً" حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ایک حدیث کے الفاظ ہیں جس کا میں ترجمہ بیان کرتا ہوں۔ " تم میں سے جس شخص کی ملکیت کوئی زمین یا نخلستان ہو وہ اس کو اس وقت تک نہ بیچے جب تک وہ اپنے شریک کو اس کی پیشکش نہ کرے۔" اب جناب اسی طرح سے ایک اور حدیث ہے۔ اس کو میں میاں منظور احمد موہل صاحب کے احتجاج پر چھوڑ دیتا ہوں اور اب اصل میں جو نتائج بحث اس فیصلہ میں اخذ کئے گئے ہیں ان کی طرف آتا ہوں۔

جناب والا! یہ انتہائی قابل توجہ بات ہے کہ سپریم کورٹ کا فیصلہ جو اس وقت نافذ ہے اس پر

review نہیں ہوا۔ تو اس مذکورہ بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ زیر نظر مقدمات میں شفع سے متعلق قوانین کی جن دفعات کو ہمارے سامنے قرآن و سنت کے خلاف ہونے کی بنا پر چیلنج کیا گیا ہے وہ حسب ذیل کے مطابق اسلامی احکام کے منافی ہیں۔ اب جناب اس میں نمبر3 پر اس سے زیادہ موزوں بات کیا ہو گی کہ سیکشن 30 میں بھی یا سیکشن 30 کے تحت بھی حکومت مختلف قسم کی جائیدادوں کو شفع سے مستثنیٰ کرنے کے اختیارات حاصل کر رہی ہے۔ اور اب جناب یہ سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے۔ اس میں یہ واضح ہے کہ مختلف قسم کی غیر منقولہ جائیدادوں کو شفع سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ اس شق (h) میں دھرم شالہ، مسجد کلیسا اور خیراتی اداروں اور عمارتوں کو شفع سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔ اگر یہ اراضی وقف ہو تو شفع سے اس کا استثنا درست ہے۔ اور یہ سنت کے خلاف نہیں۔ لیکن ان میں سے جو عمارتیں شخصی ملکیت میں ہوں ان کو شفع سے مستثنیٰ کرنا درست نہیں۔ اس کے علاوہ اس دفعہ میں جن نجی ملکیت کی اراضی کا استثنا کیا گیا ہے وہ اسلامی احکامات کے منافی ہے۔ صوبائی حکومت کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ کسی بھی علاقے، کسی بھی زمین، جائیداد یا کسی خاص نوعیت کی ہر زمین یا جائیداد یا کسی بیع یا کسی خاص نوعیت کی ہو بیع کو حق شفع سے مستثنیٰ کر سکتی ہے۔ یہ دفعہ بھی ان تفصیلات کے مطابق جو تنقیح نمبر3 کے جواب میں بطور خاص پیراگراف نمبر71 بیان کی گئی ہے اپنے عموم کے ساتھ اسلامی احکام کے منافی ہیں۔ اب جناب جو پیراگراف 71 ہے اس میں احادیث دی گئی ہیں۔ جن کو میں نے میاں منظور احمد موہل صاحب کے خوف کی وجہ سے نہیں پڑھا ورنہ وہ واضح احادیث ہیں اور وہ مستند ہیں۔ اور ان احادیث کی بنیاد پر سپریم کورٹ کے فل بنچ نے یہ واضح کیا ہے۔ اس کو میں دوبارہ پڑھ دیتا ہوں اور متعلقہ حق شفع ایکٹ کی دفعہ بھی۔ "صوبائی حکومت کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ کسی بھی علاقے، کسی بھی زمین، جائیداد یا کسی خاص نوعیت کی ہر زمین یا جائیداد یا کسی خاص بیع یا کسی خاص نوعیت کی ہر بیع کو حق شفع سے مستثنیٰ کر سکتی ہے"۔ یہ دفعہ بھی ان تفصیلات کے مطابق جو تنقیح نمبر3 کے جواب میں بطور خاص پیراگراف نمبر71 بیان کی گئی ہیں اپنے اس عموم کے ساتھ اسلامی احکام کے منافی ہے۔ اب جناب سیکشن 30 کو میں دھرا دیتا ہوں۔

The Government may, in the public interest, by a notification in the official Gazette, declare that in any local area or with respect to any sale class of or sale, no right of pre-emption shall exist or only such limited right, as it may specify, shall exist.

اب جناب اس سیکشن 30 کے الفاظ کا ترجمہ اور سپریم کورٹ کی جو رولنگ ہے اس کو ملاحظہ فرما لیں۔ کہ کتنی وضاحت کے ساتھ یہ بات کی گئی ہے کہ کسی صوبائی حکومت کو یہ اختیار دینا کہ وہ کسی علاقے' وہ کسی خاص قسم کی بیع' وہ کسی خاص قسم کے معاہدے کو مستثنیٰ کر سکتی ہے۔ اس کو انہوں نے کہا ہے کہ یہ غیراسلامی ہے۔ اب جناب میری وزیر قانون سے یہ گزارش ہے کہ یہ عام قانون کو نافذ کرنے والی بات نہیں ہے۔ اگر عام قانون کو نافذ کرنے والی بات ہو اور ہمیں صرف یہی بات کرنی ہو کہ ہم اپوزیشن میں ہیں تو پھر ٹھیک ہے۔ جو ترامیم ہوتی ہیں وہ ترامیم دے دیتے ہیں۔ اس میں "ہاں" یا "نہ" ہو جاتا ہے۔ لیکن جناب والا یہ تو ایک ایسی بات ہے جو عین اسلام نہیں ہے اور جناب سپیکر۔ میں لاء منسٹر صاحب سے یہ گزارش کرونگا کہ ہم اس سے زیادہ اپنی جانوں پر ظلم نہیں کریں گے اور اس سے زیادہ ہم اپنے آپ پر زیادتی نہیں کر سکیں گے .....

جناب والا! [illegible] مسلسل گفتگو میں مصروف ہیں ۔ [illegible]

جناب سپیکر' میں جناب لاء منسٹر کی خدمت میں گزارش کر رہا تھا کہ اس بات کو ان معنوں میں نہ لیں جس طرح پہلے ہاؤس میں ہوتا ہے کہ وہ ہمارے بڑے بھائی ہیں اور ہم ان سے تھوڑا بہت مذاق کر لیتے ہیں لیکن میں یہ بات سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں ان کے مفاد میں کہ وہ ہمارے محترم رکن ہیں۔ تو اگر انہوں نے اس ہاؤس میں ایک ایسی بات کو جو عین اسلام نہیں ہے۔ اسے عین اسلام کہتے ہوئے یہاں پیش کیا تو جناب اس گناہ کی بخشش نہیں ہو گی۔ اور تمام بڑے بڑے گناہ جتنے بھی ہوں ان کی بخشش ہو سکتی ہے لیکن ایک بات جو عین اسلام نہیں ہے اسے یہ کہنا کہ یہ عین اسلام ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم اپنے آپ سے بڑی زیادتی کریں گے۔ اور پھر اس کے بعد اس کا اثر کیا ہو گا۔ جب سپریم کورٹ کا فیصلہ آگیا ہے کہ گورنمنٹ کو یہ اختیار نہیں ہے۔ اب اگر ہم قانون سازی کر بھی لیتے ہیں تو اس آرڈیننس کے مطابق فیصلے تو سول کورٹس نے کرنے ہیں۔ تو سول کورٹس جو سپریم کورٹس کا فیصلہ ہے اس کے پابند ہیں اور وہ اس فیصلے سے باہر نہیں جا سکتے اور اس کے علاوہ جو غالباً" اسی آرڈیننس کا سیکشن 3 ہے اس میں بھی یہ دیا گیا ہے کہ اس آرڈیننس کی جو دفعات ہیں ان کی توضیح کرتے وقت ہمیں اسلام' قرآن پاک اور سنہ سے رہنمائی حاصل کرنا پڑے گی۔ تو جناب یہ بڑی واضح بات ہے کہ اسلام میں کسی حکومت کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ اس طرح سے کوئی استثنیٰ یا اس طرح کا اختیار حاصل کر سکے۔ اب اسی فیصلہ کا جو operative portion ہے وہ میں پڑھ دیتا ہوں۔

اس میں یہ کہا گیا ہے کہ ..... Land Reforms Regulation 1972 اور Limitation Act کے بارے میں وفاقی حکومت کو Punjab Pre-emption Act 1913 کے بارے میں حکومت پنجاب کو اور NWFP Pre-emption Act 1955 کے بارے میں شمال مغربی سرحدی صوبے کی حکومت کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ مذکورہ قوانین میں اس تاریخ تک جس کا ذکر Code Order میں ہے اسلامی احکامات کے مطابق ترمیم کر لیں بصورت دیگر مذکورہ تاریخ سے یہ قوانین کالعدم سمجھے جائیں گے۔ تو اب جناب یہ 1986ء سے لیکر 91-1990ء تک جو ساری Practice ہوئی ہے وہ صرف اور صرف اسی بناء پر ہوئی کہ سپریم کورٹ کے فیصلہ کے مطابق جس فیصلے کا میں حوالہ دے رہا ہوں اس میں جن دفعات کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ یہ غیر اسلامی ہیں۔ ان کو اسلام کے مطابق ڈھالا جائے۔

جناب والا یہ ایک واضح دفعہ ہے جس میں کوئی ابہام والی بات نہیں ہے اور اس پر سپریم کورٹ نے بہت استدلال کر کے اپنا فیصلہ دیا ہے تو اس کے بعد اس دفعہ کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ اسلامی ہے یا یہ عین اسلام کے مطابق ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی زیادتی ہو گی اور پھر جناب والا ان پر عمل بھی نہیں ہو سکتا یہ بھی اس میں بات ہے کہ سپریم کورٹ کے اس فیصلے کی موجودگی میں اور سپریم کورٹ کے ان مشاہدات کی موجودگی میں یہ بات inoperation نہیں آسکی۔

آخر میں جناب والا میں وزیر قانون صاحب سے یہ گزارش کرونگا کہ اگر وہ چاہیں تو مجھ سے سپریم کورٹ کا فیصلہ لے لیں کیونکہ مجھے یقین ہے کہ انہوں نے وزیر قانون ہونے کے باوجود اسے ابھی تک نہیں پڑھا ہو گا اور اگر میری بات کا جواب دینا ہے تو اس جواب کی بنیاد کسی حدیث پر قرآن پاک کی کسی آیت پر یا سپریم کورٹ یا شریعت کورٹ کے فیصلے پر ہونا چاہئے نہ یہ کہ محض اٹھ کر کہہ دیں کہ نہیں جناب والا یہ تو پہلے سے نافذ ہے تو اس لئے جناب یہ بڑا وقت ضائع ہو رہا ہے اور یہ جناب بہت جلدی کی بات ہے اس لئے جناب اسے منظور کر لیا جائے کیونکہ یہ بات عام قانون سازی سے بالکل مختلف بات ہے جو قانون اب رائج کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں ہم نے ایک ایسی بات کو عین اسلام کہنا ہے جو جناب عین اسلام نہیں ہے۔ شکریہ۔

وزیر قانون -جناب سپیکر! جو پہلے قانون رائج تھا اس کے مطابق حکومت کے یہ اختیار میں تھا کہ وہ کسی بھی جائیداد کو مستثنیٰ قرار دے سکتی ہے اور اس کے مطابق اس قانون کو سپریم کورٹ نے غیر اسلامی قرار دیا تھا۔ جناب سپیکر! موجودہ شق حکومت کو یہ کھلا اختیار نہیں دیتی ہے کہ بلاوجہ یا بلاجواز

کسی بھی جائیداد کو مستثنیٰ قرار دے۔ موجودہ دفعہ میں حکومت پر یہ پابندی عائد کی گئی ہے کہ صرف مفاد عامہ میں اگر کوئی کام کرنا چاہتا ہے یعنی کوئی نجی سکول کھولنا چاہتا ہے' کوئی ہسپتال کھولنا چاہتا ہے اور رفاع عامہ کے کسی کام کیلئے کسی آدمی کو زمین درکار ہے تو اس زمین کو حکومت مستثنیٰ قرار دے سکتی ہے اور سپریم کورٹ نے ضرورت کے نظریئے کے تحت اس چیز کو جائز قرار دیا ہے۔ تو جناب والا' میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ پہلے والا قانون اور یہ حق شفع کا قانون دونوں بالکل مختلف ہیں اس وقت حکومت کے پاس غیر محدود اختیارات تھے کہ حکومت کسی بھی جائیداد کو بغیر وجہ بتائے مستثنیٰ کر سکتی تھی اب صورتحال یہ ہے کہ صرف مفاد عامہ اور رفاہ عامہ کے کاموں کیلئے اور مفاد عامہ کے کاموں کیلئے پوری تسلی کر کے مستثنیٰ کر سکتی ہے نیز اگر حکومت محسوس کرتی ہے کہ یہ اقدام ضروری ہے تو پھر مستثنیٰ کر سکتی ہے۔ ان حالات کے پیش نظر میں سمجھتا ہوں کہ میرے بھائی کی یہ ترمیم غیر ضروری ہے۔ جناب والا' میرے بھائی نے اس سلسلے میں ایک بڑی لمبی تقریر کی اور اب بھی

وہ کھڑے ہیں تو میں آپ سے یہ گزارش کرونگا کہ انہوں نے کافی تفصیل سے اپنا نظریہ بیان کیا ہے اور اس پر مزید بحث کی اجازت نہ دی جائے اور اس ترمیم کو قابل پذیرائی نہ سمجھا جائے۔

جناب والا' ہم نے یہ طے کیا ہوا ہے کہ آج اس ایوان میں مجالس قائمہ کا اعلان کرنا ہے اور موجودہ اجلاس کا یہ آج آخری دن ہے جناب والا بھی دو' چار منٹ بات کرنا چاہیں گے۔ اپوزیشن کے حضرات بھی دو' چار منٹ بات کرنا چاہیں گے اور میں بھی آپ سے گزارش کرونگا کہ آپ مجھے بھی موقع دیں اور میں چاہتا ہوں کہ آج وقت پر ہمارا اجلاس ہو اور اس میں بلاوجہ کوئی تاخیر نہ ہو اور وقت بچانے کی کوشش کی جائے۔ شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان -جناب والا! مجھے انتہائی افسوس ہے کہ وزیر قانون نے وہی بات کی ہے جہاں سے میں نے بات شروع کی تھی میں نے حوالے کے ساتھ یہ بات ثابت کی تھی کہ حق شفع کا جو قانون ہے اور اسلام میں اس کی جو اہمیت ہے اس پر قیاس نہیں ہو سکتا اب پھر انہوں نے وہی بات کر دی ہے کہ مفاد عامہ کے کاموں کے لئے حکومت مستثنیٰ کر سکتی ہے۔ جناب والا' بات تو یہ ہے کہ اسلام میں حق شفع کی جو اہمیت ہے اس کے مطابق وہ ان صورتوں تک محدود ہے جن کا ذکر حدیث میں آیا ہے۔ تو جناب والا' میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر قانون سے یہ عرض کرونگا کہ وہ یا تو کسی حدیث کا حوالہ دیں کہ اس حدیث کے حوالے سے یہ کیا جا سکتا ہے یا سمجھا جا سکتا ہے اور

انہوں نے سپریم کورٹ کے فیصلے کا ذکر کر دیا ہے۔ تو جناب والا' میں آپ کے توسط سے جناب وزیر موصوف سے عرض کرونگا کہ وہ اس کا باقاعدہ حوالہ دیں اس کے بعد اسے پیش کریں اور اب وہ یہ بات بھی کر رہے ہیں کہ ہم نے مجالس قائمہ کا اعلان کرنا ہے اور وقت بھی بڑا قیمتی ہے۔ جناب والا یہ تو ایمان کا مسئلہ ہے جو بات عین اسلام نہیں ہے آپ اسے عین اسلام کہہ کر ہمیں مجبور کر رہے ہیں اور اب ہمیں کہتے ہیں کہ جناب وقت کا مسئلہ ہے۔ جناب والا' میں ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ جناب یہ وقت کا مسئلہ نہیں ہے اور نہ ہی یہ قانون سازی کا مسئلہ ہے۔ لہٰذا وزیر قانون اسے اچھی طرح سے دیکھ لیں یا پھر ایسا کرتے ہیں کہ میں اپنی ترمیم واپس لے لیتا ہوں بشرطیکہ اس میں شروع کے مندرجہ ذیل الفاظ کو ختم کر دیں۔

So as to bring it in conformity with the injunction of islam and set out in the holy Quran and Sunnah.

تو جناب والا یہی گزارش ہے کہ آپ ان الفاظ کو ختم کر دیں تو پھر ٹھیک ہے آپ جو مرضی منظور کروالیں۔

جناب سپیکر۔سید طاہر احمد شاہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہئے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔جناب والا' معلوم ہوتا ہے کہ میرے فاضل رکن کافی تیاری کر کے آئے ہوئے ہیں مگر یہ جانتے ہیں کہ مفاد عامہ یا پبلک انٹرسٹ سے مراد حقوق العباد کی بات ہے اس لئے میرے علم اور یقین کے مطابق شرعی قوانین اس بات کی اجازت دیتے ہیں۔ یہ حقوق العباد کی ادائیگی کیلئے جناب والا یہ شق رکھی گئی ہے۔ مفاد عامہ کا مطلب حقوق العباد ہے۔

رانا ثناء اللہ خان۔جناب والا میں نے وہ حصہ اس لئے نہیں پڑھا تھا کہ بات لمبی ہو جائیگی اس میں جناب والا حدیث کا ذکر ہے۔ .....

میاں منظور احمد موہل۔(پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا' میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ رانا صاحب اس ایوان کے معتبر ممبر ہیں میں ان سے یہ گزارش کرونگا کہ جب پوائنٹ آف آرڈر ہو تو انہیں بیٹھ جانا چاہئے۔ آپ ان کو یہ بھی سمجھا دیجئے۔

جناب سپیکر۔نہیں رانا صاحب' جائز بات ہے کہ جب پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی معزز رکن کھڑے ہوں تو جو اچھے پارلیمنٹیرین ہیں اور جو آداب سے واقف ہیں وہ اپنی سیٹ پر بیٹھ جاتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل -تو جناب والا رانا صاحب نے اپنی ترمیم پر کافی سیر حاصل تقریر کی ہے- اس کی وزیر قانون نے مخالفت کی تھی وہ بھی اب بول چکے ہیں- اس کے بعد میں نہیں سمجھتا کہ یہ اب کونسا طریقہ ہے کہ پھر وہ کھڑے ہو گئے ہیں اور بول رہے ہیں- یہ قطعاً" کوئی ایسی بات نہیں ہے- اب وہ اپنا حق استعمال کر چکے ہیں- وہ کافی لمبی تقریر کر چکے ہیں اس کے بعد وہ نہیں بول سکتے- (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر -میاں منظور احمد موہل صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے- آپ اس پر اظہار خیال کر چکے ہیں- وزیر قانون بھی اظہار خیال کر چکے ہیں اور اب بغیر کسی توقف کے اس پر سوال ہونا چاہئے- اس پر ووٹنگ ہونی چاہئے-

رانا ثناء اللہ خان -جناب سپیکر! اس پر میں آخری بات عرض کروں گا- میں ایک منٹ سے زیادہ نہیں لوں گا-

جناب سپیکر -رانا صاحب' آپ نے جب اس پر بات کر لی اور وزیر قانون نے اس کا جواب دے دیا تو اس کے بعد پھر کون سی بات رہ گئی؟

رانا ثناء اللہ خان -جناب سپیکر! میں ایک منٹ کے لئے اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں جس کی آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت دی ہے- اس کے علاوہ میں وزیر قانون کے بارے میں کوئی بات نہیں کروں گا-

جناب سپیکر -رانا صاحب' یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں بنتا-

رانا ثناء اللہ خان -جناب سپیکر! اگر بات یہ کی گئی ہے کہ مفاد عامہ میں یہ کہا جا رہا ہے- اس قانون کی جو میں نے پہلے وضاحت کی ہے کہ یہ قیاس کے ذریعے سے اس قسم کا استثنیٰ نہیں کیا جا سکتا نہ نظریہ ضرورت کے تحت کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی مفاد عامہ میں کیا جا سکتا ہے- اس کی میں نے پہلے مثال بھی دی تھی-

جناب سپیکر -شکریہ رانا صاحب-

DEB-19 page-11

clause 30

Motion moved and the question is:-

That clause 30 of the Bill, as reported by the special committee No II, be deleted.

(The motion was lost)

The question is-

That clause 30 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

clause 31

clause 31. There is no amendment.

The question is

That clause 31 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

clause 32

clause 32. There is no amendment.

The question is-

That clause 32 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

clause 33

clause 33. There is no amendment.

The question is-

That clause 33 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

clause 34

clause 34. There is no amendment.

The question is-

That clause 34 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

clause 35

clause 35. There is one amendment: by the Ministar for law.

please move your amendment.

MINISTER FOR LAW:

I beg to move-

That for clause 35 of the Bill, as reported by the special committee No II, the following be substituted:

35. Repeal of Act I of the 1913 (1) The Punjab pre-emption Act, 1913 (I of 1913) is hereby repealed.

(2) Notwithstanding anything contained in this Act, in the cases and appeals filed under the Punjab pre-emption Act, 1913 (I of 1913) in which judgements and decrees had been passed before the Ist day of August, 1986, further proceedings if any relating to such cases and apeals shall notwithstanding the repeal of the said Act be governed and continued in accordance with the provisions thereof.

MR SPEAKER

There is no opposition to the amendment. I will, therefore put the question.

Motion moved and the question is:

That for clause 35 of the bill, as reported by the special committee No, II. The following be substituted.

35. Repeal of Act I of the [illegible] The Punjab pre-emption Act, 1913 (I of 1913) is hereby [illegible]

(2) Notwithstanding anything contained in this Act, in the cases and appeals filed under the Punjab pre-emption Act, 1913 (I of 1913) in which judgements and decrees had been passed before the Ist day of August, 1986, further proceedings if any relating to such cases and apeals shall notwithstanding the repeal of the said Act be governed and continued in accordance with the provisions thereof.

(The motion was carried)

I will now put the clause.

The question is-

That clause 35, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

clause 36

MR SPEAKER:

clause 36, four amendments have been received. The first one is by the Minister for Law.

MINISTER FOR LAW: I beg to move ...

" That in sub-clause (1) of clause 36 of the Bill, as reported by the special committee No. II, for the words and figures during the period from Ist August, 1986 and 28th March 1990. Occuring in line 4, the words and figures between the Ist day of August 1986 and 28 th March, 1990 (both days inclusive) be substituted. "

MR SPEAKER:

The motion is not opposed.

Motion moved and the question is-

That in sub-clause (1) of clause 36 of the Bill, as reported by the special committee No, II for the words and figures during the period from Ist August 1986 and 28th March 1990, occuring in line4 the words 1986 and 23th March, 1990 (both day inclusive) be substituted.

(The motion was carried)

رانا ثناء اللہ خان -جناب سپیکر! میں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ میں نے اس سے پہلی ترمیم پر اپنی گزارشات پیش کرنے سے قبل جو عرض کیا تھا- وزیر قانون صاحب نے اسے ان معنوں میں نہیں لیا- اس ترمیم کے پاس ہونے پر جسے میں نے حذف کرنے کیلئے ترمیم دی تھی ڈیسکوں کا نہ بجنا اس بات کی نشاندہی کرتا تھا کہ فاضل ممبران میری باتوں سے متفق تھے- لیکن وزیر قانون بہت طاقتور ہیں یہ قانون سازی جو اس وقت ہو رہی ہے یہ واضح طور پر سپریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف ہے شریعت کورٹ کے فیصلے کے خلاف ہے' اسلام کے واضح اصولوں کے خلاف ہے اس لئے میں اس میں حصہ نہیں لے سکتا-

جناب سپیکر-آپ اپنی ترمیم پیش کرنا نہیں چاہتے؟

رانا ثناء اللہ خان -نہیں جناب میں اس میں حصہ نہیں لے سکتا- کیونکہ یہ اسلام کے واضح اصولوں کے خلاف ہے اس لئے میں واک آؤٹ کرتا ہوں-

(اس مرحلے پر معزز رکن واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر-رانا ثناء اللہ خان اپنی ترمیم پیش کرنا نہیں چاہتے اس لئے یہ with drawn تصور ہو گی-

MR SPEAKER:

Next amendment has been received from Ch. Muhammad Azam Cheema, Malik Ahmed Ali Aulakh,m Ch. Muhammad Farooq, Mr. Farid Ahmed Piracha, Raja Khalique Ullah Khan and Haji Muhammad Afzal Chan. Please move your amendment.

CH MUHAMMAD AZAM CHEEMA:

I beg to move-

That in sub-clause (1) of clause 36 of the Bill, as reported by the special committee No. II for the words and figures the punjab Pre-emption Ordinance, 1990 (XVIII of 1990) occcuring in lines8,9 The words "this Act" be substituted.

MR:SPEAKER: As the motion has not been opposed, I will put the question.

Motion moved and the question is-

That in sub-clause(i) of clause 36 of the Bill, as reported by the Special Committee No. 11, for the words and figures''the Punjab pre-emption Ordinance, 1990 (XVIII of 1990)'' occurring in lines 8-9, the words ''this Act'' be substituted.

(The motion was carried)

Next amendment is from Mr. Farid Ahmed Piracha. He may move the amendment.

MR FARID AHMED PIRACHA:

I beg to move-

That for sub-clause (2) of clause 36 of the Bill, as reported by the special committee No. II, the following be substituted.

(2) Notwithstanding anything in section 13 and 31, in respect of the suits mentioned in sub-section (1) the period of limitation shall be one hundred and eighty days.

MR. SPEAKER:

The Motion is:

That for sub-clause (2) of clause 36 of the Bill as reported by the special committee No, II, the following be substituted.

(2) Notwithstanding anything in section 13 and 31, in respect of the suits mentioned in sub-section (1) the period of limitation shall be one hundred and eighty days.

MINISTER FOR LAW:

I oppose it.

MR SPEAKER:
Would you like to say some thing Mr. Piracha?

جناب فرید احمد پراچہ -جناب سپیکر میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ .....

چودھری محمد فاروق -جناب سپیکر حزب اختلاف کے رکن کا واک آؤٹ ختم کرنے کیلئے دو ممبر ارکان کو بھیج دیں-

جناب سپیکر -چودھری محمد فاروق صاحب آپ خود بہ نفس نفیس تشریف لے جائیں اور سردار عاشق حسین گوپانگ صاحب کو ساتھ لے جائیں-

جناب سہیل ضیاء بٹ -جناب والا انہوں نے واک آؤٹ نہیں کیا وہ اپنی چیئرپرسن کو ائیرپورٹ پر لینے گئے ہیں-

جناب فرید احمد پراچہ -جناب سپیکر مجھے بات کرنے کی اجازت ہے؟

جناب سپیکر -جی ارشاد فرمائیے-

جناب فرید احمد پراچہ -جناب سپیکر! اس ترمیم کے ذریعے میں نے یہ گزارش کی ہے کہ اس مسودہ قانون کی دفعہ 31 میں یہ مدت 120 دن مقرر کی گئی ہے اور اسی طرح اسلامی نظریاتی کونسل نے جو مسودہ قانون Draft Law of pre-emption میں تیار کیا اس کے اندر بھی یہ 120 دن ہے- اس طرح سے مختلف ادوار میں جتنے بھی اسلامی قوانین تیار کئے گئے وہاں پر حق اپیل کا عرصہ ایک ماہ' دو ماہ یا 120 دن سے بھی کم کا عرصہ رکھا گیا ہے- امام محمد رح نے اسے ایک ماہ دیا اور اسی طرح امام یوسف رح نے اس بارے میں اپنا یہ فتویٰ دیا ہے کہ اگر شفیع طلب تقریر اور اشہاد کے بعد عدالت میں ایک ماہ تک بلا عذر شرعی مقدمہ دائر نہ کرے تو حق شفع ساقط ہو جائے گا- اس لحاظ سے جناب والا میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ مدت جب 120 دن ہے جسے اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی کیا ہے اور جس کے بارے میں خود اس مسودہ قانون میں بھی 120 دن مقرر کئے گئے ہیں- اس بارے میں ایک ایسی دفعہ لاکر اس حق کو مختلف مقدمات پر ساقط کر دینا کسی صورت میں بھی مناسب نہیں ہے- اسلامی قوانین میں جب بھی ترمیم ہو یا جب بھی انہیں اسلامی سانچے کے اندر ڈھالا جائے تو وہ موثر بہ ماضی ہوتے ہیں- جیسے سرکار دو عالم صلی اللہ وسلم نے جب سود کی حرمت کا اعلان کیا تو وہ سارے سود جو اس سے

پہلے واجب الادا تھے ان کے بارے میں آپ نے یہ اعلان کیا کہ وہ چاہئے میرے خاندان کے تھے ان سب کو میں معاف کرتا ہوں اور انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی طرف سے جتنے بھی سود تھے ان کی معافی کا پہلے اعلان کیا چاہئے اس میں کتنا ہی عرصہ گزر چکا تھا۔ اس لحاظ سے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس بارے میں وفاقی شرعی عدالت میں بھی جس میں جسٹس اجمل میاں اور جسٹس محمد تقی عثمانی شامل تھے' انہوں نے ایک مقدمے کے فیصلے میں یہ کہا کہ جب قواعد آچکے ہیں ان لوگوں کو بھی یہ انصاف ملنا چاہئے' ان لوگوں کو بھی اسلامی قوانین کے مطابق سہولت ملنی چاہئے کہ جن کے مقدمات اس سے پہلے دائر ہو چکے ہیں۔ اس لئے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس ترمیم کی درمیانی ایک صورت یہ ہے کہ 120 دن اور ایک سال کی بجائے 180 دن کیا جائے۔ اس کو تسلیم کیا جائے اور میری ترمیم کو اس میں شامل کر لیا جائے۔

جناب سپیکر۔وزیر قانون و پارلیمانی امور اس پر کچھ فرمائیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔جناب سپیکر' کلاز نمبر36 کی اس شق کے مطابق وہ دعویٰ جات جو یکم اگست 1986ء اور 28 مارچ 1990ء کے درمیان خارج ہوئے تھے ان کیلئے قانون کی معیاد ایک سال رکھی گئی تھی کیونکہ سابقہ قانون جو 1913ء کا تھا اس کے مطابق بھی یہی مدت تھی جناب فرید احمد پراچہ کی ترمیم کا مقصد یہ ہے کہ اس مدت کو کم کر کے چھ ماہ کر دیا جائے۔ یہ دفعہ ایک عارضی نوعیت کی دفعہ ہے اور بذریعہ آرڈیننس اس کا اطلاق بھی ہو چکا ہے اور بہت سے دعویٰ جات جو ایک سال کی مدت میں دائر کئے گئے تھے وہ بحال بھی ہو چکے ہیں۔ اگر ترمیم منظور بھی کی جائے تو ان دعوؤں پر اثر انداز نہیں ہو سکتی لہٰذا اس ترمیم سے کوئی مقصد حاصل نہیں ہو گا۔ میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ غیر ضروری ترمیم ہے اس لئے اس کو اصل شکل میں منظور فرمایا جائے۔ شکریہ۔

MR SPEAKER:

Motion moved and the question is:

That for sub-clause (2) of clause 36 of the Bill as reported by the special committee No, II, the following be substituted.

(2) Notwithstanding anything in section 13 and 31, in respect of the suits mentioned in sub-section (1) the period of limitation shall be one

hundred and eighty days.

(The motion was lost)

Now clause 36 as amended.

The question is

That clause 36, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

clause 37

MR SPEAKER:

Now, clause 37 of the Bill is under consideration. There is no amendment. I will put the question.

The question is-

That clause 37 do stand part of the Bill

(The motion was carried)

clause 38

clause 38. Minister for Law may move his amendment, Please.

MINISTER FOR LAW:

I beg to move-

That for clause 38 of the Bill, as reported by the special committee No. II, the following be substituted:

Repeal of Ordinance IX of 1991. The punjab pre-emption Ordinance , 1991 (IX of 1991) is hereby repealed.

MR SPEAKER:

As the motion is not opposed, I will put the question.

Motion moved and the question is.

That for clause 38 of the Bill, as reported by the special committee No. II, the following be substituted:

Repeal of Ordinance IX of 1991. The punjab pre-emption Ordinance 1991 (IX of 1991) is hereby repealed.

(The motion was carried)

The question is

That clause 38, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

clause 2

clause 2. One amendment has veen received from Rana Amanullah Khan. The mover is not present. The motion lapses.

شاہ صاحب' آپ ذرا جائیں گے؟ پتا کریں کہ کیا صورتحال ہے۔

(اس مرحلہ پر اراکین حزب اختلاف ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

رانا صاحب' آپ اپنی ترمیم پیش کرنا چاہیں گے؟

رانا ثناء اللہ خاں -جناب والا' جن دوستوں کو ہمیں بلانے کے لئے بھیجا تھا۔ ہم ان کے احترام کے پیش نظر واپس ایوان میں آگئے ہیں۔ لیکن ان کے ساتھ یہ بات طے ہوئی تھی کہ ہم بطور احتجاج یہ ترمیم پیش نہیں کریں گے۔ میرے خیال میں اس کی وضاحت چودھری اقبال صاحب کو کر دینی چاہئے تھی۔

جناب سپیکر -رانا صاحب ترمیم پیش نہیں کرنا چاہتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان -جناب والا' چودھری اقبال صاحب کو چاہیے تھا کہ اس سے پہلے ہی یہ بات کر دیتے۔

چودھری محمد اقبال -جناب والا' آپ کے حکم کے مطابق میں انہیں لینے گیا۔ ان دوستوں نے بڑی کرم فرمائی کی ہے کہ تشریف لے آئے ہیں۔ اگر فاضل وزیر قانون درخواست کریں تو وہ ترمیم واپس بھی لے لیں گے تو یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر -رانا صاحب اپنی ترمیم پیش نہیں کرنا چاہتے۔ یہ واپس لی گئی تصور ہو گی۔

MR SPEAKER:

The question is
That clause 2 do stand part of the Bill

(The motion was carried)

clause 1

clause 1. One amendment has been received from the Minister for Law. He may move his amendment please.

MINISTER FOR LAW:

I beg to move
That in sub-clause (1) of clause 1 of the Bill, as reported by the special committee No. II, for the figures 1990 occurring in linve1, the figures 1991 substituted.
The amendment is not opposed. I will put the question.
Motion moved and the question is

That in sub-clause (1) of clause 1 of the Bill, as reported by the special committee No. II, for the figures 1990 occurring in linve1, the figures 1991 substituted.

(The motion was carried)

The question is
That clause 1, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

PREAMBLE

preamble. There is no amendment.
The question is
That the preamble do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

LONG TITLE

Long Title. As there is no amendment, the Long Title becomes part of the bill.

Now, we start the third reading

MR SPEAKER:

Minister for Law, please.

MINISTER FOR LAW:

I beg to move-
That the Punjab pre-emption Bill, 1990. be passed.

MR SPEAKER:

The motion is not opposed.
The question is:
That the punjab pre-emption Bill, 1990 be passed.

(The motion was carried)

سید طاہر احمد شاہ -جناب والا میں نے ایک قرارداد کا متن جناب سیکرٹری صاحب کو پیش کیا تھا-
آپ قواعد کو معطل کر کے برائے کرم مجھے اسے پیش کرنے کی اجازت دے دیں-

(اور اس مرحلہ پر جناب لاء منسٹر، سپیکر اور سیکرٹری اسمبلی کا باہمی مشورہ)

وزیر زراعت۔جناب والا آپ سے ایک استدعا کرنی ہے۔ ..... اجازت ہے؟

جناب سپیکر۔چودھری محمد اقبال صاحب کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

وزیر زراعت۔جناب والا آپ جب سے سپیکر کے منصب پر تشریف لائے ہیں آپ نے کارکردگی کا معیار بہتر کرنے کیلئے ہمیشہ سارے دوستوں کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ جو اچھے پارلیمنٹیرین تھے پچھلے دور میں ان کی تصاویر کو اسمبلی کی لابیز میں آویزاں کیا ہے۔ تو آپ سے ایک گزارش ہے کہ ہمارے ایک فاضل دوست میاں منظور موہل صاحب ہیں، جب سے آپ نے 9-00 بجے کا ٹائم مقرر فرمایا ہے تو وہ ٹھیک 9 بجے آکر اپنی سیٹ پر بیٹھ جاتے تھے یہ صرف ایک ہی ممبر ہیں جو اتنے وقت کے پابند رہے ہیں۔ جناب والا میری استدعا ہے کہ ان کی اس پابندی وقت پر ان کو کوئی ایک ایوارڈ دینا چاہئے۔ میری استدعا ہے کہ آپ اس کا ضرور خیال فرمائیں۔

جناب سپیکر۔چودھری محمد اقبال صاحب کی تجویز قابل غور ہے اور قابل ستائش ہے اور اس معزز ایوان میں جو صاحبان contribute کرتے ہیں کئی لحاظ سے contribution ہوتی ہے اپنی حاضری سے، اپنے افکار سے اپنے خیالات سے، اور اس میں کئی معزز اراکین active انداز میں contribution کرتے ہیں میاں منظور احمد موہل صاحب کی کارکردگی، ہاؤس میں ان کی حاضری اور Punctuality اور قواعد انضباط کار پر ان کا عبور اور وقتاً" فوقتاً" اس کا ہاؤس میں پوائنٹ آؤٹ کرنا، اور ہاؤس کے ڈیکورم اور آرڈر کو maintain کرنے میں مدد کرنا بلاشبہ قابل ستائش ہے۔ ..... (نعرہ ہائے تحسین) ..... جہاں تک punctuality کا تعلق ہے میاں منظور احمد موہل صاحب کے ساتھ، چونکہ بات چل نکلی ہے اور کچھ صاحبان ہیں، اس لئے میں راجہ محمد خالد خان کا نام بھی اس میں شامل کرنا چاہتا ہوں جو کہ مسلسل punctual رہے ہیں۔ اور ان کے بعد محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کا نام بھی اس میں سرفہرست ہے کہ وہ بھی عین وقت پر تشریف لاتی ہیں اور سارا دن ہاؤس کی کارروائی میں دلچسپی لیتی ہیں۔

راجہ خلیق اللہ خان۔میں عرض کروں کہ جناب والا سیٹھی صاحب بھی 9-00 بجے ٹھیک آجاتے تھے اور آخری وقت تک ساتھ دیتے تھے۔

جناب سپیکر۔جی اس میں کوئی شک نہیں کہ اس دفعہ سیٹھی صاحب نے بھی اس میں بہت

contribute کیا ہے۔ جہاں تک پارٹی کی سطح تک ان دوستوں کی contribution کا تعلق ہے' اور ان کے خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کا تعلق ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ پارلیمانی پارٹی کو' قائد ایوان کو اور پارٹی کے اکابرین کو اس کا نوٹس لینا چاہئے۔ جہاں تک سپیکر کا تعلق ہے ہم انشاء اللہ تعالیٰ جو یہاں پر contribute کریں گے اور جن کی جس لحاظ سے بھی contribution ہو گی ہم اس کو دلی طور پر Ackmowledge کریں گے۔ اور عملی طور پر اس کو Ackmowledge کریں گے۔ تو آج مجھے یہاں مجالس قائمہ کے بارے میں اطلاع ملی ہے کہ قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف نے مجالس قائمہ پر قواعد و ضوابط کے مطابق اتفاق کر لیا ہے۔ اور اس پر انہوں نے اپنی رضامندی دے دی ہے۔ لہٰذا ہاؤس کی مجالس قائمہ constitute ہو چکی ہیں۔ اور میں نے سیکرٹری اسمبلی سے کہہ دیا ہے اور آج ہی مجالس قائمہ کا اعلامیہ ہمارا سیکرٹریٹ جاری کر دے گا۔ آپ کل جس وقت چاہیں اس کی نقل حاصل کر سکتے ہیں۔ اس بارے میں میرے پاس ایک قرارداد آئی ہے ایک قرارداد میاں منظور احمد موہل صاحب کی میرے پاس آئی ہے۔ کیا اس کی کاپی آپ کے پاس ہے؟ تو آپ اسے پڑھ دیجئے وقت میں 15 منٹ کی توسیع کی جاتی ہے۔

میاں منظور احمد موہل -جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ سابقہ اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹی برائے قانون و پارلیمانی امور نے پنجاب اسمبلی کے قواعد انضباط کار کو زیر غور لاکر ان میں مناسب ترامیم کے لئے کارروائی کی تھی اور اس بارے میں کچھ کام بھی ہوا ہے۔ جناب والا نے موجودہ اجلاس میں بھی فرمایا ہے کہ اسمبلی کے قواعد انضباط کار کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور مناسب ترامیم اسمبلی کو پیش کے گی۔ لہٰذا میں قاعدہ 126 کے تحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ معزز ایوان مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کو اختیار دے کہ وہ قواعد انضباط کار پنجاب اسمبلی مجریہ 1973ء کا بغور مطالعہ کر کے تجاویز دے کہ ان قواعد میں کون سی ترمیم بذریعہ قانون سازی کی جائے۔

جناب سپیکر -تو یہ قرارداد جو پیش کی گئی ہے' یہ منظور ہے؟ اس سے کسی کو کوئی اختلاف تو نہیں ہے؟ میں نے پچھلی اسمبلی میں قانون اور پارلیمنٹری امور کی کمیٹی کو task دیا تھا اور انہوں نے اس پر کچھ کام کیا ہے۔ اب دوبارہ یہاں قانون و پارلیمانی امور کی کمیٹی بنائی گئی ہے۔ اس قرارداد کے ذریعے سارا ہاؤس اس کمیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ وہ اس سلسلے میں اپنی میٹنگز منعقد کرے اور ہمارے قواعد کو

جامع انداز میں ترمیم دے تاکہ قواعد آج کی ضروریات کے مطابق up to date ہوں۔
(تحریک منظور کی گئی)
تو یہ اختیار دیا جاتا ہے۔

وزیر قانون -جناب والا' آپ نے دیگر محکموں کے متعلق خصوصی مجالس بنائی تھیں اب مجالس قائمہ بن چکی ہیں۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ جو متعلقہ مجالس قائمہ ہیں' خصوصی مجالس کے بجائے وہ کام ان متعلقہ کمیٹیوں کے سپرد کر دیا جائے تاکہ ان کی کارکردگی جاری ہو سکے۔

میاں منظور احمد موہل -پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا' جب کوئی مجلس خصوصی بن جائے اور کام اس کو تفویض کر دیا جائے' بعد میں وہ ختم نہیں کی جا سکتی۔ آئندہ جو کام ہو گا' وہ متعلقہ سٹینڈنگ مجالس قائمہ کے سپرد ہو گا۔ سپیشل کمیٹی جو ایک دفعہ بن چکی ہے' ہاؤس نے اس کو کام دے دیا ہے' وہ ختم نہیں ہو سکتی۔ یہ رولز کے مطابق ہے۔

جناب سپیکر -میرا خیال یہ ہے کہ یہ مجالس خصوصی جنہیں کام تفویض ہوا ہے' یہ ایوان کی مرضی سے ہی ہوا ہے ہاؤس کی رضامندی سے میں نے وہ مجالس بنائی ہیں اور کام ان کے سپرد ہوا ہے اور اب ایوان کی رضا مندی سے ہی جو کام ان کے سپرد کیا گیا ہے وہ متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹیوں کے سپرد کیا جا سکتا ہے۔ ہاؤس اس سلسلے میں اجازت دے سکتا ہے۔ ہاؤس کے پاس مکمل اختیارات ہیں۔ اس لئے میں وزیر قانون کی تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔ کیا ایوان کو منظور ہے کہ مجالس خصوصی کا کام متعلقہ مجالس قائمہ کو تفویض کیا جائے؟(تحریک منظور کی گئی)

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنے کی معیاد میں توسیع

سردار عاشق حسین گاپانگ -جناب سپیکر' میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ تجارتی حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 84-1983ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی معیاد میں مورخہ 31 دسمبر1991ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر -گوپانگ صاحب ' ابھی تو اس کی نوٹیفکیشن نہیں ہوئی۔ آپ یہ رپورٹ پیش نہیں کر سکتے۔

سردار عاشق حسین گوپانگ -جناب سپیکر' ابھی ایک دو دن پہلے آپ نے خود ہی فرمایا ہے اور ایک بزنس ان کمیٹیوں کے سپرد کیا ہے جو کہ ابھی نہیں ہوئیں- میں نے تو آپ کی صرف بات fallow کیا ہے- کیونکہ آپ نے خود ہی ان کمیٹیوں کے ذمے کام لگایا ہے جو کہ نوٹیفائی نہیں ہوئی ہیں- تو اگر وہ ہو سکتا ہے تو یہ ہو سکتا ہے کہ Public Account Committees کا جو business ہے' وہ lapes نہیں ہوتا ہے- رولز کے مطابق وہ lapes نہیں ہوتا-

جناب سپیکر -سردار صاحب' جن کمیٹیوں کو کام تفویض کیا گیا ہے' وہ تو ہاؤس نے تفویض کیا ہے لیکن وہ کمیٹیاں functional اس وقت ہوں گی جس وقت ان کی نوٹیفکیشن ہو جائے گی-

سردار عاشق حسین گوپانگ -تو اس کا مقصد یہ ہوا کہ جن کمیٹیوں کے ذمے آپ نے آج کام لگایا ہے اس کے لئے ٹائم fix نہیں کیا' وہ میٹنگز نہیں کر سکتیں-

جناب سپیکر -جی وہ میٹنگز کر سکتی ہیں لیکن جس وقت ہم ان کی نوٹیفکیشن کر لیں گے اس کے بعد functional ہوں گی-

سردار عاشق حسین گوپانگ -جناب والا' میں بھی تو وہی عرض کر رہا ہوں- گزارش ہے کہ Public Account Committees' نمبر1 اور نمبر2_ یہ قواعد و ضوابط کے مطابق صرف دو کمیٹیاں ہیں جن کا بزنس lapes نہیں ہوتا- چاہے اسمبلی ٹوٹ جائے' چاہے نئی اسمبلی آجائے تو نئی کمیٹی اس دن سے کام شروع کر دیتی ہے جہاں پر کہ پچھلی کمیٹی نے کام چھوڑا ہوتا ہے- تو سوال صرف اس کے لئے وقت میں توسیع کرنے کا رہ جاتا ہے- اس کے لئے ٹائم فکس ہوتا ہے کہ فلاں تاریخ تک رپورٹ پیش کی جائے- چونکہ آپ نے خود فرمایا کہ ابھی وہ Committees جو نوٹیفائی نہیں ہوئیں .....

جناب سپیکر -آپ وقت کی توسیع کس سلسلے میں چاہتے ہیں؟

سردار عاشق حسین گوپانگ -جناب سپیکر' جیسا کہ میں نے پہلے بھی تحریک پیش کی ہے' ایوان میں اس کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں توسیع درکار ہے- جناب مومل صاحب نے بھی اسی سلسلے میں پہلے ایک قرارداد کے ذریعے ٹائم لیا ہے' وہ بھی ابھی تک نوٹیفائی نہیں ہوئی-

جناب سپیکر -آپ اس کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں توسیع چاہتے ہیں- تو پہلے اس کی میعاد کب تک ہے؟

سردار عاشق حسین گوپانگ -پہلے ایک میعاد 31-12-90 تک تھی- جبکہ اس سے پہلے اسمبلیاں ٹوٹ گئی تھیں- میں اب اس کی میعاد میں توسیع چاہتا ہوں-

جناب سپیکر -تو اس کی میعاد میں توسیع کی کیا ضرورت ہے- اب اگر اس کی نو ٹیفکیشن ہو جاتی ہے تو آپ اس پر کام شروع کر دیجئے- توسیع اگلے اجلاس میں لے لیں-

سردار عاشق حسین گوپانگ -میعاد میں توسیع کے بغیر تو ہم کام جاری نہیں رکھ سکتے- time limit کے بغیر تو جاری نہیں رکھ سکتے-

جناب سپیکر -یہ ایک genuine Problem ہے کہ پی اے سی کام جاری نہیں رکھ سکتی- جب تک اس کو کام کرنے کی extension نہ دی جائے- صورت یہ ہے کہ ابھی اس کے ممبرز کی نو ٹیفکیشن ہوئی نہیں- تو جس وقت تک اس کی نو ٹیفکیشن نہیں ہوتی کوئی ممبر کیسے یہ تحریک کر سکتا ہے؟ کمیٹی کا ممبر وہ کیسے بن سکتا ہے جس وقت تک نو ٹیفکیشن نہ ہو؟ اگر ممبر نہیں بنتا تو کیا ممبر کے بجائے کوئی اور آدمی تحریک کر سکتا ہے؟

سردار عاشق حسین گوپانگ -وہی صورت حال تو میں نے عرض کی ہے اور موہل صاحب کے بارے میں بھی وہی بات سامنے آتی ہے- میں نے تو آپ کے فیصلے اور ایک محترم معزز رکن جو کہ پارلیمانی آداب سے بخوبی واقف ہیں ان کو fallow کیا ہے- میں نے آپ کے فیصلے کو fallow کیا ہے-

میاں منظور احمد موہل -جناب والا- رول 126 کمیٹی کے متعلق نہیں ہے اس میں یہ ہے

The Assembly may, on a motion made by any member, ... remit to the Committee concerned any subjest or matter which may be studied by that Committee with a view to suggesting legislation.

any member یعنی ہاؤس کا any member

..... remit to the committee concerned any subject or matter which may be studied by

that Committee with a view to suggesting legislation.

جس کے تابع میں نے کیا تھا کہ any member میں نے بحیثیت ممبر کے کیا ہے

Not as the member of standing Committee

جناب سپیکر-پھر تو سردار صاحب بھی بطور any member کر سکتے ہیں-

میاں منظور احمد موہل-ہاں- بطور any member کر سکتے ہیں-

جناب سپیکر-تو یہ پیش کر سکتے ہیں- کوئی ضروری نہیں ہے کہ پی اے سی کا ممبر ہو-

میاں منظور احمد موہل-جی ہاں بالکل-

جناب سپیکر-ٹھیک ہے- اس کی extension دینے میں کیا حرج ہے؟ اس کی extension دی جاتی ہے- آپ صاحبان کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے-

آوازیں-کوئی اعتراض نہیں ہے-

جناب سپیکر-اس کی extension دی جاتی ہے-

سردار عاشق حسین گوپانگ-جناب والا' میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ تجارتی حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 84-1983ء اور 85-1984ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 1991ء تک توسیع کر دی جائے-

جناب سپیکر-جی- توسیع کر دی گئی ہے-

سردار عاشق حسین گوپانگ-شکریہ جناب سپیکر!

میاں منظور احمد موہل-جناب سپیکر- میں نے صبح پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا جو کہ اسمبلی کے عملہ کی تنخواہ کے بارے میں تھا- کہ ان کو اعزازیہ دیا جائے- انہوں نے ڈبل کام کیا ہے- پہلے وقت میں بھی اور پچھلے وقت میں یہ بیچارے کام کرتے رہے ہیں- تو آپ نے فرمایا تھا کہ اس پوائنٹ کو ہم آخر میں لیں گے- تو اس میں میری گزارش یہ ہے کہ آپ ان کے حق میں فیصلہ کیجئے-

سید چراغ اکبر شاہ-جناب سپیکر- میں میاں منظور احمد موہل صاحب کی تائید کرتا ہوں کہ اسمبلی

کے عملے کو اعزازیہ دیا جانا چاہئے۔ سپیشل الاؤنس دیا جانا چاہئے۔ انہوں نے بہت محنت کی ہے۔ اور وہ behind the scene رہتے ہیں لیکن ان کی وجہ سے ہی اسمبلی کی کارروائی آسان اور احسن طریقے سے چلائی جاتی ہے۔ اس لئے میں سفارش کرتا ہوں اور تائید کرتا ہوں میاں منظور احمد وٹو صاحب کی تحریک کی .....

سید طاہر احمد شاہ -جناب سپیکر، میں اس کی مزید تائید کرتا ہوں۔

جناب سپیکر -لاء منسٹر صاحب! یہ ایک تجویز آئی ہے۔ اس تجویز کے بارے میں ہاؤس کی کیا رائے ہے؟.....

آوازیں -اعزازیہ دینا چاہئے۔

جناب سپیکر -تو اس میں لاء منسٹر صاحب on behalf of فنانس منسٹر commit کریں اس سیشن کے دوران اسمبلی سیکرٹریٹ کے ملازمین کو اعزازیہ دینے کے بارے میں تجویز آئی ہے تو لاء منسٹر صاحب اس بارے میں گورنمنٹ کے behalf پر commitemt کریں گے تو بات بنے گی۔ سارا اجلاس میں آپ گورنمنٹ کی نمائندگی کرتے رہے ہیں۔ اب بھی آپ گورنمنٹ کی نمائندگی کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور -جناب سپیکر۔ ہاؤس کا جو حکم ہے حکومت اس کی تعمیل کرے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین) ماشاء اللہ بڑے خوبصورت انداز میں ہمارا یہ سیشن چلا ہے۔ اس کی کارکردگی اتنی اچھی رہی ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کسی کو بھی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر -تو یہ ایک مہینے کا اعزازیہ جو ہے اس کے لئے لاء منسٹر صاحب نے گورنمنٹ behalf پر اسمبلی ملازمین کے لئے commitment کی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں شہباز احمد -پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر -میاں شہباز احمد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

میاں شہباز احمد -مہربانی جناب، جناب والا۔ جیسے یہ موسم بہار کا اجلاس خوش اسلوبی سے آپ کی رہنمائی اور امامت میں ہم نے گزارا ہے آج اس اجلاس کا آخر دن ہے اور میں امید کرتا ہوں چونکہ ظہر کی نماز کا وقت بھی ہو گیا ہے کہ جناب سپیکر نماز میں بھی ہماری امامت فرمائیں گے میں آپ کا شکر گزار اور ممنون ہوں گا۔ اور یہ بھی ہمارے لئے ایک یادگار رہے گی۔ اگلا اجلاس تو پتا نہیں آپ کب

بلاتے ہیں۔ رمضان کا مہینہ بھی ہے اور ابھی تک یہاں پر بیٹھے ہوئے بیشتر لوگوں نے نماز نہیں پڑھی اور ظہر کی نماز کے وقت کے لئے یہ ہوتا ہے کہ آدھ گھنٹہ پہلے یا پیچھے ہو جائے تو جماعت ہو سکتی ہے تو میں امید کرتا ہوں کہ آپ آج باجماعت نماز کرائیں گے۔

جناب سپیکر -میاں صاحب! آپ کی تجویز کا شکریہ۔ لاء منسٹر صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔ چودھری فاروق صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ ارشاد فرمائیے۔

چودھری محمد فاروق -جناب سپیکر۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اسمبلی یا ایوان اپنا کوئی business ایسی مجلس کے حوالے نہیں کر سکتا جس کی ابھی نوٹیفکیشن نہ ہوئی ہو۔ یا اس جس کی ابھی تک nomen clature نہیں ہے۔ جس کمیٹی کا کوئی وجود نہیں ہے۔ اس کا پتا نہیں ہے کہ اس کمیٹی کے ممبر کون ہیں۔ کسی کمیٹی کو چیئر کون کر رہا ہے۔ تو جناب سپیکر وہ ایوان میں ابھی تک نہیں آیا۔ تو جس کمیٹی کا نوٹیفکیشن ایوان میں نہیں آیا اس کمیٹی کے سپرد کوئی بزنس ایوان کیسے کر سکتا ہے اس لئے میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ اسمبلی کا بزنس کسی ایسی کمیٹی کے حوالے نہیں کیا جا سکتا۔

میاں منظور احمد موہل -جناب والا' جب ہاؤس کا متفقہ طور پر فیصلہ ہو جائے تو اس پر کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھایا جا سکتا۔

سید طاہر احمد شاہ -جناب والا' میری ایک قرارداد تھی۔

جناب سپیکر -شاہ صاحب! کونسی قرار داد تھی؟

سید طاہر احمد شاہ -جناب میں نے آپ کے حوالے کی تھی۔ (قطع کلامیاں)

چودھری محمد فاروق -جناب والا' آپ نے میرے پوائنٹ آف آرڈر پر رولنگ نہیں دی۔

جناب سپیکر -چودھری صاحب' ہر پوائنٹ آف آرڈر پر رولنگ ضروری نہیں ہوتی۔ وزیر قانون آپ اس بارے میں کچھ فرمانا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور -جی جناب۔

جناب سپیکر -ایوان کا ٹائم پندرہ منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور -جناب سپیکر۔ پنجاب اسمبلی کا موجودہ اجلاس 27 فروری کو شروع ہوا۔ آج 21 مارچ ہے۔ تقریباً" بائیس تیئس دنوں کے بعد آج ہماری اسمبلی prorogue ہو رہی ہے۔

جناب والا' موجودہ اسمبلی کے وجود میں آنے کے بعد یہ اس کا دوسرا اجلاس تھا۔ ایوان کا پہلا اجلاس بنیادی طور پر سپیکر صاحب اور وزیراعلیٰ کے انتخاب کے سلسلے میں ہوا تھا۔ حقیقی معنوں میں یہ اجلاس قانون سازی کے لحاظ سے اور دوسرے کاموں کے لئے اسمبلی بزنس کو نپٹانے کے لئے ہوا ہے۔ اس لحاظ سے یہ پہلا اجلاس تھا۔ جناب والا' حکومت پنجاب کے اکیس محکمہ جات کی کارکردگی کی نسبت معزز ارکان نے دوران سیشن تقریباً" 207 سوالات اٹھائے جن میں سے 155 کے جوابات بھی دئے گئے۔ 462 سوالات کے جوابات آئندہ اجلاس میں دیئے جائیں گے۔ 72 سوالات نا منظور ہوئے۔ 13 سوالات واپس لئے گئے قانون سازی کے ضمن میں جیسا کہ جناب والا' کو معلوم ہے کہ تعلیمی فاؤنڈیشن کے بارہ میں قانون پاس کیا گیا۔ قانون (ترمیم) پنجاب انضباط کارخانہ جات چینی پاس کیا گیا۔ قانون (ترمیم) (ادائیگی) بھتا خصوصی ملازمین پنجاب پاس کیا گیا۔ قانون (ترمیم) (تحفظ' محافظت' نگہداشت و انتظام) جانور ان پنجاب مصدرہ 1990ء پاس کیا گیا۔ مسودہ قانون ترقیاتی ادارہ ڈیرہ غازیخان پاس کیا گیا۔ بیت المال پنجاب کا قانون پاس کیا گیا۔ جناب والا' پنجاب بینک (ترمیم) کا قانون پاس کیا گیا۔ جناب والا' رینٹ ریسٹرکشن (ترمیم) پنجاب مصدرہ 1990 کا قانون پاس کیا گیا اور آج ایک بہت ہی اہم قانون' یہ سارے اپنی اپنی جگہ پر اہم ہیں' لیکن یہ بہت عرصہ سے التواء میں چلا آرہا تھا۔ مسودہ قانون حق شفع پنجاب آج پنجاب اسمبلی نے پاس جناب والا یہ مسودات قانون ایوان سے باقاعدہ طور پر منظور ہو کر قانون کی شکل اختیار کر چکے ہیں جناب والا اس کے علاوہ تقریباً" 45 تحاریک اس ایوان میں پیش ہوئیں جو تقریباً" تمام کی تمام نمٹا دی گئیں اسی کے علاوہ نو قرار دادیں ایوان میں پیش کی گئیں۔ جن میں سے آٹھ قراردادیں ایوان نے منظور کیں اس کے علاوہ 74 تحاریک التوائے کار پیش ہوئی تھیں جن میں سے 31 پر کارروائی ہوئی۔ جناب والا ترامیم پر سیو حاصل بحث ہوئی اس سلسلے میں جناب قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف نے خود اپنے خیالات سے اس ایوان کو آگاہ کیا جناب والا اس سیشن میں پہلی دفعہ Call Attention Notice پیش کیا گیا جس کے ذریعے وزیر اعلیٰ پنجاب نے امن عامہ کی صورتحال پر بحث کے دوران خود اپنے آپ کو پیش کیا اور اب وہ Call Attention Notice کے ذریعے دو دفعہ اس ایوان میں اپنے آپ کو پیش کیا کریں گے۔ ان چند گزارشات کے ساتھ

میں آپ کے توسط سے حزب اقتدار کے دوستوں اور حزب مخالف کے دوستوں کی خدمت میں دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اس ایوان میں جس قدر قانون سازی کا کام اور دیگر امور

مثلاً" تحاریک التوائے کار' تحاریک استحقاق اور قرار دادیں وغیرہ پر اس سیشن میں بھرپور کام ہوا ہے اس کی مثال بہت کم ملتی ہے اس طرح سے اس ایوان کے تمام معزز ممبران مبارکباد کے مستحق ہیں اور جناب والا اس ساری کارکردگی کا سہرا آپ کے سر جاتا ہے جناب والا کی رہ نمائی میں' جناب والا کی قیادت میں اور جناب والا کی سرپرستی سے اس ایوان کی کارکردگی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دن بدن بہترین ہوتی جا رہی ہے اس موقع پر اپوزیشن بھائیوں کا خاص طور پر جناب قائد حزب اختلاف کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بھرپور انداز میں اس ایوان کی کارکردگی میں حصہ لیا۔ ہمارے حزب اقتدار کے بھائیوں نے اس ایوان کی کارروائی میں بھرپور انداز میں حصہ لیا اور وہ بھی مبارکباد کے مستحق ہیں جناب والا اس موقع پر میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ مختلف محکموں کے جو دوست آتے رہے ہیں اور جن کا اسمبلی بزنس ہوتا تھا یا جن کے سوالات ہوتے تھے یا دیگر کام ہوتے تھے وہ سارے کے سارے دلچسپی لیتے رہے ہیں اس پر میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

محکمہ قانون اور پنجاب اسمبلی کے جو ملازمین ہیں انہوں نے بھی اس میں بھرپور حصہ لیا خاص طور پر اس موقع پر اگر میں اپنے صحافی بھائیوں کا ذکر نہ کروں تو یہ بہت ناانصافی ہو گی انہوں نے ہمارے اجلاس میں بیحد دلچسپی لی ہے ہمارے اجلاس کی کارروائی کو بڑے احسن اور خوبصورت طریقے سے ہمارے معزز ارکان اسمبلی کے وقار کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کو قائم رکھنے کی کوشش کی چنانچہ میں ان کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں میں توقع کرتا ہوں جناب والا انشاء اللہ العزیز کہ ہمارا جو موجودہ سیشن ہے اس نے ایک بنیاد فراہم کی ہے اور آئندہ ہماری کوشش ہو گی کہ ہماری کارکردگی اس اجلاس سے بھی زیادہ سود مند ہو۔ آج جناب وزیراعلیٰ کی بڑی خواہش تھی کہ وہ یہاں تشریف لاتے اور ایوان کو اپنے جذبات اور خیالات سے آگاہ فرماتے لیکن آج سی سی آئی کی میٹنگ تھی جس میں ان کا جانا بہت ضروری تھا اس لئے وہ تشریف نہیں لا سکے میں سمجھتا ہوں کہ موقع پر جناب وزیراعلیٰ کو بھی خراج تحسین پیش نہ کروں تو یہ ناانصافی ہو گی انہوں نے اس ایوان کی کارروائی میں بھرپور حصہ لیا اور ان کی کوشش ہوتی تھی کہ روزانہ ایوان کی کارروائی میں بھرپور حصہ لیں اور جب بھی ان کی اس ایوان میں حاضری ضروری ہوتی تھی وہ اس ایوان میں تشریف لاتے رہے اور اس طریقے سے معزز ارکان کے حوصلے بلند ہوئے اور انہوں نے ایوان کی کارروائی میں دلچسپی لی۔

جناب والا' میں ان الفاظ کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں اور ایک بار پھر اپنے تمام معزز اراکین پنجاب اسمبلی کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ شکریہ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر -معزز خواتین و حضرات(یہ ایک Normal سی Wind up نہیں ہے- میں آپ کی احسن کارکردگی اور آپ کے تعاون پر اپنے دل کی گہرائیوں سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس معزز ایوان کی کارکردگی کو اس لحاظ سے بہتر بنانے میں اور اس کے وقار میں اضافہ کرنے میں آپ کا میں دلی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں- اس موسم بہار کے اجلاس میں آپ کی کارکردگی ہر لحاظ سے بہت نمایاں اور مستحسن رہی ہے- آپ ایک ایک چیز کو لیں آپ جمہوری روایات کو لیں ان کو آپ نے انتہائی خوبصورت انداز میں آگے بڑھایا ہے آپ اس اجلاس کی قانون سازی کی بنیادی ذمہ داری کو لیں تو اس میں آپ نے ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے کہ نو مسودات قانون جن میں انتہائی اہمیت کے حامل مسودات قانون ہیں جو کسی بنیادی قانون سازی کی ذمہ داری ہوا کرتا ہے اس کو انتہائی احسن طریقے سے عوامی مفادات کے معاملات سے آپ نے قانون سازی کا رنگ دیا اور آپ اپنی بنیادی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوئے اس پر میں آپ کو دلی طور پر مبارکباد پیش کرتا ہوں- (نعرہ ہائے تحسین)

اس ایوان میں وزیر قانون صاحب نے جن باتوں کا ذکر کیا ہے میں ان کو دہرانا نہیں چاہتا لیکن بلاشبہ اگر آپ اس کو بغور دیکھیں تو یہ پنجاب اسمبلی کی کارکردگی میں ایک سنہرے باب کا اضافہ ہے کہ آپ کی 49 تحاریک استحقاق پیش ہوئیں جو سب کی سب نمٹا دی گئیں ایک بھی تحریک استحقاق ہمارے کسی معزز ممبر کی طرف سے اس وقت باقی نہیں ہے- (نعرہ ہائے تحسین) اور 130 تحاریک التواء اس دفعہ نمٹائی گئی ہیں یہ بھی آپ کے اس اجلاس کا ریکارڈ ہے جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے فرمایا میں اس میں اضافہ کرونگا کہ قائد ایوان کی جمہوری روایات سے اور ان کی دلچسپی کی بدولت پنجاب اسمبلی جمہوری اور پارلیمانی روایات میں آگے بڑھی ہے اور اس میں Call Attention Noticeکو متعارف کر کے پاکستان کی پارلیمانی اور جمہوری روایات میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا-

(نعرہ ہائے تحسین)

اس پر میں پنجاب اسمبلی کو بھرپور انداز میں Credit دیتا ہوں کہ آپ نے نئے باب کا اضافہ کیا اور قائد ایوان جن کا یہ initiative تھا اور جنہوں نے صحیح معنوں میں اپنے طور پر اور امن عامہ کی صورت حال پر وقت دینے کے لئے اپنے آپ کو پابند کیا میں سمجھتا ہوں کہ یہ انہوں نے زبردست

کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔

اس اجلاس میں ہاؤس کا ڈیکورم ہر لحاظ سے مثالی رہا۔ آپس میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی ورکنگ اور آپس میں انڈر سٹینڈنگ قائد ایوان کی اور قائد حزب اختلاف کی انڈر سٹینڈنگ' وزیر قانون کی اور قائد حزب اختلاف کی انڈر سٹینڈنگ' حزب اقتدار کی اور حزب اختلاف کی اسمبلی کے معاملات میں افہام و تفہیم کی فضا جس طریقے سے ہمارے ہاں اس اجلاس میں رہی ہے یہ ہر لحاظ سے قابل ستائش ہے۔ اس میں جناب رانا اکرام ربانی خان جو ہمارے نہایت ہی محترم قائد حزب اختلاف ہیں میں ان کو دل کی گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

انہوں نے اپنی شرافت سے' اپنی متانت سے اسمبلی کے معاملات میں سنجیدہ طرز عمل اختیار کر کے اس میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے اور میں یہاں بتانا چاہتا ہوں کہ ننھی منی سی اپوزیشن جو ہے اس میں' میں دیکھ رہا ہوں کہ نیا جوہر' خوبصورت جوہر' آگے بڑھنے کی تمنا' پارلیمنٹیرین بننے کی آرزو' اور اس میں کوشش اور ہمت کر کے رانا ثناء اللہ خان جیسے لوگ' اس میں غلام سرور خان جیسے لوگ' اس میں سید چراغ اکبر شاہ جیسے لوگ اور دیگر دوست جو ہیں وہ بھی اپنے طور پر کوشش کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی معزز جمہوری ایوان میں حزب اختلاف کا وجود' اور اس کی موثر کارکردگی اس ایوان کی کارکردگی کو چار چاند لگاتی ہے۔ مجھے توقع ہے کہ حزب اختلاف جو تعداد کے لحاظ سے مختصر ہے کارکردگی کے لحاظ سے انشاء اللہ تعالیٰ یہ ایک موثر حزب اختلاف ہو گی۔ اور حکومت کو اور حزب اقتدار کو بھی کام کرنے اور ان کو اپنی کارکردگی میں نکھار لانے میں اور حکومتی معاملات میں ایک نکھار پیدا کرنے میں ان کی معاون ثابت ہو گی۔

میں یہاں یہ کہنے میں کوئی تامل محسوس نہیں کرتا کہ کچھ حضرات نے اس ایوان میں اس دفعہ زبردست انداز میں Contribution کی ہے اور ان میں سے کچھ صاحبان اس وقت موجود ہیں اور کچھ صاحبان موجود نہیں ہیں۔ جن کا نام آگے آجائے یا جن کا نام پیچھے آجائے تو آپ ایسا خیال نہ کیجئے کہ میں نے کسی کو پیچھے کیا ہے یا کسی کو آگے کیا ہے۔ جن کے نام میں لینا چاہتا ہوں وہ میں اس لحاظ سے لینا چاہتا ہوں کہ ان کو کام کرنے کا ایک نیا جذبہ عطا کیا جائے اور جن صاحبان کے نام نہ لوں وہ یہ خیال نہ کریں کہ میں نے ان کا نام نہیں لیا اس لئے میرے دل میں ان کی عزت' احترام یا ان کے

وقار میں کسی قسم کا کوئی فرق ہے لیکن یہ میری دلی آرزو ہے۔ یہ نام میں اس لئے لے رہا ہوں اور کچھ دوستوں کے نام اس لئے نہیں لے رہا کہ جن کے نام میں نہ لوں وہ بھی ذرا آگے بڑھیں۔ وہ بھی ہمت کے ساتھ' جرات کے ساتھ' ذرا محنت کر کے اسمبلی کی کارروائی میں دلچسپی لے کر اپنے آپ کو اس اسمبلی میں بیٹھنے اور اس کی کارروائی کو زیادہ سے زیادہ موثر انداز میں آگے بڑھانے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ تو اس میں یہ نام ہیں:۔

چودھری محمد فاروق' میاں منظور احمد موہل' ہماری بہن محترمہ فوزیہ بہرام' جناب ارشاد حسین سیٹھی' رانا ثناء اللہ خان' جناب فرید احمد پراچہ' جناب سکندر حیات ملھی' جناب ڈاکٹر خاور علی شاہ' میاں محمود احمد' جناب واجد علی خان' جناب غلام سرور خان' جناب سید چراغ اکبر شاہ' چودھری شوکت داود' سید طاہر احمد شاہ' سردار عاشق حسین گوپانگ' راجہ خلیق اللہ خان' ملک احمد علی اولک' ڈاکٹر محمد شفیق' ڈاکٹر افضل اعزاز' شیخ طاہر رشید' چودھری محمد حنیف' چودھری صداقت علی' سہیل ضیاء بٹ' ایس اے حمید' جناب ریاض فتیانہ'

یہ صاحبان جو ہیں انہوں نے اس اجلاس میں Contribute کیا ہے اگر کچھ دوستوں کے نام رہ گئے ہوں کیونکہ انسان غلطی کر سکتا ہے ان کے نام رہ گئے ہوں تو وہ مجھے ضرور پوائنٹ آؤٹ کریں کہ کسی دوست نے اس اجلاس میں Contribute کیا ہے اور میں نے ان کا نام نہیں لیا۔ یہ بات نہایت خوش آئند ہے۔ .....

جناب ممتاز علی -جناب سپیکر' ان سب کو ایوارڈ دیئے جائیں۔

جناب سپیکر -یہ آپ نے میری بات کو سمجھا اور محسوس کیا ہے کہ میں نے ان دوستوں کا نام اس لئے لیا ہے کہ جن کا نام نہیں لیا وہ کوشش کریں اور ہمت کر کے آگے بڑھیں تاکہ اگلی دفعہ ہاؤس میں' ان کا نام لے سکوں۔ اس میں' میں وزراء صاحبان کی یہاں کی کارکردگی کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ اس دفعہ ہمارے وزراء نے بڑی ہمت کے ساتھ اپنے اپنے محکمہ جات کے سوالات کے جوابات دیئے ہیں اور گورنمنٹ کا انہوں نے دفاع کیا ہے اس میں کسی جگہ پر اگر آپ نے کوئی کمزور دیکھی ہے' کہیں کوتاہی دیکھی ہے تو یقیناً" مجھے امید ہے کہ اگلی دفعہ سوالات کے جوابات کے بارے میں ہمارے متعلقہ محکمہ جات پہلے کی نسبت اس کو زیادہ serious لیں گے اور اس پر زیادہ محنت کر کے accurate جواب جو ہیں وہ اس ہاؤس کو اطلاع کے لئے بہم پہنچائے جائیں گے۔ میں وزراء صاحبان کی کارکردگی

پر بھی ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ ہمارے پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کچھ نئے آئے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ وہ بھی کام کرنا چاہتے ہیں' کوشش کر رہے ہیں' contribute کرنا چاہتے ہیں۔ گورنمنٹ کا نقطہ نظر وزراء کی نسبت اپنے سر لے کر وہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کی بھی کارکردگی کو جنہوں نے اس اجلاس میں شرکت کی میں اسے بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور جناب لاء منسٹر صاحب کو خصوصی طور پر میں سمجھتا ہوں کہ قائد ایوان کے بعد وزیر قانون و پارلیمانی امور صحیح معنوں میں قائم مقام قائد ایوان ہوا کرتے ہیں اور سردار دریشک صاحب جس محنت سے' جس خلوص سے اور جس لگن سے ایوان کی کارروائی میں دلچسپی لیتے ہیں جس طریقے سے وہ چیئر کے ساتھ تعاون کرتے ہیں میں دلی طور پر ان کی اس حسن کارکردگی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائد ایوان کا میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں کہ وہ صحیح معنوں میں ایک Democrate ہیں اور جمہوری روح کو اپنائے ہوئے ہیں اور اس لحاظ سے ان کی ایوان کی کارروائی میں دلچسپی اور ایوان میں ان کا موجود رہنا اور حزب اختلاف کے نقطہ نظر کو سمجھنا اور اس کو تسلیم کرنا اور اس کی عزت کرنا یہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ قائد ایوان کا طرہ امتیاز ہے میں ان کی عدم موجودگی میں ان کی ان کاوشوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ یہاں ہمارے محکمہ جات کے جو آفیسرز ہیں جنہوں نے اپنے اپنے محکمہ جات کو Defend کرنے کے لئے ان کی معاونت کی میں ان سرکاری آفیسروں کا اور ان کے اہلکاروں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنی معاونت سے پنجاب اسمبلی کی کارروائی کو مفید بنانے کی کوشش کی۔

میں پنجاب اسمبلی سیکرٹریٹ کے آفیسرز اور اہلکاروں کی کارکردگی کو اور خصوصی طور پر ان کی دن رات کی محنت کو دلی طور پر قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور جس طریقے سے انہوں نے محنت اور

کوشش کی آپ نے بھی ہمیشہ اس معزز ایوان نے ان کی قدر افزائی کی' ان کی عزت افزائی کی اور آپ نے ہمیشہ صرف زبانی طور پر ان کی کارکردگی کو سراہا بلکہ عملی طور پر ان کی مدد کی اور ان کو Financial Aid بھی بہم پہنچائی تو اس کے لئے ان کی کارکردگی بھی قابل تحسین ہے۔

محکمہ قانون و پارلیمانی امور کے افسروں کی کارکردگی بالخصوص قابل تحسین ہے کہ وہ اسمبلی کی

معاونت کرتے ہیں اور اپنی ماہرانہ رائے سے نوازتے ہیں۔ میں پریس گیلری میں بیٹھنے والے اپنے دوستوں کا بھی دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ابتداء میں' میں نے پوائنٹ آؤٹ کیا تھا کہ اس دفعہ پنجاب اسمبلی کے اجلاس کی Coverage اخبارات میں بلاک کی صورت میں کی جائے۔ جن اخبارات نے بلاک کی صورت میں Coverage کی ہے میں دلی طور پر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کی اس کاوش پر ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اس لئے کہ پنجاب اسمبلی کی Coverage درحقیقت پاکستان کے ساڑھے پانچ کروڑ عوام کی Coverage ہے۔ کیونکہ پنجاب اسمبلی کے 240 اراکین پنجاب کے ساڑھے پانچ کروڑ عوام کے نمائندے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اور ان کی عزت ان کا احترام اور ان کے احساسات اور ان کی خواہشات ان کے جذبات صرف 240 معزز اراکین کے جذبات اور احساسات نہیں ہیں۔ بلکہ پاکستان کے ساڑھے پانچ کروڑ عوام کے احساسات ہیں اور ان کے جذبات ہیں۔ اس Coverage میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے مفاد میں ہے اور آزادی صحافت کے مفاد میں ہے۔ میں ممنون ہوں سارے پریس کے دوستوں کا کہ انہوں نے اپنے اپنے انداز میں' خوبصورت انداز میں Coverage کی۔ ایک دو معاملات جو پنجاب اسمبلی میں آئے' جس سے ہمارے پنجاب اسمبلی کے دوست سمجھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی' پریس کے دوست سمجھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ اس بارے میں تھوڑی سی سختی ہوئی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ مل جل کر بھائی چارے کی فضا میں ان معاملات کو حل کریں گے۔ کسی کو بھی یہ احساس نہیں ہونا چاہئے کہ پنجاب اسمبلی کسی کے حقوق غصب کرنے کیلئے ہے۔ کسی کے ساتھ زیادتی کرنے کے لئے ہے۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی صحافیوں کے حقوق کی علمبردار ہے اور وہ آزاد صحافت کو یقینی بنانا چاہتی ہے اور ان کو ہر قسم کا تحفظ دینا چاہتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس کے ساتھ ہی میں نے ہاؤس کمیٹی تشکیل دینی ہے۔ باقی کمیٹیوں کا جہاں ذکر آیا ہے وزیر قانون و پارلیمانی امور نے ان کا ذکر کیا ہے اور میں نے اس کے نو ٹیفیکشنز کا ذکر کیا ہے۔ میرے پاس ان

کمیٹیوں کے نام ابھی آگئے ہیں۔ ابھی ہم اس کا نو ٹیفکیشن کر دیتے ہیں۔ اور پنجاب اسمبلی کی یہ مجالس قائمہ آج سے معرض وجود میں آجائیں گی۔ اس میں ہاؤس کمیٹی میں' میں کچھ ایسے صاحبان کو رکھنا چاہتا ہوں جو پنجاب اسمبلی کی بلڈنگ کی توسیع میں دلچسپی رکھتے ہوں۔ کچھ لوگوں نے اپنی دلچسپی کا اظہار کیا ہے جس میں ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب ہیں۔ ہاؤس کمیٹی کو سپیکر نے بنانا ہوتا ہے۔ میں اس میں

ان دوستوں کو شامل کرنا چاہتا ہوں جو پیپلز ہاؤس کے معاملات کو درست کرنا چاہتے ہیں۔ جو وہاں پیپلز ہاؤس میں رہتے ہیں اور وہاں کے معاملات کو درست کرنا چاہتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ کچھ معاملات اس دفعہ لازمی طور پر ٹھیک ہو جائیں۔ مثلاً" وہاں پر کھانے پینے کا جو بندوبست ہے میں اس کو ہر حالت میں ٹھیک کرنا چاہتا ہوں۔ اس سلسلے میں' میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ میں سے وہ صاحبان مجھے اپنا نام دیں جو اس میں دلچسپی لینا چاہتے ہیں اور جو اسمبلی کی بلڈنگ کی توسیع میں دلچسپی لیں گے۔ وقت دیں گے اور پیپلز ہاؤس کی ورکنگ میں ہمارے دوستوں کو سہولت دینے میں معاونت کر سکیں گے۔ اس میں میں نے ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب کا نام شامل کیا ہے۔ سردار حسن اختر صاحب کا نام میں نے اس میں شامل کیا ہے۔ حزب اختلاف کی طرف سے میں نے ہاؤس کمیٹی میں سید چراغ اکبر شاہ صاحب کا نام شامل کیا ہے۔ سردار عاشق حسین گوپانگ آپ سے میں پوچھنا چاہوں گا کہ آپ پیپلز ہاؤس میں رہتے ہیں؟

سردار عاشق حسین گوپانگ -جی ہاں۔

جناب سپیکر -اور کوئی دوست جو پیپلز ہاؤس میں رہتے ہوں؟ میاں منظور احمد موہل بھی پیپلز ہاؤس میں رہتے ہیں۔

جناب سعید احمد قریشی -میرا نام بھی شامل کر لیں۔

جناب سپیکر -جی قریشی صاحب کا نام میں اس میں شامل کر لیتا ہوں۔ میرے خیال میں اب نام پورے ہو گئے؟ سعید احمد قریشی صاحب۔ میاں منظور احمد موہل صاحب ایک صاحب اور اپنا نام شامل کروا لیں؟

آوازیں -سید طاہر احمد شاہ کا نام شامل کر لیں۔

جناب سپیکر -سید طاہر احمد شاہ صاحب کا نام شامل کر لیتے ہیں۔

اسمبلی کی توسیع کا کام ہم تیزی سے کرنا چاہتے ہیں تاکہ اسمبلی بلڈنگ کی توسیع اس انداز میں ہو جائے کہ آئندہ سو سال تک کے آنے والے Legislaters کی ضروریات کو پورا کر سکے میں نے اپنے غیر ملکی دوروں کے تجربات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے' میں نے دو تین مجالس قائمہ کی تجاویز پیش کی ہیں۔ میں نے اس کے بارے میں وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی لکھا ہے۔ وزیر قانون کو بھی میں نے اس کی

اطلاع دی ہے۔ جو کمیٹی مجالس قائمہ کو Discuss کر رہی تھی میں ان کے بھی نوٹس میں لایا ہوں۔ میں آپ کے نوٹس میں اس لئے لانا چاہتا ہوں کہ آپ بھی اس پر غور کیجئے۔ اگر آپ سمجھتے ہوں کہ کمیٹیاں مفید ہیں تو پھر ہم ان کو Discuss کر سکتے ہیں۔

میں نے دیکھا ہے کہ انڈیا میں ایک بجٹ کمیٹی ہے جو ہماری موجودہ مجالس قائمہ ہیں یہ ان کے علاوہ ہے۔ ایک بجٹ کمیٹی ہے اور Petition Committee ہے' کچھ ان کی جو صوبائی اسمبلیاں ہیں ان میں Petition Committees ہیں۔ Petition Committee سرحد کی اسمبلی میں بھی موجود ہے اور بجٹ کمیٹی انڈیا کی کئی اسمبلیوں میں موجود ہے۔ اس کی کارکردگی کے بارے میں اپنے سری لنکا کے دورے کے دوران میں نے ان کے ساتھ میٹنگیں بھی کیں اور کافی معلومات حاصل کیں۔ اس میں یہ ہے کہ ہمارے ہاں بجٹ کے بارے میں ایک مخصوص طریق کار ہے۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ کے آفیسرز بجٹ بنا دیتے ہیں اور وہ بجٹ وزیر خزانہ پیش کر دیتے ہیں اور حکومتی پارٹی نے اس کا دفاع کرنا ہوتا ہے۔ اپوزیشن اس پر تنقید کر کے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتی۔ اس لئے کہ ان کی تعداد تھوڑی ہوتی ہے۔ اور بجٹ کو پاس کرنا حکومتی پارٹی کی ذمہ داری بن جاتی ہے کیونکہ بجٹ ان کی گورنمنٹ کا ہوتا ہے۔ اس میں وہ کسی قسم کی تبدیلی کر نہیں سکتے اس لئے عملاً" ہمارے محکمہ خزانہ کے افسران جو بجٹ بنا دیتے ہیں۔ من و عن وہ بجٹ ہاؤس میں پاس ہو جاتا ہے اور اس میں عوامی احتساب' عوامی نمائندوں کی اس بجٹ میں کسی قسم کی رائے اور شمولیت کسی طرح سے ہو نہیں سکتی۔ اور بجٹ ہی اہم چیز ہے۔ ایک دفعہ وہ بجٹ آدھے گھنٹے کیلئے کابینہ کی میٹنگ میں جاتا ہے لہٰذا کابینہ میٹنگ میں بھی اس پر کتنا غور کیا جا سکتا ہے؟ یہ ہمارے دوست وزراء صاحبان جو یہاں تشریف رکھتے ہیں ان کو علم ہے۔ تو وہاں انڈیا میں یہ ہے کہ بجٹ فنانس منسٹر پیش کر دے اور پیش کرنے کے بعد ہاؤس دس پندرہ روز کے لئے ملتوی ہو جائے۔ بجٹ کمیٹی اس میں اپنی میٹنگیں شروع کر دے۔ اور میٹنگ اس انداز میں شروع کرے کہ ایک ایک محکمے کو بلا کر ان سے وہ دریافت کرے کہ آپ کی یہ Demands ہیں

بتایئے اس کی Justification کیا ہے؟ آپ کی جو پچھلے سال Demands تھیں ان میں آپ کے lapses کتنے ہیں؟ پچھلے سال اگر آپ کے lapses ہیں تو اس سال آپ کی کیا Justification ہے کہ آپ ہم سے پیسے مانگتے ہیں وہ بجٹ کمیٹی فنانس ڈیپارٹمنٹ کی ایک ایک ڈیمانڈ کی چھان بین کرے۔ اور غور و خوض کرنے کے بعد اپنی سفارشات کے ساتھ اس کو گورنمنٹ کو دے اور گورنمنٹ دوبارہ

بجٹ کو اس شکل میں جو اس بجٹ کمیٹی کی چھان بین کے بعد ہاؤس میں آئے اور اس کو پھر ہاؤس میں پیش کرے اور اس کو پاس کیا جائے۔

یہ ایک تجویز ہے ابھی اس پر کسی تبصرے کی ضرورت نہیں ہے اس پر آپ غور کیجئے۔ غور کر کے اگلے اجلاس میں اگر مناسب ہو تو اسے اپنا لیا جائے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

دوسری ایک Petition Committee ہے۔ Petition Committee یہ ہے اس کی روح جو ہے وہ میں نے دیکھی ہے اور میں نے ذاتی طور پر اسے سراہا ہے۔ اس کی روح جو ہے وہ یہ ہے کہ عوام الناس' عام انسان جو ہے' اس کے لئے اسمبلی کی ایک ایسی کمیٹی ہو جس کے سامنے عام انسان اپنی درخواستیں لیکر اپنی Petition ان کو دے سکے۔ عام آدمی جو ہے وہ اس کمیٹی کے پاس اپنی مشکلات اپنی تکالیف کی درخواستیں' اپنے مسائل کی درخواستیں بھجوا سکیں۔ اور وہ کمیٹی ان کی انفرادی یا اجتماعی درخواستوں پر غور کرے۔ اور وہ کمیٹی ان پر مناسب آرڈر جاری کرے تاکہ عوام الناس کی جو تکالیف ہیں یا ان کے مسائل ہیں ان کو پنجاب کے لیول پر حل کرنے کی کوشش کرے۔ اس کی روح جو ہے وہ یہ ہے کہ اسمبلی پر عوام کی نگاہ کو Focus کیا جائے۔ لوگ اپنے نمائندوں کے ذریعے بھی اپنے معاملات کو چلائیں لیکن براہ راست اسمبلی سے بھی عوام کا ایک تعلق ہو جائے جس تعلق کی بناء پر اسمبلی کی وہ کمیٹی عوام الناس کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرے۔ یہ ایک تجویز ہے۔

کچھ اور سفارشات جو میں نے گورنمنٹ کو دی ہیں۔ ان میں سے مختصراً میں آپ کے نوٹ میں لانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہیں کہ انڈیا میں جو میں نے دیکھا ہے کہ جو اسمبلی کا ممبر ہے اس کو حکومت گھر بنانے کے لئے قرضہ دیتی ہے۔ مثلاً ہمارے بعض ممبران ایسے ہیں کہ جن کے پاس اپنا کوئی گھر نہیں ہے۔ یہ درست بات ہے کہ ہمارے وزیراعلیٰ کے پاس بھی لاہور میں اپنا گھر نہیں ہے۔ گھر بنانا ہر انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ اس کے لئے ممبران کو حکومت کی طرف سے قرضہ دیا جا سکے اور ان

کی تنخواہ میں سے پیسے کٹتے رہیں۔ ان کو ضرورت کے مطابق پانچ سات لاکھ روپے کا قرضہ مل جائے جس سے وہ اپنا گھر بنا سکیں۔ ایک بات میں نے انڈیا میں دیکھی ہے جو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ممبر گاڑی خریدنا چاہتا ہو جو ممبر کسی گڑبڑ میں ملوث نہیں ہوتے ان کے وسائل محدود ہوتے ہیں وہ حکومت کو درخواست دے۔ اس کو حکومت قرضہ دے دے اور اس کی تنخواہ میں سے پیسے کٹتے رہیں۔

وہاں میں نے ایک یہ پریکٹس بھی دیکھی ہے کہ جو ممبر فوت ہو جائے اس کا قرضہ گورنمنٹ معاف کر دیتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک دو چیزیں جو میرے مشاہدے میں ہیں وہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے ملکوں میں یہ پریکٹس ہے کہ جو ایک دفعہ ممبر اسمبلی بننے کے بعد ممبر نہیں رہتے ان کے ساتھ وی آئی پی کا سلوک ہوتا ہے۔ مثلاً" ہماری قومی اسمبلی نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ سینٹ کے اور قومی اسمبلی کے سابقہ ممبرز کو پاکستان میں VIP Treatment ملے گا۔ انڈیا میں میں نے دیکھا ہے کہ وہاں کے حالات ہمارے جیسے ہیں۔ ان کی صوبائی اسمبلیوں کے سابقہ ممبران کو بھی وی آئی پی سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے ہمارے ہاں یہاں پاکستان میں بھی پرانے ممبران کو وی آئی پی کا درجہ ملنا چاہئے۔ اس کے علاوہ ایک چیز جو میں نے ہندوستان کی تمام صوبائی اسمبلیوں میں دیکھی ہے وہ یہ ہے کہ وہاں جو اسمبلی کے ایک دفعہ ممبر بن جائیں ان کو پینشن دی جاتی ہے اور وہ پینشن اس طریقے سے دی جاتی ہے کہ مثلاً" ایک ہزار پینشن ہے۔ میں نے جناب وزیراعلیٰ کو یہ تجویز لکھ کر بھیج دی ہے کہ پنجاب میں بھی ہم اس سکیم کو لاگو کریں۔ یہ تجویز جمہوری سیٹ اپ کو مضبوط کرنے کے لئے ہے یہ کسی انفرادی طور پر کسی ممبر کو سپورٹ کرنے والی بات نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک سلسلہ بڑھانے والی بات ہے۔ اور جمہوری عمل کو مضبوط کرنے والی بات ہے۔ legislators کی اس میں involvement کرنے والی بات ہے۔ ان کی خدمات کو بھی تسلیم کیا جائے کہ انہوں نے اپنی سروسز render کی ہیں۔ میں نے یہ تجویز کیا ہے کہ کم از کم؟ ایک ہزار روپیہ ماہانہ پینشن کے لئے مخصوص کیا جائے۔ اور اس کے علاوہ جتنے سال ان کا بطور ممبر جتنا عرصہ ہے اس کے لئے دو سو روپیہ فی سال کے حساب سے اس میں اضافہ کیا جائے۔ مثلاً" ایک ممبر کا تین سال بطور ممبر کے عرصہ ہے اس کے لئے چھ سو روپے کا اضافہ کر دیا جائے۔ ایک ممبر کا اگر دس سال کا قیام ہے تو ہزار کے ساتھ دو ہزار کا اضافہ کر دیا جائے۔ جو روایات میں نے انڈیا میں دیکھی ہیں وہ میں نے یہاں بیان کی ہیں۔ ہم انہیں تبدیل بھی کر سکتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم ان کو سو فیصدی ہی اپنائیں۔ اس کے علاوہ انڈیا میں سابقہ ممبران کو طبی سہولیات بھی مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ سری لنکا اور دوسرے ممبالک میں سابقہ ممبران کو گاڑیوں یا بسوں کے ذریعے مفت سفر کی سہولت بھی فراہم کی جاتی ہے۔ اس میں بذریعہ جہاز سفر شامل نہیں ہے۔ یہ چند ایک میرے مشاہدات تھے جو میں نے آپ کو بتانا بہتر سمجھا ہے۔ میں نے اس سلسلہ میں اپنی سفارشات سے حکومت کو بھی اور قائد ایوان کو بھی آگاہ کر دیا ہے۔ یہ میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ اور

معزز حضرات میں آپ سب کا دلی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں اس تعاون کا جو میرے ساتھ آپ نے کیا۔ میں دلی طور پر آپ کا ممنون ہوں۔ اب میں گورنر صاحب کی طرف سے اسمبلی کو غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کرنے کا آڈر پڑھتا ہوں۔

In exercise of the powers conferred by Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan I, Mian Muhammad Azhar, Governor of the Punjab, hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab on Thursday, the 21st March, 1991 after the completion of the business on that day.

(Mr speaker adjourned the Assembly sinedie)

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی غیر معینہ مدت کے لئے مدت ملتوی کی گئی)